

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تاریخ ابن خلدون

۳۵۰ھ اور ۸۰۰ھ کے درمیان دنیائے عرب میں پائے جانے
والے مختلف قبیلوں اور ان کی حکومتوں کے حالات
تصنیف:

رئیس النورحین علامہ عبد الرحمن ابن خلدون
(۷۳۲-۸۰۸)

نقش اکسپریس
اردو بازار کراچی طبعی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَذَكِّرْهُمْ بِأَيِّمِ اللَّهِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّحُلِّ صَبَآرٍ شُكُورٍ

تاریخ العرب و خاندان

حصہ دوازدہم

۳۵۰ء اور ۸۰۰ء کے درمیان دنیائے عرب میں
پائے جانے والے مختلف قبیلوں اور ان کی حکومتوں کے
حالات

{ ۳۵۰ء سے ۸۰۰ء تک دنیا کے عرب میں پائے جانے والے ان قبیلوں کے سربراہوں اور ان کی
حکومتوں کا حال بیان کیا گیا ہے۔ جن کو مؤرخوں نے تاریخ میں بہت کم جگہ دی ہے }

تصنیف، رئیس المؤرخین علامہ عبد الرحمن ابن خلدون
(۸۰۸-۷۴۲)

ترجمہ و تبویب، مولانا اختر فتح پوری

نفس اکابر کراچی طبعی

کتاب العبد و دیوان المبتداء والخیر
من احوال العرب والعجم والبربر ومن عاصرهم من
ملوک التتر یعنی علامہ ابن خلدون کی کتاب التتواریخ

اردو ترجمہ کے جملہ حقوق قانونی اشاعت و طباعت دہی
تصحیح و ترتیب و تبویب کے

جوہدری طارق اقبال گاہندری
مالک نفیس اکیڈمی۔ اردو بازار کراچی محفوظ ہیں

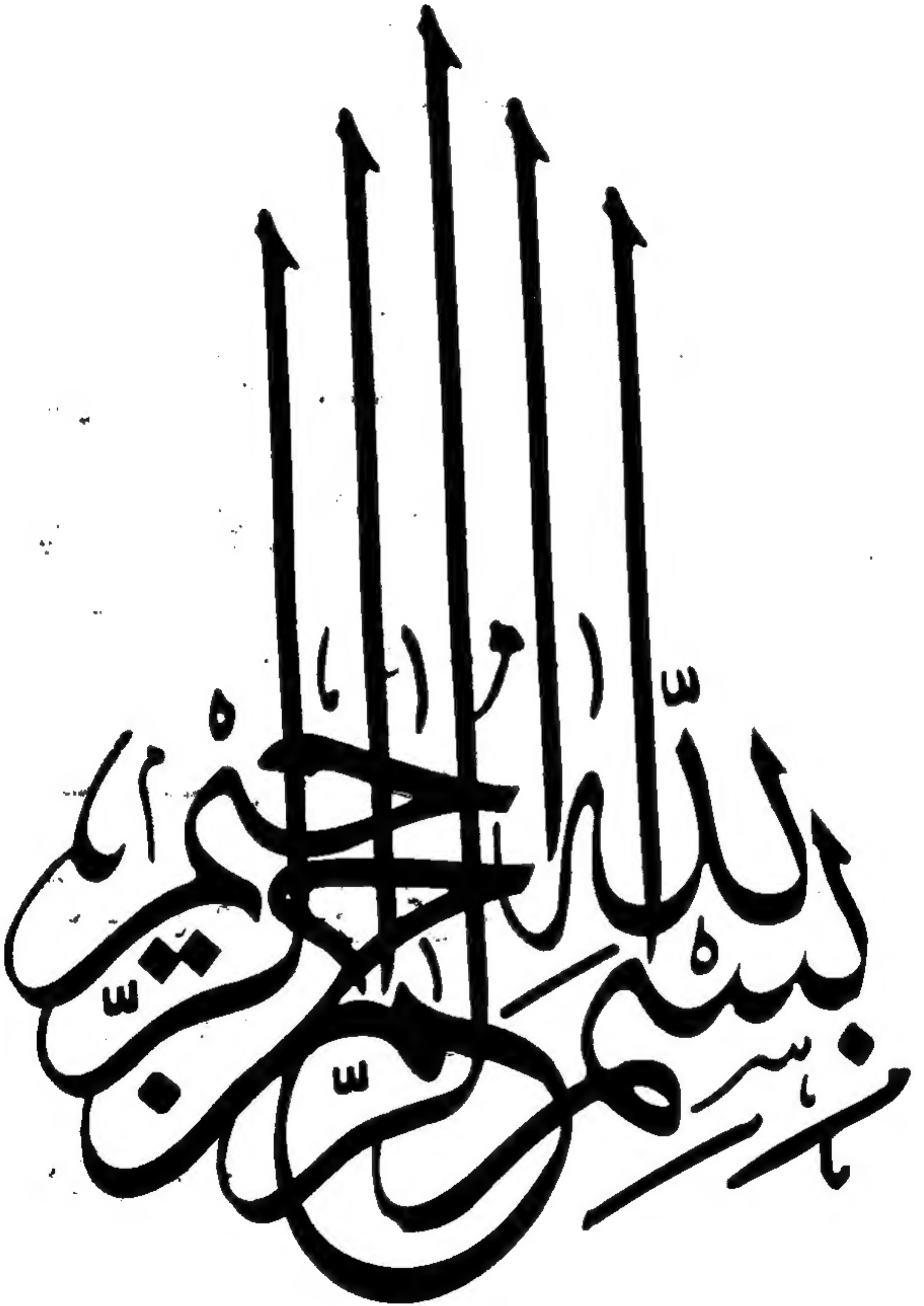
نام کتاب: تاریخ ابن خلدون
مصنف: رئیس المورخین علامہ عبدالرحمن بن خلدون
ناشر: نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی
طبع: جدید کمپیوٹر ایڈیشن جنوری ۲۰۰۳ء
ایڈیشن: آفست

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

انتساب

میں اس ضخیم کتاب کو اپنے والد گرامی جناب
چوہدری اقبال سلیم گاہندری کے نام معنون
کرتا ہوں کہ انہوں نے سب سے پہلے اس
کے ترجمے کی ضرورت اور اہمیت کو محسوس کیا
تھا۔ میں گارو حانی فیض تھا کہ مجھے اس کی تمام
جلدوں کا ترجمہ کروانے اور شائع کرنے کی
توفیق عطا ہوئی۔

طارق اقبال گاہندری



عرضِ ناشر

۳۵۰ھ اور ۸۰۰ھ کے درمیان

دُنیاۓ عرب میں پائے جانے والے مختلف قبیلوں اور

اُن کی حکومتوں کے حالات

یہ ابن خلدون کی تاریخ کی بارہویں اور آخری جلد ہے۔ اس سے پہلے کہ اس کے بارے میں کسی قسم کی گفتگو کی جائے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ نویسی کی ابتداء اور ابن خلدون کے سوانحی حالات لکھ دیئے جائیں۔ رسول کریم کی بعثت کے وقت سے مسلمانوں میں تاریخ سے دلچسپی پیدا ہو گئی تھی اس کی ابتدا کس طریقے پر ہوئی۔ یہ سوال کرتے وقت ہمارا ذہن ان واقعات اور غزوات کی طرف جاتا ہے جن کو صحابہؓ سینہ بہ سینہ مختلف شہروں کے لوگوں تک پہنچاتے تھے اور اس طرح واقعات و کوائف کا ایک مستند ذخیرہ فراہم کر دیا جاتا تھا، جمع حدیث و تدوین حدیث اسی نوعیت کا واقعہ ہے اس کے بعد لوگوں نے سیرت و مخازی رسولؐ پر توجہ کی اور اس سلسلے میں سب سے پہلا نام محمد بن اسحاق اور ابن ہشام کا لیا جاتا ہے جن کی تصانیف نفوذِ زمانی اور بیانِ مطالب کے لحاظ سے دنیا بھر میں مستند سمجھی جاتی ہیں اس کے بعد بنو امیہ کے دور میں ملوک و سلاطین کے بارے میں کتابیں لکھی جانی لگیں اور پھر ان کی اتنی کثرت ہو گئی کہ ان کی صحیح تعداد بتانا مشکل ہے اس دور میں بعض شہروں میں ایسے بھی کتب خانے تھے جن میں تاریخ کے موضوع پر سینکڑوں کی تعداد میں کتابیں موجود تھیں لیکن زمانے نے ان کو محفوظ نہیں رکھا۔ جو محفوظ رہ گئیں اس میں اُن کی مقبولیت کا سب سے بڑا دخل تھا۔ ان کی نقلیں شہروں شہروں پہنچ گئی تھیں لوگ ان کو بڑے بڑے کاتبوں سے لکھواتے اور اپنے اپنے کتب خانوں میں محفوظ کرتے رہتے تھے۔

ابن خلدون نے مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ کا سفر کیا تھا وہاں کے رہنے والوں سے ملاقاتیں کی تھیں۔ سلاطین اور حاکموں کے درباروں میں شریک ہوا تھا اس لئے اس کو جو معلومات مہیا ہو سکتی تھیں۔ دوسروں کے لئے ممکن نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس قسم کے بیانات ہر قسم کے شکوک و شبہات سے بالاتر ہیں۔ خصوصاً یہ جلد جو اس عہد کے حالات اور واقعات پر ہے

اگرچہ اس میں کہیں کہیں آپ بیتی کا بھی گمان ہوتا ہے لیکن یہ واقعہ ہے کہ اس سے پہلے اس طرح کی کوئی ہم عصر تاریخ نہیں لکھی گئی اور اس طرح تاریخ اور اسکے مقدمہ کی بناء پر ابن خلدون کو فلاسفہ تاریخ کا امام کہا جاتا ہے۔

ابن خلدون کے آباؤ اجداد نے ساتویں صدی ہجری میں اشبیلیہ سے تیونس کی طرف ہجرت کی تھی اور وہاں آباد ہو گئے۔ ابن خلدون وہیں ۷۴۲ھ میں پیدا ہوا۔ بعض تذکرہ نویسوں نے اس کی تاریخ ولادت یکم رمضان ۷۴۲ھ بتائی ہے۔ ابن خلدون نے تیونس ہی میں نشوونما پائی اور علوم فروع کی طرف متوجہ ہوا۔ ابھی وہ تحصیل علم میں مصروف تھا کہ تیونس میں ایک وبا پھیلی، اس وباء کے خوف سے لوگ شہر چھوڑنے لگے۔ ابن خلدون نے بھی دوسروں کی طرح تیونس کو چھوڑا اور ہوارڈ کی طرف چل پڑا۔ یہ اس کی زندگی کا پہلا سفر اور پہلا تجربہ تھا۔ اس تجربے نے اس میں مشاہدہ کی گہرائی اور تجربے کی بصیرت پیدا کی۔ وہ ہوارڈ پہونچ کر وہاں کے حاکم کا مہمان ہوا۔ اس نے اس کی بہت خاطر تواضع کی اور بہت ناز و نعم سے رکھا، کچھ عرصہ کے بعد اس کو مغربی شہروں کے سفر کے لئے مالی امداد فراہم کی گئی چنانچہ اوائل عمر میں ہی اسے سیر و سیاحت کا لپکا پڑ گیا۔ اس نے والی تیونس کے دربار میں پہونچ کر اظہار بندگی کی۔ اس نے اس کی خوش سلیقگی سے متاثر ہو کر اسے اپنے دربار میں ملازم رکھ لیا اور عہدہ کتابت اس کو تفویض کیا۔ کسی نووارد کا اس طرح ترقی پا جانا اس کے حاسدوں پر بہت شاقی گزرا اور وہ اس کے خلاف سازشیں کرنے اور اس کو نقصان پہنچانے کی کوششیں کرنے لگے۔ بالا خراںہوں نے والی تیونس کو یہ باور کروادیا کہ ابن خلدون محض مکر و فریب سے کام لے رہا ہے اور اس کا یہی حال رہا تو وہ چند دنوں میں والی تیونس کے اقتدار کو خطرہ میں ڈال دے گا۔ والی تیونس نے اس امر کو درست خیال کرتے ہوئے ابن خلدون کو قید میں ڈال دیا۔

بالا خراںہ نے ۷۵۹ھ میں وفات پائی۔ اس کے وفات پانے کے بعد اس کے وزیر ابن عمر نے ابن خلدون کو آزاد کر دیا اور اس کے ساتھ انعام و اکرام سے پیش آنے میں کسی قسم کی کمی نہیں کی۔

ابن خلدون نے اپنی زندگی بڑی عسرتوں اور بڑی مصیبتوں کے ساتھ گزاری وہ کبھی رنج و بلا میں گرفتار ہوتا اور کبھی ناز و نعم میں پلتا رہا، کبھی اس کی تقدیر اس کو ایذا پہنچاتی اور کبھی شاد کام کرتی رہی اس نے تیونس اور اندلس کے کئی سلاطین کی دربار داری اور مصاحبت کی۔ ان کے حالات اور واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، کبھی کاتب اور کبھی قاضی القضاۃ کے فرائض انجام دیے۔ ۷۸۳ھ میں حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوا۔ راستے میں اسکندریہ اور قاہرہ میں قیام کیا۔ جامع ازہر میں مسند درس بچھائی ۷۸۶ھ میں اسے قاضی القضاۃ مقرر کیا گیا۔ ۸۰۳ھ میں اس نے دمشق کی سیاحت کی اور اس موقع پر تیمور کے مقابلے پر بھی گیا اس نے تیمور سے ملاقات کی اور مصر کو اس کے ہاتھوں جاہ ہونے سے بچا لیا اور آخر دم تک جامع ازہر میں درس دیتا رہا۔ اسی زمانے میں اس نے اندلس اور شمالی افریقہ کی سیاست میں بھی حصہ لیا اور ۸۰۸ھ میں وفات پائی۔

ابن خلدون نے اپنی تاریخ کو تین حصوں میں لکھا ہے لیکن بعد میں خود ہی اس کی سات جلدی کر دیں جس وقت ہم نے ان کی اشاعت کا ارادہ کیا تھا اس وقت اس کی ضخامت اور حجم کا ٹھیک سے اندازہ نہیں تھا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہم اس میں کسی قسم کی کمی بیشی کرنے کے بجائے اسے بارہ حصوں میں چھاپنے پر مجبور ہوئے۔ بارہواں حصہ اس کی تاریخ کا آخری حصہ ہے اس طرح یہ تاریخ مکمل ہو کر اختتام کو پہونچ جاتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی ابن خلدون کا اپنی تاریخ کے حوالے سے کوئی

حصہ ایسا نہیں رہتا جس کو ہم نے شائع نہ کر دیا ہو۔

ابن خلدون کی تاریخ کا پہلا حصہ مقدمہ ابن خلدون کے نام سے مشہور ہے۔ اس حصے میں ابن خلدون نے عمرانیات، اجتماعیات، اقتصادیات اور سیاسیات کے مسائل پر معلومات افزاء بحث ہی نہیں کی بلکہ ان کے بعض ایسے پہلوؤں اور گوشوں کا ناقدانہ انداز میں پوری بصیرت کے ساتھ جائزہ لیا ہے۔ جس پر اس سے پہلے کسی نے نظر نہیں ڈالی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ بعد کے آنے والے ہر مورخ اور ہر واقعہ نویس نے اسے اپنے لئے سند بنایا اور اس کی موجودگی کو فلسفہ تاریخ کی بنیاد قرار دیا۔

یہ واقعہ ہے کہ تاریخ پر ایسا مقدمہ اس سے پہلے کبھی لکھا گیا ہے اور نہ آئندہ لکھا جائے گا۔ ساری دنیا کے تذکرہ نویس اور تاریخ نگار اس سے استفادہ کر رہے ہیں اور اسے ہی اپنی رہنمائی اور منزل سمجھتے ہیں۔

ابن خلدون نے دوسرے حصے میں مختلف عرب قبیلوں کی روایات اور اخبارات کو جمع کیا ہے اور عربوں نے زمانہ قدیم سے اس کے زمانے تک دنیا کے مختلف علاقوں اور حصوں میں جو حکومتیں اور سلطنتیں قائم کی ہیں۔ ان کے تفصیلی حالات لکھے ہیں۔ اسی کے ساتھ اس نے اس بات کا بھی اہتمام کیا ہے کہ عرب قبیلوں کے ساتھ ساتھ دنیا کی دوسری متمدن اور مہذب قوموں کے حالات بھی منظر عام پر آ جائیں چنانچہ اس حصہ میں ایرانیوں، ترکوں، یونانیوں، رومیوں اور بنی اسرائیل کے حالات بھی پوری تفصیل اور وضاحت کے ساتھ ملتے ہیں۔

ابن خلدون کی اس تاریخ کا تیسرا حصہ اقوام بربر کے حالات سے تعلق رکھتا ہے بربر قبائل نے شمالی افریقہ میں مختلف حکومتیں قائم کی تھیں اور نظم و نسق پر اختیار پایا تھا۔ ابن خلدون نے ان حکومتوں کو ہتے پروان چڑھتے اور رو بہ زوال ہوتے دیکھا تھا۔ ان کے واقعات اور حالات اس کے مشاہدے میں موجود تھے۔ ان کے لئے اس کو کسی اور سے چھان بین کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ چنانچہ اس نے اپنی ذاتی تحقیق کو معیار مقرر کر کے شمالی افریقہ کی مسلم حکومتوں کے بارے میں معلومات اکٹھی کر دیں اس طرح تاریخ کا ایک نفعہ اور پنہاں گوشہ اس کی معلومات کی روشنی سے مالا مال ہو گیا۔

ابن خلدون نے جس طرح اپنی تاریخ کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے اسی طرح اس کی عملی اور سیاسی زندگی بھی تاریخ کے تین ادوار کا احاطہ کرتی ہے اور پتہ چلتا ہے کہ اس نے اپنے حالات کو تاریخ کی بدلتی ہوئی قدروں کے ساتھ کس قدر ہم آہنگ کر لیا تھا اور کس طرح اپنی تاریخ نویسی کی بنیاد رکھی تھی اس کی عملی زندگی کا پہلا دور اس کی ۲۱ برس کی عمر سے شروع ہوتا ہے اور اکتالیس برس کی عمر تک باقی رہتا ہے۔ یہ دور اس کی زندگی کا اہم دور ہونے کے علاوہ متعدد سیاسی تبدیلیوں اور حکومتوں کے عزل و نصب کے دعوے داروں کا دور ہے۔ اس دور میں ابن خلدون کو مختلف سیاسی مرحلوں سے گزرنا پڑا۔ حالات کے تھیزوں اور طوفانوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اس دور میں اس نے فارس، اندلس اور دیگر ملکوں کے بادشاہوں اور امیروں کی نیابت کی۔ ان کے حاشیہ نشینوں اور زاویہ گزینوں کی حیثیت سے کام کیا۔ ان کے نظام حکمرانی کے طور طریقے دیکھے۔ ان کی معاملہ فہمی اور تدبیر پر ناقدانہ نظر ڈالی اس کا ایک نتیجہ اس کی عملی زندگی میں یہ نکلا کہ وہ کبھی قید خانوں اور عقوبت خانوں میں محبوس رہا۔ کبھی اس پر دربار شامی سے انعام و اکرام کے موتی برسائے گئے کبھی اس کو جلاوطنوں کی طرح دشت و بیاباں عبور کرتے ہوئے ملکوں اور شہروں شہروں آوارہ خراموں کی طرح گھومنا پڑا۔ کبھی اس نے مسافرت کی اذیت اٹھائی

کبھی ایوانوں میں بیٹھ و عشرت میں استہاک رہا۔

ابن خلدون کی عملی اور سیاسی زندگی کا دوسرا رخ اندلس کے قلعہ ابن سلامہ میں خانہ نشینی اور تنہائی کا دور ہے۔ اس دور نے اس کے دل میں تاریخ نویسی کی مشعل روشن کی اور اس نے تنہائی اور خاموشی مسلسل کے جاں سوز لمحوں میں پوری سنجیدگی سے اس امر پر غور کیا کہ اسے قدیم اور جدید حالات و کوائف کو قلم بند کرنا چاہئے اس نے سوچا اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو اس کے تمام مشاہدے اور اس کے تمام حالات اور واقعات طاق نسیاں پر چلے جائیں گے اور پھر اس تیز رفتار دنیا کو ان کی بازگشت بھی سنائی نہیں دے گی۔ دراصل یہی دور اس کی تصنیف و تالیف سے عبارت ہے۔ اس دور ہی میں اس نے اپنی تاریخ نویسی کا آغاز کیا تھا اور حالات و واقعات کو مدون کرنے کی سعی کی تھی۔

ابن خلدون کی زندگی کا تیسرا اور آخری دور اس کی زندگی کے دوسرے دور سے کہیں زیادہ اہم ہے۔ اس دور میں اس نے مقدمے کی تکمیل کی۔ اس کے بعد اپنی تاریخ کے تین حصے جن کو سات جلدوں میں تقسیم کیا گیا ہے لکھے اور پھر انتہائی اطمینان و آرام اور فراغت کے ساتھ جامع ازہر میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیے۔ اور وقتاً فوقتاً اپنی تحریروں پر نظر ثانی کی۔

جب ہم ابن خلدون کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمارے سامنے اس کی بعض ایسی خصوصیات آتی ہیں جو دوسری تاریخوں میں پائی جاتی ہیں۔ چونکہ اس کی تاریخ پہلی آٹھ صدیوں پر محیط ہے اور پورے وسطی ایشیا کے مسلم سلاطین اور ملوک کے حالات پر روشنی ڈالتا ہے اس کو زمانی اور موضوعاتی تقدم اور فوقیت بھی حاصل ہے ابن خلدون نے ایک طرف تسلسل زمانی کو ملحوظ خاطر رکھا ہے دوسری طرف حکمرانوں اور سلاطین کا ذکر زمانے کے تسلسل اور ترتیب کے مطابق کیا ہے جس کے باعث پڑھنے والوں کو کسی قسم کی دشواری اور الجھن نہیں ہوتی ابن خلدون کے واقعات اور حوادث کے اسباب و علل کا باہمی ربط متعین کرتا ہے اس سے اس کی مورخانہ حیثیت ہی ظاہر نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کے اور اس سے پہلے کے لکھنے والوں کے درمیان خط فاصل پیدا ہو جاتا ہے۔ ابن خلدون نے اپنے مقدمہ میں تاریخ نویسی کے جو اصول اور قوانین مدون اور مرتب کئے ہیں اور قدیم مورخوں کی جن کوتاہیوں کا ذکر کیا ہے اپنی تاریخ میں ان سے احتراز کیا ہے اور روایت کے ساتھ ساتھ درایت سے کام لیا ہے ابن خلدون کے یہاں اس کے ہم عصر اور پیش رو مورخوں کی طرح گجھلک اور پراز شوکت الفاظ نثر نہیں ملتی ہے۔ مطالب میں ابہام اور الجھن پیدا نہیں ہوتی ہے۔ وہ قدیم روشن کے مطابق لکھنے کے بجائے آسان اور سلیس زبان کا سہارا لیتا ہے جس کی وجہ سے اس کے بیانات میں حقیقت کی چاشنی پیدا ہو جاتی ہے۔

ابن خلدون کی تاریخ کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ وہ ایک حکومت کے اختتام کے بعد دوسری حکومت کا بیان نئی فصل سے کرتا ہے۔ اس نئی فصل کے شروع میں فلسفیانہ تمہید ہوتی ہے۔ جو یقیناً اس کے فلسفیانہ مقدمہ کا حصہ ہوتی ہے۔

ابن خلدون نے سیاست سے کنارہ کش ہو کر اس کتاب کا آغاز حلقہ بن سلامہ میں اپنے قیام کے دوران کیا تھا۔ کتاب کافی یعنی تاریخ عالم لکھنے کی ابتداء بھی کی تھی لیکن اسے تکمیل کے مراحل تک پہنچانے کے لئے مختلف کتب خانوں سے رجوع کرنا پڑا۔ چنانچہ تونس میں پہنچ کر اس نے اپنے مواد کو آخری صورت دی۔

میں خدائے تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ مجھے اس نے مقدمہ ابن خلدون اور تاریخ ابن خلدون کو اس شان

طریقے سے شائع کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور زیر نظر جلد سے اس کا پورا تاریخی سرمایہ سامنے آ گیا ہے اور آٹھویں صدی ہجری تک عالم اسلام کی مختلف سلطنتوں اور مملکتوں کا احوال آیا ہے۔ اس سے پہلے صرف اس کا مقدمہ اردو میں ملتا تھا۔ لیکن اب پوری تاریخ کی موجودگی سے اس مقدمہ کو سمجھا جاسکتا ہے اور اس میں ابن خلدون نے جس فلسفہ تاریخ کی وضاحت پیش کی ہے اور اپنے نظریات افکار اور احوال و طریق کو سمجھایا ہے۔ یہ تاریخ اس کی دلیل اور ثبوت ہے۔

نفس اکیڈمی نے ہمیشہ اس امر کو پیش نظر رکھا ہے کہ وہ اپنے پڑھنے والوں کے سامنے مستند کتابیں پیش کرے چنانچہ اب تک اس کی جانب سے جتنی کتابیں چھاپی گئی ہیں وہ سب ہماری تاریخ اور بالخصوص تاریخ اسلام کا ایک اہم اور بنیادی ماخذ کا درجہ رکھتی ہیں۔ ان تاریخوں میں تاریخ طبری، تاریخ مسعودی، طبقات ابن سعد اس لحاظ سے بہت اہم ہیں کہ ان سے چوتھی صدی تک عالم اسلام کے خدوخال سامنے آتے ہیں لیکن ابن خلدون کی اس تاریخ کے ساتھ ہی مزید چار سو سال کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس طرح یہ تاریخ مسلمانوں کے آٹھ سو سالہ دور کی بھرپور طریقے پر ترجمانی کرتی ہے۔ اور یہ واقعہ ہے کہ اس دور کے لئے اس کے مقابلے پر کسی دوسری کتاب کو پیش نہیں کیا جاسکتا۔

ہمیں امید ہے کہ ہمارے پڑھنے والے ہماری کوششوں کی قدر کریں گے کہ ہم نے اس تاریخ کو جس سرکاری سطح پر مختلف اداروں کی مدد سے شائع کیا جاسکتا تھا اسے تنہا ہم نے شائع کیا اور ایک بہت بڑے طبقے کی آرزو پوری کی ہے۔

ابن خلدون آٹھویں صدی کا نابغہ روزگار شخص تھا اس کی دوسری کتابوں پر اپنے فلسفیانہ مقدمات کے لحاظ سے تفوق رکھتی ہیں اگرچہ بعض دانشوروں نے جو مغرب کے زیر اثر رہے ہیں اس کمال فن کی ویسی قدر و منزلت نہیں کی جیسی کہ کرنی چاہئے تھی۔ اس کے باوجود یہ حقیقت ہے کہ اس کی تاریخ اور مقدمہ دونوں کا دنیا کی ہر بڑی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اس کے ترجمے انگریزی کے علاوہ فرانسیسی میں بھی ملتے ہیں۔ ہمیں ایسی کوئی تاریخ نظر نہیں آتی ہے جس میں اتنی جامعیت اور تفصیل کے ساتھ اہل فارس، اہل ہند، اہل بظ، اہل حبش، اہل سریان، اہل یونان، اہل روما اور اہل مصر کے حالات ملتے ہیں۔ ان حالات پر ناقدانہ اور مبصرانہ نظر بھی ڈالی گئی ہے ابن خلدون جہاں تاریخی حالات اور واقعات کو قلم بند کرتا ہے وہاں سماجی، اقتصادی اور معاشری تقاضوں کی ترجمانی بھی کرتا ہے بعض اوقات اس کے مباحث اس قدر تھکے اور جامع ہوتے ہیں کہ ان پر فلسفہ کا گمان گزرنے لگتا ہے ابن خلدون کی تاریخ کا سب سے اہم حصہ حالات و کوائف کے علاوہ فلسفہ اجتماع ہے جس سے اس کی تاریخ نویسی کے تار و پود درست ہوئے ہیں چنانچہ اس نے مدنیت کے ظواہر خارجی اور ظواہر باطنی پر تفصیل سے گفتگو کی ہے اور یہ تفصیل ایسی ہے کہ اس سے پہلے اس کی مثال نہیں ملتی ہے۔ اسی لئے تاریخ کے بزرگ ترین علماء اور ماہرین نے اس کو جدید علم اجتماع کا بانی قرار دیا ہے اس نے اپنے فلسفے کی بنیاد اس نظریے پر رکھی ہے کہ انسان فطرتاً اجتماع کی طرف میلان رکھتا ہے اور اس نظریے کے اثبات کے لئے اس نے ان عوامل سے جو اجتماع سے پیدا ہوتے ہیں سب سے پہلا عامل قرار دیا ہے۔ اس نے اقلیم کو سات حصوں میں تقسیم کیا ہے جن کی آب و ہوا میں برودت سے لے کر انتہائی ضرورت تک نشوونما کے تمام خواص پائے جاتے ہیں۔ اس کا کہنا ہے کہ اطراف و جوانب کے ممالک کے رہنے والے تمازت سے عاری ہوتے ہیں اور اقلیم رابع جس کو حرارت کا نام دیا گیا ہے متعدی ہوتی ہے اور اس کے باشندوں مدنیت، علوم، نشوونما اور ان کا ظہور قوانین اور احکام کی تشکیل ہوتی ہے اور اس لحاظ سے اس کو تمام طبقوں پر تفوق اور برتری حاصل ہے۔

ابن خلدون نے قوموں کے ارتقا اور ان کے تہذیبی اور فکری نشوونما کا غور سے مشاہدہ اور مطالعہ کیا ہے اور اس مطالعے اور مشاہدے سے اس نے جو رائے اخذ کی ہے۔ وہ انتہائی حقیقت پسندانہ ہے اس کا کہنا ہے کہ عصیت اور فضیلت قبائل کی قوت کو محفوظ رکھتی ہے لیکن ان دونوں کے ساتھ ایک اختیار کی ضرورت پڑتی ہے اس اختیار کو ہم مذہب یا سیاست سے تعبیر کر سکتے ہیں یہی اختیار قبیلے کو مثبت سمت میں ابھارتا ہے فروغ دیتا ہے اور اسی سے فتح و نصرت حاصل ہوتی ہے۔

قبیلہ کیسا ہی ہو قوی اس کے لئے ایک با اختیار کی ضرورت ہر لمحہ ہوتی ہے اور وہ اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔

ابن خلدون نے قوی قبیلوں یا قوموں کی ترقی اور زوال کے اسباب و علل پر بھی بحث کی ہے اور ان کا تفصیل سے جائزہ لیا ہے اس نے کسی قوم یا قبیلے کے زوال کے جو اسباب بتائے ہیں ان میں ضعف اشراف سپاہ کا تشدد اور عیش پسندی سرفہرست ہے یہی تین اسباب ایسے ہیں جو قوموں کو ترقی کی ڈگر سے ہٹا کر زوال اور فلکیہ کی پستی میں لے جاتے ہیں اسی بناء پر اس نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ کوئی سلطنت کتنی ہی مستحکم اور پائیدار کیوں نہ ہو تین صدی سے زیادہ عرصے تک ترقی پذیر نہیں رہ سکتی ہے یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اپنے ابتدائی دور میں رو بہ زوال ہو جائے۔ اگر ہم مختلف سلطنتوں کے قیام اور ان کے ادوار کا جائزہ لیں تو ابن خلدون کی یہ رائے درست ثابت ہوگی۔

اگرچہ مسلمان علماء اور اہل فلاسفہ نے ابن خلدون کو فلسفیوں کے دائرے میں شامل نہیں کیا ہے۔ لیکن مغرب کے دانشوروں نے ایک فلسفی کی حیثیت سے اس کے علمی اور تاریخی کارناموں کو پرکھا اور جانچا ہے اور وہ اس لئے اس کی قدر کرتے ہیں کہ اس نے علوم اجتماعی کو فلسفہ کا درجہ دیا ہے اور ایک خاص مکتبہ فکر کی بنیاد رکھی ہے اس لحاظ سے وہ فلسفہ تاریخ کا بانی بھی ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ابن خلدون فلسفہ سے واقف تھا جب ہم اس کی تصانیف کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ بات پوری طرح ظاہر ہو جاتی ہے کہ وہ فلسفہ سے واقف تھا اس کو فلسفہ کی اولیات سے پوری آگاہی تھی یہی وجہ ہے کہ وہ علوم جو تہذیبوں میں پیدا ہوتے ہیں اور جن کی تمدن میں کثرت ہوتی ہے مذہب کے لئے بہت مضر ہیں پس ضروری ہے کہ اس کی حقیقت کو واضح کیا جائے اور ان کی سچائی کے جو لوگ معترف ہیں ان کی آنکھ سے پردہ اٹھایا جائے۔

یہ امر واقعہ ہے کہ ابن خلدون کا مقدمہ اور تاریخ اسی مرکزی فکر کے گرد گھومتی ہے اس نے جہاں قبیلوں امیروں بادشاہوں کے حالات اور ان کے عزل و نصاب کی داستانیں لکھی ہیں وہیں اس بات کا بھی خیال رکھا ہے کہ ان کی سلطنتوں کے تہذیبی اور تمدنی مظاہرے کئے تھے۔ ابن خلدون سے پہلے آٹھ صدیوں میں کسی بھی مؤرخ کو اس امر کا خیال نہیں تھا کہ وہ اپنے دور بلکہ اپنے موضوع کے تمدنی اور تہذیبی نہاں خانوں میں جھانکے ابن خلدون نے جہاں روایتیں جمع کی ہیں وہیں مختلف دستاویزوں خاندانوں روایتوں مقبروں اور دوسرے آثار سے اپنے بیانات کا خمیر اٹھایا ہے اس کو فلسفہ سے قطع نظر تاریخ کی شکل و صورت دی ہے یہی وجہ ہے کہ تاریخ کے ذکر کے ساتھ اس کا نام بھی ذہن میں آتا ہے۔

ابن خلدون کے مقدمہ اور تاریخ کو دنیا میں جو اہمیت دی گئی ہے اور جس طریقے سے سراہا گیا ہے اس نے تاریخ نویسی کے بہت سے اہم گوشے نمایاں کر دیے ہیں جن پر پہلے کبھی نظر نہیں گئی تھی اور ابن خلدون کو اس فلسفہ تاریخ کا امام تسلیم کیا گیا۔ اور دنیا کے مختلف عالموں دانشوروں نے اس امر کا اعتراف کیا ہے لسان الدین ابن خلیب ابن خلدون کو شاعر اور

الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ وہ علوم عقلیہ اور نقلیہ کا باکمال محقق تھا اور اس کے ثبوت کے طور پر اس کے مقدمے کے مندرجات اور موضوعات دیکھے جاسکتے ہیں، استاد احمد حسن زیات لکھے ہیں کہ ابن خلدون پہلا شخص ہے جس نے فلسفہ تاریخ کا استنباط کیا اور تاریخ نویسی کے میدان میں حقیقت نگاری کی طرح ڈالی۔ ڈاکٹر طحسین کا کہنا ہے کہ ابن خلدون کا مقدمہ تاریخ یہ حق رکھتا ہے کہ دورِ جدید کے فلاسفہ اور علمائے اجتماعات اس سے استفادہ کریں کیونکہ اس کے مطالعے کے بغیر اجتماعات کے فلسفہ سے کما حقہ آگاہی نہیں ہوتی ہے۔

سید سلیمان ندوی اظہار خیال کرتے ہیں کہ ابن خلدون درحقیقت اس زمانے تک کے انسانی علوم اور خیالات پر سب سے پہلے تبصرہ کرتا ہے اور تاریخ کے واقعات کو ساخنہ بنانے کی سب سے پہلے کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ اقتصادیات اور اجتماعات پر ایک فن کی حیثیت سے سب سے پہلے اس کی نگاہ پڑتی ہے۔

ڈاکٹر عنایت اللہ کہتے ہیں کہ ایک فلسفی مؤرخ کی حیثیت سے کسی عہد یا کسی ملک میں ابن خلدون سے پہلے اس کا کوئی مقابل پیدا ہوا اور نہ ہی اس کی مثال ملتی ہے۔ بوشیودہ سلطان کا بیان ہے کہ علمی دنیا میں ابن خلدون ہی پہلا شخص ہے جس کے دل میں پوری انسانیت کی تاریخ لکھنے کا ایک فلسفیانہ تصور پیدا ہوا اور اس نے اس تصور کو عملی شکل دے کر اپنے لئے تاریخ نویسی کی صف میں نمایاں جگہ پیدا کر لی۔ اس لحاظ سے وہی فلسفہ تاریخ کا بانی و مہمائی ہے۔ فلسفہ کا کہنا ہے کہ فلسفہ تاریخ میں افلاطون، ارسطو اور اگسٹائن ابن خلدون کے ہم رتبہ نہیں تھے۔ ان میں اور ابن خلدون میں کوئی ایسی مماثلت نہیں پائی جاتی ہے کہ ان کو ابن خلدون کا ہم آہنگ قرار دیا جاسکے اور یہ غلط ہوگا کہ ابن خلدون کا نام کسی دوسرے مؤرخ کے ساتھ لیا جائے۔ میکس میر ہاف کا کہنا ہے کہ ابن خلدون تاریخ کا سب سے عظیم فلسفی اور اپنی صدی کے جید عالم تھے۔ ان کی مثال ان سے پہلے کسی تاریخی دور میں نہیں ملتی ہے۔ چارلس عیسوی نے ابن خلدون کو علومِ عمرانی کی تاریخ میں ارسطو اور میکالسے کا حریف قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ علومِ عمرانی پر ابن خلدون سے بڑی کوئی شخصیت دکھائی نہیں دیتی ہے۔ یہ اور اس قسم کی آراء دنیا کے تمام ہی دانش وروں، فلسفیوں، تاریخ نویسوں نے ابن خلدون کے بارے میں دی ہیں۔ ان کے بعد یہ کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی ہے کہ تاریخ نویسی میں ابن خلدون کا کیا مقام ہے۔

طارق اقبال گاہندری
کراچی

فہرست عنوانات

﴿ حصہ دوازدہم ﴾

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۵۶	وریک کے بیٹے فرنی بن جانا کے بیٹے الدیرت بن جانا کے بیٹے زاکیا کے بیٹے دھر کے بیٹے ابوبکر کے حالات بنو آتش کے حالات دھردیرین بنو توہین	۵۱	۱: فصل بربری قبائل میں سے زناہ اور ان کی غالب اقوام اور ان میں یکے بعد دیگرے قائم ہونے والی جدید و قدیم حکومتوں کے حالات
۵۸	۳: فصل زناہ کے نام اور اس لفظ کے معنی کے بیان میں زناہ کی تحقیق	۵۲	۲: فصل زناہ کی نسبت اور اس کے بارے میں پائے جانے والے اختلاف اور ان کے قبائل کی تعداد کے حالات کا بیان الہراء زناہ کے نسب زناہ کے نسابوں کا حال پہلی روایت بخت نصر
۵۹	۴: فصل اس قوم کی اولیت اور طبقات کے بیان میں افرنکی فتح جلولاہ	۵۳	بربریوں کے نسب میں جالوت کو شامل کرنا بنو فلسطین اور بنو اسرائیل کی جنگ زناہ کے نسابوں کا انہیں حمیر سے قرار دینا تعداد انبیاء
۶۰	۵: فصل کاہنہ اور زناہ میں سے ان کی قوم جراوہ کے حالات اور فتح کے وقت مسلمانوں کے ساتھ اس	۵۵	زناہ کا عمالقہ سے ہونا زناہ کا عمالقہ سے ہونا زناہ کے قبائل و بطون

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۶۷	برابرہ کی بغاوت عمر بن حفص کی بغاوت ۹: فصل	۶۱	کاسلوک حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی جنگ حسان بن نعمان جراوہ کا موطن نسیلہ کا قتل ۶: فصل
۶۸	بنی یفرن میں سے ابو یزید خارجی صاحب الحمار کے حالات اور شیعوں کے ساتھ اس کے معاملے کا آغاز و انجام ابن الرقیق کیداد	۶۲	اسلام میں زناہ کی حکومتوں کے آغاز کے حالات اور مغرب اور افریقہ میں انہیں حکومت کا ملنا یعنی حکومت
۶۹	ابو یزید کی گرفتاری اور اس کی آمد حاکم باغیہ کی نگرانی اربعش پر قبضہ بشری الصقلی	۶۳	آل ابوطالب کا آل عباس سے حسد زناہ کا حسد
۷۰	نواح افریقہ پر فوج کشی اہل قیروان کا وفد میسور کی روانگی ابو عمار کا ابو یزید کو ملامت کرنا ایوب کی پاجہ کو روانگی حسن بن علی سوسہ کا محاصرہ	۶۴	۷: فصل زناہ کا طبقہ اولیٰ ہم اسی سے بنی یفرن اور ان کے انساب و قبائل کے حالات اور افریقہ اور مغرب میں ان کی حکومتوں کے واقعات سے آغاز کرتے ہیں ان کے قبائل خوارج کے دین کی اشاعت ابو قرہ
۷۱	قیروان پر منصور کا قبضہ محمد بن خزرج کا اطاعت کرنا طبہ کی طرف روانگی بسرہ کی طرف روانگی منصورہ کا تعاقب جاری رکھنا قلعہ جبل میں ابو یزید کا محصور ہونا	۶۶	۸: فصل ابو قرہ اور اس کی قوم کو تلمسان میں جو حکومت حاصل تھی اس کے حالات اور اس کا آغاز و انجام میسرہ کا قتل ابن الاشعث
۷۲			

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۷۷	حسن بن احمد بدوی بن یعلیٰ ابویداس بن دوناس حسن بن عبدالودود ابوالہبہ بن زیری	۷۳	ابوعمار تاجینا کا قتل ابویزید کی وفات لواتہ کا فرار فضل کا فرار ایوب بن ابویزید کا قتل
۷۸	زیری اور بدوی کے درمیان جنگ حماد بن زیری امیر ابوالکمال حمیم بن زیری	۷۴	۱۰: فصل مغرب اوسط اور اقصیٰ میں بنی یفرن کی پہلی حکومت کے حالات اور ان کے امور کا آغاز و انجام
۷۹	حماد خلافت میں ابتری المسحین	۷۵	ابوقرہ المستر فی محمد بن ذر عبدالرحمن الناصر تاہرت پر چڑھائی سلطان یحییٰ کی عظمت جوہر المقلیٰ امیر زناتہ
۸۱	۱۲: فصل ابونور بن ابوقرہ کے حالات اور اندلس میں اسے ایام الطوائف میں جو حکومت حاصل تھی اس کا تذکرہ ابن عباد ابولھر	۷۶	۱۱: فصل مغرب اقصیٰ میں سلا میں بنی یفرن کی دوسری حکومت کے حالات اور اس کی اولیت اور گردش کا زمانہ الحکم المستعصر مغرب میں امویوں کی دعوت قرطبہ میں بربری فوج کا اجتماع جعفر پر مصیبت سجلماسہ پر چڑھائی بلکین بن زیری عسکراجہ
۸۲	۱۳: فصل بنی یفرن کے بطون میں سے مرغیمہ کے حالات کی تفصیل الکعب بنو مرین		
۸۳	۱۴: فصل زناتہ کے طبقہ اولیٰ میں سے مفراوہ اور انہیں		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان		
۹۱	مقاتل کی وفات ابن ابی عامر کے پاس شکایات بدوی بن یعلیٰ اور بنی یفرن	۸۳	مغرب میں جو حکومتیں حاصل تھیں ان کے حالات اور اس کا آغاز اور گردش حالات ان کے شعوب و بطون صولات بن دزمار صولات کی وفات مشرق میں بنی امیہ کی حکومت کا خاتمہ ادریس الاکبر فلقول بن خزر حمید بن یعلیٰ تامرت پر قبضہ اسماعیل معبد بن خزر فتوح بن الخیر انامہ المروانی کی وفات الحکم المستنصر ہلال بن زیری جعفر بن علی		
۹۲	ہشام المؤید کے نام کا خطبہ خلوف بن الاکبر بدوی کا قتل	۸۵	وجہ شہر کی حد بندی منصور اور زیری کے درمیان بگاڑ واضح کی روانگی اصیل اور نکور پر قبضہ منصور کی قرطبہ کو واپسی عبد الملک کی طنز پر چڑھائی زیری کی فاس کو روانگی	۸۶	مغرب پر عبد الملک کی حکمرانی مظفر بن المعز بن زیری کی واپسی ابوسعید بن خزدون زاوی بن زیری کا امان طلب کرنا زیری بن عطیہ کی علالت المعز بن زیری کی بیعت منصور کی وفات المعز کی شکست حماد بن المعز ابوالکمال تمیم بن زیری کا فاس پر قبضہ ابوالصطاف کا فاس پر قبضہ دوناس کی وفات
۹۳	زیری اور ابوالہمد کی جنگ منصور کو فتح کی اطلاع	۸۷	۱۵: فصل مغراوہ کے طبقہ اولیٰ میں سے آل زیری بن علیہ کے حالات جو فاس اور اس کے مضافات کے بادشاہ تھے اور انہیں مغرب اقصیٰ میں بھی حکومت ودہ است حاصل تھی اس کا آغاز اور گردش حالات آل خزر کے امراء نہ بن الخیر نام بن ابی عامر مقاتل اور زیری		
۹۴	اصیل اور نکور پر قبضہ منصور کی قرطبہ کو واپسی عبد الملک کی طنز پر چڑھائی زیری کی فاس کو روانگی	۸۸			
۹۵	مغرب پر عبد الملک کی حکمرانی مظفر بن المعز بن زیری کی واپسی ابوسعید بن خزدون زاوی بن زیری کا امان طلب کرنا	۸۹			
۹۶	زیری بن عطیہ کی علالت المعز بن زیری کی بیعت منصور کی وفات المعز کی شکست حماد بن المعز ابوالکمال تمیم بن زیری کا فاس پر قبضہ ابوالصطاف کا فاس پر قبضہ دوناس کی وفات	۹۰			
۹۷					
۹۸					

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۰۶	تھمولہ کا مصر جانا فتوح بن علی فلفلول کی طرابلس میں آمد ورد ابن سعید	۹۹	باب الحجہ مرابطین لتوز مصر بن حماد یوسف بن تاشقین تیم بن معمر
۱۰۷	خزرون بن سعید ورد ابن سعید کی طرابلس پر چڑھائی مقاتل بن سعید	۱۰۱	۱۶: فصل مفراوہ کے طبقہ اولیٰ میں سے ملوک جلماسہ بنی خزرون کے حالات اور ان کی حکومت کا آغاز و انجام خزرون بن فلفلول مروانجوں کی پہلی حکومت زیری بن حناد دانودین بن خزرون کی غارتگری دانودین کا امان طلب کرنا المعز بن زیری کی مغرب کو واپسی مسعود بن دانودین عبداللہ بن یاسین
۱۰۸	عبید اللہ بن حسن کی بغاوت قصر عبداللہ میں خلیفہ کی آمد المعز کی زنا پر چڑھائی ابو محمد استجانی	۱۰۲	۱۷: فصل طبقہ اولیٰ میں سے بنی خزرون بن فلفلول کے ملوک طرابلس کے حالات اور ان کا آغاز و انجام حسن بن عبدالودود سعید بن خزرون بن فلفلول بادیس بن منصور بادیس کی قیروان کو واپسی فلفلول بن سعید کا طرابلس پر قبضہ
۱۰۹	واقعہ میں استہزاء المختصر بن خزرون غسہاجہ کی حکومت میں اختلال	۱۰۳	۱۸: فصل طبقہ اولیٰ میں سے آل خزرون کے ملوک تلمسان میں بنی یعلیٰ کے حالات اور ان کی بعض حکومتوں کی آمد اور ان کا انجام محمد اور یعلیٰ بن محمد زیری کی خود مختاری اور وفات المعز کی خود مختاری یعلیٰ بن محمد کی تلمسان میں آمد ہلالی عربوں کی افریقہ میں آمد ابو سعید بن خلیفہ
۱۱۰	۱۸: فصل	۱۰۴	۱۹: فصل
۱۱۱	۱۹: فصل	۱۰۵	۲۰: فصل

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۱۸	حالات اور ان کا آغاز اور گردش احوال وجدیج امیر عمان او غمرت	۱۱۲	مرابطین یوسف بن تاشقین کا تلمسان کو فتح کرنا فصل: ۱۹ مفراوہ کے امراء اغمات کے حالات اغمات پر مرابطین کا غلبہ
۱۱۹	فصل: ۲۳ بطون زناتہ میں سے بنی دارکلا اور صحرائے افریقہ میں ان کی طرف منسوب شہر کے حالات اور ان کی گردش احوال	۱۱۳	فصل: ۲۰ طبقہ اولیٰ کے قبائل مفراوہ میں سے بنی سخاس ریفہ اور بنی ورا کے حالات اور گردش احوال بنو سخاس محمد بن ابی العرب بنو ریفہ ابن غانیہ مسعود بن عبد اللہ لقواط بنو ورا
۱۲۰	امیر ابو زکریا بن ابی حفص کی خود مختاری فصل: ۲۴	۱۱۴	فصل: ۲۱ مفراوہ کے بھائیوں بنی یرنیان کے حالات اور گردش احوال بنو مطاط بنو حمرین کی مغرب میں آمد الوزیر ابراہیم بن عیسیٰ
۱۲۱	بطون زناتہ میں سے دمر اور ان میں سے اندلس میں حکمران بننے والوں کے حالات اور اس کا آغاز و انجام بنو در غمہ بنی دانیدین المسحین کے خلاف بربریوں کی جتھہ بندی نوح الدمری المسحد کی گرفتاری	۱۱۵	فصل: ۲۲ قبائل زناتہ میں سے وجدیج اور او غمرت کے
۱۲۲	فصل: ۲۵ بنی دمر کے بطن بنی برزال کے حالات اور اندلس میں قرمونہ اور اس کے مضافات میں ان کا حال اور آغاز و انجام جعفر بن معد کی بغاوت منصور بن ابی عامر کی خود مختاری	۱۱۶	
۱۲۳		۱۱۷	

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۳۰	بنو اسلم بنی عبدالواد کے متعلق مؤرخین کا قول	۱۳۱	جعفر بن یحییٰ کا قتل قرطبہ سے بنی حمود کی حکومت کا خاتمہ عبداللہ کی وفات محمد بن اسحاق اور المعتقد کے درمیان جنگ
۱۳۲	۲۸: فصل حکومت سے قبل اس طبقہ کے حالات اور ان کی گردش احوال اور سلطنت و حکومت پر ان کا غلبہ بنی ہلال بن عامر	۱۳۲	۲۶: فصل طبقہ اوٹی میں سے بنی و ماتو اور بنی یلوی کے حالات اور مغرب اوسط میں انہیں جو حکومت حاصل تھی اس کا آغاز و انجام
۱۳۲	بنو راشد مغرب اوسط پر موحدین کا غلبہ بنو مرین اور بنو عبدالواد	۱۳۵	الناصر بن علخاس تلمسان پر مراہطین کا قبضہ عبدالحمید بن کی مغرب اوسط پر چڑھائی بنی و ماتو پر حملہ زناتہ کی بغاوت بنو یلوی اور بنو تو جین کا جھگڑا بنی و ماتو کا بطن بنو یامدس عبید اللہ
۱۳۳	۲۹: فصل طبقہ ثانیہ سے اولاد مندیل کے حالات اور انہوں نے اپنی مفراوہ قوم کو ان کے وطن اول شلب اور مغرب اوسط کے نواح میں جو دوبارہ حکومت لے کر دی اس کا ذکر	۱۳۶	۲۷: فصل زناتہ کے طبقہ ثانیہ کے حالات اور ان کے انساب و قبائل کا تذکرہ اور ان کا آغاز و انجام ابو یزید النکاری موسیٰ بن ابی العافیہ اس طبقہ کے بطن بنو رتا جن بنو مرین بنو یامدین
۱۳۵	ابوناس اور رجب بن عبدالصمد عبدالرحمن مندیل اور تمیم	۱۳۷	۲۷: فصل زناتہ کے طبقہ ثانیہ کے حالات اور ان کے انساب و قبائل کا تذکرہ اور ان کا آغاز و انجام ابو یزید النکاری موسیٰ بن ابی العافیہ اس طبقہ کے بطن بنو رتا جن بنو مرین بنو یامدین
۱۳۶	اہل منچہ غمراسن بن زیان	۱۳۸	۲۷: فصل زناتہ کے طبقہ ثانیہ کے حالات اور ان کے انساب و قبائل کا تذکرہ اور ان کا آغاز و انجام ابو یزید النکاری موسیٰ بن ابی العافیہ اس طبقہ کے بطن بنو رتا جن بنو مرین بنو یامدین
۱۳۷	محمد بن مندیل بغاوت کا واقعہ محمد بن مندیل کی وفات بغاوت کا واقعہ محمد بن مندیل کی وفات ثابت بن مندیل	۱۳۹	۲۷: فصل زناتہ کے طبقہ ثانیہ کے حالات اور ان کے انساب و قبائل کا تذکرہ اور ان کا آغاز و انجام ابو یزید النکاری موسیٰ بن ابی العافیہ اس طبقہ کے بطن بنو رتا جن بنو مرین بنو یامدین
۱۳۸	ثابت بن مندیل		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۳۶	بنو القاسم عبداللہ بن متقعد بنو مطہر بنو علی	۱۳۹	یغمر اس کی وفات معمر بن ثابت راشد بن محمد
۱۳۷	بنو کیمین کافرار	۱۴۰	اہل مازونہ کی سازش علی اور حمو
۱۳۸	جابر بن یوسف سید ابوسعید عثمان بن یوسف بنو مطہر کا حسد	۱۴۱	یوسف بن یعقوب ابو حمو موسیٰ بن عثمان سلطان کا الحضرة کی حکومت کو اپنے لئے مخصوص کرنا
۱۴۰	۳: فصل تلمسان اور اس کی فتح کے ہم تک پہنچنے والے حالات اور وہاں پر بنی عبدالواد کی مضبوط حکومت کا قیام ابو البہاجر اور یس الاکبر سلیمان بن عبداللہ اور یس الاضرکی وفات مغرب اوسط پر شیعوں کا قبضہ المعز بن زیری کی امارت عبدالحمومن کا لتونہ پر غلبہ سید ابو حفص سید ابو عمران موسیٰ بن امیر المؤمنین یوسف سید ابو زید ار شکول اور تا صرت کی بربادی	۱۴۲	یعقوب بن خلوف کی وفات بنو مہیف اور ابن دہزن علی بن راشد مغرب اوسط پر سلطان ابوالحسن کا غلبہ اور آل زیان کا خاتمہ سلطان ابوالحسن کی افریقہ اور بجایہ کی طرف آمد علی بن راشد کی خودکشی بنی مرین کی تلمسان کو دوبارہ واپسی بنی مرین کی تلمسان کی طرف تیسری بار آمد ابوبکر بن غازی
۱۵۱	۳۰: فصل طبقہ ثانیہ میں سے بنی عبدالواد کے حالات اور تلمسان اور بلاد مغرب میں انہیں جو حکومت و سلطنت حاصل تھی اس کا ذکر اور آغاز و انجام عبدالحمومن اور موحدین تلمسان کے نواح میں ان کے بطون	۱۴۳	
۱۵۲		۱۴۵	
۱۵۳			

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۶۱	فصل: ۳۶	۱۵۳	فصل: ۳۲
۱۶۲	نصارئی کے واقعہ کے حالات غزاس کا ان پر حملہ نصارئی کا واقعہ		تلمسان اور اس کے مضافات میں غزاس بن زیان کے خود مختار حکومت قائم کرنے کے حالات نیز اس نے اپنی قوم کے لئے حکومت کو کیسے ہموار کیا اور اسے اپنے بیٹوں کی وراثت بنایا غزاس بن زیان کی وفات
	فصل: ۳۷	۱۵۵	فصل: ۳۳
	سجلماسہ پر غزاس کے غلبے اور پھر اس کے بعد اس کے بنی مرین کی حکومت میں شامل ہونے کے حالات		امیر ابو زکریا کا تلمسان پر قبضہ کرنا اور غزاس کا اس کی دعوت میں شامل ہونا غزاس کے خلاف فریاد شہر میں موحدین کی فوجوں کا ڈیرہ غزاس کی غارتگری
۱۶۳	فصل: ۳۸	۱۵۶	
	یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ غزاس کی جنگوں کے حالات	۱۵۷	
۱۶۴	بنی عبدالواد سے جنگ	۱۵۸	فصل: ۳۴
	فصل: ۳۹		حاکم مراکش السعید کی جبل تا حردکت میں غزاس کے ساتھ جنگ اور ہلاکت ملوک و عساکر کی تیاری غزاس کا وزیر سعید کے دربار میں چھاؤنی میں لوٹ مار اور مصحف عثمانی
۱۶۵	مفراوہ اور توجین کے ساتھ غزاس کے حالات اور ان کے درمیان ہونے والے واقعات بنو عبدالواد کا نواح تلمسان پر قبضہ امیر ابو زکریا بن ابی حفص	۱۵۹	فصل: ۳۵
۱۶۶	غزاس اور محمد بن عبدالقوی کے درمیان جنگ مفراوہ کے ساتھ اس کے واقعات	۱۶۰	بقیہ دور حکومت میں اس کے اور بنی مرین کے درمیان ہونے والے واقعات کے حالات سعید کی وفات ابو یحییٰ کا حملہ
	فصل: ۴۰		
	زعیم بن مکن کو مستغانم شہر کا اشتیاق		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۷۴	فصل: ۳۵ بجایہ سے جنگ کے حالات اور اس کے اسباب	۱۶۸	فصل: ۳۱ یعقوب بن عبدالحق کی جنگ اور اس کے محاصرہ کے بارے میں یغمراسن کا ابن الاحمر اور طاغیہ کے ساتھ معاہدہ
۱۷۵	فصل: ۳۶ بنی مرین کے ساتھ دوبارہ جنگ کرنے اور تلمسان سے طویل محاصرے کے حالات و واقعات	۱۶۹	فصل: ۳۲ خلفائے بنی حفص کے ساتھ یغمراسن کے واقعات جو تلمسان میں ان کی دعوت کو قائم کرتا اور اپنی قوم کو ان کی اطاعت میں لگاتا تھا:
۱۷۶	فصل: ۳۷ ملک عثمان بن یغمراسن اور اس کے بیٹے ابوزیان کی حکومت کے حالات اور اس کا اس کے بعد محاصرہ کا اپنی انتہاء کو پہنچنا علامہ محمد بن ابراہیم ایلی زبردست گرائی	۱۷۰	امیر ابوزکریا کی وفات امیر ابواسحاق کی وفات محمد بن ابی ہلال کی بغاوت امیر ابوزکریا اور ابن امیر ابواسحاق کی تلمسان میں ملاقات امیر ابوزکریا کا فرار
۱۷۷	فصل: ۳۸ محاصرہ کے بعد دور حکومت تک سلطان ابوزیان کے حالات	۱۷۱	فصل: ۳۳ یغمراسن کی وفات اور اس کے بیٹے عثمان کی ولایت اور اس کی حکومت میں ہونے والے واقعات
۱۷۸	فصل: ۳۹ تلمسان کے منابر سے خفصی دعوت کے ناچید ہونے کے حالات	۱۷۲	فصل: ۳۴ مفراوہ اور بنی توہمین کے ساتھ عثمان بن یغمراسن کے حالات و واقعات اور ان کی بہت سی عملداریوں اور قلعوں پر اس کا قبضہ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۸۹	۵۶: فصل سلطان ابوحمو کے قتل ہونے اور اس کے بعد اس کے بیٹے ابوتاشقین کے حکمران بننے کے حالات ابوتاشقین بنوطاح ابوتاشقین کا حملہ سالار افواج موسیٰ بن علی	۱۸۱	۵۰: فصل ابوحمو الاوسط کی حکومت کے حالات اور اس میں ہونے والے واقعات
۱۹۰	۵۷: فصل سلطان ابوتاشقین کا جبل وانشریس میں محمد بن یوسف پر حملہ کرنا اور اس پر غالب آنا	۱۸۲	۵۱: فصل زیرم بن حماد کا برشک کی سرحد سے برطرف ہونا اور اس سے پہلے کے حالات
۱۹۱	۵۸: فصل بجایہ کے محاصرے اور موحدین کے ساتھ ان طویل جنگوں کا بیان جن میں اس کی موت واقع ہوئی اور اس کی سلطنت جاتی رہی اور کچھ عرصے کے لئے ان کی قوم سے حکومت کا خاتمہ ہو گیا سلطان ابویحییٰ کا جنگ کرنا موسیٰ بن علی ظاہر الکبیر کی وفات حمزہ بن علی کا ابوتاشقین کے پاس فریاد کرنا منصور ابویحییٰ سلطان ابوتاشقین سے ساتھ اہل بجایہ کی ساز باز	۱۸۳	۵۲: فصل الجزائر کی اطاعت اور وہاں سے ابن علان کی دستبرداری کے حالات اور اس کی اولیت کا بیان ابوزکریا الاوسط ابن علان
۱۹۲	۵۹: فصل بنی مرین کے درمیان دوبارہ جنگ ہونے اور تلمسان میں	۱۸۴	۵۳: فصل فرمانروائے مغرب کی تلمسان پر چڑھائی اور اس کی اولیت
۱۹۳		۱۸۵	۵۴: فصل آغاز محاصرہ بجایہ کے حالات اور اس کے سبب کی وضاحت ابن خلوف کی وفات
۱۹۴		۱۸۹	۵۵: فصل بلاد تو جین میں محمد بن یوسف کی بغاوت کے حالات اور سلطان کی اس کے ساتھ معرکہ آرائی
۱۹۵		۱۸۷	

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۰۳	۶۲: فصل آل غراس میں سے ابوسعید اور ابو ثابت کی حکومت کے حالات اور اس میں ہونے والے واقعات کا بیان	۱۹۶	ان کے محصور ہونے اور سلطان ابوتاشقین کے قتل ہونے کے حالات اور اس کا انجام سلطان ابو یحییٰ کے بیٹے کا سلطان ابوسعید پر غالب آنا ابو علی کی بغاوت سلطان ابوالحسن کا اپنے بھائی پر غالب آ کر اسے قتل کرنا
۲۰۴	۶۳: فصل ابن عثمان کا تلمسان کی طرف فرار سلطان ابوتاشقین کے جاسوس ابوزیان اور ابو ثابت کا قتل ہونا	۱۹۷	۶۰: فصل اس کی حکومت کے رجال، موسیٰ بن علی اور اس کے غلام ہلال کے حالات اور ان کی اولیت اور ان کے امور کا انجام اور ان کی شہرت کی وجہ سے ان کے ذکر کا اختصار تاریخوں کا بغداد پر قبضہ محمد بن عبدالعزیز سلمان کی وفات ہلال کا حسد ہلال پر ناراضگی یحییٰ بن موسیٰ ہلال
۲۰۵	۶۴: فصل الناصر بن سلطان ابوالحسن کے ساتھ ابوتاشقین کی جنگ اور اس کے بعد فتح دہران کے حالات عارف بن یحییٰ کا مغرب اقصیٰ کو جانا	۱۹۸	۶۱: فصل قیردان میں سلطان ابوالحسن کی مصیبت کے بعد عثمان بن جرار کے تلمسان کی حکومت پر حملہ کرنے کے حالات
۲۰۶	۶۵: فصل تونس سے سلطان ابوالحسن کے چہنچے اور الجزائر میں اترنے اور اس کے اور ابوتاشقین کے درمیان ہونے والی جنگوں کے حالات اور شکست کے بعد اس کے مغرب چلے جانے کے واقعات وزمار کا فرار الناصر کا الریہ پر قبضہ	۱۹۹	
۲۰۸	۶۶: فصل مغراوہ کے ساتھ ان کی جنگوں اور ابوتاشقین کے ان کے ہلاک اور پھر الجزائر پر قبضہ کرنے کے	۲۰۰	
۲۰۹	۶۷: فصل ۲۱۰	۲۰۱	
۲۱۰	۶۸: فصل ۲۱۱	۲۰۲	

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۱۶	عبداللہ بن مسلم ابوالفضل کی بغاوت	۲۲۱	حالات اور اس کے بعد تیس میں علی بن راشد کے قتل کے واقعات الناصر کی افریقہ میں آمد مغراوہ کا محاصرہ
۲۱۷	۷۰: فصل سلطان ابو سالم کے تلمسان پر قبضہ کرنے اور سلطان ابوتاشقین کے پوتے ابوزیان کو وہاں کا حاکم بنانے کے بعد اکیلے مغرب کی طرف واپس جانے کے حالات اور اس کی حکومت کا آغاز و انجام	۲۲۲	۶۶: فصل سلطان ابو عنان کے تلمسان پر قبضہ کرنے اور دوسری بار بنو عبدالواد کی حکومت کے ختم ہونے کے حالات بنو عبدالواد کا جنگ پر اتفاق کرنا
۲۱۸	سلطان ابوحمو اور عبداللہ بن مسلم کا تلمسان جانا	۲۲۳	۶۷: فصل سلطان ابوحمو الاخیر جس نے تیسری بار اپنی قوم کو حکومت دلوائی اس کی حکومت اور اس کے عہد میں ہونے والے واقعات کے مفصل حالات ابوحمو اور اس کی فوج کا تلمسان کے میدان میں پڑاؤ
۲۱۹	۷۱: فصل ابوزیان بن سلطان ابوسعید کے مغرب سے اپنی حکومت کی جستجو میں آنے کے حالات اور اس کے کچھ واقعات عبداللہ بن مسلم کی قاس پر چڑھائی	۲۲۴	۶۸: فصل مغرب کی فوجوں کے آگے ابوحمو کے تلمسان سے بھاگنے اور پھر دوبارہ وہاں آنے کے حالات
۲۲۰	۷۲: فصل سلطان ابوتاشقین کے پوتے ابوزیان کے دوسری بار مغرب سے تلمسان کی حکومت کی جستجو میں آنے کے حالات اور اس کے کچھ واقعات عبداللہ بن مسلم پر طاعون کا حملہ	۲۲۵	۶۹: فصل عبداللہ بن مسلم کے اپنی عمل داری دور سے آنے اور بنی مرین کی حکومت سے ابوحمو تک وہاں قیام کرنے اور اس کے اسے وزارت دینے کے حالات اور اس کی اولیت اور انجام کے واقعات
۲۲۱	۷۳: فصل مغرب کی سرحدوں پر سلطان ابوحمو کی چڑھائی کے حالات		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۲۲	تطیری کی طرف واپس آنے اور ابوحمو کے تلمسان پر چڑھائی کرنے پھر ان دونوں کے شکست کھانے اور بقیہ نواح میں دھکارے جانے کے حالات	۲۲۲	۷۴: فصل سلطان ابوحمو کی بجایہ پر چڑھائی اور اس کا اس پر مصیبت ڈالنا
۲۳۰	سلطان عبدالعزیز کا خالد کی طرف فوج بھیجنا	۲۲۳	ابوزیان کے حالات ابوزیان کے حالات ابوالعباس کا حملہ ابوحمو کا حملہ
۲۳۱	۷۸: فصل سلطان ابوحمو الاخیر کی تلمسان کی طرف واپسی اور بنی عبدالواد کو تیسری بار حکومت ملنے کے حالات	۲۲۴	۷۵: فصل بلاد حصین کی شرقی جانب ابوزیان کے بغاوت کرنے اور المریہ الجزائر اور ملیانہ پر مغلوب ہو جانے اور اس کے ساتھ جو معرکے ہوئے ان کے حالات و واقعات
۲۳۲	۷۹: فصل ابوزیان بن سلطان ابی سعید کی بلاد حصین کی طرف واپسی اور پھر وہاں سے اس کے خروج کے حالات	۲۲۵	سلطان ابوحمو کا بلاد تو جین پر حملہ
	محمد بن عریف کی سفارت	۲۲۶	سلطان ابوحمو اور خالد کی جنگ سلطان ابوحمو اور ابو بکر کی جنگ
۲۳۳	۸۰: فصل عبداللہ بن صغیر کے حملہ کرنے اور ابو بکر بن عریف کے بغاوت کرنے اور ان دونوں کے امیر ابوزیان کی بیعت کرنے اور ابو بکر کے اطاعت کی طرف رجوع کرنے کے حالات	۲۲۷	۷۶: فصل سلطان عبدالعزیز کے تلمسان پر چڑھائی کر کے اس پر قابض ہونے اور بلاد الزاب میں الدوس مقام پر ابوحمو اور بنی عامر کے مصیبت میں پڑ جانے اور ابوزیان کے تطیری سے نکل کر ریاح کے قبائل میں جانے کے حالات
۲۳۴	۸۱: فصل مغرب سے خالد بن عامر کے پہنچنے اور اس کے اور سویہ اور ابی تاشقین کے درمیان جنگ برپا ہونے اور اس میں عبداللہ بن صغیر اور اس کے	۲۲۸	سلطان عبدالعزیز کا تلمسان پر حملہ
		۲۲۹	۷۷: فصل مغرب اوسط کے اضطراب اور ابوزیان کے

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۳۱	ابوحمو کا محاصرہ تازی ۸۶: فصل	۲۳۵	بھائیوں کے ہلاک ہونے کے حالات ۸۲: فصل
۲۳۲	حاکم مغرب سلطان ابوالعباس کا تلمسان پر حملہ کرنا اور اس پر قبضہ کرنا اور ابوحمو کا جبل تا جموت میں قلعہ بند ہونا: ۸۷: فصل	۲۳۶	سالم بن ابراہیم کے بغاوت کرنے اور باوجود اختلاف کے خالد بن عامر کی مدد کرنے اور دونوں کے امیر ابوزیان کی بیعت کرنے پھر خالد کی وفات پا جانے اور سالم کے اطاعت کی طرف مراجعت کرنے اور ابوزیان کے بلاد البحرید کی طرف جانے کے حالات
۲۳۳	سلطان ابوالعباس کی مغرب کی طرف واپسی اور اس کی حکومت میں اختلال اور سلطان ابوحمو کا اپنی سلطنت تلمسان کی طرف واپس آنا ۸۸: فصل	۲۳۷	ملیانہ کا محاصرہ
۲۳۴	سلطان ابوحمو کی اولاد کے درمیان ازسرنو حسد کا پیدا ہونا اور ابوتا شقین کا اس وجہ سے ان سے اور اپنے باپ سے کھلم کھلا مقابلہ کرنا ۸۹: فصل	۲۳۸	ابوحمو کی تلمسان واپسی ملیانہ اور دھران پر المختصر اور ابوزیان کی تقرری ابوزیان کا ٹونس جانا
۲۳۴	سلطان ابوحمو کی دستبرداری اور اس کے بیٹے ابو تاشقین کا حکومت کو اپنے لئے مخصوص کر لینا اور اسے قید کر دینا: ۹۰: فصل	۲۳۹	۸۳: فصل سلطان کا مضامقات کو اپنے بیٹوں کے درمیان تقسیم کرنا اور ان کے درمیان حسد کا پیدا ہونا ۸۴: فصل ابوتا شقین کا اپنے باپ کے کاتب یحییٰ بن خلدون پر حملہ کرنا
۲۳۵	سلطان ابوحمو کا قید سے نکلتا پھر اس کا گرفتار ہونا اور مشرق کی طرف جلا وطن ہونا ۹۰: فصل	۲۴۰	۸۵: فصل مغرب اوسط کی سرحدوں پر ابوحمو کی چڑھائی اور اس کے بیٹے ابو تاشقین مکناسہ میں جہات میں داخلہ یوسف بن علی کی بغاوت

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۵۳	مراکش اور ارض سوس میں انہیں جو ریاست حاصل تھی اس کا بیان	۲۳۶	۹۱: فصل سلطان ابوحمو کا کشتی سے بجایہ اترنا اور تلمسان پر اس کا قبضہ کرنا اور ابوتاشقین کا مغرب جانا سلطان ابوحمو کا نتیجہ میں اترنا
۲۵۴	عبداللہ بن کندوز المصغر کے دربار میں تارودنت کی تباہی یعقوب بن موسیٰ کی وفات	۲۳۷	۹۲: فصل بنی مرین کی فوجوں کے ساتھ ابوتاشقین کا حملہ کرنا اور سلطان ابوحمو کا قتل ہونا ابوتاشقین کا محمد بن یوسف سے معاہدہ
۲۵۵	بنو راشد بن محمد بن یادین کے حالات اور ان کی اولیت اور گردش احوال کا بیان	۲۳۸	۹۳: فصل ابوزیان بن ابوحمو کا تلمسان کے محاصرہ کے لئے جانا پھر وہاں سے اس کا بھاگنا اور حاکم مغرب کے پاس چلا جانا
۲۵۷	مقاتل بن وثرمار	۲۳۹	۹۴: فصل ابوتاشقین کی وفات اور حاکم مغرب کا تلمسان پر قبضہ کرنا یوسف بن ابی حمو
۲۵۸	۹۷: فصل بنو یادین کے قبائل میں سے بنی توجین کے حالات جو زمانہ کے طبقہ ثالثہ میں سے تھے اور مغرب اوسط میں انہیں جو حکومت حاصل تھی اس کا بیان اور اس کا آغاز و انجام	۲۵۰	۹۵: فصل حاکم مغرب ابو العباس کی وفات اور ابوزیان بن ابوحمو کا تلمسان اور مغرب اوسط پر قبضہ کرنا
۲۵۹	لقمان بن المحضر عطیہ الحوی کی وفات بنو توجین کے مشہور بطون قلعہ مرات	۲۵۲	۹۶: فصل بنو القاسم بن عبدالواد کے بطن بنی کمی کے حالات کہ وہ بنی مرین کی طرف کیسے آئے اور فوج
۲۶۰	ابوزکریا کی تلمسان پر چڑھائی عبدالقوی کی وفات یغمراسن اور محمد بن عبدالقوی کی جنگ		
۲۶۱	افرنجہ کے نصاریٰ یعقوب بن عبدالحق کا تلمسان پر حملہ یغمراسن کی وفات مدینہ کے قلعے پر محمد کا قبضہ		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۶۲	بنی یثعلب کا قلعہ جعبات اور قلعہ تادغروت پر قبضہ عثمان اور محمد بن عبدالقوی کے درمیان جنگ موسیٰ بن محمد امیر توہین عمر بن اسماعیل بن محمد موسیٰ بن زرارہ عثمان کالدیہ پر حملہ یوسف بن زیان کی بیعت یوسف بن یعقوب کی وفات بنو مرین کا مغرب اوسط پر قبضہ نصر بن عمر	۲۶۲	بنی یثعلب کا قلعہ جعبات اور قلعہ تادغروت پر قبضہ عثمان اور محمد بن عبدالقوی کے درمیان جنگ موسیٰ بن محمد امیر توہین عمر بن اسماعیل بن محمد موسیٰ بن زرارہ عثمان کالدیہ پر حملہ یوسف بن زیان کی بیعت یوسف بن یعقوب کی وفات بنو مرین کا مغرب اوسط پر قبضہ نصر بن عمر
۲۶۳	۱۰۲: فصل جھلسا اور بلا دقبلہ کی فتح کے حالات اور اس میں ہونے والے حالات	۲۶۳	۱۰۲: فصل جھلسا اور بلا دقبلہ کی فتح کے حالات اور اس میں ہونے والے حالات
۲۶۴	۱۰۳: فصل عبداللہ بن محی کی امارت جو اس کے بیٹوں میں بھی قائم رہی اور اس کے بعد اس کے بیٹے عثمان کی امارت پھر ان دونوں کے بعد اس کے بھائی محمد بن عبداللہ کی امارت کے حالات اور اس میں ہونے والے حالات بنو مرین کا تازی پر حملہ عبداللہ کی وفات عثمان بن عبداللہ کی امارت ضواہن زناتہ سے جنگ عبداللہ کی امارت محمد بن عبداللہ اور رومی سالار کا مقابلہ رشید بن مامون کی وفات	۲۶۴	۱۰۳: فصل عبداللہ بن محی کی امارت جو اس کے بیٹوں میں بھی قائم رہی اور اس کے بعد اس کے بیٹے عثمان کی امارت پھر ان دونوں کے بعد اس کے بھائی محمد بن عبداللہ کی امارت کے حالات اور اس میں ہونے والے حالات بنو مرین کا تازی پر حملہ عبداللہ کی وفات عثمان بن عبداللہ کی امارت ضواہن زناتہ سے جنگ عبداللہ کی امارت محمد بن عبداللہ اور رومی سالار کا مقابلہ رشید بن مامون کی وفات
۲۶۵	۱۰۴: فصل امیر ابو یحییٰ بن عبداللہ کی حکومت کے حالات جو اپنی قوم بنی مرین کی عمارت دینے والا اور شہروں کا قلعہ اور اپنے بعد آنے والے امراء کے لئے	۲۶۵	۱۰۴: فصل امیر ابو یحییٰ بن عبداللہ کی حکومت کے حالات جو اپنی قوم بنی مرین کی عمارت دینے والا اور شہروں کا قلعہ اور اپنے بعد آنے والے امراء کے لئے
۲۶۶	۱۰۵: فصل بنو سلاامہ جو قلعہ تادغروت کے مالک اور اس طبقہ ثانیہ میں سے بطون توہین کے بنی یثعلب کے روضہ کے حالات اور ان کی اولیت اور انجام عثمان بن شمر اس سلیمان بن سعد کی امارت	۲۶۶	۱۰۵: فصل بنو سلاامہ جو قلعہ تادغروت کے مالک اور اس طبقہ ثانیہ میں سے بطون توہین کے بنی یثعلب کے روضہ کے حالات اور ان کی اولیت اور انجام عثمان بن شمر اس سلیمان بن سعد کی امارت
۲۶۷	۱۰۶: فصل طبقہ ثالثہ میں سے بنی توہین کے بطن بنی یراتن کے حالات اور انہیں جو تصرف اور امارت حاصل تھی اس کا اور ان کی اولیت اور انجام کا بیان نصر بن علی	۲۶۷	۱۰۶: فصل طبقہ ثالثہ میں سے بنی توہین کے بطن بنی یراتن کے حالات اور انہیں جو تصرف اور امارت حاصل تھی اس کا اور ان کی اولیت اور انجام کا بیان نصر بن علی
۲۶۸	۱۰۷: فصل بنی مرین اور ان کے انساب و شعوب اور مغرب	۲۶۸	۱۰۷: فصل بنی مرین اور ان کے انساب و شعوب اور مغرب
۲۶۹	۱۰۸: فصل بنی مرین اور ان کے انساب و شعوب اور مغرب	۲۶۹	۱۰۸: فصل بنی مرین اور ان کے انساب و شعوب اور مغرب
۲۷۰	۱۰۹: فصل بنی مرین اور ان کے انساب و شعوب اور مغرب	۲۷۰	۱۰۹: فصل بنی مرین اور ان کے انساب و شعوب اور مغرب

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۸۷	ہاتھوں سے چھڑانے کے حالات سلا پر حملہ	۲۷۹	شاہانہ مشائیوں یعنی آلہ وغیرہ کا قائم کرنے والا تھا ابو یحییٰ کی خود مختاری
۲۸۸	یعقوب بن عبد اللہ قلعہ علودان میں ۱۰۸: فصل	۲۸۰	بنو اطاس کا ابو یحییٰ پر حملہ کا ارادہ کرنا
	سلطان یوسف کے دار الخلافہ مراکش اور عناصر حکومت سے جنگ کرنے اور ابو دیوس کے اس کے پاس آنے کے اثرات اور اس کے اسے امیر مقرر کرنے اور اس کے ہاتھوں مرتضیٰ کے ہلاک ہونے اور پھر اس کے خلاف بغاوت کرنے کے حالات مرتضیٰ پر حملہ	۲۸۱	امیر عبد اللہ بن سعید کی وفات ابو محمد الفشتالی تازی سے جنگ امیر ابو یحییٰ کا فاس پر قبضہ عبد الحق کی ہلاکت
۲۸۹	۱۰۹: فصل	۲۸۲	۱۰۵: فصل
	ابو دیوس کے اکسانے پر سلطان یعقوب بن عبد الحق اور خراسان بن زیان کے درمیان جنگ تلاخ کے برپا ہونے کے حالات	۲۸۳	امیر ابو یحییٰ کے شہر سلا پر مغلوب ہونے اور اس کے قبضے سے اس کے واپس ہونے اور اس کے بعد مرتضیٰ کے شکست کھانے کے حالات محمد کے لڑکے حمادہ کی امارت عبد المؤمن کی تاشقین پر چڑھائی حمو کی وفات
۲۹۰	۱۱۰: فصل	۲۸۴	۱۰۶: فصل
	سلطان یعقوب بن عبد الحق اور آل ابی حفص میں سے خلیفہ تونس المنصور کے درمیان سفارت و مصالحت المنصور	۲۸۵	ابو یحییٰ کی وفات کے حالات اور اس کے بعد اس کے بھائی یعقوب بن عبد الحق کے حکومت کو مخصوص کر لینے سے جو واقعات رونما ہوئے ان کا بیان یعقوب اور عمر کی جنگ
۲۹۱	۱۱۱: فصل	۲۸۶	۱۰۷: فصل
۲۹۲	فتح مراکش اور ابو دیوس کی وفات اور مغرب سے		شہر سلا پر دشمن کے اچانک حملے اور اسے اس کے

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۰۰	اور مقعلی عربوں میں سے المہبات کے پاس بزدورت جانے کے حالات نصران کی عہد شکنی سلطان ابو یوسف کا بلاد مغرب کو فتح کرنا	۲۹۳	موحدین کی حکومت کے خاتمے کے حالات سلطان ابو یوسف کا مراکش کی طرف کوچ فصل: ۱۱۲
۳۰۱	فصل: ۱۱۶	۲۹۵	سلطان کا اپنے بیٹے ابو مالک کو حاکم مقرر کرنا اور اس کے بعد اس کے بھائی اور یس کے بیٹوں میں سے القراہہ کا اس کے خلاف بغاوت کرنا اور ان کے اندلس جانے کا حال
۳۰۲	طاغیہ کا اندلس پر حملہ	۲۹۶	فصل: ۱۱۳
۳۰۳	ابن اوفونش کا قرطبہ پر قبضہ	۲۹۷	سلطان ابو یوسف کے تلمسان کی طرف مارچ کرنے اور ایسیلی مقام پر اس کے نضران اور اس کی قوم پر حملہ کرنے کے حالات
۳۰۵	ابن اشقیلولہ اور ابو اسحاق ابن الاحمر کی ناراضگی	۲۹۸	واوی ایسیلی میں جنگ تلمسان کا محاصرہ امیر ابو مالک
۳۰۶	ذمنہ کا مر ابن الاحمر کے دربار میں امیر المسلمین کی جنگ سے واپسی	۲۹۹	فصل: ۱۱۴
۳۰۷	فصل: ۱۱۷	۳۰۰	شہر طنجہ کے فتح ہونے اور اہل سبتہ کے اطاعت کرنے اور ان پر ٹیکس لگنے اور ان کے ساتھ ہونے والے واقعات
۳۰۸	فاس میں جدید شہر کی حد بندی کرنے کے حالات اور اس کے بقیہ واقعات ابن عطوش کی ہلاکت جبل وانشریس پر عثمان بن نضران کا حملہ	۳۰۱	المختصر کے خلاف اہل سبتہ کی بغاوت طنجہ ابن الامیر کا فرار
۳۰۹	جبل وانشریس کا محاصرہ لمدیہ کی فتح اشبیلیہ سے جنگ	۳۰۲	فصل: ۱۱۵
۳۱۰	شریش سے جنگ قرطبہ سے جنگ	۳۰۳	تجلماسہ کے دوسری بار فتح ہونے اور بنی عبدالوہاب

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	واقعات		فصل: ۱۱۸
۳۲۱	فصل: ۱۲۱		ابن اشقیلوہ کے ہاتھ سے چھین کر سلطان کے شہر
	ابن الاحمر کے ساتھ مصالحت کرنے اور اس کی	۳۱۱	مالقہ پر قبضہ کرنے کے حالات
	خاطر سلطان کے مالقہ سے دستبردار ہونے اور		ابن الاحمر کی وفات
	اس کے بعد از سر نو جنگ ہونے کے حالات		فصل: ۱۱۹
	طلیطلہ سے جنگ	۳۱۲	
	طاغیہ کی بغاوت		ابن الاحمر کی اجازت سلطان ابو یوسف کے
	فصل: ۱۲۲		روکنے کے لئے ابن الاحمر اور طاغیہ کے ایک
۳۲۲			دوسرے کی مدد کرنے اور ماوراء النہر سے
	سلطان ابو یوسف کے چوتھی بار اندلس جانے اور		یغمراسن بن زیان کے ان کے ساتھ اسے روکنے
	شریش کے محاصرہ کرنے اور اس دوران میں		پر معاہدہ کرنے اور خرزوزہ میں سلطان کے
	ہونے والے غزوات کے حالات		یغمراسن پر حملہ کرنے کے حالات
۳۲۳	اشبیلیہ سے جنگ	۳۱۴	سلطان یعقوب بن عبدالحق کا دوبارہ اندلس جانا
۳۲۴	قرمونہ پر غارت گری	۳۱۵	سلطان کا مراکش پر قبضہ
	جزیرہ کبوتر سے جنگ	۳۱۶	ابن الاحمر اور طاغیہ کا اتحاد
	فصل: ۱۲۳		مسعود بن کانون کی بغاوت
۳۲۵		۳۱۷	ابن الاحمر کے ساتھ جنگ کے حالات
	طاغیہ شانجہ کے آنے اور صلح کے طے ہونے اور		ابو یعقوب کا اپنے باپ کے دربار میں
	اس کے زیر سایہ سلطان کے وفات پانے کے		ابن الاحمر کا غرناطہ سے جنگ کرنا
	حالات	۳۱۸	امیر المسلمین اور یغمراسن کی جنگ
۳۲۶	ابن الاحمر کے ایلچیوں کا طاغیہ کے پاس جانا		فصل: ۱۲۰
	امیر المسلمین اور طاغیہ کی ملاقات	۳۱۹	
	فصل: ۱۲۴		طاغیہ کے خلاف اس کے بیٹے شانجہ کے بغاوت
۳۲۷			کرنے اور سلطان ابو یوسف کے طاغیہ کی مدد
	سلطان کی حکومت اور اس میں ہوتے والے		کے لئے جانے اور نصاریٰ کے پراگندہ ہو جانے
	واقعات کے حالات اور اس کی حکومت کے آغاز		کے حالات اور اس میں ہونے والی جنگوں کے

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۲۵	قلعہ اصطونہ سے جنگ فصل: ۱۳۰	۳۲۸	میں خوارج کے حالات محمد بن اور یس کی بغاوت عمر بن عثمان کی بغاوت
۳۲۶	ابن الاحرر کے سلطان کے پاس آنے اور طنجہ میں ان دونوں کے ملاقات کرنے کے حالات فصل: ۱۳۱	۳۲۹	فصل: ۱۲۵ داوی آتش کے سلطان کی اطاعت میں داخل ہونے اور پھر اس کے ابن الاحرر کی اطاعت میں واپس جانے کے حالات
۳۲۷	ریف کی جہات میں وزیر و ساطی کے قلعہ تاز و طا کو روکنے اور سلطان کے اس سے دستبردار ہونے کے حالات عمر کا منصور پر حملہ	۳۳۰	فصل: ۱۲۶ امیر ابو عامر کے بغاوت کرتے اور قریش کی طرف جانے اور پھر اطاعت کی طرف واپس آننے کے حالات
۳۲۸	فصل: ۱۳۲ سلطان کے بیٹے ابو عامر کے بلاد الریف اور جہات غمارہ کی طرف آنے کے حالات	۳۳۱	فصل: ۱۲۷ عثمان بن غفران کے ساتھ از سر نو فتح پیدا ہونے اور سلطان کے شہر تلمسان کے ساتھ جنگ اور مقابلہ کرنے کے حالات
۳۲۹	فصل: ۱۳۳ تلمسان کے بڑے محاصرے اور اس کے درمیان ہونے والے واقعات کے حالات طاغیہ شانجہ کی وفات تلمسان سے جنگ	۳۳۲	فصل: ۱۲۸ غفران بن زیان کی وفات یعقوب بن عبدالحق کی وفات
۳۳۰	فصل: ۱۳۴ تلمسان کے بڑے محاصرے اور اس دوران میں ہونے والے واقعات کے حالات محاصرہ دہران زیری باغی کی اطاعت	۳۳۳	فصل: ۱۲۹ طاغیہ کے بغاوت کرنے اور سلطان کے اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے جانے کے حالات
۳۳۱		۳۳۴	ابن الاحرر کے بغاوت کرنے اور طریف کے معاہدے میں اس کے طاغیہ کی مدد کرنے کے حالات

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۵۰	فصل: ۱۳۹ ابن الاحمر کے بغاوت کرنے اور رئیس سعید کے ستہ پر قبضہ کرنے اور غمارہ میں عثمان بن العلاء کے خروج کرنے کے حالات سلطان کا اندلس کے پیادوں اور تیز اندازوں سے مدد دینا	۳۴۲	فصل: ۱۳۵ بلاد مغرادرہ کے فتح ہونے اور اس دوران میں ہونے والے واقعات کے حالات
۳۵۱ ۳۵۲	ابن الاحمر کا سلطان کی مدافعت کیلئے تیاری کرنا رئیس ابو سعید کی خود مختاری	۳۴۳	فصل: ۱۳۶ بلاد تونس کے فتح ہونے اور اس سے ملے ملے واقعات کے حالات
۳۵۳	فصل: ۱۴۰ بنی عبدالواد میں سے بنی مکی کے بغاوت کرنے اور ارض سوس میں ان کے خروج کرنے کے حالات کندوز کا قتل عبداللہ بن کندوز کی وفات	۳۴۵	فصل: ۱۳۷ تونس اور بجایہ کے افریقی ملوک کی زناات سے خط و کتابت کرنے کے حالات و واقعات سلطان یوسف بن یعقوب کا تلمسان کی باکہ بندی کرنا
۳۵۴	ابن خلدون سے اولاد عبدالرحمن کے ایک بڑے شیخ کی ملاقات	۳۴۷	فصل: ۱۳۸ مشرق وسطی کے ملوک کی خط و کتابت تحائف اور سلطان کے پاس امرائے ترک کی آمد کے حالات اور اس دوران میں ہونے والے واقعات سلطان کے تحائف کا حاکم مصر الناصر محمد بن قلاوون الصالحی کے پاس پہنچنا صحرا میں لوٹ مار ملک الناصر کا عتاب نامہ
۳۵۵ ۳۵۶	فصل: ۱۴۱ ابو السلیانی کی تلہیس سے معاہدہ کے مشائخ کی وفات کے حالات احمد بن السلیانی کا امیر مراکش کو خط لکھنا سلطان یعقوب کا بچپن ابن خلدون کے شیخ کا بیان	۳۴۸ ۳۴۹	
	فصل: ۱۴۲ سلطان ابو یعقوب کی وفات کے حالات		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۶۶	فصل: ۱۴۷	۳۵۸	فصل: ۱۴۳
۳۶۷	وزیر اور مشائخ کی مدد سے عبدالحق بن عثمان کے بیعت کرنے اور سلطان کے ان پر غالب آنے پھر اس کے بعد اس کے وفات پانے کے حالات وزیر کا حسن بن علی سے سازش کرنا	۳۵۹	سلطان ابو ثابت کی حکومت کے حالات جدید شہر پر حملہ
۳۶۸	فصل: ۱۴۸	۳۶۰	ابو سالم اور جمال الدین کے قتل کا حکم
۳۶۹	سلطان ابو سعید کی حکومت اور اس میں ہونے والے واقعات کے حالات	۳۶۱	عیش بن یعقوب اور اس کے بیٹے کا فرار
۳۷۰	فصل: ۱۴۹	۳۶۲	ابو ثابت کا مغرب جانا
۳۷۱	سلطان ابو سعید کے تلمسان پر پہلے حملے کے حالات	۳۶۳	یوسف بن ابی عیاد کا جمال مسکورہ میں جانا
۳۷۲	فصل: ۱۵۰	۳۶۴	یعقوب بن آضا دکانہ کا تعاقب کرنا
۳۷۳	امیر ابو علی کے بغاوت کرنے اور اس کے اور اس کے باپ کے درمیان ہونے والے واقعات	۳۶۵	فصل: ۱۴۴
۳۷۴	سلطان ابو سعید کی تلمسان کی جنگ سے واپسی	۳۶۶	بلاد الہند میں عثمان بن ابو العلاء کی مزاحمت کے لئے سلطان کے جنگ کرنے اور قلعے کے بعد طنجر میں اس کے وفات پا جانے کے حالات
۳۷۵	امیر ابو علی کی قاس کی طرف واپسی	۳۶۷	اصیلا اور العریش پر قبضہ
۳۷۶	امیر ابو علی کی بجلا سہ میں آمد	۳۶۸	عثمان بن ابو العلاء کا فرار
۳۷۷	فصل: ۱۵۱	۳۶۹	فصل: ۱۴۵
۳۷۸	مندیل الکتانی کی مصیبت اور اس کے قتل کے حالات	۳۷۰	سلطان ابو الریح کی حکومت اور اس میں ہونے والے واقعات کے حالات
۳۷۹	ابو سعید کا مغرب کا حکمران بننا	۳۷۱	اندلس پہنچنا
		۳۷۲	ابو شعیب بن مخلوف
		۳۷۳	فصل: ۱۴۶
		۳۷۴	اندلسیوں کے خلاف اہل سبتہ کے بغاوت کرنے اور سلطان کی دوبارہ اطاعت اختیار کرنے کے حالات

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۸۱	فصل: ۱۵۶ سلطان ابوسعید غنی اللہ عنہ کی وفات اور سلطان ابوالحسن کی ولایت اور اس کے درمیان ہونے والے واقعات	۳۷۳	فصل: ۱۵۲ سبب میں الغرنی کے بغاوت کرنے اور جنگ کرنے پھر سلطان کی وفات کے بعد سبب کے اس کی اطاعت میں آنے کے حالات اندلس سے عبدالحق بن عثمان کی آمد عبدالحق کا وزیر کے خیمے پر حملہ محمد کی امارت
۳۸۲	فصل: ۱۵۷ سلطان ابوالحسن کے جہاز پر چڑھائی کہہنے اور اپنے بھائی کے ساتھ صلح اور اتفاق کرنے کے بعد وہاں سے تلمسان کی طرف واپس جانے کے حالات	۳۷۵	فصل: ۱۵۳ کتابت اور علامت کے لئے عبدالمہسن کے آنے کے حالات سلطان ابوسعید کا مغرب پر قبضہ
۳۸۳	فصل: ۱۵۸ امیر ابوعلی کے بغاوت کرنے اور سلطان ابوالحسن کے اس پر حملہ کر کے اس پر فتح پانے کے حالات	۳۷۶	فصل: ۱۵۴ غرناطہ کے خلاف اہل اندلس کے فریاد رس ہونے اور بطورہ کے وفات پانے کے حالات ابن الاحمر کا عثمان بن ابی العلاء کو سالار مقرر کرنا
۳۸۵	فصل: ۱۵۹ جبل فتح سے جنگ کرنے اور امیر ابونہلک اور مسلمانوں کے اسے مخصوص کر لینے کے حالات طاغیہ کا الجزیرہ کے قلعوں پر قبضہ کرنا جبل سے جنگ	۳۷۷	فصل: ۱۵۵ موحدین کے رشتہ کرنے اور اس کے پیچھے تلمسان پر حملہ کرنے کے حالات اور اس دوران میں ہونے والے واقعات ابوحمو کا الجزائر پر حملہ زناتہ کا تونس پر قبضہ
۳۸۶	فصل: ۱۶۰ تلمسان کا محاصرہ کرنے اور سلطان ابوالحسن کے اس پر غلبہ ہونے اور ابونہلکین کی وفات سے بنی عبدالواد کی حکومت کے ختم ہونے کے حالات	۳۷۸	
		۳۷۹	
		۳۸۰	

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۹۸	۱۶۴: فصل شرق کی طرف سلطان کے تحائف بھیجنے اور حرمین اور قدس کی جانب اپنے تحریر کردہ مصحف کے بھیجنے کے حالات حرم شریف میں اپنا تحریر کردہ قرآن مجید رکھنا	۳۸۹	نبردومہ سے جنگ ابو تاشقین کے دو بیٹوں کا قتل
۳۹۹	۱۶۵: فصل مغرب کے پڑوسی سوزانوں میں شاہ مالی کی خدمت میں سلطان کے تختہ بیچنے کے حالات	۳۹۰	۱۶۱: فصل عچہ میں امیر عبدالرحمن کی مصیبت اور سلطان کے اسے گرفتار کرنے اور ہلاک کر اس کے ہلاک ہونے کے حالات
۴۰۰	۱۶۶: فصل حاکم تونس کے ساتھ سلطان کے رشتہ داری کرنے کے حالات	۳۹۱	۱۶۲: فصل ابن ہمدور کے خروج کرنے اور ابو عبدالرحمن سے تلمیذ کرنے کے حالات
۴۰۱	۱۶۷: فصل عاجب ابو عبداللہ کی سلطان سے سازش کرنے کے حالات	۳۹۲	سلطان کا عزم جہاد امیر ابو مالک کا طاعیہ کے علاقے میں دور تک چلے جانے
۴۰۲	۱۶۸: فصل افریقہ پر سلطان کے چڑھائی کرنے اور اس پر غالب آنے کے حالات	۳۹۳	۱۶۳: فصل جنگ طریف اور مسلمانوں کی آزمائش کے حالات
۴۰۳	افریقہ پر چڑھائی ابوزید کی بیعت	۳۹۴	طاعیہ کا نصرانی قوموں کو جمع کرنا طریف سے طاعیہ کی واپسی
۴۰۴	ابوالقاسم بن عتو کی گرفتاری	۳۹۵	اشبیلیہ سے طاعیہ کی آمد
۴۰۵	سلطان کا محل میں داخل ہونا	۳۹۶	عثمان بن ابی العلاء سلطان کا قتل
۴۰۸	۱۶۸: فصل قیردان میں سلطان ابوالحسن کے ساتھ عربوں کے	۳۹۷	ابوالعلاء کے بیٹوں کی گرفتاری

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۱۸	بنو عبدالواو اور مغراوہ کا معاہدہ بنو عبدالواو اور ان کے سلطان کی چڑھائی ابن جرار کی موت دہران پر حملہ	۳۰۹	جنگ کرنے اور اس دوران میں ہونے والے واقعات کے حالات ابن غانیہ کی بغاوت ابوالہول بن حمزہ کا قتل
۳۱۹	۱۷۲: فصل بجایہ اور قسطنطنیہ کے امراء موحدین کو مغربی سرحدوں کے واپس ملنے کے حالات نیل کا قسطنطنیہ سے باہر اٹھنا	۳۱۰	اولاد ابواللیل اور اولاد قوس کے وفد کی گرفتاری سلطان ابویحییٰ کا انہیں گرفتار کرنا
۳۲۰	۱۷۳: فصل الناصر بن سلطان اور اس کے دوست عریف بن یحییٰ کے تونس سے مغرب اوسط پر حملہ کرنے کے حالات وادئ درک میں جنگ	۳۱۱	ابن تافراکین کا ان کے پاس جانا تونس کی فیصلوں کی درستی
۳۲۱	۱۷۴: فصل سلطان ابوالحسن کے مغرب کی طرف جانے اور مولیٰ فضل کے تونس پر حمله ہونے اور اس کی طرف دعوت دینے والے واقعات کے حالات سلطان کی تونس کو روانگی مولیٰ فضل کی تونس سے جنگ سلطان کی تونس سے روانگی الناصر کا بصرہ سے اس کے پاس جانا	۳۱۲	۱۷۹: فصل مغربی سرحدوں کے بغاوت کرنے اور موحدین کی دعوت کی طرف ان کے رجوع کرنے کے حالات عوام کی بغاوت
۳۲۲	۱۷۵: فصل جبلہ سے پر سلطان کے غلبہ پانے پھر وہاں سے	۳۱۳	۱۷۰: فصل مغرب اوسط و اقصیٰ میں اولاد سلطان کے بغاوت کرنے اور پھر مغرب کی حکومت میں ابو عمان کے خود مختار ہونے کے حالات حسن بن یرزیکین کی وزارت تسالہ سے جنگ وزیر حسن بن سلیمان کے متعلق چغلی اولاد ابوالعلاء کی رہائی
۳۲۳		۳۱۴	۱۷۱: فصل نواح کی بغاوت اور بنی عبدالواو کے تلمسان میں اور مغراوہ کے شلف میں اور توجین کے المرایہ میں بغاوت کرنے کے حالات

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۳۱	فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کرنے کے حالات ابو عبد اللہ کی گرفتاری منصور کا فرار ابن خلدون کی عزت افزائی	۳۲۵	اپنے بیٹے کے آگے مراکش کی طرف بھاگنے اور اس پر قبضہ کرنے اور اس کے درمیان ہونے والے واقعات کے حالات
۳۳۲	فصل: ۱۸۱	۳۲۶	۱۷۶: فصل مراکش پر سلطان کے غالب آنے پھر امیر ابو عثمان کے آگے شکست کھانے اور جبل بختاویہ میں وفات پانے کے حالات
۳۳۳	حاجب بن ابی عمرو کے واقعات اور سلطان کے اسے بجایہ کی سرحد پر امیر مقرر کرنے اور قسطنطنیہ سے جنگ کرنے پر سالار مقرر کرنے کے لئے اس کے تیار ہونے کے حالات	۳۲۷	امیر ابو عثمان اور سلطان کی جنگ سلطان کی جبل بختاویہ کی طرف روانگی
۳۳۴	محمد بن ابی عمرو کا رتبہ جنگ قسطنطنیہ	۳۲۸	۱۷۷: فصل سلطان ابو عثمان کے تلمسان کی طرف جانے اور انکار میں بنی عبد الواد پر حملہ کرنے اور ان کے سلطان شعیب کے وفات پانے کے حالات
۳۳۵	فصل: ۱۸۲	۳۲۹	۱۷۸: فصل ابو ثابت کے حال اور وادی شلف میں بنی مرین کے اس پر حملہ کرنے اور بجایہ میں موحدین کے اس کو گرفتار کرنے کے حالات
۳۳۶	ابوالفضل بن سلطان ابوالحسن کے جبل سکسیوی میں بغاوت کرنے اور درعہ کے گورنر کے اس کے ساتھ فریب کرنے اور اس کے فوت ہونے کے حالات	۳۳۰	۱۷۹: فصل بجایہ پر سلطان ابو عثمان کے قبضہ کرنے اور وہاں کے حکمران کے مغرب کی طرف جانے کے حالات
۳۳۷	فارس کا سوس پر قبضہ کرنا	۳۳۱	۱۸۰: فصل اہل بجایہ کے بغاوت کرنے اور حاجب کے
۳۳۸	فصل: ۱۸۳		
۳۳۹	جبل الفتح میں یحییٰ بن حسین کی بغاوت اور اس کی وفات کے حالات		
۳۴۰	فاس اور تلمسان کی بغاوت		
۳۴۱	ابن ابی عمر سے ملاقات		
۳۴۲	غمارہ کا یحییٰ پر حملہ		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۴۳۹	۱۸۴: فصل قسطنطنیہ اور تونس کی فتح کے لئے سلطان کی روانگی کے حالات مولانا ابوالعباس کا قسطنطنیہ میں اپنی دعوت دینا قسطنطنیہ سے جنگ تونس کی طرف جانے کا عزم	۴۳۹	۱۸۴: فصل قسطنطنیہ اور تونس کی فتح کے لئے سلطان کی روانگی کے حالات مولانا ابوالعباس کا قسطنطنیہ میں اپنی دعوت دینا قسطنطنیہ سے جنگ تونس کی طرف جانے کا عزم
۴۴۰	۱۸۵: فصل سلیمان بن داؤد کی وزارت اور فوجوں کے ساتھ افریقہ پر اس کے حملہ کرنے کے حالات	۴۴۰	۱۸۵: فصل سلیمان بن داؤد کی وزارت اور فوجوں کے ساتھ افریقہ پر اس کے حملہ کرنے کے حالات
۴۴۱	۱۸۶: فصل سلطان ابو عثمان کے وفات پانے اور وزیر حسن بن عمرو کے بے قابو ہو جانے سے سعید کو امارت پر مقرر کرنے کے حالات حسن بن عمر کی خود مختاری	۴۴۱	۱۸۶: فصل سلطان ابو عثمان کے وفات پانے اور وزیر حسن بن عمرو کے بے قابو ہو جانے سے سعید کو امارت پر مقرر کرنے کے حالات حسن بن عمر کی خود مختاری
۴۴۲	۱۸۷: فصل مراکش کی طرف فوجیں بھیجنے اور وزیر سلیمان بن داؤد کے عامر بن محمد سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہونے کے حالات وفات سے قبل سلطان کے چھوٹے بیٹوں کو والی بنانا	۴۴۲	۱۸۷: فصل مراکش کی طرف فوجیں بھیجنے اور وزیر سلیمان بن داؤد کے عامر بن محمد سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہونے کے حالات وفات سے قبل سلطان کے چھوٹے بیٹوں کو والی بنانا
۴۴۳	۱۸۸: فصل تلمسان کے نواح میں ابو عمرو کے غالب آنے اور اس کی حراست کے لئے فوجیں تیار کرنے اور	۴۴۳	۱۸۸: فصل تلمسان کے نواح میں ابو عمرو کے غالب آنے اور اس کی حراست کے لئے فوجیں تیار کرنے اور
۴۴۴	۱۸۹: فصل وزیر مسعود بن ماسی کے تلمسان پر حملہ کرنے اور اس پر حطوب ہونے پھر اس کے بغاوت کرنے اور سلیمان بن منصور کے امیر مقرر کرنے کے حالات مسعود بن روح کا فوج بھیجنا	۴۴۴	۱۸۹: فصل وزیر مسعود بن ماسی کے تلمسان پر حملہ کرنے اور اس پر حطوب ہونے پھر اس کے بغاوت کرنے اور سلیمان بن منصور کے امیر مقرر کرنے کے حالات مسعود بن روح کا فوج بھیجنا
۴۴۵	۱۹۰: فصل موتی ابو سالم کے جہاں غمارہ میں آنے اور مغرب کی حکومت پر اس کے قابض ہونے اور منصور بن سلیمان کے قتل ہونے کے حالات وزیر اور مشائخ کا قتل آٹھائے چار لاکھ میں بحری بیڑوں کا اجتماع منصور بن سلیمان کا دفاع کے لئے فوج تیار کرنا جدید شہر میں سلطان کا داخلہ	۴۴۵	۱۹۰: فصل موتی ابو سالم کے جہاں غمارہ میں آنے اور مغرب کی حکومت پر اس کے قابض ہونے اور منصور بن سلیمان کے قتل ہونے کے حالات وزیر اور مشائخ کا قتل آٹھائے چار لاکھ میں بحری بیڑوں کا اجتماع منصور بن سلیمان کا دفاع کے لئے فوج تیار کرنا جدید شہر میں سلطان کا داخلہ
۴۴۶	۱۹۱: فصل غرناطہ کے حکمران ابن الاحمر کے معزول ہونے اور رضوان کے قتل ہونے اور اس کے سلطان کے پاس آنے کے حالات قصیدہ	۴۴۶	۱۹۱: فصل غرناطہ کے حکمران ابن الاحمر کے معزول ہونے اور رضوان کے قتل ہونے اور اس کے سلطان کے پاس آنے کے حالات قصیدہ
۴۴۷		۴۴۷	

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۶۳	فصل: ۱۹۶ ابن انطول کے نصاریٰ کی فوج کے سالار پر حملہ کرنے پھر یحییٰ بن رحو اور بنی مرین کے اطاعت سے خروج کرنے کے حالات ابن انطول کی سازش	۳۵۶	فصل: ۱۹۲ حسن بن عمرو کے تادل میں خروج کرنے اور سلطان کے اس پر مطلب ہونے اور وفات پانے کے حالات مجلس میں ابن خلدون کی موجودگی
۳۶۷	فصل: ۱۹۷ امیر محمد بن امیر عبدالرحمن کے آنے اور عمر بن عبداللہ کی کفالت میں جدید شہر میں اس کی بیعت ہونے کے حالات	۳۵۷	فصل: ۱۹۳ سوڈانی وفد اور اس کے ہدیے اور اس میں تادور ذرا آنے کے حالات
۳۶۸	فصل: ۱۹۷ سلطان عبدالعلیم اور اس کے بھائیوں کے مکناہ کی جنگ کے بعد جھلساہ کی طرف جانے کے حالات	۳۵۹	فصل: ۱۹۴ سلطان کے تلمسان کی طرف آنے اور اس پر قابض ہونے اور ابو تاقین کے پوتے ابو زیان کو اس پر قبضہ کرنے کے لئے ترجیح دینے اور اس کے ساتھ امرائے موحدین کے ان کے بلاد کی طرف جانے کے حالات سلطان ابوسالم کا عبداللہ بن مسلم کے بارے میں پیغام بھیجنا
۳۶۹	فصل: ۱۹۸ عامر بن محمد اور مسعود بن ماسی کے مراکش سے آنے اور ابن ماسی کی وزارت کے واقعات اور عامر کے مراکش میں خود مختار بن جانے کے حالات عبدالعلیم کا تازی سے بھاگنا	۳۶۱	فصل: ۱۹۵ سلطان ابوسالم کے وفات پانے اور مغرب کی حکومت پر عمر بن عبداللہ کے قابض ہونے اور اس کے یکے بعد دیگرے ملوک کو مقرر کرنے اور وفات پانے کے حالات وزیر عبداللہ بن علی کی وفات عمر اور غریسہ کی سازش
۳۷۰	فصل: ۱۹۹ وزیر عمر بن عبداللہ کے جھلساہ پر حملہ کرنے کے واقعات	۳۶۲	

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۴۷۷	عبدالعزیز کے خود مختار ہونے کے حالات فصل: ۲۰۶	۴۷۱	۲۰۰: فصل عربوں کے عبدالہوٰسن کی بیعت کرنے اور عبدالجلیم کے مشرق کی طرف جانے کے حالات
۴۷۸	ابوالفضل بن مولیٰ ابی سالم کے بغاوت کرنے پھر سلطان کے اس پر حملہ کرنے اور وفات پانے کے حالات	۴۷۲	۲۰۱: فصل ابن ماسی کے فوجوں کے ساتھ جہلمسہ پر حملہ کرنے اور اس پر قابض ہونے اور عبدالہوٰسن کے مراکش جانے کے حالات
۴۷۹	وزیر یحییٰ بن میمون بن محمود کی مصیبت اور اس کے قتل کے حالات	۴۷۳	۲۰۲: فصل عامر کے بغاوت کرنے اور اس کے بعد وزیر بن ماسی کے بغاوت کرنے کے حالات عامر کا ان کی طرف فوج بھیجنا
۴۸۰	سلطان کے عامر بن محمد کی طرف جانے اور اس کے جبل میں اس سے جنگ کرنے اور اس پر فتح پانے کے حالات	۴۷۴	۲۰۳: فصل وزیر عمر اور اس کے سلطان کے مراکش پر حملہ کرنے کے حالات
۴۸۱	عامر کا گھیراؤ مقناہ پر فارس کی امارت	۴۷۵	۲۰۴: فصل سلطان محمد بن عبدالرحمن کے وفات پانے اور عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن کی بیعت ہونے کے حالات
۴۸۲	۲۰۹: فصل جزیرہ خضرار کی واپسی کے حالات التمط کی آمد	۴۷۶	۲۰۵: فصل عبدالعزیز کی محل میں آمد وزیر عمر بن عبداللہ کے قتل ہونے اور سلطان
۴۸۳	۲۱۰: فصل سلطان کے تلمسان کی طرف جانے اور اس پر اور		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۴۹۲	ابن خلدون کے ساتھ مخلوع کی گفتگو	۴۸۳	اس کے بقیہ بلاد پر غالب آنے اور ابوحمو کے وہاں سے بھاگ جانے کے حالات
۴۹۳	شیخ القزاق علی بن بدرالدین کی وفات		ابوحمو کی مغرب کی طرف روانگی
	ابو یحییٰ بن مرین کو اس کے اہل و عیال کی تلاش میں روانہ کرنا	۴۸۵	سلطان کی تلسمان کو روانگی
	سلطان عبدالعزیز کی وفات		سلطان عبدالعزیز کی تازا میں آمد
۴۹۴	۲۱۳: فصل		ابن خلدون کا ابوحمو کے پاس جانا
	سلطان عبدالعزیز کے فوت ہونے اور اس کے بیٹے سعید کی بیعت ہونے اور ابو بکر بن غازی کے اس پر قابو پانے اور بنی مرین کے مغرب کی طرف واپس جانے کے حالات	۴۸۶	الدون میں مذہب کا قیام
۴۹۵	۲۱۴: فصل		۲۱۱: فصل
	تلسمان اور مغرب اوسط پر ابوحمو کے قابض ہونے کے حالات		مغرب اوسط کے اضطراب اور اپنی زبان کے تپیری کی طرف واپس آنے اور عربوں کے ابی حمو کو تلسمان لانے اور سلطان کے ان سب کو حکومت پر غالب کرنے اور ملک کے اس کے لئے منظم ہو جانے کے حالات
۴۹۶	۲۱۵: فصل	۴۸۷	حمزہ بن علی کا شب خون
	امیر عبدالرحمن بن مخلوس کے مغرب کی طرف جانے اور بطویہ کے اس کے پاس آنے اور اس کے کام کے ذمہ دار بننے کے حالات		لہذا یہ کے مضامات میں جنگ
	امیر عبدالرحمن کا اندلس پہنچنا	۴۸۸	باغیوں اور خوارج سے وزیر کی جنگ
۴۹۷	سلطان اور ابن الاحمر کے درمیان عداوت	۴۸۹	سلطان کا ابن خلدون سے مذاکرات کرنا
	جبل الفتح پر حملہ		سلطان عبدالعزیز کے ساتھ سازش
۴۹۸	۲۱۶: فصل		۲۱۲: فصل
	سلطان ابوالعباس احمد بن ابی سالم کی بیعت ہونے اور حکومت میں اس کے خود مختار ہونے اور	۴۹۰	ابن الخطیب کے اپنے سلطان حاکم اندلس ابن الاحمر کو چھوڑ کر تلسمان میں سلطان کے پاس آنے کے حالات
		۴۹۱	سلطان ابوالحجاج کی وفات
			قاضی ابوالقاسم شریف کا بیان
			ابن الخطیب کی اسیری
			سلطان ابوسالم کی سفارش

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۵۰۷	کے عامل حسون بن علی کے قتل ہونے کے حالات سلطان کا جدید شہر کو فتح کرنا۔	۴۹۹	محمد بن عثمان کی سبب کو ردائیگی
۵۰۸	امیر عبدالرحمن کا از مور پر حملہ	۵۰۰	قیدی بیٹوں کو اندلس بھیجنا
	سیکھوں کے حالات		امیر عبدالرحمن کا حملہ
			سلطان ابوالعباس کا جدید شہر میں داخلہ
۵۰۸	۲۲۱: فصل	۵۰۱	۲۱۷: فصل
	حاکم قاس اور حاکم مراکش کے درمیان تعلقات		ابن الخطیب کے قتل کے حالات
	کا بگاڑ اور حاکم قاس کا جا کر اس کا محاصرہ کرنا اور		سلطان ابوالعباس کا وزیر ابو بکر کو شکست دینا
	پھر دونوں کا دوبارہ صلح کرنا		سلطان کو ابن الخطیب کی گرفتاری کی اطلاع ملنا
۵۰۹	۲۲۲: فصل	۵۰۲	۲۱۸: فصل
	شیخ الہسا کرہ علی بن زکریا کے امیر عبدالرحمن کے		سلیمان بن داؤد کے اندلس جانے اور ٹھہرنے
	خلاف بغاوت کرنے اور اس کے غلام منصور پر		اور وہاں پر وفات پانے کے حالات
	حملہ کرنے اور امیر عبدالرحمن کے قتل ہونے کے	۵۰۳	سلطان کی دار الخلافہ میں آمد
	حالات		۲۱۹: فصل
۵۱۰	سلطان کا مراکش پر حملہ	۵۰۴	وزیر ابو بکر بن غازی اور اس کے ماریتہ کی طرف
	وزیر محمد بن عمر کا سلطان ابو الحسن کے پاس جانا		جلا وطن کئے جانے پھر واپس آنے اور اس کے
۵۱۲	۲۲۳: فصل	۵۰۵	بعد بغاوت کرنے کے حالات
	سلطان کی غیر حاضری میں ابو علی کے بیٹوں اور ابو		وتر مار کی سازش
	تاشقین کی غیر حاضری میں ابو علی کے بیٹوں اور ابو	۵۰۶	ابو بکر بن غازی کا قتل
	تاشقین بن ابی حمو حاکم تلمسان کی خواہش پر		۲۲۰: فصل
	عربوں کے مغرب پر حملہ کرنے اور ابو حمو کے ان		حاکم مراکش امیر عبدالرحمن اور حاکم قاس سلطان
	کے پیچھے آنے کے حالات		ابوالعباس کے درمیان مصالحت کے خاتمے اور
	۲۲۴: فصل		عبدالرحمن کے از مور پر قابض ہونے اور اس
۵۱۲	سلطان کے تلمسان پر حملہ کرنے سے فتح کرنے		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۵۲۰	احمد بن محمد اسلمی کی آمد وزیر مسعود بن ماسی کی فوجوں کے ساتھ روانگی	۵۱۳	اور اسے برباد کرنے کے حالات فصل: ۲۲۵
۵۲۱	فصل: ۲۳۰	۵۱۴	سلطان موسیٰ بن سلطان ابو عثمان کے اندلس سے مغرب کی طرف جانے اور بادشاہت پر قابض ہونے اور اپنے عم زاد سلطان ابو العباس پر فتح پانے اور اسے اندلس کی طرف بھگانے کے حالات
۵۲۲	فصل: ۲۳۱	۵۱۴	سلطان کاتلمسان پر حملہ عبدالرحمن کی مراکش کو روانگی
۵۲۳	فصل: ۲۳۲	۵۱۵	سلطان کی قاس کو روانگی فصل: ۲۲۶
۵۲۴	فصل: ۲۳۳	۵۱۷	وزیر محمد بن عثمان کی مصیبت اور اس کا قتل فصل: ۲۲۷
۵۲۵	فصل: ۲۳۴	۵۱۸	فخارہ قیس حسن بن الناصر کے بغاوت کرنے اور وزیر بن ماسی کی فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کرنے کے حالات فصل: ۲۲۸
	فصل: ۲۳۵	۵۱۹	سلطان موسیٰ کے وفات پانے اور مختصر بن سلطان ابو العباس کی بیعت ہونے کے حالات فصل: ۲۲۹
	فصل: ۲۳۶		اندلس سے دائق محمد بن ابی الفضل بن سلطان ابوالحسن کی روانگی اور اس کی بیعت کے حالات

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۵۲۳	ابو حموکا قتل فصل: ۲۳۰	۵۲۶	کی مصیبت اور اس کے قتل کے حالات فصل: ۲۳۵
۵۲۳	ابو تاشقین کی وفات اور حکمران مغرب کا تلمسان پر قبضہ کرنا فصل: ۲۳۱	۵۲۷	محمد بن علال کی وزارت فصل: ۲۳۶
۵۲۳	حاکم مغرب ابو العباس کی وفات اور ابو زیان بن ابی حموکا تلمسان اور مغرب اوسط پر قبضہ کرنا فصل: ۲۳۲	۵۲۸	سجلماسہ میں محمد بن سلطان عبد الحلیم کے غلبہ کے حالات مسعود بن ماسی کے خلاف عرب المقتل کی بغاوت
۵۲۶	اندلس کے مجاہد غازیوں میں یسے آل عبدالحق کے ان نمائندہ القراہ کے حالات جنہوں نے ابن الاحمر کی حکومت میں حصہ دے دی کی اور اس کے جہاد کی بے نظیر سیادت کی: عامر بن ادریس کا اذن جہاد حاصل کرنا	۵۲۹	فصل: ۲۳۷
۵۲۷	فصل: ۲۳۳	۵۳۰	ابن ابی عمر کی مصیبت اور ہلاکت اور ابن حنون کے دستے ابن ابی عمر کی گرفتاری
۵۲۸	اندلس میں اس ریاست کے قاتح موسیٰ بن رجو اور اس کے بعد اس کے بھائی عبدالحق اور ان دونوں کے بعد اس کے بیٹے حمون عبدالحق کے حالات موسیٰ کا امیر مقرر ہونا مندیل کی گرفتاری ابراہیم بن عیسیٰ کا قتل	۵۳۱	فصل: ۲۳۸
۵۲۹	فصل: ۲۳۴	۵۳۲	فصل: ۲۳۹
۵۳۰	فصل: ۲۳۵	۵۳۳	ابو تاشقین کا اپنے باپ کے خلاف فریادی بن کر سلطان ابو العباس کے پاس جانا اور فوجوں کے ساتھ اس کی روانگی اور اس کے باپ سلطان ابو حموکا قتل ہونا ابو زیان کا فرار اور ابو حموکا تعاقب ابو حموکا تلمسان سے روانگی

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۵۴۷	اندلس کے غازیوں کا امیر بننا سلطان ابوسالم کا اسے تیار کرنا فصل: ۲۴۸	۵۴۰	۲۴۴: فصل اندلس کے شیخ القزاة عبدالحق بن عثمان کے حالات ابوالولید کی بغاوت عبدالحق بن عثمان کی افریقہ روانگی مقرر کردہ سلطان ابن عمران کا فرار
۵۴۸	اندلس کے غازیوں پر علی بن بدرالدین کی امارت کے حالات اور اس کا انجام یحییٰ بن عمر کا طاغیہ کے پاس جانا فصل: ۲۴۹	۵۴۱	۲۴۵: فصل اندلس کے مجاہد غازیوں کے امراء میں سے عثمان بن ابی العلاء کے حالات یعقوب بن عبد اللہ کی وفات غمارہ پر حملہ غمرناطہ سے طاغیہ کی جنگ
۵۴۹	اندلس کے غازیوں پر علی بن بدرالدین کی امارت کے حالات اور اس کا انجام سلطان یوسف بن یعقوب کی وفات بدرالدین مجاہد غازیوں پر امیر یوسف کا امیر بننا فصل: ۲۵۰	۵۴۲	۲۴۶: فصل اس کے بعد اس کے بیٹے ابو ثابت کی ریاست اور ان کے انجام کے حالات تھمسان کی فتح کی تکمیل امیر ابو عثمان کی بغاوت
۵۵۰	اندلس کے غازیوں پر عبدالرحمن بن علی ابی غفلون بن سلطان ابی علی کی مارت اور اس کے انجام کے حالات وزیر اندلس کی حاکم مغرب کے ساتھ ساز باز فصل: ۲۵۱	۵۴۳	۲۴۷: فصل اندلس کے غازیوں پر پہلی اور دوسری بار یحییٰ بن عمر بن رحو کی امارت کے حالات اور اس کا آغاز و انجام عمر بن رحو کی وفات ابوالحجاج کی وفات
۵۵۱	مؤلف کتاب ابن خلدون کے حالات ابن خلدون کا نسب نامہ اندلس میں اس کے اسلاف ابو عبدہ کا گھرانہ بنو خلدون کا گھرانہ	۵۴۴	
۵۵۲		۵۴۵	
۵۵۳		۵۴۶	

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۵۷۵	سلطان ابو عثمان کی قاس کو واپسی		بنو حجاج کا گھرانہ
۵۷۶	سلطان ابو تائمین کا تلمسان میں مدرسہ تعمیر کرنا	۵۵۵	کریت رعیت پر ظلم کرتا تھا
۵۷۸	سلطان ابو الحسن کی وفات	۵۵۶	ابن عباد کا اشبیلیہ پر قبضہ
	فصل: ۲۵۳		افریقہ میں اس کے اسلاف
۵۷۹	سلطان ابو عثمان کی مصیبت کا بیان		ابن الاحمر کا حملہ
	فصل: ۲۵۴	۵۵۷	المستصر کی حکمرانی
۵۸۰	سلطان ابو سالم کے مجید اور منشاء کے بارے میں کتابت کرنا		الدی بن ابی عمارہ کا تونس پر قبضہ
	فصل: ۲۵۵	۵۵۸	امیر خالد کی حکومت
۵۸۶	سزاندلس		سلطان ابو یحییٰ
	فصل: ۲۵۶	۵۶۱	میری پیدائش
۵۹۳	اندلس سے بجایہ کی طرف سزا اور حجابت پر تقرر	۵۶۲	معرکہ قیروان
۵۹۴	ابن خلدون کا سلطان ابو عثمان کے پاس جانا	۵۶۳	زیرم بن حماد کا الزام
	ابن خلدون کا حاجب بننا		سلطان ابو الحسن کی افریقہ کو روانگی
	فصل: ۲۵۷		اسطی
۵۹۶	حاکم تلمسان ابو حمو کی مشایعت	۵۶۴	ایلی
	سلطان ابو حمو کو میرے بجایہ سے جانے کی اطلاع کا پہنچنا	۵۶۶	عبد الہسین
۵۹۷	ابوزیان کی تلمسان میں آمد	۵۶۷	ابن رضوان
	فصل: ۲۵۸	۵۶۸	افریقہ میں اس کے ساتھی
۶۰۹	مغرب کے حکمران سلطان عبدالعزیز کا بی	۵۷۱	تلمسان میں ابوسعید کی خود مختاری
		۵۷۲	ابن مرزوق کی گرفتاری
		۵۷۳	سلطان ابو العباس کی تونس پر چڑھائی
		۵۷۴	فصل: ۲۵۲
			تونس میں علامت پر متصرف ہونا پھر اس کے بعد
			مغرب کی طرف سفر کرنا اور سلطان ابو عثمان کی
			کتابت پر مقرر ہونا
			بنو مرین کی مغرب کو واپسی

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	طرف رواجی اور عرب قبائل کے پاس پہنچنا اور	۶۰۹	عبدالواد کی مدد کرنا
	اولاد عریف کے پاس قیام کرنا	۶۱۰	ابن خلدون کا المسیلہ پہنچنا
۶۲۲	ابن الخطیب کا قتل	۶۱۱	اندلس سے وزیر ابن الخطیب کے فرار کی اطلاع
	فصل: ۲۶۱		فصل: ۲۵۹
۶۲۳	تونس میں سلطان ابوالعباس کی طرف واپسی	۶۱۷	مغرب اقصیٰ کی طرف واپسی
۶۲۴	ابن خلدون کا سلطان ابوالعباس کے پاس جانا	۶۱۸	علی بن حسون کی فوجوں کے ساتھ آمد
۶۲۹	چغل خوروں کی شکایات میں اضافہ		وزیر ابو بکر بن قازی اور سلطان ابن الاحمر کے
	فصل: ۲۵۲		درمیان منافرت کا پیدا ہونا
۶۳۰	مشرق کی طرف سفر کرنا اور مصر کا قاضی بننا	۶۱۹	غرناطہ سے اندلسی فوجوں کے ساتھ ابن احمر کی آمد
	جامعہ ازہر میں ابن خلدون کا پڑھانا	۶۲۰	سلطان ابن الاحمر کی محمد بن عثمان کو وصیت
۶۳۱	قاضی مالکی کی معزولی		سلطان ابوالعباس کی دار الخلافہ میں آمد
	فصل: ۲۶۳		فصل: ۲۶۰
	سفر ادانگی حج	۶۲۱	اندلس کی طرف دوبارہ رواجی پھر تلمسان کی
۶۳۳			

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل

بر بزرگی قبائل میں سے زناتہ اور ان کی غالب اقوام
اور ان میں نیکے بعد دیگرے قائم ہونے والی جدید و

قدیم حکومتوں کے حالات

یہ قوم مغرب کی ایک معزز اور صاحب اثر و رسوخ قدیم قوم ہے اور اس زمانے تک یہ لوگ نیموں میں سکونت اختیار کرنے اور کھوڑوں اور اونٹوں پر سوار ہونے اور زمین پر قلعہ حاصل کرنے اور دونوں سفروں سے مالوس ہونے اور آبادیوں سے لوگوں کو اٹھا کر لے جانے اور خادموں کی اطاعت اختیار کرنے سے انکار کرنے کی ان عادات پر قائم ہیں جو عربوں کا شعار ہیں اور بربروں کے درمیان ان کا شعار وہ عجیب زبان ہے جس کے ذریعے وہ بات چیت کرتے ہیں اور وہ زبان اپنی لوس میں دیگر بربری زبانوں سے اور ان کے موطن افریقہ اور مغرب میں دیگر بربری موطن سے مشہور و معروف ہیں ان میں سے کچھ لوگ غدامس اور سوس اقصیٰ کے درمیان بلاد نخل میں رہتے ہیں حتیٰ کہ ان کے صحرائے لوگ بے گناہ بیابانی کے عوام بھی انہی سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن کا تذکرہ ہم آئندہ کریں گے۔

اوزان میں سے ایک قوم طرابلس کے پہاڑوں میں اور افریقہ کے نواح میں رہتی ہے اور ان کے بقیہ لوگ اس زمانے میں جبل اور اس میں ہلائی عربوں کے ساتھ سکونت پذیر ہو گئے ہیں اور ان کی حکومت کے اطاعت گزار ہیں اور ان کی اکثریت مغرب اوسط میں رہتی ہے یہاں تک کہ مغرب اوسط انہی میں سے منسوب اور معروف ہے اور اسے زناتہ کا وطن کہا جاتا ہے اور ان میں سے کچھ دیگر اقوام مغرب اقصیٰ میں رہتی ہیں اور وہ اس زمانے میں مغربین میں صاحب حکومت ہیں اور قدیم زمانے میں ان کی یہاں کچھ اور حکومتیں بھی تھیں اور حکومت ہمیشہ انہی کے قبائل میں باری باری آتی رہی جیسا کہ ہم ان میں سے ہر قبیلے کے حالات کو بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

زناتہ کی نسبت اور اس کے بارے میں پائے
جانے والے اختلاف اور ان کے قبائل کی تعداد

کے حالات کا بیان

بربریوں کے درمیان ان کے نسب کے بارے میں ان کے نسبوں کے درمیان کوئی اختلاف پایا جاتا کہ وہ شانا کی اولاد سے ہیں اور شانا کے بارے میں ابو محمد بن حزم نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے کہ بعض کا قول ہے کہ وہ جانا بن یحییٰ بن صولات بن درماک بن ضری بن رجبک بن مادغیس بن بربر ہے۔

اسی طرح وہ کتاب الجہرۃ میں بیان کرتے ہیں کہ میرے پاس یوسف الوراق نے ایوب بن ابی یزید سے جب وہ ناصر کے دور حکومت میں اپنے انقلابی باپ کی جانب سے قرطبہ آیا تھا بیان کیا جاتا ہے کہ وہ جانا بن یحییٰ بن صولات بن درماک بن ضری بن مقبوع بن قروال بن یسلا بن مادغیس بن رجبک بن ممرحق بن کراد بن مازلیغ بن ہراک بن ہرک بن برا بن بربر بن کنعان بن حام ہے اس بات کو ابن حزم نے بیان کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مادغیس بربر سے کوئی نسبت نہیں رکھتا اور قبل ازیں ہم اس کے متعلق پائے جانے والے اختلاف کو بیان کر چکے ہیں اور اس بارے میں جو کچھ منقول ہے یہ اس سے اصح ہے۔ کیونکہ ابن حزم ثقہ ہے اور کوئی دوسرا اس کی برابری نہیں کر سکتا۔

اور زنا تہ کے عظیم شخص ابن ابی یزید سے جو کچھ منقول ہے اس کی بناء پر بربریوں کو فقط برنس کی نسل سے قرار دیا جا سکتا ہے۔

البتراء: البتراء وہ لوگ ہیں جو مادغیس الالبتر کے بیٹے ہیں اور یہ بربریوں میں سے نہیں ہیں اور جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں کہ زنا تہ وغیرہم انہی میں سے ہیں لیکن یہ بربریوں کے بھائی ہیں کیونکہ یہ سب کنعان بن حام کی طرف رجوع کرتے ہیں جیسا کہ اس نسب سے ظاہر ہوتا ہے۔

زناتہ کا نسب: اور ابو محمد بن قتیہ سے ان زنا تہ کے نسب کے بارے میں منقول ہے کہ یہ زنا تہ جالوت کی اولاد میں سے ہیں

اور ایک روایت میں ہے کہ زناۃ جانا ابن یحییٰ بن ضریس بن جالوت ہے اور جالوت و نور بن جرطل بن جلیلان بن جالد بن دیلان بن حصی بن یادمین رحیک بن مادغیس بن الابر بن قیس بن عیلمان ہے۔

اور اسی سے ایک دوسری روایت میں ہے کہ وہ جالوت بن جالود بن یردئال بن قحطان بن فارس ہے اور فارس مشہور آدمی ہے اور ایک اور روایت میں ہے کہ وہ جالوت بن یردئال بن جالود بن دبال بن یرنس بن سفک ہے اور سفک تمام بربریوں کا باپ ہے۔

زناۃ کے نسابوں کا خیال: اور خود زناۃ کے نسابوں کا خیال ہے کہ یہ لوگ حیر سے تعلق رکھتے ہیں اور پھر ان میں سے کچھ لوگ تباہ میں سے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ علاقہ میں سے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ جالوت علاقہ میں سے ان کا جد ہے اور ان کے بارے میں سچ بات وہی ہے جسے سب سے پہلے ابو محمد ابن حزم نے بیان کیا ہے اور جو کچھ بعد میں بیان کیا گیا ہے اس میں سے کچھ بھی صحیح نہیں ہے۔

پہلی روایت: پہلی روایت جسے ابو محمد بن قتیہ سے بیان کیا گیا ہے وہ غلط ہے اور اس میں متداخل شامل ہیں اور مادغیس کا نسب جسے قیس عیلمان تک بیان کیا گیا ہے اس کے متعلق کتاب البربر کے شروع میں ان کے انساب کے تذکرہ کے موقع پر پہلے بیان ہو چکا ہے اور نسابوں کے ہاں قیس کے بیٹے مشہور و معروف ہیں۔

اور جالوت کا نسب جسے قیس تک بیان کیا گیا ہے یہ ایک دور از قیاس بات ہے اور اس کی شہادت اس امر سے ملتی ہے کہ محدثین عدنان خاص قیس کے آباء میں سے ہے جو بخت نصر کا محاصرہ تھا جیسا کہ ہم نے کتاب کے شروع میں اس کا ذکر کیا ہے۔

بخت نصر: اور جب بخت نصر عربوں پر غالب آ گیا تو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے نبی ارمیا کی طرف وحی کی کہ وہ معد کو رہائی دلائے اور اسے اپنے علاقے میں لے جائے اور بخت نصر حضرت داؤد علیہ السلام کے تقریباً چار سو پچاس سال بعد ہوا ہے اور اس نے بیت المقدس کو حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کے تعمیر کرنے کے بعد اتنی ہی مدت میں تباہ و برباد کر دیا تھا۔

پس معد اتنی ہی مدت حضرت داؤد سے متاخر ہے اور اس کا بیٹا قیس خاص حضرت داؤد علیہ السلام سے اس سے بھی زیادہ مدت متاخر ہے اور جالوت جسے قیس کے بیٹوں میں سے بیان کیا گیا ہے وہ اس سے بھی دگنا زمانہ حضرت داؤد علیہ السلام کے متاخر ہے اور یہ بات کیونکر درست ہو سکتی ہے حالانکہ نص قرآنی کے مطابق حضرت داؤد علیہ السلام نے ہی جالوت کو قتل کیا تھا۔

بربریوں کے نسب میں جالوت کو شامل کرنا: اب رہی بات جالوت کو بربریوں میں شامل کرنے کی کہ وہ مادغیس یا سفک کی اولاد میں سے ہے تو یہ ایک غلط بات ہے اور اسی طرح جن لوگوں نے اسے علاقہ کی طرف منسوب کیا ہے انہوں نے بھی غلطی کی ہے حق بات یہ ہے کہ جالوت بنی قسطنطین بن کسلو جیم بن مصرایم بن حام میں سے ہے جو حام بن نوح کا ایک قبیلہ ہے اور یہ لوگ قبضہ بربر جیشہ اور نوہ کے برادران ہیں جیسا کہ ہم نے حام کے بیٹوں کے نسب میں اس کا ذکر

کیا ہے۔

بنو قلسطین اور بنو اسرائیل میں جنگ: ان بنو قلسطین اور بنو اسرائیل میں بہت سی جنگیں ہوتی رہتی تھیں اور شام میں ان کے بہت سے بربری بھائی تھے اور کنعان کی دیگر اولاد بھی کثرت میں ان کے مشابہ تھی اور اس زمانے میں قلسطینی اور کنعانی قوم اور ان کے قبائل ہلاک ہو گئے اور بربریوں کے سوا اور کوئی باقی نہ بچا اور قلسطین کا نام ان کے اس وطن سے مخصوص ہو گیا اور جالوت کے ذکر کے ساتھ بربریوں کا نام سننے والے نے خیال کر لیا کہ جالوت ان میں سے تھا حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

زنااتہ کے نسابوں کا انہیں حمیر سے قرار دینا: اور زنااتہ کے نسابوں کا جو یہ خیال ہے کہ وہ حمیر سے تعلق رکھتے ہیں اس کا انکار دو حافظوں ابو عمرو بن عبد البر اور ابو محمد بن حزم نے کیا ہے اور ان دونوں کا کہنا ہے کہ بلاد بربری کی طرف حمیر کے آنے کا ذکر صرف مؤرخین یمن کی اکاذیب میں ہی پایا جاتا ہے اور مؤرخین زنااتہ کو بربری نسب سے ترفع حاصل کرنے نے ہی حمیر کی طرف منسوب ہونے پر آمادہ کیا ہے کیونکہ وہ اس زمانے میں خراج کے اکٹھا کرنے کے لئے خادم اور غلام بننے ہوئے تھے۔ حالانکہ یہ ایک وہم ہے جب کہ بربری قبائل میں ایسے لوگ بھی تھے جو صحبت میں زنااتہ سے مقابلہ کرتے تھے یا ان سے بھی زیادہ سخت تھے جیسا کہ حواریہ اور مکناہ ہیں اور ان میں ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے عربوں کی حکومت پر قبضہ کر لیا تھا جیسے کتامہ اور ضہاجہ ہیں اور وہ بھی تھے جنہوں نے ضہاجہ کے ہاتھوں سے ایک مدت تک حکومت یمن کی تھی جیسے کہ مصادہ میں یہ سب قبائل زناادہ سے بہت زیادہ طاقت ور اور زیادہ جمعیت والے تھے پس جب یہ لوگ غلام ہو گئے تو یہ مظلوم ہو گئے اور انہیں تاوان کی تکلیف برداشت کرنی پڑی اور اس دور میں بربریوں کا نام تاوان ادا کرنے والوں سے مخصوص ہو گیا پس زنااتہ نے مظلومیت سے فرار کرتے ہوئے اس نام سے برا منایا اور عربی نسب کے خالص ہونے کی وجہ سے نیز اس وجہ سے کہ اس میں متعدد انبیاء کی فضیلت بھی پائی جاتی ہے اس میں داخل ہونے کو اچھا سمجھا خصوصاً معمر کے نسب میں شامل ہونے کو بہتر خیال کیا کیونکہ وہ اسماعیل بن ابراہیم بن نوح بن شیث بن آدم یعنی پانچ انبیاء کی اولاد میں سے ہیں لیکن بربری جب حاکم کی طرف منسوب ہوتے ہیں تو ان میں یہ فضیلت نہیں پائی جاتی حالانکہ وہ بھی اس ابراہیم کی نسل سے ہیں جو مخلوقات کا تیسرا باپ ہے جب کہ اس دور میں دنیا کی اکثر اقوام آپ کی نسل سے تعلق رکھتی ہیں اور اس دور میں آپ کے نسب سے بہت تھوڑے لوگ نکلے ہیں حالانکہ صحرا میں الگ رہنے کی وجہ سے عربوں میں بھی مخلوق کی مذموم عادات سے وحشت اور بچاؤ کا جذبہ پایا جاتا ہے پس زنااتہ کو اپنا نسب اچھا لگا اور ان کے نسابوں نے ان کے سامنے اسے خوبصورت کر کے پیش کیا حالانکہ حقیقت کچھ اور ہے اور عمومی نسب کے لحاظ سے ان کا برابر ہونا ان کے عزت و غلبہ کے شعار کے متافی نہیں ہے جب کہ بہت سے بربری قبائل اس کی مانند اور اس سے بہت بڑے بھی ہیں۔ اسی طرح مخلوق کئی اوصاف میں ممتاز اور متباہن ہے حالانکہ سب بنو آدم ہیں اور حضرت نوح آپ کے بعد ہوئے ہیں اسی طرح عرب اور ان کے قبائل بھی ممتاز اور متباہن ہیں حالانکہ سب سام کی اولاد ہیں اور حضرت اسماعیل اس کے بعد ہوئے ہیں۔

تعداد انبیاء علیہم السلام: اب دینی بات نسب میں متعدد انبیاء کے آنے کی تو یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے اسے عطا کرتا ہے اور جب حالات کے بدل جانے سے لوگوں میں رنگی نہ پائی جائے تو کسی قوم کے عمومی نسب میں اشتراک سے تجھے کچھ نقصان نہ ہوگا حالانکہ بریوں کو جو ذلت حاصل ہوئی وہ قلت تعداد اور ان حکمران اقوام کے ہلاک ہو جانے کی وجہ سے حاصل ہوئی تھی جو حکومت اور ترقی کی راہ میں جام مرگ نوش کر گئے تھے جیسا کہ قبل ازیں ہم نے آپ کے لئے اپنی مولفہ پہلی کتاب میں بیان کیا ہے ذکر نہ انہیں کثرت غلبہ حکومت اور دولت سب کچھ حاصل تھا۔

زناتہ کا عمالقہ سے ہونا: اور زناتہ قوم کا شاہی عمالقہ سے ہونا ایک مرجوح قول اور حقیقت سے ذور بات ہے کیونکہ شام میں رہنے والے عمالقہ کی دو قسمیں ہیں ایک عمالقہ وہ ہیں جو عیہو بن اسحاق کی اولاد سے ہیں جنہیں نہ کثرت حاصل ہے اور نہ حکومت اور نہ ہی ان میں سے کسی کے بارے میں یہ مقول ہے کہ وہ مغرب کی طرف گیا تھا بلکہ وہ اپنی تعداد کی کمی اور اپنی اقوام کی ہلاکت کی وجہ سے پوشیدہ سے پوشیدہ تر ہیں اور دیگر عمالقہ بنی اسرائیل سے قبل شام میں صاحب حکومت و دولت تھے اور ان کے دار السلطنت تھا اور بنی اسرائیل نے ان پر قلب پاکر شام اور حجاز میں ان سے حکومت چھین لی اور وہ ان کی تلواروں کا کھا جانے لگے پس یہ قوم ان ہلاک شدہ عمالقہ میں سے کیسے ہو سکتی ہے اور اگر یہ روایت بیان کی جاتی تو اس سے شک پڑ جاتا ہے پس جب اسے بیان ہی نہیں کیا گیا تو یہ شک کیسے پیدا ہو سکتا ہے اور یہ عادت بھی بعید ہے اور اللہ تعالیٰ ہی اپنی مخلوق کو بہتر جانتا ہے۔

زناتہ کے قبائل و بطون: زناتہ کے قبائل اور بطون بہت سے ہیں اب ہم ان میں سے مشہور قبائل و بطون کا ذکر کرتے ہیں زناتہ کے نسب اس امر پر متفق ہیں کہ ان کے تمام بطون جانا کے تین بیٹوں کی طرف راجع ہیں اور وہ ورسیک 'فرنی اور الدیرات ہیں زناتہ کی انساب کی کتب میں ایسا ہی لکھا ہے۔

ورسیک کے بیٹے: اور ابو محمد بن حزم نے اپنی کتاب الجہرۃ میں ورسیک کے بیٹوں کے متعلق لکھا ہے کہ ان کے نسبوں کے نزدیک مسارت رعائی اور واثروجن ہیں اور واثروجن سے دارعین بن واثروجن ہے اور ابو محمد بن حزم ورسیک کے بیٹوں کے متعلق کہتا ہے کہ وہ مسارت ناجرت اور واسین ہیں۔

فرنی بن جانا کے بیٹے: اور زناتہ کے نسبوں کے نزدیک فرنی بن جانا کے بیٹے خیر مرتن 'مرنجیصہ 'ورکھہ 'نمالہ اور سہرتہ ہیں اور ابو محمد بن حزم نے سہرتہ کا ذکر نہیں کیا اور باقی چاروں بیٹوں کا ذکر کیا ہے۔

الدیرت بن جانا کے بیٹے: اور زناتہ کے نسبوں کے نزدیک الدیرت بن جانا کا بیٹا جدو بن الدیرت ہے لیکن ابن حزم نے اس کا ذکر نہیں کیا اس نے الدیرت کے ذکر پر صرف اتنا کہا ہے کہ اس کے قبائل میں سے بنو ورسیک بن الدیرت بھی ہیں جو دمر بن ورسیک کے ہیں وہ بیان کرتا ہے کہ دمر لقب ہے اور اس کا نام العانا ہے۔

زاکیا کے بیٹے: وہ بیان کرتا ہے کہ زاکیا کے بیٹوں میں سے بنو یفراذ بنو یفرن اور بنو واسین ہیں اس کا کہنا ہے کہ ان کی ماں واسین مفراذ کی ماں کی مملوکہ تھی اور یہ بنو یفراذ بنو یفرن کا تیسرا حصہ ہیں اور ان میں زناتہ کے نسب

مفرد کے بھائی یرنیات بن۔ صلت بن۔ یفرن اور واسین ہیں اور ابن حزم نے واسین کا ذکر نہیں کیا۔

دمر کے بیٹے : وہ بنو درید بن وائین بن وارویر بن دمر کو دمر کے بیٹے قرار دیتا ہے اور اس نے بنی دمر کے سات قبائل کا ذکر کیا ہے اور وہ عرازول، لغورۃ اور زنائین ہیں اور یہ تینوں دمر، برزال، یصد ر بن وضمان اور بطوفت کے نسب کے ساتھ مخصوص ہیں ابو محمد بن حزم نے اسی طرح بیان کیا ہے اور اس کا خیال ہے کہ یہ ابو بکر بن یحییٰ البرزالی الا باضی کی تحریر ہے۔

ابو بکر کے حالات : ابو بکر بن یحییٰ کے متعلق ابن حزم کا کہنا ہے کہ وہ ایک زاہد تھا جو ان کے انساب کا عالم تھا اور اس نے بیان کیا ہے کہ بنو واسین اور بنو برزال اباضی تھے اور بنی یفرن اور مفراوہ منی تھے اور سابق بن سلیمان مطہلی اور ہانی بن یصد ورا لکوی اور کہلان بن ابی لواء جیسے بربری نسابوں کے نزدیک ان کی کتب میں لکھا ہوا ہے کہ بنی وریک بن الدیرت بن جانا تین بطن ہیں جو بنو زاکیا بنو دمر اور آتشہ ہیں۔

بنو آتش : بنو آتش اور وہ سب کے سب بنو وارویر بن وریک ہیں اور زاکیا دارویر بن سے تین بطن مفراوہ بنو یفرن اور بنو یرنیان ہیں۔

بنو واسین : اور بنو واسین سب کے سب بنو سیلت بن مسر بن زاکیا بن آتش بن وارویر بن ہیں۔

دمروارویر بن : اور دمر وارویر بن سے تین بطن بنو لغورۃ بنو عزرویل اور بنو زنائین ہیں یہ سب کے سب بنو دمر بن دمر ہیں۔ اس بات کا تذکرہ بربری نسابوں سے کیا ہے جو ابن حزم کے بیان کے خلاف اور دیگر زائے کے نسب بھی جو ان کے قبائل ہیں سے یہی بات بیان کرتے ہیں اور وہ شخص کی طرح ان کا نسب بیان نہیں کرتے حالانکہ وہ جبل قازاز کے باشندے ہیں جو مکنا سہ سجان، ربعان، تحلیلہ، قیسیات، داغمرت، عفر اض، وجد یحییٰ بنو بلو اور بنو دمانی اور بنو تو جین کے قریب ہے۔

بنو تو جین : بنو تو جین بلا شک و شبہ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہے ظاہری طور پر صحیح نسب کے لحاظ سے بنی واسین کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور وجد یحییٰ داغمرت اور بنو دمر بنو جین کے بارے میں بعض کا قول ہے کہ وہ برانس میں سے ہیں۔ جو بربر کا ایک بطن ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور ابن عبدالحکم نے اپنی کتاب فتح مصر میں خالد بن حمید زنائی کا ذکر کیا ہے اور اس کے متعلق بیان کیا ہے کہ وہ شوره میں سے ہے جو زنائے کا ایک بطن ہے اور ہماری بھی اس کے متعلق یہی رائے ہے۔

یہ زنائے کے قبائل اور انساب کے متعلق مختصر بیان ہے جو کسی کتاب میں موجود نہیں۔ واللہ الہادی الیٰ مسالک

التحقیق لا رب غیرہ

[illegible]

فصل

زنا تہ کے نام اور اس لفظ کے معنی کے بیان میں

بہت سے لوگ اس لفظ کے معنی اور اشتقاق کے بارے میں اس طور پر تحقیق کرتے ہیں جو نہ ہی عربوں اور نہ ہی خود اہل قوم کے نزدیک معروف ہے کہتے ہیں کہ یہ ایک نام ہے جسے عربوں نے اس قوم کے لئے وضع کیا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خود اس قوم نے اس نام کو اپنے لئے وضع کیا ہے اور اس پر اشتقاق کیا ہے کہتے ہیں کہ وہ نام زانا بن جانا ہے اور وہ نسب میں بھی کچھ اضافہ کرتے ہیں جس کا نسب ابوں نے ذکر نہیں کیا۔

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ مشتق ہے اور عربوں کی زبان میں اسماء میں سے کوئی ایسا مستعمل معلوم نہیں ہوتا جو اپنے مادی حروف پر موجود ہو اور بعض اوقات بعض جہلاء زنا کے لفظ سے اس کا اشتقاق کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کی تائید ایک معمولی سی حکایت سے کرتے ہیں جسے حقیقت دھکے دیتی ہے اور یہ سب اقوال اس طرح اشارہ کرتے ہیں کہ عربوں نے ہر چیز کے لئے اسماء وضع کئے ہیں اور ان کا استعمال صرف ان اوضاع کی وجہ سے ہوتا ہے جو ان کی لغت نے ارتجالاً اور اشتقاقاً قائم کئے ہیں اور اکثر یہی ہوتا ہے۔

وگر نہ عربوں نے بہت سے ان اسماء کو بھی استعمال کیا ہے جو اپنی معنی میں ان کی زبان سے تعلق نہیں رکھتے پس ابراہیم یوسف اور اسحاق جیسے ناموں کو علم ہونے کی وجہ سے عبرانی زبان سے تبدیل نہیں کیا جائے گا اور یا زبان زد عام ہونے کی وجہ سے استعانت و تخفیف کے لئے ایسا نہیں کیا جائے گا جیسے لجام و بیاج و زنجیل و نیروز یا یمن اور اجڑے نام ہیں پس یہ عربوں کے استعمال کی وجہ سے یوں ہو گئے ہیں گویا یہ ان کے اوضاع میں سے ہیں اور وہ انہیں عبریہ کا نام دیتے ہیں اور کبھی وہ حرکات یا حروف میں کچھ تبدیلی بھی کرتے ہیں اور یہ بات ان کے ہاں مشہور و معروف ہے کیونکہ یہ بمنزلہ وضع جدید کے ہیں۔

اور کبھی لفظ کا حرف ایسا بھی ہوتا ہے جو ان کی زبان کے حروف میں سے نہیں ہوتا تو وہ اسے قریب الحرف حروف سے بدل دیتے ہیں بلاشبہ حروف کے مخارج کثیر اور منضبط ہوتے ہیں اور ان میں سے عربوں نے صرف اٹھائیس حروف ابجد کو بولا ہے اور ان میں سے ہر دو مخرجوں کے درمیان ایک سے زائد حروف آتے ہیں جن میں سے کچھ کو اقوام نے بولا ہے اور کچھ کو نہیں بولا نیز ان میں سے کچھ کو چند عربوں نے بولا ہے جیسا کہ اہل زبان کی کتب میں مذکور ہے۔

زنا تہ کی تحقیق: پس جب یہ بات ثابت ہو گئی تو جان لیجئے کہ زنا تہ کے لفظ کی اصل جانا کے معنی سے ہے جو سب کے قوم کے باپ کا نام ہے اور وہ جانا بن یحییٰ ہے جس کا ذکر ان کے نسب میں مذکور ہے اور جب وہ تقیم میں جنس کا ارادہ کرتے ہیں تو مفرد اسم کے ساتھ ناء ملا دیتے ہیں اور کہتے ہیں جانات اور جب تقیم چاہتے ہیں تو تاء کے ساتھ نون زائد کر دیتے ہیں اور وہ

جاناتن بن جانا ہے اور ان کا اس جیم کو بولنا عربوں کے نزدیک جیم کے مخرج سے نہیں ہوتا بلکہ وہ اسے جیم اور شیم کے درمیان بولتے ہیں جو سین کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے اور بعض چھوٹوں سے ان مخرج کو سننا آسان ہوتا ہے پس انہوں نے سین کے ساتھ زاء کے مخرج کے اتصال کی وجہ سے اُسے زاء میں بدل دیا اور وہ جنس پر دلالت کرنے والا مفرد لفظ زانات بن گیا۔ پھر انہوں نے اس کے ساتھ حاء نسبت لگا دی اور زبان زد عام ہونے کی وجہ سے تخفیف کی خاطر زاء کے بعد الف کو حذف کر دیا۔ واللہ اعلم

فصل

اس قوم کی اولیت اور طبقات کے بیان میں

افریقہ اور مغرب میں اس قوم کی اولیت طویل صدیوں سے بربریوں کی اولیت سے مساوی ہے جس کے آغاز کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور ان کے قبائل شمار سے زیادہ ہیں جیسے مفراہہ بنی یفرن، جرادہ بنی یرسان، وجدیجن، عمرہ، تحصر، ورجید اور بنی زعماک وغیرہ اور ان میں ہر ایک قبیلے کے متعدد بطن ہیں اور اس قوم کے موطن اطراف طرابلس سے لے کر جبل اور اس تک اور لڑاب سے تلمسان کی جانب تک اور پھر وادی طویہ تک ہیں۔

اور اسلام سے قبل جرادہ کو ان میں کثرت اور ریاست حاصل تھی پھر وہ مفراہہ اور بنی یفرن کو حاصل ہوئی۔

افرنگی: اور جب افریقیوں نے ان کے نواح میں بلاد بربر پر قبضہ کر لیا تو یہ انہیں مقررہ ٹیکس ادا کرنے لگے اور ان کی اطاعت کرنے لگے اور ان کی جنگوں میں ان کے ساتھ پڑاؤ کرنے لگے اور دیگر امور میں بھی ان کی حمایت کرنے لگے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسلام کو لے آیا اور مسلمانوں نے دیرے دیرے افریقہ کی طرف بڑھنا شروع کیا، ان دونوں افریقیوں کا بادشاہ گرگوری تھا پس زانات اور بربریوں نے مسلمانوں کے مقابلہ میں گرگوری کو مدد دی مگر یہ سب پراگندہ اور منتشر ہو گئے اور گرگوری قتل ہو گیا اور ان کے اموال غنائم بن گئے اور ان کی عورتیں قیدی بن گئیں اور سبیلائے فتح ہو گیا۔

فتح جلولاہ: پھر مسلمان افریقہ کی جنگ سے واپس آ گئے اور انہوں نے جلولاہ اور دیگر شہروں کو فتح کیا اور وہ افرنگی بھی جو ان کی اولادوں پر حکومت کرتے تھے، سمندر کے پیچھے اپنے وطنوں کو واپس لوٹ آئے اور بربریوں نے اپنے آپ کو عربوں کے لئے مقاومت خیال کر لیا اور وہ اکٹھے ہو کر پہاڑی قلعوں میں قلعہ بند ہو گئے اور زانات کا ہنہ اور ان کی قوم جرادہ کے ساتھ جبل اور اس میں جا ملے جیسا کہ ہم بیان کریں گے پس عربوں نے ان میں خوف، خوزیزی کی اور میدانوں، پہاڑوں اور جنگلوں میں ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ وہ طوعاً و کرہاً اسلام میں داخل ہو گئے اور مصری حکومت کے مطیع ہو گئے اور انہوں نے ان امور کو سنبھال لیا جنہیں افرنگی سنبھالا کرتے تھے یہاں تک کہ مغرب میں عربی حاکم کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی اور اس نے انہیں کتامہ وغیرہ بربریوں کے افریقہ سے نکال دیا اور اس زناتی قوم نے زناد الملک پر قہح کی پس اس نے ان سے پوشیدگی اختیار کی اور ان کے دو طبقوں میں نسل بعد نسل باری باری حکومت چلتی رہی جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

فصل

کاہنہ اور زاناتہ میں سے ان کی قوم جراوہ کے
حالات اور فتح کے وقت مسلمانوں کے ساتھ

اُن کا سلوک

افریقہ اور مغرب میں یہ بربری قوم بڑی قوت و کثرت اور جمعیت کی مالک تھی اور یہ لوگ اپنے شہروں میں افریقیوں کے اطاعت گزار تھے اور نواح کے تمام حکمران بھی ان کے ساتھ تھے اور بوقت ضرورت افریقیوں کی مدد کرنا ان پر واجب تھا۔ جب مسلمان افریقہ کی فتح کے لئے اپنی فوجوں کے ساتھ سایہ فگن ہوئے تو انہوں نے مسلمانوں پر چڑھائی کرنے کے لئے گریگوری کو مدد دی یہاں تک کہ مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا اور ان کی جمعیت پر اکندہ ہو گئی اور ان کی حکومت منتشر ہو گئی اور اس کے بعد افریقہ میں مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے اور ان کو جمع کرنے والی کوئی جگہ نہ رہی کیونکہ وہ تمام بربری اقوام سے ان کے موطن و نواح میں جنگ کر رہے تھے اور جو لوگ افریقیوں میں سے ان کے ساتھ آئے تھے ان سے بھی بدسر پیکار تھے۔

حضرت علیؑ اور حضرت معاویہؓ کی جنگ: اور جب مسلمان حضرت علیؑ اور معاویہؓ کی جنگ میں مشغول ہو گئے تو انہوں نے افریقہ کے معاملہ کو خیر باد کہہ دیا پھر حضرت معاویہؓ نے عام الجامعہ کے بعد عقبہ بن نافع فہری کو اس کا والی بنایا تو اس نے اپنی ولایت ثانیہ میں مغرب میں خونریزی کی اور سوس تک پہنچ گیا اور واپسی پر الزاب میں قتل ہو گیا اور بربریوں نے اور بہ کے عظیم آدمی کسیلہ پر اتفاق کر لیا اور اس کے بعد عبدالملک بن مروان کے زمانے میں زہیر بن قیس بلوی نے اس پر چڑھائی کی تو اس نے اسے شکست دی اور قیروان پر قابض ہو گیا اور اس نے مسلمانوں کو افریقہ سے نکال باہر کیا۔

حسان بن نعمان: پھر عبدالملک نے حسان بن نعمان کو مسلمان فوجوں کے ساتھ بھیجا تو انہوں نے بربریوں کو شکست دی اور کسیلہ کو قتل کر دیا اور قیروان، قرطاج، افریقہ، افرنجہ اور روم کو سسلی اور اندلس تک واپس لے لیا اور رومیوں کی حکومت ان کے قبائل میں بکھر گئی اور زاناتہ بربریوں کے تمام قبائل سے بڑے اور جموع و بطون کے لحاظ سے زیادہ تھے۔

جراوہ کا موطن: اور ان میں سے جراوہ کا موطن جبل اور اس میں تھا۔ جو کہ کراہ بن الدیرت بن جانا کی اولاد میں سے ہیں اور ان کی حکومت کاہنہ کے پاس تھی اور ذہابنت۔۔۔ بن نیعان بن بارد بن مصکری بن افرود بن وصیلان بن جرادان کی حکمرانی تھی جس کے تین بیٹے تھے جنہوں نے اپنی قوم کی حکومت کو اپنے اسلاف سے وراثت میں حاصل کیا اور اس کی گود

میں پرورش پائی، پس وہ ان کی وجہ سے ان پر اور ان کی قوم پر اپنے آپ کو ترجیح دینے لگی نیز اس وجہ سے بھی کہ اسے کہانت و معرفت سے ان کے احوال غیبیہ اور عواقب امور کو جاننے کا ادعا تھا پس اس نے ان کی حکومت حاصل کر لی۔

ہانی بن بکور ضریحی بیان کرتا ہے کہ اس نے ان پر پینتیس سال حکومت کی اور ایک سو ستائیس سال تک زندہ رہی اور جبل اور اس کی جانب عقبہ بن نافع کا قتل بھی میدان اور اس کی انگشت سے ہوا تھا کیونکہ اس نے برابرہ کو اس کے خلاف اکسایا تھا اور مسلمانوں کو اس کی یہ بات معلوم تھی۔

کسیلہ کا قتل: پس جب تمام بربروں کا خاتمہ ہو گیا اور کسیلہ قتل ہو گیا تو انہوں نے جبل اور اس میں اس کا ہنہ کی پناہ کی طرف رجوع کیا اور بنو یفرن اور افریقہ کے قبائل زناتہ اور اہمرام کے باقی ماندہ لوگ اس سے آٹے پس اس نے اپنے پہاڑ کے سامنے ان سے میدان میں ملاقات کی اور مسلمانوں کو شکست ہو گئی اور اس نے اپنی فوجوں کے ساتھ ان کا تعاقب کیا، یہاں تک کہ انہیں افریقہ سے نکال دیا۔

اور حسان نے برقعہ پہنچ کر اقامت اختیار کر لی یہاں تک کہ عبد الملک کی طرف سے مدد آ گئی، پس اس نے ۴۷۷ء میں ان پر چڑھائی کر کے ان کی فوجوں کو منتشر کر دیا اور ان پر حملہ کر کے کاہنہ کو قتل کر دیا اور بزور قوت جبل اور اس میں گھس گیا اور اس میں تقریباً ایک لاکھ آدمیوں کو قتل کیا اور کاہنہ کے دو بیٹے حسان سے جاٹے تھے جو اچھی طرح اسلام لائے تھے اور ان دہلوں کی اطاعت بھی ٹھیک تھا کہ تھی اور حسان نے انہیں ان کی قوم جرادہ پر اور جو لوگ جبل اور اس میں اُن کے ساتھ آٹے تھے ان پر حاکم مقرر کر دیا۔

پھر اس کے بعد ان کی جمعیت پریشان ہو گئی اور ان کی حکومت جاتی رہی اور جرادہ بربری قبائل کے درمیان مختلف جماعتوں میں بٹ گئے اور ان میں سے ایک قوم ملیلہ کے سوا مل پر رہتی تھی جس کے آثار ان کے پڑوسیوں کے درمیان موجود ہیں اور جب چوتھی صدی کے شروع میں تلمسان میں موسیٰ بن ابوالعافیہ نے ابوالعیس کی حکومت پر غلبہ حاصل کیا تو وہ بھی انہی کی طرف گیا تھا جیسا کہ ہم بیان کریں گے پس یہ ان کے ہاں مہمان بن کر اترے اور اس نے وہاں ایک قلعہ تعمیر کیا یہاں تک کہ وہ بعد میں تباہ و برباد ہو گیا اور اس دور تک اس وطن کی ایک جماعت اس کے بلون اور ان کی اس طرف آنے والے قبائل غمارہ میں داخل ہیں۔ واللہ واث الارض و من علیہا۔

فصل

اسلام میں زناتہ کی حکومتوں کے آغاز کے حالات

اور مغرب اور افریقہ میں انہیں حکومت کا ملنا

جب وہ افریقہ اور مغرب میں مرتدین کے معاملات سے فارغ ہوا اور بربری اسلام کی حکومت کے مطیع ہو گئے اور عرب

بعض ہو گئے اور بنو امیہ دمشق میں کرسی اقتدار پر بیٹھ کر عربوں کی حکومت اور خلافت کے بلا شرکت غیرے حکمران بن گئے اور دیگر اقوام اور علاقوں پر بھی قابض ہو گئے تو انہوں نے مشرق میں ہندو چین اور شمال میں فرغانہ اور جنوب میں حبشہ اور مغرب میں بربر اور اندلس میں بلاد افرنجہ اور جلالہ تک خوب خونریزی کی اور اسلام نے اپنے قدم جمائے اور عربوں کی حکومت اقوام پر چھا گئی۔

پھر بنی امیہ نے بنو ہاشم کی ناک کاٹ دی جو عبد مناف کے نسب میں ان کے حصہ دار تھے اور وصیت کے مطابق حکومت کے استحقاق کے مدعی تھے انہوں نے دوبارہ ان کے خلاف خروج کیا تو انہوں نے ان میں خوب خونریزی کی اور انہیں قیدی بنایا یہاں تک کہ سینے کینے سے بھر گئے اور عداوت مستحکم ہو گئی اور حضرت علیؑ سے لے کر ان کے بعد آنے والے ہاشمی خلیفوں کی خلافت کے مسئلہ میں اختلاف کے باعث شیعہ متعدد فرقے بن گئے۔

پس کچھ لوگ خلافت کو آل عباس کی طرف اور کچھ آل حسن کی طرف لے گئے اور دیگر لوگ اسے آل حسین کی طرف لے گئے۔

بنی حکومت: پس شیعہ آل عباس نے خراسان میں حاضر ہونے کا پروپیگنڈہ کیا اور وہاں بنی حکومت قائم ہو گئی۔ یہ عظیم حکومت خلافت کی جامع تھی انہوں نے بغداد آ کر امویوں کے قتل کرنے اور انہیں قیدی بنانے کو مہاجر قہر اردبیل اور ان کے مسافروں میں سے عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بیچ کر اندلس چلا گیا اور اس نے وہاں پر از سر نو امویوں کی دھڑت دی اور ہاشمی بادشاہ سے ماوراء البحر کا علاقہ لے لیا پس ان کا جھنڈا وہاں نہیں لہرایا۔

آل ابوطالب کا آل عباس سے حسد: اللہ تعالیٰ نے آل عباس کو جس خلافت و حکومت سے سرفراز فرمایا تھا آل ابوطالب اس پر حسد کرنے لگے تو آل ابوطالب میں سے مہدی محمد بن عبد اللہ نفس زکیہ نے ابو جعفر منصور کے خلاف خروج کیا جن کے حالات بیان ہو چکے ہیں۔ بنی عباس کی فوجوں نے متعدد معرکوں میں انہیں گاجر مولیٰ کی طرح کاٹ دیا اور مہدی کا بھائی اور یس بن عبد اللہ ایک جنگ میں مغرب اقصیٰ کی طرف بھاگ گیا پس اور یہ اور قبیلہ کے بزمیوں نے اس کی دعوت کا جواب دیا اور وہ اس کی دعوت اور اس کے بعد اس کے بیٹوں کی دعوت کے ذمہ دار بن گئے اور انہوں نے اسے حکومت دے دی اور مغرب اقصیٰ اور اوسط پر غالب آ گئے اور انہوں نے اور یس کی دعوت کو وہاں کے باشندوں میں پھیلایا اور اس کے بعد اس کے بیٹوں کی دعوت کو زمانہ کے باشندوں میں پھیلایا جو بنی یمن اور مفرادہ میں سے تھے اور انہوں نے بنی عباس کے مقبوضات میں سے بھی کچھ علاقہ اُسے لے کر دیا اور ان کی حکومت عبیدیوں کے ہاتھوں تباہ ہونے تک قائم رہی اور اس دوران میں طالبی ہمیشہ ہی مشرق میں خلافت کے مشتاق رہے اور اپنے داعیوں کو قاصد سے بھیجتے رہے یہاں تک کہ ابو عبد اللہ محتسب نے افریقہ میں امام اسماعیل بن جعفر صادق کے بیٹے مہدی کی طرف دعوت دی تو کتامہ کے بریری اور ان کے ساتھ ضہابہ کے جو آدمی تھے انہوں نے کھڑے ہو کر غالبہ کے ہاتھوں سے افریقہ کو چھین کر اس پر قبضہ کر لیا اور عرب مشرق میں اپنی حکومت کے مرکز کی طرف واپس آ گئے اور مغرب کے نواح میں ان کی حکومت باقی نہ رہی اور جب عربوں میں مذہب راسخ ہو گیا تو اس کے بعد انہوں نے مغرب کی حکومت اور معر کو پامال کرنے کی ذمہ داری کو اپنے کندھوں سے اتار پھینکا اور ایمانی بشارت ان کے دلوں میں رچ بس گئی اور انہوں نے خدا کے برحق کے وعدے پر یقین کر لیا کہ

”زمین اللہ کی ملکیت ہے اور وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے۔“

پس حکومت کے جانے سے مذہب نہیں جاتا اور نہ ہی حکومت کے نشانات مٹنے سے مذہب کی بنیادیں اکھڑتی ہیں۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے جسے وہ اپنے امر کی تکمیل اور تمام ادیان پر اپنے دین کے غالب کرنے کے بارے میں ضرور پورا کرے گا، پس اس وقت بربروں نے حکومت کے حاصل کرنے اور بنی عبد مناف میں سے اعیاض کی دعوت کے قیام کے لئے ایک دوسرے سے مقابلہ کیا، وہ ان کے ارتقاء سے حسد لے کر باعث لوگوں کو روکتے تھے یہاں تک کہ وہ افریقہ میں مکناہ جیسے اور مغرب میں مکناہ جیسے قبیلوں کو ساتھ ملائے میں کامیاب ہو گئے۔

زنانہ کا حسد: اور اس بارے میں زنانہ نے ان سے حسد کیا اور یہ جمعیت اور قوت کے لحاظ سے ان سب سے بڑھ کر تھے پس انہوں نے اس کے لئے تیاری کی یہاں تک کہ ان کے ساتھ حصہ دار بن گئے اور مغرب اور افریقہ میں بنی یفرن کو صاحب الحمار اور پھر یعلیٰ بن محمد اور اس کے بیٹوں کے ہاتھ پر عظیم حکومت حاصل تھی، پھر مغراذہ کو بنی خزرج کے ہاتھ پر ایک دوسری حکومت حاصل تھی جس کے بارے میں انہوں نے بنی یفرن اور ضہاجہ سے تنازعہ کیا پھر یہ اقوام مٹ گئیں اور ان کے بعد مغرب میں ان کی ایک اور قوم نے حکومت حاصل کر لی اور مغرب اقصیٰ میں بنی حنین کو ایک حکومت حاصل تھی اور مغرب اوسط میں بنی عبد الواد کو ایک دوسری حکومت حاصل تھی جس میں بنو تو جین اور مغراذہ کی ایک جماعت بھی ان کی حصہ داری تھی جیسا کہ ہم اسے مفصل بیان کریں گے اور ہم ان کے ایام اور بطون کو اس طریق پر بیان کریں گے جیسے ہم نے بربروں کے حالات میں اختیار کیا ہے۔

واللہ یعلم سبھانہ لا ریب سراہ و لا معبود الا ایاہ.

فصل

زناتہ کا طبقہ اولیٰ۔ ہم اسی سے بنی یفرن اور
اور ان کے انساب و قبائل کے حالات اور افریقہ
اور مغرب میں ان کی حکومتوں کے واقعات سے
آغاز کرتے ہیں

بنو یفرن زناتہ کے قبائل میں سے ہیں اور ان سے وسیع تر بلون والے ہیں اور ان کے نسبوں کے نزدیک یہ بنو یفرن بن۔ صلت بن۔ سرا بن زاکیا بن وریک بن الدیرت بن جانا ہیں اور مفراہہ اور بنو یرنیاں اور بنو داسین کے بھائی ہیں اور بربریوں کی زبان میں تمام بنو۔ صلت بن اور یفرن تارکول ہیں اور ان کے بعض نسبوں کا قول ہے کہ یفرن ورتیمہ بن جانا کا بیٹا ہے مفراہہ اور غمرت اور وجد بن اس کے بھائی ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ یفرن بن مرہ بن وریک بن جانا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ جانا کا صلیبی بیٹا ہے اور صحیح بات وہی ہے جسے ہم نے ابو بکر محمد بن حزم سے بیان کیا ہے۔

ان کے قبائل: ان کے قبائل بہت سے ہیں جن میں سب سے زیادہ مشہور بنو دارکو اور مرغیہہ ہیں اور فتح کے زمانے میں بنو یفرن زناتہ کے سب سے بڑے اور طاقتور قبائل تھے اور افریقہ اور جبل اور اس اور مغرب اوسط میں بھی ان کے بلون قبائل موجود تھے۔ جب افریقہ فتح ہوا تو افریقہ اور وہاں کے رہنے والے بربریوں پر اللہ کی فوجیں یعنی عرب مسلمان چھا گئے اور انہوں نے ان کی قوت کا خاتمہ کر دیا یہاں تک کہ دین نے اپنے قدم جمائے اور وہ لوگ اچھی طرح اسلام لے آئے۔

خوارج کے دین کی اشاعت: جب عربوں میں خوارج کے دین کی اشاعت ہوئی اور مشرق میں خلفاء نے عربوں کو غالب کر دیا اور انہوں نے ان سے جنگیں کیں تو یہ قاصد کی طرف آ گئے اور وہاں پر بربریوں میں اپنے دین کی اشاعت کرنے لگے تو ان کے رؤساء نے اس دین کے مذاہب کے اختلاف کے باوجود اسے جلدی جلدی اختیار کر لیا، کیونکہ خوارج کے رؤساء اباضیہ اور صفریہ وغیرہ سے اپنے احکام میں اختلاف رکھتے تھے جیسا کہ ہم نے اس کے باب میں اسے بیان کیا ہے

پس بربروں میں یہ دین بکھل گیا اور یفرن نے بھی اس میں حصہ لیا اور اسے اختیار کر لیا اور اس کی خاطر جنگیں کیں۔

البقرہ: اور مغرب اوسط کے باشندوں میں سے سب سے پہلے البقرہ نے ان میں سے لوگوں کو اس امر کے لئے اکٹھا کیا پھر اس کے بعد ابو یزید صاحب الحمار اور اس کی قوم بنو دہار کو اور مرغیہ نے انہیں اکٹھا کیا پھر انہیں خوارج کے دین کو چھوڑنے کے بعد مغرب اقصیٰ میں یعلیٰ بن محمد صالح اور اس کے بیٹوں کے ہاتھ پر دو حکومتیں ملیں جسے ہم مفصل بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

یہ دونوں قومیں ایک دوسرے سے

ایفرن

مرغیہ بن یفرن بن یعلیٰ بن مسرا بن ذاک بن دسک بن الدیرت بن جانا

بن یعلیٰ

ایفرن

مرغیہ بن یفرن بن یعلیٰ بن مسرا بن ذاک بن دسک بن الدیرت بن جانا

فصل

ابو قرہ اور اس کی قوم کو تلمسان میں جو حکومت

حاصل تھی اس کے حالات اور اس کا آغاز و انجام

مغرب اوسط میں بنی یفرن کے بہت سے بطون تلمسان کے نواح میں جبل بنی راشد تک پائے جاتے ہیں اور وہ اس زمانے تک انہی سے معروف و مشہور ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے تلمسان کی حد بندی کی تھی جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے اور جس زمانے میں خلافت بنو امیہ سے بنو عباس میں منتقل ہوئی اس وقت ان کا سردار ابو قرہ تھا اور ہمیں اس کے نسب کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ معلوم نہیں کہ وہ انہی میں سے تھا۔

میسرہ کا قتل: اور جب مغرب اقصیٰ میں برابرہ کی حالت خراب ہو گئی اور میسرہ اور اس کی قوم خوارج کی دعوت دینے لگے تو برابرہ نے اسے قتل کر دیا اور اس کی جگہ زناثہ میں سے خالد بن حمید کو اپنا لیڈر بنالیا اور جیسا کہ مشہور ہے اس نے کلثوم بن عباس سے جنگیں کیں اور اسے قتل کر دیا اور اس کے بعد ابو قرہ زناثہ کا لیڈر بن گیا اور جب بنی امیہ کی حکومت مضبوط ہو گئی تو خارجیت بربروں، ملک، حکومت القیروان، ہوارہ، طرابلس کے زناثہ، سلجماسہ کے مکناہ اور ابن رستم تاہرت میں بکثرت پھیل گئی۔

ابن الاشعث: اور ابو جعفر منصور کی جانب سے ابن الاشعث افریقہ آیا تو برابرہ اس سے خوفزدہ ہو گئے پس اس نے تمام اسباب کا خاتمہ کر کے جنگوں کو بند کر دیا، پھر بنو یفرن، تلمسان کے نواح میں بکڑ گئے اور خارجیت کی دعوت دینے لگے اور انہوں نے ۱۳۸ھ میں اپنے عظیم لیڈر ابو قرہ کی بیعت خلافت کر لی، ابن الاشعث نے ان کی طرف اغلب بن سوادہ تلمسی کو بھیجا تو وہ الزاب تک پہنچ گیا اور ابو قرہ مغرب اقصیٰ کی طرف بھاگ گیا اور اغلب کے واپس آ جانے کے بعد پھر وہ اپنے وطن میں واپس آ گیا۔

برابرہ کی بغاوت: اور جب ۱۵۰ھ میں برابرہ نے عمرو بن حفص بن ابی صفرہ جس کا لقب ہزار مرد تھا کے خلاف بغاوت کی اور طلبہ میں اس کا محاصرہ کر لیا تو محاصرہ کرنے والوں میں ابو قرہ البیضانی بھی اپنی صفریہ قوم کے چالیس ہزار جوانوں کے ساتھ شامل تھا جب اس پر محاصرہ تنگ ہو گیا تو اس نے ابو قرہ سے ساز باز کی کہ وہ اس سے اس شرط پر اپنے بیٹے کے ہاتھ پر چھوڑ دے کہ وہ اسے چالیس ہزار اور اس کے بیٹے کو چار ہزار دے دے گا، پس وہ اپنی قوم کے ساتھ چلا گیا اور برابرہ طلبہ سے منتشر ہو گئے۔

پھر اس کے بعد انہوں نے قیروان میں اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کے خلاف اکٹھے ہو گئے اور ابو قرہ بھی تین لاکھ

پچاس ہزار تین سو جوانوں کے ساتھ ان میں شامل تھا جن میں پچاس ہزار گھڑ سوار تھے۔

عمر بن حفص کی وفات: اس محاصرہ میں عمرو بن حفص مر گیا اور یزید بن حاتم افریقہ کا والی بن کر آیا پس اس نے ان کی فوجوں کو اور ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا اور جب خوارج کا لیڈر ابو حاتم کندی قتل ہو گیا تو اس کے بعد ابو قرقہ اور بنو یفرن طحسان میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ چلے گئے اور اس نے بنی یفرن سے جنگ کی اور یزید بن حاتم مغرب کے نواح میں دور تک چلا گیا اور اس کے باشندوں میں اس قدر خوف و ہراس پکڑ گیا کہ وہ مطیع اور سیدھے ہو گئے اس کے بعد بنی یفرن نے کوئی بغاوت نہیں کی اور ابو یزید کو افریقہ میں بنی دار کو اور مرجیصہ میں بڑی قدر و منزلت حاصل ہو گئی۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

بنی یفرن میں سے ابو یزید خارجی صاحب الحمار کے حالات اور شیعوں کے ساتھ اس کے معاملے کا

آغاز و انجام

یہ شخص بنی دار کو میں سے تھا جو مرجیصہ کے بھائی ہیں اور یہ سب بنی یفرن کے بطون میں سے ہیں اس کی کنیت ابو یزید اور نام قلد بن کیداد تھا اس کے نسب کے بارے میں اس کے سوا اور کچھ معلوم نہیں ہوا۔

”ابو محمد بن حزم بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ابو یوسف الوراق نے ابوب بن ابی یزید سے بیان کیا ہے کہ اس کا نام قلد بن کیداد بن سعد اللہ بن مغیث بن کرمان بن قلد بن حمان بن درخت بن حویر بن سمران بن یفرن بن جانا ہے جسے زناتہ کہتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے بعض بربروں نے بھی زائدہ بن یفرن اور جانا کے ناموں کے بارے میں بتایا ہے۔“

ابن الرقیق: اور اسی طرح ابن الرقیق نے بھی اسے بنی واسم بن درسیک بن جانا کی طرف منسوب کیا ہے اور ان کے نسب کے متعلق اس فصل کے آغاز میں بیان کیا جا چکا ہے۔

کیداد: اور اس کا باپ کیداد بلاد سوڈان میں تجارت کے لئے آیا جایا کرتا تھا۔ وہیں پر کرکو شہر میں ابو یزید اس کے ہاں پیدا ہوا اس کی ماں ام ولد تھی جس کا نام سیکہ تھا یہ اسے ساتھ لے کر بلاد قسطلہ میں قیطون زناتہ میں واپس آیا اور توزر اور تقیوس کے درمیان پھرتا پھرتا توزر میں فروکش ہو گیا اور اس نے قرآن پڑھا اور تربیت پائی اور نکاح یہ سے میل ملاپ کیا اور ان کے

مذہب کی طرف مائل ہو گیا اور ان سے ان کے مذاہب کا علم حاصل کیا اور ان کا لیڈر بن گیا اور ہجرت میں ان کے مشیخ کے پاس گیا اور جن دنوں عبید اللہ مہدی سلجما سے قید تھا اس نے ان میں سے ابو عبیدہ سے علم حاصل کیا اور اس کا باپ کیداد اسے فقر و افلاس کی حالت میں ہی چھوڑ کر مر گیا۔

اور اہل قیطون اسے اپنے زائد اموال دینے لگے اور یہ ان کے بچوں کو قرآن اور مذاہب نکار یہ کی تعلیم دینے لگا اور اس کے متعلق یہ بات مشہور ہو گئی کہ یہ اہل ملت کی تکفیر کرتا ہے اور حضرت علی کو گالیاں دیتا ہے تو یہ خوف زدہ ہو کر تقیوس چلا گیا اور تو زرا اور تقیوس کے درمیان پھرتے پھراتے والیوں پر حملے کرنے لگا اور اس کے متعلق یہ بات مشہور ہو گئی کہ یہ سلطان کے خلاف بغاوت کا اعتقاد رکھتا ہے تو والیوں نے اسے قسطلہ میں قتل کرنے کی منت مانی تو یہ اس سے میں حج کو چلا گیا مگر اس کو تلاش و تعاقب نے زچ کر دیا تو یہ طرابلس کے نواح سے تقیوس واپس آ گیا۔

ابو یزید کی گرفتاری: اور جب عبد اللہ وفات پا گیا تو قائم نے اہل قسطلہ کو اس کے گرفتار کرنے پر مجبور کیا تو یہ مشرق میں چلا گیا اور اپنا مقصد پورا کر کے اپنے وطن واپس آ گیا اور ۳۲۵ھ میں پوشیدہ طور پر تو زرا میں داخل ہو گیا اس کے متعلق ابن فرقان نے والی کے پاس شکایت کی تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور نہایت فخر اپنے علاقے میں آگے انہی کے ساتھ نکار یہ کا لیڈر ابو عمار تاہنا بھی تھا اور جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا جا چکا ہے اس کا نام عبد الحمید تھا اور وہ ان لوگوں میں سے تھا جن سے ابو یزید نے علم حاصل کیا تھا پس انہوں نے والی سے اسے رہا کرنے کا مطالبہ کیا تو اس نے ان سے یہاں کیا کہ وہ اس سے ٹیکس لینا چاہتا ہے پس وہ ابو یزید کے بیٹوں فضل اور یزید کے پاس گئے قید خانے پر حملہ کر کے ہاتھوں کو قتل کر دیا اور اسے قید خانے سے نکال کر لے گئے پس وہ بنی دارکلا کے علاقے میں چلا گیا اور ایک سال تک وہاں ٹھہرا رہا اور جبل اور اس میں اور بنی برزال کے موطن میں جو جبال میں مسیلہ کی جانب واقع ہیں آٹھ ہزار ہائے مفرادہ میں سے بنی زنداک کے پاس آتا رہا یہاں تک کہ انہوں نے اس کی دعوت کو قبول کر لیا۔

اور اس میں آمد: پس یہ بارہ سواروں کے ساتھ ابو عمار کی معیت میں اور اس آیا اور یہ لوگ نواتات میں نکار یہ کے ہاں فردکش ہو گئے اور اس کے اقرباء اور خوارج اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس کے ساتھی ابو عمار نے ان کی ان شرائط پر اس کی بیعت لی وہ شیعوں سے جنگ کریں گے اور غنائم کو لوٹیں گے اور انہیں قیدی عائیں گے نیز اگر وہ مہدیہ اور قیردان میں کامیاب ہو گئے تو ان کی حکومت شوری سے ہوگی۔ یہ واقعہ ۳۳۱ھ کا ہے۔

حاکم باغیہ کی نگرانی: اور یہ لوگ حاکم باغیہ کی پوشیدہ طور پر بعض راستوں پر نگرانی کرنے لگے اور انہوں نے اس کے علاقے پر قبضہ کر لیا اور ۳۳۲ھ میں وہاں کے بعض محلات کو بھی لوٹ لیا اس طرح اس نے بربروں کو بھی فتنہ میں ملوث کر دیا پھر یہ انہیں ساتھ لے کر حاکم باغیہ کی طرف بڑھا اور اسے اور اس کے ساتھیوں کو شکست ہوئی پس وہ جبل کے علاقے میں چلے گئے اور حاکم باغیہ نے ان پر چڑھائی کی اور شکست کھا کر اپنے علاقے کی طرف واپس آ گیا تو ابو یزید نے اس کا محاصرہ کر لیا۔

اور ابو القاسم نے باغیہ کے حکمران کانون کی مدد کے لئے قائم کو مجبور کر کے کتابہ کی طرف بھیجا چپ فوجوں کی

مذبح ہوئی تو ابویزید اور اس کے ساتھیوں نے ان پر خون مارا اور انہیں شکست دی لیکن وہ ہاتھ کو سر نہ کر سکا۔

اور ابویزید نے غی واسین کے ان برہمنوں کو خط لکھا جو قسطنطنیہ کے ارد گرد رہتے تھے تو انہوں نے ۳۳۳ھ میں توزر کا محاصرہ کر لیا اور وہ تیسہ کی طرف چلا گیا اور اس میں صلح سے داخل ہو گیا پھر اسی طرح وہ بجایہ اور مرجانہ میں بھی داخل ہو گیا اور انہوں نے اُسے سیاحی مائل سفید رنگ گدھا بیٹہ دیا پس وہ ہمیشہ اس پر سوار ہوتا رہا یہاں تک کہ صاحب الحمار مشہور ہو گیا۔

اربض پر قبضہ: اور اربض میں اس کی اطلاع کتابہ کی فوجوں کو پہنچی تو وہ منتشر ہو گئیں اور اس نے اربض پر قبضہ کر کے اس کے امام الصلوٰۃ کو قتل کر دیا اور اس نے مسجد کی طرف بھی ایک فوج بھیجی جس نے اس پر قبضہ کر کے اس کے گورنر کو قتل کر دیا اور مہدیہ میں قائم کو خبر پہنچی تو وہ خوفزدہ ہو گیا اور اس نے شہروں اور سرحدوں کے کنٹرول کے لئے فوجوں کو بھیجا۔

بشری الصقلی: اور اس نے اپنے غلام بشری الصقلی کو باجہ کی طرف بھیجا اور لیسو و کو فوجوں کا سالار مقرر کیا تو اس نے مہدیہ کی جانب سے اوڈال دیا اور غلیل بن اسحاق کو قیردان کی طرف بھیجا تو اس نے وہاں پڑاؤ ڈال دیا اور ابویزید باجہ میں بشری کی طرف گیا اور ان کے درمیان سخت جنگ ہوئی اور ابویزید اپنے گدھے پر سوار ہوا اور اپنا عصا پکڑا تو کار یہ اس کی طرف مائل ہو گئے اور انہوں نے پڑاؤ تک بشری کی مخالفت کی تو وہ شکست کھا کر تونس کی طرف چلا گیا اور ابویزید باجہ میں داخل ہو گیا اور اسے لوٹا اور بشری تونس کی طرف چلا گیا اور ہر طرف کے برہمنی مرتد ہو گئے پس اس نے تونس کو خیر باد کہہ دیا اور سوسہ چلا گیا اور اہل تونس نے ابویزید سے امان طلب کی تو اس نے انہیں امان دے دی اور ان پر والی مقرر کر کے دادی مہدرہ میں پہنچ کر پڑاؤ ڈال دیا اور وہاں اسے فوجیں آلیں اور لوگ اس سے ڈر کر قیردان کی طرف بھاگ گئے اور جھوٹی افواہوں میں اضافہ ہو گیا۔

نواح افریقہ پر فوج کشی: اور ابویزید نے اپنی فوجوں کو نواح افریقہ کی طرف بھیجا تو انہوں نے وہاں پر غارتگری کی اور بے شمار لوگوں کو قتل کیا اور قیدی لے لیا پھر وہ رفادہ کی طرف گیا تو وہاں کے کتابہ منتشر ہو کر مہدیہ چلے گئے اور ابویزید ایک لاکھ فوج کے ساتھ رفادہ گیا پھر وہ قیردان کی طرف بڑھا تو وہاں پر غلیل بن اسحاق محصور ہو گیا پھر اس نے اسے صلح کا چکمہ دے کر پکڑ لیا اور اسے قتل کرنا چاہا تو ابوعمار نے اسے مشورہ دیا کہ اسے زندہ رہنے دیا جائے مگر اس نے اس کی بات نہ مانی اور اُسے قتل کر دیا اور انہوں نے قیردان میں داخل ہو کر اسے لوٹ لیا اور مشائخ نے اس سے ملاقات کی تو اس نے ڈانٹ ڈپٹ کے بعد اس شرط پر انہیں امان دے دی کہ وہ شیعوں کے مددگاروں کو قتل کر دیں۔

اہل قیردان کا وفد: اور اس نے اہل قیردان میں سے اپنے ایلچیوں کا ایک وفد قرطبہ کے حاکم ناصر اموی کے پاس بھیجا۔ جو اس کا اطاعت گزار اور اس کی دعوت قائم کرنے والا اور اس کی مدد کا طالب تھا تو وہ وفد کامیابی کے ساتھ اور کچھ وعدے لے کر اس کے پاس واپس آیا اور وفد کے دیگر ایام میں بھی وہ ہمیشہ ہی ان باتوں کو دہراتا رہا۔ یہاں تک کہ ۳۳۵ھ کے آخر میں اس نے اپنے بیٹے ایوب کو بھیجا اور ناصر کے باقی ماندہ عہد میں بھی اس کا اس کے ساتھ رابطہ رہا۔

میسور کی روانگی: اور میسور مہدیہ سے فوجوں کے ساتھ گیا اور ہوارہ کے بنو کلان بھاگ کر ابویزید سے جا ملے اور انہوں

نے اسے میسور سے جنگ کرنے کی ترغیب دی تو وہ اس کے مقابلہ میں گیا اور خوب جنگ ہوئی اور ابو یزید اور نکار یہ نے بے جگری سے جنگ کی پس میسور کو شکست ہوئی اور ابو کلان نے میسور کو قتل کر دیا اور اس کے سر کو قیردان اور پھر مغرب کی طرف بھیج دیا اور اس کی چھاؤنی کو لوٹ لیا۔

اور ابو یزید نے اپنی فوجوں کو شہر کی طرف بھیجا جو بزدل قوت اس میں داخل ہو گئیں اور انہوں نے بہت قتل و مارت کیا اور افریقہ کے نواح میں بھی بہت قتل و مارت ہوئی اور بستیاں اور گھر خالی ہو گئے اور جو کوار سے بچ گئے انہیں بھوک نے تباہ کر دیا میسور نے قتل کے بعد ابو یزید لوگوں کو تحقیر سمجھنے لگا پس وہ ریشم پہننے لگا اور چالاکیاں کرنے لگا اس کے ساتھیوں نے اس بات سے برا منایا اور شہروں کے رڈ سائے بھی اسے لکھا اس دوران میں قائم مہدیہ میں چچ و تاپ کھارہا تھا اور کتابہ اور ضہاجہ کو اپنے ساتھ محاصرہ کے لئے جمع کر رہا تھا اور ابو یزید بھی چل کر مہدیہ میں فروکش ہو گیا اور اس کی فوجوں نے جنگ کی اور انہیں ہمیشہ غلبہ حاصل ہوا اور اس نے رذیلہ پر قبضہ کر لیا اور جب وہ مصلیٰ میں ٹھہرا تو قائم نے اپنے اصحاب سے کہا کہ وہ یہاں سے واپس چلا جائے گا اور اس نے مہدیہ کے محاصرہ کو جاری رکھا اور قابس، طرابلس اور نفوسہ کے بریری اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس نے ان پر تین بار چڑھائی کی اور تیسری بار شکست کھائی مگر باز نہ آیا اور چوتھی بار بھی یہی ہوا پھر مہدیہ کا محاصرہ سخت ہو گیا اور بھوک نے انہیں آ لیا اور کتابہ نے قسطنطنیہ میں اکٹھے ہو کر قائم کی امداد کے لئے پڑاؤ کر لیا تو ابو یزید نے یکموس المواتی اور رنجومہ کو ان کی طرف بھیجا تو قسطنطنیہ سے کتابہ کی چھاؤنی کا خاتمہ ہو گیا اور قائم ان کی مدد سے مایوس ہو گیا اور ابو یزید کی فوجیں لوٹ مار کے لئے بکھر گئیں اور چھاؤنی ہلکی ہو گئی اور وہاں پر ہوارہ اور بنی کلان کے سردار کے سوا کوئی آدمی باقی نہ رہا قائم نے بربریوں سے بہت مراسلت کی اور ابو یزید نے انہیں شک میں ڈال دیا۔ تو ان میں سے بعض مہدیہ کی طرف بھاگ گئے اور دیگر لوگ اپنے اپنے وطنوں کی طرف کوچ کر گئے تو اس کے دوستوں نے اسے مہدیہ سے چلے جانے کا مشورہ دیا تو انہوں نے ان کی چھاؤنی کو چھوڑ دیا اور ۳۳۳ھ میں قیردان آ گئے اور اہل قیردان نے اسے گرفتار کرنے کی سازش کی تو اس نے ان کے مقابلہ میں کوئی مستعدی نہ دکھائی۔

ابو عمار کا ابو یزید کو ملامت کرنا: ابو یزید نے جو بکثرت دنیاوی مال حاصل کر لیا تھا اس پر ابو عمار نے اسے ملامت کی تو اس نے توبہ کی اور باز آ گیا اور دوبارہ اس نے زہد و تحف اور اذن پہننا شروع کر دیا اور مہدیہ سے اس کے بھاگ جانے کی خبر پھیل گئی تو نکار یہ نے تمام شہروں میں قتل و مارت شروع کر دیا اور اس نے بھی اپنی فوجوں کو بھیجا جنہوں نے نواحی علاقوں میں جہاں مچادی اور شہری باشندوں پر حملے کئے اور ان میں سے بہت سے شہروں کو تباہ و برباد کر دیا۔

ایوب کی ہاجہ کو روانگی: اور اس نے اپنے بیٹے ایوب کو ہاجہ کی طرف بھیجا جس نے وہاں پر بربریوں اور دیگر نواحی علاقوں کی مدد کے انتظار میں چھاؤنی ڈال دی اچانک حاکم مسیلہ علی بن حمدون اندلسی کتابہ اور زوارہ کی فوجوں کے ساتھ وہاں پہنچا اور قسطنطنیہ اربض اور مستعبار یہ کے پاس سے بھی گزرا اور اس نے ان میں سے فوجوں کو اپنے ساتھ لیا۔ تو ایوب نے اس پر شب خون مارا اور اس کی فوج تتر بتر ہو گئی اور اس کے گھوڑے نے اسے سخت زمین میں گرا دیا اور وہ ہلاک ہو گیا۔ پھر ایوب اپنی فوج کے ساتھ تونس کی طرف گیا اور تونس کا راہنما حسن بن علی شیعہ کے داعیوں میں سے تھا پس اس نے شکست کھائی پھر دوبارہ اسے حملے کا موقع ملا۔

حسن بن علی: اور حسن بن علی نے کتائبہ کے علاقے میں جا کر ان کے ساتھ قلعہ میں چھاؤنی ڈال دی اور ابویزید نے بربروں کی فوج کو اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا پھر ہر جانب سے بربروں کی فوجیں ابویزید کے پاس جمع ہو گئیں اور اس کی قوت مستحکم ہو گئی۔

سوسہ کا محاصرہ: تو اس نے سوسہ کی طرف جا کر اس کا محاصرہ کر لیا اور وہاں منجیقین نصب کر دیں اور شوال ۳۳۲ھ میں قائم ہلاک ہو گیا اور اس کا بیٹا اسماعیل منصور خلیفہ بن گیا اس نے جنس قمیس سوسہ کی طرف جانا چاہا مگر اس کے اصحاب نے اسے روکا تو اس نے سوسہ کی طرف فوج بھیج دی جب وہ فوج سوسہ پہنچی تو انہوں نے ابویزید سے جنگ کی جس میں ابویزید کو شکست ہوئی اور وہ قیروان چلا گیا جہاں اس کی ناکہ بندی ہو گئی تو اس کے ساتھی ابونعمر نے اسے ان کے ہاتھوں سے رہائی دلوائی اور وہاں سے کوچ کر گیا۔

قیروان پر منصور کا قبضہ: اور منصور نے مہدیہ سے سوسہ اور پھر قیروان جا کر اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے باشندوں کو معافی اور امان دے دی اور اس نے ابویزید اور اس کے عیال سے حسن سلوک کیا اور ابویزید کو تیسری بار مدد پہنچائی تو اس نے حاکم قیروان کے خلاف جنگ کا عزم کر لیا اور منصور کی فوج کے پڑاؤ پر چڑھائی کر دی اور ان پر شب خون مارا اور گھمسان کا رن پڑا اور دو دستوں نے نہایت بے جگری سے جنگ کی مگر دن کے آخری حصے میں پراگندہ ہو گئے پھر انہوں نے بار بار حملے کئے اور منصور کو بھی جہات سے مدد مل گئی حتیٰ کہ ۱۵ محرم کو اسے فتح حاصل ہو گئی اور ابویزید شکست کھا گیا اور بہت سے بربری مارے گئے اور منصور نے اس کا تعاقب کیا۔

محمد بن خزرج کا اطاعت کرنا: پھر وہ تہہ سے گزر کر باغایہ جا پہنچا وہاں پر اسے محمد بن خزرج کا خط ملا جس میں اس نے اطاعت و دوستی اور مدد دینے کے لئے تیاری کا اظہار کیا تھا منصور نے اسے ابویزید کی نگرانی کرنے اور اسے گرفتار کرنے کے متعلق لکھا اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ اسے اس کام کے کرنے پر مال سے بیسواں حصہ دے گا۔

طلبہ کی طرف روانگی: پھر وہ طلبہ کی طرف کوچ کر گیا جہاں اس سے مسیلہ کے گورنر جعفر بن علی نے تحائف و اموال کے ساتھ ملاقات کی اور اسے اطلاع ملی کہ ابویزید سکرہ میں مقیم ہے اور اس نے خط لکھ کر محمد بن خزرج سے مدد طلب کی ہے مگر اسے اس کی مرضی کے مطابق جواب نہیں ملا۔

بسكرہ کی طرف روانگی: پس منصور بسكرہ کی طرف چلا گیا تو وہاں کے باشندوں نے اس کا استقبال کیا اور ابویزید جبل سالات میں بنی بزال کی طرف بھاگ گیا پھر جبل کتائبہ کی طرف بھاگ گیا جسے اس زمانے میں جبل عیاض کہتے ہیں اور منصور بھی اس کے تعاقب میں دمرہ تک گیا وہاں ابویزید نے اس پر شب خون مارا مگر شکست کھائی اور کامیاب نہ ہوا اور جبل سالات تک آ گیا پھر رمال چلا گیا اور بنو کلان نے اسے چھوڑ دیا اور منصور نے انہیں محمد بن خزرج کے ہاتھ پر امان دے دی۔

منصور کا تعاقب جاری رکھنا: اور منصور بھی اس کے تعاقب میں جبل سالات میں جا اترتا پھر اس کے پیچھے رمال تک گیا

پھر واپس آ کر ضہاجہ کے علاقے میں داخل ہو گیا یہاں اسے اطلاع ملی کہ ابو یزید جبلی کتابہ کی طرف واپس آ گیا ہے تو منصور بھی اس کی طرف پلٹا اور کتابہ عجیہ 'زدادہ بنی زنداک' حراشہ کتابہ اور مشکلاشہ کی فوجوں کے ساتھ اس کی طرف بڑھا پس انہوں نے ابو یزید اور نکاریہ کی فوجوں کے ساتھ جنگ کر کے انہیں شکست دی اور انہوں نے جبل کتابہ کی پناہ لے لی اور منصور مسیلہ کی طرف کوچ کر گیا۔

قلعہ جبل میں ابو یزید کا محصور ہونا: اور ابو یزید قلعہ جبل میں محصور ہو گیا اور منصور نے اس کے سامنے ڈیرے ڈال دیئے اور محاصرہ سخت ہو گیا اور اس نے کئی دفعہ قلعہ پر چڑھائی کی اور ابو یزید نے ایک گل میں پناہ لے لی جو قلعہ کی چوٹی پر واقع تھا پس اس کا گھیراؤ کر لیا گیا اور بالآخر وہ اس میں داخل ہو گیا۔

ابو عمار ثامینا کا قتل: اور ابو عمار ثامینا اور یکموس المزاتی قتل ہو گئے اور ابو یزید اس حالت میں کہ اسے اس کے تین اصحاب کے درمیان لوگوں نے اسے اٹھایا ہوا تھا اور اس کے زخموں سے خون ٹپکتا تھا قتل کیا گیا پس وہ سخت زمین کے لیک گڑھے میں گر پڑا اور کمزور ہو گیا صبح کو اسے منصور کے پاس لایا گیا تو اس نے اس کے علاج کرنے کا حکم دیا پھر اس نے اسے پلا کر اسے زجر و توبخ کی اور اس پر حجت قائم کی اور اس کا خون بہانے سے پہلو تھپی کی اور اسے مہدیہ کی طرف بھیج دیا اور اس کا وکیل مقرر کر دیا اور اس سے اچھا سلوک کیا۔

ابو یزید کی وفات: امداد سے بھرے میں لے جایا گیا پس وہ ۳۳۵ھ میں اپنے زخموں کے باعث مر گیا اور اس کے حکم سے اس کی کھال ٹہنی گئی اور اس کی کھال کو توڑی سے بھر دیا گیا اور اسے قیروان میں بھرا دیا گیا اور اس کے اصحاب کی ایک جماعت بھاگ کر اس کے بیٹے فضل کے پاس چلی گئی جو معبد بن خزر کے پاس رہتا تھا پس انہوں نے منصور کی فوج کے پچھلے حصے پر حملہ کر دیا اور ضہاجہ کے امیر زیری بن منادین چھپ کر ان پر حملہ کر دیا اور منصور مسلسل ان کے تعاقب میں رہا یہاں تک کہ مسیلہ جا اتر ا اور معبد کا اثر ختم ہو گیا اور وہاں پر اسے پڑاؤ میں میرت کے گورنر حمید بن یصل کی بغاوت کی خبر ملی جو اس کے دوستوں میں سے تھا اور وہ یہ کہ وہ تنکس سے سمندر پر سوار ہو کر وادی کی ایک جانب تک آ گیا ہے پس وہ میرت کی طرف گیا اور میرت اور تنکس پر اس نے والی مقرر کر دیا۔

لواتہ کا فرار: پھر اس نے لواتہ کا قصد کیا تو وہ رمال کی طرف بھاگ گئے اور وہ ۳۳۵ھ میں افریقہ کی طرف واپس آ گیا پھر اسے اطلاع ملی کہ فضل بن ابو یزید نے قسطلہ کی جہات پر غارت گری کی ہے تو اسی سال وہ اس کی تلاش میں گیا اور قصہ پہنچ گیا پھر وہاں سے الزاب کے نواح میں چلا گیا اور اس کے پاس ماداس کا جو قلعہ تھا اسے فتح کر لیا۔

فضل کا فرار: اور فضل رمال کے علاقے میں بھاگ گیا اور اس نے منصور کو عاجز کر دیا اور یہ ۳۳۶ھ میں قیروان واپس آ گیا اور فضل جبل اور اس کی طرف چلا گیا پھر وہاں سے اس نے باغایہ جا کر اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کے ساتھیوں میں سے طیب بن یعلیٰ نے اس سے غداری کی اور اس کے سر کو منصور کے پاس لے آیا اور ابو یزید اور اس کے بیٹوں کے معاملے کا خاتمہ ہو گیا اور ان کی فوج بکھر گئی۔

ایوب بن ابویزید کا قتل: اس کے مفراہ کے رؤساء میں سے عبداللہ بن بکار نے ایوب بن ابویزید کو قتل کر دیا اور اس کے سر کو منصور کے پاس لے آیا تاکہ اس کا قرب حاصل کرے۔ اس کے بعد منصور نے بنی یفرن کے قبائل کا تعاقب کیا یہاں تک کہ ان کی دعوت کے اثرات کا خاتمہ ہو گیا۔

والبقاء اللہ تعالیٰ وحده

فصل

مغرب اوسط اور اقصیٰ میں بنی یفرن کی پہلی

حکومت کے حالات اور ان کے امور کا آغاز و انجام

زناتہ کے بنی یفرن کے بہت سے بطون ہیں جو مختلف وطنوں میں متفرق ہیں اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں ان میں سے تہی دار کو اور مرجعہ افریقہ میں رہتے تھے اور ان میں سے کچھ تلمسان کے نواح میں رہتے تھے تلمسان اور تاہرت کے درمیان بھی کچھ اقوام رہتی ہیں جن کی تعداد بہت ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے تلمسان شہر کی حد بندی کی تھی جیسا کہ ہم ابھی اس کا ذکر کریں گے۔

ابو قرہ المخرنی: اور انہی میں سے عباسی حکومت کی ابتداء میں اس جانب ابو قرہ المخرنی بھی تھا جس نے طلبہ میں عمر بن حفص کا محاصرہ کیا تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور جب ابویزید کا معاملہ ختم ہو گیا اور منصور نے افریقہ میں رہنے والے بنی یفرن کو قتل کر دیا تو ان لوگوں نے جو تلمسان کے نواح میں رہتے تھے اپنے وفد بنانے اور ابویزید کے زمانے میں ان کا لیڈر محمد بن صالح تھا۔

محمد بن ذر: اور جب منصور نے محمد بن ذر اور اس کی قوم مفراہ کے معاملہ کو سنبھالا تو اس کے اور بنی یفرن کے درمیان جنگ بھی جس میں محمد بن صالح بنی یفرن کے عبداللہ بن بکار کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا جو بنی یفرن کے ہاں مقیم تھا اس کے بعد اس کے بیٹے یعلیٰ نے اس کا کام سنبھال لیا تو اس کی بہت شہرت ہو گئی اور اس نے یفکان شہر کی حد بندی کی۔

عبدالرحمن الناصر: اور جب عبدالرحمن الناصر نے وادی کے کنارے پر رہنے والے زناتہ کو امویوں کی اطاعت کی دعوت دی اور ان کے بادشاہوں سے دوستی کرنی چاہی تو یعلیٰ نے جلدی سے اس کی بات کو قبول کر لیا اور خیر بن محمد بن خزر اور اس کی قوم مفراہ نے بھی اس معاملے میں اس سے اتفاق کیا اور اس نے دہران پر چڑھائی کر کے ۲۹۸ھ میں محمد بن عون سے اُسے

چھین لیا جسے کتامہ کے ایک آدمی صولات الممیلی نے ۲۹۸ھ میں وہاں پر حاکم مقرر کیا تھا پس یعلیٰ نے اس میں بڑی قوت داخل ہو کر اسے برباد کر دیا۔

تاہرت پر چڑھائی: اور یعلیٰ نے خیر بن محمد کے ساتھ تاہرت پر چڑھائی کی تو میسور ابھی لمبا سے اپنے حیدر کاروں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلا پس انہوں نے انہیں شکست دی اور تاہرت پر قبضہ کر لیا اور میسور اور عبد اللہ بن بکار کو گرفتار کر لیا پس خیر نے اُسے یعلیٰ بن محمد کی طرف بھیجا تا کہ وہ اس سے بدلہ لے لے مگر اس نے اپنے خون کا ہم بدلہ ہونے کی وجہ سے پسند نہ کیا اور اسے بنی یفرن کے ان لوگوں کی طرف بھیج دیا جن پر اس نے حملہ کیا تھا۔

سلطان یعلیٰ کی عظمت: اور مغرب کی طرف سلطان یعلیٰ کی عظمت بڑھ گئی اور اس نے تاہرت سے طنجنک کے منابر پر عبد الرحمن الناصر کا خطبہ دیا اور اس نے الناصر سے استدعا کی کہ وہ اپنے گھرانے کے آدمیوں کو مغرب کے شہروں پر والی مقرر کرے پس اس نے قاس پر محمد بن الخیر بن محمد بن عشیہ کو مقرر کیا اور محمد نے اپنی حکمرانی کے ایک سال میں درویشی اختیار کئے رکھی اور اندلس میں جہاد اور پڑاؤ کے لئے اجازت طلب کی تو اس نے اُسے اس کی اجازت دے دی اور اس کے عمواد احمد بن ابوبکر بن احمد بن عثمان بن سعید کو اس کا جانشین مقرر کیا جس نے ۳۳۳ھ میں مادیہ القردین کی حد بندی کی تھی جیسا کہ ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں اور سلطان یعلیٰ بن محمد ہمیشہ ہی مغرب میں بڑی عظمت کا حامل رہا یہاں تک کہ ۳۳۳ھ میں المعزالدین اللہ کے بعد اس کے کاتب جوہر الصقلی نے قیردان سے مغرب تک جنگی کی۔

جوہر الصقلی اور امیر زناتہ: جب جوہر فوجوں کے ساتھ نکلا تو مغرب کے امیر زناتہ یعلیٰ بن محمد المیزنی نے اس کی ملاقات کرنے اور اس کی اطاعت کو قبول کرنے اور اس کے ساتھ مل جانے اور اپنی قوم بنی یفرن اور زناتہ کے عہد بیعت کو توڑنے میں جلدی کی پس جوہر نے ان باتوں کو قبول کر لیا اور دل میں اس کو قتل کرنے کی شان لی اور اس کے لئے اس نے اپنے شہروں سے نکلنے کے لئے دن کو منتخب کیا اور اس نے خفیہ طور پر اپنے بعض مخلص حیدر کاروں کو یہ بات بتادی جنہوں نے فوج کے عقب میں ایک پارٹی پر حملہ کر دیا پس کتامہ ضہاجہ اور زناتہ کے لیڈر نہایت سرعت سے ان کی طرف گئے اور یعلیٰ کو گرفتار کر لیا اور وہ اس وسیع زمین میں ایک شور میں ہلاک ہو گیا اور کتامہ اور ضہاجہ کے جوانوں نے فیروں سے اس کا کچھور نکال دیا اور قبائل میں اس کا خون رایگاں چلا گیا اور جوہر نے یفکان کے شہر کو برباد کر دیا اور زناتہ اس کے سامنے سے بھاگ گئے اور ان کے مطالبات کی حقیقت واضح ہو گئی۔

بعض مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ جب جوہر تاہرت سے جنگ کر کے واپس آ رہا تھا تو یعلیٰ اسے ملا اور وہاں اس نے شلف کی جانب اس پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا جس کے بعد بنی یفرن کی جماعت منتشر ہو گئی اور ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور وہ کچھ عرصہ کے بعد اس کے بیٹے بدوی کے پاس مغرب میں اکٹھے ہوئے جیسا کہ ہم اسے بیان کریں گے۔

اور ان میں بہت سے لوگ اندلس چلے گئے جیسا کہ اپنے موقع پر ان کے حالات بیان ہوں گے اور بنی یفرن کے ان لوگوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور کچھ مدت کے بعد یہ حکومت یعلیٰ کے ہاتھ پر دوبارہ قاس پر قائم ہوئی پھر بالآخر سلا میں مستقل طور پر قائم ہو گئی اور وہاں ان میں باری باری حاکم مقرر ہوتے رہے جیسا کہ ہم ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

مغرب اقصیٰ میں سلا میں بنی یفرن کی دوسری

حکومت کے حالات اور اس کی اولیت اور گردشِ زمانہ

جب جوہر نے المعز کے لیڈر یعلیٰ بن محمد بن امیر بنی یفرن پر حملہ کیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نے ۳۳۲ھ میں مغرب پر قبضہ کر لیا اور بنی یفرن کی بحیثیت پریشان ہو گئی تو اس کا بیٹا بدوی بن یعلیٰ مغرب اقصیٰ چلا گیا اور اس نے جوہر کے پیچھے سے اس کے حالات معلوم کئے تو ۳۳۵ھ میں دور بھاگ گیا اور صحرائیں چلا گیا یہاں تک کہ جوہر مغرب سے واپس آ گیا کہتے ہیں کہ جوہر نے اسے گرفتار کر لیا تھا اور اسے قید کر دیا یہاں تک کہ وہ کچھ عرصہ بعد اپنے قید خانے سے بھاگ گیا اور اس کی قوم بنی یفرن نے متفقہ طور پر اسے اپنا لیڈر بنا لیا اور جوہر نے مغرب سے واپسی پر سبزہ زار کی طرف پناہ لینے والے ادارہ اور بلا و غمارہ پر ان میں سے بنی محمد کے شیخ حسن بن کنون کو حاکم مقرر کیا۔

الحکم المستعصر: اور الحکم المستعمر نے ۳۵۵ھ میں اپنی حکومت کے ابتداء میں ہی اپنے وزیر محمد بن قاسم بن طلحہ کو مغرب کے پامال کرنے اور ادارہ کے جرثومہ کے قلع قمع کرنے کے لئے فوجوں کے ساتھ بھیجا جس نے وہ فوجوں کے ساتھ گیا اور ان کے شہروں پر غالب آ گیا اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے کہ اس نے ۳۵۹ھ میں ان سب کو مغرب سے اندلس کی طرف بھگا دیا۔

مغرب میں امویوں کی دعوت: اور اس نے مغرب میں امویوں کی دعوت کے لئے راہ ہموار کی اور اس کا آقا الحکم اپنے غلام غالب کے پاس آیا اور اسے سرحد کی ناکہ بندی کے لئے واپس بھیج دیا اور مغرب پر یحییٰ بن محمد بن ہاشم انجی کو حاکم مقرر کیا جو سرحد کا اعلیٰ حاکم تھا اور اس نے اسے اجازت دی کہ عرب فوجوں اور سرحدی فوجوں کے ساتھ غالب کی مدد کرنے یہاں تک کہ الحکم کو فالج کی بیماری نے آ لیا اور مغرب میں مردانیہ کی ہوا ختم گئی اور حکومت سرحدوں کی ناکہ بندی اور دشمن کے دفاع کے لئے اپنے جوانوں کی محتاج ہو گئی اور اس نے یحییٰ بن محمد بن ہاشم کو وادی کے کنارے سے طلب کیا اور حاجب مضجعی کو اثراب اور مسیلہ کے امیر جعفر بن علی حمدون کے ذریعے مدد دینے کو کہا جو شیعوں کے بلانے پر ان کی طرف آ رہا تھا اور انہیں حکومت سے وادی کے کنارے میں جس فائدے اور راحت کی امید ہو سکتی تھی اس پر اتفاق کر لیا اور دلکش جنگلات میں جو بری رہتے تھے ان سے بھی مدد طلب کی کیونکہ انہوں نے بھی مصیبت سے اسے توڑ کر رکھ دیا تھا اور تکلیف اس کے گلے میں ڈال دی تھی۔

قرطبہ میں بربری فوج کا اجتماع: جب قرطبہ میں بربری فوجیں جمع ہو گئیں تو انہوں نے اسے اور اس کے بھائی یحییٰ کو مغرب کا حاکم مقرر کیا اور انہوں نے ان دونوں کو وادی کے کنارے کے ملک کو خلعتیں دینے کے لئے خلعتیں بہت سامان

اور لباس فاخرہ دیئے پس جعفر ۳۵ھ میں مغرب کی طرف گیا اور اس کا نظم و ضبط قائم کیا اور زناہ کے ملوک میں سے بدوی بن یعلیٰ امیر بنی یفرن اور اس کا عم زاد بخت بن عبد اللہ بن بکار اور محمد بن الخیر بن خزر اور اس کا عم زاد بکاس ابن سید الناس اور عطیہ بن تبادہا کے دونوں بیٹے زیری اور مقاتل اور خزرون اور ابن سعید امیر مغراہہ اور اسماعیل بن البوری امیر مکناسہ اور محمد اور ابن محمد الاواخی وغیرہ اکٹھے ہو گئے اور ان میں سے بدوی بن یعلیٰ قوت و طاقت اور حسن اطاعت میں سب سے بڑھ کر تھا۔ الحکم نے اس کی جگہ ہشام المؤید کو حاکم مقرر کر دیا اور محمد بن ابی عامر حجابت کا تہا کام کرنے لگا اس نے وادی کے شہر سبتہ پر اپنے حاکم مقرر ہونے کے آغاز سے ہی اسی پر اکتفا کرتے ہوئے سلطان کی فوجوں اور حکومتوں کے آدمیوں کے ساتھ اس کا انتظام کیا اور اسے ارباب تیغ و قلم سے زینت دی اور اس کے ماوراء علاقے پر کنٹرول کے لئے ملوک زناہہ پر اعتماد کیا اور انہیں انعامات اور خلعتوں سے نوازا اور ان کے وفود کا اکرام کرنے لگا اور جو شخص ان میں سے سلطان کے وظیفہ خواہوں کے رجسٹر میں نام لکھانے میں رغبت کرتا اس کی عزت کرنے لگا پس وہ حکومت کی حکمرانی اور دعوت کے پھیلاتے میں کوشش کرنے لگے اور اس نے وادی کے کنارے امیر جعفر بن علی اور اس کے بھائی یحییٰ کے درمیان بگاڑ پیدا کر دی اور یحییٰ نے شہر کو اپنے لئے حاصل کیا اور اکثر آدمیوں کو بھی لے گیا۔

جعفر پر مصیبت: پھر جعفر پر بھی وہیں مصیبت آ پڑی جو اس نے جنگ کے ایام میں بر غواطہ پر ڈالی تھی اور محمد بن ابی عامر نے اسے اس کی استقامت اور چوکسی دیکھ کر اپنی حکومت کے آغاز میں اسے بلایا اور اندلس میں الحکم سے جو تکلیف اسے پہنچی تھی اسے ملیا میٹ کر دیا اور اس کے بھائی کے لئے مغرب کی عملداری سے الگ ہو گیا اور وہ بعد پاد کر کے ابن ابی عامر کے پاس چلا گیا اور ایک اچھی جگہ پر اتر گیا اور زناہہ تا بعداری کے ذریعے حکومت کا تقرب حاصل کرنے کے لئے مقابلہ کرنے لگے۔

سجلماسہ پر چڑھائی: پس خزرون بن قفلول نے ۳۳۶ھ میں سجلماسہ پر چڑھائی کی اور اس میں داخل ہو کر آل مزار کی حکومت کا خاتمہ کر دیا اور منصور نے اسے وہاں کا حاکم مقرر کر دیا جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں۔

بلکین بن زیری: اور اس فتح کے بعد افریقہ کے لیڈر بلکین بن زیری نے ۳۳۹ھ میں شیبہ کے لئے مغرب پر اپنا مشہور حملہ کیا اور محمد بن ابی عامر بنفس نفیس قرطبہ سے جزیرہ کی طرف اس کے دفاع کے لئے گیا اور اس نے بیت المال سے سو یوچہ اٹھائے اور لاتعداد فوج لے کر گیا اور جعفر بن علی بن حمدون سبتہ کی طرف بڑھ گیا اور ملوک زناہہ بھی اس کے ساتھ مل گئے اور بلکین ان کو چھوڑ کر بر غواطہ سے جنگ کرنے کے لئے واپس آ گیا۔۔۔ اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں ۳۴۳ھ میں وفات پا گیا اور جعفر اپنے مقام کی طرف ابن ابی عامر کے پاس لوٹ آیا مگر اس نے اس کے قیام سے موافقت نہ کی اس دوران میں حسن بن کنون قاہرہ سے عبدالعزیز بن نزار بن معد کا خط لے کر افریقہ کے حاکم بلکین کے پاس آیا کہ وہ مغرب کے بادشاہ کی مدد کرے اور اسے مال اور فوج سے مدد دے پس بلکین نے اسے اس کے راستے پر چلا گیا اور اسے مال عطا کیا اور اسے اس سے دگنا مال دینے کا وعدہ بھی کیا اور مغرب کی طرف چلا گیا اس نے دیکھا کہ وہاں پر مرونیہ کی اطاعت مستحکم ہو چکی ہے اور اس کے بعد بلکین فوت ہو گیا اور اس کے بیٹے منصور نے اس کے کاموں سے بے رغبتی کی پس اس نے حسن بن کنون کو اپنے س بلا یا۔

عسکراجہ: اور ابو محمد بن ابی عامر نے اپنے عم زاد محمد بن عبد اللہ کو جس کا لقب عسکراجہ تھا ۳۵ھ میں اس کے ساتھ جنگ کرنے کو بھیجا اور وہ اس کے پیچھے پیچھے جزیرہ کی طرف آیا تا کہ راتھ پر چڑھائی کرے اور حسن بن کثیر کا گھیراؤ ہو گیا۔ تو اس نے امان طلب کی اور عمرو اور عسکراجہ اس کے آلات کے خاصین ہوئے اور اس نے اسے الحضرۃ کی طرف واپس کر دیا پس ابی ابن ابی عامر اس کے آگے نہ چلا تھا کہ اس نے دیکھا کہ اس کی بکثرت عہد شکنی کی وجہ سے اس کا کوئی اعتبار نہیں تو اس نے اپنے ایک قابل اعتبار آدمی کو اس کا سر لانے کو بھیجا اور ادارہ کی حکومت اور اثر کا خاتمہ ہو گیا پس اس نے اس بات سے عمرو اور عسکراجہ کو برا فروختہ کر دیا اور منصور کے پاس اس کے متعلق جن باتوں کی چٹلی کی گئی ان سے سکون حاصل کرنے کے لئے وہ فوج کی طرف چلا گیا تو منصور نے اسے وادی کے کنارے سے بلایا اور اسے اس کے مقتول ابن کثیر کے ساتھ ملا دیا۔

حسن بن احمد: اور وادی کے کنارے پر وزیر حسن بن احمد بن عبد اللہ و دوسلی کو حاکم مقرر کر دیا اور اس کی تعداد میں اضافہ کر دیا اور اس نے اپنے ہاتھوں سے خوب مال دیا اور ۳۶ھ میں اپنی عملداری میں پہنچ گیا اور اس نے مغرب کو نہایت اچھی طرح کنٹرول کیا اور برابر اس سے خوفزدہ ہو گئے اور وادی کے کنارے پر یہ قاس مقام پر اترتا تو اس کے سلطان نے اس کی مدد کی اور اس کی فوج میں اضافہ ہو گیا اور مضائقہ کے ملک بھی اس کے ساتھ شامل ہو گئے یہاں تک کہ اس نے ابن ابی عامر کو اس کی ہٹ دھرمی کے انجام سے ڈرایا اور اسے اس کی اطاعت کی آزمائش کرنے کے لئے بلایا تو وہ جلدی سے اس کے ساتھ مل گیا پس اس نے اس کی عزت میں اضافہ کر دیا اور اسے دوبارہ اس کے کام پر مقرر کر دیا۔

بدوی بن یعلیٰ: اور ملک زناتہ میں سے بدوی بن یعلیٰ امویوں کے متعلق بڑا مضرب اور ان کی اطاعت سے بہت خوفزدہ تھا اور منصور بن ابی عامر اس کے اور اس کے ساتھی زیری بن عطیہ کے درمیان ملاپ کراتا تھا اور دونوں میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کے مقابلہ میں مسلسل استقامت دکھاتا تھا اور منصور زیری کی طرف بہت میلان رکھتا تھا اور اس کے خلوص کی وجہ سے اس کی اطاعت اور نیک نیتی اور اس کے پاس چلے آنے کی وجہ سے اس پر بہت اعتماد کرتا تھا اور امید رکھتا تھا کہ وہ بدوی بن یعلیٰ کا مقابلہ کر کے اس سے قیادت حاصل کرے گا پس اس نے ۳۷ھ میں زیری کو الحضرۃ بلایا اور وہ جلدی سے اس کے پاس آیا اور اس کی ملاقات کی اور اس نے اس کا نہایت شان دار طریق پر اعزاز و اکرام کیا اور اسے عظیم انعامات سے نوازا اور اس نے بدوی کو بھی یہی زحمت دی مگر وہ نہ آیا اور اس نے اس کے اچھی سے کہا کہ ابن ابی عامر سے کہنا کہ اس نے جنگی گدھوں کو کبھی نعل بندوں کی اطاعت کرتے دیکھا ہے اور اس نے خوب کھل کر فساد شروع کر دیا۔

حسن بن عبد اللہ و دود: اور اس کے مقابلہ میں حسن بن عبد اللہ و دود حاکم مغرب اپنی فوجوں اور اندلسی فوجوں اور وادی کے بادشاہوں کے ساتھ اس کے دشمن زیری بن عطیہ کی مدد کے لئے گیا اور بدوی نے بھی ان کے مقابلہ میں فوج اکٹھی کی اور ۳۸ھ میں ان سے جنگ کی اور اسے غلبہ حاصل ہوا اور سلطان کی فوج اور مفراہہ کی فوجیں شکست کھا گئیں اور انہوں نے خوب قتل و قتل کیا اور وزیر حسن بن عبد اللہ و دود کو بھی کئی زخم آئے جن سے وہ کچھ راتوں بعد ہلاک ہو گیا اور ابن ابی عامر کو یہ خبر پہنچی تو وہ غمگین ہو گیا اور اس نے زیری کو قاس پر کنٹرول کرنے اور حسن کے اصحاب کو مدد دینے کے لئے لکھا اور اسے مغرب کا والی مقرر کر دیا ہم اس کا مفصل تذکرہ ان کی حکومت کے ذکر میں کریں گے اور بدوی نے متحدہ بار قاس میں اس کا مقابلہ کیا۔

ابوالبہار بن زیری: اور ابوالبہار بن زیری بن مناد ضہاجی اپنی قوم سے الگ ہو کر اور شیعوں کی اطاعت کو خیر باد کہہ کر اور اپنے بھائی منصور بن بلیکن حاکم قیروان کا باغی بن کر سواحل تلمسان میں چلا آیا اور اس نے ابن ابی عامر کے ساتھ ماوراء کے علاقے سے گفتگو کی اور اپنے بھتیجے اور اپنی قوم کے سرداروں کو اس کے پاس بھیجا تو اس نے قاس میں زیری کے ساتھ اسے اموال و عطیات دیئے جیسا کہ ہم اسے بیان کریں گے اور دونوں کو بدوی کی مداخلت پر اکٹھا کر دیا پس ان دونوں کے درمیان اس کی حالت خراب ہو گئی یہاں تک کہ ابوالبہار اپنے بھتیجے منصور کی حکومت میں واپس چلا گیا جیسا کہ ہم ابھی اس کا ذکر کریں گے اور زیری نے اس کے ساتھ جنگ کی اور اسے اس پر فتح حاصل ہوئی اور ابوالبہار سب سے چلا گیا پھر اپنی قوم کی طرف واپس آیا اور اس کے بعد زیری کو بڑی عظمت حاصل ہو گئی۔

زیری اور بدوی کے درمیان جنگ: اور زیری اور بدوی کے درمیان جنگ ہوئی جس میں زیری نے اس کی چھاؤنی اور سب مال لوٹ لیا اور اس کی بیوی کو قید کر لیا اور اس کی قوم کے تقریباً تین ہزار سواروں کو قتل کر دیا اور وہ ۳۸۳ھ میں بمطوزا بن کر صحرا کی طرف چلا گیا اور وہیں مر گیا اور اس کی قوم کی امارت اس کے بھائی زیری بن یعلیٰ کے بیٹے حبوس نے سنبھال لی۔ اور اس کے عم زاد ابوید اس بن دوناس نے امارت کے لالچ میں اسے قتل کر دیا اور اس کی قوم نے اس کے بارے میں اختلاف کیا اور وہ اپنی آرزو میں ناکام ہو گیا اور اپنی قوم کی ایک عظیم فوج کے ساتھ سمندر پار کر کے اندلس چلا گیا۔

حمامہ بن زیری: اور اس کے بعد بنی یفرن کی امارت حبوس مذکور کے بھائی حمامہ بن زیری بن یعلیٰ نے سنبھالی جس سے بنی یفرن کی حالت درست ہو گئی اور بدوی کے حالات میں اس کا ذکر کئی دفعہ بیان ہو چکا ہے اور وہ یہ کہ اس کے اور زیری بن عطیہ کے درمیان جنگ کا پانسہ پلٹتا رہتا تھا اور یہ دونوں باری باری فتح حاصل کر کے قاس کی حکومت حاصل کرتے تھے اور جب زیری منصور کے پاس گیا تو بدوی نے قاس آ کر اس پر قبضہ کر لیا اور مفراہہ کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور جب زیری واپس آیا تو بدوی قاس میں قلعہ بند ہو گیا تو زیری نے اس سے جنگ کی اور مفراہہ اور بنی یفرن کے بہت سے لوگوں نے اس کو محاصرہ سے برا منایا پھر زیری نے بزور قوت قاس میں داخل ہو کر اسے قتل کر دیا اور ۳۸۳ھ میں اس کے سر کو دار الخلافہ قرطبہ میں بھیجا واللہ اعلم۔

اور جب بنو یفرن نے حمامہ پر اتفاق کر لیا تو وہ انہیں مغرب میں شالہ کے مقام پر لے گیا اور اس پر اس کے ارد گرد کے علاقے تاؤلہ پر قبضہ کر لیا اور اسے زیری سے چین لیا اور بنی یفرن کا سردار ہمیشہ اسی عملداری میں رہا اور اس کے اور زیری اور مفراہہ کے درمیان مسلسل جنگ جاری رہی اور اس کے اور حاکم قیروان کے درمیان محبت تھی پس اس نے جب کہ وہ قلعہ میں اپنے چچا حماد کا ۴۰۶ھ میں محاصرہ کئے ہوئے تھا منصور کو ہدیہ بھیجا اور اس نے اس ہدیہ کے ساتھ اپنے بھائی زاوی بن زیری کو بھیجا تو اس نے ڈھولوں اور جھنڈوں کے ساتھ اس سے ملاقات کی۔

امیر ابوالکمال تمیم بن زیری: اور جب حمامہ فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کے بھائی امیر ابوالکمال تمیم بن زیری بن یعلیٰ نے بنی یفرن کی امارت سنبھال لی پس اس نے ان کی حکومت کے لئے خود کو مخصوص کر لیا اور وہ اپنے دین میں مستقیم اور جہاد کا دلدادہ تھا پس وہ برغواطہ سے جہاد کے لئے واپس گیا اور اس نے مفراہہ سے صلح کر لی اور ان کے ساتھ جنگ کرنے

سے اعراض کیا اور جب ۳۲۳ھ کا سال آیا تو ان دونوں قبیلوں بنی یفرن اور مفراہہ کے درمیان ازسرنو عداوت پیدا ہو گئی اور قدم کینے بھڑک اٹھے اور حاکم شالہ اور تاذلہ ابوالکمال نے یفرن کی فوجوں کے ساتھ چڑھائی کی اور حمامہ بن المعز قبائل مفراہہ کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلا اور ان کے درمیان سخت جنگیں ہوئیں اور مفراہہ پر اگندہ ہو گئے اور حمامہ و جدہ کی طرف بھاگ گیا اور امیر ابوالکمال تمیم اور اس کی قوم قاس پر قابض ہو گئے اور مفراہہ مغرب کی عملداری پر غالب آ گئے اور تمیم نے قاس شہر کے یہودیوں کو لوٹا اور ان کے جانوروں کو مارا اور ان کی مقدس اشیاء کو مباح قرار دے دیا۔

پھر حمامہ نے جدہ سے مفراہہ اور زناتہ کے بقیہ قبائل کو جمع کیا اور مغرب اوسط کے تمام علاقے کی قیام گاہوں میں سے لوگوں کو جمع کرنے والے لوگ بھیجے اور وہ تنس کے زعماء سے فریاد کرتا ہوا وہاں پہنچا اور جو لوگ وہاں سے دور تھے ان سے اس نے خط و کتابت کی اور ۳۲۹ھ میں اس نے قاس پر چڑھائی کر دی پس ابوالکمال تمیم وہاں سے دور تھا ان سے اس نے خط و کتابت کی اور ۳۲۹ھ میں اس نے قاس پر چڑھائی کر دی پس ابوالکمال تمیم وہاں سے بھاگ گیا اور اپنے ملک کے دارالحکومت شالہ میں چلا گیا اور اپنی وفات تک اپنی عملداری میں اقامت پزیر رہا اس کی وفات ۳۳۶ھ میں ہوئی۔

حماد: اس کے بعد اس کا بیٹا حماد والی بنایا ہاں تک کہ وہ بھی ۳۳۹ھ میں فوت ہو گیا اس کے بعد اس کا بیٹا یوسف والی بنا اور وہ بھی ۳۵۸ھ میں وفات پا گیا اس کے بعد اس کا چچا محمد بن امیر ابی تمیم والی بنا جو لتونہ کی جنگوں میں اس وقت مر گیا جب انہوں نے تمام مغرب میں ان پر غلبہ پالیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

والمملک لله یومئذ من یشاء من عبادہ و العاقبة للمتقین

اور ابوید اس بن دوئاس نے حبش بن زیری بن علی بن محمد سے جنگ کی جب بنو یفرن نے اس کے متعلق اختلاف کیا اور وہ ان کے اکٹھا کرنے کی امید میں ناکام ہو گیا تو وہ ۳۸۲ھ میں سمندر پار کر کے اندلس چلا گیا تو اس کے بھائی ابوقرہ ابو زید اور عطف نے اس کی قدر و منزلت کی اور ان سب کو منصور کے ہاں ترجیح اور عزت حاصل تھی اس نے اسے بھی جملہ رؤسا اور امراء میں شامل کر لیا اور اسے وظیفہ اور جاگیریں انعام میں دیں اور اس کے جوانوں اور اس کی قوم کے ان لوگوں کے نام رجسٹر میں لکھے جو اس کے ساتھ آئے تھے پس اس کی شہرت دور دور تک پھیل گئی اور حکومت میں اس کی شان بلند ہو گئی۔

خلافت میں ابتری: اور جب جماعت منتشر ہو گئی اور خلافت میں ابتری پھیل گئی تو اس نے اندلس کی فوجوں کے ساتھ ہمدون کے ساتھ جنگوں میں بڑے عجیب و غریب کارنامے دکھائے۔

المستعین: اور جب ۴۰۰ھ میں المستعین نے قرطبہ پر قبضہ کیا اور اندلس کے بربری اس کے پاس اکٹھے ہو گئے تو مہدی سرحدوں پر چلا گیا اور جلائقہ کے طاغیہ نے بھی فوجیں جمع کیں پس اس نے ان کے ساتھ غرناطہ پر چڑھائی کر دی اور المستعین بھی اپنی بربری فوجوں کے ساتھ ساحل تک آیا اور مہدی نے بھی اپنی فوجوں کے ساتھ ان کا تعاقب کیا پس وادی ایرہ میں دونوں نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا اور فریقین کے درمیان رن پڑا اور ہمدون کی سخت آزمائش ہوئی اور جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے ابوید اس کی شہرت پھیل گئی اور محمدسان کی جنگ کے بعد مہدی طاغیہ اور ان کی فوجیں شکست کھا گئیں اور ابوید اس

اور اس کے بیٹے خلوف اور اس کے پوتے تمیم بن خلوف کو جو اندلس میں زمانہ کے جوانوں میں سے تھے شجاعت اور امارت حاصل تھی اور یحییٰ بن عبدالرحمن جو اس کے بھائی عطف کا بیٹا تھا وہ بھی ان کے جوانوں میں شامل تھا جسے بنی حمود اور قاسم میں اختصاص حاصل تھا اس نے اسے اپنے دور خلافت میں قرطبہ کا دالی مقرر کیا تھا **وَالْبَقَاءُ لِلَّهِ وَاحِدٌ**

[illegible]

تیم این ظروف یحیی و اسامی بنی عباس

مجلس شورای اسلامی

جیسے میں نے غامی کا والی عقر یہ کیا۔

فصل

ابونور بن ابوقرہ کے حالات اور اندلس میں اسے

ایام الطوائف میں جو حکومت حاصل تھی اس کا تذکرہ

اس آدمی کا نام ابونور بن ابوقرہ بن ابویفرن ہے جو ان بربری جوانوں میں سے ہے جن سے ان کی قوم نے فتنہ میں مدد مانگی تھی اس نے فتنہ کے ایام میں رعدہ پر غلبہ پالیا اور وہاں سے امویوں کے غلام عامر بن قنوح کو ۴۰۵ھ میں نکال کر اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں کا بادشاہ بن گیا۔

ابن عباد: اور جب اشبیلیہ میں ابن عباد کی عظمت بڑھ گئی اور وہ مضافات و سرحدات پر قبضہ کرنے لگا تو اس کے اور ابونور کے درمیان لڑائی چڑھ گئی اور انحراف میں اس کے احوال اس سے مختلف ہو گئے اور ۴۴۳ھ میں بربریوں کے ساتھ رعدہ اور اس کے مضافات بھی اس کے لئے ثابت ہو گئے اس کے بعد اس نے ۴۵۰ھ میں اسے ایک ویسے میں بلایا اور ایک خط کے ذریعے اس سے سازش کی اور اسے اپنے محل کی لوٹری کی زبان سے اطلاع دی جس نے اس کے پاس اس کے بیٹے کی حرام کاریوں سے بچنے والی تکلیف کی شکایت کی پس اس نے اس کے شہر میں جا کر اس کے بیٹے کو قتل کر دیا اور اس کی ہارز کو بچھ گیا تو وہ غم سے مر گیا۔

ابولھر: اور اس کا دوسرا بیٹا ابولھر ۴۵۷ھ تک والی بنا تو اس کے ساتھ اس کے بعض سپاہیوں نے غداری کی اور وہ بھاگتا ہوا باہر نکلا تو دیوار سے گر کر مر گیا اور المعتمد نے اس کے ہاتھ سے رعدہ کو لے لیا اور بعض کہتے ہیں کہ یہ بات ۴۴۵ھ میں حمام کے واقعہ میں ہوئی جس میں ابونور ہلاک ہو گیا اور جب اس کی اطلاع اس کے بیٹے ابولھر کو ملی تو جو ہوا سو ہوا۔ واللہ اعلم۔

فصل

بنی یفرن کے بطون میں سے مرنجیصہ کے حالات

کی تفصیل

بنی یفرن کا یہ طعن افریقہ کے نواح میں رہتا تھا اور اسے بڑی کثرت و قوت حاصل تھی اور جب ابویزید نے شیعوں

www.marfat.com

کے خلاف بغاوت کی تو انہوں نے مصیبت کی وجہ سے اس کی مدد کی اور یہ ان کے بنو دار کو ماموؤں میں سے تھا پھر اس کا معاملہ ٹھپ ہو گیا تو شیعوں کی حکومت اور ان کے ضہاجی مددگاروں اور ان کے افریقی حکمرانوں نے انہیں جبر و قہر سے پکڑ لیا اور ان کے مال و جان پر مصائب نازل کئے یہاں تک کہ یہ نیست و نابود ہو گئے اور تاوان ادا کرنے والے قبائل میں شمار ہونے لگے اور ان کے کچھ بقیہ قبیلے قیروان اور تونس کے درمیان اتر پڑے یہ گایوں بکریوں اور چھیموں والے تھے یہ اس کے نواحی علاقوں میں سفر کرتے اور معاش کے لئے کھیتی باڑی کرتے تھے اور جب موحدین نے افریقہ پر قبضہ کیا تو یہ اسی حالت میں تھے ان پر تاوان اور ٹیکس لاگو تھے اور انہیں سلطان کے ساتھ جنگوں میں متعدد فرائض سرانجام دینے پڑتے تھے۔

الکعب: اور جب بنی سلیم میں سے الکعب نے افریقہ کے نواح پر قبضہ کیا اور انہوں نے ریاح کے زواوہ کو جو اس دور میں حکومت کے دشمن تھے وہاں سے نکال دیا تو سلطان نے ان سے ان لوگوں کے خلاف مدد مانگی جنہوں نے قابس سے پہلے تک افریقہ کو اپنا وطن بنالیا تھا پھر ان کی امارت حکومت کے لئے سخت ہو گئی اور ان سے مدد طلب کرنا بھی بڑھ گیا تو انہوں نے جو مضامات اور خراج طلب کئے بادشاہ نے انہیں جاگیر کے طور پر دے دیئے اور ان کی جاگیروں میں مرغیہ کا خراج بھی تھا۔

بنو مرین: اور جب بنو مرین نے قیروان پر حملہ کیا اور اس کے کچھ حصہ بعد اس فتنہ کو روکنے کے لئے جس میں عربوں نے بادشاہ اور حکومت پر غلبہ پالیا تھا ان کے مطلب کعب کو مرغیہ کے قبیلوں میں بار برداری کے گھوڑوں اور جنگوں میں غلبہ کے لئے سواروں کی بڑی قوت حاصل تھی اور یہ ان کے لئے قرابت دار اور خادم بن گئے اور انہوں نے ان پر غلاموں کی طرح قبضہ کر لیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فتنہ کی آگ کو فرو کر دیا اور اس خطی بادشاہ مولانا سلطان ابوالعباس کی بھلائی سے مٹی ہوئی خلافت و حکومت کو قائم کر دیا پس فضا صاف ہو گئی اور آفت روشن ہو گیا اور اس نے عرب غلبہ کو اپنے مضامات سے دور کر دیا اور اپنی رعایا سے ان کے ہاتھوں کو روک دیا اور مرغیہ کے ان لوگوں کو عربوں کی پناہ لینے اور ان کے ساتھ سفر کرنے کے باعث سزا دینے کے بعد اپنا مقرب بنالیا پس انہوں نے دوبارہ حق کو پایا اور شمولیت میں اخلاص کا اظہار کیا اور جس تاوان اور خراج کے قوانین سے وہ مالوف تھے اس کی طرف واپس آ گئے اور اس دور تک وہ اسی حالت پر قائم ہیں۔

واللہ وارث الارض و من علیہا۔

فصل

زناتہ کے طبقہ اولیٰ میں سے مفراوہ اور انہیں مغرب میں جو حکومتیں حاصل تھیں ان کے حالات اور اس کا آغاز اور گردش حالات

مفراوہ کے یہ قبائل زناتہ کے وسیع تر بطون والے تھے اور یہی ان میں سے جنگجو اور غلبہ والے تھے اور ان کا نسب مفراوہ بن بھلتن بن سراہن ذاکیا بن وریک بن الدیرت بن جانا تک جاتا ہے جو بنی یفرن اور بنی یرنیان کے بھائی ہیں اور ان کے نسب میں جو اختلاف پایا جاتا ہے اسے بنی یفرن کے ذکر کے موقع پر پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

ان کے شعوب و بطون: ان کے شعوب و بطون بہت سے ہیں جیسے بنی بلس، بنی زنداک، بنی روادرتز میر بنی ابی سعید بنی درسیعان، احواط اور بنی ریتہ وغیرہ جن کے نام مجھے یاد نہیں رہے اور مغرب اوسط میں ان کی فرودگا ہیں شلف سے تلمسان تک جبل مہلولہ تک اور اس کے نواح تک میں اور ان کا اپنے بھائیوں بنی یفرن کے ساتھ اجتماع و افتراق اور صحرائی حالات میں مقابلہ ہوتا رہتا ہے اور ان مفراوہ کی صحرا میں بہت بڑی لڑی پائی جاتی ہے۔ جس نے انہیں طرح اسلام قبول کیا تھا۔

صولات بن دزمار: اور اس کے امیر صولات بن دزمار نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو آپ نے اس کی ہجرت کی وجہ سے اس کے ساتھ نہایت حسن سلوک کیا اور اسے اس کی قوم اور وطن کا امیر بنادیا اور وہ دین سے خوش ہو کر قبائل معز کی مدد کرتا ہوا اپنے ملک کو واپس آ گیا اور ہمیشہ اس کی یہی حالت رہی۔

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ بربروں نے اسلام لانے سے قبل جو عربوں کے ساتھ جنگیں کیں ان میں سے ایک جنگ میں عربوں نے پہلی فتح پر اسے قیدی بنا کر پکڑ لیا اور اسے اپنی قوم میں جو مقام حاصل تھا اس کی وجہ سے اسے حضرت عثمان کی خدمت میں بھیج دیا تو آپ نے اس پر احسان کیا اور اس نے اسلام قبول کر لیا اور آپ نے اس کی عملداری میں اسے امیر مقرر کر دیا۔ پس اس نے حضرت عثمان اور آپ کے اہل بیت کی دوستی کی وجہ سے جو بنی امیہ میں سے تھے صولات اور مفراوہ کے دیگر قبائل کو مخصوص کر دیا اور وہ دیگر قریش کے مقابلہ میں ان کے خاص آدمی تھے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اسی دوستی کا لحاظ

کرتے ہوئے اندلس میں دعوت مروانیہ کی مدد کی۔ جیسا کہ آپ کو ان کے بعد کے حالات سے معلوم ہو جائے گا۔

صولات کی وفات: جب صولات فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کے بیٹے حفص نے مفراہہ اور دیگر زناہ کی امارت سنبالی لی اور جب مغرب اقصیٰ میں خلافت کے سائے سمیٹنے لگے اور میسرۃ المتمر اور مظفر کا قتلہ سایہ فگن ہونے لگا تو خزر اور اس کی قوم قیروان میں مغریوں پر غالب آ گئے اور ان کی حکومت بڑھ گئی اور مغرب اوسط کے صحرائی زناہ میں ان کے بادشاہ کی شان و عظمت میں اضافہ ہو گیا۔

مشرق میں بنی امیہ کی حکومت کا خاتمہ: پھر مشرق میں بنی امیہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور مغرب میں قتلہ برپا تھا پس یہ لوگ قوت و تکبر میں بڑھ گئے۔ اس دوران میں خزر کی وفات ہو گئی اور اس کی حکومت اس کے بیٹے محمد نے سنبالی۔

ادریس الاکبر: اور ادریس الاکبر بن عبد اللہ بن حسن بن الحسن مکیؒ میں الہادی کی خلافت کے زمانے میں مغرب کی طرف گیا اور مغرب کے برابرہ جو اردو بہ صدینہ اور مقلہ سے تعلق رکھتے تھے اس کی حکومت کے ذمہ دار بن گئے اور اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور بقیہ ایام میں مغرب بنو عباس کی اطاعت سے باہر نکل گئے اور پھر وہ مکیؒ میں مغرب اوسط کی طرف گیا تو محمد بن خزر نے اس کا استقبال کیا اور اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اپنی قوم کی جانب سے اس کی بیعت کر لی۔

اور اس نے بنی یفرن کے اہل تلمسان پر غالب آ جانے کے بعد اسے تلمسان پر قبضہ کرنے میں مدد دی اور ادریس بن ادریس کے لئے حکومت منظم ہو گئی اور وہ اپنے باپ کی تمام عملداری پر غالب آ گیا اور تلمسان پر قبضہ کر لیا اور بنو خزر اس کی دعوت کے اسی طرح ذمہ دار بن گئے جیسا کہ اس کے باپ کے لئے بنے تھے اور اس کا بڑا بھائی سلیمان بن عبد اللہ بن حسن بن الحسن جو مشرق سے اس کے پاس آ رہا تھا ادریس الاکبر کے عہد میں تلمسان میں اتر آیا اور اس نے تلمسان کی ریاست اسے اسی طرح دے دی جس طرح اس کے بیٹے ادریس نے سلیمان کے بعد اپنے عم زاد محمد کو دے دی تھی پس تلمسان کی ریاست اور اس کے شہر اس کی اولاد کے ہاتھ میں رہے اور انہوں نے ریاست کو ساطلی سرحدوں تک آپس میں تقسیم کر لیا۔

ادریس بن محمد: پس تلمسان ادریس بن محمد بن سلیمان کی اولاد کے حصے میں آیا اور ارشکول عیسیٰ بن محمد کی اولاد کو ملا اور تلمس ابراہیم بن محمد بن محمد کو ملا اور تلمسان کے بقیہ مضافات بنی یفرن اور مفراہہ کو ملے اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں مغرب اوسط کے نواح میں ہمیشہ ہی محمد بن خزر کو حکومت حاصل رہی یہاں تک کہ شیعہ حکومت آ گئی اور ان کے لئے افریقہ کی حکومت ثابت ہو گئی۔

عبید اللہ مہدی: اور عبید اللہ مہدی نے عروہ بن یوسف کتائی کو ۲۹۸ھ میں فوجوں کے ساتھ مغرب کی طرف بھیجا جس نے مغرب ادنیٰ پر قبضہ کر لیا اور واپس آ گیا پھر اس نے اس کے بعد مصالہ بن حبوس کو کتامہ کی فوجوں کے ساتھ مغرب کی طرف بھیجا تو اس نے ادارسہ کے مضافات پر قبضہ کر لیا اور ان سے عبید اللہ کی اطاعت کا مطالبہ کیا اور قاس پر یحییٰ بن ادریس بن عمر کو امیر مقرر کیا جو ادارسہ کا آخری بادشاہ تھا اور خود الگ ہو گیا اور ان کی اطاعت قبول کر لی۔

مصالہ: اور اس نے مصالہ کو قاس کا امیر مقرر کیا اور موسیٰ بن ابوالعالیہ کو مکناہ اور صاحب تارہ کا امیر مقرر کیا اور مغرب کے

نواح پر قابض ہو گیا اور قیردان کی طرف واپس آ گیا۔

عمر بن خنزل: اور محمد بن خنزل کی اولاد میں سے جو اور یس اکبر کا داعی تھا عمرو بن خنزل باغی ہو گیا اور اس نے زناتہ اور ہالیان مغرب اوسط کو شیعہ بربروں کے خلاف اُکسایا اور عبید اللہ مہدی نے مغرب کے قائد مصالہ کو ۳۰۹ھ میں کتامہ کی فوجوں کے ساتھ بھیجا اور محمد بن خنزل نے مفراہہ اور بقیہ زناتہ کی فوجوں کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا اور اس نے مصالہ کی فوجوں کو شکست دی اور اس کے پاس پہنچ کر اسے قتل کر دیا اور عبید اللہ نے ۳۱۰ھ میں اس کے بیٹے ابوالقاسم کو فوجوں کے ساتھ مغرب کی طرف بھیجا اور اسے محمد بن خنزل اور اس کی قوم کے مقابلہ کے لئے سالار مقرر کیا پس وہ صحرا کی طرف بھاگ گئے اور اس نے طویہ تک ان کا تعاقب کیا اور وہ سلجما رہے۔

ابوالقاسم: اور ابوالقاسم نے مغرب پر حملہ کر کے اس کی اطراف پر قبضہ کر لیا اور اس کے نواح میں چکر لگایا اور اس نے از سرفواہ بن ابوالعالمہ کو اس کی عملداری پر امیر مقرر کر دیا اور واپس آ گیا اور کسی سازش کا شکار نہ ہوا۔

الناصر: پھر حاکم قرطبہ الناصر کو کسی وادی کے کنارے کی حکومت کا خیال آیا تو اس نے ادارہ اور زناتہ کے طوک کو مخاطب کیا اور ۳۱۶ھ میں ان کی طرف اپنے مخلصین محمد بن عبید اللہ بن ابوعیسیٰ کو بھیجا تو محمد بن خنزل نے فوراً اس کی بات کو قبول کر لیا اور اثواب سے شیعوں کے مددگاروں کو نکال باہر کیا اور غلبہ اور تمس کو ان کے ہاتھوں سے چھین لیا اور دہران پر قبضہ کر لیا اور اس پر اپنے بیٹے المنیر کو حاکم مقرر کیا اور تاہرت کے سوا دیگر مضافات مغرب میں اموی دعوت کو پھیلایا اور حاکم ارشکول اور یس بن ابراہیم بن عیسیٰ بن محمد بن سلیمان اموی دعوت کے قیام میں سرگرم ہو گیا پھر الناصر نے ۳۱۷ھ میں ادارہ کے ہاتھوں سے سہدہ کو حاصل کر لیا اور موسیٰ بن ابوالعالمہ کو اس کے اطاعت اختیار کرنے کی وجہ سے پناہ دے دی اور محمد بن خنزل کے ساتھ اس کی جتھ جوڑی ہو گئی اور انہوں نے شیعوں کے خلاف مدد کی۔

فلفل بن خنزل: اور فلفل بن خنزل نے شیعوں کی اطاعت کر کے اپنے بھائی محمد کی مخالفت کی اور عبید اللہ نے اسے مفراہہ کا امیر مقرر کر دیا اور حمید بن یصل ۳۲۱ھ میں کتامہ کی فوجوں کے ساتھ تاہرت پر چڑھائی کرنے کے لئے عبید اللہ کی طرف گیا اور قاسم تک پہنچ گیا اور زناتہ اور کتامہ کے سوار اس کے آگے بھاگ اٹھے اور اس نے مغرب پر قبضہ کر لیا۔ اور اس کے بعد ۳۲۲ھ میں میسور الحیسی نے جا کر قاسم کا محاصرہ کر لیا مگر اسے سر نہ کر سکا اور واپس آ گیا۔

حمید بن یصل: پھر ۳۲۸ھ میں حمید بن یصل نے بغاوت کر دی اور محمد بن خنزل کے پاس چلا گیا پھر الناصر کے پاس گیا تو اس نے اسے مغرب اوسط کا داعی مقرر کر دیا پھر شیعہ ابویزید کے قتل میں مصروف ہو گئے اور محمد بن خنزل اور اس کی مفراہہ قوم کے کارنامے کی عظمت قائم ہو گئی اور انہوں نے ۳۳۳ھ میں امویوں کے قائد حمید بن یصل کے ساتھ تاہرت پر چڑھائی کی اور اس کے ساتھ الخیر بن محمد اور اس کے بھائی حمزہ اور اس کے چچا عبید اللہ بن خنزل نے بھی چڑھائی کی اور یعلیٰ بن محمد بھی اپنی قوم بنی یفرن سمیت ان کے ساتھ تھا۔

تاہرت پر قبضہ: اور انہوں نے بزور قوت تاہرت پر قبضہ کر لیا اور عبداللہ بن بکار کو قتل کر دیا اور حمزہ بن محمد بن خزر جو تاہرت کی جنگوں میں قتل ہو گیا تھا اسکے قتل ہونے کے بعد انہوں نے تاہرت کے قاعدہ ميسور الجھسی کو قید کر لیا اور محمد بن خزر اور اس کی قوم نے اس سے قبل بھی بسکرہ پر چڑھائی کی تھی اور اسے فتح کر لیا تھا اور زیدان الجھسی کو قتل کر دیا تھا۔

اسماعیل: اور جب اسماعیل ابویزید کے محاصرے سے باہر نکلا تو محمد بن خزر کے خوف کی وجہ سے اپنے پیروکاروں سمیت مغرب چلا گیا کیونکہ اس سے قبل وہ ان کی دعوت کی مخالفت اور ان کے پیروکاروں کو قتل کر چکا تھا پس اس نے اس کی طرف معروف اطاعت کرنے کے پیغام بھیجا اور اسماعیل نے اسے ابویزید کی تلاش کا اشارہ کیا اور اسے جس اونٹ مال دینے کا وعدہ کیا۔

معبد بن خزر: اور اس کا بھائی معبد بن خزر ابویزید کی وفات تک اس کا دوست رہا اور اس کے بعد اسماعیل نے ۳۳۰ھ میں معبد کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور اس کے سر کو قیروان میں نصب کر دیا اور محمد بن خزر اور اس کا بیٹا الخیر ہمیشہ ہی مغرب اوسط پر حطاب اور یعلیٰ بن محمد کے نائب امیر رہے۔

فتوح بن الخیر: اور فتوح بن الخیر تاہرت اور دہران کے مشائخ کے ساتھ ۳۳۰ھ میں الناصر کے پاس گیا تو اس نے انہیں انعام و اکرام دیا اور انہیں ان کی عملداریوں میں واپس کر دیا پھر مفرادہ اور ضہاجہ کے درمیان فتنہ پیدا ہو گیا اور محمد بن الخیر اور اس کا بیٹا خزران کے ساتھ جنگوں میں مشغول ہو گئے اور یعلیٰ بن محمد نے دہران پر حطاب ہو کر اسے برباد کر دیا اور الناصر نے محمد بن یصل کو تلمسان اور اس کے نواح پر حاکم مقرر کر دیا پس محمد بن خزر نے اپنے مد مقابل یعلیٰ بن محمد کی وجہ سے دوبارہ شیعوں کی اطاعت اختیار کر لی اور ۳۳۲ھ میں المعز کے باپ اسماعیل کی وفات کے بعد اس کے پاس گیا تو اس نے اس کا اکرام کیا اور اس نے بھی ان کی مکمل اطاعت کی یہاں تک کہ جوہر کے ساتھ اس کی جنگوں میں شامل ہو کر ۳۳۸ھ میں مغرب گیا پھر اس کے بعد ۳۵۰ھ میں المعز کے پاس گیا اور قیروان میں فوت ہو گیا اس وقت اس کی عمر سو سال سے زیادہ تھی۔

الناصر المروانی کی وفات: اور اسی سال الناصر المروانی بھی فوت ہو گیا جبکہ مغرب میں شیعہ کی دعوت پھیلی چکی تھی اور امویوں کے مددگار بستہ اور طنجه کے مضافات میں سکڑ گئے تھے۔

الحکم المستنصر: اس کے بعد اس کا بیٹا الحکم المستنصر کھڑا ہوا اور اس نے ازمر نوادی کے کنارے کے ملوک سے مخاطبت کی تو محمد بن الخیر بن خزر نے اسے جواب دیا کیونکہ اس کے باپ الخیر اور داد احمد کو الناصر کی حکومت میں ایک مقام حاصل تھا نیز حضرت عثمانؓ نے ان کے جد صولات کو جو وصیت کی تھی اس کے مطابق بھی آل خزر کو بنی امیہ سے دوستی تھی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں پس اس نے شیعوں میں خوب خوزیزی کی اور ان کے شہروں پر قبضہ کر لیا اور معبد نے اپنے ساتھی زیری بن مناد امیر ضہاجہ کے ذریعے اس پر تہمت لگائی تو اس نے اسے زنا کے ساتھ جنگ کرنے پر امیر مقرر کر دیا اور اسے کہا کہ وہ ان کے جن مضافات پر قبضہ کرے گا وہ اسی کے لئے مختص ہوں گے اور وہ بھی ۳۶۰ھ میں جنگ کے لئے اکٹھے ہو گئے۔

بلکین بن زیری: پس ان کی تیاری سے قبل بلکین بن زیری نے دیسہ مقام پر محمد بن الخیر کی مددگار فوجوں سے جنگ کی تو ان میں سے کچھ لوگوں نے بڑی استقامت دکھائی اور ان کے درمیان شدید رن پڑا اور زنا تہ شکست کھا گئے اور جب محمد بن

الخیر نے دیکھا کہ اس کا گھیراؤ ہو گیا ہے تو اس نے فوج سے ایک طرف جا کر خودکشی کر لی اور اس کی قوم پر شکست برقرار رہی اور اتباع کو چھوڑ کر اس نے اس معرکہ میں سترہ امیر پائے اور ہر امیر اپنے فریق کی جانب چلا گیا اور محمد کے بعد مفراہہ میں اس کا بیٹا الخیر حاکم بنا۔

اور بلکین بن زیری نے خلیفہ کو محمد کے ذریعے اثراب اور مسیلہ کے حاکم جعفر بن علی بن حمدون کے خلاف بھڑکایا کہ وہ محمد بن الخیر سے دوستی رکھتا ہے پس جعفر پریشان ہو گیا اور اس نے اس کی جگہ افریقہ کی حکومت کے لئے محمد کو بھیج دیا یہاں تک کہ اس نے قاہرہ جانے کا عزم کر لیا پس اس کی پریشانی میں اضافہ ہو گیا اور وہ الخیر بن محمد اور اس کی قوم کے پاس چلا گیا اور انہوں نے ضہابہ پر چڑھائی کر دی اور انہیں فتح نصیب ہوئی اور زیری بن مناد کو بہت بڑی جماعت نے مارا اور انہوں نے اس کے سر کو بنی خزرج کے سرداروں کے وفد میں جعفر کے بھائی یحییٰ بن علی کے ساتھ قرطبہ بھیجا۔

جعفر بن علی: پھر اس نے جعفر کو زناہ کے بارے میں شک پڑ گیا اور وہ اپنے بھائی یحییٰ کے پاس چلا گیا اور وہ الحکم کے پاس گئے اور اس نے اسے بلکین بن زیری کے ساتھ زناہ کے ساتھ جنگ کرنے پر امیر مقرر کر دیا اور اسے اموال و افواج سے مدد دی اور اسے کہا کہ وہ ان کے جن مضائقہ پر قبضہ کرے گا وہ وہی کے لئے مختص ہوں گے پس وہ ۲۱ھ میں مغرب کی طرف گیا اور ان میں سے برابرہ کو ترغیب دی اور باغیہ تمیلہ، اثراب اور بسکرہ کے مضائقہ خالی ہو گئے اور زناہ اس کے آگے بھاگ اٹھے اور وہ تاہرت آیا اور اس نے مغرب اوسط سے زناہ کے آثار مٹا دیئے اور مغرب اقصیٰ کو چلا گیا اور بلکین نے الخیر بن محمد اور اس کی قوم کا سلجماہ تک تعاقب کیا اور ان پر حملہ کیا اور انہیں پکڑا اور الخیر بن محمد کو باندھ کر قتل کر دیا اور ان کی فوج کو تترہتر کر دیا اور مغرب پر قبضہ کر لیا اور واپسی پر مغرب اوسط سے گزرا اور وادی میں زناہ اور ان کے ساتھی معاصین سے جنگ کی اور اس نے ہر اس شخص سے جو گھوڑے پر سوار ہو سکتا ہے یا گھوڑے کی خبر گیری کر سکتا ہے امان اٹھا دی اور ان کے خون کی نذر مانی پس اس نے مغرب اوسط کو زناہ سے خالی کر دیا اور بلاد مغرب اقصیٰ میں طویہ کے ماوراء علاقے تک گیا یہاں تک کہ بنی یعلیٰ بن محمد تلمسان واپس آ گئے اور اس نے انہیں وہاں کا حاکم بنادیا پھر بنو خزرج سلجماہ اور طرابلس میں اور بنی زیری بن علیہ کی فاس کی حکومت میں ہلاک ہو گئے جس کا ہم ذکر کرنے والے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

مفراوہ کے طبقہ اولیٰ میں سے آلِ زیری بن علیہ کے حالات

جو قاس اور اس کے مضافات کے بادشاہ تھے اور انہیں

مغرب اقصیٰ میں بھی حکومت و دولت حاصل تھی اس کا آغاز اور گردشِ حالات

یہ زیری اپنے وقت میں آلِ خزرج کا امیر اور ان کی بدوی حکومت کا وارث تھا اور اسی نے قاس اور مغرب اقصیٰ میں حکومت کو استوار کیا اور دورِ رسوخ تک اپنے بیٹوں کو اس کا وارث بنایا۔ جیسا کہ ہم اسے مفصل بیان کریں گے۔ اس کا نام زیری بن علیہ بن عبدالرحمن بن خزرج ہے۔ اس کا دادا عبداللہ الناصر کے داعی محمد کا بھائی ہے جو قیروان میں فوت ہو گیا تھا جیسے کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہ چار بھائی تھے محمد اور معبد جسے اسماعیل نے قتل کر دیا تھا اور قفلول جو محمد کا مخالف بن کر شیعہ حکومت کی طرف چلا گیا تھا اور یہ عبداللہ جو اپنی ماں کے نام سے مشہور تھا اور اس کا نام تبادلت تھا۔

اور بعض کہتے ہیں کہ یہ عبداللہ محمد بن خزرج کا بیٹا ہے اور اس کا بھائی حمزہ بن محمد تھا۔ جو فتحِ تہرت کے وقت میسور کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے مر گیا تھا۔

اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں جب الخیر بن محمد ۲۱ھ میں بلکین کے ہاتھوں مارا گیا اور زناہ مغرب اقصیٰ میں طویہ کے ماوراء علاقے میں کوچ کر گئے اور تمام مغرب اوسط ضہاجہ کے لئے ہو گیا تو مفراوہ آلِ خزرج کے بقیہ لوگوں کے پاس اکٹھے ہو گئے۔

آلِ خزرج کے امراء: ان دنوں ان کے امراء محمد بن الخیر مذکور اور مقاتل بن علیہ بن عبداللہ کے بیٹے مقاتل اور زہری اور خزرون بن قفلول تھے پھر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں بلکین بن زیری کو افریقہ کی حکومت حاصل ہو گئی اور اس نے ۲۹ھ میں مغرب اقصیٰ پر اپنا مشہور حملہ کیا اور بنی خزرج کے طوک زناہ اور بنی محمد بن صالح اس کے آگے بھاگ اٹھے اور سب کے سب ستھ آ گئے۔

محمد بن الخیر: اور محمد بن الخیر سمندر پار کر کے منصور بن ابی عامر کے پاس فریاد لے کر گیا تو منصور اپنی فوجوں کے ساتھ بہ نفس نفیس ان کو مدد دینے کے لئے نکلا اور جعفر بن علی کو ملکین سے جنگ کرنے پر امیر مقرر کیا اور اس کو سمندر پار کروادیا اور اسے سو

اونٹ بوجھ مال دیا، پس ملوک زناتہ اس کے پاس جمع ہو گئے اور سبتہ کے میدان میں ان کا رن پڑا اور بلکین، جبل تظاون سے ان کے پاس آیا، پس اس نے دیکھا کہ وہ اس کے مقابلہ کی سکت نہیں رکھتا تو وہ انہیں چھوڑ کر چلا گیا اور اپنے آپ کو برغواطہ کے ساتھ جہاد میں مشغول کر لیا یہاں تک کہ جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے، ۲۷ھ میں فوت ہو گیا۔

اور جعفر بن علی الحضرۃ میں اپنی جگہ واپس آ گیا اور منصور نے امارت کا بوجھ اٹھانے میں اس سے قرعہ اندازی کی اور مغرب امارت کو چھوڑ بیٹھا اور منصور نے سبتہ پر کنٹرول کرنے پر اکتفا کیا اور ضہاجہ اور دیگر شیعہ کے حامیوں کا دفاع کرنا ملوک زناتہ کے سپرد کر دیا اور ان کے نیزہ یازوں کو آزمانے کے لئے کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ مغرب میں ادارہ میں سے حسن بن کنون کھڑا ہو گیا جسے عزیز نزار نے مصر سے مغرب میں اپنی حکومت واپس لینے کے لئے بھیجا تھا اور بلکین نے ضہاجہ کی فوج کے ساتھ اسے مدد دی اور علی ہلاک ہو گیا تو یہ بات بلکین کو گراں گزری اور حسن نے مغرب میں اپنی حکومت کی طرف دعوت دی اور بدوی بن یعلیٰ بن محمد الیفرنی اور اس کا بھائی زیری اور اس کا عم زاد ابو پداس ان ملوکوں کے ساتھ جو بنی یفرن میں سے ان کے ساتھ تھے اس کے ساتھ شامل ہو گئے۔ پس منصور نے اپنے عم زاد ابو الحکم عمرو بن عبد اللہ بن ابی عامر کو جس کا لقب عسکراجہ تھا، اس کے ساتھ جنگ کرنے کو اموال و افواج کے ساتھ بھیجا اس نے سمندر پار کیا تو آل خزرج کے ملوک محمد بن الخیر اور عطیہ کے دونوں بیٹے مقاتل اور زیری اور خزرون بن قلعول تمام مفراہہ کے ساتھ اس کے ساتھ آئے اور انہوں نے اس کے کام میں اسے مدد دی۔

ابو الحکم بن ابی عامر: اور ابو الحکم بن ابی عامر انہیں حسن بن کنون کے پاس لے گیا، یہاں تک کہ انہوں نے اسے اطاعت اختیار کرنے پر مجبور کر دیا اور اس نے اپنے لئے امان طلب کی تو عمرو بن ابی عامر نے جو وہ چاہتا ہے اس کے مطابق اس سے عہد کر لیا اور اس نے اسے اپنی قیادت پر قبضہ دے دیا اور اس نے اسے الحضرۃ کی طرف واپس بھیج دیا اور اس نے ابو الحکم بن ابی عامر سے جو عہد شکنی کی اور اس کے بعد اسے قتل کیا اس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔

مقاتل اور زیری: اور ملوک زناتہ میں سے عطیہ کے بیٹے مقاتل اور زیری، منصور کی طرف شدید میلان رکھتے تھے اور مردانیہ کی اطاعت کے قیام کے ذمے دار تھے اور بدوی بن یعلیٰ اور اس کی قوم بنو یفرن ان کی اطاعت سے منحرف تھے اور جب ابو الحکم بن ابی عامر مغرب سے واپس آیا تو منصور نے وزیر بن حسن بن احمد بن عبد اللہ دود سلمیٰ کو وہاں کا حاکم مقرر کر دیا اور اس کے ہاتھوں کو رجاہ و اموال کے منتخب کرنے میں کھلا چھوڑ دیا اور اس نے ۲۸ھ میں اسے اس کی عمل داری میں بھیج دیا اور اسے زناتہ میں سے ملوک مفراہہ کے متعلق وصیت کی اور ان میں سے مقاتل اور زیری کو پیغام پہنچایا کہ وہ حسن کے ساتھ مل جائیں اور اس کی اطاعت کریں اور مضطرب الاطاعت اور شدید فریب کار بدوی کے متعلق اسے اکسایا، پس وہ اپنی عملداری میں گیا اور قاس میں اتر اور مغرب کے مضافات کو کنٹرول کیا اور ملوک زناتہ اس کے پاس جمع ہو گئے۔

مقاتل کی وفات: اور مقاتل بن عطیہ ۲۸ھ میں فوت ہو گیا اور اس کا بھائی زیری بن عطیہ مفراہہ میں سے صحرائی سواروں کی حکومت کے ساتھ الگ ہو گیا اور ابن عبد اللہ دود کے حاکم مغرب کے ساتھ اس کی بہت اچھی دوستی ہو گئی اور وہ اپنی قوم کے ساتھ اس کے پاس چلا گیا اور منصور نے ۲۸ھ میں اسے اس کے اعزاز و اکرام کو زیادہ کرنے کے لئے بلایا اور اسے

بدوی بن علی کے متعلق اکسایا کیونکہ اس کی اطاعت کی برتری سے حد کرتا تھا۔ پس اس نے مغرب پر اپنے بیٹے المعز کو جانشین بنا کر اس کی بات کو قبول کرنے میں سرعت سے کام لیا اور اسے مغرب کی سرحد تلحسان میں اتارا اور قاس کے قردین کے کنارے پر علی بن محمود بن ابی علی قشوش کو اور اندلیس کے کنارے پر عبدالرحمن بن عبدالکریم بن ثعلبہ کو حاکم مقرر کیا اور اپنے آگے منصور کو بھیج دیا اور اس کے پاس گیا تو اس نے ساز و سامان اور فوجوں کے ساتھ اس کا استقبال کیا اور اس کی ملاقات پر جشن کیا اور اس کی خوب مہمان نوازی کی اور اس کے وظیفہ میں اضافہ کر دیا اور وزارت میں اس کے نام کی تعریف کی اور اسے وزارت کی جاگیر دی اور اس کے جوانوں کے نام رجسٹر میں لکھے اور اس نے اس کے ہدیے کی قیمت کے مطابق اس کے ساتھ حسن سلوک کیا اور اسے اور اس کے وفد کو نہایت اعلیٰ انعامات دیئے اور اسے جلد اس کی عملداری میں بھجوا دیا پس مغرب میں اپنی امارت کی طرف لوٹ آیا اور جو کچھ اس کے متعلق گمان کیا گیا تھا اس کے خلاف اس کی چغلی کھائی گئی کہ وہ حسن سلوک اور احسان کا انکار ہی ہے اور جس وزارت کے لقب کے ساتھ اس کی تعظیم کی گئی ہے وہ اس سے برا مناتا ہے یہاں تک کہ اس نے اپنے ایک نوکر سے جس نے اسے وزیر کہہ کر پکارا تھا کہا اے بے وقوف کس کا وزیر خدا کی قسم میں صرف امیر ابن امیر ہوں اور ابن ابی عامر اور اس کے جھوٹ کے کیا کہتے خدا کی قسم اگر اندلس میں کوئی مرد ہوتا تو وہ اسے اس کے حال پر نہ رہنے دیتا اور اسے ایک دن ہم سے واسطہ پڑے گا قسم بخدا میں نے اسے جو ہدیہ دیا ہے اس نے اس کی قیمت گرانے کے لئے مجھے اس کی مزدوری دی ہے پھر اس نے جو کچھ خرچ کیا ہے اس سے مجھے غلطی میں ڈال دیا ہے کہ یہ عزت افزائی کے لئے ہے مگر وہ اسے اس وزارت کی قیمت سمجھتا ہے جس سے اس نے مجھے میرے رتبے سے گرا دیا ہے۔

ابن ابی عامر کے پاس شکایت: اور ابن ابی عامر کے پاس شکایت کی گئی تو اس نے اس کے ساتھ حسن سلوک کرنے میں اضافہ کر دیا اور اس کے مد مقابل بدوی بن علی ایفرنی کو زناہ کی حکومت میں بھیجا کہ وہ اسے آنے کی دعوت دے۔ پس اس نے اسے ناروا جواب دیا اور کہا کہ منصور نے کبھی جنگی گدھوں کو سالوتریوں کی اطاعت کرتے دیکھا ہے اور راستوں کو خراب کرنے لگا اور قبیلوں پر چڑھائی اور عوام میں فساد برپا کرنے لگا پس منصور نے اپنے مغرب کے گورنر حسن بن عبدالودود کو اشارہ کیا کہ اس کے معاہدے کو توڑ دے اور اس کے دشمن زیری بن عطیہ کی مدد کرے پس وہ ۲۸ھ میں اس کے لئے اکٹھے ہوئے اور اس سے جنگ کی مگر انہیں شکست ہوئی اور فوج ہلاک ہو گئی اور اس نے وزیر بن عبدالودود کو زخم لگایا جس سے وہ مر گیا منصور کو یہ خبر ملی تو اسے یہ بات گراں گزری اور مغرب کے حالات نے اسے افسردہ کر دیا اور اس نے اسی وقت زیری بن عطیہ کو مغرب کا امیر مقرر کر دیا اور اس کی طرف اپنا عہد لکھا اور اسے مغرب کو کنٹرول کرنے اور سلطان کی فوجوں اور حسن بن عبدالودود کے اصحاب کی مدد کرنے کا حکم دیا پس وہ اس کی ذمہ داریوں سے مطلع ہوا اور اس کے کام کو نہایت احسن طریق پر سرانجام دیا۔

بدوی بن علی اور بنی یفرن: اور بدوی بن علی اور بنی یفرن کو عظمت حاصل ہو گئی اور انہوں نے زیری بن عطیہ سے سختی کی اور اسے جنگ کی آگ میں جھونک دیا اور ان کی جنگوں میں پانسہ پلٹتا رہا اور قاس کی رعایا ان کے بکثرت باری باری اس پر قبضہ کرنے اور اس پر حملہ کرنے سے اکتا گئی اور اللہ تعالیٰ نے زیری بن عطیہ اور مفرادہ کو ابوالہبار بن زیری بن مناد کی طرف سے مدد بھیجی کیونکہ اس نے اپنے بیٹے منصور بن بلکین حاکم قیروان کے خلاف بغاوت کر دی تھی اور شیعوں کی دعوت

ترک کر کے مروانیہ کی طرف آ گیا تھا اور حاکم تاہرت خلوف بن ابی بکر اور اس کے بھائی عطیہ نے بھی اس معاملے میں اس کی پیروی کی کیونکہ ان دونوں اور ابوالہجار کے درمیان رشتہ داری کا تعلق پایا جاتا تھا۔ پس انہوں نے مغرب اوسط کے ان مضافات کو آپس میں تقسیم کر لیا جو الزاب، انشریس اور حدان کے درمیان پائے جاتے تھے۔

ہشام المویہ کے نام کا خطبہ: اور ان مضافات کے دیگر متابر پر بھی ہشام المویہ کے نام کا خطبہ دینے لگے اور ابوالہجار نے ماوراء النہر سے محمد بن ابی عامر سے بات چیت کی اور اپنے بھتیجے ابوبکر بن حیوس بن زیری کو اس کے اہل بیت کے ایک گروہ اور اس کی قوم کے سرداروں کے ساتھ اس کے پاس بھیجا۔ پس انہوں نے سوہم کے ریشمی کپڑوں اور غلاموں سے جن کی قیمت دس ہزار درہم تھی اور برتنوں اور زیورات اور بچوں ہزار دنانیر سے حسن کا استقبال کیا اور اسے دعوت دی کہ وہ بدوی بن یعلیٰ کے خلاف زیری بن عطیہ کی مدد کرے اور اس نے مغرب کے ان مضافات کو جو ابلہہ کی جانب تھے ان دونوں کے درمیان تقسیم کر دیا یہاں تک کہ ان دونوں نے فاس شہر کے کناروں کو بھی یکے بعد دیگرے آپس میں تقسیم کر لیا مگر بدوی نے اس کی پرواہ نہ کی اور نہ ہی اسے فتنہ پھا کرنے اور شہر و دیہات پر چڑھائی کرنے سے روکا اور اس نے جماعت کی وحدت کو پراگندہ کر دیا۔

خلوف بن ابوبکر: اور خلوف بن ابوبکر نے منصور کے خلاف بغاوت کر دی اور منصور بن ہلکین کی حکومت سے گفتگو کی اور ابوالہجار نے جس باہمی رابطہ کی بناء پر اس کی مدد کرنی تھی اس کے دوران وہ بیمار ہو گیا اور زیری بن عطیہ، خلوف بن ابوبکر کے خلاف جو جنگ کرنا چاہتا تھا اس میں وہ پیچھے رہ گیا اور زیری نے رمضان ۲۸ھ میں اس پر حملہ کیا اور اسے اور اس کے بہت سے مددگاروں کو قتل کر دیا اور اس کی فوج پر قبضہ کر لیا اور اس کے عام ساتھی اس کے پاس جمع ہو گئے اور عطیہ تھاقی صحرا کی طرف بھاگ گیا۔

بدوی کا قتل: پھر اس کے بعد وہ بدوی بن یعلیٰ اور اس کی قوم کے مقابلہ کے لئے تیار ہوا اور ان کے درمیان کئی جنگیں ہوئیں جن میں بدوی کے ساتھی منتشر ہو گئے اور اس نے ان میں سے تقریباً تین ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا اور اس کی چھاؤنی کو لوٹ لیا اور اس کی عورتوں کو قیدی بنا لیا جن میں اس کی ماں اور بہن بھی شامل تھیں اور اس کے باقی ماندہ ساتھی زیری کے پاس اکٹھے ہو گئے اور وہ اکیلا ہی صحرا کو بھاگ گیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس کے عم زاد ابویہ اس بن دوئاس نے اسے قتل کر دیا اور منصور کو یکے بعد دیگرے دونوں فتحوں کی خبر پہنچی تو اس نے ان دونوں فتحوں کو بڑی بات خیال کیا۔

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب زیری قاصد کے فرائض انجام دے کر واپس آیا تو اس وقت بدوی قتل ہوا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب منصور نے اسے بلایا اور یہ اس کے پاس گیا تو بدوی نے اس کی مخالفت میں فاس میں جا کر اس پر قبضہ کر لیا اور مفراہہ کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور وہاں پر اپنی حکومت کو مضبوط کر لیا اور جب زیری اپنے قاصدانہ فرائض سرانجام دے کر واپس آیا تو بدوی فاس میں قلعہ بند ہو گیا تو زیری نے اس کے ساتھ جنگ کی اور محاصرہ لبا ہوا گیا اور فریقین کے بہت سے آدمی مر گئے پھر زیری نے بزور قوت فاس میں داخل ہو کر اس پر حملہ کر دیا اور اس کے سر کو دار الخلافہ قرطبہ میں بھیج دیا۔ یہ بات یاد رہے کہ اس خبر کا راوی زیری کے منصور کے پاس جانے اور اس کے بدوی کو قتل کرنے کو

۳۸۳ھ کا واقعہ ہے اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کیا ہوا تھا۔

زیری اور ابوالہبار کی جنگ: پھر زیری اور ابوالہبار ضباجی کے تعلقات خراب ہو گئے اور دونوں نے ایک دوسرے پر چڑھائی کر دی پس زیری نے اس پر حملہ کیا اور ابوالہبار شکست کھا کر اپنے فرار کو چھپاتے ہوئے سیدہ چلا گیا پس اس نے جلدی سے اپنے کاتب یحییٰ بن سعید الطاع کو لکھا کہ ایک دستہ فوج لے کر اس سے مقابلہ کرے مگر وہ اس کے ساتھ جنگ کرنے سے پہلو تہی کر گیا اور جرادہ کے قلعہ کی طرف چلا گیا اور اس نے اپنے پیچھے منصور حاکم قیردان کی جانب اپنی بیٹی تاکہ اسے اس بات کی طرف توجہ دلائے کہ جنگ تو ان دونوں کے درمیان ہے مگر وہ اس کے پاس چلا گیا اور اپنی عمل داری میں اپنی جگہ پر واپس آ گیا اور امویوں کی اطاعت کو خیر باد کہہ کر شیعوں کی اطاعت کی طرف لوٹ آیا پس منصور نے زیری بن عتبہ کو مغرب کے مضائقہ دے دیئے اور اس سے سرحد کے کنٹرول کا مطالبہ کیا اور دعوت کے دفاع میں ملوک مغرب میں سے اس پر اٹھا دیا اور اسے ابوالہبار سے جنگ کرنے کی تاکید کی اور زیری نے قبائل زناتہ کی متحدہ اقوام اور بربری فوجوں کے ساتھ اس پر چڑھائی کی اور وہ اس کے آگے بھاگ اٹھا اور قیردان چلا گیا اور زیری نے تلمسان اور ابوالہبار کے بقیہ مضائقہ پر قبضہ کر لیا اور سوس اقصیٰ اور الزاب کے درمیانی علاقے پر حکومت کرنے لگا۔ پس اس کی حکومت وسیع ہو گئی اور اس کی قوت و شوکت میں اضافہ ہو گیا۔

منصور کو فتح کی اطلاع: اور اس نے منصور کو فتح کے متعلق لکھا اور اس کے ساتھ دو سو گھوڑے اور پچاس تیز رفتار مہاری اونٹ اور لمٹ کے چڑے کی ایک ہزار ڈھالیں اور الزاب کی کمانوں اور خوشبو کی ہنڈیوں اور زرافوں اور لمٹ کی طرح کے صحرائی جانوروں کے بوجھ اور اس کے علاوہ سوانٹ کجوریں اور اعلیٰ ریشم کے بہت سے کپڑے بھیجے تو اس نے مغرب کی امارت پر از سر نو اسے مقرر کیا اور اس کے قبیلوں کو قاس کے نواح میں ان کی قیام گاہوں پر اتارا اور مغرب میں زیری کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس نے بنی یفرن کو قاس کے نواح سے نکال کر سلا کی طرف بھیج دیا۔

وجدہ شہر کی حد بندی: اور ۳۸۴ھ میں وجدہ شہر کی حد بندی کی اور اپنی فوجوں اور نوکروں کو وہاں اتارا اور اس پر اپنے رشتہ داروں کو حاکم مقرر کیا اور اپنے ذخیرہ کو یہاں منتقل کیا اور ایک قلعہ تیار کیا اور یہ شہر مغرب اوسط اور مغرب اقصیٰ کی دونوں عملداریوں کی سرحد تھا۔

منصور اور زیری کے درمیان بگاڑ: پھر اس کے اور منصور کے درمیان اس وجہ سے بگاڑ پیدا ہو گیا کہ اس کے متعلق شکایت ہوئی کہ وہ منصور سے بڑھ کر ہشام سے محبت رکھتا ہے تو منصور نے اسے حق تلفی سمجھا اور اس نے بھی اس کی یہ بات نہ مانی تو اس نے اپنے کاتب ابن الطاع کو فوجوں کے ساتھ بھیجا مگر یہ اس کے مقابلہ میں سخت لکھا اور قلعہ حجر النسر کے مالک نے اسے قوت دی تو اس نے اسے الحضرۃ کی طرف واپس بھیج دیا اور منصور نے اس سے حسن سلوک کیا اور اس کا نام تاصح رکھا اور زیری نے علانیہ طور پر ابن ابی عامر سے عداوت کرنا اور اس کے خلاف اُکسانا شروع کر دیا اور مویہ کے ساتھی ہونے اور اس کی حق تلفی اور رکاوٹ سے عام طور پر ناراض ہونا شروع کر دیا پس اس نے ابن ابی عامر کے پاس اس سے سخت برتاؤ کیا اور اس سے وزارت کا وظیفہ روک لیا اور اپنے خیر جسر سے اس کا نام مٹا دیا اور اس سے برأت کا اعلان کر دیا اور اپنے غلام واضح کو

مغرب اور زیری بن عطیہ سے جنگ کرنے پر امیر مقرر کیا اور خرچہ کے لئے اسے اموال دیئے اور ہتھیار اور لباس بھی دیئے اور الحضرۃ میں وادی کے کنارے کے جو ملوک موجود تھے ان میں سے ایک گروہ کو اس کے ساتھ بھیجا ان ملوک میں محمد بن الخیز زیری بن خزر اور ان دونوں کا عم زاد بکاس بن سید الناس اور بنی یفرن میں سے ابو بخت بن عبد اللہ بن مدین اور ازواجہ میں سے خزرون بن محمد شامل تھا اور فوج کے سرداروں کے ساتھ اسے مضبوط کیا۔

واضح کی روانگی: اور واضح ۲۸ھ میں الحضرۃ سے نکلا اور پوری تیاری کے ساتھ چلا اور سمندر کو پار کر کے طنجہ پہنچ گیا اور وادی ردا میں ڈیرے ڈال دیئے اور زیری بن عطیہ بھی اپنی قوم کے ساتھ نکلا اور اس کے سامنے ڈیرہ ڈال دیا اور دونوں تین ماہ تک ٹھہرے رہے اور واضح نے بنی برزال کے جوانوں پر منافقت کا الزام لگایا اور انہیں الحضرۃ کی طرف واپس کر دیا اور منصور کو ان کے خلاف اکسایا تو اس نے انہیں ڈانٹا اور وہ چلے گئے تو اس نے ان سے درگزر کیا اور انہیں کسی اور طرف بھیج دیا۔

اصیل اور نکور پر قبضہ: پھر واضح نے اصیل اور نکور پر قبضہ کر کے ان کا انتظام کیا اور اس کے اور زیری کے درمیان مسلسل جنگیں ہوئیں اور واضح نے اصیلا کے نواح میں زیری کے پڑاؤ پر شب خون مارا اور ابھی وہ غارتگری کر رہے تھے کہ اس نے ان پر حملہ کر دیا اور ابن ابی عامر واضح کے حالات کا جائزہ لینے اور اس کی امداد کرنے کے لئے الحضرۃ سے نکلا جس سے وہ فوج کی تیاری کے ساتھ چلا اور جزیرہ میں فرصۃ اعجاز کے پاس اترا پھر اس نے مظفر کو اپنے بیٹے کی طرف سے اس کے حکام خلافت الزاہرۃ سے بھیجا اور وادی کے کنارے کی طرف چلا گیا۔ اور بڑے بڑے کارندے اور جرنیل اس کے ساتھ تھے۔

منصور کی قرطبہ کو واپسی: اور منصور قرطبہ کی طرف واپس آ گیا اور مغرب میں عبد الملک کی اطلاع نے گھبراہٹ پیدا کر دی اور بربری ملوک میں سے زیری کے عام اصحاب اس کی طرف واپس آ گئے اور اس نے ان پر اس قدر احسان کئے کہ ان کی مثال نہیں ملتی۔

عبد الملک کی طنجہ پر چڑھائی: اور عبد الملک نے طنجہ پر چڑھائی کی اور وہاں پر واضح کے ساتھ مل گیا اور فوج کی خرابیوں کو دور کرنے کے لئے دیر کرنے لگا پس جب اس کی تدبیر عمل ہو گئی تو اس نے اسی فوج کے ساتھ مارچ کیا جس کا کوئی ہم پلہ نہ تھا اور زیری نے شوال ۲۸۸ھ میں اس کے ساتھ طنجہ کے مضافات میں وادی منیٰ میں جنگ کی اور ان کے درمیان شدید جنگیں ہوئیں اور ان میں عبد الملک کے اصحاب غمگین ہو گئے اور وہ ثابت قدم رہا اور ابھی وہ جنگ کے گھمسان میں تھے کہ زیری کے اتباع میں سے ایک لتوزی نے اسے نیزہ مارا اور اس نے اس جنگ میں فریب کاری کے ساتھ تین بار اس کے سینے میں نیزہ مارا اور ایسا زخم لگایا جس سے اس کی موت واقع نہ ہو اور وہ مظفر کی طرف دوڑتا ہوا گیا اور اسے خوشخبری دی تو اس نے اس کی رویت کی بنا پر تکذیب کی پھر اس کے پاس صحیح خبر آئی تو اس نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں صحیح طور پر شکست ہوئی اور اس نے انہیں خوب قتل کیا اور ان کی فوج میں جو کچھ بھی تھا اس پر قبضہ کر لیا۔

زیری کی فاس کو روانگی: اور زیری زخمی ہو کر ایک لہری صحابہ کے ساتھ فاس چلا گیا تو وہاں کے لوگوں نے

رکاوٹ کی اور اسے اس کی عزت دار چیزوں کے ساتھ اور کر دیا تو اس نے انہیں اٹھالیا اور فوجوں کے آگے آگے صحرا کی طرف بھاگ گیا اور اس کی تمام عملداری نے اطاعت اختیار کر لی اور عبدالملک نے فتح کی خبر اپنے باپ کو پہنچائی تو اس کے ہاں اس کا مقام بڑھ گیا اور اس نے اللہ کا شکر ادا کرنے اور اس کے حضور دعا کرنے کا اعلان کیا اور صدقات دیئے اور غلاموں کو آزاد کیا۔

مغرب پر عبدالملک کی حکمرانی: اور اس نے اپنے بیٹے کو لکھا کہ وہ اسے مغرب کا حکمران مقرر کرتا ہے پس اس نے اس کے نواح کی اصلاح کی اور اس کی سرحدوں کو بند کیا اور اس کی جہات میں کارندوں کو بھیجا اور محمد بن عبدالودود کو ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ تادلہ کی طرف بھیجا اور حمید بن یعلیٰ مکناسی کو بھلا سہ کا عامل مقرر کیا پس یہ سب لوگ اپنی اپنی جانب چلے گئے اور انہوں نے اطاعت کا مطالبہ کیا اور اس کے پاس خراج کو لائے اور منصور نے اپنے بیٹے عبدالملک کو جمادی الاول ۲۸۹ھ میں واپس بلایا واضح کو مغرب کا حاکم مقرر کر دیا پس اس نے اس کا انتظام کیا اور وہ اپنی تدبیر پر قائم رہا پھر اسے اسی سال رمضان میں معزول کر کے اس کے بھائی یحییٰ کے بیٹے عبید اللہ کو مقرر کر دیا پھر اس کے بعد اسماعیل بن البوری کو اس کا حاکم مقرر کیا پھر اسے معزول کر کے اخوص معن بن عبدالعزیز النخعی کو مقرر کیا یہاں تک کہ منصور کی وفات ہو گئی۔

مظفر بن المعز بن زیری کی واپسی: اور اس نے مظفر بن المعز بن زیری کو اس کی عزت گاہ مغرب اوسط سے مغرب میں اس کے باپ کی مدد کے لئے بلایا پس وہ قاس میں اتر اور زیری کے حالات میں سے یہ بات بھی ہے کہ جب وہ اپنی مصیبت اور عبدالملک کے شکست دینے سے خائف ہو گیا۔ تو صحرا میں اس کے پاس چلا گیا اور اس نے مفراوہ کو شکست دی اور اسے یہ اطلاع بھی ملی کہ ضہاجہ میں بادلیں بن منصور کے بارے میں اس کے باپ کے فوت ہو جانے کے بعد اضطراب و اختلاف پایا جاتا ہے اور اس کے چچاؤں نے ماکس بن زیری کے ساتھ اس کے خلاف بغاوت کر دی ہے تو اس نے موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے اس وقت اپنی توجہ ضہاجہ کے مضافات کی طرف پھیر دی اور مغرب اوسط میں داخل ہو گیا اور تاہرت میں جنگ کی اور یطوفہ بن ہلکین نے اس کا محاصرہ کر لیا اور بادلیں قیروان سے اس کی مدد کے لئے نکلا مگر جب وہ طلبہ سے گزرا تو فلول بن خزرون اس کے لئے رکاوٹ بن گیا اور اسے افریقہ لے گیا اور اسے جنگ میں معروف کر دیا۔

ابو سعید بن خزرون: اور ابو سعید بن خزرون افریقہ گیا اور منصور نے اسے طلبہ کا حاکم مقرر کیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے پس جب اس نے بغاوت کی تو بادلیں اس کے پاس گیا اور حماد بن ہلکین ضہاجہ کی افواج کے ساتھ زیری بن عطیہ کی مدافعت کے لئے گیا تو تاہرت کے قریب دادی غیاس میں دونوں کی ٹڈ بھڑ ہوئی اور ضہاجہ کو شکست ہوئی اور زیری نے ان کے پڑاؤ پر حاوی ہو کر ان میں سے ہزاروں آدمیوں کو قتل کر دیا اور تاہرت تلمسان شلف اور نکس کو فتح کر لیا اور اس نے ان تمام شہروں میں مؤید ہشام اور اس کے بعد اس کے حاجب منصور کی دعوت کو قائم کیا پھر اس نے ان کے ملک کے دار الخلافہ اشیر تک ضہاجہ کا تعاقب کیا اور وہاں قیام کر لیا۔

زادی بن زیری کا امان طلب کرنا: اور زادی بن زیری نے اپنے اہل بیت کے اکابر کے ساتھ جو بادلیں کے لئے جھگڑا کرتے تھے اور اس سے امان طلب کی تو اس نے اس سے جو مانگا اس نے اسے دے دیا اور اس نے منصور کی رضامندی

حاصل کرنے کے لئے یہ بات اسے لکھ بھیجی اور اپنے متعلق شرط لگائی کہ اگر اسے دوبارہ حکمرانی دے دی جائے تو وہ ثابت قدمی اور استقامت دکھائے گا اور اس نے اس سے زادی اور اپنے بھائی طلال کے آنے کی اجازت طلب کی تو اس نے ان دونوں کو اجازت دے دی اور وہ دونوں ۲۹۰ھ میں آئے اور ان دونوں کے بھائی ابوالہیار نے بھی اسی قسم کا مطالبہ کیا اور اس نے اپنے ایلچیوں کو بھیجا جو اس کی تقدیم کا ذکر کرنے لگے تو منصور نے اسے ٹال دیا کیونکہ وہ پہلے عہد شکنی کر چکا تھا۔

زیری بن عطیہ کی علالت: اور زیری بن عطیہ اشیر کے محاصرہ میں اپنی جگہ پر بیمار ہو گیا اور وہاں سے بھاگ اٹھا اور واپسی پر ۲۹۱ھ میں فوت ہو گیا۔

المعز بن زیری کی بیعت: اور اس کے بعد آل خزر اور تمام مغراوہ نے اس کے بیٹے المعز بن زیری پر اتفاق کر کے اس کی بیعت کر لی اور اس نے ان پر کنٹرول کر لیا اور ضہاجہ کے ساتھ جنگ کرنے سے باز رہا پھر اس نے منصور کے لئے پیشکش طلب کی اور دعوت عامریہ سے منسلک ہو گیا اور ان کے ہاں اس کی حالت بہتر ہو گئی۔

منصور کی وفات: اس دوران میں منصور کی وفات ہو گئی اور المعز نے اپنے بیٹے عبدالملک مظفر سے چاہا کہ وہ اسے دوبارہ اس شرط پر اس کی عملداری میں بھیج دے کہ وہ اس کے پاس مال لے کر آئے گا اور یہ کہ اس کا بیٹا محضر قرطبہ میں رہے گا تو اس نے اس کی بات کو قبول کرتے ہوئے اس کے لئے معاہدہ لکھا اور اسے اپنے وزیر ابوالعلی بن خدیج کو دے کر بھیجا جس کا متن یہ تھا:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم صلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ

مظفر سیف الدولہ جو امام خلیفہ ہشام المؤمنین باللہ امیر المؤمنین اطال اللہ بقاءہ عبدالملک بن منصور بن ابی عامر کی حکومت ہے۔
کی جانب سے قاس اور اہل مغرب کے تمام شہریوں کی طرف سلام اللہ۔

اما بعد اللہ تعالیٰ تمہاری حالت کو درست فرمائے اور تمہارے نفوس اور ادیان کو محفوظ فرمائے پس سب تعریف اس خدا کے لئے ہے جو غیوب کا جاننے والا اور ذنوب کا بخشنے والا اور قلوب کا پھیرنے والا اور شدید گرفت کرنے والا اور شروع کرنے والا اور لوٹانے والا ہے اور جو چاہے کرنے والا ہے اس کے حکم کو کوئی ٹالنے والا نہیں اور نہ اس کے حکم کو کوئی پیچھے کرنے والا ہے بلکہ حکومت اور امر اسی کے لئے ہے اور خیر و شر اسی کے ہاتھ میں ہے

و صلی اللہ علی سیدنا محمد سید المرسلین و علی آلہ و الطہیین و جمیع الانبیاء و

المرسلین و السلام علیکم اجمعین۔

اللہ تعالیٰ نے المعز بن زیری کو عزت دی ہے اور اس کے ایلچی اور خطوط پہ درپے ہماری طرف بخوشی و مسرت اور خطاؤں سے استغفار کرتے ہوئے آئے ہیں جنہیں اس کی توبہ کی نیکیوں نے مٹا دیا ہے اور توبہ گناہ کو مٹا دیتی ہے اور استغفار عیب سے بچانے والا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کی اجازت دیتا ہے تو اسے آسان فرما دیتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اس میں تمہاری بھلائی ہو اور اس نے اطاعت کو شعار بنانے اور راہ پر قائم رہنے اور استقامت کا اعتقاد رکھنے اور اچھی مدد کرنے اور کم خرچ کرنے کا وعدہ فرمایا ہے پس ہم نے اسے تم سے پہلے لوگوں پر بھی اسے حاکم مقرر کیا تھا اور اسے

تائید کی تھی کہ وہ تم میں عدل و انصاف کرے اور تم سے ظالمانہ اعمال کو دور کر دے اور تمہارے راستوں کو آباد کرے اور حدود اللہ کے سوا تمہارے محسن کی بات کو قبول کرے اور تمہارے خطا کار سے درگزر کرے۔

اور ہم نے اس بات پر خدا تعالیٰ کو گواہ بنایا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کافی گواہ ہے اور ہم نے وزیر ابو علی بن حذیم کو جسے اللہ نے عزت دی ہے اور وہ ہمارے فقہ آدمیوں اور سرداروں میں سے ہے بھیجا ہے کہ وہ اس کے کام کو سنبھالے اور اس بارے میں پختہ عہد لے اور ہم نے اسے حکم دیا ہے کہ وہ آپ لوگوں کو اس میں شامل کر لے اور ہم تمہارے معاملے میں فکرمند ہیں اور تمہارے احوال کو دیکھ رہے ہیں کہ وہ ادنیٰ کے حق میں اعلیٰ کے خلاف فیصلہ کرے اور تمہارے بارے میں کسی ادنیٰ چیز سے راضی نہ ہو پس اس بات پر اعتماد رکھو اور تسلی پاؤ اور قاضی ابو عبد اللہ اپنے احکام نافذ کرے اس کی پشت ہمارے ساتھ بندھی ہوئی ہے اور اس کی حکومت ہماری حکومت کے ساتھ پیوست ہے اور اللہ کے بارے میں اسے کسی ملامت گر کی ملامت قابو نہ کرے جب ہم نے اسے والی مقرر کیا ہے تو ہمارا اس کے متعلق یہی ظن ہے اور جب ہم نے اسے قاضی مقرر کیا ہے تو اس کے متعلق یہی امید ہے واللہ المسبحان وعلیہ السلام لان لہ الاصول اور ہماری طرف سے آپ لوگوں کو بہت بہت سلام پہنچے۔

جب المعز بن زیری کے پاس مظفر کا خط پہنچا جس میں صلح بجلہاسہ کے سوا مغرب پر اس کی حکمرانی کا عہد تھا تو منصور کے غلام واضح نے مغرب میں اپنی حکمرانی کے دور میں والذین بن خزرون بن فلول سے بجلہاسہ کا عہد کیا تھا جیسا کہ ہم بیان کریں گے پس وہ المعز کی اس ولایت میں شامل نہ تھا پس جب اسے مظفر کا عہد ملا تو اس نے اس کے انتشار کو کنٹرول کیا اور اس کی قوت دوبارہ اس کے پاس لوٹ آئی اور اس نے مغرب کے تمام اضلاع میں اپنے کارندے پھیلا دیے اور اس کے خراج کو جمع کیا اور ہمیشہ اس کی رعایا کی اطاعت مرتب و منظم رہی۔

المعز کی شکست: اور جب اندلس میں جماعت میں افتراق پیدا ہو گیا اور خلافت کے نشانات مٹ گئے اور طوائف الملوکی پھیل گئی تو المعز از سر نو بجلہاسہ پر غلبہ پانے اور اسے بنی واندین بن خزرون کے ہاتھوں سے چھیننے لگا پس اس نے اس کا ارادہ کیا اور ۴۳ھ میں اس کی طرف گیا اور وہ بھی اپنی فوجوں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں آئے اور انہوں نے اسے شکست دی تو یہ اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ واپس آ گیا اور اپنی حکومت کے بارے میں مضطرب ہی رہا یہاں تک کہ ۴۴ھ میں مر گیا۔

حمامہ بن المعز: اور اس کے بعد اس کا عم زاد حمامہ بن المعز بن عطیہ والی بنا مگر وہ اس کا بیٹا نہیں تھا جیسا کہ بعض مؤرخین کا خیال ہے بلکہ یہ صرف ناموں کا اتفاق ہے جس نے یہ غلطی پیدا کی ہے پس اس حمامہ نے ان کی عملداری پر قبضہ کر لیا اور اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور علماء اور امراء نے اس کا قصد کیا اور وفود اس کے پاس آئے اور شعراء نے اس کی مدح کی۔

ابوالکمال تمیم بن زیری کا فاس پر قبضہ: پھر ابوالکمال تمیم بن زیری بن یعلیٰ الیفرنی نے ۴۴ھ میں بنی بدوی بن یعلیٰ سے حکومت چھین لی جو سلا کے نواح پر حطاب تھے اور اس نے بنی یفرن کے قبائل اور زناتہ کے جو لوگ ان کے ساتھ آئے تھے ان کے ساتھ فاس پر چڑھائی کی اور حمامہ مفراہہ اور ان کے ہوا خواہوں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلا اور ان کے درمیان شدید جنگیں ہوئیں جنہوں نے حمامہ کی شکست کا پردہ چاک کر دیا اور مفراہہ میں سے بہت سے آدمی مر گئے اور تمیم

فاس اور مغرب کے مضافات پر قابض ہو گیا اور جب وہ فاس میں داخل ہوا تو اس نے یہود کو لوٹا اور ان کی عورتوں کو قید کر لیا اور ان کی آسودگی کا خاتمہ کر دیا اور حمامہ و جدہ چلا گیا اور وہاں سے مدینہ اور طویہ کے ٹیلوں پر رہنے والے مفراہہ کے پاس چلا گیا اور فاس پر چڑھائی کر کے ۳۲۹ھ میں اس میں داخل ہو گیا اور حمیم سلا میں اپنے دارالامارت میں آ گیا اور حمامہ نے مغرب کی حکومت میں قیام کیا اور ۳۳۰ھ میں القائد بن حماد صاحب القلعہ نے ضہاجہ کی فوجوں کے ساتھ اس پر چڑھائی کی اور وہ بھی اس کے ساتھ جنگ کرنے کی نیت سے نکلا اور القائد نے زمانہ میں اپنے عطیات پھیلا دیئے اور انہیں ان کے حکمران حمامہ کے خلاف غلام بنالیا اور وہ اس کے ساتھ جنگ کرنے سے کتر گیا اور جب اس نے اس کی اطاعت اور فرماں برداری اختیار کر لی تو القائد اسے چھوڑ کر واپس آ گیا اور وہ فاس لوٹ آیا اور ۳۳۱ھ میں فوت ہو گیا۔

ابو العطف کا فاس پر قبضہ: اور اس کے بعد اس کا بیٹا دوناس حکمران بنا جس کی کنیت ابو العطف تھی اور اس نے فاس پر اور اپنے باپ کی بقیہ عملداری پر قبضہ کر لیا اور اس کی حکومت کے آغاز میں اس کے عم زاد حماد بن معمر بن المعز نے اس کے خلاف بغاوت کی اور اس نے اس کے ساتھ بہت جنگیں کیں اور حماد کی فوجیں بھی بکثرت ہو گئیں اور دوناس نے مضافات پر قبضہ کر لیا اور اسے فاس شہر میں بند کر دیا اور دوناس نے اپنے ورے خندق کھودی جو حماد کی باڑ کے نام سے مشہور ہے اور حماد نے قرطبہ کے کنارے سے وادی کو جانے والی روک دی یہاں تک کہ وہ اس کے محاصرہ میں ۳۳۵ھ میں فوت ہو گیا اور دوناس کی حکومت قائم ہو گئی اور اس کا زمانہ لمبا ہو گیا اور ملک میں آبادی زیادہ ہو گئی اور اس نے کارخانے بنانے اور باڑوں کی فصیلوں کے بنانے میں بڑے مبالغہ سے کام لیا اور وہاں پر حمام اور ہوٹل بنائے اور اس کی آبادی بڑھ گئی اور سامان کے ساتھ تاجروں کو جانے لگے۔

دوناس کی وفات: اور ۳۵۱ھ میں دوناس کی وفات ہو گئی اور اس کے بعد اس کا بیٹا الفتح حکمران بنا اور وہ اندلس کے کنارے پر اتر اور اس کے چھوٹے بھائی عجیہ نے حکومت کے معاملے میں اس سے کشاکش کی اور قرطبہ کے کنارے پر قلعہ بند ہو گیا اور ان دونوں کے افتراق سے ان کی حکومت منتشر ہو گئی اور ان دونوں کے درمیان جنگ کا پانسہ پٹنار ہوتا تھا اور اس زمانے میں میدان کارزار وہاں تھا جہاں باب القہر قرطبہ کے کنارے میں پہنچتا تھا اور الفتح نے اندلس کے کنارے کا دروازہ بنایا اور اب تک اس کا یہی نام ہے۔

باب الحجیہ: اور عجیہ نے باب الحجیہ کی حد بندی کی اور اب تک اس کا یہی نام ہے اور عین کا حرف کثرت استعمال کی وجہ سے حذف ہو گیا ہے اور وہ اسی حالت پر قائم رہے یہاں تک کہ فوج نے ۳۵۳ھ میں اپنے بھائی عجیہ اور اس کے گھرانے سے غداری کی اور اس پر قابو پا کر اسے قتل کر دیا۔

مرابطین لتونہ: اور اس کے بعد لتونہ کے مرابطین مغرب پر اچانک حملہ آور ہو گئے اور الفتح ان کے اموال کے انجام سے ڈر گیا پس وہ فاس سے بھاگ گیا اور صاحب القلعہ بلکن بن محمد بن حماد نے ۳۵۴ھ میں مغرب پر چڑھائی کی اور فاس میں داخل ہو گیا اور ان کے اشراف و اکابر کو اطاعت پر برغمال بنالیا اور اپنے قلعہ کو واپس آ گیا۔

معتمر بن حماد: اور الفتح کے بعد معتمر بن حماد مغرب کا حکمران بنا اور لتونہ کے ساتھ جنگوں میں مصروف ہو گیا اور

اس نے ۵۵۵ھ میں ان کے خلاف مشہور جنگ کی اور ضریہ چلا گیا۔

یوسف بن تاشفین: اور یوسف بن تاشفین اور مراہطین نے قاس پر قبضہ کر لیا اور اس نے قاس پر اپنا قائم مقام گورنر مقرر کیا اور غمارہ کی طرف چلا گیا اور محاصرہ نے اس کے خلاف قاس جا کر اس پر قبضہ کر لیا اور گورنر اور اس کے ساتھ لتونہ کو قتل کر دیا اور ان کو جلا کر اور صلیب دے کر عذاب دیا پھر اس نے مکناسہ شہر کے حکمران مہدی بن یوسف الکترائی پر چڑھائی کی اور وہ مراہطین کی دعوت میں شامل ہو چکا تھا پس اس نے اسے شکست دے کر قتل کر دیا اور اس کے سر کو حاکم سبتہ سکوت البرغواطی کے پاس بھیج دیا اور یوسف بن تاشفین کو اطلاع ملی تو اس نے قاس کے محاصرہ کے لئے مراہطین کی فوجیں بھیجیں تو انہوں نے اس کی ناکہ بندی کر دی اور سردروں کی دی یہاں تک کہ محاصرہ نے قاس کے باشندوں کو جنگ کر دیا اور انہیں بھوک نے آن لیا اور محاصرہ ایک میدان میں مقابلہ کو نکلا مگر شکست کھائی اور ۳۶۱ھ کی اس جنگ میں کام آیا۔

تمیم بن معصر: اور اس کے بعد اہل قاس نے اس کے بیٹے تمیم بن معصر کی بیعت کر لی پس اس کا دور جنگ محاصرے بھوک اور گرائی کا دور تھا اور یوسف بن تاشفین نے بلا غمارہ کو فتح کر کے ان سے اعراض کیا اور جب ۳۶۳ھ کا سال آیا اور وہ غمارہ کی فتح سے فارغ ہوا تو اس نے قاس آ کر کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر اس نے اس میں بڑی قوت داخل ہو کر تقریباً تین ہزار مفراہہ بنی یفرن مکناسہ اور قبائل زمانہ کو قتل کر دیا اور ان میں تمیم بھی مارا گیا یہاں تک کہ انہیں فردا فردا دفن بھی مشکل ہو گیا پس ان کے لئے خندقیں بنائی گئیں اور انہیں جماعتوں کی صورت میں قبروں میں ڈالا گیا اور ان میں سے جو قتل سے بچ گیا وہ تلمسان چلا گیا اور یوسف بن تاشفین نے ان قبیلوں کو گرانے کا حکم دے دیا جو دونوں کناروں کو جدا کرتی تھیں اور ان دونوں کو ایک شہر پناہ بنا دیا اور ان کے ارد گرد ایک ہی فصیل بنادی اور قاس سے مفراہہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

والبقاء لله سبحانه وتعالى

میں بنی ہشیر بنی حمو بنی ہشیر بنی المعز بن زیری بن حلیہ بن عبد اللہ بن خسر
 — اے القدر بن حماد صاحب القلم نے والی مقرر کیا تھا۔

کشتہ

۱۲۱۵ھ

الفتوح بن دناکس بن المعز

بنی

فصل

مفرادہ کے طبقہ اولیٰ میں سے ملوک سجلماسہ بنی خزرون

کے حالات اور ان کی حکومت کا آغاز و انجام

خزرون بن قفلول: خزرون بن قفلول کے امراء اور بنی خزرن کے اعیان میں سے تھا اور جب بلکین بن زیری نے مغرب اوسط میں ان پر غلبہ پایا تو یہ مغرب اقصیٰ میں طویہ کے پچھلے علاقے میں آ گئے اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں بنو خزرون دعوت مروانیہ کے اطاعت گزار تھے اور منصور بن ابی عامر جو المویہ کی حکومت کا قائم کرنے والا ہے اس نے اپنی حجابت کے آغاز میں حکومت کے آدمیوں اور سرکردہ جرنیلوں اور فوج کے طبقات کے ذریعے کنارے کے احوال میں سے صرف سہلہ پر کنٹرول کیا اور جو کچھ علاقہ اس سے ماوراء تھا اسے مفرادہ بنی یفرن اور مکناسہ کے امراء نے زناہ کے سپرد کر دیا اور اس نے اس کے ضلع اور اس کی سرحدوں کے کنٹرول کرنے پر اکتفا کیا اور ان کی بخشش سے ان کی دیکھ بھال کی اور ان پر احسانات کئے اور وہ کئی قسم کی قربانیوں سے اس کے قریب ہو گئے۔

اور ان دونوں خزرون بن قفلول نے سجلماسہ پر چڑھائی کی جہاں پر آل مدرار کی اولاد میں سے السحر موجود تھا جہاں پر اس کا بھائی السحر مغرب سے جوہر کے واپس آنے کے بعد کود پڑا اور اس نے ان کے امیر شا کر اللہ محمد بن فتح پر کامیابی حاصل کر لی پس اس کے بعد ان کی اولاد سے میں السحر نے سجلماسہ پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا پھر اس کے بھائی ابو محمد نے ۳۵۳ھ میں اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور سجلماسہ کی حکومت سنبھال لی اور دوبارہ وہاں بنی مدرار کی حکومت قائم کر دی اور السحر باللہ کا لقب اختیار کر لیا پس ۳۵۷ھ میں خزرون بن قفلول نے مفرادہ کی فوج کے ساتھ اس پر چڑھائی کی۔ السحر اس کے مقابلہ میں نکلا تو خزرون نے اسے شکست دی اور سجلماسہ کے شہر پر قبضہ کر لیا اور ہمیشہ کے لئے وہاں سے آل مدرار اور خوارج کی حکومت کا خاتمہ کر دیا اور وہاں پر المویہ ہشام کی دعوت کو قائم کیا۔

مروانیوں کی پہلی حکومت: یہ مروانیوں کی پہلی حکومت تھی جو اس خطے میں قائم کی گئی اور اسے السحر کا مال اور ہتھیار ملے جنہیں اس نے روک لیا اور ہشام کی طرف فتح کا خط لکھا اور السحر کا سر اس کے پاس بھیجا جسے اس نے اپنے دار الخلافہ کے دروازے پر نصب کر دیا اور محمد بن ابی عامر کے ساتھیوں اور اس کے نصیب پر اس فتح کا اثر دریافت کیا اور اس نے سجلماسہ پر خزرون اور اس کے بعد اس کے بیٹے دانودین کو امیر مقرر کیا۔

زیری بن مناد: پھر ۳۷۹ھ میں زیری بن مناد نے مغرب اقصیٰ پر چڑھائی کی اور زناہ اس کے آگے بھاگ کر سہلہ چلے گئے اور اس نے مضائقہ مغرب پر قبضہ کر لیا اور ان پر اپنی طرف سے حاکم مقرر کیا اور سہلہ کا محاصرہ کر لیا پھر وہاں سے چلا گیا اور برغواطہ کے ساتھ جہاد میں مصروف ہو گیا۔

دانودین بن خزرون کی غارت گری: اور اسے اٹھائے بغل کہ دانودین بن خزرون نے جلماسہ کے نواح پر غارت گری کی ہے اور اس میں بزور قوت داخل ہو گیا ہے اور اس کے گورنر اور اموال اور ذخائر کو قابو کر لیا ہے پس وہ ۳۹۳ھ میں اس کی طرف آیا اور وہاں سے نکلا تو راستے ہی میں مر گیا اور دانودین بن خزرون جلماسہ کی طرف واپس آ گیا اس دوران میں زیری بن عطیہ بن عبد اللہ بن خزرون نے جلماسہ پر قبضہ کر لیا اور شام کے حاکم علی بن اصفہان کو اطلاع دی کہ اس نے منصور کے خلاف بغاوت کر دی اور اس نے اپنے بیٹے عبد الملک کو ۳۸۸ھ میں فوجوں کے ساتھ کنارے کی طرف بھیجا پس بنی خزرون نے اس پر قبضہ کر لیا اور عبد الملک قاسم بن اترلا اور اس کے ساتھ مسعود بن کوہنہ کو اپنے اور ان کے کو اکٹھا کرنے کے لئے مغرب کے بقیہ نواح میں کارندے بھیجے اور جلماسہ پر حمید بن یصل مکناسی کو حاکم مقرر کیا جو شیعوں و دگاردوں میں ہے ان کے پاس آ گیا تھا اس نے اسے اس وقت جلماسہ کا حاکم مقرر کیا جب بنو خزرون وہاں سے بھاگ گئے تھے۔ پس اس نے جلماسہ پر قبضہ کر لیا اور اس میں دعوت کو قائم کیا اور جب عبد الملک کنارے کی طرف واپس آیا اور اس سے واضح کیا کہ اس کی عملداری قاسم میں واپس بھیجا تو بہت سے بنی خزرون نے اس سے امان طلب کی۔

دانودین کا امان طلب کرنا: جن میں حاکم جلماسہ دانودین بن خزرون اور اس کا عہدہ دار قلعول بن سعید بھی شامل تھا تو اس نے انہیں امان دے دی پھر دانودین اور قلعول بن سعید کے مقررہ مال متعہ و گھوڑے اور ڈھالوں کی ذمہ داری قبول کر کے کہ وہ ہر سال اسے ان کی ادائیگی کیا کریں گے اپنی عملداری جلماسہ میں واپس آ گیا اور اس بار سے بنی خزرون نے اپنے بیٹوں کو پرغمال رکھا پس واضح نے ان دونوں کو حاکم مقرر کر دیا اور اس کے بعد ۳۹۳ھ کے آغاز میں دانودین جلماسہ کی حکومت کا بلا شرکت غیرے حاکم بن بیٹھا اور وہاں اس نے دعوت مروانیہ کو قائم کیا۔

المعز بن زیری کی مغرب کو واپسی: اور ۳۹۶ھ میں معتز بن ابی عامر کے عہد میں المعز بن زیری مغرب کی حکومت کی طرف واپس آ گیا اور اس نے دانودین کے مقام کی وجہ سے جلماسہ کے محاطے کو مستثنیٰ کر دیا اور جب قرطبیہ میں خلافت بنی ابتری پھیل گئی اور طوائف السلوکی کا دور دورہ ہو گیا اور انصار و مشور کے امیر اور مضافات کے حکمرانوں کے قبضہ میں جو کچھ تھا انہوں نے اسے اپنے لئے مخصوص کر لیا تو دانودین نے جلماسہ کے مضافات کو اپنے لئے مخصوص کر لیا اور درجہ کی عملداری پر قبضہ کر کے اسے اپنے ساتھ ملا لیا اور ۳۹۷ھ میں المعز بن زیری حاکم قاسم مبراوہ کی فوجوں کے ساتھ ان مضافات کو دانودین کے قبضہ سے چھیننے کے ارادہ سے گیا پس وہ بھی اپنی فوجوں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلا اور انہوں نے اسے شکست دی جس سے المعز کی حکومت ڈانواں ڈول ہو گئی اور وہ فوت ہو گیا اور دانودین کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس نے قاسم کے مضافات میں سے مبرون اور ملویہ کے تمام محلات پر قبضہ کر لیا اور اپنے گھرانے کے لوگوں کو ان پر والی مقرر کیا اور پھر وہ فوت ہو گیا۔

مسعود بن دانودین: اور اس کے بعد اس کے بیٹے مسعود بن دانودین نے اس کی حکومت سنبھالی مگر مجھے اس کی حکمرانی اور اس کے باپ کی وفات کی تاریخ معلوم نہیں ہو سکی۔

عبد اللہ بن ماسمین: اور جب عبد اللہ بن ماسمین غالب آیا اور ملوہ مسود اور بقیہ مضافات کے حکمران بن گئے پس معج ہو

گئے اور انہوں نے ۴۴۵ھ میں درے سے اپنی جنگ کا آغاز کیا اور مسعود بن دانودین کی رکھ میں جو اونٹ موجود تھے انہیں لوٹ کر لے گئے اور جیسا کہ ہم نے لتونہ کے حالات میں بیان کیا ہے کہ وہ قتل ہو گیا پھر انہوں نے دوبارہ بھلاسہ سے جنگ کی اور آئندہ سال اس میں داخل ہو گئے اور مفرادہ کی جماعت کے جو لوگ وہاں موجود تھے انہیں قتل کر دیا پھر اس کے بعد انہوں نے مغرب کے مضافات بلاد سوس اور جبال صمدہ کا رخ کیا اور ۴۵۵ھ میں صفروی کو فتح کر لیا اور دانودین کی اولاد اور مفرادہ کے باقی ماندہ لوگوں کو جو وہاں موجود تھے قتل کر دیا پھر ۴۵۳ھ میں انہوں نے طویہ کے قلعوں کو فتح کیا اور بنی دانودین کی حکومت یوں ختم ہو گئی گویا کبھی موجود ہی نہ تھی۔

— اے عبداللہ بن یاسین اور مرابطین نے قتل کیا

— اس نے المعتز بن محمد بن ہاد کے ہاتھ سے بھلاسہ کو حاصل کیا
اور ہشام الموثیہ نے اُسے وہاں کا امیر مقرر کیا

مسعود بن دانودین بن خزرون بن ظفول بن خزند

ظفول بن سعید —

فصل

طبقہ اولیٰ میں سے بنی خزرون بن فلفول کے

ملوک طرابلس کے حالات اور ان کا آغاز اور گردشِ احوال

مفراہ اور بنو خزران کے بادشاہ تھے جو بلکین کے آگے مغرب اقصیٰ آگئے تھے پھر اس نے ۳۶۹ھ میں اپنے مشہور حملے میں ان کا تعاقب کیا اور انہیں سبت کے ساحل پر روک دیا یہاں تک کہ انہوں نے اپنے فریادی کو منصور کے پاس بھیجا اور وہ ان کے حالات کو دیکھنے کے لئے جزیرہ میں ان کے پاس آیا اور انہیں جعفر بن یحییٰ اور ملوک بربروز نامہ میں سے جو لوگ اس کے ساتھ تھے ان کے ساتھ ان کی مدد کی تو یہ بلکین پر بھاری ہو گئے اور وہ واپس آ گیا اور مغرب کے مضافات کا جائزہ لینے لگا اور واپسی کے دوران ۳۷۲ھ میں فوت ہو گیا اور مفراہ اور بنو یفرن کے قبائل..... کو جو مقام اس کے ہاں حاصل تھا اس پر واپس آ گئے۔

حسن بن عبدالودود: اور منصور نے ۳۷۶ھ میں وزیر حسن بن عبدالودود کو مغرب کا گورنر مقرر کر کے بھیجا اور عطیہ بن عبداللہ بن خزرج کے دونوں بیٹوں مقاتل اور زیری کو مزید اعزاز سے محض کیا اس بات سے ان دونوں گھرانوں میں سے جو لوگ ان کے ہمسرتھے انہیں بڑی غیرت آ گئی۔

سعید بن خزرج بن فلفول: پس سعید بن خزرج بن فلفول ۳۷۷ھ میں امویوں کی اطاعت سے منحرف ہو کر ضہاجہ کی طرف چلا گیا اور ایک جنگ سے واپسی پر منصور بن بلکین سے اشیر میں ملا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور اس کا غایت درجہ احترام کیا اور اسے ۳۸۱ھ میں طلبہ کی عملداری پر حاکم مقرر کر دیا اور اس کی ملاقات کو گیا اور اس کی آمد اور اعزاز میں ایک جشن کیا اور قیروان میں اسے موت آ گئی اور وہ اسی سال میں فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا فلفول اس کی عملداری سے قاصد بن کر آیا تو اس نے اسے اس کی باپ کی عملداری پر امیر مقرر کر دیا اور اسے خلعت عطا کیا اور اپنی بیٹی اسے بیاہ دی اور اسے تیس اونٹ مال اور تیس تخت کپڑے دیئے اور اسے بوجھل زینوں والی سواریاں پیش کیں اور اسے دس سنہری جھنڈے دیئے اور وہ اپنی عملداری کی طرف واپس آ گیا اور ۳۸۵ھ میں منصور بن بلکین کی وفات ہو گئی اور اس کا بیٹا بادیس حکمران بنا تو اس نے فلفول کو اس کی عملداری طلبہ پر امیر مقرر کر دیا۔

اور جب زیری بن عطیہ نے منصور بن ابی عامر کے خلاف بغاوت کی اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نے اپنے بیٹے مظفر کو اس کی طرف بھیجا اور اس نے مغرب کے مضافات میں اس پر غلبہ پالیا تو زیری جنگل کو چلا گیا پھر اس نے مغرب اوسط کو لٹکارا اور ضہاجہ کی سرحدوں سے جنگ کی اور تھیرت کا محاصرہ کر لیا جہاں پر یطوفت بن بلکین موجود تھا اور حماد بن بلکین زائر سرتاکا۔ کاف۔ ۱۱۵، کرساتھ ۱۱۵، ح۱۵۱، ح۱۵۲، ح۱۵۳، ح۱۵۴، ح۱۵۵، ح۱۵۶، ح۱۵۷، ح۱۵۸، ح۱۵۹، ح۱۶۰، ح۱۶۱، ح۱۶۲، ح۱۶۳، ح۱۶۴، ح۱۶۵، ح۱۶۶، ح۱۶۷، ح۱۶۸، ح۱۶۹، ح۱۷۰، ح۱۷۱، ح۱۷۲، ح۱۷۳، ح۱۷۴، ح۱۷۵، ح۱۷۶، ح۱۷۷، ح۱۷۸، ح۱۷۹، ح۱۸۰، ح۱۸۱، ح۱۸۲، ح۱۸۳، ح۱۸۴، ح۱۸۵، ح۱۸۶، ح۱۸۷، ح۱۸۸، ح۱۸۹، ح۱۹۰، ح۱۹۱، ح۱۹۲، ح۱۹۳، ح۱۹۴، ح۱۹۵، ح۱۹۶، ح۱۹۷، ح۱۹۸، ح۱۹۹، ح۲۰۰، ح۲۰۱، ح۲۰۲، ح۲۰۳، ح۲۰۴، ح۲۰۵، ح۲۰۶، ح۲۰۷، ح۲۰۸، ح۲۰۹، ح۲۱۰، ح۲۱۱، ح۲۱۲، ح۲۱۳، ح۲۱۴، ح۲۱۵، ح۲۱۶، ح۲۱۷، ح۲۱۸، ح۲۱۹، ح۲۲۰، ح۲۲۱، ح۲۲۲، ح۲۲۳، ح۲۲۴، ح۲۲۵، ح۲۲۶، ح۲۲۷، ح۲۲۸، ح۲۲۹، ح۲۳۰، ح۲۳۱، ح۲۳۲، ح۲۳۳، ح۲۳۴، ح۲۳۵، ح۲۳۶، ح۲۳۷، ح۲۳۸، ح۲۳۹، ح۲۴۰، ح۲۴۱، ح۲۴۲، ح۲۴۳، ح۲۴۴، ح۲۴۵، ح۲۴۶، ح۲۴۷، ح۲۴۸، ح۲۴۹، ح۲۵۰، ح۲۵۱، ح۲۵۲، ح۲۵۳، ح۲۵۴، ح۲۵۵، ح۲۵۶، ح۲۵۷، ح۲۵۸، ح۲۵۹، ح۲۶۰، ح۲۶۱، ح۲۶۲، ح۲۶۳، ح۲۶۴، ح۲۶۵، ح۲۶۶، ح۲۶۷، ح۲۶۸، ح۲۶۹، ح۲۷۰، ح۲۷۱، ح۲۷۲، ح۲۷۳، ح۲۷۴، ح۲۷۵، ح۲۷۶، ح۲۷۷، ح۲۷۸، ح۲۷۹، ح۲۸۰، ح۲۸۱، ح۲۸۲، ح۲۸۳، ح۲۸۴، ح۲۸۵، ح۲۸۶، ح۲۸۷، ح۲۸۸، ح۲۸۹، ح۲۹۰، ح۲۹۱، ح۲۹۲، ح۲۹۳، ح۲۹۴، ح۲۹۵، ح۲۹۶، ح۲۹۷، ح۲۹۸، ح۲۹۹، ح۳۰۰، ح۳۰۱، ح۳۰۲، ح۳۰۳، ح۳۰۴، ح۳۰۵، ح۳۰۶، ح۳۰۷، ح۳۰۸، ح۳۰۹، ح۳۱۰، ح۳۱۱، ح۳۱۲، ح۳۱۳، ح۳۱۴، ح۳۱۵، ح۳۱۶، ح۳۱۷، ح۳۱۸، ح۳۱۹، ح۳۲۰، ح۳۲۱، ح۳۲۲، ح۳۲۳، ح۳۲۴، ح۳۲۵، ح۳۲۶، ح۳۲۷، ح۳۲۸، ح۳۲۹، ح۳۳۰، ح۳۳۱، ح۳۳۲، ح۳۳۳، ح۳۳۴، ح۳۳۵، ح۳۳۶، ح۳۳۷، ح۳۳۸، ح۳۳۹، ح۳۴۰، ح۳۴۱، ح۳۴۲، ح۳۴۳، ح۳۴۴، ح۳۴۵، ح۳۴۶، ح۳۴۷، ح۳۴۸، ح۳۴۹، ح۳۵۰، ح۳۵۱، ح۳۵۲، ح۳۵۳، ح۳۵۴، ح۳۵۵، ح۳۵۶، ح۳۵۷، ح۳۵۸، ح۳۵۹، ح۳۶۰، ح۳۶۱، ح۳۶۲، ح۳۶۳، ح۳۶۴، ح۳۶۵، ح۳۶۶، ح۳۶۷، ح۳۶۸، ح۳۶۹، ح۳۷۰، ح۳۷۱، ح۳۷۲، ح۳۷۳، ح۳۷۴، ح۳۷۵، ح۳۷۶، ح۳۷۷، ح۳۷۸، ح۳۷۹، ح۳۸۰، ح۳۸۱، ح۳۸۲، ح۳۸۳، ح۳۸۴، ح۳۸۵، ح۳۸۶، ح۳۸۷، ح۳۸۸، ح۳۸۹، ح۳۹۰، ح۳۹۱، ح۳۹۲، ح۳۹۳، ح۳۹۴، ح۳۹۵، ح۳۹۶، ح۳۹۷، ح۳۹۸، ح۳۹۹، ح۴۰۰، ح۴۰۱، ح۴۰۲، ح۴۰۳، ح۴۰۴، ح۴۰۵، ح۴۰۶، ح۴۰۷، ح۴۰۸، ح۴۰۹، ح۴۱۰، ح۴۱۱، ح۴۱۲، ح۴۱۳، ح۴۱۴، ح۴۱۵، ح۴۱۶، ح۴۱۷، ح۴۱۸، ح۴۱۹، ح۴۲۰، ح۴۲۱، ح۴۲۲، ح۴۲۳، ح۴۲۴، ح۴۲۵، ح۴۲۶، ح۴۲۷، ح۴۲۸، ح۴۲۹، ح۴۳۰، ح۴۳۱، ح۴۳۲، ح۴۳۳، ح۴۳۴، ح۴۳۵، ح۴۳۶، ح۴۳۷، ح۴۳۸، ح۴۳۹، ح۴۴۰، ح۴۴۱، ح۴۴۲، ح۴۴۳، ح۴۴۴، ح۴۴۵، ح۴۴۶، ح۴۴۷، ح۴۴۸، ح۴۴۹، ح۴۵۰، ح۴۵۱، ح۴۵۲، ح۴۵۳، ح۴۵۴، ح۴۵۵، ح۴۵۶، ح۴۵۷، ح۴۵۸، ح۴۵۹، ح۴۶۰، ح۴۶۱، ح۴۶۲، ح۴۶۳، ح۴۶۴، ح۴۶۵، ح۴۶۶، ح۴۶۷، ح۴۶۸، ح۴۶۹، ح۴۷۰، ح۴۷۱، ح۴۷۲، ح۴۷۳، ح۴۷۴، ح۴۷۵، ح۴۷۶، ح۴۷۷، ح۴۷۸، ح۴۷۹، ح۴۸۰، ح۴۸۱، ح۴۸۲، ح۴۸۳، ح۴۸۴، ح۴۸۵، ح۴۸۶، ح۴۸۷، ح۴۸۸، ح۴۸۹، ح۴۹۰، ح۴۹۱، ح۴۹۲، ح۴۹۳، ح۴۹۴، ح۴۹۵، ح۴۹۶، ح۴۹۷، ح۴۹۸، ح۴۹۹، ح۵۰۰، ح۵۰۱، ح۵۰۲، ح۵۰۳، ح۵۰۴، ح۵۰۵، ح۵۰۶، ح۵۰۷، ح۵۰۸، ح۵۰۹، ح۵۱۰، ح۵۱۱، ح۵۱۲، ح۵۱۳، ح۵۱۴، ح۵۱۵، ح۵۱۶، ح۵۱۷، ح۵۱۸، ح۵۱۹، ح۵۲۰، ح۵۲۱، ح۵۲۲، ح۵۲۳، ح۵۲۴، ح۵۲۵، ح۵۲۶، ح۵۲۷، ح۵۲۸، ح۵۲۹، ح۵۳۰، ح۵۳۱، ح۵۳۲، ح۵۳۳، ح۵۳۴، ح۵۳۵، ح۵۳۶، ح۵۳۷، ح۵۳۸، ح۵۳۹، ح۵۴۰، ح۵۴۱، ح۵۴۲، ح۵۴۳، ح۵۴۴، ح۵۴۵، ح۵۴۶، ح۵۴۷، ح۵۴۸، ح۵۴۹، ح۵۵۰، ح۵۵۱، ح۵۵۲، ح۵۵۳، ح۵۵۴، ح۵۵۵، ح۵۵۶، ح۵۵۷، ح۵۵۸، ح۵۵۹، ح۵۶۰، ح۵۶۱، ح۵۶۲، ح۵۶۳، ح۵۶۴، ح۵۶۵، ح۵۶۶، ح۵۶۷، ح۵۶۸، ح۵۶۹، ح۵۷۰، ح۵۷۱، ح۵۷۲، ح۵۷۳، ح۵۷۴، ح۵۷۵، ح۵۷۶، ح۵۷۷، ح۵۷۸، ح۵۷۹، ح۵۸۰، ح۵۸۱، ح۵۸۲، ح۵۸۳، ح۵۸۴، ح۵۸۵، ح۵۸۶، ح۵۸۷، ح۵۸۸، ح۵۸۹، ح۵۹۰، ح۵۹۱، ح۵۹۲، ح۵۹۳، ح۵۹۴، ح۵۹۵، ح۵۹۶، ح۵۹۷، ح۵۹۸، ح۵۹۹، ح۶۰۰، ح۶۰۱، ح۶۰۲، ح۶۰۳، ح۶۰۴، ح۶۰۵، ح۶۰۶، ح۶۰۷، ح۶۰۸، ح۶۰۹، ح۶۱۰، ح۶۱۱، ح۶۱۲، ح۶۱۳، ح۶۱۴، ح۶۱۵، ح۶۱۶، ح۶۱۷، ح۶۱۸، ح۶۱۹، ح۶۲۰، ح۶۲۱، ح۶۲۲، ح۶۲۳، ح۶۲۴، ح۶۲۵، ح۶۲۶، ح۶۲۷، ح۶۲۸، ح۶۲۹، ح۶۳۰، ح۶۳۱، ح۶۳۲، ح۶۳۳، ح۶۳۴، ح۶۳۵، ح۶۳۶، ح۶۳۷، ح۶۳۸، ح۶۳۹، ح۶۴۰، ح۶۴۱، ح۶۴۲، ح۶۴۳، ح۶۴۴، ح۶۴۵، ح۶۴۶، ح۶۴۷، ح۶۴۸، ح۶۴۹، ح۶۵۰، ح۶۵۱، ح۶۵۲، ح۶۵۳، ح۶۵۴، ح۶۵۵، ح۶۵۶، ح۶۵۷، ح۶۵۸، ح۶۵۹، ح۶۶۰، ح۶۶۱، ح۶۶۲، ح۶۶۳، ح۶۶۴، ح۶۶۵، ح۶۶۶، ح۶۶۷، ح۶۶۸، ح۶۶۹، ح۶۷۰، ح۶۷۱، ح۶۷۲، ح۶۷۳، ح۶۷۴، ح۶۷۵، ح۶۷۶، ح۶۷۷، ح۶۷۸، ح۶۷۹، ح۶۸۰، ح۶۸۱، ح۶۸۲، ح۶۸۳، ح۶۸۴، ح۶۸۵، ح۶۸۶، ح۶۸۷، ح۶۸۸، ح۶۸۹، ح۶۹۰، ح۶۹۱، ح۶۹۲، ح۶۹۳، ح۶۹۴، ح۶۹۵، ح۶۹۶، ح۶۹۷، ح۶۹۸، ح۶۹۹، ح۷۰۰، ح۷۰۱، ح۷۰۲، ح۷۰۳، ح۷۰۴، ح۷۰۵، ح۷۰۶، ح۷۰۷، ح۷۰۸، ح۷۰۹، ح۷۱۰، ح۷۱۱، ح۷۱۲، ح۷۱۳، ح۷۱۴، ح۷۱۵، ح۷۱۶، ح۷۱۷، ح۷۱۸، ح۷۱۹، ح۷۲۰، ح۷۲۱، ح۷۲۲، ح۷۲۳، ح۷۲۴، ح۷۲۵، ح۷۲۶، ح۷۲۷، ح۷۲۸، ح۷۲۹، ح۷۳۰، ح۷۳۱، ح۷۳۲، ح۷۳۳، ح۷۳۴، ح۷۳۵، ح۷۳۶، ح۷۳۷، ح۷۳۸، ح۷۳۹، ح۷۴۰، ح۷۴۱، ح۷۴۲، ح۷۴۳، ح۷۴۴، ح۷۴۵، ح۷۴۶، ح۷۴۷، ح۷۴۸، ح۷۴۹، ح۷۵۰، ح۷۵۱، ح۷۵۲، ح۷۵۳، ح۷۵۴، ح۷۵۵، ح۷۵۶، ح۷۵۷، ح۷۵۸، ح۷۵۹، ح۷۶۰، ح۷۶۱، ح۷۶۲، ح۷۶۳، ح۷۶۴، ح۷۶۵، ح۷۶۶، ح۷۶۷، ح۷۶۸، ح۷۶۹، ح۷۷۰، ح۷۷۱، ح۷۷۲، ح۷۷۳، ح۷۷۴، ح۷۷۵، ح۷۷۶، ح۷۷۷، ح۷۷۸، ح۷۷۹، ح۷۸۰، ح۷۸۱، ح۷۸۲، ح۷۸۳، ح۷۸۴، ح۷۸۵، ح۷۸۶، ح۷۸۷، ح۷۸۸، ح۷۸۹، ح۷۹۰، ح۷۹۱، ح۷۹۲، ح۷۹۳، ح۷۹۴، ح۷۹۵، ح۷۹۶، ح۷۹۷، ح۷۹۸، ح۷۹۹، ح۸۰۰، ح۸۰۱، ح۸۰۲، ح۸۰۳، ح۸۰۴، ح۸۰۵، ح۸۰۶، ح۸۰۷، ح۸۰۸، ح۸۰۹، ح۸۱۰، ح۸۱۱، ح۸۱۲، ح۸۱۳، ح۸۱۴، ح۸۱۵، ح۸۱۶، ح۸۱۷، ح۸۱۸، ح۸۱۹، ح۸۲۰، ح۸۲۱، ح۸۲۲، ح۸۲۳، ح۸۲۴، ح۸۲۵، ح۸۲۶، ح۸۲۷، ح۸۲۸، ح۸۲۹، ح۸۳۰، ح۸۳۱، ح۸۳۲، ح۸۳۳، ح۸۳۴، ح۸۳۵، ح۸۳۶، ح۸۳۷، ح۸۳۸، ح۸۳۹، ح۸۴۰، ح۸۴۱، ح۸۴۲، ح۸۴۳، ح۸۴۴، ح۸۴۵، ح۸۴۶، ح۸۴۷، ح۸۴۸، ح۸۴۹، ح۸۵۰، ح۸۵۱، ح۸۵۲، ح۸۵۳، ح۸۵۴، ح۸۵۵، ح۸۵۶، ح۸۵۷، ح۸۵۸، ح۸۵۹، ح۸۶۰، ح۸۶۱، ح۸۶۲، ح۸۶۳، ح۸۶۴، ح۸۶۵، ح۸۶۶، ح۸۶۷، ح۸۶۸، ح۸۶۹، ح۸۷۰، ح۸۷۱، ح۸۷۲، ح۸۷۳، ح۸۷۴، ح۸۷۵، ح۸۷۶، ح۸۷۷، ح۸۷۸، ح۸۷۹، ح۸۸۰، ح۸۸۱، ح۸۸۲، ح۸۸۳، ح۸۸۴، ح۸۸۵، ح۸۸۶، ح۸۸۷، ح۸۸۸، ح۸۸۹، ح۸۹۰، ح۸۹۱، ح۸۹۲، ح۸۹۳، ح۸۹۴، ح۸۹۵، ح۸۹۶، ح۸۹۷، ح۸۹۸، ح۸۹۹، ح۹۰۰، ح۹۰۱، ح۹۰۲، ح۹۰۳، ح۹۰۴، ح۹۰۵، ح۹۰۶، ح۹۰۷، ح۹۰۸، ح۹۰۹، ح۹۱۰، ح۹۱۱، ح۹۱۲، ح۹۱۳، ح۹۱۴، ح۹۱۵، ح۹۱۶، ح۹۱۷، ح۹۱۸، ح۹۱۹، ح۹۲۰، ح۹۲۱، ح۹۲۲، ح۹۲۳، ح۹۲۴، ح۹۲۵، ح۹۲۶، ح۹۲۷، ح۹۲۸، ح۹۲۹، ح۹۳۰، ح۹۳۱، ح۹۳۲، ح۹۳۳، ح۹۳۴، ح۹۳۵، ح۹۳۶، ح۹۳۷، ح۹۳۸، ح۹۳۹، ح۹۴۰، ح۹۴۱، ح۹۴۲، ح۹۴۳، ح۹۴۴، ح۹۴۵، ح۹۴۶، ح۹۴۷، ح۹۴۸، ح۹۴۹، ح۹۵۰، ح۹۵۱، ح۹۵۲، ح۹۵۳، ح۹۵۴، ح۹۵۵، ح۹۵۶، ح۹۵۷، ح۹۵۸، ح۹۵۹، ح۹۶۰، ح۹۶۱، ح۹۶۲، ح۹۶۳، ح۹۶۴، ح۹۶۵، ح۹۶۶، ح۹۶۷، ح۹۶۸، ح۹۶۹، ح۹۷۰، ح۹۷۱، ح۹۷۲، ح۹۷۳، ح۹۷۴، ح۹۷۵، ح۹۷۶، ح۹۷۷، ح۹۷۸، ح۹۷۹، ح۹۸۰، ح۹۸۱، ح۹۸۲، ح۹۸۳، ح۹۸۴، ح۹۸۵، ح۹۸۶، ح۹۸۷، ح۹۸۸، ح۹۸۹، ح۹۹۰، ح۹۹۱، ح۹۹۲، ح۹۹۳، ح۹۹۴، ح۹۹۵، ح۹۹۶، ح۹۹۷، ح۹۹۸، ح۹۹۹، ح۱۰۰۰، ح۱۰۰۱، ح۱۰۰۲، ح۱۰۰۳، ح۱۰۰۴، ح۱۰۰۵، ح۱۰۰۶، ح۱۰۰۷، ح۱۰۰۸، ح۱۰۰۹، ح۱۰۱۰، ح۱۰۱۱، ح۱۰۱۲، ح۱۰۱۳، ح۱۰۱۴، ح۱۰۱۵، ح۱۰۱۶، ح۱۰۱۷، ح۱۰۱۸، ح۱۰۱۹، ح۱۰۲۰، ح۱۰۲۱، ح۱۰۲۲، ح۱۰۲۳، ح۱۰۲۴، ح۱۰۲۵، ح۱۰۲۶، ح۱۰۲۷، ح۱۰۲۸، ح۱۰۲۹، ح۱۰۳۰، ح۱۰۳۱، ح۱۰۳۲، ح۱۰۳۳، ح۱۰۳۴، ح۱۰۳۵، ح۱۰۳۶، ح۱۰۳۷، ح۱۰۳۸، ح۱۰۳۹، ح۱۰۴۰، ح۱۰۴۱، ح۱۰۴۲، ح۱۰۴۳، ح۱۰۴۴، ح۱۰۴۵، ح۱۰۴۶، ح۱۰۴۷، ح۱۰۴۸، ح۱۰۴۹، ح۱۰۵۰، ح۱۰۵۱، ح۱۰۵۲، ح۱۰۵۳، ح۱۰۵۴، ح۱۰۵۵، ح۱۰۵۶، ح۱۰۵۷، ح۱۰۵۸، ح۱۰۵۹، ح۱۰۶۰، ح۱۰۶۱، ح۱۰۶۲، ح۱۰۶۳، ح۱۰۶۴، ح۱۰۶۵، ح۱۰۶۶، ح۱۰۶۷، ح۱۰۶۸، ح۱۰۶۹، ح۱۰۷۰، ح۱۰۷۱، ح۱۰۷۲، ح۱۰۷۳، ح۱۰۷۴، ح۱۰۷۵، ح۱۰۷۶، ح۱۰۷۷، ح۱۰۷۸، ح۱۰۷۹، ح۱۰۸۰، ح۱۰۸۱، ح۱۰۸۲، ح۱۰۸۳، ح۱۰۸۴، ح۱۰۸۵، ح۱۰۸۶، ح۱۰۸۷، ح۱۰۸۸، ح۱۰۸۹، ح۱۰۹۰، ح۱۰۹۱، ح۱۰۹۲، ح۱۰۹۳، ح۱۰۹۴، ح۱۰۹۵، ح۱۰۹۶، ح۱۰۹۷، ح۱۰۹۸، ح۱۰۹۹، ح۱۱۰۰، ح۱۱۰۱، ح۱۱۰۲، ح۱۱۰۳، ح۱۱۰۴، ح۱۱۰۵، ح۱۱۰۶، ح۱۱۰۷، ح۱۱۰۸، ح۱۱۰۹، ح۱۱۱۰، ح۱۱۱۱، ح۱۱۱۲، ح۱۱۱۳، ح۱۱۱۴، ح۱۱۱۵، ح۱۱۱۶، ح۱۱۱۷، ح۱۱۱۸، ح۱۱۱۹، ح۱۱۲۰، ح۱۱۲۱، ح۱۱۲۲، ح۱۱۲۳، ح۱۱۲۴، ح۱۱۲۵، ح۱۱۲۶، ح۱۱۲۷، ح۱۱۲۸، ح۱۱۲۹، ح۱۱۳۰، ح۱۱۳۱، ح۱۱۳۲، ح۱۱۳۳، ح۱۱۳۴، ح۱۱۳۵، ح۱۱۳۶، ح۱۱۳۷، ح۱۱۳۸، ح۱۱۳۹، ح۱۱۴۰، ح۱۱۴۱، ح۱۱۴۲، ح۱۱۴۳، ح۱۱۴۴، ح۱۱۴۵، ح۱۱۴۶، ح۱۱۴۷، ح۱۱۴۸، ح۱۱۴۹، ح۱۱۵۰، ح۱۱۵۱، ح۱۱۵۲، ح۱۱۵۳، ح۱۱۵۴، ح۱۱۵۵، ح۱۱۵۶، ح۱۱۵۷، ح۱۱۵۸، ح۱۱۵۹، ح۱۱۶۰، ح۱۱۶۱، ح۱۱۶۲، ح۱۱۶۳، ح۱۱۶۴، ح۱۱۶۵، ح۱۱۶۶، ح۱۱۶۷، ح۱۱۶۸، ح۱۱۶۹، ح۱۱۷۰، ح۱۱۷۱، ح۱۱۷۲، ح۱۱۷۳، ح۱۱۷۴، ح۱۱۷۵، ح۱۱۷۶، ح۱۱۷۷، ح۱۱۷۸، ح۱۱۷۹، ح۱۱۸۰، ح۱۱۸۱، ح۱۱۸۲، ح۱۱۸۳، ح۱۱۸۴، ح۱۱۸۵، ح۱۱۸۶، ح۱۱۸۷، ح۱۱۸۸، ح۱۱۸۹، ح۱۱۹۰، ح۱۱۹۱، ح۱۱۹۲، ح۱۱۹۳، ح۱۱۹۴، ح۱۱۹۵، ح۱۱۹۶، ح۱۱۹۷، ح۱۱۹۸، ح۱۱۹۹، ح۱۲۰۰، ح۱۲۰۱، ح۱۲۰۲، ح۱۲۰۳، ح۱۲۰۴، ح۱۲۰۵، ح۱۲۰۶، ح۱۲۰۷، ح۱۲۰۸، ح۱۲۰۹، ح۱۲۱۰، ح۱۲۱۱، ح۱۲۱۲، ح۱۲۱۳، ح۱۲۱۴، ح۱۲۱۵، ح۱۲۱۶، ح۱۲۱۷، ح۱۲۱۸، ح۱۲۱۹، ح۱۲۲۰، ح۱۲۲۱، ح۱۲۲۲، ح۱۲۲۳، ح۱۲۲۴، ح۱۲۲۵، ح۱۲۲۶، ح۱۲۲۷، ح۱۲۲۸، ح۱۲۲۹، ح۱۲۳۰، ح۱۲۳۱، ح۱۲۳۲، ح۱۲۳۳، ح۱۲۳۴، ح۱۲۳۵، ح۱۲۳۶، ح۱۲۳۷، ح۱۲۳۸، ح۱۲۳۹، ح۱۲۴۰، ح۱۲۴۱، ح۱۲۴۲، ح۱۲۴۳، ح۱۲۴۴، ح۱۲۴۵، ح۱۲۴۶، ح۱۲۴۷، ح۱۲۴۸، ح۱۲۴۹، ح۱۲۵۰، ح۱۲۵۱، ح۱۲۵۲، ح۱۲۵۳، ح۱۲۵۴، ح۱۲۵۵، ح۱۲۵۶، ح۱۲۵۷، ح۱۲۵۸، ح۱۲۵۹، ح۱۲۶۰، ح۱۲۶۱، ح۱۲۶۲، ح۱۲۶۳، ح۱۲۶۴، ح۱۲۶۵، ح۱۲۶۶، ح۱۲۶۷، ح۱۲۶۸، ح۱۲۶۹، ح۱۲۷۰، ح۱۲۷۱، ح۱۲۷۲، ح۱۲۷۳، ح۱۲۷۴، ح۱۲۷۵، ح۱۲۷۶، ح۱۲۷۷، ح۱۲۷۸، ح۱۲۷۹، ح۱۲۸۰، ح۱۲۸۱، ح۱۲۸۲، ح۱۲۸۳، ح۱۲۸۴، ح۱۲۸۵، ح۱۲۸۶، ح۱۲۸۷، ح۱۲۸۸، ح۱۲۸۹، ح۱۲۹۰، ح۱۲۹۱، ح۱۲۹۲، ح۱۲۹۳، ح۱۲۹۴، ح۱۲۹۵، ح۱۲۹۶، ح۱۲۹۷، ح۱۲۹۸، ح۱۲۹۹، ح۱۳۰۰، ح۱۳۰۱، ح۱۳۰۲، ح۱۳۰۳، ح۱۳۰۴، ح۱۳۰۵، ح۱۳۰۶، ح۱۳۰۷، ح۱۳۰۸، ح۱۳۰۹، ح۱۳۱۰، ح۱۳۱۱، ح۱۳۱۲، ح۱۳۱۳، ح۱۳۱۴، ح۱۳۱۵، ح۱۳۱۶، ح۱۳۱۷، ح۱۳۱۸، ح۱۳۱۹، ح۱۳۲۰، ح۱۳۲۱، ح۱۳۲۲، ح۱۳۲۳، ح۱۳۲۴، ح۱۳۲۵، ح۱۳۲۶، ح۱۳۲۷، ح۱۳۲۸، ح۱۳۲۹، ح۱۳۳۰، ح۱۳۳۱، ح۱۳۳۲، ح۱۳۳۳، ح۱۳۳۴، ح۱۳۳۵، ح۱۳۳۶، ح۱۳۳۷، ح۱۳۳۸، ح۱۳۳۹، ح۱۳۴۰، ح۱۳۴۱، ح۱۳۴۲، ح۱۳۴۳، ح۱۳۴۴، ح۱۳۴۵، ح۱۳۴۶، ح۱۳۴۷، ح۱۳۴۸، ح۱۳۴۹، ح۱۳۵۰، ح۱۳۵۱، ح۱۳۵۲، ح۱۳۵۳، ح۱۳۵۴، ح۱۳۵۵، ح۱۳۵۶، ح۱۳۵۷، ح۱۳۵۸، ح۱۳۵۹، ح۱۳۶۰، ح۱۳۶۱، ح۱۳۶۲، ح۱۳۶۳، ح۱۳۶۴، ح۱۳۶۵، ح۱۳۶۶، ح۱۳۶۷، ح۱۳۶۸، ح۱۳۶۹، ح۱۳۷۰، ح۱۳۷۱، ح۱۳۷۲، ح۱۳۷۳، ح۱۳۷۴، ح۱۳۷۵، ح۱۳۷۶، ح۱۳۷۷، ح۱۳۷۸، ح۱۳۷۹، ح۱۳۸۰، ح۱۳۸۱، ح۱۳۸۲، ح۱۳۸۳، ح۱۳۸۴، ح۱۳۸۵، ح۱۳۸۶، ح۱۳۸۷، ح۱۳۸۸، ح۱۳۸۹، ح۱۳۹۰، ح۱۳۹۱، ح۱۳۹۲، ح۱۳۹۳، ح۱۳۹۴، ح۱۳۹۵، ح۱۳۹۶، ح۱۳۹۷، ح۱۳۹۸، ح۱۳۹۹، ح۱۴۰۰، ح۱۴۰۱، ح۱۴۰۲، ح۱۴۰۳، ح۱۴۰۴، ح۱۴۰۵، ح۱۴۰۶، ح۱۴۰۷، ح۱۴۰۸، ح۱۴۰۹، ح۱۴۱۰، ح۱۴۱۱، ح۱۴۱۲، ح۱۴۱۳، ح۱۴۱۴، ح۱۴۱۵، ح۱۴۱۶، ح۱۴۱۷، ح۱۴۱۸، ح۱۴۱۹، ح۱۴۲۰، ح۱۴۲۱، ح۱۴۲۲، ح۱۴۲۳، ح۱۴۲۴، ح۱۴۲۵، ح۱۴۲۶، ح۱۴۲۷، ح۱۴۲۸، ح۱۴۲۹، ح۱۴۳۰، ح۱۴۳۱، ح۱۴۳۲، ح۱۴۳۳، ح۱۴۳۴، ح۱۴۳۵، ح۱۴۳۶، ح۱۴۳۷،

فوجوں کے ساتھ۔ طوفت کی مدد کے لئے بھیجا اور وہ قفلول کی طرف بڑھا جو اشیران میں ان کے ساتھ تھا اور زیری بن عطیہ نے ان سے جنگ کر کے ان کی فوج کو منتشر کر دیا اور ان کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا اور افریقہ کو جنگ نے پریشان کر دیا اور اس کے نواح میں جو زمانہ قبال رہتے تھے ان کے لئے ضہاجہ جیسی بن گئے۔

بادیس بن منصور: اور بادیس بن منصور رقادہ سے فوجوں کے ساتھ مغرب کی طرف گیا اور جب وہ طہہ سے گزرا تو قفلول بن سعید بن خزرون اسے ملاتا کہ وہ اپنی جنگ میں اس سے مدد مانگے تو اُسے شک پڑ گیا اور اس نے مدد لینے سے معذرت کر دی اور اس نے سلطان کے آنے تک تجدد عہد کا مطالبہ کیا تو اس نے اس کی حاجت پوری کر دی پس اس کے اور اس کے مفراوہ ساتھیوں کا شک پختہ ہو گیا تو وہ طہہ کو چھوڑ کر جبل دیئے اور جب بادیس دور چلا گیا تو قفلول نے واپس آ کر اس کی جہات میں فساد برپا کر دیا پھر اس نے تچن میں بھی لپکی کیا پھر باعام کا محاصرہ کر لیا اور بادیس اشیر پہنچ گیا اور زیری بن عطیہ مغرب کے صحرا کی طرف بھاگ گیا اور جب بادیس نے تہرت اور اشیر پر اپنے چچا طوفت بن لکین کو حاکم مقرر کیا تو اس نے دوبارہ بادیس پر حملہ کیا اور مسئلہ تک پہنچ گیا اور اسے اطلاع ملی کہ اس کے چچا ماکس زادی غرم اور مقین نے بغاوت کر دی ہے تو ابوالہبار ڈر گیا اور انہیں ساتھ لے کر اس کے پڑاؤ میں چلا گیا اور بادیس نے ان کے پیچھے اپنے چچا حماد بن بلکین کو بھیجا اور فوجوں کو قفلول بن سعید کی جانب بھیجنے کے بعد خود بھی اس کی طرف کوچ کر گیا جب کہ وہ باغایہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا پس اس نے انہیں شکست دی اور ان کے سالار ابورعیل کو قتل کر دیا پھر اسے بادیس کے پہنچنے کی اطلاع ملی تو وہاں سے بھاگ گیا اور بادیس نے مراجنہ تک اس کا تعاقب کیا تو دونوں کے درمیان جنگ ہوئی اور قفلول کے پاس زمانہ اور برابر کے قبال جمع تھے پس وہ جنگ میں ثابت قدم نہ رہے اور اسے چھوڑ کر الگ ہو گئے اور وہ شکست کھا کر جبل حناش کو چلا گیا اور قیطون میں اتر آیا اور بادیس نے قیردان کی طرف فتح کا خط لکھا تو جمہونی خبروں نے ان کو قابو کیا ہوا تھا اور وہاں کے بہت سے باشندے مہدیہ کی طرف بھاگ گئے تھے اور انہوں نے راستے میں شروع کر دیئے کیونکہ جب قفلول بن سعید نے ابورعیل کو قتل کیا اور ضہاجہ کی فوجوں کو شکست دی تو انہیں قفلول سے یہی توقع تھی یہ ۴۸۹ھ کے آخر کا واقعہ ہے۔

بادیس کی قیردان کو واپسی: اور بادیس قیردان واپس آ گیا پھر اسے اطلاع ملی کہ زیری کی اولاد قفلول بن سعید کے پاس اکٹھی ہو گئی ہے اور انہوں نے اس سے معاہدہ کر لیا ہے اور اس نے اکٹھے ہو کر تہہ کا محاصرہ کر لیا ہے پس بادیس ان کے مقابلہ کے لئے قیردان سے نکلا تو وہ پراگندہ ہو گئے اور ماکس اور اس کے بیٹے حسن کے سوا دوسرے چچا زہری بن عطیہ کے ساتھ جا ملے ماکس اور حسن قفلول کے پاس ٹھہرے رہے اور بادیس ۴۹۱ھ میں اس کے پیچھے پیچھے واپس لوٹا اور بسکرہ پہنچ گیا تو قفلول رمال کی طرف بھاگ گیا اور اس فتنہ کے دوران زیری بن عطیہ اشیر کا محاصرہ کئے رہا پس وہ وہاں سے الگ ہو گیا اور ابوالہبار وہاں سے بادیس کی طرف واپس آ گیا اور اس کے ساتھ ہی قیردان لوٹ آیا۔

قفلول بن سعید کا طرابلس پر قبضہ: اور قفلول بن سعید قابس اور طرابلس کے نواح کی طرف آیا اور وہاں کے زمانہ اس کے پاس جمع ہو گئے اور جیسا کہ ہم بیان کریں گے اس نے طرابلس پر قبضہ کر لیا ان دنوں طرابلس مصر کی عملداری میں شامل تھا اور معد کے قاہرہ چلے جانے کے بعد وہاں کا گورنر عبد اللہ بن یحلف کتانی تھا اور جب معد فوت ہو گیا تو نزار العزیز کے بلکین

نے اسے اپنی عملداری میں شامل کرنا چاہا تو اس نے اس کی مدد کی اور اپنے خاص غلاموں میں سے عتولا بن بکار کو وہاں کا گورنر بنایا جسے وہ ہونہ کی عملداری سے تبدیل کر کے لایا تھا پس وہ وہاں کا گورنر بنا رہا یہاں تک کہ اس نے حاکم مصر کو اطلاع بھیجی کہ وہ الحضرۃ میں دلچسپی رکھتا ہے نیز یہ کہ اس سے طرابلس کی عملداری لے لی جائے اور برجوان صقلی حکومت میں خود مختار تھا اور یانس صقلی کو جو مقام وہاں حاصل تھا اس سے رنجیدہ و مغموں تھا پس اس نے اسے الحضرۃ سے ہٹا کر برقد کی ولایت دے دی پھر جب حاکم طرابلس عتولہ کی دلچسپی میں پے در پے اضافہ ہونے لگا تو برجوان نے یانس کو وہاں بھیجنے کا مشورہ دیا تو اس نے اسے وہاں کا حاکم مقرر کر دیا اور اسے حکم دیا کہ وہ اپنی عملداری میں چلا آئے پس وہ ۴۹۰ھ میں وہاں پہنچا۔

تمصولہ کا مصر جانا: اور تمصولہ مصر چلا گیا اور بادیس کو بھی اطلاع مل گئی تو اس نے قائد جعفر بن حبیب کو فوجوں کے ساتھ بھیجا کہ وہ اسے مصر جانے سے روکے اور یانس نے اس پر چڑھائی کی مگر شکست کھائی اور قتل ہوا۔

فتوح بن علی: اور اس کا جرنیل فتوح بن علی طرابلس جا کر قلعہ بند ہو گیا اور جعفر بن حبیب نے اس سے جنگ کی اور مدت تک وہاں ٹھہرا رہا اور ابھی وہ اس کا محاصرہ کئے ہوئے تھا کہ اسے قابس کے گورنر یوسف بن عامر کا خط ملا جس میں اس نے بتایا کہ فلفل بن سعید قابس آیا ہوا ہے اور وہ طرابلس آیا ہی چاہتا ہے پس جعفر شہر سے جبل کی جانب کوچ کر گیا اور فلفل بن سعید آ کر اس کی جگہ پر اتر پڑا اور جعفر اور اس کے ساتھیوں کا حال خراب ہو گیا تو وہ پختہ عزم کے ساتھ جنگ کے ارادہ سے قابس چلے گئے پس فلفل نے ان کا راستہ چھوڑ دیا اور وہ قابس واپس آ گئے۔

فلفل کی طرابلس میں آمد: اور فلفل طرابلس شہر میں آیا تو وہاں کے باشندوں نے اس کا استقبال کیا اور فتوح بن علی نے اس کی امارت اس کے لئے چھوڑ دی تو اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس روز سے اسے وطن بنالیا اور یہ واقعہ ۴۹۱ھ کا ہے اور اس نے حاکم کو اپنی اطاعت کی اطلاع دی تو حاکم نے یحییٰ بن علی بن حمدون کو بھیجا اور اسے طرابلس اور قابس کے مضائقہ کا امیر مقرر کر دیا پس وہ طرابلس پہنچا اور فلفل اور فتوح بن علی بن غصیان بھی نہ ناتہ کی فوجوں کے ساتھ قابس کے محاصرہ کے لئے گئے پس انہوں نے مدت تک اس کا محاصرہ کئے رکھا اور طرابلس کی طرف واپس آ گئے پھر یحییٰ بن علی مصر کی طرف لوٹ آیا اور فلفل نے طرابلس کی عملداری کو اپنے لئے مخصوص کر لیا اور اس کے اور بادیس کے درمیان جنگ طویل ہو گئی اور وہ مصر کی مدد سے ناامید ہو گیا تو اس نے قرطبہ میں مہدی محمد بن عبد الجبار کو اپنی اطاعت کی اطلاع دے دی اور فریادری اور مدد کے لئے اس کے پاس اپنے ایلچی بھیجے اور فلفل ان کی واپسی سے قبل ہی ۴۹۰ھ میں فوت ہو گیا۔

ورد ابن سعید: اور نہ ناتہ اس کے بھائی ورد ابن سعید کے پاس جمع ہو گئے اور بادیس نے طرابلس پر چڑھائی کی تو ورد اور اس کے نہ ناتہ ساٹھی وہاں سے بھاگ گئے اور وہاں جو فوجی سپاہی موجود تھے بادیس ان کے پاس گیا تو وہ اسے راستے ہی میں مل گئے اور یہ طرابلس کی طرف بڑھ کر اس میں داخل ہو گیا اور فلفل کے محل میں اتر اور ورد ابن سعید نے اس کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ اپنے لئے اور اپنی قوم کے لئے امان کا طالب ہے تو اس نے اپنے پروردہ محمد بن حسن کو اس کے پاس بھیجا اور اپنی امان کے ساتھ ان کے وفد کا استقبال کیا اور ان سے حسن سلوک کیا اور ورد کو نذرانہ پر اور نعیم بن کنون کو قبطینہ پر اس شرط کے ساتھ حاکم مقرر کیا کہ وہ طرابلس کے مضائقہ سے اپنی قوم کے ساتھ چلے جائیں پس وہ اپنے اصحاب کی طرف واپس آ گئے

اور بادیس قیروان کی طرف چلا گیا اور اس نے طرابلس پر محمد بن حسن کو حاکم مقرر کیا اور وردا نغزادہ میں اور نعیم قسطنطنیہ میں آ گیا پھر ۳۰۷ھ میں وردا نے بغاوت کی اور جبال اید میں چلا گیا جس انہوں نے آپس میں مخالفت کرنے کا معاہدہ کر لیا اور نعیم بن کنون نے نغزادہ کو اپنی عملداری میں شامل کر لیا۔

خزرون بن سعید: اور خزرون بن سعید اپنے بھائی وردا کو چھوڑ کر سلطان بادیس کے پاس لوٹ آیا یہ ۳۰۷ھ میں قیروان میں اس کے پاس آیا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور اس سے حسن سلوک کیا اور اسے اس کے بھائی کی عملداری نغزادہ پر حاکم مقرر کیا اور اس کی قوم کے بنی بکلیہ کو قصہ پر حکمران بنایا۔

وردا ابن سعید کی طرابلس پر چڑھائی: اور وردا نے اپنے زبانی ساتھیوں کے ساتھ طرابلس پر چڑھائی کی اور اس کا گورنر محمد بن حسن اس کے مقابلہ میں نکلا جس دونوں آپس میں لڑنے لگے اور ان کے درمیان شدید جنگیں ہوئیں جن میں وردا کو شکست ہوئی اور اس کی قوم کے بہت سے آدمی مر گئے پھر اس نے دوبارہ اس کا محاصرہ کیا اور اس کے باشندوں کو تنگ کر دیا اور بادیس نے خزرون اور اس کے بھائی اور نعیم بن کنون اور البحرید کے زبانی امراء کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اپنے ساتھی کی خاطر جنگ کے لئے نکلیں تو وہ اس کے پاس آئے اور طرابلس کے درمیان عبرہ مقام پر ایک دوسرے سے گتے گئے پھر انہوں نے اتفاق کر لیا اور خزرون کے ساتھی اس کے بھائی وردا کے ساتھ مل گئے اور خزرون اپنی عملداری کی طرف واپس آ گیا اور سلطان نے اس پر اتہام لگایا کہ اس نے اپنے بھائی وردا کے بارے میں فریب کاری سے کام لیا ہے تو اس نے نغزادہ کے ساتھ اس کا سامنا کیا تو وہ شک میں پڑ گیا اور مخالفت کرنے لگا۔

اور سلطان نے فوج کے ساتھ فتوح بن احمد کو اس کی طرف بھیجا تو وہ اپنی عملداری سے بھاگ گیا اور نعیم اور بقیہ زناتہ نے اس کا تعاقب کیا اور سب کے سب ۳۰۷ھ میں وردا بن سعید کے ساتھ مل گئے اور مخالفت کرنے لگے اور طرابلس شہر کے خلاف جنگ برپا کر دی اور زناتہ کا فساد بڑھ گیا تو سلطان کے پاس جو زناتہ ریغمال تھے ان کو اس نے قتل کر دیا۔

مقاتل بن سعید: اتفاقاً مقاتل بن سعید اپنے بھائی وردا سے اپنے بیٹوں اور ماموؤں کے ایک گروہ کے ساتھ الگ ہو کر آیا تو سب بھی ان کے ساتھ قتل ہو گئے۔

سلطان اور حماد کی جنگ: اور سلطان اپنے چچا حماد کے ساتھ جنگ میں مشغول ہو گیا اور جب اسی سال اس نے حلب میں اس پر غلبہ پایا تو قیروان کی طرف لوٹ آیا اور وردا نے اس کی طرف اپنی اطاعت کا پیغام بھیجا پھر ۳۰۸ھ میں وردا فوت ہو گیا اور اس کی قوم اس کے بیٹے خلیفہ اور اس کے بھائی خزرون بن سعید میں منقسم ہو گئی اور ان میں اختلاف پیدا ہو گیا۔

حسن بن محمد کی سازش: اور طرابلس کے گورنر حسن بن محمد نے ان کے معاملات میں دخل دینے کے لئے سازش کی پھر اکثر زناتہ خلیفہ کے پاس چلے گئے اور اس کے چچا خزرون نے اس کے ساتھ جنگ شروع کر دی اور قیطنوں میں اس پر غالب آ گیا اور زناتہ پر کنٹرول کر لیا اور ان میں اپنے باپ کی حکومت قائم کی اور جہاں پر قلعہ میں محصور تھا وہاں سے سلطان بادیس کو اپنی اطاعت کی اطلاع بھیجی تو اس نے اس کی اطاعت کو قبول کیا پھر بادیس فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا المعز ۳۰۶ھ میں حاکم بن گیا۔

اور خلیفہ بن ورداء نے اس کے خلاف بغاوت کردی اور اس کا بھائی حماد بن ورداء طرابلس اور قابس کے مضافات کو ذلت سے ہمکنار کرتا رہا اور ۳۱۳ھ تک مسلسل ان پر غارتگری کرتا رہا۔

عبید اللہ بن حسن کی بغاوت: پس حاکم طرابلس عبید اللہ بن حسن نے سلطان کے خلاف بغاوت کردی اور اسے طرابلس پر غلبہ دے دیا اور اس کا سبب یہ تھا کہ المعز بن بادیس نے اپنی حکومت کے آغاز سے محمد بن حسن کو اس کی عملداری سے بلایا اور اس نے اپنے بھائی عبید اللہ بن حسن کو جانشین بنایا اور المعز کے پاس آیا اور اپنی حکومت کا معاملہ اس کے سپرد کیا اور اس بات پر سات روز قائم رہا اور سلطان کے ہاں اس کی پوزیشن مضبوط ہو گئی اور چغلیاں زیادہ ہو گئیں تو وہ ایک طرف ہو گیا اور اسے قتل کر دیا اور اس کے بھائی کو بھی اطلاع ملی تو جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اس نے بغاوت کردی اور اس نے خلیفہ بن ورداء اور اس کی قوم کو طرابلس پر قبضہ دے دیا پس انہوں نے ضہاجہ کو قتل کر دیا اور طرابلس پر قابض ہو گئے۔

قصر عبد اللہ میں خلیفہ کی آمد: اور خلیفہ قصر عبد اللہ میں آیا اور اس نے وہاں سے عبد اللہ کو نکال دیا اور اس کے سبب اموال اور عورتوں پر قبضہ کر لیا اور طرابلس پر خلیفہ بن ورداء اور اس کی قوم بنی خزرون کی حکومت مسلسل قائم رہی اور ۳۱۴ھ میں خلیفہ نے قاہرہ میں الظاہر بن الحکم سے اطاعت اختیار کرنے راستوں کی حفاظت کی ضمانت دینے اور محامیوں کو منزل مقصود تک پہنچانے کے بارے میں گفتگو کی اور یہ کہ وہ طرابلس پر اس کی امارت کی حفاظت کرے گا تو اس نے اس کی یہ باتیں قبول کر لیں اور وہ اس کی عملداری میں شامل ہو گیا اور اس نے اسی سال اپنے بھائی حماد کو تحائف دے کر المعز کے پاس بھیجا تو اس نے تحائف کو قبول کیا اور اسے ان کا بدلہ دیا ابن الرقیق نے یہ بات ان کے حالات کے آخر میں بیان کی ہے۔

المعز کی زنا سے پرچڑھائی: اور ابن حماد وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ المعز نے ۳۳۰ھ میں جہات طرابلس میں زنا سے پرچڑھائی کی تو وہ اس کے مقابلہ میں نکل آئے اور اسے شکست دی اور انہوں نے عبد اللہ بن حماد کو قتل کر دیا اور اس کی بیہن ام العلویہ بنت بادیس کو قید کر لیا اور کچھ عرصہ بعد اس پر احسان کر کے اسے آزاد کر کے اس کے بھائی کے پاس بھجوا دیا۔ پھر اس نے دوبارہ ان پر چڑھائی کی تو انہوں نے اسے شکست دی پھر اسے خوش قسمتی سے ان پر فتح حاصل ہوئی تو اس نے ان کو مغلوب کر لیا اور انہوں نے اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا اور صلح کے ذریعے اس سے بچاؤ اختیار کیا پس اس طرح ان کا معاملہ درست ہو گیا۔

اور جب خلیفہ بن ورداء نے خزرون بن سعید کو زنا سے کی امارت پر غالب کیا تو وہ مصر چلا گیا اور اس نے دار الخلافہ میں اقامت اختیار کر لی اور وہیں اس کے بیٹوں نے پرورش پائی اور ان میں المختصر بن خزرون اور اس کا بھائی سعید بھی تھا اور جب مصر میں ترکوں اور مغاریہ کے درمیان جنگ ہوئی اور ترکوں نے ان پر غلبہ پایا تو انہوں نے وہاں سے انہیں جلا وطن کر دیا تو المختصر اور سعید طرابلس چلے گئے اور اس کے نواح میں اقامت پزیر ہو گئے پھر سعید نے طرابلس کی حکومت سنبھال لی اور اپنی وفات تک جو ۳۲۹ھ میں ہوئی وہاں کا والی رہا۔

ابو محمد التجانی: اور ابو محمد التجانی طرابلس کے تذکرہ کے موقع پر اپنے سفر نامہ میں بیان کرتا ہے کہ جب زغہ نے سعید بن خزرون کو ۳۲۹ھ میں قتل کر دیا تو خلیفہ بن خزرون قیطن سے اس کی حکومت میں آیا پس شوری کے صدر نے اسے حکومت پر

قبضہ کرنے کا اختیار دے دیا ان دنوں فقہاء میں سے ابوالحسن بن المنصور بھی وہاں موجود تھا جو علم فرائض میں بڑی شہرت رکھتا تھا اس نے بھی اس کی بیعت کی اور اس کے بعد خزرون نے ۴۳۰ھ تک حکومت کی ذمہ داری سنبھالی پس المنصور بن خزرون ربیع الاول میں زناہ کی فوجوں کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا تو خزرون بن خلیفہ چھپ چھپا کر طرابلس سے بھاگ گیا اور المنصور بن خزرون نے طرابلس پر قبضہ کر لیا اور ابن المنصور پر حملہ کر کے اسے جلا وطن کر دیا اور وہاں اس کی امارت مسلسل قائم رہی۔
العبجانی کا بیان ختم ہوا۔

واقعہ میں اشتباہ: یہ واقعہ کئی لحاظ سے مشتبہ ہے اس لئے کہ زغہ ہلالی عربوں میں سے ہیں اور وہ اس صدی سے چالیس سال گزر جانے کے بعد مصر سے افریقہ آئے تھے پس ۴۲۹ھ میں ان کا وجود طرابلس میں نہیں پایا جاسکتا۔ سوائے اس کے کہ ان کے بعض قبائل اس سے قبل افریقہ آگئے ہوں اور بنو ہمدانہ میں تھے جنہیں حاکم نے یحییٰ بن علی بن حمدون کے ساتھ بھیجا تھا۔ مگر اس بات کو کسی نے اس سے بیان نہیں کیا اور طرابلس ہمیشہ بنی خزرون کے ہاتھوں میں رہا اور جب ہلالی عرب پہنچے اور انہوں نے المعز بن بادیس کو افریقہ کے مضافات پر غالب کیا اور انہیں آپس میں تقسیم کر لیا تو قابس اور طرابلس زغہ کے حصے میں اور بلد بنی خزرون کے حصے میں آیا تھا پھر بنو سلیم نے بیرون شہر پر قبضہ کر لیا اور زغہ نے ان پر غلبہ پالیا اور انہیں ان مضافات سے کوچ کروادیا اور بلد ہمیشہ بنی خزرون کے پاس رہا۔

المنصور بن خزرون: اور المنصور بن خزرون نے قبائل ہلال میں سے بنی عدی کے ساتھ بنی حماد پر چڑھائی کر دی اور مسلہ اور اشیر میں نزول کیا پھر الناصر کے مقابلہ میں نکلا تو اس کے آگے صحرا کو بھاگ گیا اور قلعہ کی طرف لوٹ آیا تو وہ بھی اس کے مضافات میں رہنے والے حلیفوں کی طرف لوٹ آئے پس الناصر نے صلح کے بارے میں اس سے مراسلت کی اور الزاب اور ریفہ کے مضافات اسے جاگیر میں دے دیئے اور بسکرہ کے رئیس عروس بن سندی کو اس کے عہد کی طرف اشارہ کیا کہ وہ اسے دھوکہ دے جب المنصور بسکرہ پہنچا تو عروس نے اسے بطور مہمان اتارا اور پھر ۴۶۰ھ میں اسے دھوکہ سے قتل کر دیا اور جو شخص بنی خزرون میں سے آخر میں طرابلس میں حکمران بنا مجھے اس کا نام یاد نہیں رہا۔

ضہاجہ کی حکومت میں اختلال: اور ضہاجہ کی حکومت میں اختلاف پیدا ہو گیا اور ان کی حکومت مسلسل ۵۴۰ھ تک قائم رہی پھر اس سال طرابلس اور اس کے نواح میں قحط پڑا جس کی شدت سے لوگ ہلاک ہو گئے اور وہاں سے بھاگ گئے اور اس کے حالات کی خرابی اور اس کے حامیوں کا فنا ہو جانا نمایاں ہو گیا۔ پس جب صقلیہ کے طاغیہ نے مہدیہ اور صفاقس پر قبضہ کر لیا اور ان دونوں مقامات پر اس کی حکومت مضبوط ہو گئی تو اس کے بعد اس نے لجار کو ایک بحری بیڑہ دے کر اس کے محاصرہ کے لئے بھیجا اور اہل طرابلس میں اختلاف پیدا ہو گیا تو بحری بیڑے کے امیر جرجی بن یسفاکل نے ان پر غلبہ پالیا اور طرابلس پر قبضہ کر کے وہاں سے بنی خزرون کو نکال دیا اور بلد پر ان کے شیخ ابو یحییٰ بن مطروح تسمی کو حاکم مقرر کر دیا پس وہاں سے بنی خزرون کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور ان میں سے وہی لوگ بچے جو بیرون میں باقی رہ گئے تھے یہاں تک کہ ضہاجی حکومت کے آخر میں موحدین نے افریقہ کو فتح کر لیا۔

والملک لله وحده یوتیہ من یشاء من عبادہ سبحانہ لا الہ الا غیرہ۔

خزرجی۔ زردان

خزرجی بن خلیفہ بن ادد بن سید بن خزرج بن خلد بن خلد بن خلد

سید بن خزرجی

فصل

طبقہ اولیٰ میں سے آل خذر کے ملوک تلمسان بنی یعلیٰ

کے حالات اور ان کی بعض حکومتوں کی آمد اور ان کا انجام

ہم نے محمد بن خزر اور اس کے بیٹوں کے حالات میں بیان کیا ہے کہ محمد بن الخیر نے معرکہ بلکین میں خودکشی کر لی تھی اس کے بیٹوں میں سے الخیر اور یعلیٰ بھی تھے جنہوں نے اپنے باپ کے بدلے میں زبیری کو قتل کیا اور اس کے بعد بلکین نے ان کا تعاقب کیا اور انہیں مغرب اقصیٰ کی طرف جلا وطن کر دیا یہاں تک کہ ان میں سے محمد کو بھلا سہ کے نواح میں معد کے قاہرہ پہنچے پہلے اور افریقہ پر بلکین کی حکومت کے قیام سے قبل ۳۵۰ھ میں باندھ کر قتل کر دیا گیا۔

محمد اور یعلیٰ بن محمد: اور الخیر کے بعد زنادہ کی حکومت محمد اور اس کے چچا یعلیٰ بن محمد نے سنبھال لی اور جیسا کہ ہم پہلے بیان

کر چکے ہیں کہ یہ محمد بن الخیر اور اس کا چچا یعلیٰ بار بار منصور بن ابی عامر کے پاس جاتے تھے اور عطیہ بن عبد اللہ بن خزرج کے دونوں بیٹوں مقاتل اور زیری نے مفراوہ کی ریاست میں ان پر غلبہ پالیا اور مقاتل مر گیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ منصور نے زیری بن عطیہ کو اس کی شرافت کی وجہ سے مختص کر لیا اور اسے مغرب کا حاکم مقرر کر دیا اور اس کے ساتھ ہی بلکین کی وفات ہو گئی اور مغرب اوسط کے حاکم ابوالہیار بن زیری نے بادلیس کے خلاف بغاوت کر دی اور زیری اور بدوی بن یعلیٰ کے ساتھ اس کا جو معاملہ تھا اسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

زیری کی خود مختاری اور وفات: پھر زیری خود مختار ہو گیا اور مغرب میں اس نے سب پر غلبہ پالیا پھر اس نے منصور کے خلاف بغاوت کر دی تو اس نے اس کی طرف اپنے بیٹے منصور کو بھیجا جس نے زناتہ کو مغرب اوسط سے نکال دیا پس زیری مغرب اوسط میں دور تک چلا گیا اور اس کے شہروں سے مقابلہ کرتا ہوا سیلہ اور اشیر تک پہنچ گیا اور سعید بن خزرج بھی زناتہ کی طرف آ گیا اور انہوں نے طہہ پر قبضہ کر لیا اس کے بعد زناتہ نے افریقہ میں اس کے اور اس کے بیٹے قفلول کے خلاف اتفاق کر لیا اور جب زیری سیلہ اور اشیر کی طرف روانہ ہوا تو قفلول نے بادلیس کے خلاف بغاوت کر دی اور بادلیس اور اس کا بیٹا منصور مغرب اوسط میں قفلول اور اس کی قوم کے ساتھ جنگوں میں مصروف ہو گئے اور انہوں نے حماد بن بلکین کو اس کی طرف بھیجا تو اس کے اور زناتہ کے درمیان جنگوں کا پانسا پلٹتا رہا اور زیری بن عطیہ ہلاک ہو گیا۔

المعز کی خود مختاری: اور اس کے بیٹے المعز نے ۳۹۳ھ میں مغرب میں خود مختار حکومت قائم کر لی اور ضہاجہ کو تلمسان اور اس کے ارد گرد کے علاقوں پر غالب کر دیا اور وجہ شہر کی حد بندی کی جیسا کہ ہم اس سے قبل ان سب باتوں کو بیان کر چکے ہیں۔

یعلیٰ بن محمد کی تلمسان میں آمد: اور یعلیٰ بن محمد تلمسان آیا اور یہ شہر خالص اسی کے لئے تھا اور اس کی حکومت اور اس کے بقیہ مضافات اس کی اولاد کے قبضہ میں رہے پھر بلا و ضہاجہ میں آل بلکین پر اپنے آپ کو ترجیح دینے کے بعد حماد فوت ہو گیا اور اس کے بیٹے بنی بادلیس کے ساتھ جنگ میں مشغول ہو گئے اس دوران میں تلمسان میں بنی یعلیٰ کی حکومت مضبوط ہو گئی اور آل حماد کے ساتھ صلح اور جنگ میں ان کے حالات خراب ہو گئے۔

ہلالی عربوں کی افریقہ میں آمد: اور جب ہلالی عرب افریقہ میں آئے تو انہوں نے المعز اور اس کی قوم کو وہاں غالب کر دیا اور اس کے بقیہ مضافات کو آپس میں تقسیم کر لیا پھر انہوں نے بنی حماد کے مضافات کی طرف پیش قدمی کی اور انہیں قلعہ میں روک دیا اور مضافات میں ان پر غالب آ گئے۔ تو انہوں نے ان کی محبت کی طرف رجوع کیا اور انہیں اور زغبہ کو ان سے چھڑا لیا پس انہوں نے مغرب اوسط کے زناتہ کے خلاف ان سے مدد مانگی اور انہوں نے ان کو لڑا ب میں اتارا اور اپنے مضافات میں سے بہت سی جاگیریں انہیں دیں پس ان کے اور تلمسان کے امراء بنی یعلیٰ کے درمیان جنگیں ہوئیں اور زغبہ موطن کے لحاظ سے ان کے بہت قریب تھے اور ان کے عہد میں تلمسان کا امیر یعلیٰ کے بیٹوں میں سے بچی تھا۔

ابوسعید بن خلیفہ: اور اس کا وزیر اور اس کی جنگوں کا سالار ابوسعید بن خلیفہ یفرنی تھا اور اکثر یہی انج عربوں اور زغبہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے فوجوں کے ساتھ تلمسان سے نکلا کرتا تھا اور مغرب اوسط کے باشندوں میں سے مفراوہ بنی یفرن بنی یلمون بنی عبد الواد تو جین اور بنی مرین جیسے زناتہ بن فوجوں میں جمع ہو جایا کرتے تھے اور یہ وزیر ابوسعید ۳۵۰ھ میں

اپنی جنگوں میں سے کسی جنگ میں ہلاک ہو گیا۔

مرا بطین: پھر یحییٰ کی وفات اور تلمسان میں اس کے بیٹے عباس بن یحییٰ کے حکمران بن جانے کے بعد مرا بطین نے مغرب اقصیٰ کے مضافات پر قبضہ کر لیا اور یوسف بن تاشفین نے اپنے سالار فردلی کو لتونہ کی فوجوں کے ساتھ تلمسان میں باقی ماندہ مفرا دہ اور بنی زیری کی جو جماعت ان کے ساتھ مل گئی تھی اور ان کی قوم کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا پس اس نے مغرب اوسط پر قبضہ کر لیا اور معلیٰ بن ابوالعباس بن یحییٰ پر فتح پائی جو ان کی مدافعت کے لئے مقابلہ میں نکلا تھا پس اس نے اسے شکست دی اور قتل کر دیا اور مغرب کی طرف واپس لوٹ آیا۔

یوسف بن تاشفین کا تلمسان کو فتح کرنا: پھر یوسف بن تاشفین نے بہ نفس نفیس مرا بطین کی فوجوں کے ساتھ ۳۷۳ھ میں تلمسان کو فتح کیا اور بنی معلیٰ اور جو مفرا دہ وہاں موجود تھے انہیں قتل کیا اور اس کے امیر عباس بن یحییٰ کو بھی جو بنی معلیٰ میں سے تھا قتل کر دیا پھر اس نے دہران اور تفس کو فتح کیا اور جبل انشریس اور حلب پر الجزائر تک قبضہ کر لیا اور واپس لوٹ آیا اور اس نے مغرب اوسط سے مفرا دہ کا نشان مٹا دیا اور محمد بن تیمر السونی کو مرا بطین کی فوج کے ساتھ تلمسان میں اتارا اور اپنے پلٹنے کی جگہ پر تا کرارت شہر کی حد بندی کی جو بربری زبان میں اترنے کی جگہ کا نام ہے اور جو آج کل قدیم تلمسان کے ساتھ مل کر ایک شہر بن گئی ہے جس کا نام اکادیر ہے اور تمام مغرب سے مفرا دہ کی حکومت کا اس طرح خاتمہ ہو گیا گویا کبھی ان کی حکومت یہاں موجود ہی نہ تھی۔

والبقاء لله وحده سبحانه.

معلیٰ بن العباس بن یحییٰ بن معلیٰ بن محمد بن الخیر بن محمد بن خزر

فصل

مفرا دہ کے امراء غنمات کے حالات

مجھے ان کے ناموں کے متعلق علم نہیں ہو سکا، مگر یہ غنمات کے امراء تھے جو قاس میں بنی زیری کی آخری حکومت تھی اور بنی معلیٰ یفرنی، بسلا اور تادلہ میں مدہ اور برغواطہ کے پڑوس میں رہتے تھے اور ۴۵۰ھ میں لقوط بن یوسف ان کا آخری امیر تھا جس کی بیوی زینب بنت اسحاق نفزا دیہ دنیا کی ان عورتوں میں سے ایک تھی جو حسن و جمال اور ریاست میں مشہور ہیں۔

غنمات پر مرا بطین کا غلبہ: جب ۴۴۳ھ میں مرا بطین نے غنمات پر غلبہ حاصل کیا تو لقوط ۴۵۱ھ میں تادلہ کی طرف بھاگ گیا اور امیر محمد کو قتل کر دیا اور بنی یفرن کے جو لوگ مارے گئے ان میں یہ بھی شامل تھا اور امیر المرابطین ابو بکر بن عمر زینب بنت اسحاق کے مقابلہ میں اس کا جانشین بنا اور جب یہ ۴۵۳ھ میں صحرا کی طرف کوچ کر گیا اور اس نے اپنے عم زاد یوسف بن تاشفین کو مغرب کا گورنر مقرر کیا تو وہ اس کی بیوی زینب کی خاطر دست بردار ہو گیا اور اسے اس کی ریاست و

حکومت حاصل ہو گئی اور صحرا سے ابو بکر کی واپسی کے موقع پر اس نے اُسے خود بخاری کا اشارہ کیا یہاں تک کہ وہ اس کے ساتھ جنگ کرنے سے کنارہ کش ہو گیا اور اپنی حکومت یوسف بن تاشفین کے لئے چھوڑ دی جیسا کہ ہم نے ان کے حالات میں بیان کیا ہے اور ہم نے قوط بن یوسف اور اس کی قوم کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس کے سوا ہمیں ان کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہوا۔

واللہ ولی العون سبحانہ

فصل

طبقہ اولیٰ کے قبائل مفراوہ میں سے بنی سنحاس کے

حالات اور گردش احوال

یہ چاروں بلون مفراوہ کے بلون میں سے ہیں اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ مفراوہ کے سوا زمانہ کے دیگر بلون میں سے ہیں مجھے اس کی اطلاع ثقہ لوگوں نے ابراہیم بن عبد اللہ التمر اور غنی سے دی ہے وہ بیان کرتا ہے کہ وہ اپنے زمانہ میں زمانہ کا نائب تھا اور ہمیشہ سے ہی یہ چاروں بلون مفراوہ کے وسیع تر بلون میں سے رہے ہیں۔

بنو سنحاس: بنو سنحاس کے موطن افریقہ اور مغربین کی تمام عملداریوں میں ہیں پس ان میں سے مغرب اوسط کی جانب جبل راشد جبل کریمہ اور الزاب کی عملداری اور بلاد حلب میں ہیں اسی طرح ان کے بلون میں سے بنو عیار بلاد حلب میں بھی ہیں اور مضافات قسطنطنیہ میں بھی اور یہ بنو سنحاس تعداد اور وسعت کے لحاظ سے سب سے بڑے ہیں اور زمانہ اور ضہاجہ کی جنگوں میں انہوں نے افریقہ اور مغرب میں کارنامے دکھائے اور انہوں نے راستوں اور شہروں میں بڑی خرابی اور فساد پیدا کیا اور قصر کی جہات میں فساد پیدا کرنے کے بعد ۵۱۵ھ میں قفصہ سے جنگ کی اور تلکاتہ کی فوج کے جن لوگوں کو انہوں نے وہاں پایا قتل کر دیا اور قفصہ کے محافظوں نے ان کے مقابلہ میں نکل کر ان کا خوب قتلام کیا پھر ان کا فساد بڑھ گیا۔

محمد بن ابی العرب: اور سلطان نے اپنے سالار محمد بن ابی العرب کو فوجوں کے ساتھ البحرید کے علاقے کی طرف بھیجا تو اس نے انہیں وہاں سے بھگا دیا اور راستوں کی اصلاح کی پھر انہوں نے ۵۱۵ھ میں دوبارہ اسی طرح فساد برپا کیا تو البحرید کے علاقے کے سالار نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کا خوب قتلام کیا اور ان کے سروں کو قیروان لے گیا پس بہت بڑی فتح ہوئی اور قتل و خونریزی کے ساتھ حکومت ہمیشہ انہی میں رہی یہاں تک کہ ان کی شوکت جاتی رہی اور ہلالی عرب آگئے اور مضافات میں جو زمانہ اور ضہاجہ رہتے تھے ان پر غالب آگئے اور ان کی جماعت قلعوں میں داخل ہو گئی اور بلاد مغرب قفر میں جبل راشد جیسے علاقے کو چھوڑ کر دوسرے علاقے کے لوگوں پر ٹیکس لگا دیئے کیونکہ وہ حکومت کی منازل سے دور ہونے کی وجہ سے ٹیکس ادا نہیں کرتے تھے مگر ہلالیوں کے بلون میں سے العمور نے ان پر غلبہ پالیا اور وہ ان کے ساتھ اتر پڑے اور انہوں نے اپنی

حکومت ان پر قائم کر دی اور اس میں ان کے ساتھ شامل ہو گئے اور بنی سنجاس میں سے کچھ لوگ الزاب میں اتر گئے اور وہ اس زمانے تک ان لوگوں کو ٹیکس ادا کرتے ہیں جو ان کے مشائخ میں سے ان کی سرحدوں پر غالب آ جاتے ہیں۔

اور جو لوگ ان میں سے بلاد شلب اور قسطنطنیہ کے نواح میں اترے اور وہ اس زمانے تک حکومتوں کو ٹیکس ادا کرتے ہیں اور طبقہ اولیٰ کے زمانہ کے طریق پر ان سب کا دین خارجی سے تعلق ہے اور ان میں سے کچھ آج کل الزاب میں رہتے ہیں وہ بھی اسی دین پر ہیں اور ان بنی سنجاس میں سے کچھ لوگ جبل بنی راشد میں الملیل کے علاقے میں رہتے ہیں۔ انہوں نے اس کے پڑوس میں جبل غمرہ کو وطن بنالیا ہے اور وہ ہلالیوں کے غلبہ کے وقت ان کی حکومت میں شامل ہو گئے اور ان سے ٹیکس لینے لگے اور ان میں سے کچھ لوگ جو زغبہ کے عروہ کے بطون میں سے ہیں اس زمانے میں صحرا میں اترے ہیں اور انہوں نے ان کی حکومت پر قبضہ کر کے انہیں غلام بنالیا ہے۔

بنو ریفہ: یہ متعدد قبائل ہیں اور جب زمانہ کی حکومت میں اتریں پیدا ہو گئی تو ان میں سے کچھ لوگ جبل عیاض اور اس کے قرب و جوار میں تھاوس کے علاقے تک آ گئے اور وہاں کے ساکنین کے ساتھ قیام پزیر ہو گئے اور ان میں سے جو لوگ جبل عیاض میں امرائے عیاض کو ٹیکس ادا کرنے والے رہتے تھے وہ اسے بجایہ پر غالب آنے والی حکومت کے لئے وصول کرتے تھے اور جو لوگ تھاوس کے علاقے میں رہتے ہیں وہ اس زمانے میں عربوں کی ٹکڑیوں میں رہتے ہیں اور اسی طرح ان میں سے بہت سے لوگ الزاب اور دارکلا کے محلات کے درمیان فردکش ہو گئے اور انہوں نے اس وادی کے دو کناروں پر جو مغرب سے مشرق کو جاتی ہے بہت سے محلات کی حد بندی کی اور وہ ایک بہت بڑے شہر اور متوسط بستی اور قلعے پر مشتمل ہے۔ جن پر درخت لہلہاتے ہیں اور ان کے موڑوں پر ترتیب کے ساتھ کھجوروں کے درخت لگے ہوئے ہیں اور ان کے درمیان پانی چلتا ہے اور ان کے چٹھے صحرا پر فخر کرتے ہیں اور ان کے محلات میں ریفہ کی بہت آبادی ہے اور وہ اس زمانے تک انہی کے نام سے مشہور ہیں اور وہ زمانہ کے قبائل بنی سنجاس اور بنی یفرن وغیرہ سے بہت زیادہ ہیں اور ان کی جماعت حکومت کے متعلق جھگڑا کرنے کی وجہ سے متفرق ہو گئی ہے پس ان میں سے ہر پارٹی اپنے محلات میں یا ایک محل میں خود مختار ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ اس تعداد سے کئی گنا زیادہ ہیں۔

ابن غانیہ: اور ابن غانیہ السونی نے جب کبھی موحدین کے ساتھ اپنی جنگوں میں بلاد افریقہ اور مغرب پر چڑھائی کی اس نے ان کی آبادی کو برباد کر دیا اور ان کے دشمن اکھیز دیئے اور ان کے پانی خشک کر دیئے اور اس بات کا پتہ آبادی کے ان نشانات سے ملتا ہے جو گھروں کے کھنڈرات عمارات کے نشانات اور کھجور کے کھوکھلے تنوں میں پائے جاتے ہیں یہ کلام طحی حکومت کے آغاز میں الزاب کے گورنر کی طرف راجع ہے جو موحدین میں سے تھا اور اس کے مغرہ کے درمیان بسکرا میں اترتا تھا اور اس کی عملداری میں دارکلا کے محلات بھی شامل تھے۔

اور جیسا کہ ہم المختصرہ کے حالات میں بیان کر چکے ہیں کہ جب اس نے مشائخ زداوودہ کے ساتھ مل کر جنگ کی اور انہوں نے اس کے بعد موحدین کے مشائخ میں سے الزاب کے عامل ابن لتوکول کر دیا اور الزاب اور دارکلا کے مضافات پر غالب آ گئے تو اس کے بعد حکومتوں نے انہیں یہ مضافات جاگیر میں دے دیئے تو یہ علاقے ان کی جاگیروں میں شامل ہو گئے پھر اس کے بعد حاکم بجایہ نے تمام عملداری پر منصور بن جزنی کو مقرر کر دیا اور یہ امارت اس کی اولاد میں بھی قائم رہی

اور بسا اوقات قدیم امر کی وجہ سے ان محلات کے باشندے بھی سلطان کو ٹیکس پیش کرتے تھے اور اس وجہ سے الزاب کی انفطری اور عرب سواروں کے دستے ان کے پاس پڑاؤ کیا کرتے تھے سلطان زولورہ کے حکم سے وہاں آتا تھا پھر اسے جس بات کے متعلق شبہ ہوتا اس کے بارے میں انہیں قسم دیتا تھا اور ان شہروں میں سب سے بڑا شہر تقرت تھا جو دیہاتی ماحول کے مطابق آبادی سے بھرپور تھا اور بہت پانیوں اور کھجوروں والا تھا اور اس کی حکومت بنی یوسف بن عبد اللہ کے پاس تھی اور اس نے اپنی نو عمری ہی میں ابو بکر بن موسیٰ سے حکومت چھین کر دارکلا پر غلبہ پالیا تھا اور اسے اپنی عملداری میں شامل کر لیا تھا پھر وہ فوت ہو گیا۔

مسعود بن عبد اللہ: اور تقرت کی حکومت اس کے بھائی مسعود بن عبید اللہ کو مل گئی پھر اس کے بیٹے حسن بن مسعود اور پھر اس کے بیٹے احمد بن حسن کو ملی جو اس زمانے میں ان کا شیخ ہے اور یہ بنو یوسف بن عبید اللہ ریفہ میں سے ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سنجاس میں سے ہیں اور ان شہروں کے باشندوں میں بہت سے خارجی فرتے پائے جاتے ہیں اور ان کی اکثریت الغرابیہ کے دین پر قائم ہے اور ان میں سے الزکاریہ بھی ہیں جو احکام کی پہنچ سے دور ہونے کی وجہ سے خارجی دین پر قائم ہیں۔

اور تقرت کے بعد قاسمین کا شہر ہے جو آبادی کے لحاظ سے اس سے کم ہے اور اس کی حکومت بنی ابراہیم کے پاس آئے جو ریفہ میں سے ہیں اور ان کے بقیہ شہر بھی اسی طرح کے ہیں اور ہر شہر اپنی حکومت اور اس کے دفاع کی جنگ میں خود مختار ہے۔

لقواط: یہ بھی مفراہہ کا ایک قبیلہ ہے اور یہ لوگ اس صحرا کے نواح میں رہتے ہیں جو الزاب کا اور جبل راشد کے درمیان واقع ہے اور وہاں ان کا ایک مشہور محل ہے جس میں ان کی اولاد سے ایک فریق ہے آب و گیاہ جنگل میں دور تک چلے جانے کی وجہ سے تنگ گزران کے باوجود وہاں رہتا ہے اور یہ لوگ عربوں میں قوت و شجاعت کی وجہ سے مشہور ہیں اور ان کے اور روس کے درمیان جو الزاب کی عملداری کا دور ترین مقام ہے دو دن کا سفر ہے اور ان کے میانہ رو لوگ ان سے ضرورت کی اشیاء لینے کے لئے ان کے پاس آتے ہیں۔ واللہ یخلق ما یشاء و یختار۔

بنو ورا: یہ بھی مفراہہ کے قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں اور بعض کا قول ہے کہ یہ زمانہ میں سے ہیں اور یہ نواح مغرب میں متفرق اور پراگندہ ہیں ان میں سے کچھ مراکش اور سوس کی طرف رہتے ہیں اور کچھ بلاد شلب میں اور کچھ قسنطینہ کی جانب رہتے ہیں اور زمانہ اولین کے خاتمہ کے زمانے سے یہ اپنے حال پر قائم ہیں اور اس زمانے میں ٹیکس ادا کرنے والے اور حکومتوں کے ساتھ پڑاؤ کرنے والے ہیں اور مراکش میں رہنے والے لوگوں کی اکثریت کے سردار شلب کی جانب منتقل ہو گئے ہیں اور جب اس آٹھویں صدی کے شروع میں بنی مرین کے سلطان یوسف بن یعقوب کو اس جانب میں ان کے معاملہ میں شک گزرا اور اسے ان کے فساد پیا کرنے اور خرابی پیدا کرنے کا خوف ہوا تو وہ انہیں حمایت کے لئے فوج میں شامل کر کے شلب کی چھاؤنی میں لے آیا تو یہ اس جگہ اتر پڑے اور جب یوسف بن یعقوب کی وفات کے بعد بنو مرین کوچ کر گئے تو انہوں نے بلاد شلب میں اقامت اختیار کر لی اور اس زمانے تک ان کی اولاد وہیں مقیم ہے اور سلطان کے ساتھ پڑاؤ کرنے اور ٹیکس ادا

الوزیر ابراہیم بن عیسیٰ: اور سلطان ابویقوب اور اس کے بھائی ابوسعید کے زمانے میں ان کے اکابر رجال میں سے ایک الوزیر ابراہیم بن عیسیٰ بھی تھا جسے انہوں نے کئی بار وزارت کے لئے چنا اور سلطان ابوسعید نے اسے اپنے بیٹے ابوعلی کی وزارت میں وزیر مقرر کیا پھر اسے اپنا وزیر بنایا اور اس کے بیٹے سلطان ابوالحسن نے اس پر ایم کے بیٹوں کو بڑی بڑی خدمات سپرد کیں پس اس نے مسعود بن ابراہیم کو جب اس نے ۳۰۰ھ میں..... افریقہ کو فتح کیا تو اس نے حسون کو البحریدہ کا عامل مقرر کر دیا اور یہیں پر اس کی وفات ہو گئی اور ان دونوں کے بھائی موسیٰ کو اس نے طبقہ وزارت میں منسلک کیا پھر اسے اپنی مصیبت اور جبل ہشاشہ کو چلے جانے کے زمانے میں وزارت سے الگ کر دیا اس کے بعد سلطان ابوعنان نے اسے العظیمات میں گورنر مقرر کیا اور قسطنطنیہ کے نواح میں اسے سدویش کے مضافات کی امارت دے دی اور اس کے بیٹے محمد السبع کو اپنی وزارت کے لئے تربیت دی یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا اور اس کے بعد زمانہ ان کے مخالف ہو گیا اور اس کے بعد عبدالحمید نے جو علی بن سلطان ابوعلی کے نام سے مشہور ہے۔ اس وقت اپنی وزارت محمد بن السبع کے سپرد کر دی جب کہ ۳۲۰ھ میں ان کے دار الخلافہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے مگر کامیابی ان کے مقدر میں نہ تھی پھر اس کے بعد السبع دار السلطنت میں اپنے مقام اور طبقہ وزارت کی طرف واپس آ گیا اور وہ ہمیشہ ہی جھلسا سرکشا اور تازی تاوہ اور غمارہ کے مضافات کے درمیان عظیم الشان خدمات سرانجام دیتا رہا اور وہ اس زمانے تک اسی حالت میں ہے۔

واللہ وارث الاصل و من علیہا سب حانہ لا الہ غیرہ

فصل

قبائل زناتہ میں سے وجدیجن اور اوغمرات کے

حالات اور ان کا آغاز اور گردش احوال

قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ یہ دونوں بطن زناتہ کے بطون میں سے ہیں جو درتکیس بن جانا کے بیٹوں میں سے ہیں اور یہ بڑی قوت اور تعداد والے تھے اور بلازناتہ میں ان کے موطن الگ الگ تھے۔

وجدیجن: وجدیجن کی اکثریت مغرب اوسط میں رہتی تھی اور ان کے موطن منداس میں تھے جو مغرب کی جانب سے بنی یفرن اور قبلہ کی جانب سے سرس میں لواتہ اور مشرق کی جانب میں مطماطہ اور وانشرلیس کے درمیان تھے۔

امیر عنان: اور یحییٰ بن محمد البزنی کے عہد میں ان میں سے ایک آدمی ان کا امیر تھا جس کا نام عنان تھا اور ان کے اور سرس

میں رہنے والے لواتہ کے درمیان مسلسل جنگ جاری رہتی تھی کہتے ہیں کہ یہ جنگ وجدیجین کی ایک عورت کے باعث تھی جس نے لواتہ میں نکاح کر لیا تھا اور ان کے قیطون قبیلہ کی عورتوں نے اس سے جھگڑا کیا اور اسے غربت کا طعنہ دیا تو اس نے یہ بات عنان کو لکھ بھیجی تو وہ غضب ناک ہو گیا اور اس کے ساتھ یعلیٰ نے بنی یفرن کے ساتھ اور کلام بن حیاتی نے مغیلہ کے ساتھ اور غرابہ نے مطماط کے ساتھ مل کر چڑھائی کی اور ان کے اور لواطہ کے درمیان لمبا عرصہ جنگ جاری رہی پھر لواتہ بلاد سرسور پر غالب آگئے اور انہیں عابد کی سخت زمین کے آخر تک لے گئے اور ان جنگوں میں سے کسی ایک جنگ میں وجدیجین کا شیخ جہات سرسور میں ملا کو مقام پر فوت ہو گیا۔ پھر زناتہ نے سرسور کی جانب جبل کریرہ میں پناہ لی۔ جہاں پر مغراوہ کے کچھ قبائل رہتے تھے اس زمانے میں ان کا شیخ علاہم کے نام سے مشہور تھا جو ان کے شیخ عمر بن تامصا کا جو اس سے پہلے فوت ہو چکا تھا پروردہ تھا اور زبربری زبان میں تامصا کے معنی جن کے ہیں جب لواتہ نے اس سے پناہ لی تو اس نے ان سے دھوکا بازی کی اور اپنی قوم کو بھڑکایا تو انہوں نے انہیں قتل کرنا اور صلیب دینا شروع کر دیا تو یہ بھاگ کر جبل معود اور جبل دراک میں چلے گئے اور ہمیشہ کے لئے وہیں کے ہو رہے اور وجدیجین اپنے مند اس کے موطن کے وارث ہوئے یہاں تک کہ بنو یلو مین اور بنو دمالو مین سے ہر ایک نے ان پر اپنی اپنی جانب سے غلبہ پالیا پھر دوسروں پر بنو عبد الواد اور بنو قو مین نے اس زمانے تک غلبہ پالیا ہے۔

واللہ وارث الارض و من علیہا

او غمرت: اس زمانے میں ان کا نام غمرت ہے اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہ درحمیں بن جانا کے بیٹوں میں سے وجدیجین کے بھائی ہیں یہ بڑی تعداد والے قبائل میں سے تھے اور ان کے موطن متفرق تھے اور ان کی اکثریت بلاد ضہاجہ کی جانب جبال میں امتثل سے الدونس تک آباد تھی اور انہوں نے ابو یزید صاحب الحمار کے ساتھ شیعوں میں بڑے کارنامے کئے تھے اور جب اسماعیل القائم نے ابو یزید پر غلبہ پایا تو اس نے ان پر حملہ کر کے ان میں خوب قتل و کشتار کیا اور اسی طرح اس کے بعد بلکین اور ضہاجہ نے بھی کیا اور جب ضہاجہ کی حکومت میں حماد اور اس کے بیٹوں کی وجہ سے اتنی پھیل گئی تو یہ بلکین کے خلاف ان کے پیروکار تھے اور جب حماد کی ابن ابی علی کے ساتھ جو ان کے مشائخ میں سے تھا جنگ جاری تھی تو یہ بھی حماد کے پاس جانے سے رکا رہا حالانکہ یہ بادیس کی جانب ان کا خاص آدمی تھا پس اس نے اس سے حسن سلوک کیا اور اس کے ساتھیوں کی مدد کی اور طلبہ اور اس کے مضافات کا امیر مقرر کر دیا یہاں تک کہ ہلائی عربوں نے آ کر مضافات میں ان پر غلبہ پالیا اور انہوں نے مسیلہ اور بلاد ضہاجہ کی جانب پہاڑوں میں پناہ لے لی اور وہیں مقیم ہو گئے اور قیلون کو شہروں میں سکونت کرنے کے لئے چھوڑ دیا اور جب زدادہ الزاب کے مضافات وغیرہ پر غلبہ ہوئے تو حکومت نے ان آباد پہاڑوں کا ٹیکس انہیں جاگیر میں دے دیا اور وہ اس زمانے تک دو حصوں میں ہیں اور یحییٰ بن علی بن سباع کی اولاد ان کے بطون میں سے ہے جو قدیم زمانے میں غمرت میں سے تھا یہ لوگ زناتہ کے کاہن موسیٰ بن صالح کی اولاد سے ہیں جو آج تک ان کے ہاں مشہور ہے اور وہ اس کے کلمات کو اپنی عجمی زبان میں رجز کے طریق پر آپس میں بیان کرتے ہیں جن میں اس زمانہ کی قبیلے کے ان حوادث کے حالات ہوتے ہیں جو اسے ملک و دولت اور قبائل اور شہروں پر غلبہ پانے کے لئے پیش آنے والے ہوتے ہیں بہت سے لوگوں نے ان واقعات کو صحیح طور پر رونما ہوتے دیکھا ہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے اس کے ایک لفظ کو نقل کیا ہے جس کے معنی عربی زبان میں یہ ہیں کہ تلمسان کا انجام پر بادی ہو گا اور اس کا چکر مل جے ہوئے نکل ہوں گے یہاں تک

کہ اس کی زمین کو ایک سیاہ زمیندار پھاڑے گا سیاہ یک چشم جوش میں آئے گا اور ثقہ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ان کلات کے پھل جانے کے بعد یہ دور دیکھا ہے جس میں ۷۰۰ عیسائیوں میں بنی مرین کی دوسری حکومت میں تلمسان برباد ہوا اور اس زبانی قبیلے کے درمیان اس کی پیروی کرنے اور اس پر حملہ کرنے کے بارے میں بہت زیادہ اختلاف ہو گیا۔ ان میں سے بعض اسے بنی اورولی خیال کرتے تھے اور دیگر لوگ اسے کاہن شیطان کہتے تھے اور ہم واضح طور پر اس کے صحیح حالات سے آگاہ نہیں ہوئے۔

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم لا رب غیرہ

فصل

بطون زناتہ میں سے بنی وارکلا اور صحرائے افریقہ

میں ان کی طرف منسوب شہر کے حالات اور

ان کی گردش احوال

بنو وارکلا زناتہ کا ایک طعن ہیں اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے یہ فرنی بن جانا کی اولاد میں سے ہیں جن کا ذکر گزر چکا ہے اور الدیرت 'مرنجیہ' ہرتبرہ اور نمالہ ان کے بھائی ہیں اور اس زمانے میں ان میں سے بنو وارکلا مشہور و معروف ہیں ان کا گروہ تھوڑا ہے اور ان کے موطن الزاب کے سامنے ہیں اور انہوں نے ایک شہر کی حد بندی کی جو اس زمانے تک ان کے نام سے مشہور ہے اور وہ بسکرہ سے آٹھ دن کی مسافت پر قبلہ سے دائیں جانب مغرب کی طرف ہے وہاں پر انہوں نے ایک دوسرے کے بالقابل ایک ہی نقشے کے مطابق محلات بنائے پھر ان کی آبادی بڑھ گئی تو وہ مل کر شہر بن گئے اور وہاں پر ان کے ساتھ مفراہہ میں سے بنی زنداک کی ایک جماعت بھی تھی جن کے پاس ۳۲۵ عیسائیوں میں ابوزید النکاری گرفتاری سے بچنے کے لئے فرار ہو کر گیا تھا اور ایک سال تک ان کے درمیان ٹھہرا رہا اور میلہ کی جانب سالات میں بنی برزال اور جبل اور اس میں بربری قبائل کے پاس آتا جاتا رہا اور انہیں النکاری یہ مذہب کی طرف دعوت دیتا رہا یہاں تک کہ اور اس کی جانب کوچ کر گیا اور اس شہر کی آبادی بڑھ گئی اور جب ہلالیوں نے مضافات میں ان پر غلبہ پایا اور اشج کو القلعہ اور الزاب کے مضافات مخصوص کر دیئے تو بنو وارکلا اور بہت سے زناتی سواروں نے وہاں پناہ لے لی۔

امیر ابوزکریا بن ابی حفص کی خود مختاری: اور جب امیر ابوزکریا بن ابی حفص افریقہ کا خود مختار حاکم بن بیضا ابن غانیہ کے پیچھے اس کے نواح میں گھومتا تو اس شہر سے بھی گزرا تو یہ اسے بہت اچھا لگا تو اس نے اس کو شہر بنانے میں بہت زحمت اٹھائی اور اس کی قدیم مسجد اور اس کی بلند اذان گاہ کی حد بندی کی اور اس پر پتھر میں اپنا نام اور اس کی تاریخ بنیاد لکھی اور اس زمانے میں یہ شہر الزاب سے صحرائی بیابان کے سر میں داخل ہونے کا دروازہ ہے جو بلاد سوڈان کی طرف پہنچاتا ہے جہاں پر اس میں داخل ہونے والے تاجر اپنے سامان کے ساتھ قیام کرتے ہیں اور اس زمانے میں اس کے باشندے بنو وارکلا اور ان کے بھائیوں بنی یفرن اور مغراوہ کی اولاد میں سے ہیں اور ان کا سردار سلطان کے نام سے معروف ہے جس کی شہرت ان کے درمیان بہت اچھی ہے اور اس دور میں اس کی حکومت بنی ابو عبدل کے ساتھ مخصوص ہے ان کا خیال ہے کہ وہ بنی داکین سے ہیں جو بنی وارکلا کا ایک گھرانہ ہے۔

اور اس دور میں ابو بکر بن موسیٰ بن سلیمان بنی ابو عبدل سے ہے اور ان کی ریاست اس جگہ سے قبلہ کی جانب میں مراحل تک سیدھی چلی جاتی ہے اور تھوڑی سی مغرب کی جانب مڑتی ہے جو مکر ت شہر سے قریب ہی ہے جو ملشمن کے وطن کا دار الخلافہ اور سوڈان کے حجاج کے سوار یوں کی جگہ ہے ضہاجہ میں سے ملشمن نے اس کی حد بندی کی اور وہی اس زمانے میں اس کے باشندے ہیں اور ان کے گھرانوں میں سے ایک امیر نے اس کا ساتھ دیا جسے وہ سلطان کے نام سے پہچانتے ہیں اس کے اور الزاب کے امیر کے درمیان مراسلت اور محائف کا تعلق پایا جاتا ہے۔

۹۴۷ء میں سلطان ابو عثمان کے زمانے میں بعض حکومتی مقاصد کے پیش نظر بصرہ آیا تھا اور میں نے حاکم مکر ت کے ایلچی سے امیر بصرہ یوسف بن مرنی کے پاس ملاقات کی تھی اور اس نے مجھے اس شہر کی آبادی میں اضافے اور مسافروں کے گزرنے کے بارے میں اطلاع دی تھی اور اس نے مجھے بتایا کہ اس سال مشرق کے تاجروں میں سے مالی شہر کی جانب جو مسافر ہمارے پاس سے گزرے ہیں ان کی سواریاں بارہ ہزار اونٹنیوں پر تھیں اور اس کے علاوہ بھی اس نے مجھے بتایا کہ ہر سال یہی ہوتا ہے اور یہ شہر مالی کے سلطان کی اطاعت میں ہے جو سوڈانی ہے اور بقیہ صحرائی علاقے اس زمانے میں ملشمن کے نام سے مشہور ہیں۔

فصل

بطون زناتہ میں سے دمر اور ان میں سے اندلس

میں حکمران بننے والوں کے حالات اور

اس کا آغاز و انجام

بنو دمر زناتہ میں سے ہیں اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ یہ درسیک بن الدیرت بن جانا کی اولاد میں سے ہیں اور ان کے قبائل بہت سے ہیں اور افریقہ میں ان کے موطن طرابلس کے پہاڑوں اور نواح میں ہیں اور ان میں سے کچھ افریقی عربوں میں سے ہیں جو سفر کرتے رہتے ہیں۔

بنو ورنیدہ: اور ان بنی دمر کے بطون میں سے بنو ورنیدہ بھی ہیں جو اس زمانے میں اپنی قوم کے ساتھ جبال طرابلس میں رہتے ہیں اور اسی طرح ان کے بطون میں سے ایک بطن بہت وسیع ہے جس کے بہت سے قبائل ہیں اور وہ بنو ورنیدہ بن ابن واثن بن داردرین بن دمر دان ہیں اور ان کے قبائل میں سے بنی ورنیدہ بنی عزروں اور بنی تغورت ہیں اور بسا اوقات یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ قبائل بنی ورنیدہ کی طرف منسوب نہیں ہوتے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

بنی ورنیدہ بن: اور اس زمانے میں بنی ورنیدہ بن کی اولاد تلمسان پر جھانکنے والے پہاڑ میں رہتی ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ اس کے سامنے کے میدان میں رہتی تھی پس بنو راشد نے ان سے اس وقت ٹڈ بھڑکی جب انہوں نے ان کو ان کے صحرائی شہروں سے اقل کی طرف جلا وطن کیا تھا اور ان میدانوں میں ان پر غالب آ گئے تھے پس وہ اس پہاڑ کی طرف چلے آئے جو اس عہد میں ان کے نام سے مشہور ہے اور تلمسان پر جھانکنے والا ہے۔

جن دنوں زناتہ باقی ماندہ بربر المستعمر کی دعوت سے وابستہ تھے اس وقت بنی دمر کے سرداروں اور جنگجو جوانوں میں سے کچھ لوگ اندلس گئے تھے اور سلطان نے انہیں اپنی فوج میں شامل کر لیا تھا اور اس کے بعد منصور بن ابی عامر نے اپنے معاہدے میں ان سے مدد مانگی اور المستعمرین نے ان کے ذریعے اپنی حکومت کو مضبوط کیا۔

المستعمرین کے خلاف بربر یوں کی جتھہ بندی: اور جب بربری المستعمرین اور اس کے بعد بنی حمود کے خلاف جتھہ بند ہو گئے تو انہوں نے اندلس کی عرب فوجوں سے مقابلہ کیا اور ان کے درمیان طویل جنگ نے خلافت کی لڑی کو کھیر دیا اور جماعت کی شیرازہ بندی کو منتشر کر دیا اور انہوں نے حکومت کی مقبوضہ زمینیں اور مضافات کی حکومتیں باہم تقسیم کر لیں۔

نوح الدمری: اور ان کے جوانوں میں سے نوح الدمری بھی تھا جو منصور کے عظیم اصحاب میں شامل تھا جسے المستعمرین نے

مورور اور ارکش کے مضافات کا حاکم مقرر کیا تھا اس نے ۴۰۴ھ میں وہاں پر جنگ کے دوران اپنی خود مختار حکومت قائم کر لی اور خود وہاں کا حاکم بن بیٹھا یہاں تک کہ ۴۳۳ھ میں فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹے ابو مناد محمد بن نوح کو حاکم مقرر کیا جس نے حاجب کا لقب اختیار کیا اور غرب اندلس میں اس کے اور ابن عباد کے درمیان ایک معاملہ چل رہا تھا۔

المقصد گرفتاری: اور المعتد اپنے ایک سفر میں ارکش کے قلعے کے پاس سے گزرا اور اس نے پوشیدہ طور پر اس کا چکر لگایا تو ابن نوح کے ایک ساتھی نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے اس کے پاس لایا تو اس نے اسے چھوڑ دیا اور اس کی عزت کی جس نے اسے احسان خیال کیا اور یہ ۴۴۳ھ کا واقعہ ہے پس وہ اپنے دار السلطنت کو چلا گیا اور اس کے بعد اس نے ان بربری بادشاہوں کی دوستی کی طرف رجوع کیا جو اس کے ارد گرد رہتے تھے اور اس نے اس ابن نوح کے لئے ارکش اور مورور کے کارنامے پر وہ چیزیں مباح کر دیں جو انہوں نے اس کے لئے مباح کی تھیں پس وہ سب اس کے قلعے دوست بن گئے یہاں تک کہ اس نے اس کے بعد ان کو ۴۴۵ھ میں ایک حوض کی طرف بلایا اور اپنے مضافات کے خاص باشندوں کو خصوصی دعوت دی اور اسے حمام میں داخل ہونے کے لئے مخصوص کیا جو اس نے ان کی حد درجہ مکرم کے لئے تیار کیا تھا اور ابن نوح ان میں سے اس کے پاس پیچھے رہ گیا پس جب وہ حمام کے اندر چلے گئے تو اس نے اسے ان پر بند کر دیا اور اس نے ہوا کے راستے بھی بند کر دیئے یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو گئے اور ابن نوح اپنے گزشتہ احسان کی وجہ سے قح گیا اور اس نے اسی وقت ان لوگوں کو بھیج دیا جنہوں نے ان کے قلعوں کو قبضے میں لے لیا پس اس نے انہیں اپنے مضافات میں شامل کر لیا جن میں رندہ شریش اور اس کے بقیہ مضافات شامل تھے اس کے بعد ابو مناد ابن نوح کی وفات ہو گئی اور اس کا بیٹا ابو عبد اللہ حکمران بن گیا اور ہمیشہ ہی المعتد اسے تنگ کرتا رہا یہاں تک کہ وہ ۴۵۸ھ میں حکومت سے الگ ہو گیا تو اس نے اسے اپنی عملداری میں شامل کر لیا اور محمد ابی مناد اس کے پاس چلا گیا یہاں تک ۴۶۸ھ میں فوت ہو گیا اور بنی نوح کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ والبقاء لله وحده سبحانه.

ابو عبد اللہ بن الحاجب ابی مناد محمد بن نوح الدمری

فصل

بنی دمر کے بطن بنی برزال کے حالات اور

اندلس میں قمر موتہ اور اس کے مضافات میں

ان کا حال اور آغاز و انجام

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یہ بنی برزال در فید بن بن ہاشم بن داروین بن دمر کی اولاد میں سے ہیں ہاؤ بنو

صدر بن بنو صمغان اور بنو ملوک ان کے بھائی ہیں یہ بنی برزال افریقہ میں رہتے تھے اور ان کے موطن جبل سالات اور اس کے قرب و جوار کے میلہ کے مضافات میں تھے اور انہیں عدی برتری اور غلبہ حاصل تھا اور وہ خوارج کے فرقوں میں سے نکار یہ فرقہ سے تعلق رکھتے تھے اور جب ابو یزید اسماعیل منصور کے آگے بھاگا اور اسے اطلاع ملی کہ محمد بن خزر اس کی گھات میں ہے تو اس نے سالات میں پناہ لینے کا ارادہ کیا اور اس کی طرف چلا گیا اور منصور کی فوجوں نے اسے ٹھک کر دیا تو وہ وہاں سے کناہ چلا گیا۔ اس کے حالات ہم پہلے بیان کر چکے ہیں پھر بنی برزال شیعہ کی اطاعت اور میلہ اور الزاب کے حاکم جعفر بن علی بن حمدون کی دوستی پر قائم ہو گئے یہاں تک کہ اس کے پیر و کار بن گئے۔

جعفر بن معد کی بغاوت: اور جب ۳۰۹ھ میں جعفر بن معد نے بغاوت کی تو یہ بنی برزال اس کے خواص میں شامل تھے اور یہ اھم المفسر کے زمانے میں اس کے ساتھ سمندر پار کر کے اندلس چلے گئے تو اس نے ان کو ملازمت دے دی اور انہیں اپنی فوج کے ان دستوں میں شامل کر لیا جن دنوں فوج میں مسلک قبائل زناتہ اور باقی ماندہ بربری دعوت اموی سے وابستہ ہو رہے تھے اور اس کی خاطر ادارہ سے جنگ کر رہے تھے پس یہ سب کے سب اندلس میں ٹھہر گئے اور ان میں سے بنی برزال کو غلبہ اور مشہور تو نگری حاصل تھی۔

منصور بن ابی عامر کی خود مختاری: اور جب منصور ابن ابی عامر نے اپنے خلیفہ ہشام کے مقابلہ میں خود مختاری کا ارادہ کیا اور اس نے حکومت کے آدمیوں اور حکمرانوں سے براہمانی کی توقع کی تو اس نے بنی برزال اور دیگر بربریوں پر بہت احسانات کئے جس سے اس کی حکومت اور قوت مضبوط ہو گئی یہاں تک کہ اس نے حکومت کے آدمیوں کو حقیر کر دیا اور اس کے نشانات مٹا دیئے اور اپنی حکومت کے ارکان کو مضبوط کر دیا۔

جعفر بن یحییٰ کا قتل: پھر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس نے ان کے حاکم جعفر بن یحییٰ کو ان کے ساتھ دھڑے بندی کرنے اور اس کے بعد ان کے مائل ہو جانے کے خوف سے قتل کر دیا پس وہ اس کے دھڑے بند ہو گئے اور وہ انہیں نمایاں ریاستوں اور بلند و بالاائی عملدار یوں میں عامل مقرر کرتا تھا اور بنی برزال کے اعیان میں سے ایک اسحاق بھی تھا جسے اس نے قریب موت اور اس کے مضافات کا والی بنایا اور وہ بنی عامر کے دور میں لگا کر وہاں کا والی رہا اور اسے عین نے اسے برابرہ کے ساتھ اپنی جنگ میں از سر نو وہاں کا والی مقرر کیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا عبد اللہ وہاں کا والی بنا۔

قرطبہ سے بنی حمود کی حکومت کا خاتمہ: اور جب قرطبہ سے بنی حمود کی حکومت کا خاتمہ ہوا اور اس کے باشندوں نے ۳۱۳ھ میں قاسم مامون کو وہاں سے کوچ کروا دیا تو اس نے اشبیلیہ جانے کا ارادہ کیا جہاں پر اس کا نائب محمد بن ابی زیری جو سرکردہ بربریوں میں سے تھا موجود تھا اور قریب موت میں عبد اللہ بن اسحاق برزالی موجود تھا پس قاضی ابن عباد نے ان دونوں سے قاسم کی اطاعت چھوڑنے اور اسے ان دونوں عملدار یوں میں آنے سے روکنے کے لئے خفیہ طور پر مشورہ کیا تو ان دونوں نے اس کی بات کو قبول کر لیا پھر اس نے عبد اللہ بن اسحاق کی جانب سے خفیہ طور پر اسحاق کو انتخاب کیا تو قاسم ان دونوں عملدار یوں سے انحراف کر کے شریش کی طرف چلا گیا اور ان میں ہر کوئی اپنی عملداری میں خود مختار بن بیٹھا۔

عبد اللہ کی وفات: پھر اس کے بعد عبد اللہ فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا محمد حکمران بنا اس کے اور اسے اس کے درمیان جنگ ہو

گئی اور یحییٰ بن علی بن حمود نے ۳۱۸ھ میں اشبیلیہ کی جنگ میں اس کے خلاف مدد دی پھر اس کے بعد ابن عباد کے ساتھ اس کا اتفاق ہو گیا اور اس نے عبداللہ بن افسس کے خلاف اس کی مدد کی اور ان دونوں کے درمیان جو جنگ ہوئی اس میں ابن افسس کے خلاف اس کی مدد کی اور ان دونوں کے درمیان جو جنگ ہوئی اس میں ابن افسس کو شکست ہوئی اور اس کے بیٹے مظفر کو فوج کے سالار نے محمد بن عبداللہ بن اسحاق کے قبضہ میں دے دیا اس کے بعد اس نے اس پر احسان کر کے اسے آزاد کر دیا۔

محمد بن اسحاق اور المعتضد کے درمیان جنگ: پھر محمد بن اسحاق اور المعتضد کے درمیان جنگ ہوئی اور اسماعیل بن المعتضد نے سواروں اور پیادوں کو کمین گا ہوں میں بٹھانے کے بعد ایک دن قرموطہ پر حملہ کر دیا اور محمد اپنی قوم کے ساتھ سوار ہو کر اس کے پاس گیا تو اسماعیل نے ہانگے کا بہانہ کر کے اس پر حملہ کر دیا یہاں تک کہ وہ کمین گا ہوں تک پہنچ گئے تو انہوں نے ان پر حملہ کر دیا اور محمد برزالی کو قتل کر دیا یہ ۳۳۲ھ کا واقعہ ہے۔

اور اس کے بیٹے العزیز بن محمد نے حکومت سنجال لی اور اپنے عہد کی پارٹیوں کے طوک کو خوش کرنے کے لئے المستطہر کا لقب اختیار کیا اور المعتضد آہستہ آہستہ مغربی اندلس پر غالب آتا گیا یہاں تک کہ اس نے اسے قرموطہ کی عملداری میں تنگ کر دیا اور اس سے اسے اور مور کو حاصل کر لیا پھر ۳۵۹ھ میں العزیز اس کے حق میں قرموطہ سے دستبردار ہو گیا اور المعتضد نے اسے اپنے مقبوضات میں شامل کر لیا اور اندلس سے بنی برزال کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا پھر اس کے بعد ان کا قبیلہ بھی جبل سالات میں ختم ہو گیا اور وہ گزشتہ لوگوں میں سے ہو گئے۔ والبقاء للہ وحملہ سبحانہ

العزیز محمد بن عبداللہ بن اسحاق البرزالی

فصل

طبقہ اولیٰ میں سے بنی دما تو اور بنی یلوی کے

حالات اور مغرب اوسط میں انہیں جو حکومت

وسطنت حاصل تھی اس کا آغاز و انجام

یہ دونوں قبیلے زمانہ کے قبائل میں سے ہیں اور طبقہ اولیٰ کے توابع میں سے ہیں ہمیں جانا تک ان دونوں کے نسب کے متعلق معلوم نہیں ہو سکا مگر ان دونوں کے نسب اس امر پر متفق ہیں کہ یلوی اور رتا جن جسے ابو حمرین کہتے ہیں دونوں بھائی ہیں اور مدیون ان دونوں کا ماں جایا بھائی ہے یہ بات ان کے کئی نسبوں نے بیان کی ہے اور اس زمانے میں بنو حمرین ان کو اس نسب سے پہچانتے ہیں اور ان کی دھڑ سے بنو حمرین قرار دیتے ہیں اور یہ دونوں قبیلے زمانہ کے بطون میں سے بہت

زیادہ بطون والے اور بہت شوکت والے ہیں اور ان سب کے موطن مغرب اوسط میں ہیں۔

اور ان میں سے بنی دما تو وادی خیاس اور مرات سے مشرق کی جانب اور اس کے قریب حلب کے قریب میں رہتے ہیں اور بنو یلومین اس سے مغربی کنارے پر جہات "بطحاء سب" سیرات "جبل حواریہ" اور بنی راشد میں مقیم ہیں اور کثرت و قوت میں مفراہہ اور بنی یفرن کو ان پر تقدم حاصل ہے اور جب مغرب اوسط میں بلکین بن زیری نے مفراہہ اور بنی یفرن پر قبضہ حاصل کیا تو انہیں مغرب اقصیٰ کی طرف نکال دیا اور یہ دونوں قبیلے اپنے موطن میں مقیم رہے اور ضہاجہ نے انہیں اپنی جنگوں میں استعمال کیا اور جب مغرب اوسط سے ضہاجہ کی حکومت کے سائے سکنے لگے تو یہ ان کی اپنی بڑائی جتانے لگے۔

الناصر بن علی اس: اور الناصر بن علی صاحب القلاع اور بجایہ کی حد بندی کرنے والے نے بنی دما تو کو دوستی کے لئے خاص کر لیا تو یہ یلومی کو چھوڑ کر اس کی قوم کے پیردکار بن گئے اور بنی دما تو کی حکومت انہی کے ایک گھرانے میں تھی جو بنی ماخوخ کے نام سے معروف تھے اور منصور بن الناصر نے ماخوخ کی ایک بہن سے شادی کر لی اس طرح انہیں حکومت میں حریہ عکرائی حاصل ہو گئی۔

تلمسان پر مراہطین کا قبضہ: اور جب مراہطین نے ۴۳۰ھ میں تلمسان پر قبضہ کیا اور یوسف بن تاشفین نے اپنے عامل محمد بن تميم کو وہاں بھیجا تو اس نے منصور کے شہروں اور مضافات پر قبضہ کر لیا یہاں تک کہ اس نے الجائر سے جنگ کی اور فوت ہو گیا تو تاشفین نے اس کے بھائی کو اس کی عملداری پر عامل مقرر کر دیا تو اس نے اشیر سے جنگ کر کے اُسے فتح کر لیا ان دونوں قبیلوں نے اس کی جوامداد کی اس نے منصور کو بعد میں غضب ناک کر دیا اور اس نے ضہاجہ کی فوجوں میں سے بنی دما تو کو منصور کے خلاف اکسایا جسے ماخوخ نے اپنی بہن بیاہ دی تھی پس اس نے اسے شکست دی اور شکست کھا کر بجایہ کی جانب جاتے ہوئے اس کا تعاقب کیا اور اسے محل میں داخل ہوتے وقت قتل کر دیا اسے اس کی بیوی نے دل ٹھنڈا کرنے کے لئے قتل کیا جو ماخوخ کی بہن تھی پھر وہ فوجوں کے ساتھ تلمسان کی طرف گیا اور اشج "ریاح زغبہ" کے عرب اور اس کے ساتھ شامل ہونے والے زنا تہ اکٹھے ہو گئے اور ۴۸۶ھ کا مشہور معرکہ ہوا جس میں ابن تميم المہسوفی شہر پر قبضہ کرنے کے بعد بھی زندہ رہا جیسا کہ ہم ضہاجہ کے حالات میں اس کا ذکر کر چکے ہیں۔

پھر منصور فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا العزیز حکمران بنا اور ماخوخ نے اپنی عکرائی اُسے دے دی اور العزیز نے بھی اس کی بیٹی سے رشتہ کیا اور اس نے اسے اس کے ساتھ بیاہ دیا اور مغرب اوسط کے نواح میں "محرانی" لوگ طاقت ور ہو گئے اور دونوں قبیلوں بنی دما تو اور بنی یلومی کے درمیان جنگ کی آگ بھڑک اٹھی اور ان کے درمیان کئی معرکے ہوئے اور ماخوخ فوت ہو گیا اور اس کی قوم کی حکومت کو اس کے بیٹوں تاشفین علی اور ابو بکر نے سنبھالا اور زنا تہ ثانیہ کے قبیلوں نے جو بنی عبد الواد تو جین اور بنی راشد میں سے تھے اور مفراہہ میں سے بنی درمغان نے ان کی مدد کی اور بعض اوقات بنو مزین نے قرب موطن کی وجہ سے اپنے بھائی بنی یلومی کی مدد کی۔ مگر اس زمانے میں زنا تہ ثانیہ ان دونوں قبیلوں سے مغلوب تھے اور ان کی امارت ان کے ماتحت تھی یہاں تک کہ موحدین کی حکومت آ گئی۔

عبد المؤمن کی مغرب اوسط پر چڑھائی: اور عبد المؤمن نے تاشفین بن علی کی اتباع میں مغرب اوسط پر چڑھائی کی

اور بنی دما تو میں سے ابوبکر بن ماخوخ اور یوسف بن زید نے اس کی اطاعت کرنے میں پیشقدمی کی اور سبزہ زار زمین میں اس کے پاس چلے گئے تو اس نے ابن داندین کی نگرانی کے لئے ان کے ساتھ موحدین کی فوج بھیج دی تو انہوں نے بنی یلومی اور بنی عبدالواد کے علاقے میں خوب خوزیزی کی اور ان کا فریادی تاشغین بن علی بن یوسف کے پاس گیا تو اس نے فوجوں کے ساتھ انہیں مدد کی اور انہوں نے منداس میں پڑاؤ کیا اور مفرادہ میں سے بنو رستخان اور بنی بادین میں سے بنی تو جین بنی یلومی کے واسطے اکٹھے ہو گئے اور بنو عبدالواد اور ان کا سردار حمامہ بن مظہر اور بنی حرین میں سے بنو یکساں بھی ان کے ساتھ شامل تھے۔

بنی دما تو پر حملہ: انہوں نے بنی دما تو پر حملہ کر کے ابوبکر کو چھ سو آدمیوں سمیت قتل کر دیا اور ان کی غنائم حاصل کیں اور موحدین اور بنی دما تو کی ایک جماعت جبل سیرات میں قلعہ بند ہو گئی اور تاشغین بن علی فریادی بن کر عبدالموہن کے پاس گیا اور ان کے ساتھ مل کر آیا یہاں تک کہ تاشغین بن علی تلمسان آیا اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ جب وہ اس کے پیچھے دہران کی طرف گیا تو شیخ ابو حفص موحدین کی فوجوں کے ساتھ بلا دناتہ کی طرف گیا تو انہوں نے ان کے علاقے کے وسط میں منداس میں پڑاؤ کیا اور ان میں خوب خوزیزی کی یہاں تک کہ انہوں نے اطاعت اختیار کر لی اور دعوت میں داخل ہو گئے اور وہ دہران کے محاصرہ سے عبدالموہن کے پاس اس کے مقام پر گیا اور ان کے لیڈر شیخ بن یلومی سید الناس بن امیر الناس اور شیخ بنی عبدالواد حمامہ بن مظہر اور شیخ بنی تو جین عطیہ الحجو وغیرہ تھے تو اس نے ان کو خوش آمدید کہا۔

زناتہ کی بغاوت: پھر اس کے بعد زناتہ نے بغاوت کر دی اور بنی یلومی بھات میں اپنے قلعے میں قلعہ بند ہو گئے اور ان کا شیخ سید الناس اور مدرج جو سید الناس کے بیٹے تھے وہ بھی ان کے ساتھ تھے پس موحدین کی فوجوں نے ان کا محاصرہ کر لیا اور ان پر غالب آ گئے اور انہیں مغرب کی طرف واپس بھیج دیا اور سید الناس مراکش میں اترا۔ اور وہیں پر عبدالموہن کے عہد میں اس کی وفات ہوئی اور اس کے بعد بنو ماخوخ بھی فوت ہو گئے۔

بنو یلومی اور بنو تو جین کا جھگڑا: اور جب ان دونوں قبیلوں کے امیر نے بغاوت کی تو بنو یلومی نے ان عملدار یوں میں بنو تو جین سے کشاکش کی اور اس کے ارد گرد کے علاقے کے بارے میں ان سے جھگڑا کیا پھر اس کی اطراف میں ان سے جنگ کی اور بنی تو جین کے شیخ عطیہ الحجو نے ان کا کام سنبھال لیا اور اس کی قوم میں سے بنی منکوش بھی اس کے ساتھ اس جنگ کی آگ میں داخل ہو گئے اور انہوں نے ان کے موطن میں ان پر غلبہ پالیا اور انہیں رام کر لیا اور انہیں ان کی قیام گاہوں میں ان کا پڑوسی بنادیا اور موحدین کی دوستی اور مخالفت کی وجہ سے بنو عبدالواد اور تو جین ان دونوں قبیلوں وغیرہ پر غالب آ گئے پس ان کی حالت بگڑ گئی اور ان کا قیٹون ان زناتہ میں بکھر گیا جو بنی عبدالواد اور تو جین میں سے ان کے اوطان کے وارث ہوئے تھے۔ والبقاء اللہ سبحانہ۔

بنی دما تو کا بطن بنو یامدس: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ لوگ مفرادہ میں سے ہیں اور ان کے موطن مغرب اقصیٰ اور اوسط کی جانب اس دشوار گزار پہاڑ کے پیچھے ہیں جو اپنی آبادی کی وجہ سے انہیں گہرے ہوئے ہے اور جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور انہوں نے اپنے موطن میں قلعے اور محلات کی حد بندی کی اور وہاں کجوروں انکوروں اور دیگر پھلون کے باغات

بنائے اور ان میں سے کچھ باغات بھلا سر کی جانب تین مراحل پر واقع ہیں جسے وطن قوات کہتے ہیں اس میں متعدد محلات ہیں جو دوسو کے قریب ہیں جو مشرق سے مغرب کو جاتے ہیں اور آخری باغ مشرق کی جانب ہے جسے تمنطیت کہتے ہیں اور یہ ایک شہر ہے جو آبادی سے بھرپور ہے اور اس زمانے میں مغرب سے سوڈان کے شہر مالی کی طرف آنے والے تاجروں کی فرودگاہ ہے اور شہر سے اس تک اور اس کے اور مالی کے علاقے کی سرحد کے درمیان ایک راہ نا آشنا جنگل ہے جس میں جانے والا کوئی شخص ملشمن کے خیر راہ نما کے بغیر جو اس دیرانے میں سفر کرتے رہتے ہیں راستہ معلوم نہیں کر سکتا اور تاجروں کو بہت سی شروط کے ساتھ ان کے راستے سے کرائے پر حاصل کرتے ہیں اور سوس کے جنگل سے مغرب کی جانب بلند محلات کا ایک شہر بودی ہے جو مالی کے مضافات کی آخری سرحد ولاتن تک سوار ہونے کی جگہ ہے پھر جب سوس کے صحرائی لوگ اس کے راستوں پر غارت گری کرنے لگے اور اس کے مسافروں سے الجھنے لگے تو انہوں نے اسے ترک کر دیا اور تمنطیت کے بالائی علاقے کے ایک راستے سے ملک سوڈان کو جانے لگے اور ان محلات سے تلمسان کی جانب دس مراحل کے فاصلے پر بیکارین کے بہت سے محلات ہیں جو ایک مغرب سے مشرق کی طرف جانے والی وادی میں ایک سو کے قریب ہیں جو بہت آباد اور باشندوں سے الے ہوئے ہیں اور صحرا میں ان عجیب و غریب محلات کے اکثر باشندے بنو یامہس ہیں اور ان کے ساتھ برابر کے بقیہ قبائل و تظفیر مصاب بنی عبدالواد اور بنی مزین بھی رہتے ہیں جو بڑی تعداد اور ساز و سامان والے ہیں اور احکام اور ٹیکسوں کی ذلت سے دور ہیں اور ان میں پیادہ اور سوار بھی ہیں اور ان کی اکثر معاش کچی کھجوریں ہیں اور ان میں بلاد سوڈان کی طرف جانے والے تاجر بھی ہوتے ہیں اور ان کے تمام مضافات عربوں کی جولانگاہ ہیں جو عبید اللہ سے مخصوص ہیں جنہیں اس نے سفر کے لئے معین کیا ہے اور بسا اوقات بنو عامر بن زغنه بھی نیکرارین میں ان کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں جہاں بعض سالوں میں ان کے چراگاہیں تلاش کرنے والے پہنچ جاتے ہیں۔

عبید اللہ: اور عبید اللہ نے ان کے لئے ضروری قرار دیا ہے کہ وہ ہر سال قوات کے محلات اور تمنطیت شہر کی طرف سردیوں کا سفر کیا کریں اور ان کے چراگاہوں کے متلاشیوں کے ساتھ تاجروں کے قافلے شہروں اور ٹیلوں سے نکلتے یہاں تک کہ تمنطیت میں اتر پڑتے پھر وہاں سے بلاد سوڈان میں چلے جاتے ہیں اور ان صحرائی بلاد میں جاری پانی کے حصول میں ایک عجیب بات پائی جاتی ہے جو مغرب کے ٹیلوں میں نہیں پائی جاتی اور وہ یہ ہے کہ ایک بہت گہری نہ والا کنواں کھودا جاتا ہے اور اس کی اطراف کو بنایا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ کھائی سے ٹھوس پتھروں تک پہنچ جاتی ہیں جنہیں کدالوں اور کلباڑیوں سے گھرا جاتا ہے یہاں تک کہ ان کا جسم نرم پڑ جاتا ہے پھر کام کرنے والے اوپر آ جاتے ہیں اور اس پر لوہے کا ٹکڑا پھینکتے ہیں جو پانی کے اوپر اس کی سطح کو توڑ دیتا ہے اور وہ اوپر چڑھتا آتا ہے اور کنواں بہتا ہوا سطح زمین پر آ جاتا ہے اور ان کا خیال ہے کہ بسا اوقات ہر چیز سے اپنی سرعت میں بڑھ جاتا ہے اور یہ عجیب بات قوات تیکرارین اور وارکلا اور ربیع کے محلات میں بھی پائی جاتی ہے اور دنیا الیہ العجائب ہے واللہ الخلاق العظیم یہ زمانہ کے طبقہ اولیٰ کے بارے میں آخری بات ہے اب ہم طبقہ ثانیہ کے حالات کی طرف رجوع کرتے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جن کی حکومت اس عہد تک قائم ہے۔

فصل

زناتہ کے طبقہ ثانیہ کے حالات اور ان کے

انساب و قبائل کا تذکرہ اور ان کا آغاز و انجام

زناتہ کے طبقہ اولیٰ سے حکومت کے خاتمہ سے قبل جو ضہاجہ اور ان کے بعد مرابطین کے ہاتھوں میں تھی، ہم قبل الہیں بہت گفتگو کر چکے ہیں کہ ان اقوام کی دھڑے بندی ان کی حکومت کے خاتمہ سے منتشر ہو چکی تھی اور ان میں سے کچھ بطون باقی رہ گئے تھے جنہوں نے حکومت کے لئے کوئی جدوجہد نہیں کی اور نہ ہی وہ خوشحالی کے قابل تھے پس وہ مغربین کے اطراف میں اپنی قیام گاہوں میں اقامت پزیر ہو گئے اور وہ جنگل اور ٹیلوں کی دونوں جانب چراگاہیں تلاش کرتے آتے تھے اور حکومتوں کا حق اطاعت ادا کرتے تھے اور وہ زناتہ کی پہلی قوموں کی اولاد پر غالب آ گئے حالانکہ اس سے قبل وہ ان سے مطلوب تھے پس انہیں غلبہ اور دبدبہ حاصل ہو گیا اور حکومتوں کو ان کی مدد کرنے اور ان سے دوستی کرنے کی ضرورت ہوئی یہاں تک کہ موحدین کی حکومت ختم ہو گئی تو انہوں نے حکومت کی طرف گردن بلند کر کے دیکھا اور اپنے باشندوں کے ساتھ مل کر اس میں اپنا حصہ مقرر کیا اور انہیں حکومتیں حاصل ہوئیں جن کا ہم ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ۔

اور اس طبقہ کے اکثر لوگ بنی واسین بنی یصلن سے تھے جو مفرادہ اور بنی یفرن کے بھائی تھے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بنی دانت بن وریک بن جانا سے ہیں جو مفرادہ اور ناجدہ کے بھائی ہیں اور ان انساب کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور ان بنی واسین میں سے کچھ لوگ قسطلہ شہر میں رہتے تھے۔

ابو یزید النکاری: اور ابن الرقی نے بیان کیا ہے کہ جب ابو یزید النکاری جبل اور اس پر غالب آیا تو اس نے انہیں توڑ کے بارے میں لکھا اور انہیں اس کا محاصرہ کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے ۳۳۳ھ میں اس کا محاصرہ کر لیا اور بعض اوقات ان کے کچھ لوگ اس عہد میں الحامہ شہر میں بھی رہتے تھے جو بنی درتا جن کے نام سے مشہور تھے جو ان کا ایک بطن ہے اور ان کی اکثریت ہمیشہ مغرب اقصیٰ میں طویہ اور جبل راشد کے درمیان رہی ہے۔

موسیٰ بن العافیہ: اور موسیٰ بن ابی العافیہ نے اپنے خط میں الناصر اموی کو اس جنگ کے بارے میں بتایا وہ ابو القاسم شیبی کے غلام میسور اور اس کے ساتھی زناتہ قبائل سے کر رہا تھا پس اس نے جن لوگوں کا ذکر کیا ہے ان میں طویہ کا بھی ذکر کیا ہے اور قبائل بنی واسین بنی یفرن بنی ریتا بنی درغت اور مطماطہ میں سے صرف بنی واسین کا ذکر کیا ہے کیونکہ حکومت سے قبل یہ موطن ان کے موطن میں سے تھے۔

اس طبقہ کے بطون: اس طبقہ کے بطون میں سے بنو مرین ہیں جو ان سے زیادہ تعداد اور مضبوط سلطنت اور بڑی حکومت

والے تھے اور ان میں سے بنو عبد الواد بھی ہیں جو کثرت و قوت میں ان کے بعد ہیں اور اسی طرح ان کے بعد بنو تو جین ہیں جو اس طبقہ میں صاحب حکومت ہیں اور ان میں بنی یادین کے بھائی بنو راشد بھی ہیں جن کے پاس کوئی حکومت نہیں جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور اسی طرح ان میں صاحبان حکومت بھی ہیں جو ان کے نسب سے نہیں جو مفر اوہ کی اولاد میں سے وادی حلب میں ان کے پہلے موطن میں رہتے ہیں پس ان کی پہلی قوم کے خاتمہ کے بعد ان میں حکومت کی رگیں حرکت کرنے لگیں تو انہوں نے اس قوم کے ساتھ اس کی رسی میں باہم کشاکش کی اور انہیں اپنے موطن میں حکومت حاصل تھی جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے اور اس طبقہ میں ان کے بہت سے بطون ہیں جنہیں کوئی حکومت حاصل نہیں ہم ان کے قبائل کی تفصیل کے ساتھ ان کا ذکر کریں گے ان کے سب قبائل زرجیک بن واسین سے نکلتے ہیں جن میں سے بنو یادین ابن محمد اور بنو مرین بن ورتا جن بھی ہیں۔

بنو ورتا جن: اور بنو ورتا جن بن ورتا جن بن ماخوخ ابن جرتع بن قاتن بن بدر مختف بن عبد اللہ بن ورتیک بن المعز بن ابراہیم بن زجیک کی اولاد سے ہیں۔

بنو مرین: اور بنو مرین بن ورتا جن کے متعدد قبائل اور بطون میں جیسا کہ ہم ابھی ذکر کریں گے یہاں تک کہ بنی ورتا جن کے بقیہ قبائل بکثرت ہو گئے اور بنو ورتا جن بھی اپنے جملہ قبائل و شعوب میں شمار ہونے لگے۔

بنو یادین: اور بنو یادین بن محمد زرجیک کی اولاد میں سے ہیں لیکن اب میں ذکر نہیں کروں گا کہ ان کا نسب کس طرح اس کے ساتھ ملتا ہے اور وہ بہت سے قبائل میں بٹ گئے ہیں جن میں سے بنو عبد الواد بنو تو جین بنو مصاب اور بنو زروال بھی ہیں اور ان سب کو یادین بن محمد کا نسب اکٹھا کرتا ہے اور اس محمد میں یادین اور بنو راشد اکٹھے ہو جاتے ہیں پھر محمد ورتا جن کے ساتھ زرجیک بن واسین میں اکٹھا ہو جاتا ہے اور یہ سب کے سب زناۃ اولیٰ کے درمیان ان بطون و قبائل کے بڑھنے سے قبل بنی واسین کے نام سے مشہور تھے اور زمانے کے ساتھ ساتھ پھلتے جاتے تھے اور ان کے مغرب کی طرف آنے سے قبل ارض افریقہ صحرائے برقہ اور بلاد الزاب میں زناۃ اولیٰ کی اولاد میں سے کچھ گروہ رہتے تھے ان میں سے کچھ غذا مس کے محلات میں رہتے تھے جو سرت کی جانب دس مراحل پر ہے اور عہد اسلام سے اس کی حد بندی ہو چکی ہے یہ سرزمین کئی قلعوں اور محلات پر مشتمل ہے جن میں سے بعض بنی ورتا جن کے ہیں اور بعض بنی واطاس کے ہیں جو بنی مرین کا ایک قبیلہ ہے ان کا خیال ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے ان کی حد بندی کی ہے اور اس زمانے میں ان کی آبادی اور تمدن میں بہت اضافہ ہو چکا ہے کیونکہ یہ سوڈانی حجاج کی فرد گاہ بن چکے ہیں اور تاجر ہزہ زاروں اور ٹیلوں کو چھوڑ کر راستے میں حائل صحرائے ریگ کو طے کر کے مصر اور اسکندریہ کی طرف آرام کرنے کے لئے لوٹتے ہیں نیز یہ محلات اس جنگل میں داخلے کا دروازہ بن گئے ہیں۔

اور بنی ورتا جن میں سے ایک بہت بڑی قوم قابس کے مغرب میں الحامہ شہر میں رہتی ہے جس کے محافظ بہت ہیں اور انہیں بڑی قوت حاصل ہے اور اس کی آبادی کی زیادتی اور اس کے بازاروں کے چالو ہونے کی وجہ سے تاجر سامانوں کے ساتھ اس کی طرف سفر کرتے ہیں اس زمانے میں بنی مرین اس سے محروم ہیں اور وہاں پر وہ لوگ رہتے ہیں جنہیں پناہ دی جاتی ہے وہ فیکس ادا نہیں کرتے اور نہ تاوان کو برداشت کرتے ہیں گو یا وہ اپنی قوت اور جنگجویی اور عزت کی وجہ سے اس

سے آشنائی نہیں ہیں۔

اور ان کا خیال ہے کہ ان کے اسلاف بنی ورتاجن نے اس کی حد بندی کی تھی اور ان کی حکومت ان کے ایک گھرانے میں ہے جو بنی و شام کے نام سے معروف ہے اور کبھی کبھی عہد خلافت اور حکومت کے دباؤ نے ان کے سرداروں پر فخر کیا پس یہ بھی ان باتوں سے مقابلہ کرتے رہے۔ جو عوام کو تکلیف دیتی ہیں جیسے معبودوں کا بنانا اور عید کے روز باوشاہ کے لباس سے استہزاء کرتے ہوئے اور اطاعت کی عادت کو بھولتے ہوئے سلطان کے لباس میں باہر نکلتے ان کے پڑوسیوں کی حالت یہ تھی کہ وہ تو زرا اور نقطہ کے رؤسا تھے اور اس استہزاء میں سب سے بڑھ کر یلال تھا جو زرا کا پیشرو تھا۔

بنی واسمین: اور بنی واسمین مصاب کے محلات میں رہتے تھے جو قبلہ کی جانب جبل تیلر سے پانچ مراحل پر ہے اور مغرب میں بنی ریفہ کے محلات سے تین مراحل پر ریزار سے ورے ہے اور یہ اس قوم کا نام ہے جنہوں نے ان کی حد بندی کی تھی اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے بنی یادین کے کچھ قبائل ان میں فروکش ہو گئے تھے اب انہوں نے ان کو پھر ملی زمین کے درمیان جو حمادہ کے نام سے معروف ہے العرق کے راستوں میں نہایت مضبوط طور پر بنایا ہے جس میں قبلہ کی جانب کچھ فرائخ پر ان شہروں کے بارے میں دستاویز پڑی ہوئی ہے اور اس زمانے میں ان کے باشندے بنی عبدالواد سے بنی یادین بنی تو جین مصاب اور بنی برزال اور وہ لوگ ہیں جو زمانہ کے قبائل میں سے آ کر ان کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں۔ اگرچہ ان کی شہرت مصاب اور اس کی عمارتوں اور پودوں سے مختص ہے اور بنی ریفہ اور الزاب کی طرح حکومت کے انتشار سے جماعتیں بھی منتشر ہو گئی ہیں۔

اور ان میں ایک گروہ جو بنی عبدالواد میں سے ہے افریقہ کے جبل اور اس کے عہد قدیم سے پہلی فتح کے وقت سے وطن بنائے ہوئے ہے اور اس کے باشندوں کے درمیان مشہور لوگ ہیں۔

بنی عبدالواد کے متعلق مورخین کا قول: اور بعض مورخین نے بنی عبدالواد کے متعلق بیان کیا ہے کہ یہ لوگ عقبہ بن نافع کے ساتھ مغرب کی فتح میں شامل تھے جب وہ اپنی دوسری عسکرانی میں دیار مغرب میں داخل ہو کر سوس کے بحر محیط چلا گیا تو ان غازیوں میں سے کچھ لوگ اس کی واپسی کے وقت وفات پا گئے اور انہوں نے میدان جنگ میں بڑی بہادری اور شجاعت کا مظاہرہ کیا تھا پس اس نے ان کے لئے دعا کی اور جنگ کی تکمیل سے قبل ہی انہیں واپس جانے کی اجازت دے دی۔

اور جب زمانہ کتامہ اور ضہاجہ کے سامنے حیرت زدہ ہو گئے تو بنی واسمین کے تمام قبائل طویہ کے درمیان اکٹھے ہوئے اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ ان کے بطون اور قبائل متفرق ہو گئے اور مغرب اقصیٰ اور اوسط میں بلاد الزاب تک اور ان کے قریب جو افریقی صحرائے پھیل گئے جب کہ ان تمام میدانوں میں عربوں کے لئے پانچویں صدی تک جانے کے لئے کوئی راستہ نہ تھا جیسا کہ قبل ازیں بیان ہو چکا ہے۔

اور وہ ان علاقوں میں ہمیشہ عزت کا لباس زیب تن کئے غیرت کے ساتھ رہے ان کی کمائی چوپائے اور مویشی تھے اور وہ مسافروں پر ظلم کر کے اور اٹھے ہوئے نیزوں کے سائے میں رزق تلاش کرتے تھے اور قبائل کے ساتھ جنگیں کرنے اور حکومتوں اور اقوام کے ساتھ فخر کرنے اور بادشاہوں کے ساتھ مقابلہ کرنے میں ان کے بہت سے کارنامے ہیں جن میں سے ہم کچھ بیان کریں گے اور ان کے بلاستیعاب بیان پر زیادہ توجہ بھی نہیں دی گئی۔

اور اس کا سبب یہ ہے کہ عربی زبان عرب حکومت اور عرب قوم کے غلبہ کے لئے زیادہ استعمال ہوتی تھی اور تحریر بھی حکومت اور حاکم کی زبان میں ہوتی تھی اور عجمی زبان اس کے پردوں کے نیچے مستور اور اس کے خلاف میں پوشیدہ رہتی تھی اور قدیم صدیوں سے اس زبانی قوم میں کوئی ایسا بادشاہ نہیں ہوا جو لکھنے والوں کو یہ زحمت دے کہ وہ ان کی جنگوں اور حالات کو ضبط تحریر میں لادیں اور نہ شہریوں اور ہنزہ زار کے باشندوں سے ان کا میل ملاپ تھا کہ وہ ان کے کارناموں کا مشاہدہ کرتے کیونکہ یہ دور دراز ویرانوں میں رہتے تھے جیسا کہ آپ نے دیکھا کہ یہ لوگ اپنے موطن میں اطاعت سے وحشت محسوس کرتے تھے پس یہ غفلت میں زندہ رہے یہاں تک کہ ان میں سے بہت سے آدمی فنا ہو گئے اور ان کی حکومت کے بعد ہمارے پاس کوئی ناظر بات ہی نہیں ہے جس کے پیچھے وہی مورخ پڑتا ہے جو اس کے راستوں کا ماہر ہے اور اس کی گھاٹیوں کا جاننے والا اور اس کی کمین گاہوں سے اُسے اٹھانے والا ہوتا ہے اور وہ ان جنگلات میں قیام پذیر رہے اور جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ حکومت کی بلند یوں پر چڑھ گئے۔

مصابیحی یا دینی محمد بن رزجلیک بن حسین بن مسری ذاکا بن دریک بن ادیرت بن جاتا۔
 ۱۴۱۲ھ
 ۱۴۱۳ھ
 ۱۴۱۴ھ
 ۱۴۱۵ھ
 ۱۴۱۶ھ
 ۱۴۱۷ھ
 ۱۴۱۸ھ
 ۱۴۱۹ھ
 ۱۴۲۰ھ
 ۱۴۲۱ھ
 ۱۴۲۲ھ
 ۱۴۲۳ھ
 ۱۴۲۴ھ
 ۱۴۲۵ھ
 ۱۴۲۶ھ
 ۱۴۲۷ھ
 ۱۴۲۸ھ
 ۱۴۲۹ھ
 ۱۴۳۰ھ
 ۱۴۳۱ھ
 ۱۴۳۲ھ
 ۱۴۳۳ھ
 ۱۴۳۴ھ
 ۱۴۳۵ھ
 ۱۴۳۶ھ
 ۱۴۳۷ھ
 ۱۴۳۸ھ
 ۱۴۳۹ھ
 ۱۴۴۰ھ
 ۱۴۴۱ھ
 ۱۴۴۲ھ
 ۱۴۴۳ھ
 ۱۴۴۴ھ
 ۱۴۴۵ھ
 ۱۴۴۶ھ
 ۱۴۴۷ھ
 ۱۴۴۸ھ
 ۱۴۴۹ھ
 ۱۴۵۰ھ
 ۱۴۵۱ھ
 ۱۴۵۲ھ
 ۱۴۵۳ھ
 ۱۴۵۴ھ
 ۱۴۵۵ھ
 ۱۴۵۶ھ
 ۱۴۵۷ھ
 ۱۴۵۸ھ
 ۱۴۵۹ھ
 ۱۴۶۰ھ
 ۱۴۶۱ھ
 ۱۴۶۲ھ
 ۱۴۶۳ھ
 ۱۴۶۴ھ
 ۱۴۶۵ھ
 ۱۴۶۶ھ
 ۱۴۶۷ھ
 ۱۴۶۸ھ
 ۱۴۶۹ھ
 ۱۴۷۰ھ
 ۱۴۷۱ھ
 ۱۴۷۲ھ
 ۱۴۷۳ھ
 ۱۴۷۴ھ
 ۱۴۷۵ھ
 ۱۴۷۶ھ
 ۱۴۷۷ھ
 ۱۴۷۸ھ
 ۱۴۷۹ھ
 ۱۴۸۰ھ
 ۱۴۸۱ھ
 ۱۴۸۲ھ
 ۱۴۸۳ھ
 ۱۴۸۴ھ
 ۱۴۸۵ھ
 ۱۴۸۶ھ
 ۱۴۸۷ھ
 ۱۴۸۸ھ
 ۱۴۸۹ھ
 ۱۴۹۰ھ
 ۱۴۹۱ھ
 ۱۴۹۲ھ
 ۱۴۹۳ھ
 ۱۴۹۴ھ
 ۱۴۹۵ھ
 ۱۴۹۶ھ
 ۱۴۹۷ھ
 ۱۴۹۸ھ
 ۱۴۹۹ھ
 ۱۵۰۰ھ

فصل

حکومت سے قبل اس طبقہ کے حالات اور ان

کی گردش احوال اور سلطنت و حکومت پر ان کا غلبہ

اس طبقہ کے لوگ بنی واسین اور ان کے ان قبائل سے تھے جن کو ہم نے زمانہ اولیٰ کے تابعین کا نام دیا ہے اور جب زمانہ ضہاجہ اور کتامہ کے آگے مغرب اقصیٰ کی طرف آگئے تو یہ بنی واسین اس جنگل کی طرف چلے گئے جو صاعکے درمیان واقع ہے اور اس زمانے میں یہ لوگ سب سے پہلے مغرب کے بادشاہ کی طرف رجوع کرتے تھے جو کتامہ تھے پھر ان کے بعد مفرادہ کی طرف رجوع کرتے تھے پھر بنی ضہاجہ کی بلخ مغرب سے بہت گئی اور ان کی حکومت بھی کچھ سڑگنی پھر قبائل زمانہ کے ساتھ قاصیہ کے خلاف جمع ہونے لگے پس ان کی بجلیاں چمک اٹھیں اور زمانہ کے مقبوضات میں ان کے منابت خوش حال ہو گئے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور اس کے مضامقات کو بنو دما تو اور بنو یلوی نے دو اطراف سے آپس میں تقسیم کر لیا اور ملوک ضہاجہ قلعہ والے تھے جب یہ غرب کے لئے پڑاؤ کرتے تو وہ ان کو اس کے ساتھ جنگ کے لئے جمع کرتے اور ان کی فوجوں کو اس میں دور تک گھس جانے کے لئے اکٹھا کرتے تھے۔

اور بنو واسین کے ساتھ جو مشہور قبائل جیسے بنی مرین بنی عبدالواذ بنی تو جین اور مصاب تھے متفرق ہو گئے انہوں نے ملویہ اور الزاب کے درمیانی علاقے پر قبضہ کر لیا اور جن زمانہ کا ہم نے ذکر کیا ہے انہوں نے جن علاقوں پر قبضہ کیا ان میں سے المفریان کو حاصل نہ کر سکے۔

اور ان سبزہ زاروں اور مضامقات کے علاقوں میں زمانہ میں سے بنی دما تو اور بنی یلوی کو مغرب اوسط میں حکومت حاصل تھی اور بنی یفرن اور مفرادہ تلمسان میں بنی واسین اور ان کے قبائل کے لئے فوجیں جمع کرتے تھے اور جو ان سے مزاحمت کرتا یا ملوک ضہاجہ میں سے ان کے ساتھ جھگڑا کرتا تھا اس پر وہ اپنی فوجوں کے ساتھ غالب آ جاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ زمانہ اور دیگر لوگ ان سے اپنے موطن کے بارے میں جھگڑا کرتے تھے اور وہ ان لوگوں کو جو جنگلات میں ان کے ہاں محتاج تھے مالی سے قرضہ حسد ہتھیار اور دانے قرض دیتے تھے پس وہ ان سے مال کھاتے اور رشوت لیتے تھے۔

بنی ہلال بن عامر: اور جب بنی ہلال بن عامر کے مضبوط عربوں کا تیز جھکڑ بنی حماد پر چلا اور انہوں نے قیروان اور مہدیہ میں المعز اور ضہاجہ کی حکومت کو روند ڈالا تو انہیں بھی ان کی بہت ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ ان کی مدد سے پناہ لیں اور انہوں نے مغرب اوسط پر حملہ کر کے بنی حماد کو ان کے دار السلطنت سے ہٹا دیا اور وہ اپنی مدافعت میں زمانہ کی طرف بھی بڑھے تو مفرادہ میں سے بنو یعلیٰ ملوک تلمسان اس کے لئے اکٹھے ہوئے اور بنی مرین بنی عبدالواذ تو جین اور بنی راشد میں سے جو بنو واسین ان کے پاس تھے انہیں جمع کیا اور اپنے وزیر ابو سعید خلیفہ کو ہلالیوں سے جنگ کرنے پر ان کے مامور کیا اس نے ان

کے ساتھ جنگ کرنے اور انہیں الزاب کے مضافات کے ملحقہ اور افریقی علاقے اور مغرب اوسط سے دور ہٹانے کے لئے بڑے کارنامے دکھائے اور ان کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے ایک جنگ میں ہلاک ہو گیا اور قبائل زناتہ کے ہلالی تمام مضافات پر غالب آ گئے اور ان کو الزاب اور اس کے ملحقہ افریقی علاقوں سے دور کر دیا اور بنی مرین، عبدالوادی اور تو جین کے یہ بنو واسین، مغرب اوسط کے صحرائیں اپنے موطن میں آ گئے جو مصاب اور جبل راشد سے طویہ تک اور قلیک سے جلماسہ تک تھے اور انہوں نے بنی دما تو اور بنی یلوی کی پناہ لے لی جو مغرب اوسط میں مضافات کے ملک تھے اور ان کے زیر سایہ رہنے لگے اور انہوں نے اس دیرانے کو موطن کے لئے باہم تقسیم کر لیا، پس ان میں سے بنی مرین مغرب اقصیٰ کی جانب مغربی طرف تیکوارین میں رہتے تھے اور طویہ اور جلماسہ میں داخل ہو کر بنی یلوی سے دور ہو گئے ہاں مداد اور طرف داری کے وقت ان کے قریب ہو جاتے تھے اور مغرب اوسط کی جانب مشرقی سمت قلیک اور مدیونہ کے درمیان سے لے کر جبل راشد اور مصاب تک بنی یادیں رہتے تھے ہم عصر ہونے کی وجہ سے ان کے اور بنی مرین کے درمیان مسلسل جنگیں ہوتی رہتی تھیں کیونکہ ان مواقع میں پڑوسی قبائل کا ایک سیلاب آ گیا تھا اور ان جنگوں میں بنی یادیں کو اپنے قبائل کی کثرت اور عددی فراوانی کی وجہ سے اکثر غلبہ حاصل ہوتا تھا۔ اس لئے کہ یہ چار قبیلے تھے بنی عبدالوادی، بنی تو جین، بنی زروال اور بنی مصاب اور ان کے ساتھ ایک دوسرا قبیلہ بھی تھا اور وہ ان کے بھائی بنو راشد تھے۔

بنو راشد: اور ہم قبل از بیان کہ چکے ہیں کہ راشد یا دین کا بھائی ہے اور بنی راشد کا موطن صحرائیں وہ پہاڑ ہے جو ان کے نام سے مشہور ہے اور وہ مسلسل اسی پوزیشن میں رہے یہاں تک کہ موحدین کی حکومت آ گئی اور بنو عبدالوادی تو جین اور مفراوہ نے موحدین کے خلاف بنو یلوی کی مدد کی جیسا کہ ان کے حالات میں مذکور ہے۔

مغرب اوسط پر موحدین کا غلبہ: پھر موحدین مغرب اوسط اور اس کے زناتہ قبائل پر غالب آ گئے تو انہوں نے اطاعت اختیار کر لی اور بنو عبدالوادی اور تو جین موحدین کی طرف ہو گئے اور ان کے قریب ہو گئے اور موحدین کے خالص خیر خواہ بن گئے تو انہوں نے بنو مرین کو چھوڑ کر انہیں منتخب کر لیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے اور موحدین نے مغرب اوسط کے مضافات کو بنی یلوی اور بنی دما تو کے لئے اسی طرح چھوڑ دیا جیسے کہ وہ تھے تو انہوں نے ان پر قبضہ کر لیا اور مغرب اوسط کے اس صحرائیں بنی یادیں کے آنے کے بعد بنو مرین کا کیلے زہ گئے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس مغرب میں جس میں انہوں نے حکومتوں پر غلبہ پایا اور علاقوں کو شامل کیا اور مشرق سے مغرب تک انتظام کیا اور سوس اقصیٰ سے افریقہ تک حکومتوں کی کرسیوں پر بیٹھے کئی قسم کی حکومتوں کے لئے منتخب کر لیا تھا۔

والملک لله یوتیہ من یشاء من عبادہ

بنو مرین اور بنو عبدالوادی: پس بنو مرین اور بنو عبدالوادی نے بنی واسین کے قبائل سے حکومت کا حصہ لے لیا اور انہوں نے بارہ اس میں زناتہ کو زمین میں حکومت دے دی اور غلبے کی رسی سے اقوام کو کھینچا اور اس صحرائی حکومت میں ان کے بھائیوں بنی تو جین نے ان کا مقابلہ کیا اور اس طبقہ ثانیہ میں کچھ اور لوگ بھی تھے جنہیں مفراوہ اول کے قبائل میں سے آل خزرنے چھوڑا تھا اور وہ ان کی مرزبوم وادی حلب میں رہتے تھے پس بنی قبائل نے حکومت کی ذوری کو کھینچا اور حکومت کے اطوار میں

ان سے مقابلہ کیا اور جس نے ان قبائل سے تعلق پیدا کیا اس پر احسان کیا پس انہوں نے پانی اور حکومت کے بارے میں اپنے حصے کے متعلق ان سے مقابلہ کیا۔

اور بنو عبد الواد ہمیشہ ان کی قدر کم کرتے اور ان کی ناک کاٹتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے ان کی شدت و قوت کو کمزور کر دیا اور عبد الوادی اور مرینی حکومت ایک جنگ کی وجہ سے جو ان کی زیادتی کے نتیجے میں رونما ہوئی تھی بادشاہت کے نشان سے خاص ہو گئی اور سب کچھ بنی مرین کی خود مختاری اور ان تمام قبائل کو پیچھے چلانے کی وجہ سے ہوا جیسا کہ ہم آپ کے سامنے یکے بعد دیگرے ان کی حکومتوں اور ان چاروں قبائل کے انجام کا ذکر کریں گے جو زمانہ کے طبقہ ثانیہ کے سردار ہیں۔
والملک لله یونہ من یشاء و العاقبة للمتقین۔

اب ہم طبقہ اولیٰ میں سے بقیہ مفراوہ اور ان کے سرداروں میں سے اولاد مندیل کو طبقہ ثانیہ میں جو حکومت حاصل تھی اس کے ذکر سے اس کا آغاز کرتے ہیں۔

فصل

طبقہ ثانیہ میں سے اولاد مندیل کے حالات اور

انہوں نے اپنی مفراوہ قوم کو ان کے وطن

اول حلب اور مغرب اوسط کے نواح میں

جو دوبارہ حکومت لے کر دی اس کا ذکر

جب آل خزر کے خاتمہ سے مفراوہ کی حکومت جاتی رہی اور تلسان، سجستان، قاس اور طرابلس میں ان کی حکومت کمزور ہو گئی اور قبائل مفراوہ اپنے پہلے موطن میں مغربین اور افریقہ کے نواح میں مصر اور کول میں تھے پراگندہ ہو کر رہ گئے اور ان میں سے بہت سے لوگ اپنے مرکز اول حلب اور اس کے ملحقہ علاقے میں رہے جہاں بنو رسیفان، بنو یرنا اور بنو ینلث رہتے تھے کہتے ہیں کہ وہ وتر مار، بنو سعید، بنو زحاک اور بنو سنجاس میں سے ہیں اور بسا اوقات یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ زمانہ میں سے ہیں اور مفراوہ میں سے نہیں ہیں اور بنو خزرون، طرابلس کے بادشاہ تھے جب ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور وہ ممالک میں پراگندہ ہو گئے اور ان میں سے عبد الصمد بن محمد بن خزرون اپنے ان اہل بیت سے جنہوں نے حکومت پر قبضہ کر لیا تھا بھاگ کر جبل اور اس چلا گیا اور اس کا دادا خزرون بن خلیفہ طرابلس میں ان کے بادشاہوں میں سے چھٹا بادشاہ تھا جس نے وہ

کئی سال تک ان کے درمیان اقامت پزیر رہا پھر ان کے پاس سے کوچ کر کے حلب میں اپنی قوم مغراوہ کے ان باقی ماندہ لوگوں کے پاس آیا جو بنی درسیفان بنی ورتز میر اور بنی بوسید وغیرہ میں سے تھے تو انہوں نے بڑے اعزاز و اکرام سے اس کا استقبال کیا اور اسے اس کے گھرانے کا حق دیا اور اس نے ان سے رشتہ داری کی اور اس کے بہت بیٹے ہوئے جو ان کے درمیان بنی محمد اور پھر اپنے سلف اول کی نسب سے خزریہ کے نام سے پہچانے جاتے تھے۔

ابوناس اور رجب بن عبدالصمد: اور اس کا ایک بیٹا ابوناس بن عبدالصمد بن رجب بن عبدالصمد کے لقب سے ملقب تھا اور اس نے عبادت گزاری اور رقبائی کاموں کو اختیار کر لیا تھا اور ماخوخ کے ایک بیٹے نے جو بنی دما تو کا بادشاہ تھا اس نے اپنی بیٹی کا رشتہ اس سے کیا اور وہ بیٹی اسے بیاہ دی تو اس کی قوم نسب اور رشتہ کی وجہ سے ان کے ہاں اس کی عظمت قائم ہو گئی۔ اور جب اس کے بعد موحدین کی حکومت آئی تو انہوں نے اس کے رقبائی کاموں کی وجہ سے اسے عظمت کی نگاہ سے دیکھا اور وادی حلب اسے جاگیر میں دے دی اور وہ وہاں ٹھہر گیا اور اس کا بڑا بیٹا اور رجب تھا اور غربی لغریات اور ماکور بھی تھے۔

عبدالرحمن: اور دختر ماخوخ سے عبدالرحمن تھا جو اس کے ہاں پیدا ہونے کی وجہ سے اس کی عزت کرتے تھے اور اس میں اور اس کی اولاد میں بادشاہت کی علامات دیکھتے تھے ان کا خیال تھا کہ جب یہ پیدا ہوا تو اس کی ماں اسے صحرا میں لے گئی اور اسے ایک درخت تلے ڈال کر ایک کام کے لئے چلی گئی اور شہد کی ٹکھوں کا بادشاہ اس پر حملہ کرتے ہوئے اس کے ارد گرد چکر لگانے لگا اس نے اسے دور سے دیکھا تو شفقت سے دوڑتے ہوئے آئی تو ایک عارف نے اس سے کہا مگر مند نہ ہو قسم بخدا اس کو بڑی عظمت حاصل ہوگی اور یہ عبدالرحمن اپنے نسب شجاعت اور اپنے بھائیوں کے خاندان کی کثرت کی وجہ سے مدت تک اس بڑائی کی فضا میں پرورش پاتا رہا اور قبائل مغراوہ اس کے پاس جمع ہو گئے جس کی وجہ سے اسے قوت و شوکت اور موحدین کی حکومت میں تقدم حاصل ہو گیا۔

کیونکہ یہ اطاعت کے راستوں میں ان کے ساتھ مخالفت کرنے اور ان کے پاس جمع ہونے کو ضروری قرار دیتا تھا اور ان کے سردار اپنی جنگوں میں افریقہ جاتے اور آتے ہوئے اس کے پاس سے گزرتے تھے اور وہ ان کی خوب مہمان نوازی کرتا تھا اور وہ اس کے مسلک کی تعریف کرتے ہوئے واپس جاتے تھے پس ان کے خلفاء اس پر بہت رشک کرتے تھے۔

ایک دفعہ ایک سردار کو جب کہ وہ اپنے علاقے میں تھا مراکش میں خلیفہ کے فوت ہو جانے کی اطلاع ملی تو وہ اونٹوں اور ذخیرہ پر جانشین ہو گیا اور اسے اس عبدالرحمن کے سپرد کر دیا اور اس نے اپنے وطن کی سرحدوں تک اس کی مصاحبت کرنے کے بعد اپنے خون پچالئے جہاں اسے بڑی دولت حاصل تھی جس نے اسے بڑی قوت دی پس اس نے اپنی قوم اور پارٹی اور خاندان سے سوار حاصل کئے اور اسی دوران میں فوت ہو گیا اور بنی عبدالمؤمن کا رعب جاتا رہا اور مراکش میں خلیفہ کی حکومت کمزور ہو گئی۔

مندیل اور تمیم: اور اس کے بیٹوں میں سے مندیل اور تمیم بھی تھے ان دونوں میں سے مندیل بڑا تھا جب جنگ کی آمدی چلی تو مندیل نے اپنی قوم کی امارت سنبھالی اور اسے قرب و جوار کے علاقوں پر غلبہ پانے کی امید ہو گئی تو وہ اپنی کچھار میں شیر

بن گیا اور اپنے بچوں کو بچانے لگا۔ پھر پڑوسی علاقوں کی طرف اس کا قدم بڑھنے لگا پس اس نے جبل و انشریس المریہ اور اس کے نزدیک کے علاقوں پر قبضہ کر لیا اور اس نے مرات گاؤں کی حد بندی کی جو اس دور میں ملجہ کا آباد میدانی علاقہ ہے اور بستیوں اور شہروں کی طرح آباد ہے۔

اہل منیجہ : مورخین نے بیان کیا ہے کہ اس دور میں اہل منیجہ تیس شہروں میں اکٹھے ہوتے تھے پس یہ ان میں گھس گیا اور غارت گروں نے اس کے چوکوں کو پامال کر دیا اور اس کی آبادی کو ویران کر کے چھتوں سمیت گرے ہوئے چھوڑ دیا اس بارے میں اس کے متعلق یہ بدگمانی کی جاتی ہے کہ وہ موحدین کی اطاعت سے وابستہ تھا حالانکہ اس نے اس آدمی کے ساتھ صلح کی جس نے اس کے ان کے ساتھ صلح کی اور اس آدمی سے جنگ کی جس نے ان کے ساتھ جنگ کی۔

اور جب سے موحدین نے افریقہ پر غالب آ کر ابن غانیہ کو وہاں سے قابض اور اس کے مضائقہ علاقوں میں نکال دیا تو شیخ ابو محمد بن ابی حفص نے تونس آ کر اسے افریقہ کی طرف نکال دیا یہاں تک کہ وہاں پر وہ ۱۱۸۸ھ میں فوت ہو گیا۔ تو یحییٰ ابن غانیہ نے اپنی حکومت کو واپس لینے کا طمع کیا اور شہروں اور سرحدوں کی طرف سبقت کر کے وہاں خرابی اور بربادی کرنے لگا پھر افریقہ سے گزر کر بلاد زناتہ کی طرف چلا گیا اور وہاں پر لوٹ مار کی اور زمینوں کو لوٹا اور اس کے اور ان کے درمیان بار بار جنگیں ہوئیں تو مندیل بن عبدالرحمن نے فوج جمع کر کے ملجہ میں اس کے ساتھ جنگ کی مگر اسے شکست ہوئی اور مفراوہ اس سے الگ ہو گئے تو ابن غانیہ نے ۱۱۹۲ھ یا ۱۱۹۳ھ میں اسے باعدہ کر قتل کر دیا اور اس کی شکست کے بعد اس نے الجزائر پر قبضہ کر لیا اور اس کے اعضاء کو صلیب دی اور دوسروں کے لئے اسے عبرت بنا دیا اور اس کی قوم کی امارت اس کے بیٹوں نے سنبھال لی اور وہ بڑے شریف بیٹوں کا باپ تھا جنہیں بڑا شرف اور تعداد حاصل تھی اور وہ اپنے معاملات میں اپنے بڑے بھائی عباس کی طرف رجوع کرتے تھے پس اس نے اپنے باپ کے طریقوں کو اپنایا اور بلاد ملجہ پر ہی اکتفا کر لیا۔ پھر بنو تو جین نے جبل و انشریس اور المریہ کے نواح اور اس کے قرب و جوار کے علاقوں میں ان پر غلبہ پالیا اور وہ اپنے مرکز اول شلب میں آ گئے اور انہوں نے وہاں پر بدوی حکومت قائم کی اور انہوں نے اس میں سفر خیام مضامقات اور زمینوں کو نہیں چھوڑا اور اس نے ملیانہ تیس برشک اور شرشال کے شہروں پر قبضہ کر لیا اور وہاں پر انہوں نے حفصی دعوت کو قائم کیا اور مازونہ بستی کی حد بندی کی۔

یغمراسن بن زیان : اور جب تلمسان میں یغمراسن بن زیان کے لئے حکومت ہموار ہو گئی اور وہاں پر اس کی سلطنت مضبوط ہو گئی تو اس نے اپنی جانب سے اس پر اسے اور اس کے بھائی عبدالہؤمن کو مغرب اوسط کے مضامقات پر غلبہ پانے کی علامت کے طور پر امیر مقرر کر دیا اور اس نے مکناسہ کے ساتھ ان بنی تو جین اور بنی مندیل سے جنگ کی تو ان سب نے امیر ابو زکریا بن حفص کی طرف توجہ کر لی جس نے افریقہ میں بنی عبدالہؤمن سے حکومت لی تھی اور انہوں نے یغمراسن کے خلاف اس کی طرف فریادی بھیجا پس اس نے ان کے مقابلہ کے لئے تمام موحدین اور عربوں کو جمع کیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس نے تلمسان پر غالب آ کر اسے فتح کر لیا اور جب وہ الحضرة کی طرف واپس لوٹا تو اس نے واپسی پر امیرائے زناتہ کو اپنی قوم اور اپنے وطن پر امیر مقرر کیا پس اس نے عباس بن مندیل کو مفراوہ اور عبدالقوی کو تو جین اور حوزہ تے دوستی کرنے پر مامور کیا اس نے ان کے لئے معبودوں کا بنانا جائز کر دیا تو انہوں نے اس کے ایک میلے میں معبود بنادے اور عباس

نے غر اس کے ساتھ صلح کا معاہدہ کر لیا اور تلمسان میں اس کے پاس گیا تو اس نے بڑے احترام و تکریم کے ساتھ اس کا استقبال کیا اور اس کے بعد ناراض ہو کر اس سے اعراض کر لیا۔

کہتے ہیں کہ اس نے ایک روز اپنی مجلس میں یہ بات بیان کی کہ اس نے ایک سوار کو دو سو سواروں کے ساتھ جنگ کرتے دیکھا تو بنی عبدالواد میں سے جو آدمی اس کی بات کو سن رہے تھے انہوں نے اس سے برا منایا اور اس کی تکذیب میں تعریف کی پس عباس ناراض ہو کر اپنی قوم کے پاس چلا گیا اور غر اس کے قول کا مصداق بن کر آیا کیونکہ وہ اپنے آپ کو سوار سمجھتا تھا اور عباس نے اپنے باپ کے پچیس سال بعد ۶۴۷ھ میں وفات پائی۔

محمد بن مندیل: اور اس کے بعد اس کے بھائی محمد بن مندیل نے حکومت سنبھالی اور غر اس اور اس کے درمیان حالات رو بہ راہ ہو گئے اور انہوں نے اتفاق اور مصالحت کی راہ اختیار کی اور یہ ۶۴۷ھ میں اپنی قوم مفراوہ کے ساتھ مغرب سے جنگ کرنے کے لئے نکلا جس میں یعقوب بن عبدالحق نے انہیں شکست دی اور یہ اپنے وطنوں کو واپس لوٹ آئے اور دوبارہ ان میں بغاوت پیدا ہو گئی اور اہل ملیانہ نے ان کے خلاف بغاوت کر دی اور شخصی اطاعت کا جو اپنی گردنوں سے اتار پھینکا۔

بغاوت کا واقعہ: اس بغاوت کا واقعہ یہ ہے کہ ابو العباس ملیانی علم و دین اور روایت کے لحاظ سے اپنے وقت کا بڑا آدمی تھا اور حدیث میں مامی السند تھا اور بڑے بڑے آدمی سفر کر کے اس کے پاس آتے تھے اور انہیں اس سے علم حاصل کرتے تھے اور شہرت نے اسے بام سیادت تک پہنچا دیا اور یعقوب المصور اور اس کے بیٹوں کے زمانے میں شہر کی امارت اسے مل گئی اور اس کے بیٹے ابو علی نے اس عنایت کی فضا میں پرورش پائی اور وہ ریاست کے حصول کے لئے خود سری اور خود مختاری کا بہت حریص تھا اور اس کے باوجود غلکوں سے آزاد تھا پس جب اس کا باپ فوت ہو گیا تو وہ اپنی ریاست کی دوڑ میں سرپٹ دوڑا پھر اس نے بنی عبدالواد اور مفراوہ کے درمیان جنگ کے آثار دیکھے تو اس کے دل میں اپنے شہر میں خود مختار ہونے کا خیال آیا تو اس نے حالات کو دیکھ کر فوجوں کو جمع کیا اور ۶۵۹ھ میں خلیفہ المستعصر کے لئے دعا کرنی چھوڑ دی جب یہ خبر تونس پہنچی تو خلیفہ نے اپنے بھائی کو موحدین کی فوج کے ساتھ بھیجا جس میں آل او خوش ملوک جلاقعہ میں سے الدیک ابن ہرزہ شامل نہیں تھا یہ شخص اپنے باپ کو چھوڑ کر اپنی قوم کی ایک پارٹی کے ساتھ اس کے پاس آ گیا تھا پس اس نے کئی روز تک ملیانہ میں پڑاؤ کیا اور سلطان نے شہر کے مشائخ کی ایک پارٹی سے جو ابن ملیانی سے منحرف ہو چکی تھی ساز باز کی پس انہوں نے رات کو ان کی طرف فوجیں بھیج دیں اور وہ ایک راستے سے شہر میں داخل ہو گئے اور ابو علی رات کی تاریکی میں بھاگ گیا اور ایک شہر سے نکل کر ایک عرب قبیلے کے پاس چلا گیا اور یعقوب بن موسیٰ بن العصاب زغبی کے پاس فروکش ہوا تو اس نے اسے پناہ دے دی اس کے بعد یعقوب بن عبدالحق بھی چلا گیا۔ اس کے حالات ہم نے ان کے حالات میں بیان کر دیے ہیں اور موحدین کی فوج اور امیر ابو حفص الحضرة کی طرف واپس آ گئے اور اس نے محمد بن مندیل کو ملیانہ کا امیر مقرر کر دیا تو اس نے وہاں پر اپنی قوم کے طریق کے مطابق شخصی دعوت کو قائم کیا۔

محمد بن مندیل کی وفات: پھر محمد بن مندیل ۶۶۲ھ میں اپنی امارت کے چند ہویں سال میں ہلاک ہو گیا۔ اسے اس کے بھائی ثابت اور عابد نے خیم کے میدان میں مسافروں کی فرو دگاہ میں قتل کر دیا اور اس کے ساتھ اپنے بھائی سنیق کے

بیٹے عطیہ کو بھی قتل کر دیا اور عابد واپس چلا گیا اور ثابت نے اسے حکومت میں شریک کیا اور اس کی قوم اس کے پاس جمع ہو گئی اور اولاد مندیل نے اپنے درمیانی معاملے کو باہم تقسیم کر لیا اور ان کے دل سخت ہو گئے اور یحمر اس بن زیان نے ان پر سختی کی اور عمر بن مندیل نے اس سے ساز باز کی کہ وہ اسے ملیانہ پر قبضہ دلائے اور اپنی قوم پر امارت کے حصول میں اس کی مدد کرے پس اس نے اس معاملے میں اس سے شرط کی اور ۶۶۸ھ میں ثابت کو معزول کر کے اور امارت کے بارے میں عمر کی مدد کر کے اسے شہر کے بحران پر قابو پانے میں مدد دی پس ان دونوں نے مفراوہ کے بارے میں جو طے کیا تھا وہ پورا ہو گیا اور یحمر اس اپنی قوم کی قیادت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا پھر اولاد مندیل نے عمر کو اسی طرح قتل کرنے کے لئے یحمر اس کے قریب ہونے کے لئے مقابلہ کیا۔ پس اولاد مندیل ثابت اور عابد نے اتفاق کیا کہ وہ اسے تونس پر حاکم بنائیں گے پس انہوں نے اسے ۶۷۲ھ میں بارہ ہزار کے سونے پر قبضہ دلایا اور عمر کی حکومت قائم رہی یہاں تک کہ وہ ۷۰۰ھ میں فوت ہو گیا۔

ثابت بن مندیل: اور ثابت بن مندیل مفراوہ کا آزاد حکمران بن گیا اور اس کا بھائی عابد پڑاؤ کرنے اور اپنے ساتھی زیان بن محمد بن عبد القوی اور عبد الملک بن یحمر اس کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے اٹھس چلا گیا پس اس نے زمانہ کو بھروسہ کیا اور ثابت نے تونس اور ملیانہ کو یحمر اس کے قبضے سے واپس لے لیا اور اس سے عہد شکنی کی پھر یحمر اس نے ان پر سختی کی اور تونس کو ۶۸۱ھ میں اپنی وفات کے قریب واپس لے لیا۔

یحمر اس کی وفات: جب یحمر اس فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کے بیٹے عثمان نے حکومت سنبھالی تو تونس نے اس کے خلاف بغاوت کر دی پھر وہ جنگ کو بلا تو جین اور مفراوہ کی طرف لے گیا اور ان کے مقبوضات پر غلبہ پالیا اور بنی لندینہ کی مداخلت سے المریہ کے باشندوں پر ۶۸۷ھ میں قبضہ کر لیا۔

اور ثابت بن مندیل نے مازونہ پر غالب آ کر اس پر قبضہ کر لیا پھر وہ اس کی خاطر تونس سے دستبردار ہو گیا تو اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور عثمان ہمیشہ ہی ان کو ذلیل کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے ۶۹۳ھ میں ان پر چڑھائی کر دی اور ان کے امصار و مضافات پر قبضہ کر کے ان کو وہاں سے نکال باہر کیا اور انہیں پہاڑوں میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا اور ثابت بن مندیل چالوسی کرتا ہوا بر شک گیا پس عثمان نے ان پر چڑھائی کر دی اور وہاں پر اس کا محاصرہ کر لیا اور جب اسے یقین ہو گیا کہ اس کا گھیراؤ ہو چکا ہے تو وہ سمندر کے ذریعے مغرب کی طرف چلا گیا اور ۶۹۳ھ میں یوسف بن یحسوب شاہ بنی مرین کے پاس فریادی بن کر گیا تو اس نے اس کی عزت کی اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ اس کے دشمن کے مقابلہ میں اس کی مدد کرے گا اور اس نے فاس میں قیام کیا اس کے اور ابن الاشعب کے درمیان جو بنی عسکر کے جوانوں میں سے تھا دوستی اور تعلق پایا جاتا تھا پس وہ ایک روز اس کے گھر میں اس کے پاس آیا اور بلا اجازت ہی اس کے پاس چلا گیا اور ابن الاشعب شراب میں مخمور تھا پس اس نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور سلطان نے اس پر حملہ کیا اور اسے اس کی موت کا دکھ ہوا اور ثابت بن مندیل نے اپنے بیٹے محمد کو اپنی قوم کا امیر بنایا اور خود مفراوہ کی حکومت کو اپنے لئے مخصوص کر لیا۔

ثابت اور محمد کی وفات: اور جب اس کا باپ ثابت اپنی قوم کی طرف واپس آیا تو وہ اپنی مفراوہ کی امارت پر قائم رہا

اور یہ اپنے باپ کی وفات کے قریب ہی وفات پا گیا تو اس کے بعد اس کے حقیقی بھائی علی نے ان کی امارت کو سنبھالا اور حکومت کے بارے میں اس کے دو بھائیوں رحمون اور مصیف نے اس سے کشاکش کی پس مصیف نے اسے قتل کر دیا تو ان دونوں کی قوم نے اس بات سے برا متایا اور انہیں اپنا امیر بنانے سے انکار کر دیا پس یہ دونوں عثمان بن غفران کے پاس چلے گئے تو اس نے انہیں اندلس بھیج دیا۔

عمر بن ثابت: اور ان دونوں کا بھائی عمر بن ثابت العزہ میں عازیوں کا سالار تھا تو وہ مصیف کی خاطر العزہ سے دست بردار ہو گیا پس یہ پہلی حکومت تھی جو اسے اندلس میں ملی اور ان کا بھائی عبدالمومن بھی ان کے پاس چلا گیا اور یہ سب وہاں پر اکٹھے تھے اور اس دور میں عبدالمومن کی اولاد سے میں یعقوب بن زیان بن عبدالمومن اور مصیف کی اولاد میں سے ابن عمر بن مصیف اور ان کی ایک جماعت اندلس میں رہتی تھی۔

راشد بن محمد: اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب ثابت بن مندیل ۶۹۴ھ میں وفات پا گیا تو سلطان نے اس کے اہل و عیال کی کفالت کی جن میں اس کا پوتا راشد بن محمد بھی تھا پس اس نے اسے اپنی بہن کا رشتہ دے کر اسے اس کے ساتھ بیاہ دیا اور ۶۹۸ھ میں تلمسان جا کر وہاں مقیم ہو گیا اور اپنے شہر کے حصار کے لئے اس کی حد بندی کی اور اس کے نواح میں گھوما پھرا اور مفر اوہ اور خلب پر عمر بن ملعون بن مندیل کو حاکم مقرر کیا اور اس کے ساتھ ایک فوج کو بھیجا پس اس نے ۶۹۹ھ میں ملیانہ تونس اور مازونہ کو فتح کر لیا اور راشد کو اس بات کا دکھ ہوا کہ اس نے اسے اس کی قوم پر حاکم مقرر نہیں کیا اور وہ اپنے آپ کو اپنے نسب اور رشتہ کی وجہ سے زیادہ حق دار سمجھتا تھا پس وہ سلطان سے الگ ہو گیا اور جبال متجہ میں چلا گیا اور اپنے مفر اوہی دوستوں سے سازش کی اور انہیں رازدار بنا کر جلدی سے ان کے پاس پہنچ گیا پس مفر اوہ کی حکومت منتشر ہو گئی۔

اہل مازونہ کی سازش: اور اس نے اہل مازونہ سے سازش کی تو انہوں نے سلطان کے خلاف بغاوت کر دی اور عمر بن ملعون نے ان کے نواحی علاقے ازموہ پر شب خون مارا اور اسے قتل کر دیا اور اس کی قوم نے اس پر اتفاق کر لیا اور سلطان نے بنی ودا جن کے حسن بن علی بن ابی الطلاق اور بنی توہین کے علی بن محمد الحوی اور ابو بکر بن ابراہیم بن عبد القوی اور الجند سے اپنے پروردہ علی بن حسان الصبحی کی نگرانی کے لئے بنی عسکر کے دستے بھیجے اور مفر اوہ پر محمد بن عمرو بن مندیل کو امیر مقرر کیا اور انہوں نے مازونہ پر چڑھائی کر دی اور راشد نے اس کا کنٹرول کیا ہوا تھا اور اس نے اپنے چچا یحییٰ بن ثابت کے بیٹوں میں سے علی اور حمو کو وہاں پر اپنا جانشین مقرر کیا اور خود بنی بوسعید کی نگرانی کے لئے ان کے پاس چلا گیا اور فوجیں مازونہ میں مقیم رہیں اور سالوں اس کا محاصرہ کئے رہیں جس نے انہیں مشقت میں ڈال دیا اور علی بن یحییٰ نے اپنے بھائی حمو کو بغیر کسی عہد کے سلطان کی طرف بھیج دیا تو اس نے انہیں گرفتار کر لیا پھر تکلیف نے اسے دھوکہ کرنے پر مجبور کر دیا پس وہ ۳۰۳ھ میں اپنے ہاتھ لٹکائے ہوئے ان کے پاس گیا تو انہوں نے اسے سلطان کے پاس واپس کر دیا تو اس نے اسے معاف کر دیا اور اسے زندہ رہنے دیا اور اس نے اسے بنی بوسعید کے قلعہ میں راشد بن محمد کو مانوس اور مائل کرنے کا ذریعہ بنایا اور اس نے اس کا دیر تک محاصرہ کئے رکھا اور ایک دن اسے فوجوں کے ساتھ العزہ پر قابض کر دیا اور وہ اس پر چڑھائی کرتے ہوئے شہر کی وحشت ناک جگہوں میں پھنس گئے پس اس نے انہیں شکست دی اور اس جنگ میں بنو مرین کے بہت سے آدمی اور بنو عسکر کی

فوجیں ہلاک ہو گئیں۔ یہ واقعہ ۷۳۷ھ میں ہوا۔

علی اور حمو: اور جب سلطان کو یہ اطلاع ملی تو وہ ان پر برا فروخت ہو گیا اور اس نے اپنے عم زاد علی بن یحییٰ اور اس کے بھائی حمو اور ان کی قوم کے جو لوگ ان کے ساتھ تھے انہیں بھیجا تو انہوں نے تیروں سے انہیں قتل کر دیا اور ان سے جنگ کی پھر اس نے دوسری مرتبہ اس کے بھائی ابو یحییٰ بن یعقوب کو ۷۴۰ھ میں بھیجا تو اس نے بلاد مغراوہ پر قبضہ کر لیا اور راشد اپنے چچا مدیف بن ثابت اور اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ معجمہ کے جبال ضہابہ میں چلا گیا جس ابو یحییٰ بن یعقوب نے ان کے ساتھ جنگ کی اور راشد نے یوسف بن یعقوب سے مراسلت کی ان کے درمیان صلح طے پا گئی۔ اور فوجیں وہاں سے واپس آ گئیں اور مدیف بن ثابت نے اس کے ساتھ اپنے بیٹوں اور خاندان کو اندلس بھیج دیا اور وہ زندہ کی بھر دیں رہے۔

یوسف بن یعقوب: اور جب یوسف بن یعقوب ۷۴۶ھ کے آخر میں تلمسان میں اپنی اقامت گاہ میں فوت ہو گیا تو اس کے پوتے ابو ثابت اور سلطان بنی عبدالواد ابو زیان بن عثمان کے درمیان اس شرط پر صلح ہو گئی کہ بنو مرین لن تمام امصار و ثغور اور مضائقہ کو اس کے لئے چھوڑ دیں گے جن پر انہوں نے قبضہ کیا تھا اور انہوں نے اسے اپنے محافظوں اور گورنروں کے ساتھ بھیجا اور ان علاقوں کو بنی زیان کے گورنروں کے لئے چھوڑ دیا اور راشد نے اپنے ملک کی واپسی کی خواہش کی اور ملیانہ پر چڑھائی کر کے اس کا محاصرہ کر لیا۔ جب بنو مرین ابو زیان کے لئے ان علاقوں سے دست بردار ہو گئے اور ملیانہ اور تونس اس کے قبضہ میں آ گئے تو راشد کی سعی ناکام ہو گئی اور وہ شہر سے بھاگ گیا پھر جلدی ہی ابو زیان کی وفات ہو گئی۔

ابو حمو موسیٰ بن عثمان: اور اس کا بھائی ابو حمو موسیٰ بن عثمان حکمران بنا اور اس نے مغرب اوسط پر قبضہ کر لیا پس تاخر یکے فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس نے ملیانہ اور المریہ پر قبضہ کر لیا پھر تونس پر قبضہ کیا اور اپنے غلام مساح کو اس کا امیر مقرر کر دیا اور اس کے ساتھ حاکم بجایہ سلطان ابو البقاء خالد ابن مولانا امیر ابی زکریا ابن سلطان ابی اسحاق نے بھی الجزائر کو ابن سلطان باغی کے قبضہ سے واپس لینے کے لئے فوج بھیجی۔ وہاں پر راشد بن محمد اسے ملا اور اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا اور اس کے کام میں اس کی مدد کی اور سلطان اسے نہایت احترام و اکرام سے ملا اور اس نے اس کا اور اس کی قوم کا ضہابہ سے جو حکومت کے دوست تھے اور بجایہ اور جبال زوادہ پر مصلحت تھے معاہدہ کرادیا پس راشد اور ان کے سردار یعقوب بن خلوف کی ہتھ جوڑی حکومت کے آخر تک قائم رہی۔

سلطان کا الحضرۃ کی حکومت کو اپنے لئے مخصوص کرنا: جب سلطان تونس میں الحضرۃ کی حکومت کو اپنے لئے مخصوص کرنے کے لئے اٹھا تو اس نے یعقوب بن خلوف کو بجایہ پر گورنر مقرر کیا اور راشد نے اپنی قوم سمیت اس کے ساتھ پڑاؤ کیا اور جنگوں میں اس کے سامنے داؤ شجاعت دی اور اسے اس کے دوستوں کی مدد سے بے نیاز کر دیا اور جب اس نے ان کے دار الخلافہ پر قبضہ کر لیا اور ان کے سلف کے سرداروں پر غالب آ گیا تو حکومت کے حاجب راشد اور اس کی قوم کو اپنے ایک قرابت دار کے بارے میں حکم کے نفاذ سے افسوس ہوا اور وہ مسافروں سے جنگ کرنے لگا تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے سلطان کے دربار میں پہنچا دیا تو اس نے اس کے متعلق حکم الہی نافذ کر دیا اور راشد ناراض ہو کر چلا گیا اور اپنے

دوست ابن خلوف کے پاس پہنچ گیا جو اسے زدادہ سے لایا تھا۔

یعقوب بن خلوف کی وفات: اور یعقوب بن خلوف فوت ہو گیا تو سلطان نے اس کی جگہ اس کے بیٹے عبدالرحمن کو حاکم مقرر کر دیا پس اس نے اپنے باپ کے دوست راشد کے اکرام میں اپنے باپ کے حق کو نہ چھوڑا اور ایک روز اس سے جھگڑا بھی کیا جس میں عبدالرحمن نے اس بھلائی کو برا جانا جو اس نے راشد سے کی تھی راشد نے حکومت میں اپنے مقام اور اپنی قوم کی شجاعت کی طرف اشارہ کیا تھا پس اس کی باتوں نے اسے کاٹ کھایا اور عبدالرحمن نے اسے اور اس کے قرابت دار کو پکڑ لیا اور انہوں نے اسے نیزے چھو چھو کر اس کی گردن توڑ دی اور تمام مفرودہ خوفزدہ ہو کر القاصیہ کی سرحدوں پر چلے گئے اور حلب اور اس کا گرد و نواح ان سے خالی ہو گیا۔ گو یادہ یہاں کبھی موجود ہی نہ تھے۔

بنو منیف اور ابن ویزن: اور ان میں سے بنو منیف اور ابن ویزن مسلمانوں کی سرحدوں پر پڑاؤ کرنے کے لئے اندلس چلے گئے اور ان میں سے ایک گروہ کی اولاد اس دور تک وہاں آباد ہے اور موحدین کے پڑوس میں ان کی قوم کی ایک شریف جماعت نے اقامت اختیار کی جو حکومت کی فوجوں میں اپنے خاتمے تک بڑی طاقت در تھی۔

علی بن راشد: اور راشد بنی یعقوب بن عبدالحق کے محل میں اپنی پھوپھی کے پاس چلا گیا تو اس نے اس کی کفالت کی اور اولاد مندیل ناراض ہو کر بنی مرین کے وطن کی طرف چلی گئی تو وہ ان کے دوست بن گئے اور ان سے حسن سلوک کیا اور حکومت کے باقی ماندہ لوگوں نے ان سے رشتہ داری کی۔

مغرب اوسط پر سلطان ابوالحسن کا غلبہ اور آل زیان کی حکومت کا خاتمہ: یہاں تک کہ مغرب اوسط پر سلطان ابوالحسن مغرب ہو گیا اور اس نے آل زیان کی حکومت کو مٹا دیا اور زناتہ کو متحد کیا اور بلاد افریقہ اور موحدین کی عملداریوں کو ان شہروں کے ساتھ منسلک کر دیا اور ۴۹۹ھ میں قیروان پر اس کی معصیت پڑی جیسا کہ ہم پہلے مفصل طور پر بیان کر چکے ہیں پس اطراف اور عملداریوں نے بغاوت کر دی اور حکومت کی مشکلات ان کے پہلے موطن میں آگئیں پس علی بن راشد بن محمد بن ثابت بن مندیل نے بلاد حلب پر حملہ کر کے ان پر قبضہ کر لیا اور اس کے شہروں تنس، ملیانہ، برشک اور شرشال پر غالب آ گیا اور اس نے اپنے اسلاف کے طریقے کے مطابق وہاں پر دوبارہ بدوی حکومت قائم کر دی اور قبائل میں سے جس نے ان سے تقاضا کیا انہوں نے اس کے لئے اپنی دھارتیز کر لی۔

سلطان ابوالحسن کی افریقہ اور بجایہ کی طرف آمد: اور سلطان ابوالحسن اپنی مشکلات سے نکل کر افریقہ آ گیا پھر الجزائر کی بندرگاہ سے سمندر کی شکل سے نکل کر اپنی پراگندہ حکومت کی واپسی کی کوشش کرتا ہوا بجایہ آ گیا پس اس نے علی بن راشد کی طرف پیغام بھیجا اور اسے ان کا عہد یاد دلایا پس اس نے عہد کو یاد کیا اور مہربان ہوا اور اپنے لئے یہ شرط لگائی کہ اگر وہ بنی عبدالواد کے خلاف اس کی مدد کرے گا تو وہ حلب میں اس کی خاطر اس کی قوم کی حکومت سے الگ رہے گا تو سلطان ابوالحسن نے اس شرط سے انکار کر دیا پس وہ اس سے الگ ہو کر بنی عبدالواد کے اس گروہ کی طرف چلا گیا جو تلمسان میں پیدا ہوا تھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور اس نے اس کے برخلاف ان کی مدد کی اور سلطان ابوالحسن الجزائر سے ان کے مقابلہ کے لئے نکلا اور دونوں فوجوں کی آہٹ میں شربونہ مقام پر جنگ ہوئی پس سلطان ابوالحسن کی فوجوں کو شکست ہوئی اور

اس کا بیٹا الناصر مارا گیا اور اس کا خون ان مفراوہ میں سرگردان رہا اور وہ صحرا کی طرف نکل گیا اور وہاں سے مغرب اقصیٰ کی طرف چلا گیا جیسا کہ ہم ابھی ذکر کریں گے۔

اور آل بکر اس میں سے تلمسان کے نا جمین نے بلا مفراوہ میں اپنے اسلاف کی طرح حکومت کے انتظام کرنے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کیا پس ان کے سلطان کا نائب اور اس کا بھائی ابو ثابت العزیم عبدالرحمن بن یحییٰ بن بکر اس بنی عبدالواد کی فوجوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں گیا اور اس کی قوم نے ۵۲ھ میں بلا مفراوہ کو پامال کر دیا اور اس نے ان کی فوجوں کو شکست دی اور امصار و مضافات میں ان پر غالب آ گیا اور علی بن راشد کو اس کی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ تنس میں روک دیا اور اپنی فوجوں کے ساتھ وہاں ڈیرے ڈال دیئے اور محاصرہ لہا ہو گیا اور غلبہ ہونے لگا۔

علی بن راشد کی خودکشی: جب علی بن راشد نے دیکھا کہ اس کا گھیراؤ ہو گیا ہے تو وہ اپنے محل کے ایک کونے میں گیا اور وہاں سے الگ ہو گیا اور اپنی تلوار کی دھار سے اپنے آپ کو ذبح کر دیا اور دوسروں کے لئے ایک عبرت اور مثال بن گیا اور اسی وقت ابو ثابت شہر میں داخل ہو گیا اور جن لوگوں کے متعلق اسے پتہ چلا کہ یہ مفراوہ میں سے ہیں انہیں قتل کر دیا اور دیگر لوگوں نے زمین کی اطراف کی طرف بھاگ کر نجات پائی اور اہل حکومت کے ساتھ مل کر ان کی فوجوں کے نوکر اور عیروکار بن گئے اور بلا دھلب سے ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

بنی مرین کی تلمسان کو دوبارہ واپسی: پھر بنی مرین تلمسان کو دوبارہ واپس آئے اور آل زیان پر غالب آئے اور ان کے آثار کو مٹا دیا پھر سلطان ابی عنان کی حکومت میں ان کا سایہ پلٹ گیا اور ان کی لہر رک گئی اور آل بکر اس بنی سے نا جمین نے اپنی عملداری میں آخری ابو حموی بن یوسف کے ہاتھ پر از سر نو دوسری حکومت قائم کی جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔

بنی مرین کی تلمسان کی طرف تیسری بار آمد: پھر بنی مرین تلمسان کی طرف تیسری بار آئے اور سلطان عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن نے جا کر ۵۲ھ میں اسے فتح کر لیا اور اس نے اپنی فوجوں کو اس وقت آل بکر اس بنی کے ابو حموی الناجم کے تعاقب میں بھیجا جب وہ اپنی قوم اور اپنے عرب مددگاروں کے ساتھ فرار ہو گیا تھا جیسا کہ یہ سب حالات بیان ہوں گے۔

اور جب فوجیں بطحائیک پہنچیں تو انہوں نے ان کی رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے کئی روز تک انتظار کیا ان میں علی بن راشد الذبیح کا ایک بیٹا بھی تھا جس کا نام حمزہ تھا اس نے یتیم ہونے کی حالت میں اپنی رشتہ داری کے تعلق کی وجہ سے ان کی حکومت میں پرورش پائی پس ان کی آسائش نے اس کی کفالت کی اور ان کے ماحول نے اس کی حفاظت کی یہاں تک کہ وہ جوان ہو گیا اور ان کے رجسٹر میں اس کا روزینہ کم ہو گیا اور ان کے بچوں میں اس کا حال ٹک ہو گیا ایک دن وہ فوجوں کے سالار روزیر ابو بکر بن غاز سے شکایت کرتے ہوئے الجھ گیا اور اس کے جواب نے اسے دکھ دیا تو وہ رات کو سوار ہو کر بلا دھلب میں بنی بوسعید کے پہاڑ میں چلا گیا تو انہوں نے اسے پناہ دے دی اور اس کی حفاظت کی اور اس نے اپنی قوم کی دعوت کا اعلان کر دیا تو انہوں نے اس کی بات مان لی اور سلطان نے اپنے وزیر عبدالعزیز عمر بن مسعود بن مندیل بن حمادہ کو جو چولین

کا بڑا سردار تھا بنی مرین کی بے شمار فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لئے بھیجا پس وہ اس پہاڑ کے میدان حولا کرتا میں اترا پس اس نے ان کا محاصرہ کر لیا اور دونوں ایک دوسرے سے دکھ اٹھاتے رہے اور وہ انہیں سرت کر سکا۔

ابو بکر بن غازی: اور سلطان نے اپنے دوسرے وزیر ابو بکر بن غازی پر اتہام لگایا تو وہ بے شمار فوجوں کے ساتھ ان کے مقابلہ پر گیا اور صبح کو ان کے ساتھ جنگ شروع کر دی پس اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور اس نے انہیں ان کے پہاڑوں سے اتار لیا اور حمزہ بن علی اپنی قوم کی جماعت کے ساتھ بھاگ گیا اور بلاد حصین میں اترا جنہوں نے آل بشر اس کے ابو زیان بن ابوسعید التاجم کے ساتھ مل کر بغاوت کی ہوئی تھی جیسا کہ ہم اسے بیان کریں گے۔

اور بنو سعید نے ان کی اطاعت اختیار کر لی اور آخر تک اپنے دلوں کو صاف رکھا پس ان کا مقام اچھا ہو گیا اور حمزہ نے ان کی طرف آنا شروع کیا پس اس نے اپنی قوم کی جماعت کے ساتھ چلنے کی تیاری کی یہاں تک کہ جب وہ ان کے ہاں اترے تو انہوں نے اس جگہ کو اجنبی سمجھا جس سے انہوں نے اطاعت کا عہد کیا تھا پس وہ آسانی کے ساتھ میدانوں کی طرف چلا گیا تھر دھت جانے کا ارادہ کر لیا جہاں وہ موقع سے فائدہ اٹھانے کا گمان رکھتا تھا۔ پس اس کے محافظ اس کے مقابلے میں نکلے تو انہوں نے اس کی دھار کو کند کر دیا اور اسے وزیر بن الغازی بن الکاس کے پاس لے آئے تو سلطان نے اسے اس کے جملہ ساتھیوں سمیت قتل کر دینے کا اشارہ کیا۔ پس ان کی گردنیں مار کر انہیں سلطان کے دربار میں بھجوا دیا گیا اور ملیانہ کے باہر ایک لکڑی نصب کر کے ان کے اعضاء کو صلیب دیا گیا اور مفر اوہ کا نشان مٹ گیا اور ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور وہ امراء کے نوکر اور حکومتوں کی فوج بن گئے اور اسی طرح اطراف میں متفرق ہو گئے جیسا کہ وہ اس حکومت سے پہلے تھے جن کی کوئی خبر معلوم نہیں۔

فصل

طبقہ ثانیہ میں سے بنی عبدالواد کے حالات اور
تلمسان اور بلاد مغرب میں انہیں جو حکومت و
سلطنت حاصل تھی اس کا ذکر اور آغاز و انجام

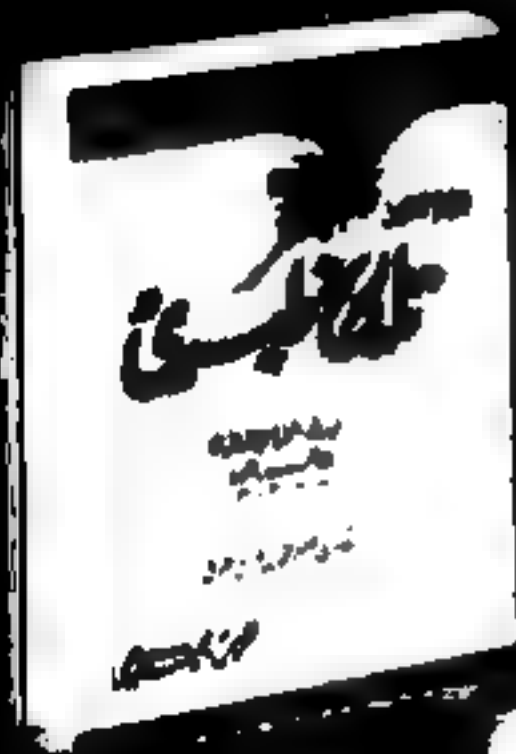
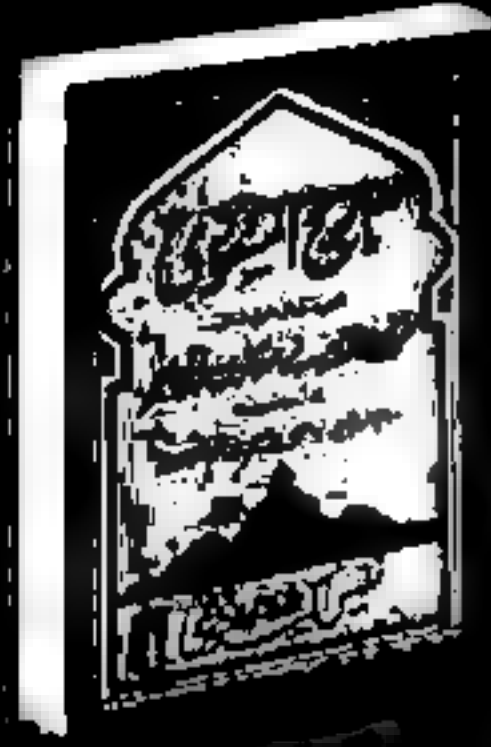
زمانہ کے طبقہ ثانیہ کے آغاز میں ہمارے سامنے بنی عبدالواد کا ذکر ہو چکا ہے اور یہ یادین بن محمد کی اولاد میں سے ہیں جو تو جین مصاب نوردال اور بنی راشد کے بھائی ہیں اور ان کا نسب رزجیک ابن اسین بن ورسیک بن جانا تک مرتفع ہو جاتا ہے اور ہم نے بتایا ہے کہ حکومت سے قبل ان موطن میں ان کی کیا حالت تھی اور ان کے بھائی مصاب جبل راشد فیطیک اور طویہ میں رہتے تھے اور ہم نے بنی مرین کے ساتھ ان کی جنگ کا حال بیان کیا ہے جو ان کے وہ بھائی ہیں جو نسب میں رزجیک بن ورسیک میں ان کے ساتھ اکٹھے ہو جاتے ہیں اور بنو عبدالواد ہمیشہ ہی اپنے ان موطن میں رہے اور بنو راشد بنو رز دال اور مصاب نسب اور ملک میں ان کے ساتھ رہے اور بنو جین ان کے مخالف رہے اور سب کے سب اکثر اوقات مغرب اوسط کے نواح پر مغلطہ رہے اور اس معاملے میں جب بنی دما تو اور بنی یلوی کو ان میں تغلب حاصل تھا یہ ان کے بیروکار رہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس دور میں ان کا سردار یوسف بن تکفا کے نام سے معروف تھا۔

عبدالحمو من اور موحد بن تلمسان کے نواح میں: یہاں تک کہ جب عبدالحمو من اور موحد بن تلمسان کے نواح میں اترے اور ان کی فوجیں شیخ ابو حفص کے جھنڈے تلے بلاد زمانہ کی طرف گئیں تو جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے انہوں نے ان پر حملہ کر دیا اس کے بعد بنی عبدالواد نے اچھی طرح اطاعت اختیار کر لی اور ان کے ساتھ مل گئے۔

ان کے بطون: ان کے شعوب و بطون بہت سے ہیں جن میں سب سے نمایاں جیسا کہ وہ بیان کرتے ہیں چھ ہیں۔ بنو یاکمین بنو اولوا بنو درمطف بنو لومرت بنو القاسم اور وہ اپنی زبان میں انت القاسم کہتے ہیں اور ان کے ہاں انت نسبی اضافت کا حرف ہے۔

بنو القاسم: اور بنو القاسم کا خیال ہے کہ وہ القاسم بن اور یس کی اولاد میں سے ہیں اور بعض اوقات اس القاسم کے بارے

معارف دیگر مطبوعات



میں یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ محمد بن ادریس یا محمد بن عبد اللہ یا محمد بن القاسم کا بیٹا ہے اور یہ سب کے سب ایک بے سند خیال کے مطابق ادریس کی اولاد میں سے ہیں ہاں بنی القاسم کا اس امر پر اتفاق پایا جاتا ہے حالانکہ صحرا ان انساب کی معرفت سے بہت دور ہے اور اللہ تعالیٰ ہی اس کی صحت کو بہتر جانتا ہے۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ سحر اس ابن زیان جو ان کے بادشاہوں کا باپ تھا جب اس کے نسب کو ادریس تک مرفوع کیا گیا تو اس نے (اگر یہ بات صحیح ہے تو) ان کی نجی زبان میں کہا کہ وہ اللہ کے ہاں ہمیں فائدہ دے گا اور دنیا کو ہم نے اپنی تلواروں کے ذریعے حاصل کیا ہے اور بنی عبدالواد کی امارت قوت و شوکت کی وجہ سے ہمیشہ بنو القاسم میں رہی اور ان میں ویزن ابن سعود بن یکشمین اور اس کے دو بھائی یکشمین اور عمر بھی تھے۔ اسی طرح ان میں اعدی بن یکشمین الاکبر بھی تھا اور کہتے ہیں کہ اصغر بھی تھا اسی طرح ان میں عبدالحق بھی تھا جو منفعد بن ولید ویزن میں سے تھا اور عبدالمؤمن کے عہد میں ان کی امارت عبدالحق بن منفعد اور اعدوی بن یکشمین کو حاصل تھی۔

عبدالحق بن منفعد: اور عبدالحق بن منفعد وہ شخص ہے جس نے تخت مرین کے ہاتھوں سے غنائم چھرائی تھی اور جب عبدالمؤمن نے موحدین کے ساتھ الحصب المسوف کو بھیجا تھا تو اس نے قتل کر دیا اور سترہ بن عبدالحق بن معاد کہتے ہیں مگر یہ غلط ہے یہ لفظ زنا کے زبان میں اس طرح نہیں ہے بلکہ یہ تصحیف ہے منفعد میں میم اور نون دونوں مفتوح ہیں اور دونوں کے بعد غین مجسم ساکن ہے اور فاء مفتوح ہے۔ واللہ اعلم۔

بنو مطہر: اور بنو القاسم کے بطون میں سے بنو مطہر بن یعل بن یزکین بن القاسم بھی ہیں اور عبدالمؤمن کے عہد میں جماعت بن مطہر ان کے شیوخ میں سے تھا اور اس نے موحدین کے ساتھ حروب زنا میں بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا پھر اس نے اچھی طرح اطاعت اختیار کر لی اور ان کے ساتھ مل گیا۔

بنو علی: اور بنو القاسم کے بطون میں سے بنو علی بھی ہیں اور ان کی امارت انہی پر ختمی ہوتی ہے یہ بڑے جتہ بند اور زیادہ جمعیت والے ہیں اور یہ چار قبیلے ہیں۔ بنو طاع اللہ بنو دلول بنو کمین اور بنو معطی بن جوہر اور چاروں بنو علی ہیں اور بنی طاع اللہ میں سے امارت محمد ابن زکراہ بن حیدر کس بن طاع اللہ کے حصے میں آئی ہے اور ان کے نسب کے بارے میں یہ مختصر بات ہے۔

بلاد مغرب اوسط پر موحدین کا قبضہ: اور جب موحدین نے بلاد مغرب اوسط پر قبضہ کیا اور اپنی اطاعت اور آئین کا مظاہر کیا جو ان کے استخلاص کا سبب تھا تو انہوں نے عموماً ان کو بلاد بنی و ما تو جا گیر میں دے دیے اور ان موطن میں اقامت اختیار کر لی اور بنی طاع اللہ اور بنی کمین کے درمیان جنگ رونما ہو گئی یہاں تک کہ کندرون بنی کمین میں سے زیان بن ثابت کو قتل کر دیا جو بنی محمد بن زکراہ کا عظیم شخص اور ان کا سردار تھا اور اس کے بعد ان کی امارت اس کے عم زاد جابر بن یوسف بن محمد نے سنبھالی اور اس نے اپنے عم زاد زیان کا کندور سے بدلہ لیا اور اسے ایک جنگ میں قتل کر دیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسے دھوکے سے قتل کیا گیا اور اس نے اس کے اور اس کے اصحاب کے سروں کو سحر اس بن زیان کے پاس بھیجا تو اس نے اپنے باپ کے انتقام میں ان سے اپنے دل کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ان کے چوہے لہے بنا کر ان پر ڈال دیے۔

بنو کمین کا فرار: اور بنو کمین پراگندہ ہو گئے اور ان کا سردار عبداللہ بن کندور انہیں ساتھ لے کر بھاگ گیا اور یہ تونس چلے گئے اور جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے یہ امیر ابوزکریا کے ہاں اترا۔

جابر بن یوسف: اور جابر بن یوسف نے بنی عبدالواد کو اپنے لئے مخصوص کر لیا اور بنی عبدالواد کے اس قبیلے نے مغرب اوسط کے نواح میں اقامت اختیار کر لی یہاں تک کہ عبدالحمومن کی ہوا اکثر گئی اور یحییٰ بن قالیہ نے قابس اور طرابلس کی جہات کو دندۃ الا اور افریقہ اور مغرب اوسط کے میدانوں پر بار بار غارت گری کی اور جنگیں کیں اور انہیں لوٹ لیا اور ان میں فساد برپا کیا اور شہروں پر حملے کئے اور انہیں لوٹا اور بستیوں کو خراب کر دیا اور کھیتوں کو برباد کر دیا اور آسودگی کو فنا کر دیا گیا یہاں تک کہ وہ برباد ہو گئی اور ۳۰۰ھ میں اس کے نشانات مٹ گئے۔

اور تلمسان، محافظین اور القریہ کے سردار کی فردگاہ تھا جو اس کی پراگندگی کو جمع کئے رکھتا تھا اور اس کی اطراف کا دفاع کرتا تھا۔

سعید ابوسعید: اور مامون نے اپنے بھائی ابوسعید کو تلمسان کا گورنر مقرر کیا جو بڑا بے پرواہ اور ضعیف اللہ میر تھا اور اس کی قوم کے مشائخ میں سے الحسن بن حیون نے اس پر غلبہ پالیا جو الوطن کا گورنر تھا اور اس کے دل میں بنی عبدالواد کا کینہ تھا جو القلیہ اور اس کے باشندوں پر ان کے مطلب ہو جانے کی وجہ سے پیدا ہوا تھا پس اس نے ابوسعید کو اپنے مشائخ کی ایک جماعت کے خلاف براہیختہ کیا جو اس کے پاس وفد بن کر گئے تھے اس نے ان مشائخ کو گرفتار کر لیا اور قید کر دیا اور تلمسان کے محافظوں میں لتونہ کے چیدہ لوگوں کی ایک جماعت رہتی تھی جن سے حکومت تعلق نہ رکھتی تھی اور عبدالحمومن نے رجسٹر میں ان کے نام لکھے اور انہیں محافظوں کے ساتھ شامل کر دیا اس عہد میں ان کا سردار ابراہیم بن اسماعیل بن علان تھا پس اس نے بنی عبدالواد کے مقید مشائخ کے بارے میں ان کے پاس سفارش کی تو انہوں نے اسے رد کر دیا تو وہ ناراض ہو گیا اور اس نے پراگندگی کو جمع کیا اور ابن غانیہ کی دعوت کو قیام کیا اور شرق کی جانب اپنی قوم کے مرابطین کی ازسرنو حکومت قائم کی پس الحسن بن حیون نے اس وقت اچانک حملہ کیا اور سید ابوسعید کو گرفتار کر لیا اور بنی عبدالواد کے مشائخ کو آزاد کر دیا اور ۲۳۷ھ میں مامون کی اطاعت کو توڑ دیا پس ابن غانیہ کو خبر ملی تو وہ جلدی سے اس کے پاس گیا پھر اسے بنی عبدالواد کے معاملے کا پتہ چلا تو اسے معلوم ہو گیا کہ اس کی حکومت کا دار و مدار ان کی شوکت کے خاتمے اور قوت کے توڑنے میں ہے پس اس کے دل میں ان کے مشائخ پر حملہ کرنے کا خیال آیا اور جس دعوت کا اس نے ان سے وعدہ کیا تھا اس میں ان کے ساتھ فریب کرنا چاہا اس کی اس تدبیر کو بنی عبدالواد کے سردار جابر بن یوسف نے معلوم کر لیا پس اس نے اس سے ملاقات کا وعدہ کر لیا اور دل میں اس پر حملہ کرنے کی نیت کر لی اور ابراہیم بن علان اس کی ملاقات کو گیا تو جابر نے اس پر حملہ کر دیا اور جلدی سے شہر آ کر اپنی اطاعت کا اعلان کر دیا اور ابن غانیہ کے ساتھ جو فریب کرنا چاہتا تھا اس کا پردہ چاک کیا تو انہوں نے اس کی سوچ کی تعریف کی اور جابر کے احسان کا شکریہ ادا کیا اور اس کی ازسرنو بیعت کی اور اس نے بنی عبدالواد اور ان کے حلیفوں کو جو بنی راشد میں سے تھے ہٹا دیا۔

یہ حکومت دراصل اس سلطنت کی پشت پر سواری کرنا تھا جس پر بعد میں وہ بیٹھے تھے پھر اس کے بعد اہل ابوز نے اس کے خلاف بغاوت کر دی پس اس نے ان کے ساتھ جنگ کی اور ان کے محاصرہ میں ۲۹۷ھ میں ایک نامعلوم فرد کے تیر

سے ہلاک ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے الحسن نے حکومت سنہالی اور مامون نے امارت کے بارے میں اس سے تجدید عہد کیا پھر وہ حکومت سنہالے سے عاجز ہو گیا اور اپنی امارت کے چھ ماہ بعد اس سے الگ ہو گیا۔

عثمان بن یوسف: اور اسے اپنے چچا عثمان بن یوسف کے سپرد کر دیا جو بہت بد خلق اور ظالم تھا پس تلمسان میں رعایا نے اس پر حملہ کر دیا اور اسے ۳۱ھ میں نکال دیا اور اس کی جگہ اس کے عم زاذکر از بن زیان بن ثابت کو منتخب کر لیا جو ابو عزت کے لقب سے ملقب تھا پس انہوں نے اسے امارت کی دعوت دی اور اسے اپنے شہر پر حاکم بنا لیا اور اپنی حکومت اسے سپرد کر دی اور اس نے زمانہ کی حکومت سے دافر حصہ پایا اور ان کا خود مختار رئیس تھا اور بقیہ مضائقہ پر قابض ہو گیا۔

بنو مطہر کا حسد: پس بنو مطہر نے اس پر اور اس کی قوم پر اس حکومت کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کی تھی حسد کیا اور زکراہ اور اس کے اسلاف پر بھی حکومت کے ملنے کی وجہ سے حسد کیا پس انہوں نے اس سے عداوت کی اور اس کے خلاف بغاوت کرنے کی دعوت دی اور بنو راشد جو صحرا کے دور سے ان کے حلیف تھے انہوں نے ان کی اتباع کی اور ابو عزت نے بنی عبدالواد کے قبائل کو ان کے مقابلہ میں اکٹھا کر لیا اور ان کے درمیان جنگیں ہوئیں جن میں پانچ ہاتھ لڑے اور ابو عزت نے ۳۳ھ میں ایک جنگ میں ہلاک ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بھائی غفران بن زیان نے حکومت سنہالہ لی جسے لوگوں نے قبول کر لیا اور شہروں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور خلیفہ رشید نے اسے اس کی عملداری پر تقرر کا حکم لکھا اور یہ اس حکومت کے لئے زینہ بن گیا جس کا اس نے بقیہ ایام میں اپنے بیٹوں کو وارث بنایا۔

والملک لله یوقیہ من عشاء

○ 走

10

—جہانگیر شاہ—

154

دول

مسند احمد

منفعا بن دین بن سعود بن سیکس

1991

18

بنو و محطوف

— *U. J. J.*

١٢٤



فرماندهی سپاه پاسداران

ה'תרס"ח

10/10/19

Marfat.com

فصل

تلمسان اور اس کی فتح کے ہم تک پہنچنے والے

حالات اور وہاں پر بنی عبدالواد کی مضبوط

حکومت کا قیام

یہ شہر مغرب اوسط کا دار الخلافہ ہے اور بلاذرناتہ کا اصل ہے اس کی حد بندی بنو یفرن نے کی تھی کیونکہ یہ ان کے موطن میں تھا اور ہم اس کے اس سے پہلے کے حالات سے آگاہ نہیں ہوئے اور اس کے باشندوں کے متعلق جو بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ شہر ازل سے آباد ہے اور قرآن شریف میں جس دیوار کا ذکر حضرت خضر اور حضرت موسیٰ کے قصہ میں آیا ہے وہ یہاں سے اکادیر کی جانب ہے یہ خیال علم سے دور ہے کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مشرق کو چھوڑ کر مغرب کی طرف نہیں آئے اور نہ ہی بنی اسرائیل افریقہ میں اپنی حکومت حاصل کر سکے ہیں کجا یہ کہ وہ اس کے ماوراء علاقے تک پہنچ جائیں یہ صرف بکھری ہوئی داستانیں ہیں کیونکہ اہل دنیا کی فطرت میں یہ بات ہے کہ جس شہر میں علم یا پیغمبر کو ان کی طرف منسوب کیا جائے یا وہ اس کی طرف منسوب ہوں وہ اس کی فضیلت بیان کرتے ہیں اور اس کے متعلق ابن الرقی کی بیان کردہ حقیقت سے بڑھ کر قدیم ترین حقیقت سے آگاہ نہیں ہوا۔

ابوالہماجر: اس لئے کہ ابوالہماجر جو عقبہ بن نافع کی پہلی اور دوسری حکومت کے درمیان افریقہ کا والی بنا اور دیار مغرب میں دور تک کھس گیا اور تلمسان تک پہنچ گیا، تلمسان کے قریب ابوالہماجر کے جشمے اسی کے نام سے مشہور ہیں اور طبری نے ابوقرہ اور اس کے ابو حاتم کے ساتھ جلاوطن ہونے اور عمر بن حفص کے خلاف بغاوت کرنے والوں کے تذکرہ کے موقع پر ان چشموں کا ذکر کیا ہے پھر وہ بیان کرتا ہے کہ وہ اس کے پاس سے لہجہ لگے اور ابوقرہ تلمسان کے نواح میں اپنے موطن میں واپس لوٹ آیا اور اسی طرح ابن الرقی نے ابراہیم بن الاغلب کے افریقہ میں خود مختار ہو جانے سے قبل ان کا ذکر کیا ہے اور وہ اپنی جنگ میں مغرب کی طرف دور تک چلا گیا اور تلمسان میں اتر اور زناٹہ کی زبان میں اس کا نام دونوں تلم اور سان سے مرکب ہے اور ان دونوں کا مفہوم یہ ہے کہ یہ دو چیزوں کو جمع کرتے ہیں اس سے ان کی مراد بروج کو جمع کرنا ہے۔

اور یس الاکبر: اور جب اور یس الاکبر بن عبداللہ بن الحسن نے مغرب اقصیٰ کی طرف جا کر اس پر قبضہ کر لیا تو اسے اہل مغرب اوسط کی طرف گیا تو محمد بن خزر بن صولات امیر زناٹہ و تلمسان نے اس سے ملاقات کی اور یہ اس کی اطاعت میں داخل ہو گیا اور مفر اوہ اور بنی یفرن کو اس کے خلاف بھڑکایا اور اس نے اسے تلمسان پر قبضہ دلانے کی قدرت دے دی پس

اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس کی مسجد کی حد بندی کی اور اس کے منبر پر چڑھا اور کئی ماہ تک وہاں قیام کیا اور اگلے پاؤں مغرب کی طرف واپس آ گیا۔

سلیمان بن عبد اللہ: اور اس کے پیچھے پیچھے مشرق سے اس کا بھائی سلیمان بن عبد اللہ آیا تو وہ اس جگہ اتر پڑا اور اس نے اسے یہاں کا امیر بنادیا پھر اور یس فوٹ ہو گیا اور ان کی قوم کمزور ہو گئی اور جب اس کے بعد اس کے بیٹے اور یس کی بیعت کی گئی اور مغرب کے برابر اس کے پاس جمع ہو گئے تو ۱۹۹ھ میں وہ تلمسان گیا اور از سر نو اس کی مسجد تعمیر کی اور اس کے منبر کو ٹھیک کیا اور تین سال وہاں ٹھہرا رہا جس میں اس نے بلاؤں سے پر قبضہ کر لیا اور ان کی اطاعت اس کے لئے مرتب ہو گئی اور اس نے تلمسان پر بنی محمد کو امیر مقرر کیا جو اس کے چچا سلیمان کے بیٹے ہیں۔

اور یس الاصفیٰ کی وفات: اور جب اور یس الاصفیٰ فوت ہو گیا اور اس کے بیٹوں نے اپنی ماں کنزہ کے اشارے سے مغربین کے مضافات کو آپس میں تقسیم کر لیا اور تلمسان سہان عیسیٰ بن اور یس بن محمد بن سلیمان اور اس کے بنی اب محمد بن سلیمان کے حصے میں آئے اور جب مغرب سے ادارہ کی حکومت کا خاتمہ ہوا اور شیعہ کی دعوت پر موسیٰ بن ابی العافیہ نے اس کی ملامت سنبالی تو ۲۱۹ھ میں تلمسان گیا تو اس دور کے امیر تلمسان الحسن بن ابی العیش بن عیسیٰ بن اور یس بن محمد بن سلیمان پر غالب آ گیا اور وہ وہاں سے بھاگ کر ملیلہ چلا گیا اور اس نے گور کی جانب اپنی حفاظت کے لئے ایک قلعہ تعمیر کیا پس اس نے مدت تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر اس نے اپنے قلعہ دینے کی شرط پر اس سے صلح کر لی۔

مغرب اوسط پر شیعوں کا قبضہ: اور جب شیعوں نے مغرب اوسط پر قبضہ کیا تو انہوں نے تلمسان کے باقی ماندہ مضافات سے محمد بن سلیمان کی اولاد کو نکال دیا پس وہ وراہ البحر سے بنی اُمیہ کی دعوت سے وابستہ ہو گئے اور ان کے پاس چلے گئے۔

اور علی بن محمد یفرنی بلاؤں سے اور مغرب اوسط پر مغرب ہو گیا اور الناصر اموی نے اسے ۳۴۰ھ میں وہاں کا اور تلمسان کا امیر مقرر کر دیا اور جب علی فوت ہو گیا تو اس کے بعد ۳۵۰ھ میں زناتہ کی امارت محمد بن الخیر بن محمد بن خزر نے سنبالی جو تلمسان میں الحکم المسعر کا ذاتی تھا اور ضہاجہ کی جنگوں میں فوت ہو گیا اور انہوں نے ان کے بلاد میں انہیں مغلوب کر لیا اور وہ مغرب اقصیٰ کی طرف چلے گئے اور تلمسان ضہاجہ کی عملداری میں شامل ہو گیا یہاں تک کہ ان کی حکومت منقسم اور متفرق ہو گئی اور زیری بن علیہ زناتہ اور مغرب کا خود مختار امیر بن گیا اور منصور نے اسے مغرب سے نکال باہر کیا اور بلاؤں ضہاجہ کی طرف چلا گیا اور ان پر چڑھائی کر دی اور ان کے پہاڑوں اور شہروں جیسے تلمسان ہراوہ تفس اسیر اور میلہ سے جنگ کی۔

المعز بن زیری کی امارت: پھر مظفر نے کچھ عرصے کے بعد ۳۶۹ھ میں اس کے بیٹے المعز بن زیری کو مغرب کے مضافات پر امیر مقرر کر دیا پس اس نے اس کے بیٹے علی بن زیری کو تلمسان پر گورنر مقرر کر دیا اور اس کی امارت اس کی اولاد میں بھی قائم رہی یہاں تک کہ لتونہ کے ہاتھوں ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور یوسف بن تاشفین نے اس پر محمد بن تیمیر المسونی اور اس کے بعد اس کے بھائی تاشفین کو امیر مقرر کر دیا اور اس کے اور منصور بن الناصر صاحب القلعہ جو بنی حماد

کے ملک میں سے تھا کے درمیان جنگ ٹھن گئی اور اس نے تلمسان جا کر اس کا علاقہ بند کر دیا قریب تھا کہ اس پر غلبہ پا جاتا جیسا کہ ہم نے سب حالات کو اپنی جگہ پر بیان کیا ہے۔

عبدالحمو من کا لمتونہ پر قبضہ: اور جب عبدالحمو من نے لمتونہ پر غلبہ پایا اور تاشفین بن علی کو دہران میں قتل کیا تو اس نے اسے برباد کر دیا اور موحدین نے بھی تلمسان کے عوام کو قتل کرنے کے بعد اسے برباد کر دیا۔ یہ واقعہ ۵۴۰ھ کا ہے۔ پھر اس نے اپنی رائے پر نظر ثانی کی اور لوگوں کو اس کی آبادی کی طرف متوجہ کیا اور اس کی فصیلوں کی شکستگی کی مرمت کے لئے لوگوں کو جمع کیا اور ہتاتہ کے مشائخ اور موحدین کے بہترین آدمیوں میں سے سلیمان بن واعد بن کو اس کا امیر مقرر کیا اور بنی عبدالواد میں سے اس قبیلے کو امیر بنانے کا یہ سبب ہوا کہ انہوں نے اپنی اطاعت و اجتماع کے شاندار مظاہرے کئے تھے۔

سید ابو حفص: پھر اس نے اپنے بیٹے سید ابو حفص کو اس کا امیر مقرر کیا اور اس کے بعد آل عبدالحمو من ہمیشہ ہی اپنے ملک بیت اور قرابتداروں کو وہاں کا گورنر مقرر کرتی رہے اور سارے مغرب کی حکومت آل عبدالحمو من کی طرف ہی جمع کرتی رہی اور تمام زناتہ تلمسان کی حکومت کا اہتمام کرتے رہے اور زناتہ بنو عبدالواد بنو توجین اور بنو راشد کے ان قبائل نے تلمسان کے نواح اور مغرب اوسط پر غلبہ پا کر اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے میدانوں میں گشت کی اور حکومت کی زمین میں سے بہت سے علاقے اور اچھے شہر قبضے میں کر لئے اور ان کے قبائل سے بہت سا ٹیکس اکٹھا کیا پس جسودہ صحرائیں اپنے سرمائی مقامات میں چلے جاتے تو اپنی زمین کی آبادی اور کاشت کے لئے اور اپنی رعایا سے ٹیکس جمع کرنے کے لئے اپنی اجار اور طائفتیں کو اپنے پیچھے تگول میں چھوڑ جاتے اور بنو عبدالواد اس جگہ پر بطحاء اور طویہ میں رہتے تھے جس کا ساحل دریافہ اور بھراؤ تھا۔

اور تلمسان میں موحدین کے حکمرانوں نے اپنی توجہ ان کو مضبوط کرنے اور اس کی فصیلوں کو پلستر کرنے اور لوگوں کو اس کی آبادی میں دلچسپی لینے اور وہاں پر محلات بنانے اور حکومت کے مقاصد کی خاطر چلے کرنے اور گھروں کی حد بندی کو وسعت دینے کی طرف پھیر دی۔

سید ابو عمران موسیٰ بن امیر المؤمنین یوسف: اور ان میں سب سے زیادہ اہتمام کرنے والا اور وسیع الشکر سید ابو عمران موسیٰ بن امیر المؤمنین یوسف تھا وہ اپنے یوسف بن عبدالحمو من کے عہد میں ۵۹۶ھ میں اس کا والی مقرر ہوا اور اس کی حکومت مسلسل وہاں قائم رہی پس اس نے اس کی عمارات کو پلستر کیا اور اس کی زمین کو وسیع کیا اور اس کے ارد گرد فصیلوں کی باڑ بنادی اور وہ سید ابوالحسن بن سید ابو حفص بن عبدالحمو من کے بعد اس کا حکمران بنا اور اس کا مذہب اس میں قبولیت پا گیا۔

اور جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں کہ جب ابن غانیہ کا معاملہ پیش آیا اور وہ ۵۸۱ھ میں میورقہ سے نکلا اور انہوں نے بجایہ پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور الجزائر اور ملیانہ کی طرف بڑھے اور ان پر غلبہ پایا تو سید ابوالحسن نے اس کی فصیلوں کو بلند کرنے گہری خندقیں کھودنے کی طرف توجہ دے کر اپنے معاملے کی طمانی کر دی یہاں تک کہ اس نے اسے مغرب کے مضبوط قلعوں اور شہروں میں سے بنادیا اور اس کے بعد اس شہر کے والیوں نے وہاں محفوظ ہونے کے لئے اس طریق کو قبول کر لیا۔

سید ابوزید: اور یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ اس کا بھائی سید ابوزید ابن غانیہ سے جنگ کرنے کے لئے گیا تھا جس نے

شکاف کے پڑ کرنے اور حکومت کی مدافعت کرنے میں کارنامے دکھائے تھے اور ابن عاتیہ ہلالیوں میں سے ذویان عربوں کو اس کے مقابلہ میں افریقہ لے کر گیا تھا اور زغہ جو ان کا ایک وطن ہیں ان کی مخالفت کر کے موحدین کی طرف چلے گئے اور مغرب اوسط کے زمانہ کے پاس اکٹھے ہو گئے اور ان تمام کی پناہ گاہ اور ان کے جوڑ توڑ کا مرجع 'تلمسان' کا گورنر تھا جو اسادہ میں سے تھا جو ان کا مہمان نواز اور ان کی کامل حفاظت چیز کا دفاع کرنے والا تھا اور ابن عاتیہ تلمسان کے نواح اور بلاد زمانہ پر اکثر چڑھائی کرتا تھا اور اس کے ساتھ جنگ کے لئے لٹکانے والا بھی جاتا تھا یہاں تک کہ اس نے اس کے بہت سے شہروں جیسے تاہرت وغیرہ کو برباد کر دیا پس تلمسان مغرب اوسط کا دار الخلافہ اور زمانہ اور مغرب کے ان قبائل کا اصل بن گیا۔ جنہیں اس نے اپنی گود میں بستر غنیمت قرار دیا تھا لیکن وہ دو شہر برباد ہو چکے تھے جو گزشتہ زمانوں میں گزشتہ حکومتوں کے دار الخلافہ تھے یعنی ارشکول جو ساحل سمندر پر تھا اور تاہرت جو بلحا کی جانب سبزہ زار اور صحرا کے درمیان واقع ہے۔

ارشکول اور تاہرت کی بربادی: مغرب اوسط کے شہروں میں سے ان دونوں شہروں کی بربادی ابن عاتیہ کی جنگ اور زمانہ کے ان قبائل کی چڑھائی اور ان کے باشندوں کی ذلت و رسوائی اور لوٹ مار اور راستوں سے لوگوں کو پکڑ لینے اور آبادی کی بربادی کرنے اور موحدین کی فوجوں میں سے جو گروہ قسیر مجیبہ 'زرقہ' الخضر' حلب' متعجبہ 'حزہ' مری' المدجاج اور جہات کے محافظ تھے ان پر غلبہ پالینے کی وجہ سے ہوئی اور تلمسان کی آبادی میں ہمیشہ اضافہ ہوتا رہا اور اس کی زمین وہاں کے محلات کی وجہ سے بڑھتی رہی جو اینٹوں اور پتھروں سے بلند کئے جاتے رہے یہاں تک کہ وہاں آل زیان اتر پڑے اور انہوں نے ان کو اپنی حکومت کا دار الخلافہ اور پایہ تخت بنایا۔ پس انہوں نے وہاں بڑے رونق محلات اور خوبصورت مکانات کی حد بندی کی اور باغات لگائے اور ان کے درمیان پانی چلائے پس وہ مغرب کے سب سے بڑے شہروں میں سے بن گیا اور القاصیہ کے لوگوں نے اس کی طرف کوچ کیا اور وہاں پر علوم اور ہنر کے بازاروں کی گرم بازاری حاصل ہو گئی اور علماء نے وہاں پرورش پائی اور وہاں کے سرداروں نے شہرت حاصل کی اور وہ اسلامی حکومتوں کے شہروں اور خلافتی دار الخلافوں کے ہم پلہ ہو گئے۔

فصل

تلمسان اور اس کے مضافات میں یغمر اس بن

زیان کے خود مختار حکومت قائم کرنے کے

حالات نیز اس نے اپنی قوم کے لئے حکومت کو

کیسے ہموار کیا اور اسے اپنے بیٹوں کی وراثت بنایا

یغمر اس بن زیان بن ثابت بن محمد اس قبیلے کا سب سے شجاع اور بازعب اور اپنے قبیلے کے مفادات کو شب سے بڑھ کر جاننے والا اور حکومت کے بوجھ اٹھانے کے لئے سب سے مضبوط کندھوں والا اور تدریجاً مارت سے واقف حصار رکھنے والا آدمی تھا ان باتوں کی شہادت اس کے ان کاموں سے ملتی ہے جو اس نے حکومت سے قبل اور بعد سرانجام دیئے اور مشائخ کے نزدیک اسے عظمت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور وہ حکومت کے لئے امید گاہ تھا اور خواص اس کے کاموں کی وجہ سے اس کو عظیم خیال کرتے تھے اور عوام اپنے مصائب میں اس کی پناہ لیتے تھے۔

یغمر اس بن زیان کی امارت: جب اس نے اپنے بھائی ابو عزة زکرا بن زیان کے بعد ۶۳۳ھ میں حکومت سنبالی تو اس نے نہایت احسن رنگ میں اس کا انتظام کیا اور اس کے بوجھوں کو برداشت کیا اور اپنے بھائی کے باغیوں بنی مطہر اور بنی راشد پر غالب آیا اور انہیں اپنا ماتحت بنالیا کیا اور رعیت سے نہایت اچھا سلوک کیا اور اپنے خاندان اور اپنی قوم اور اپنے زبغی حلیفوں کی حسن سیرت، حسن سلوک، ہمسائیگی، فیاضی، آلات تیار کرنے اور فوجوں اور پہرے کی جگہوں کو مرتب کرنے کی وجہ سے مائل کر لیا نیز رومی فوجوں کو اپنے ساتھ ملا لیا اور عطیات کو واجب قرار دیا اور وزراء اور کاتب بنائے اور مضافات میں فوج بھیجی اور بادشاہی لباس زیب تن کیا اور تخت پر بیٹھا اور مؤمنی حکومت کے آثار کو منادیا اور امر و نہی سے اس نے اس کے صدر مقام کو بے کار کر دیا اور اس نے ان کی حکومت کے آداب و رسوم میں سے سوائے دعا کے جو مراکش کے خلیفہ کے لئے کی جاتی تھی اور کوئی بات اپنے منابر پر باقی نہ چھوڑی اور اس نے سب لوگوں کو مانوس کرنے اور اپنی قوم کے ہمسروں کو رضامند کرنے کے لئے عہد کو اپنے ہاتھ میں لیا اور اس کی حکومت کے آغاز میں موحدین کے بعد ابن وضاح اس کے پاس گیا، اس نے مسلمان مسافروں کے ساتھ شرق اندلس سے سمندر کو پار کیا تو اس نے اسے پسند کیا اور اپنا ہمنشین بنایا اور اس کی عزت کی اور اسے دوستی اور مشورہ میں ایک خاص مقام دیا اور اس کے ساتھ جو لوگ گئے ان میں ابو بکر بن خطاب بھی تھا جس نے مرسیہ

میں اس کے بھائی کی بیعت کی تھی اور وہ ملیخ پٹیا میر اور بہترین کاتب اور اچھا شاعر تھا پس اس نے اس سے خطوط لکھوائے جن میں مراکش اور تونس کے خلفاء کو ان کے عہد بیعت کے متعلق خطاب کیا گیا تھا۔ انہیں قتل اور حفظ کیا گیا اور پھر اس ہمیشہ ہی اپنی کچھار کی حفاظت کرتا رہا اور اپنے دشمنوں سے ہر سر پیکار رہا اور اس نے آل عبدالمومن کے موحد بادشاہوں اور انہیں بادشاہت دینے آل ابی حفص کے ساتھ اپنے ملک کی حفاظت کے لئے بہت سے معرکے کئے جن کا ذکر ہم کرنے والے ہیں اسی طرح اس کے اور اس کے ساتھ جنگ کرنے والے بنی مرین کے درمیان مغرب پر ان کے قابض ہونے سے قبل اور اس کے قابض ہونے کے بعد متعدد جنگیں ہوئیں اور اسے تو جین اور مغراوہ کی نسبت زناہ کی فوجوں کو شکست دینے اور ان کے شہروں کو تباہ کرنے اور ان کے اوطان کو برباد کرنے اور مشہور کارناموں اور جنگوں میں امتیاز حاصل ہے ہم ان سب کی طرف اشارہ کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

امیر ابوزکریا کا تلمسان پر قبضہ کرنا اور پھر اس کا

اس کی دعوت میں شامل ہونا

جب پھر اس بن زیان تلمسان اور مغرب اوسط کی حکومت میں خود مختار ہو گیا اور سلطنت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا اور زناہ کے بقیہ قبائل میں اس کی شان بلند ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے اسے جو عزت و حکومت عطا کی تھی اس کی وجہ سے انہوں نے اس پر حسد کیا۔ پس انہوں نے اس سے عہد شکنی کی اور اس کی نافرمانی کی اور اس کے مخالف اور دشمن بن گئے پس اس نے ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے تیاری کی اور ان کے گھروں میں ان کے ساتھ جنگ کی اور انہیں ان کے شہروں اور ان کی پناہ گاہوں میں جو پہاڑوں کی بلند چوٹیوں پر تھیں بند کر دیا اور اس نے ان کے ساتھ مشہور معرکے کئے اور اس عداوت کے بڑے حصے کا متولی بنی تو جین کا سردار عبدالقوی بن عباس اور اس کے بنی یادین کے دوست اور عباس بن مندیل بن عبدالرحمن اور اس کے بھائی امرائے مغراوہ تھے اور مولیٰ امیر ابوزکریا بن ابی حفص جب سے افریقہ کا خود مختار حاکم بنا تھا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس نے مغرب کی طرف بڑھتے ہوئے اور مراکش کے تختہ دعوت پر غلبہ پاتے ہوئے افریقہ کو موٹنی حکومت سے ۶۲۵ھ میں حاصل کر لیا تھا اور اس کا خیال تھا کہ اگر زناہ اس کی مدد کریں تو وہ جس کام کی طرف بڑھ رہا ہے اس کی تکمیل ہو سکتی ہے پس وہ امرائے زناہ کے ساتھ مشورے کر کے انہیں رغبت دلانے لگا اور کبھی کبھی اس معاملے میں بنی مرین بنی عبدالواؤد تو جین اور مغراوہ کے ساتھ مراسلت بھی کرنے لگا اور پھر اس نے جب سے بنی عبدالمومن کی اطاعت اختیار کی اس نے اپنی عملداری میں ان کی دعوت کو قائم کیا اور ان کے دوستوں سے صلح اور ان کے دشمنوں سے جنگ کی اور رشید نے بھی اس سے حسن سلوک کرنے اور اخلاص رکھنے میں اضافہ کر دیا اور اس سے حرید دوستی اور محبت طلب

کی اور اسے ۶۳ھ میں کئی قسم کی نوازشات اور تحائف سے یار بادشاہ کام کیا تاکہ وہ ان بنی مرین کے دوستوں سے پہلو تہی کرے جو مغرب اور حکومت پر چڑھائی کرتے ہیں اور اس نے حاکم افریقہ امیر ابو کریا بن عبدالواحد کو رشید کے ساتھ یغمر اسن کو جو تعلق تھا اس کی وجہ سے برافروختہ کر دیا حالانکہ وہ اس کے قریبی پڑوسیوں میں سے تھا اور اس نے اس بات کو برا محسوس کیا۔

یغمر اسن کے خلاف فریاد: اسی دوران میں عبدالقوی بن عباس اور متدی بن محمد کے بیٹے یغمر اسن کے خلاف اس کے پاس فریادی بن کر آئے اور انہوں نے اس کا معاملہ اس کے لئے آسان کر دیا اور اسے تلمسان پر قبضہ کرنے اور زناتہ کو تھم کرنے کے بارے میں پھسلایا اور ان دونوں نے اس کے لئے خواریاں تیار کیں کہ وہ جب چاہے موحدین کی حکومت پر چڑھ دوڑے اور اپنی حکومت کا انتظام کرے اور جس حکومت کو وہ حاصل کرنا چاہتا ہے اس کے لئے ایک نیزہ بھی تیار کی اور اس کے باشندوں کے پاس جانے کے لئے ایک دروازہ بھی تیار کیا۔ لہٰذا اس کے مددگاروں نے اسے حرکت دی اور ان کا فریادی اسے تکبر کی طرف لے گیا اور اس نے موحدین اور دیگر مددگاروں اور فوجوں کو تلمسان پر چڑھائی کے لئے آمادہ کیا اور اس نے غرض کے لئے ان اعراب کے صحرائی لوگوں کو بھی جمع کیا جو بنی سلیم اور ریاح میں سے اس کی عملداری میں رہتے تھے اور ۶۳۹ھ میں بے شمار فوجوں کے ساتھ گیا اور اس نے اپنی فوج سے لے کر عبدالقوی بن عباس بن بودین بن محمد کی اولاد کو بھیجا تاکہ وہ اپنے اوطان میں رہنے والے قبائل زناتہ اور ان کے اجراع اور اپنے عرب حلیفوں میں سے قبائل ذویان اور زغبہ کو جمع کریں اور اپنے ملک کی سرحدوں پر ان سے ملاقات کرھنے کے لئے ان کے ساتھ گیا۔

اور جب وہ حیطری کے سامنے زافر مقام پر اڑا جو عرب میں ریاح اور بنی سلیم کی آخری جولاٹا ہوں میں سے ہے تو وہاں پر اسے بنی عامر اور سوید کے زغبہ قبائل ملے جو اس کے ساتھ مل پڑے یہاں تک کہ اس نے موحدین اور زناتہ اور مغرب کے سواروں کے ساتھ تلمسان سے جنگ کی اور اس سے قبل اس نے لمیانہ سے یغمر اسن کی طرف طر زبانت دعا اور اطاعت کے لئے اپنی بیٹی بھیجی تو اس نے انہیں ناکام واپس لوٹا دیا۔

شہر میں موحدین کی فوجوں کا ڈیرہ: اور جب موحدین کی فوجوں نے شہر میں ڈیرہ ڈال دیا اور یغمر اسن اور اس کی فوجیں مقابلہ میں نکلیں تو سلطان کے تیر اندازوں نے ان پر تیر برسائے تو یہ منتشر ہو گئے اور دیواروں کی پتاہ لینے لگے اور فصیلوں کی حفاظت سے در ماندہ ہو گئے پس جنگ اوپر سے کامیاب ہو گئی اور یغمر اسن نے دیکھا کہ شہر کا محاصرہ ہو گیا ہے تو اس نے اپنے خواص اور ساتھیوں میں کھل مل کر تلمسان کے دروازوں میں سے باب عقبہ کا قصد کیا تو موحدین کی فوجیں اسے طیس تو یہ ان کی طرف بڑھا اور ان کے بعض بہادروں سے جنگ کی تو انہوں نے اسے راستہ دے دیا تو یہ صحرا کی طرف چلا گیا اور ہر بلندی سے فوجیں شہر کی طرف دوڑ کر اس میں داخل ہو گئیں اور عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا اور اموال کو لوٹنا شروع کر دیا اور جب اس گھبراہٹ کی تازہ کی دوز ہوئی اور مزاحمت کی لہر تھم گئی اور جنگ کی آگ سرد ہو گئی تو موحدین نے اپنی فراست پر نظر ثانی کی اور امیر نے بھی دور اندیشی سے کام لیا کہ وہ کسی شخص کو تلمسان اور مغرب اوسط کی حکومت سپرد کرے اور اسے اس کی سرحد پر اپنی اس دعوت کے قیام اور حفاظت کے لئے اتارے جو بنی عبدالمومن سے حکومت دلانے والی ہے اور ان کے اشراف نے اس بات کو برا خیال کیا اور اسے ایک دوسرے کے ذمے لگایا اور امرائے زناتہ نے یغمر اسن کے مقابلہ میں کمزور

ہونے کی وجہ سے اور یہ جانتے ہوئے کہ وہ ایک ایسا سردار ہے جسے ذلیل نہیں کیا جاسکتا اور نہ دھوکے سے قتل کیا جاسکتا ہے اور نہ اس کے شکار سے روکا جاسکتا ہے اس سے بیزاری کا اظہار کیا۔

بغیر اس کی غارت گری: اور بغیر اس نے فوج کے مضافات میں غارت گری بھیج جنہوں نے اس کے ارد گرد سے لوگوں کو اچک لیا اور اس کے گھرانوں پر حملہ کیا اس دوران میں بغیر اس نے امیر ابوزکریا سے گفتگو کی کہ وہ تلمسان میں اس کی دعوت کے قیام میں رغبت رکھتا ہے تو اس نے اسے جواب دیا کہ وہ اس کی مدد کرے گا اور حاکم مراکش کے ساتھ رابطہ کروا دے گا اور جو ٹیکس اس نے وصول کیا تھا اسے اس کے لئے مباح کر دیا اور بغیر اس کے ٹیکس کے لئے اس نے کارندوں کو آزاد کر دیا اور اس کی ماں سوط النساء شرافت قبول کرنے کے لئے آئی تو اس نے اس کی آمد پر اس کی عزت افزائی کی اور اسے انعامات سے نوازا اور اس کی آمد و رفت پر اس سے حسن سلوک کیا اور وہ اپنی آمد کے سترہویں دن الحضرۃ کی طرف کوچ کر گیا راستے میں اس کے بعض حاشیہ برداروں نے اسے یہ دوسرے ڈال دیا کہ بغیر اس کے مقابلہ میں اپنے آپ کو ترجیح دیتا ہے نیز اسے حضورہ دیا کہ زناہ میں سے جو لوگ اس کے حاسد ہیں وہ انہیں امیر مقرر کرے پس اس نے ان کی بات کو قبول کر لیا اور عبدالقوی بن عطیہ التوحینی عباس بن مندیل اور علی بن منصور..... کو اپنی اپنی قوم اور وطن پر امیر مقرر کر دیا اور انہیں تاکید کر دی کہ وہ اپنے مقابلہ میں بغیر اس کے طریق پر آ لہ اور مراسم سلطانیہ کو قائم کریں تو انہوں نے اس کی اور موحدین کے باوجود کی موجودگی میں یہ کام کئے اور مراسم سلطانی کو اس کے دروازے پر قائم کیا اور حکومت کے پھیل جانے اور اپنی خواہش کے پالنے اور مشرب کے اس کی دلتیاد کے قریب آ جانے اور عبدالحمومن کے اس میں اپنی دعوت کو لانے کی وجہ سے اس نے تونس جانے کے لئے جو اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھا تیاری کی اور بغیر اس بن زبان نے آ کر امیر ابوزکریا کے عہد کو پورا کیا اور اس کی دعوت کو دیگر متابر پر بھی قائم کیا اور زناہ میں سے جو لوگ اس کے مخالف تھے اس نے ان کی طرف اپنے عزائم کا رخ کیا پس اس نے عبدالقوی اولاد عباس اور اولاد مندیل کو جنگ کی عبرت ناک سزا دی اور انہیں دردناک عذاب دیئے اور ان کے شہروں میں گھس گیا اور ان کے بہت سے مقبوضات پر قبضہ کر لیا اور ان کے والیوں پر دکاروں اور داعیوں کو ان کے شہروں اور دارالخلافوں سے بھاگایا اور رعایا کو ان سے جو تکلیف اور دکھ پہنچا تھا اسے دور کر دیا اور وہ مسلسل اسی حالت پر قائم رہا یہاں تک کہ حاکم مراکش نے ہنسی حکومت کے ساتھ بغیر اس پر چڑھائی کی جسے ہم بیان کریں گے۔

ان شاہ اللہ۔

فصل

حاکم مراکش السعید کی جبل تا مزروکت میں یتیم اس

کے ساتھ جنگ اور ہلاکت

جب عبدالمؤمن کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور اختلابی اور داعی اپنے دور دراز کے مضامات میں چلے گئے اور انہیں ان کے مقبوضات سے الگ کر لیا۔ پس ابن ہود نے ماوراء النہر کو جزیرہ اندلس سے الگ کر لیا اور وہاں خود عتقاد بن بیضا اور اپنے دور کے بغداد کے عباسی خلیفہ مستنصر کے لئے توریہ کے ساتھ دعا کرنے لگا اور امیر ابیہذ کریم بن ابی حفص نے افریقہ سے اسے اپنے لئے بلایا اور وہ زناتہ کو متحد کرنے اور مراکش میں دعوت کی کرسی پر قابو پانے کے لئے مائل ہوا پس اس نے تلمسان سے جنگ کی اور ۶۴۰ھ میں اس پر غالب آ گیا اور اس کے ساتھ سعید بن علی بن مامون اور یس بن منصور یعقوب بن یوسف بن عبدالمؤمن کی ولایت کو بھی لیا جو لیر دانش مند بیدار مغز اور بلند امت تھا پس اس نے اپنی حکومت کے اطراف پر غور کیا اور سردار اس کی اطراف کی مضبوطی اور اس کی کچی کو سیدھا کرنے میں لگ گئے اور بنی مرین نے مغرب کے مضامات اور شہروں میں جو کچھ کیا تھا نیز مکناسہ پر غالب آ کر اور وہاں دعوت حسی کو قائم کرنے کے لئے جو کچھ انہوں نے کیا تھا اس کے لئے نگہبانوں کو براہیختہ کیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

ملوک و عسا کر کی تیاری: پس اس نے ملوک و عسا کر کو تیار کیا اور ان کی کمزوریوں کو دور کیا اور مغرب اور اس کے گرد و نواح کے عربوں اور تمام مصادہ کو جمع کیا اور ۶۴۵ھ کے آخر میں قاصدہ جانے اور دور و نزدیک کے شہروں سے بنی مرین اور وادی بہت میں جمع شدہ فوجوں کو بھگانے کے لئے اٹھا اور تازی جانے کے لئے تیاری کی تو وہاں پر اسے بنی مرین کے اطاعت اختیار کرنے کی اطلاع ملی جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور ان میں سے ایک فوج بھی اس کے ساتھ نکلی اور وہ تلمسان اور اس کے درے تک گیا اور یتیم اس بن زیان اور بنو عبد الواد اپنے اہل و عیال کے ساتھ وجہ کی جانب قلعہ تا مزروکت میں پناہ گزین ہو گئے۔

یتیم اس کا وزیر سعید کے دربار میں: اور یتیم اس کا وزیر فقیہ عبدون اطاعت گزار بن کر اور تلمسان میں خلیفہ کی حاجات کا متولی بن کر اور یتیم اس کی آمد کے بارے میں معذرت کرتا ہوا سعید کے پاس گیا۔ پس خلیفہ نے اس کے بارے میں جھگڑا کیا اور اسے معذور قرار نہ دیا اور اس کی اطاعت کے سوا کسی بات کو قبول نہ کیا اور اس بارے میں سعید کے مشیر کانون بن جرمون سفیانی اور وہاں پر موجود سرداروں نے اس کی مساعدت کی اور انہوں نے عبدون کو اس کی آمد کی وجہ سے واپس کر دیا تو اپنی جان کے خوف سے اس کے پاؤں بوجھل ہو گئے اور سعید نے اپنی فوجوں کے بارے میں پہاڑ پر اعتماد کیا اور انہیں میدان میں بٹھاما اور تین دن تک ان کا ناطقہ بند کر دیا اور چوتھے روز وہ لوگوں کی غفلت میں دوپہر کے وقت پناہ گاہوں کا

دورہ کرنے اور اپنی کمین گاہوں کو دیکھنے کے لئے سوار ہو کر نکلا تو قوم کے ایک سوار نے جو یوسف بن عبدالمومن شیطان کے نام سے معروف تھا اسے دیکھ لیا وہ پہاڑ کے نشیب میں نگہبانی کے لئے کھڑا تھا اور یوسف بن زیان اور اس کا عہدہ یعقوب بن جابر بھی اس کے قریب ہی تھے تو انہوں نے ایک گھاٹی سے اس پر حملہ کر دیا اور یوسف نے اسے نذرہ مار کر اس کے گھوڑے سے گرا دیا اور یعقوب بن جابر نے اس کے وزیر یحییٰ بن عیوش کو قتل کر دیا پھر اسی وقت انہوں نے اس کے غمی غلاموں میں سے ناصح اور الحضیان میں سے غید اور عیسائی فوجوں کے سالار راخوالعط اور سعید کے بیٹوں میں سے ایک نواجون بچے کو قتل کر دیا۔

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ واقعہ اس روز ہوا جب اس نے فوجوں کو ترتیب دی اور جنگ کے لئے پہاڑ پر چڑھ گیا اور لوگوں کے آگے ہو گیا پس اس نے استسنا پنے راستے کی ایک دشوار گزار گھاٹی سے کھڑ لیا تو ان سواروں نے اس پر حملہ کر دیا۔ یہ واقعہ صفر ۶۳۶ھ میں رونما ہوا۔

اور اس خبر کے مشہور ہو جانے سے فوجوں میں جنگ برپا ہو گئی تو وہ بھاگ گئیں اور یوسف بن جلدی سے سعید کی طرف بڑھا تو وہ مقتول ہو کر زمین پر پھرا پڑا تھا پس وہ اس کے پاس گیا اور اسے سلام کیا اور قسم کھائی کہ وہ اس کے قتل سے بری ہے اور خلیفہ اس کے قتل کے پاس سر جھکائے اپنی جان دے رہا تھا یہاں تک کہ اس کی جان نکل گئی۔

چھاؤنی میں لوٹ مار اور مصحف عثمانی: اور تمام چھاؤنی کو لوٹ لیا گیا اور بنو عبد الواد نے پوشیدہ اور کم یاب چیزوں کو لے لیا اور یوسف بن جلدی نے سلطان کے خیمہ کو مخصوص کر لیا اور وہ خالصہ اسی کے لئے تھا اور اس کی قوم کا اس میں کچھ حصہ نہ تھا اور اس نے اس ذخیرہ پر قبضہ کر لیا جس میں حضرت عثمان بن عفان کا مصحف بھی تھا ان کا خیال ہے کہ اس نے ان مصاحف کو لے لیا جو آپ کے عہد خلافت میں لکھے گئے تھے اور وہ قرطبہ کے خزائن میں عبدالرحمن الداخل کی اولاد کے پاس تھا پھر وہ لتونہ کے ان ذخائر میں پڑا رہا جو اندلس کے ملوک الطوائف کے ذخائر میں سے ان کے پاس آئے تھے پھر وہ موحدین کے ان ذخائر میں چلا گیا جو لتونہ کے خزائن میں سے ان کے پاس آئے تھے اور اس دور میں وہ بنی مرین کے ان خزائن میں ہے جن پر انہوں نے تلمسان پر غالب آ کر اور زبردستی اس کی حکومت میں کس کر ان پر قبضہ کیا تھا ان میں عبدالرحمن بن موسیٰ بن عثمان بن یوسف بن سلطان ابوالحسن کا شمار بھی تھا جو ۶۳۶ھ میں تلمسان میں زبردستی کس گیا تھا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے اور اس ذخیرہ میں قیمتی یا قوت کے نگینوں کا ہار بھی تھا اور کئی سو پتھروں پر مشتمل موتیوں کے ہار بھی تھے جنہیں شبان کہا جاتا ہے اس کے بعد بنو مرین کے ذخائر میں سے جو کچھ ان قابیلین نے حاصل کیا ان میں وہ ہار بھی تھا یہاں تک کہ بجایہ کی بندرگاہ پر سلطان ابوالحسن کے بحری بیڑے کے ساتھ جب کہ وہ تونس سے واپس آ رہا تھا جنگ میں وہ ہار سمندر میں تلف ہو گیا اور جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے کہ وہ اس قسم کے ذخائر میں نخل ہوتا رہا جنہیں بادشاہ اپنے خزائن کے لئے جن لیتے تھے اور اسے بھی وہ اپنے خزائن میں ظاہر کرتے تھے۔

اور جب جنگ رک گئی اور اس گھبراہٹ کی آغوشی بھی ختم ہو گئی تو یوسف بن جلدی نے خلیفہ کو دفنانے کے متعلق سوچا پس اس نے تیاری کی اور اسے لکڑیوں پر اٹھا کر عباد میں اس کے دفن کی طرف لے گیا جو شیخ ابو مدین غنی اللہ عنہ کے مقبرہ میں واقع ہے پھر اس نے اس کی بیوی اور اس کی شہرت یافتہ بہن یا عزیزیت کے پاس آ کر اور جو کچھ واقع ہوا تھا اس پر معذرت کرنے

کے بعد ان کے متعلق سوچا اور ان کے مامن تک بنی عبدالوہد کچھ مشائخ کو ان کے ساتھ کر دیا اور انہوں نے ان کو درجہ پہنچا دیا جو کہ ان کی ماتحت سرحدوں میں سے ہے اور بیوی پر رقم کرنے اور بادشاہ کے حقوق کی رعایت کرنے کی وجہ سے اس کی بہت اچھی شہرت ہے پھر وہ تلمسان واپس آ گیا اس وقت بنی عبدالمؤمن کی شوکت کا خاتمہ ہو گیا تھا اور اس نے انہیں اپنی حکومت پر امین بنا دیا تھا۔ واللہ اعلم۔

فصل

بقیہ دور حکومت میں اس کے اور بنی مرین کے

درمیان ہونے والے واقعات کے حالات

طویل زمانوں سے ان دونوں قبیلوں کے درمیان محرامات ایک دوسرے کے پڑوسی میں رہنے کی وجہ سے جو مقابلہ پایا جاتا تھا ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں اور فریقین کے درمیان ایک وادی سرحد تھی جو کھلی زمین کی طرف چلی جاتی تھی اور بنو عبدالمؤمن حکومت کے کھوجانے اور بنی مرین کے مغرب کے گرد و نواح پر غالب آ جانے پر بنو عبد الواد کو موجودہ تین کی فوجوں کے ساتھ بنی مرین کے خلاف جمع کیا کرتے تھے پس وہ موحدین کی مدد کرنے اور ان کی اطاعت میں تازی سے قاس کے علاقے کے درمیان مغرب میں القصر تک چلے جاتے تھے ہم بنی مرین کے حالات میں ان واقعات میں سے بہت کچھ بیان کریں گے۔

سعید کی وفات: جب سعید فوت ہو گیا اور بنو مرین بنو مرین کی نشانی کے طور پر شاہ مغرب کے پاس بھاگ گئے تو اس نے ان کی مزاحمت کرنے کے متعلق سوچا اور اہل قاس پر ابو یحییٰ بن عبدالحق مطلب ہو چکا تھا اور وہ قاس کی قوم کی بدسیرتی کی وجہ سے ناراض تھے اور ان کے جوانوں نے خلیفہ مرتضیٰ کی اطاعت اختیار کرنے کی چٹلی کھائی تو انہوں نے بھی ابو یحییٰ بن عبدالحق کے گورنر پر حملہ کرنے اور خلیفہ کی اطاعت کی طرف رجوع کرنے میں ان کی ہی چال چلی۔

ابو یحییٰ کا حملہ: اور ابو یحییٰ نے ان کی منازل کی طرف جانے کی تیاری کی اور مہجوں ان کا محاصرہ کئے رکھا اس محاصرہ کے دوران خلیفہ مرتضیٰ اور بنو مرین کے درمیان ابو یحییٰ بن عبدالحق کو قاس میں روکنے کے لئے مسلسل گفتگو ہوتی رہی تو بنو مرین نے اس کے داعی کی بات کو تسلیم کر لیا اور اس کے لئے اپنے زمانہ بھائیوں کو جمع کیا پس توہمین میں سے عبد القوی بن علیہ اپنی قوم کے ساتھ اور زمانہ اور مغرب کے تمام قبائل اس کے ساتھ نکلے اور قاس کی طرف چل پڑے اور ابو یحییٰ بن عبدالحق کو بھی قاس میں اپنے محاصرے کی جگہ پر ان کے متعلق خبر مل گئی تو اس نے بھی اپنی فوجوں کو تیار کیا اور باقی ماندہ فوجوں کے ساتھ ان سے جنگ کرنے کے لئے اٹھا اور وجہ کی جانب اسلی کے مقام پر دونوں فوجوں کی ٹڈ بھڑ ہوئی اور اس مقام پر وہ مشہور جنگ ہوئی جو اسی کے نام سے مشہور ہے جس میں بنو مرین وغیرہ کی فوجیں منتشر ہو گئیں اور وہ اپنی جماعت کے ساتھ تلمسان کی

طرف واپس آ گئے اور اس کے بقیہ ایام میں بھی ان کے درمیان مسلسل جنگیں ہوتی رہیں بسا اوقات ان کے درمیان تھوڑے تھوڑے عرصہ کے لئے مصالحتیں بھی ہوتی رہیں اور اس کے اور یعقوب بن عبدالحق کے درمیان ایک دائمی تعلق تھا جس نے اس پر اس کی رعایت کو واجب کیا اور اس کا بھائی ابو یحییٰ اکثر اس کی وجہ سے اس کی تعریف کیا کرتا تھا اور ۶۵۵ھ میں ابو یحییٰ بن عبدالحق اس سے جنگ کرنے کو گیا اور پھر اس کے مقابلہ میں نکلا اور ابوسلیط میں دونوں فوجوں کی ٹڈ بھڑ ہوئی تو پھر اس نے شکست کھائی اور ابو یحییٰ نے اس کے تعاقب کا ارادہ کیا تو اس کے بھائی یعقوب بن عبدالحق نے اسے روک دیا اور جب وہ مغرب کی طرف واپس لوٹا تو پھر اس نے اس سازش کی وجہ سے اس کے اور معقلی عربوں کے المذاق کے درمیان بھی بھلا سہ جانے کا ارادہ کیا یہ لوگ اس کے میدانوں کے سوار اور جہازبانوں کے بھڑیے تھے اس نے ان کی وجہ سے بھلا سہ میں موقع سے فائدہ اٹھانے کا سوچا جو تین سال سے ابو یحییٰ بن عبدالحق کی حکومت میں شامل ہو چکا تھا جیسا کہ ہم نے ان کے حالات میں بیان کیا ہے اس وجہ سے ابو یحییٰ چوکتا ہو گیا اور اپنی قوم کے موجود آدمیوں کو ساتھ لے کر جلدی سے اس کی طرف گیا اور اسے درست کیا اور پھر اس کے بعد اپنی فوجوں کے ساتھ وہاں پہنچا اور وہاں پڑاؤ کیا مگر اس کو سرنہ کر سکا تو وہ وہاں سے تلمسان کو واپس جانے کے لئے بھاگ گیا اور اس کے بعد ابو یحییٰ قاس کی طرف واپس جاتے ہوئے فوت ہو گیا پس پھر اس نے زنانہ اور زغہ کے قبائل میں سے اپنے دوستوں کو جمع کیا اور ۶۵۷ھ میں مغرب کی طرف گیا اور کلد امان تک پہنچ گیا اور یعقوب بن عبدالحق اپنی قوم کے ساتھ اسے ملا تو اس نے اس پر حملہ کر دیا اور پھر اس شکست کھا کر بھاگا اور راستے میں تافریت سے گزرا تو اسے تباہ کر دیا اور اس کے نواح میں فساد برپا کیا پھر انہوں نے ایک دوسرے کو صلح کرنے اور جنگ کے بوجھ کو اتارنے کی دعوت دی اور یعقوب بن عبدالحق نے اس کام کے لئے اپنے بیٹے ابوما لک کو بھیجا اور اس کے حل و عقد کا ذمہ دار بن گیا پھر ۶۵۹ھ میں ان دونوں کی ملاقات بنی برناس کی ضمانت پر داجر مقام پر ہوئی اور ان دونوں کے درمیان اتفاق کا معاہدہ پہنچا ہو گیا اور ان دونوں کے درمیان مصالحت برقرار رہی یہاں تک کہ وہ واقعات رونما ہوئے جنہیں ہم بیان کریں گے۔

فصل

نصاری کے واقعہ کے حالات اور

پھر اس کا ان پر حملہ

سعید کی وفات اور موحدین کی فوجوں کے منتشر ہو جانے کے بعد پھر اس بن زیان نے نصاریٰ کی ایک فوجی پارٹی سے کام لیا جو اس کی فوج میں شامل تھی اور وہ جنگوں میں ان پر فخر و مباہات کیا کرتا تھا اور ان کے مقام پر اعتماد کرتا تھا اور ان پر اس کی خصوصی توجہ تھی جس سے وہ اپنے آپ کو طاقتور خیال کرتے تھے اور تلمسان میں ان کی اہمیت بڑھ گئی اور اس کی بلا

تو جین پر چڑھائی سے واپسی کے بعد ۲۰۷ھ میں ان کی خیانت کا وہ بد بخت واقعہ پیش آیا جس کا دفاع اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے نہایت عمدہ طریق پر کیا۔

نصاری کی کا واقعہ: اور یہ واقعہ یوں ہے کہ ایک روز وہ تلمسان کے دروازوں میں سے باب القرمادین میں فوجوں کو روکنے کے لئے سوار ہوا۔ اسی اثناء میں وہ اپنے دستے میں دوپہر کے وقت کھڑا تھا کہ ان کے سالار نے اس پر حملہ کر دیا اور نصاریٰ نے یغمراسن کے بھائی محمد بن زیان کی طرف پیش قدمی کر کے اسے قتل کر دیا اور اسے رازداری سے اشارہ کیا تو وہ اس سے خفیہ بات کرنے کے لئے صف سے باہر نکلا اور اسے اپنے کان پر قابو دے دیا تو نصرائی ڈر کے باعث اس سے ایک طرف ہو گیا جس سے یغمراسن نے اس کے فریب کو محسوس کر لیا تو اس سے محتاط ہو گیا اور نصرائی نجات کی جستجو میں اس کے آگے بھاگ اٹھا جس سے خیانت واضح ہو گئی اور محافظوں اور رعایا کی ایک پارٹی نے ان پر حملہ کر دیا اور ہر جانب سے ان کا گھیراؤ ہو گیا اور انہیں نیزوں، تلواروں، ڈنڈوں اور پتھروں سے مار مار کر ہلک کر دیا گیا اور وہ قیامت کا دن تھا اور اس کے بعد اس نے ان کی مصیبت کے خوف سے تلمسان میں نصاریٰ کی فوج سے کام نہیں لیا، کہتے ہیں کہ محمد بن زیان وہ شخص ہے جس نے سالار کے ساتھ اپنے بھائی یغمراسن پر حملہ کرنے کے لئے ساز باز کی تھی۔ مگر جب ان کی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو اس نے اس امر کے اظہار کے لئے کہ اس نے اس کے ساتھ کوئی سازش نہیں کی اسے قتل کر دیا مگر گھبراہٹ نے اسے سازش پر قائم رہنے کی مہلت نہ دی۔ واللہ اعلم۔

فصل

سجلماسہ پر یغمراسن کے غلبے اور پھر اس کے
بعد اس کے بنی مرین کی حکومت میں شامل

ہونے کے حالات

مغرب اقصیٰ کے صحرائیں ہلالی عربوں کی آمد کے زمانے سے معقلی عرب زمانہ کے حلیف اور مددگار تھے اور ان میں سے عبید اللہ کے رشتہ داروں کے سوا ان کی اکثریت انہی کے پاس جمع ہوتی تھی کیونکہ ان کی جولانگاہوں کے ساتھ متصل اور مشرک تھیں۔

اور جب ان کی حکومت کے سامنے بنی عبدالوادی اہمیت پیش گئی تو انہوں نے کندھوں کے ساتھ ان کو وہاں سے ہٹا

دیا اور ان سے عہد شکنی کی اور ان کو چھوڑ کر ان کے ہمسروں المہبات سے الحاق کر لیا جو منصور کے رشتہ داروں میں سے تھے اور وہ یغمراسن اور اس کی قوم کے حلیف اور مددگار تھے اور بجلہاسہ ان کی جولا نکاہوں میں شامل تھا اور سفر سے واپسی پر ان کا ٹھکانہ تھا جو بنی مرین کی حکومت میں شامل ہو چکا تھا۔ پھر وہ قطرائی وہاں پر خود مختار بن بیٹھا پھر انہوں نے اس پر حملہ کر دیا اور مرتضیٰ کی اطاعت میں واپس آ گئے اور علی بن عمر نے اس کام میں بڑا پارٹ ادا کرنے کی ذمہ داری لی جیسا کہ ہم نے بنی مرین کے حالات میں بیان کیا ہے پھر المہبات بجلہاسہ پر غالب آ گئے اور انہوں نے اس کے گورنر علی بن عمر کو ۶۶۲ھ میں قتل کر دیا اور یغمراسن کو اس پر قبضہ کرنے میں ترجیح دی اور اہل شہر اس کی دعوت کے قائم کرنے میں شامل ہو گئے اور انہیں اس پر آمادہ کیا اور یغمراسن کے پاس جمع ہو گئے تو وہ اپنی قوم کے ساتھ بجلہاسہ کی طرف گیا تو انہوں نے اسے اس کی باگ ڈور پکڑا دی تو اس نے اس کا انتظام کیا اور اس پر اپنے بیٹے یحییٰ کو امیر مقرر کیا اور اس کے ساتھ اس کی بہن حنفیہ کے بیٹے کو اتارا جس کا نام عبد الملک بن محمد بن علی بن قاسم بن درم تھا۔ جو محمد کی اولاد میں سے تھا اور اس نے ان دونوں کے ساتھ یغمراسن بن حمامہ کو ان لوگوں کی معیت میں جو اس کے ساتھ تھے مع ان کے خاندانوں اور خادموں کے اتارا پس اس نے اپنے بیٹے یحییٰ کو اس کا امیر مقرر کیا۔ یہاں تک کہ یعقوب بن عبد الحق نے موحدین کو ان کے دار الخلافہ پر غلبہ دلایا اور طنجہ اور عام بلاد مغرب نے اس کی اطاعت کی پس اس نے بجلہاسہ کو یغمراسن کی اطاعت سے نکالنے کا عزم کیا اور زناتہ کی فوجوں عربوں اور بربریوں کے ساتھ اس پر چڑھائی کی اور وہاں محاصرہ کے آلات نصب کئے یہاں تک کہ اس کی فصیل ایک طرف گر گئی تو وہ صفر ۶۶۳ھ میں زبردستی اس میں داخل ہو گئے اور اسے لوٹ لیا اور دونوں سالار عبد الملک بن حنفیہ اور یغمراسن بن حمامہ اور ان کے ساتھ بنی عبدالواد کے جو امراء المہبات تھے وہ بھی قتل ہو گئے اور آخری دور تک بجلہاسہ بنی مرین کی اطاعت میں شامل رہا۔

والملک بیدہ اللہ یوتیہ من یشاء

فصل

یعقوب بن عبد الحق کے ساتھ یغمراسن کی

جنگوں کے حالات

بنی عبد المؤمن کا اپنی حکومت کی ناکامی کے وقت کیا حال تھا اور بنی مرین نے بنی عبدالواد کی مدد سے ان پر جو غلبہ پایا اور ان کے دشمنوں پر گرفت کرنے کے لئے جو بنی مرین میں سے تھے انہوں نے جو ہتھ جوڑی کی اس کا حال ہم بیان کر چکے ہیں اور جب مرتضیٰ فوت ہو گیا اور ۶۶۵ھ میں ابودبوس حکمران بنا اور یعقوب بن عبد الحق کے ساتھ اس کی ٹھن گئی تو اس نے یغمراسن سے اس کی مدافعت کے بارے میں خط و کتابت کی اور اس سے مضبوط عہد کیا اور قیمتی تحائف دیئے اور یغمراسن

اس کے پاس گیا اور اس نے مغرب کی سرحدوں پر غارت گری کی اور جنگ کی آگ بھڑکادی اس وقت یعقوب بن عبدالحق مراکش کا محاصرہ کئے ہوئے تھا تو وہ وہاں سے بھاگ گیا اور اس نے مغرب کی طرف واپس آ کر اپنی فوجوں کو جمع کیا اور اس کے مقابلہ کو گیا اور وادی تلاء میں فریقین کی ٹڈ بھڑ ہوئی اور اس نے اپنی ہر تیاری کو مکمل کیا جس میں غمر اس کو شکست ہوئی جس میں اس کی بیوی بھی لوٹ میں آ گئی اور اس کی قوم قتل ہو گئی اور اس کا وہ پیارا بیٹا ابو حفص عمر بھی ہلاک ہو گیا جو اسے اپنے خاندان کے ہم عمروں لوگوں مثلاً اس کے خواہر زادہ عبد الملک بن حفصہ ابن یحییٰ بن یحییٰ اور عمر بن ابراہیم بن ہشام سے زیادہ عزیز تھا اور یعقوب بن عبدالحق اسے چھوڑ کر مراکش کی طرف آ گیا یہاں تک کہ مراکش پر اس کے تغلب کی حالت کا خاتمہ ہو گیا اور وہاں سے بنی عبدالمؤمن کا نشان مٹ گیا۔

بنی عبد الواد سے جنگ: اور یعقوب بنی عبد الواد سے جنگ کرنے کے لئے گیا اور اس نے اہل مغرب کے تمام معاصدہ افواج اور قبائل کو جمع کیا اور ۶۷ھ میں بنی عبد الواد سے جنگ کے لئے گیا پس غمر اس بھی اپنی قوم اور اپنے مفراوہ اور عرب مددگاروں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں آیا اور وجہ کے نواح میں پہلی مقام پر دونوں کی جنگ ہوئی جس میں غمر اس کو شکست ہوئی اور اس کی فوجیں منتشر ہو گئیں اور اس کا بیٹا قارس قتل ہو گیا اور اس نے اپنی شکست کی ذلت سے بچنے کے لئے اپنے پڑاؤ کو نذر آتش کر دیا اور اس کے بعد اپنے اہل تلمسان کی طرف چلا آیا اور اس میں قلعہ بند ہو گیا اور یعقوب بن عبدالحق نے وجہ کو تباہ و برباد کر دیا پھر اس نے تلمسان میں اس کے ساتھ جنگ کی اور وہاں پر بنی تو جین بھی اپنے امیر محمد بن عبد القوی کے ساتھ اس کے ساتھ آئے اور اس نے غمر اس کی قوم کے خلاف سلطان کے ساتھ معاہدہ کر لیا اور کئی روز تک انہوں نے تلمسان کا محاصرہ کئے رکھا مگر اسے سر نہ کر سکے اور وہاں سے چلے آئے اور ہر کوئی اپنی عملداری اور حکومت کی طرف واپس آ گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے اس کے بعد ان دونوں کے درمیان مصالحت ہو گئی اور یعقوب بن عبدالحق جہاد کے لئے اور غمر اس تو جین اور مفراوہ کے بلاد پر قابض ہونے کے لئے فارغ ہو گیا یہاں تک کہ ان کی وہ حالت ہو گئی جس کا ہم ذکر کریں گے۔ واللہ اعلم۔

فصل

مفراوہ اور تو جین کے ساتھ غمر اس کے حالات

اور ان کے درمیان ہونے والے واقعات

مفراوہ نواح شلب میں اپنے پہلے موطن میں رہتے تھے اور جب ان کی حکومت نیست و نابود ہو گئی تو حکومتوں نے ان سے مصالحت کر لی اور ان پر ٹیکس عائد کر کے انہیں بنی ورغین بنی یلیت اور بنی ورت میر کی طرح تکلیف دی اور ان میں بنی مندیل بن عبد الرحمن کو غلبہ حاصل تھا جو آل خزر کی اولاد میں سے تھے اور فتح کے دور سے اور اس کے بعد ان کے پہلے

بادشاہ تھے جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں۔

پس جب سرائش میں خلافت کا ہار بکھر گیا اور اس کی وحدت پر اگندہ ہو گئی اور جہات میں انقلابوں اور باغیوں کی کثرت ہو گئی تو اس نواح میں مندیل بن عبدالرحمن اور اس کے بیٹے خود مختار بن گئے اور انہوں نے لمیانہ، تمس، شرشال اور اس کے گرد و نواح پر قبضہ کر لیا اور معجزہ کی طرف بڑھ کر اس پر قابض ہو گئے پھر انہوں نے جبل و انشریس اور اس کے گرد و نواح کی طرف اپنے ہاتھ بڑھائے اور اس کے بہت سے شہروں کو قابو کر لیا پھر بنو عطیہ الحو اور اس کی قوم بنی تو جین نے جو ان کے موطن کے پڑوس میں ارضی سوس کے مشرق میں حلب کے بالائی علاقے میں رہتے تھے ان کو وہاں سے نکال دیا اور یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب پہلے پہل زمانہ کے چراگاہیں تلاش کرنے والے قبائل ارض قبلہ میں تگول تک داخل ہوئے تھے۔

بنو عبد الواد کا نواح تلمسان پر قبضہ: پس بنو عبد الواد نے نواح تلمسان پر وادی صابک قبضہ کر لیا اور بنو تو جین نے صحرا اور قل کے درمیان المریہ کے شہر سے جبل و انشریس اور الجعبات کی گزرگاہوں تک قبضہ کر لیا اور سک اور بطحاء بنی عبد الواد کی حکومت کی سرحد بن گئے اور ان دونوں کے سامنے بنی تو جین کے موطن اور ان کے مشرق میں مفراہہ کے موطن تھے اور جب یہ دونوں قبیلے پہلے پہل تگول میں آئے تو ان دونوں کے درمیان اور بنی عبد الواد کے درمیان جنگ ہو گئی۔

امیر ابو زکریا بن ابی حفص: اور مولی امیر ابو زکریا بن ابی حفص ان دونوں قبیلوں سے بنی عبد الواد کے خلاف مدد مانگتا تھا اور انھیں ان کے ذریعے ذلیل کرتا تھا اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس نے سب کو بادشاہ کا لباس پہنایا اور اس کا ذکر ہم ان کے حالات میں بھی کریں گے پس اس کے بعد انہوں نے غمر اسن کو کندھے مارے اور اس نے جنگ اور ناراضگی کا رخ ان کی طرف پھیر دیا اور مسلسل یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ ان دونوں قبیلوں کی حکومت کا خاتمہ اس کے بیٹے عثمان بن غمر اسن کے عہد میں اس کے ہاتھوں اور پھر اس کے بعد بنی مرین کے ہاتھوں پر ہو گیا جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔

اور جب غمر اسن بن زیان وجدہ کے نواح میں اسی کے مقام پر بنی مرین کے ساتھ جنگ کر کے واپس لوٹا اور واپسی پر فوت ہو گیا تو اس نے اپنے بعد اپنے بیٹے محمد الامیر کو حکمران مقرر کیا اور اس نے ان کے ملک پر چڑھائی کی اور اس میں گھس گیا اور اس کے قلعوں سے جنگ کی مگر اسے سر نہ کر سکا اور محمد بن عبدالقوی نے نہایت شاندار طریق پر اس کا دفاع کیا۔

پھر اس نے ۶۵۰ھ میں دوسری بار چڑھائی کی اور ان کے قلعوں میں سے تافرکیت قلعہ کے ساتھ جنگ کی اس قلعہ میں محمد بن عبدالقوی کا پوتا علی بن ابی زیان بھی موجود تھا پس وہ اپنی قوم کی ایک پارٹی کے ساتھ اس میں قلعہ بند ہو گیا۔

اور غمر اسن غصے سے بھر کر پیادہ ہو گیا اور اس کے بعد غمر اسن مسلسل ان کے علاقوں پر غارتگری کرتا رہا اور فوجوں کو ان کے قلعوں پر جمع کرتا رہا اور تافرکیت بنی عبدالقوی کے احسانات میں سے ایک احسان تھا اور اس کا نسب بجایہ کے نواح میں رہنے والے ضہابہ میں تھا اس نے اس قلعے کو مختص کر لیا اور اس میں اس کا قدم مضبوط ہو گیا اور وہ کثرت مال و اولاد سے مضبوط ہو گئے اور اس نے اس کا بہت اچھا دفاع کیا اور غمر اسن کے روکنے کے سلسلے میں اس کے غمر اسن کے ساتھ بہت سے مشہور واقعات ہیں یہاں تک کہ بنو محمد بن عبدالقوی نے جب وہ اس کے عذاب سے غضب ناک اور اس کی خود مختاری سے ناراض ہو گئے۔ پس پرحملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کی دولت کو لوٹ لیا اور اس کی موت سے اس قلعہ کی

موت واقع ہوگئی جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔

یغمر اسن اور محمد بن عبدالقوی کے درمیان جنگ: جب یغمر اسن اور محمد بن عبدالقوی کے درمیان جنگ کی آگ بھڑک اٹھی تو محمد نے یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ معاہدہ کر لیا پس جب یعقوب نے وجہ کے برباد کرنے اور یغمر اسن کو ایسلی میں شکست دینے کے بعد ۶۶۰ھ میں تلمسان کے ساتھ جنگ کی تو محمد بن عبدالقوی اپنی قوم توہین کے ساتھ اس کے پاس آیا اور اس کے ساتھ اس نے تلمسان کا محاصرہ کر لیا اور جب وہ اسے سر نہ کر سکے تو وہاں سے کوچ کر گئے پس محمد اپنی جگہ پر واپس آ گیا۔

پھر یعقوب بن عبدالحق نے خرزوزہ میں یغمر اسن پر حملہ کرنے کے بعد دوبارہ ۶۸۰ھ میں تلمسان پر حملہ کیا تو محمد بن عبدالقوی اسے قصبات میں ملا اور انہوں نے کچھ عرصہ تک بلا و یغمر اسن کو برباد کرنے پر اتفاق کر لیا اور انہوں نے کئی دنوں تک تلمسان سے جنگ کی پھر وہ متفرق ہو گئے اور ہر کوئی اپنے ملک میں واپس آ گیا۔

اور جب یغمر اسن نے اس کے محاصرہ سے نجات پائی تو اس نے ان کے بلاد پر چڑھائی کی اور اس کی فوج نے ان کے علاقے کو پامال کر دیا اور گرد و نواح پر قبضہ کر لیا اور اس کی آبادی کو برباد کر دیا یہاں تک کہ اس کے بعد اس کے بیٹے عثمان نے اس پر قبضہ کر لیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

مفراوہ کے ساتھ اس کے واقعات: اور مفراوہ کے ساتھ اس کے واقعات یہ ہیں کہ ان کے مشورے کا ستون یہ تھا کہ بنی مندیل بھی عبدالرحمن میں اس حسد کی وجہ سے جو ان کی قوم کی حکمرانی کے بارے میں ان میں پایا جاتا تھا طبعاً ہی کروا دی جائے پس جب وہ ۶۶۶ھ میں طلائع کی جنگ سے واپس آیا اور یہی جنگ ہے جس میں اس کا لڑکا عمر ہلاک ہو گیا تھا تو اس کے بعد اس نے بلاد مفراوہ پر چڑھائی کی اور ان میں دور تک چلا گیا اور ان کے درے ملکیش اور ثعالیہ تک چلا گیا اور عمر نے ۶۶۸ھ میں اپنے بھائیوں کے خلاف مدد دینے کی شرط پر اسے ملیانہ پر قبضہ دلایا پس یغمر اسن نے اسی وقت قبضہ کر لیا اور بہت سے مفراوہ اس کی حکومت میں آ گئے اور ۶۷۰ھ میں انہوں نے اس کے ساتھ مغرب پر چڑھائی کی پھر اس کے بعد اس نے ۶۷۲ھ میں ان کے علاقوں پر چڑھائی کی پس جب اس نے ان میں خوزیزی کی تو ثابت بن مندیل اس کی خاطر تیس سے الگ ہو گیا اور وہاں سے واپس آ گیا پس ثابت نے اسے واپس لے لیا پھر ۶۸۱ھ میں اپنی وفات کے قریب جب اسے ان پر مکمل غلبہ حاصل تھا اور اس نے ان کے علاقوں میں خوزیزی کی تھی وہ دوسری بار اس کے لئے تیس سے دستبردار ہو گیا اور اس کے بیٹے عثمان کو تیس پر غلبہ حاصل ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

فصل

زعیم بن مکن کو مستغانم شہر کا اشتیاق

بنو مکن بنی زیان سے بہت اونچی قرابت رکھتے تھے اور ان کے ساتھ محمد بن زکرازی بن عبدوکس بن طاع اللہ بھی شامل

ہو جاتے تھے اور اس محمد کے چار بیٹے تھے جن میں سے یوسف بڑا تھا اور اس کے بیٹوں میں سے جابر بن یوسف ان کا پہلا بادشاہ تھا اور دوسرا بیٹا ثابت بن محمد تھا جس کے بیٹوں میں سے زیان بن ثابت بنی عبدالواد میں سے ابوالسلوک تھا اور تیسرا بیٹا درع بن محمد تھا جس کے بیٹوں میں سے عبدالملک بن محمد بن علی بن قاسم بن ورع اپنی ماں حمیدہ کی وجہ سے مشہور ہے جو نصران بن زیان کی بہن تھی اور چوتھا بیٹا مکن بن محمد تھا۔ جس کے بیٹے یحییٰ اور عمر بن یحییٰ کے بیٹوں میں سے زعیم اور علی تھے اور نصران بن زیان اپنے رشتہ داروں کو مقبوضات میں بکثرت عامل مقرر کیا کرتا تھا اور عملدار یوں پر ان کو حاکم بنایا کرتا تھا اور یحییٰ بن مکن اور اس کے بیٹے زعیم سے وحشت محسوس کرتا تھا اور ان دونوں کو اس نے اندلس کی طرف جلا وطن کر دیا تھا پس ۱۱۱۱ء دونوں وہاں سے اسی سال یعقوب بن عبدالحق کے پاس تلمسان چلے گئے اور اس نے جملہ تابعداروں میں شامل ہو گئے پس ان دونوں کو اپنی قوم پر ناراضگی ہو گئی اور انہوں نے سلطان کی مفارقت کو ترجیح دی تو اس نے انہیں جانے کی اجازت دے دی اور وہ نصران بن زیان کے پاس چلے گئے یہاں تک کہ اسے ۱۱۵۰ء میں خرزوزہ میں شکست ہو گئی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اس کے بعد اس نے بلاد مغراوہ پر چڑھائی کی اور ثابت بن مندیل اس کی خاطر ملیانہ سے دست بردار ہو گیا اور تلمسان کی طرف واپس پر اس نے مستغانم کی سرحد پر زعیم بن یحییٰ بن مکن کو گورنر مقرر کیا اور جب وہ تلمسان واپس آیا تو اس نے ان کے خلاف بغاوت کر دی اور اس کی مخالفت کی دعوت دی اور اس کے دشمن مغراوہ کو اس پر غلبہ پانے کے لئے مدد دی پس نصران اس کی طرف گیا اور اسے وہاں روک دیا یہاں تک کہ اس نے اس کے ساتھ اس شرط پر مصالحت کر کے پناہ لی کہ وہ کنارے کی طرف چلا جائے گا تو اس نے اس سے معاہدہ صلح کیا اور اسے بھجوا دیا پھر اس کے پیچھے اس کے باپ یحییٰ کو بھی اس نے بھجوا دیا اور وہ اندلس میں مقیم رہا یہاں تک کہ ۱۱۹۲ء میں یحییٰ فوت ہو گیا اور اس کے بعد زعیم یوسف بن یعقوب کے پاس گیا اور اسے ایک طعنے سے ناراض کر دیا تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور وہ اس کے قید خانے سے بھاگ گیا اور ہمیشہ ہی وہ سفر میں پھرتا رہا یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔

اور اس کے بیٹے الناصر نے اندلس میں پرورش پائی اور وہی اس کا ٹھکانہ اور جہاد کا موقف رہا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔

اور اس کے بھائی علی بن یحییٰ نے تلمسان میں قیام کیا اور اس کے بیٹوں میں سے داؤد بن علی بن عبدالواد کے مشائخ کا سردار اور ان کا مشیر تھا اور اسی طرح ان میں ابراہیم بن علی بھی تھا جس کے ساتھ ابوحموا الاوسط نے اپنی بیٹی کا رشتہ کیا جس سے اس کے ہاں ایک بیٹا ہوا تھا اور داؤد کے بیٹے کا نام یحییٰ بن داؤد تھا جسے ابوسعید بن عبدالرحمن نے اپنی وزارت پر مقرر کیا اس کے حالات کو ہم ان کے واقعات میں بیان کریں گے۔ والا مرشد۔

فصل

یعقوب بن عبدالحق کی جنگ اور اسکے محاصرہ کے بارے

میں یغمراسن کا ابن الاحمر اور طاغیہ کے ساتھ معاہدہ

جب یعقوب بن عبدالحق جہاد کو گیا تو اس نے دشمن پر حملہ کیا اور ان کے قلعوں کو برباد کیا اور اشبیلیہ اور قرطبہ سے جنگ کی اور ان کے بڑے پہاڑ کی بنیادیں ہلا دیں پھر وہ دوبارہ گیا اور دوار الحرب میں دو دن تک چلا گیا اور اس میں خونریزی کی اور ابن اشقیلولہ نے اس کے لئے مالقہ کو چھوڑ دیا پس اس نے اس پر قبضہ کر لیا ان دنوں اندلس کا سلطان امیر محمد تھا جسے طاغیہ کہتے تھے جو بنی الاحمر کا دوسرا بادشاہ تھا اسی نے یعقوب بن عبدالحق کو جہاد کے لئے بلایا تھا کیونکہ اس کے باپ الشیخ نے اس کے ساتھ اس کا وعدہ کیا تھا پس جب اندلس میں یعقوب کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس کے پیچھے ثواب اس کی چاہ میں آیا کیونکہ اسے ابن الاحمر سے اپنی جان کے متعلق خوف تھا اور اس نے اس سے اس فعل کی توقع کی جو یوسف بن تاشفین نے ابن عباس سے کیا تھا پس وہ اپنے خیال کے مطابق نجات پانے کے اسباب کو عمل میں لایا اور اس نے طاغیہ کے ساتھ جھجھوڑی کرنے اور اس کے خلاف مدد کرنے کے بارے میں سازش کی اور یعقوب بن علی نے ابن علی کو مالقہ پر اس وقت گورنر مقرر کیا تھا جب اس نے اسے اشقیلولہ کے ہاتھ سے چھینا تھا پس ابن الاحمر نے اسے مائل کیا اور اس کے ساتھ وعدہ کیا کہ وہ اسے شلو یا نیہ میں جو مالقہ کے علاقے میں سے ہے ایک وادی دے گا جو خاصۃً اس کے لئے خوراک کا ذریعہ ہوگی پس وہ اس کو چھوڑ کر وہاں آ گیا اور طاغیہ نے سلطان اور اس کی فوجوں کی اجازت سے اپنے بحری بیڑوں کو راستے روکنے کے لئے بھیجا اور انہوں نے سمندر کے پچھواڑے سے یعقوب کو روکنے اور اس کی سرحدوں پر غارت گری کرنے کے لئے یغمراسن کے ساتھ خط و کتابت کی تاکہ یہ امر اسے ان سے غافل کر دے پس یغمراسن نے ان کی بات کو قبول کرنے میں جلدی کی اور اس کی طرف سے طاغیہ کی جانب اور طاغیہ کی طرف سے ان کی جانب اچھی آتے جاتے رہے جیسا کہ ہم ذکر کریں گے اور اس نے مغرب کے نواح میں دستے بھیجے اور یعقوب کو جہاد سے غافل کر دیا یہاں تک کہ اس نے اس سے مصالحت اور دشمن کے ساتھ جہاد کے لئے فراغت کا سوال کیا تو اس نے اس کی بات کو قبول نہ کیا اور یہ ان کی باتوں میں سے ایک ہے جس نے یعقوب کو اس کی طرف جانے اور خرزوزہ میں اس کے ساتھ جنگ کرنے کی دعوت دی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ مسلسل ان کی یہی کیفیت رہی اور ہر جہت سے ان کے ہاتھ اس کے خلاف متصل رہے اور وہ ان میں سے ہر ایک کے بارے میں مواقع سے فائدہ اٹھا تا رہا کہ وہ کب اس پر قابو پاتا ہے یہاں تک کہ فوت ہو گیا اور وہ بھی فوت ہو گئے۔ واللہ وارث الارض و من علیہا سبحانہ۔

فصل

خلفائے بنی حفص کے ساتھ یغمراسن کے واقعات

جو تلمسان میں ان کی دعوت کو قائم کرتا اور

اپنی قوم کو ان کی اطاعت میں لگاتا تھا

جن دنوں زمانہ جنگلات میں رہتے اور کول میں آنے کے بعد بھی وہ بنی عبدالمؤمن میں سے خلفائے موحدین کے اطاعت گزار تھے پس جب بنی عبدالمؤمن کی حکومت ناکام ہو گئی اور امیر ابوزکریا بن ابی حفص نے افریقہ میں اپنی طرف دعوت دی اور تونس میں موحدین کے خلاف سٹیج لگالیا تو دونوں کناروں کی اطراف سے بڑے بڑے لوگ اس کے پاس آ گئے اور اسے حملہ کرنے کی امید دلائی اور زمانہ نے ہر تھیلے سے اس کے پاس اپنی اطاعت کے اٹھنی بھیجے اور مغراوہ اور بنو قجین نے اس کی دعوت کے سائے میں پناہ لی اور اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے اور انہوں نے اسے تلمسان کے متعلق برا بیختہ کیا تو اس نے جا کر اسے ۶۴۰ھ میں فتح کر لیا اور یغمراسن اس کی طرف واپس آ گیا تو اس نے اسے تلمسان اور اس کے بقیہ مقبوضات پر گورنر مقرر کر دیا پس وہ مسلسل ان کی دعوت کو قائم کرتا رہا اور اس کے بعد بنو مرین نے جن بلاد مغرب پر قبضہ کیا ان میں اس کی دعوت کے قیام کے لئے اس کی جامع کی اور اسے مکنا سہ تازی اور القصر کی بیعت بھجوائی جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے یہاں تک کہ وہ مال دار بنانے اور اطاعت و افتیاد سے واقف کروانے کی تقریر سے اس کے اور اس کے بعد اس کے بیٹے المستعصر کے فرماں بردار بن گئے حتیٰ کہ وہ مراکش پر غالب آ گئے اور انہوں نے ایک وقت تک اس کے منابر پر المستعصر کے نام کے خطبات دیئے پھر اس الگ تھلک علاقے کو حاصل کرنے کے بعد انہیں اس کے متعلق کچھ معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے منابر سے ان کے نام لینے چھوڑ دیئے اور انہیں اپنی دوستی اور محبت سے کچھ حصہ دیا پھر وہ حکومتوں کی طبیعت کے متعصبی کے مطابق مختلف قسم کے شاعی لباسوں اور لقب کے اختیار کرنے کی طرف بڑھے اور یغمراسن اور اس کے بیٹے کے بعد دیگرے ان کی دعوت سے وابستہ رہے اور ان کے ادب کی وجہ سے لقب اختیار کرنے سے الگ رہے اور ان میں ہر نئے خلیفہ کو از سر نو بیعت کرتے رہے اور اپنی قوم کے اکابر اور صاحب الرائے لوگوں کو وہاں بھیجتے رہے اور مسلسل ان کی یہی حالت رہی۔

امیر ابوزکریا کی وفات: جب امیر ابوزکریا وفات پا گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے المستعصر نے حکومت سنبھالی اور اس کے بھائی امیر ابواسحاق نے ریاح کے دواوہ قبائل میں اس کے خلاف بغاوت کر دی پھر المستعصر ان سب پر غالب آ گیا اور امیر ابواسحاق تلمسان میں اپنے اہل کے پاس چلا گیا تو یغمراسن نے ان کو خوش آمدید کہا اور وہ اندلس میں پڑاؤ اور

جہاد کرنے کے لئے چلا گیا۔

امیر ابواسحاق کی وفات: یہاں تک کہ ۶۷۱ھ میں امیر ابواسحاق وفات پا گیا اور اسے بھی اس کی وفات کی خبر مل گئی تو اس نے خیال کیا کہ وہ سب سے زیادہ حکومت کا حق دار ہے پس اسی وقت اس نے سمندر پار کیا اور ۶۷۱ھ میں ہنی کی بندرگاہ پر جاتا اور بنو نصر اس نے نہایت عزت و توقیر کے ساتھ اسے خوش آمدید کہا اور اس کی آمد پر جشن کیا اور لوگوں کو اس کی پیشوائی کے لئے بھیجا اور اس کے جیسا کہ اس نے اس کے اسلاف کی بیعت کی تھی اسی طرح اس کی بھی بیعت کی اور اس کے دشمن کے مقابلہ میں اس کی حکومت میں اس کو مدد دینے کا وعدہ کیا اور بنو نصر اس نے اس کی ان بیٹیوں میں سے جو خیام خلافت میں بیٹھی ہوئی تھیں ایک بیٹی کے ساتھ اپنے ولی عہد بیٹے عثمان کا رشتہ کیا اور اس کی مدد کی اور اپنے وعدے کو نہایت شان دار طریق پر پورا کیا۔

محمد بن ابی ہلال کی بغاوت: اور بنجاریہ کے گورنر محمد بن ابی ہلال نے وہاں کے خلاف بغاوت کر دی اور اس کی اطاعت سے دستبردار ہو گیا اور اس نے امیر ابواسحاق کو بلایا اور اسے آنے پر آمادہ کیا پس وہ جلدی سے تلمسان سے اس کے پاس آیا اور ہم اس کے حالات کو قبل ازیں بیان کر چکے ہیں اور جب ۶۸۱ھ کا سال آیا تو بنو نصر اس نے بلاد مغربہ پر چڑھائی کی اور مصر اور مضافات میں ان پر غالب آ گیا اور اس نے اپنے بیٹے ابراہیم کو وہاں سے بھیجا جسے زمانہ برصغیر کہتے ہیں اور اس کی بحیثیت ابو عامر تھی اس نے اسے اپنی قوم کے آدمیوں کے ساتھ خلیفہ ابواسحاق کے پاس باہمی رشتہ داری کو مضبوط کرنے کے لئے بھیجا پس اس نے انہیں اعلیٰ و مخالف دے کر اور دگنی عزت کر کے ان کی بہت اچھی طرح پذیرائی کی اور اس نے انہیں اپنی عمارت کی جنگوں میں کچھ کار ہائے نمایاں کئے جن کی وجہ سے گردنیں اس کی طرف اٹھنے لگیں اور ذاتی اخلاق بھی کے کمر سے خاص ہو گئے پھر بالآخر وہ اپنی عورت کے ساتھ خوش باش واپس آیا اور عثمان نے اس کے بچے ہی اس سے شادی کی اور وہ اس کے محل کی شہزادی بن گئی اور یہ بات اس کی حکومت کے لئے فخر اور اس کے لئے اور اس کی قوم کے لئے شہرت کا باعث بن گئی۔

امیر ابوزکریا اور ابن امیر ابواسحاق کی تلمسان میں ملاقات: امیر ابوزکریا ۶۸۲ھ میں الدامی بن ابی عمارہ کی جنگ سے بچ جانے کے بعد جو مرجانہ مقام پر ہوئی..... اور اس کی قوم اس میں ہلاک ہو گئی ابن امیر ابواسحاق کے پاس تلمسان چلا گیا تو اس کے داماد عثمان بن بنو نصر اس نے اس کی بڑی عزت و مکریم کی اور اس کی ہمشیرہ محل سے انواع و اقسام کے تحائف لے کر اس کے پاس آئی اور ان کے دوست بھی جو ان کی حکومت کے پروردہ تھے اس سے ملے جن کا بڑا لیڈر ابو الحسن محمد بن الفقیہ المحدث ابی بکر ابن سید الناس السمری تھا پس انہوں نے حکومت کی عزت سے انہیں دراز سایہ فراہم کیا اور انہوں نے اسے حکومت کی ثروات کے لئے براہیختہ کیا اور اس نے اپنے میزبان عثمان بن بنو نصر اس سے اس بارے میں گفتگو کی تو اس نے اس کا مقابلہ کیا کیونکہ اس نے اسے الحضرة کی دعوت کے لئے قابو کیا تھا اور اس نے اپنی حکومت کے آدمیوں کو حسب عادت اس کے پاس بیعت کے لئے بھیجا تھا۔

امیر ابوزکریا کا فرار: امیر ابوزکریا کے دل میں اس کے پاس سے بھاگ جانے کا خیال آیا اور وہ امیر صحران داؤد بن حلال بن عطف کے پاس چلا گیا جو بنی عامر میں سے زعمہ کا ایک ملہن ہے جس نے اسے پناہ دی اور اسے اس کے مامن

تک پہنچا دیا۔ پس اس نے موحدین کی عملداری سے زدادودہ کو جو صحرا کے امراء تھے سلام کیا اور جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں یہ ان میں سے عطیہ بن سلیمان بن سباع کے ہاں مہمان اتر اور ان مصائب کے بعد جن کا تذکرہ ہم کر چکے ہیں۔ ۶۸۳ھ میں بجایہ پر قابض ہو گیا اور اسے اپنے چچا ابی حفص کے مقبوضات سے الگ کر لیا جو تونس میں صاحب حکومت تھا اور اس نے داؤد بن عطف سے اپنا عہد پورا کیا اور اسے بجایہ کے وطن سے بہت بڑی جاگیر دی اور اس کے ٹیکس کے لئے اسے مختص کر دیا۔

اور امیر ابوزکریا بونہ قسطنطینہ بجایہ الجزائر الزاب اور اس کے ماوراء علاقے کے مقبوضات میں مشغول ہو گیا اور یہ رشتہ داری اس کے لئے عثمان بن غمر اسن اور اس کے بیٹوں کے ساتھ تعلق کا ذریعہ تھی اور جب ۶۹۸ھ میں یوسف بن یعقوب نے تلمسان سے جنگ کی تو امیر ابوزکریا نے عثمان بن غمر اسن کو اپنی فوجوں سے مدد دی اور اس کی خبر یوسف بن یعقوب کو بھی پہنچائی تو اس نے اپنے بھائی ابویحییٰ کو فوجوں کے ساتھ ان سے الجھنے کے لئے بھیجا تو جبل الزاب میں ان کی ٹکڑ بھیل ہوئی اور موحدین کی فوجوں کو شکست ہوئی اور وہ وہاں مقبول ہوئے اور اس دور میں اس معرکہ کو مری الرؤس کہتے تھے اور اس کی وجہ سے خلیفہ کی قوم تونس میں بنی مرین تک مستحکم ہو گئی اور اس نے موحدین کے مشائخ کو ان کے پاس بھیجا کہ وہ انہیں بجایہ کے محاصرہ کرنے کی دعوت دیں اور اس نے ان کے ساتھ قیمتی تحائف بھی بھیجے اور عثمان بن غمر اسن کو اپنی دیواروں کے پیچھے سے ان کی اطلاع مل گئی تو وہ اس کے لئے اجنبی بن گیا اور اس نے اپنے منابر سے خلیفہ کا تذکرہ ساقط کر دیا اور اسے اپنی عملداری سے ہٹا دیا اور اس عہد کو بھول گیا۔ واللہ بالک الارض بکانہ۔

فصل

غمر اسن کی وفات اور اس کے بیٹے عثمان کی ولایت

اور اس کی حکومت میں ہونے والے واقعات کے حالات

سلطان غمر اسن ۶۸۱ھ میں تلمسان سے نکلا اور وہاں پر اس نے اپنے بیٹے عثمان کو گورنر مقرر کیا اور بلاؤ مفر اوہ میں دور تک چلا گیا اور اس کے مضافات پر قبضہ کر لیا اور ثابت بن مندیل اس کے لئے تنس شہر سے دست بردار ہو گیا تو اس نے اسے اس کے قبضے سے لے لیا پھر اسے اطلاع ملی کہ اس کا بیٹا ابو عامر برہوم سلطان ابواسحاق کی بیٹی کے ساتھ جو اس کے بیٹے عثمان کی بیوی تھی تونس سے آ رہا ہے تو وہ وہاں کچھ عرصہ کے لئے ٹھہر گیا یہاں تک کہ وہ ملیانہ کے باہر اس کے ساتھ آ ملا پس وہ تلمسان کی طرف کوچ کر گیا اور راستے ہی میں اسے درد نے آ لیا اور جب اس کا تخت اتارا گیا تو اس کا درد بڑھ گیا اور وہ وہیں پر اسی سال ذوالقعدہ کے آخر میں فوت ہو گیا۔ پس اس کے بیٹے ابو عامر نے اسے لکڑیوں پر اٹھایا اور اس کے مرض کو چھپاتے ہوئے اسے احتیاط سے دفن کر دیا یہاں تک کہ وہ بلاؤ مفر اوہ میں سک بک چلا گیا پھر وہ جلدی سے تلمسان کی طرف

گیا تو اس کا ولی عہد بھائی عثمان بن غفر اس اپنی قوم کے ساتھ اُسے ملائیں لوگوں نے اس کی بیعت کی اور اُسے حلیہ بیان دیا پھر وہ تلمسان میں داخل ہوا تو عوام و خواص نے اس کی بیعت کی اور اس نے اسی وقت تونس کے خلیفہ ابواسحاق سے گفتگو کی اور اسے اپنی بیعت ارسال کی تو اس نے اسے قبولیت کا جواب دیا اور اسے دستور کے مطابق اس کی عملداری پر امیر مقرر کر دیا پھر اس نے یعقوب بن عبدالحق سے مصالحت کی گفتگو کی کیونکہ اس کے باپ غفر اس نے اُسے اس کی وصیت کی تھی۔

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم ایللی نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے سلطان ابو حموی بن عثمان سے سنا اور وہ اس کے گھر میں آمدنی و مصارف کا ذمہ دار تھا وہ بیان کرتا ہے کہ دادا غفر اس نے دادا عثمان کو وصیت کی دادا ان کی زبان میں نہایت تعظیم کا لفظ ہے اس نے اسے کہا اے میرے بیٹے! بنی مرین کی حکومت کے مضبوط ہو جانے اور دور و راز کی عملداریوں اور مراکش میں دار الخلافت پر قابض ہو جانے کے بعد ہمیں ان کے ساتھ جنگ کرنے کی طاقت نہیں اور میرے لئے اس پہلو سے جس سے تو دور ہے واپس آ جانے کی ذلت کی وجہ سے ان کے ساتھ جنگ کرنے سے رکنا ممکن نہیں! پس ان کے ساتھ جنگ کرنے سے بچنا اور جب وہ تیرے قریب آئیں تو تجھ پر دیواروں کی پناہ لینا واجب ہے اور مقدور بھر کوشش کر کہ تو موحدین کی ان عملداریوں اور مقبوضات پر قابض ہو جائے جو تیرے قریب ہیں اس سے تیری حکومت مضبوط ہوگی اور تو اپنی فوجوں کے ساتھ دشمن کی فوجوں کو روک لے گا اور شاید تجھے کسی شرقی سرحد کو اپنے ذخیرے کے لئے محفوظ مقام ملنا پڑے پس شیخ کی وصیت اس کے دل میں پیوست ہو گئی اور اس نے اپنے خیالات اس پر مرکوز کر دیئے اور بنی مرین کے ساتھ مصالحت کرنے کے لئے جھکا تا کہ وہ اپنے عزم کو اس کام میں لگا دے اور اس نے اندلس کی طرف اپنی چوٹی روندگی میں اپنے بھائی محمد بن غفر اس کو یعقوب بن عبدالحق کے پاس اندلسی کنارے میں اس کی جگہ پر بھیجا پس دس ہزار پارکر کے اس کے پاس گیا اور ارکش میں اُسے ملا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور جو مصالحت وہ چاہتا تھا اس سے کی اور وہ اپنے بھائی کی طرف واپس آ گیا پس اس کا دل خوش ہو گیا اور وہ شرقی علاقے کو فتح کرنے کے لئے فارغ ہو گیا جیسا کہ ہم ذکر کریں گے۔

فصل

مفراوہ اور بنی تو جین کے ساتھ عثمان بن غفر اس

کے حالات و واقعات اور ان کی بہت سی

عملداریوں اور قلعوں پر اس کا قبضہ

جب عثمان بن غفر اس نے یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ مصالحت کی تو اس نے بلاد مفراوہ اور تو جین کی شرقی عملداریوں اور اس کے ناوہاء موحدین کی عملداریوں کی طرف اپنی توجہ بھردی پس سب سے پہلے وہ بنی تو جین اور مفراوہ

کے نواح اور اس کے ماوراء علاقے پر قابض ہوا اور اس کے دور دراز علاقوں سے واقفیت حاصل کی اور اسی طرح وہ بلاد
مفراوہ کی طرف چلا گیا پھر معجمہ کی طرف گیا اور اس کی خوشحالی و آسودگی اور کھیتوں کو تباہ و برباد کر دیا پھر وہاں سے بجایہ جا کر
اس کا محاصرہ کر لیا اور اس نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ یہ ۶۸۶ھ کا واقعہ ہے اور امیر مفراوہ ثابت بن مندیل اس کے
لئے تنکس سے دست بردار ہو گیا پس اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور بقیہ بلاد مفراوہ بھی اس کی حکومت میں شامل ہو گئے پھر اسی
سال اس نے بلاد تو جین پر حملہ کیا اور اس کے وادوں کو لوٹ کر لے گیا اور انہیں مازونہ میں روک لیا کیونکہ اسے توقع تھی کہ وہ
مفراوہ کا محاصرہ کرے گا۔ پھر اس نے تافرکیت کے قریب ہو کر اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کی ناکہ بندی کی پھر وہاں سے
لیڈر غالب انحصی سے ساز باز کی جو بنی محمد بن عبدالقوی کے غلاموں میں سے تھا یہ ان میں سے سید الناعم کا غلام تھا پس
غالب اس کے لئے تافرکیت سے دست بردار ہو گیا اور یہ تلمسان واپس آ گیا پھر اس نے ۶۸۷ھ میں بنی تو جین پر حملہ کیا اور
ان کے دار الخلافہ وانشرلیس میں انہیں مطلوب کر لیا اور ان کا امیر موئی بنی زرارہ جو محمد بن عبدالقوی کے بیٹوں میں سے تھا اس
کے آگے بھاگ اٹھا اور اس نے ان سے حلف لیا پس یہ خاندان اور اپنی قوم کی اولاد عزیز کے ساتھ المریہ کے نواح میں چلا گیا
اور عثمان بن عمر اس نے ان کا تعاقب کیا اور انہیں اس طرف سے بھاگ دیا اور موئی زرارہ جلد ہلاک ہو گیا اور اس سے قبل
عثمان نے بنی تو جین کے بنی یلکین کے علاقے پر قبضہ کر لیا تھا اور ان کے رؤسا اور اولاد سلامہ سے قلعہ میں کئی بار جنگ کی جو
ان سے منسوب ہے مگر وہ اس کے آگے نہ جھکے پھر انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اپنی قوم بنی تو جین کو چھوڑ کر بنی
عمر اس کی حکومت میں چلے گئے پس ان کے امراء نے محمد بن عبدالقوی کے عہد کو عہد اول کے دور سے توڑ دیا اور عثمان کے
ساتھ معاہدہ کر لیا اور اپنی رعایا اور عمال پر اس کے لئے ٹیکس لگائے یہاں تک کہ اس کے بعد وہ وانشرلیس پر قابض ہو گیا جیسا
کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے اور تمام بلاد تو جین اس کی عملداری میں شامل ہو گئے اور قرابت داروں کو جبل
وانشرلیس پر گورنر مقرر کیا پھر اس کے بعد وہ المریہ کی طرف گیا جہاں بنی تو جین میں سے اولاد عزیز رہتی تھی پس اس نے المریہ
سے جنگ کی اور اس میں ضہابہ کے کچھ قبائل اس کی دعوت کے ذمہ دار بن گئے جو لہدہ کے نام سے مشہور تھے اور انہی کی
طرف وہ منسوب ہوتا تھا پس انہوں نے ۶۸۸ھ میں اسے المریہ پر قبضہ دلوا دیا اور سات ماہ تک یہ اس کی حکومت میں رہا پھر
اس نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور اولاد عزیز کی حکومت میں واپس آ گیا اور انہوں نے اس شہر پر اس سے مصالحت کر
لی اور محمد بن عبدالقوی اور اس کے بیٹوں کی طرح اس کی اطاعت کی پس بنی تو جین میں اس کی حکومت قائم ہو گئی اور ان کے
بقیہ مضافات بھی اس کے مطیع ہو گئے پھر ۶۸۹ھ میں وہ بلاد مفراوہ کی طرف گیا کیونکہ بنی مرین کی ایک فوج تلمسان میں رہتی
تھی پس اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور اپنے بیٹے ابو جموکوان کے مرکز عمل حلب میں اتارا پس وہ وہاں ٹھہرا رہا اور خود وہ الحضرة
کی طرف واپس آ گیا اور مفراوہ کی جماعت معجمہ کے نواح میں آ گئی اور ثابت بن مندیل ان کا امیر تھا پس وہ ہمیشہ اس کے
ساتھ رہے اور اس کے بعد عثمان نے ۶۹۳ھ میں ان پر چڑھائی کی تو وہ یرشک شہر میں رک گئے اور اس نے وہاں پر چالیس
دن تک ان کا محاصرہ کئے رکھا پھر اس نے اسے فتح کر لیا اور ثابت سمندر پار کر کے مغرب کی طرف چلا گیا اور یوسف بن
یعقوب کے ہاں اترا جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور عثمان نے مفراوہ کے بقیہ مضافات پر اسی طرح قبضہ کر لیا جیسے کہ اس نے
بنی تو جین کے مضافات پر قبضہ کیا تھا پس مغرب اوسط کا تمام علاقہ اور زناہ اولیٰ کے بلاد اس کی عملداری میں شامل ہو گئے پھر

وہ بنی مرین کی جنگ میں مشغول ہو گیا جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

بجایہ سے جنگ کے حالات اور اس کے اسباب

ہم بیان کر چکے ہیں کہ مولیٰ ابوزکریا الاوسط بن المولٰی ابواسحاق بن ابو حفص الدی بن ابی عمارہ کے مددگاروں کے آگے بجایہ سے بھاگ کر تلمسان چلا گیا تھا اور عثمان بن نفیر اس کے ہاں آمد پر اس کی خوب پذیرائی ہوئی تھی پھر الدی بن ابی عمارہ فوت ہو گیا اور اس کا چچا امیر ابو حفص خود مختار خلیفہ بن گیا اور عثمان بن نفیر اس نے حسب عادت اس کی طرف اپنی اطاعت کی اطلاع بھیجی اور اپنی قوم کے سردار اس کے پاس بھیجے اور باشندگان بجایہ کے بہت سے لوگوں نے امیر ابوزکریا سے ساز باز کی اور اسے آنے پر آمادہ کیا اور اس سے وعدہ کیا کہ شہر اس کی اطاعت کرے گا اور عثمان بن نفیر اس نے اس بارے میں گفتگو کی تو اس نے اپنے چچا کے حق بیعت کو پورا کرتے ہوئے جو الحضرة میں خلیفہ تھا اس کی بات کو قبول نہ کیا پس اس نے اس سے خبر کو چھپایا اور کئی روز تک قصص بیعت کے متعلق تردد رہا پھر جنگل میں زغہ کے قبائل کی جولانگا ہوں میں چلا گیا اور داؤد بن ہلال بن عطف کے ہاں اتر اور عثمان بن نفیر اس نے اس کی فرمانبرداری کا مطالبہ کیا تو وہ نہ مانا اور اس کے ساتھ بجایہ کے مضائق کی طرف چلا گیا اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں یہ زواودہ کے قبائل کے ہاں اترے پھر اس کے بعد مولیٰ ابوزکریا بجایہ پر قابض ہو گیا۔ یہ ایک طویل داستان ہے جس کا ذکر ہم نے ان کے حالات میں کیا ہے اور عثمان اور اس کے درمیان قطع تعلقی مستحکم ہو گئی جو عثمان اور خلیفہ تونس کے درمیان دوستی کے استحکام کا سبب بن گئی پس جب عثمان نے ۶۸۶ھ میں اس پر چڑھائی کی اور وہ مشرق کی جانب دور تک چلا گیا تو بجایہ کی عملداری کی طرف بھی گیا اور اس کے بقیہ علاقوں پر قبضہ کر لیا پھر اس کے بعد اس نے بجایہ سے جنگ کی اور جسے وہ سازش سے عملداری بنا کر اپنے خلیفہ تونس کو خوش کرنا چاہتا تھا اور اس طرح وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھنا چاہتا تھا پس اس نے وہاں سات روز تک اپنی فوجیں بٹھائی رکھیں پھر وہاں سے بھاگ کر مغرب اوسط کی طرف پلٹ گیا اور جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں کہ اس نے تافر کنیت اور مازونہ کو فتح کیا۔

فصل

بنی مرین کے ساتھ دوبارہ جنگ کرنے اور

تلمسان کے طویل محاصرے کے حالات و واقعات

جب بنی مرین کا سلطان یعقوب بن عبدالحق اس صلح کے دوران فوت ہو گیا جو اس کے اور بنی عبد الواد کے درمیان اسے جہاد میں مشغول کرنے کے لئے منعقد ہوئی تھی اور اس کے بعد اس کا بڑا بیٹا یوسف اس کی قوم کا امیر بنا اور بنی مرین اور اس کے بیٹے نے طاغیہ اور ابن الاحمر کی مکمل مدد کی تو اسی وقت یوسف بن یعقوب نے طاغیہ کے ساتھ صلح کر لی اور ابن الاحمر کے لئے اندلس کی ان سرحدوں سے جو ان کے لئے تھیں دستبردار ہو گیا اور بنی عبد الواد سے جنگ کے لئے فارغ ہو گیا اور اس کے باپ کی وفات سے چار دن بعد اس کا کام درست ہو گیا اور ۶۹۹ھ میں یہ تلمسان کی طرف بڑھا اور عثمان نے اس کے مقابلہ میں فیصلوں کی پناہ لے لی پس اس نے صبح کو تلمسان سے جنگ کی اور اس کے درختوں کو کاٹ دیا اور وہاں منجیقیں اور آلات نصب کئے پھر اس نے اس کی قوت کو محسوس کر لیا تو وہاں سے بھاگ گیا اور واپس لوٹ آیا اور عثمان بن مرین اس نے ابن الاحمر اور طاغیہ سے ساز باز میں اپنے باپ کے طریق کو اختیار کیا اور اس نے اپنے ایلچیوں کو تلمسان بھیجا مگر اسے کچھ فائدہ نہ ہوا۔

مغراوہ کا یوسف بن یعقوب کے پاس جانا: اور مغراوہ تلمسان میں یوسف بن یعقوب کے پاس چلے گئے اور اس سے بہت تکلیف اٹھائی پس جب وہ تلمسان سے بھاگے تو عثمان نے ان کے علاقوں پر حملہ کر کے ان پر قبضہ کر لیا اور ان پر غالب آ گیا اور جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں کہ اس نے اس کے بیٹے ابو جمو کو وہاں اتارا پس جب ۶۹۵ھ کا سال آیا تو یوسف بن یعقوب نے اپنی دوسری بیٹی حانی کی اور غرورہ سے جنگ کی پھر وہاں سے دہران کی جانب چلا گیا اور جبل کیدرہ اور تاسکدات کے باشندوں نے اس کی اطاعت کی جو عبد الحمید بن الفقیہ ابی زید الیربائی کا پڑاؤ تھا پھر اس نے مغرب کی طرف لوٹتے ہوئے حملہ کیا اور عثمان بن مرین اس مقابلہ میں نکلا تو اس نے ان پہاڑوں میں خوب قتل و قتل کیا کیونکہ یہ اس کے دشمن کی اطاعت کرتے تھے اور اس کی فوجوں سے الجھتے تھے اور اس نے ہمسکدات کے پڑاؤ کو لوٹ لیا یعقوب بن یوسف نے تیسری بار اسے ۶۹۶ھ میں جنگ کے لئے روانہ کیا پھر وہ مغرب کی طرف واپس آ گیا پھر اس نے اسے چوتھی بار ۶۹۷ھ میں جنگ کے لئے روانہ کیا پھر وہ مغرب کی طرف واپس آ گیا پھر اس نے اسے چوتھی بار ۶۹۷ھ میں جنگ کے لئے بھیجا تو وہ تلمسان میں ٹھہر گیا اور اس کے پڑاؤ نے اسے کا گھیراؤ کر لیا اور تعمیرات میں لگ گئے پھر وہاں سے تین ماہ کے لئے بھاگ گیا اور راستے میں وجہہ کے پاس سے گزرا تو اسے اس کی تعمیر کا حکم دے دیا اور کام کرنے والوں کو وہاں اکٹھا کیا اور اپنے بھائی ابو یحییٰ بن یعقوب کو اس کام پر افسر مقرر کیا اور اس کی شان کی خاطر قیام کیا اور یوسف مغرب کو چلا گیا اور بنو تو جین نے تلمسان سے یوسف بن یعقوب کے ساتھ جنگ کی اور اس میں اولاد سلامہ نے بڑا پارٹ ادا کیا جو بنی ید للتن کے سردار اور اس قلعہ کے مالک تھے جو ان کی طرف منسوب ہوتا ہے پس جب یہ وہاں سے بھاگا تو عثمان بن مرین اس نے ان کے پاس جا کر ان کے شہروں پر قبضہ کر لیا اور قلعہ میں ان کا محاصرہ کر لیا اور جو کچھ انہوں نے اس سے تکلیف پائی تھی اس سے کئی گناہ زیادہ تکلیف پائی اور وہ طویل عرصہ تک ان کے علاقے میں غائب رہا۔

ابو یحییٰ بن یعقوب کا ندروہ پر قبضہ: اور ابو یحییٰ بن یعقوب ندروہ کی طرف گیا اور اس کے لیڈرز کریا بن تحلیف بن المظفر حاکم وقت سے ساز باز کر کے بزور قوت اپنی فوج کے ساتھ اس میں داخل ہو گیا پس بنو مرین ندروہ اور وقت پر قابض ہو گئے اور یوسف بن یعقوب اس کے پیچھے آ کر ان سے مل گیا اور سب کے سب تلمسان کی طرف بڑھے اور عثمان کو بھی قلعہ میں اپنے محصور مقام پر خبر پہنچ گئی تو وہ مراعل طے کرنا ہوا تلمسان آیا اور یوسف بن یعقوب کچھ وقت اس سے پہلے وہاں پہنچ گیا پھر اس دن کی شام کو بنی مرین کے ہراول دستے بھی آ گئے جن کو انہوں نے شعبان ۶۹۸ھ میں وہاں پڑاؤ کر دیا اور فوج نے تمام اطراف سے اس کا گھیراؤ کر لیا اور یوسف بن یعقوب نے اس کے ارد گرد فصیلوں کی ایک باڑ بنا دی جس نے اسے گھیر لیا اور اس میں اس نے جنگ کے لئے راستے بنائے اور اس نے فصیلوں کی جانب اپنی آمد کی داد و دہش کے لئے ایک شہر کی حد بندی کی اور اس کا نام منصورہ رکھا اور کئی سال تک وہاں صبح و شام جنگ کرتا رہا اور اس نے مغرب اوسط اور اس کی سرحدوں کو فتح کرنے کے لئے اپنی فوج بھیجی پس جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کر چکے ہیں اس نے بلاد مصر اور بلاد تونس پر قبضہ کر لیا اور تلمسان کے محاصرہ میں اپنی جگہ پر ڈٹ کر بیٹھ گیا اور وہ اپنے لشکار کو پھاڑ دینے والے شیر کی طرح اس سے آگے نہیں جاتا تھا یہاں تک کہ عثمان فوت ہو گیا اور اس کے بعد وہ بھی فوت ہو گیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔

والی اللہ المصیر سبحانہ و تعالیٰ لا رب غیرہ۔

فصل

ملک عثمان بن یغمر اسن اور اس کے بیٹے ابوزیان

کی حکومت کے حالات اور اس کے بعد

محاصرہ کا اپنی انتہا تک پہنچنا

جب یوسف بن یعقوب نے اپنی فوجوں کے ساتھ تلمسان کا محاصرہ کیا تو عثمان اور اس کی قوم تلمسان میں محصور ہو گئے اور انہوں نے اطاعت اختیار کر لی اور محاصرہ نے ان کا گلا گھونٹ دیا اور عثمان اپنے محاصرہ کے پانچویں سال ۷۰۳ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے ابوزیان نے حکومت سنبھال لی۔

علامہ محمد بن ابراہیم اعلیٰ: مجھے ہمارے شیخ علامہ محمد بن ابراہیم اعلیٰ نے بتایا جو اس کے بچپن میں ان کے گھر کی آمدنی و مصارف کے وکیل تھے کہ عثمان بن یغمر اسن نے دیماں میں وفات پائی اور اس نے اپنے بیٹے کے لئے دودھ تیار کیا تھا پس جب اس نے اس سے دودھ لیا تو اسے پیاس لگی اور اس نے پیالہ منگوایا اور دودھ پیا اور کھڑا ہوا اسی تھا کہ اس کی روح پرواز کر گئی اور ہم جو اس کے وفات تھے ہمارا خیال ہے کہ اس نے دشمن کے غلبہ کی ذلت سے بچنے کے لئے اس میں زہر ملا لیا تھا۔

علامہ بیان کرتے ہیں کہ خادم نے اس کی بیوی دختر سلطان ابواسحاق بن امیر ابوزکریا بن عبدالواحد بن ابی حفص حاکم تونس کو آ کر اس کی خبر دی تو وہ آ کر اس پر گر پڑی اور انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور اس نے دروازوں کی بندش کے لئے ان پر خیمے لگا دیئے پھر اس نے محمد ابوزیان اور موسیٰ ابوحمو کو پیغام بھیجا اور ان دونوں میں سے ان کے باپ کی تعزیت کی اور ان دونوں نے بنی عبدالواحد کے مشائخ کو بلایا اور ان کے سامنے سلطان کی بیماری کا حال بیان کیا تو ان میں سے ایک نے سوالیہ انداز میں اور قوم کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا 'سلطان ابھی ہمارے ساتھ تھا اور بیماری لگنے پر ابھی کوئی وقت نہیں گزرا پس اگر وہ فوت ہو گیا ہے تو ہمیں بتائیے تو ابوحمو نے اسے کہا کہ جب وہ فوت ہو جائے گا تو تو کیا کرے گا' اس نے کہا ہم تیری مخالفت سے ڈرتے ہیں ورنہ ہمارا سلطان تیرا بڑا بھائی ابوزیان ہے تو ابوحمو اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے بھائی کے ہاتھ پر جھک کر اسے بوسے دینے لگا اور اسے اپنا عہد دیا اور مشائخ نے بھی اس کی اقتداء کی تو اسی وقت اس کی بیعت منعقد ہو گئی اور بنو عبدالواحد نے اپنے سلطان کا احاطہ کر لیا اور اس کے پاس جمع ہو گئے اور دستور کے مطابق اپنے دشمن سے لڑنے کے لئے نکلے گویا حٹان فوت نہیں ہوا۔

زبردست گرائی: اور یوسف بن یعقوب کو ان کے محاصرہ میں اپنے مقام پر اطلاع مل گئی تو وہ درد مند ہوا اور اس کے بعد اس کی قوم کی بہادری سے حیرت زدہ ہو گیا اور اس نے اپنی آمد کے دن سے لے کر مسلسل آٹھ سال تین ماہ تک ان کا محاصرہ جاری رکھا جس میں انہیں ایسی تکلیف پہنچی جو کسی قوم کو نہ پہنچی تھی اور وہ مردے بلیاں اور چوہے کھانے پر مجبور ہو گئے یہاں تک کہ انہیں خیال ہوا کہ وہ محاصرہ کے دنوں میں مردہ آدمیوں کے اعضاء بھی کھا گئے ہیں اور انہوں نے جلانے کے لئے چھت برباد کر دیا اور خوراک دانوں اور دیگر ضروریات کی چیزوں کے بھاؤ بہت گراں ہو گئے کیونکہ وہ منفعت کی حدود سے تجاوز کر گئے تھے اور وہ بے بس ہو گئے تھے اور ایک پیمانہ گندم کی قیمت ان کی زبان میں ایک برشالہ تھی جس کی مقدار سے وہ آپس میں بارہ رطل اور دو شقال کے نصف اور عمدہ سونے کے نصف سے لین دین کرتے تھے اور ایک راس گائے کی قیمت ساٹھ شقال اور ایک دنبے کی قیمت ساڑھے سات شقال تھی اور مردہ خجروں اور گدھوں کا ایک رطل گوشت شقال کی قیمت میں آتا تھا اور گھوڑوں کا گوشت ان کے سکے میں دس چھوٹے درہم کا آتا تھا جو ایک شقال کے دس ہوتے ہیں اور مردہ یا ذبح شدہ گائے کی کھال تین درہم میں ملتی تھی اور گمریلہ ملی ڈیڑھ شقال میں اور کتے کی بھی یہی قیمت تھی اور چوہا دس درہم میں اور سانپ بھی اسی قیمت پر ملتا تھا اور مرغی تین درہم اور ایک اٹھ چھ درہم میں اور چڑیاں بھی اسی قیمت پر ملتی تھیں اور تیل کا اوقیہ (۳/۴ چٹناک) بارہ درہم میں اور گھی کی بھی یہی قیمت تھی اور چربی کا اوقیہ بیس درہم میں اور لوبیا بھی اسی قیمت پر ملتا تھا اور نمک کا ایک اوقیہ دس درہم میں اور لکڑیوں کا بھی یہی بھاؤ تھا اور بند گوبھی کا ایک پھول شقال کی تین گنا قیمت میں اور خس کی سبزی بیس درہم میں اور شلجم پندرہ درہم میں اور ایک گلڑی اور ایک خر بوزہ چالیس درہم میں اور کھیرہ دینار کی تین گنا قیمت میں اور تربوز تین درہم میں اور انجیر اور آلو بخارا دو درہم میں ملتا تھا۔

اور لوگوں نے اپنے اموال اور موجودہ سامان تباہ کر دیئے اور ان کی حالت خراب ہو گئی اور یوسف بن یعقوب کی حکومت تلمسان کے محاصرہ سے مضبوط ہو گئی اور منصورہ شہر کی مقبوضہ زمین وسیع ہو گئی اور آفاق سے تجارت اپنے سامانوں کے ساتھ وہاں آنے لگے اور وہ آبادی سے اس قدر بھر پور ہو گیا کہ کوئی شہر اس طرح آباد نہ تھا اور اس نے بادشاہوں کو مصالحت

اور محبت سے خطاب کیا اور تونس اور بجایہ سے موحدین کے اہلچی اور تحائف اس کے پاس آئے اور اسی طرح مصر و شام کے فرمانرواؤں کے اہلچی اور تحائف بھی آئے اور وہ اس قدر طاقت ور ہو گیا کہ کوئی اس کا ہمسرتہ تھا جیسا کہ اس کے حالات میں بیان ہوگا۔

بنی یغمراسن کے محافظوں کی فوج کی ہلاکت: اور بنی یغمراسن اور ان کے قبیلے کے محافظین کی فوج ہلاک ہو گئی اور وہ ہلاکت کے قریب پہنچ گئے تو انہوں نے ہاتھ ڈالنے اور ان کے ساتھ مرنے کے لئے نکلنے کا عزم کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایک عجیب کیفیت پیدا کر دی اور خصی جو عبید میں سے تھا اس کے ہاتھوں سے سلطان یوسف بن یعقوب کو مروا کر ان کی تنگی کو دور کر دیا پس اسے بعض شاہانہ دوسو سوں نے ناراض کر دیا تو وہ اسے گھر کے ایک کونے اور اس کی سونے والی کوٹھڑی میں لے گیا اور اسے ایک منجر مارا جس نے اس کی استریاں کاٹ دیں اور اسے پکڑ کر اس کے وزیراء کے پاس لے گیا تو انہوں نے اس کی نکابوئی کر دی اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ ان کے عہد کی کوئی چیز بھی باقی نہ رہی اور حکومت خدائے واحد ہی کے لئے ہے اور اللہ تعالیٰ نے آل زریان اور ان کی قوم اور ان کے شہروں کے بانیوں سے تکلیف کو دور کر دیا۔

ابو زریان اور ابو حمو کی ملاقات: اور ہمارے لئے شیخ محمد بن ابراہیم اہلی نے مجھے بتایا کہ کشادگی کے دن کو صبح کو سلطان ابو زریان اپنے محل کے گوشوں میں خلوت میں بیٹھا تھا اور یہ بدھ کا دن تھا تو اس نے کھیتی کے خازن ابن جفاف کو بلا کر پوچھا کہ سر بہرہ خانوں میں کتنی خوراک باقی ہے تو اس نے اسے بتایا کہ آج اور کل کی معاش کا سامان باقی رہ گیا ہے تو اس نے اسے اس کے چھپانے کا حکم دیا اسی اثناء میں اس کا بھائی ابو حمو اس کے پاس آیا تو اس نے اسے بتایا تو اس نے غم کے مارے سر جھکا لیا اور بغیر بات کئے خاموش بیٹھ رہے کہ دفعۃً سلطان ابو اسحاق کے گھر کے خادموں میں سے وعدنامی لوٹری جو محل کی آمدنی اور مصارف کی ذمہ دار اور ان کے باپ کی چھیتی لوٹریاں اور زریان کی بیٹیاں جو تنہاری بیویاں ہیں کہتی ہیں کہ ہمیں زندگی سے کیا سروکار آپ کا محاصرہ ہو چکا ہے اور تمہارا دشمن تم پر اتہام لگانے کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور تمہارے قتل پر رونے کے لئے زبانیں باقی نہیں رہیں پس ہمیں قید کی ذلت سے بچاؤ اور ہمارے بارے میں اپنی جانوں کو بھی راحت دلاؤ اور ہمیں ہماری ہلاکت کی جگہوں کے قریب کر دو کیونکہ ذلت کی زندگی ایک عذاب ہے اور تمہارے بعد زندگی موت ہے تو ابو حمو اپنے بھائی کی طرف متوجہ ہوا اور وہ اس وقت بڑے رحم میں تھا اور کہنے لگا اس نے آپ کو صحیح اطلاع دی ہے آپ ان کے متعلق کیا سوچ رہے ہیں اس نے کہا مجھے تین دن کی مہلت دو شاید اللہ تعالیٰ تنگی کے بعد آسائش پیدا کر دے اور اس کے بعد مجھ سے ان کے بارے میں مشورہ نہ کرنا بلکہ یہود و نصاریٰ کو ان کے قتل کرنے کے لئے بھیج دینا اور میری طرف آ جانا ہم اپنی قوم کے ساتھ اپنے دشمن کے مقابلہ میں کل کر موت کو قبول کریں گے اور اللہ جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے۔

پس ابو حمو ناراض ہو گیا اور اس بارے میں مہلت دینے سے انکار کر دیا اور کہنے لگا خدا کی قسم ہم اپنے اور ان کے لئے ذلت کا انتظار کریں گے اور اس کے پاس سے غضب ناک ہو کر اٹھا اور سلطان ابو زریان رونے کے لئے تیار ہوا۔

ابن جفاف بیان کرتا ہے کہ میں اس کے سامنے اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا تھا نہ میں آگے ہو سکتا تھا اور نہ پیچھے کہ اسی دوران میں اس پر نیند کا غلبہ ہو گیا اور مجھے دروازے کے چوکیدار نے خوف زدہ کر دیا وہ مجھے اشارہ کر رہا تھا کہ میں سلطان کو اطلاع دوں کہ محل کی شہزادی کا ایک اہلچی بنی مرین کے بڑاؤ سے آیا ہے محل اسے صرف اشارہ سے جواب دے گا اور سلطان

گجراہٹ کے باعث ہمارے خلیفہ سے اشارے سے بیدار ہو گیا پس میں نے اسے اجازت دی اور بلایا اور جب وہ اس کے سامنے کھڑا ہوا تو اس نے اسے کہا کہ یوسف بن یعقوب ابھی فوت ہو گیا ہے اور میں اس کے پوتے ابو ثابت کا ایلچی بن کر آپ کے پاس آیا ہوں تو سلطان خوش ہو گیا اور اس نے اپنے بھائی اور اپنی قوم کو بلایا یہاں تک کہ ایلچی نے اپنا پیغام پہنچایا جسے وہ سن رہے تھے اور یہ ان دنوں ایک عجیب بات تھی۔

اور اس پیغام میں ایک یہ اطلاع بھی تھی کہ جب یعقوب بن یوسف فوت ہوا تو اس کے بھائیوں بیٹوں اور پوتوں نے دشوار حکومت کے واسطے مقابلہ کیا اور اس کا پوتا ابو ثابت بن درنا جن کے پاس چلا گیا کیونکہ ان میں اس کے ماموں ہونے کی رشتہ داری تھی پس اس نے انہیں اکٹھا کیا اور وہ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور اس نے عثمان بن نصر اس کی اولاد کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اسے آ کر دیں اور اگر اس کی مسامی نہ کام ہو جائیں تو وہ اس کی پناہ گاہ اور مامن بن جائیں اور اگر اس کی کوشش کامیاب ہو گئی تو بنی مرین کا پڑاؤ ان سے منتشر ہو جائے گا پس انہوں نے اس امر پر اس سے معاہدہ کر لیا اور جب وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تو اس نے ان سے اپنا وعدہ پورا کیا اور ان کی خاطر ان تمام عملدار یوں سے دست بردار ہو گیا جن پر یوسف بن یعقوب نے ان کے علاقے میں قبضہ کیا تھا اور اس نے ان تمام فوجوں کو بھی واپس بلالیا جنہیں اس نے ان کی سرحدوں پر بٹھایا تھا اور یہ مغرب اوسط میں اپنی عملدار یوں میں واپس آ گئے۔ یہاں تک کہ ان کا وہ حال ہوا جسے ہم بیان کریں گے۔

فصل

محاصرہ کے بعد دور حکومت تک سلطان

ابوزیان کے حالات

محاصرہ کی ذلت سے نکلنے اور بنی مرین کے ہاتھوں سے اپنی عملدار یوں کو حاصل کرنے کے بعد سلطان ابوزیان نے اپنی حکومت کا آغاز اس امر سے کیا کہ وہ آخر ذوالحجہ ۶۰۶ھ میں اپنے بھائی ابو جہو کے ساتھ تلمسان سے بلاؤ مفرادہ میں گیا اور ان کے جو لوگ بنی مرین کی اطاعت میں تھے انہیں وہاں سے بھاگ دیا اور ان کے عمال سے سرحدیں لے لیں اور ان کی اطراف پر قبضہ کر لیا پھر اپنے غلام مساح کو ان پر امیر مقرر کر دیا اور واپس آ گیا۔

السرو پر حملہ: پھر اس نے السرو پر حملہ کیا جس پر محاصرہ کے دنوں میں عربوں نے قبضہ کر لیا تھا اور سوید اور دیالم کے زانات اور بنی یعقوب بن عافی میں سے جو لوگ ان سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے اس پر قبضہ کر لیا تھا پس اس کے آگے بھاگ اٹھے اور اس نے ان کا تعاقب کر کے ان پر حملہ کر دیا اور واپس آ گیا اور بنی توہین کے علاقے سے گزرا اور بنی عبدالقوی میں سے جو لوگ جبل میں باقی رہ گئے تھے ان کی اطاعت کا تقاضا کیا اور اپنے خروج سے نو ماہ بعد تلمسان کی طرف

واپس آگیا اور اس نے اپنی حکومت کی اطراف کو مضبوط اور صاف کر دیا پس اس نے اپنے محلات اور باغات کی درستی کی طرف توجہ کی اور اس کے ملک میں جو چیز ٹوٹ پھوٹ گئی تھی اس کی مرمت کی اور اس دوران میں وہ بیمار ہو گیا اور سات ماہ تک اسے شدید تکلیف رہی پھر وہ آخر شوال ۷۷۷ھ میں فوت ہو گیا۔

فصل

تلمسان کے منابر سے خفصی دعوت کے ناپید

ہونے کے حالات

افریقہ میں خفصی دعوت تونس، بجایہ اور اس کے حفاقات میں ان کے شرقاء میں منقسم ہو چکی تھی اور مچھ اور دشتانہ کا شہر ان دونوں کے درمیان سرحد تھی اور تونس میں امیر ابو حفص ابن الامیر ابی ذکر یا اقل خلیفہ تھا اور اسے حاکم بجایہ اور الحضرۃ کی مغربی سرحدوں پر برتری حاصل تھی اور بنی زیان اس کی بیعت تھے اور منابر پر اس کے نام سے حاضری ہوتی تھی اور انہیں مولیٰ امیر ابوزکریا الاوسط حاکم بجایہ کے ساتھ اس رشتہ کی وجہ سے تعلق تھا جو ان کے اور اس کے درمیان پایا جاتا تھا اور جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں کہ جب عثمان بجایہ آیا تو اس کی وجہ سے خوف لاحق ہو گیا پھر انہوں نے دوبارہ اپنے تعلق کی طرف رجوع کیا اور اس پر قائم رہے یہاں تک کہ یوسف بن یعقوب نے تلمسان سے جنگ کی ان دنوں تونس کے خلیفہ سلطان ابو عسیدہ بن واثق کی بیعت ہوتی تھی اور تلمسان کے منابر پر اس کے نام سے حاضری ہوتی تھی اور وہ امیر ابوزکریا الاوسط حاکم سرحد کے ساتھ ان کے دوستی رکھنے کی وجہ سے ان سے کینہ رکھتا تھا پس جب یوسف بن یعقوب تلمسان کے بالائی علاقے میں اتر اور اس نے مشرق کی طرف اپنی فوجیں بھیجیں اور عثمان بن خراسان نے حاکم بجایہ سے ملک طلب کی تو اس نے انہیں اس طرف سے ہٹانے کے لئے موحّد بن یکسف فوج بھیجی اور جبل الزاب میں انہوں نے ان کے ساتھ جنگ کی تو سخت معرکے کے بعد موحّد بن منشر ہو گئے اور بنو مرین نے انہیں قتل کر دیا اور اس زمانے میں معرکہ کی جگہ کو مری الرؤس کہتے تھے کیونکہ اس میدان میں بکثرت سرکٹ کر گئے تھے اور یوسف بن یعقوب اور حاکم بجایہ کے درمیان مستحکم فیصلہ ہو گیا پس تونس کے خلیفہ نے اپنے اسلاف کی طرح موحّد بن کے مشائخ کو یوسف بن یعقوب کے پاس تہدید تعلقات کے لئے اور بجایہ کے حاکم کو اکسانے کے لئے بھیجا پس عثمان بن خراسان کو یہ مصیبت پیش آئی اور اسے اس بات نے ناراض کر دیا کہ اس کا خلیفہ اس کے دشمن کی مدد کر رہا ہے پس اس نے اپنے منابر سے اس کا ذکر موقوف کر دیا اور اپنی حکومت اور قوم کو اس کی دعوت سے باہر نکال لیا یہ ساتویں صدی کے آخر کی بات ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصل

ابوحموالا وسط کی حکومت کے حالات اور

اس میں ہونے والے واقعات

جب امیر ابو زیان فوت ہو گیا تو اس کے بعد ابو حمو نے بنو عیو کے آخر میں حکومت سنہال لی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور وہ بڑا بہادر و بیدار و مغز و فاضل و خردمند اور انتہائی غیرت مند و سخت طبیعت و بد اخلاق حد سے زیادہ عقل مند اور خود پرست تھا اور وہ زناتہ کا پہلا بادشاہ ہے جس نے حکومت کے مراسم و قواعد کو عرب و مہذب کیا اور اس بارے میں اس نے اپنے ادیانہ حکومت کے لئے بھی اپنی حکومت کی دھار کو تیز کیا اور اپنی جنگ کی ڈھال کو ان کے لئے پلٹ دیا یہاں تک کہ وہ اس کی حکومت کے ماتحت ہو گئے اور آداب سلطانی کو سیکھا۔

اس میں نے عریف بن یحییٰ سے جو زعمہ میں سے سوید کا امیر اور شاہانہ مجالس کا شیخ ہے سنا ہے وہ بیان کرتا ہے اور موسیٰ بن عثمان جو زناتہ کی شاہانہ سیاست کا معلم ہے اسے در مانعہ کر دیتا ہے زناتہ تو صرف صحراء کے درساتھے یہاں تک کہ ان میں موسیٰ بن عثمان کھڑا ہوا جس نے اس کی حد بندی کی اور اس کے مراسم کی درستی کی اور اس کے ہمسراں سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اس کے طریق کو قبول کر لیا اور اس کی تعلیم کی اقتداء کی۔

اور جب وہ خرد و مختار حاکم بنا تو اس نے اپنی حکومت کی ابتدا میں اپنے کام کا آغاز سلطان بنی مرین کے ساتھ صلح کرنے سے کیا پس اس نے اپنی حکومت کے اکابر کو سلطان ابو ثابت کے پاس بھیجا اور اس کی مرضی کے مطابق اس سے صلح کی پھر اس نے بنی تو جین اور مغراہہ کی طرف توجہ کی اور ان کی طرف فوجیں بھیجیں یہاں تک کہ اس نے ان کے شہروں پر قبضہ کر لیا اور ان کے سرکشوں کو مطیع بنا لیا اور محمد بن علیہ اسم کو وائٹریس کے نواح سے اور راشد بن محمد کو حلب کے نواح سے چلا کیا یہ یوسف بن یعقوب کی وفات کے بعد وہاں چلا گیا تھا پس اس نے اسے وہاں سے دور کر دیا اور دونوں عملدار یوں پر قابض ہو گیا اور ان پر عامل مقرر کئے اور تلمسان کی طرف واپس آ گیا۔

پھر بنو عیو میں اپنی فوجوں کے ساتھ بنی تو جین کے بلاد کی طرف گیا اور ان کے شہروں کے درمیان تافرکیت میں اتر آیا پس اس نے محمد بن عبد القوی کی اولاد کو وائٹریس سے چلا کیا اور ان کی حکومت بنی تو جین میں منحصر ہو گئی اور اس نے ہمیشہ ان میں سے بنی تیغین سے لوکر بنائے اور ان کے عظیم شخص یحییٰ بن علیہ کو جبل وائٹریس میں اس کی قوم کی امارت عطا کی اور اولاد عزیز میں سے یوسف بن حسن کو اس کے مضافات کی امارت دی اور سعد بن سلامہ کو اس کی قوم بنی یدلتن کی امارت عطا کی جو بنی تو جین کا ایک بطن ہیں اور ان کی عملداری کی غربی جانب کے باشندوں کا بھی امیر بنایا اور بنی تو جین کے دیگر بطنوں کو اطاعت اور ٹیکس کی شرط پر برغمال رکھا اور ان سب پر اپنے پروردہ سا اور یوسف بن حیون البواری کو عامل مقرر کیا

اور اسے آلہ بنانے کی اجازت دی اور اپنے غلام مساح کو بلا و مفراوہ پر امیر مقرر کیا اور اسے بھی آلہ بنانے کی اجازت دی اور اپنے چچا کے بیٹے محمد کو ملیانہ کا امیر مقرر کیا اور اسے وہاں اتارا اور خود تلمسان کی طرف لوٹ آیا۔

فصل

زیرم بن حماد کا بر شک کی سیر حدیث سے بر طرف

ہونا اور اس سے پہلے کے حالات

اس محل کے مشائخ کا یہ جاہل مکلاہ میں اپنے خاندان کی کثرت کی وجہ سے اس کے اندر اور باہر رہتا تھا اور اس کا نام زیری تھا پس عوام نے اس میں تصرف کر کے اسے زیرم بنا دیا اور جب غفران بن سلا و مفراوہ پر قبضہ کیا تو اس محل کے رہنے والے اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے اور جب وہ فوت ہو گیا تو اس جاہل کے دل میں خیال آیا کہ میں بر شک کی حکومت کا خود مختار حاکم بن جاؤں جو مفراوہ اور بنی عبدالواوہ کے درمیان ہے اور ایک کو دوسرے سے لڑاؤں پس اس نے اس امر کا عزم کر لیا اور اسے کرگزار اور اس نے ۵۳۷ھ میں بر شک کو اپنے کنٹرول میں کر لیا اور اس کے بعد عثمان بن غفران نے ۵۴۲ھ میں اس پر حملہ کیا اور اس سے جنگ کی مگر اسے سرنہ کر سکا پھر ۵۴۳ھ میں مفراوہ پر چڑھائی کی تو ثابت بن مندیل نے بر شک کی پناہ لے لی اور عثمان نے وہاں پر چالیس روز تک اس کا عاصروہ کئے رکھا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں پھر وہ سمندر پار کر کے مغرب کی طرف چلا گیا اور اس کے بعد زیری نے عثمان بن غفران کی اطاعت کر لی جس نے اسے وہاں بھیج دیا تھا اور اس کی تلمسان واپسی پر اس نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور اس کے بعد بنو زیان اپنے عاصروہ کی مصیبت میں مشغول ہو گئے تو یہ زیری بر شک میں خود مختار بن گیا اور وہاں پر اس کی شان بڑھ گئی اور جب بنی مرین بلا و مفراوہ پر غالب آئے تو یہ ان سے بچا اور ان کی فوج میں اطاعت و انقیاد کے اخلاص سے وہاں آتی رہیں اور جب یوسف بن یعقوب کی وفات سے بنی مرین کی حکومت پر آگندہ ہو گئی اور بنو غفران عاصروہ سے باہر آئے تو یہ اپنی اطاعت میں کمزوری دکھانے اور دوری سے اس کے گوشے کو حاصل کرنے کی عادت کی طرف لوٹا۔ یہاں تک کہ جب ابو عمرو نے بلا و مفراوہ پر قبضہ کیا تو اس کی اطاعت اس شہر سے گزر کر اس کے ماوراء علاقے تک پہنچ گئی جس سے زیری کو اپنی جان کا خوف پیدا ہو گیا اور اس نے اس سے اس شرط پر امان طلب کی کہ وہ اس کی خاطر مصر سے دست بردار ہو جائے گا تو اس نے اپنی حکومت کے مفتی اعظم ابو زید عبدالرحمن بن محمد الامام کو اس کے پاس بھیجا جس کا باپ بر شک کا باشعہ تھا اور زیری نے اسے اپنی کھلی بغاوت میں دھوکے سے قتل کر دیا تھا اور اس کا یہ بیٹا عبدالرحمن اور اس کا بھائی عیسیٰ بھاگ کر تونس چلے گئے تھے پس ان دونوں نے وہاں تعلیم حاصل کی اور الجزائر کی طرف لوٹ آئے اور اسے اپنا وطن بنا لیا پھر یہ دونوں ملیانہ کی طرف آ گئے اور بنو مرین نے ان دونوں کو ملیانہ میں قضا کا کام دے دیا پھر یوسف بن یعقوب کی وفات کے بعد وہ بنو مرین کے کارندوں اور سالاروں

کے ساتھ ابوزیان اور ابوحمو کے پاس ملیانہ گیا اور ان میں مندیل بن محمد الکلتانی اور افسر امور بھی شامل تھا۔ جس کا ذکر ان کے حالات میں آتا ہے اور یہ دونوں اس کے بیٹے محمد کو پڑھاتے تھے پس اس نے ابوزیان اور ابوحمو کے پاس ان دونوں کی علمی حیثیت کی بہت تعریف کی جس نے ابوحمو پر بہت اثر کیا اور جب وہ با اختیار حاکم بنا تو اس نے طالب علموں کے لئے تلمسان میں المطہر کی جانب ایک مدرسہ تعمیر کیا اور ان دونوں کے لئے اس مدرسہ کی دونوں جانب ان کے گھر بھی بنائے اور ان دونوں کے لئے اس مدرسہ میں درس و تدریس کے لئے دو دفتر بنوائے اور انہیں فتویٰ اور شوریٰ کے لئے مختص کیا اور ان دونوں کو اس کی حکومت میں بڑا مقام حاصل تھا پس جب زیری نے ابوحمو سے امان طلب کی اور یہ کہ وہ اس کی جانب ایسے آدمی کو بھیجے جو اسے پُر امن طور پر اس کے دروازے تک پہنچا دے تو اس نے ان دونوں میں سے ابوزید عبدالرحمن الاکبر کو اس کی طرف بھیجا اور وہ ابوحمو سے یہ اجازت لینے کے بعد کہ اگر اس نے اس پر قابو پا لیا تو وہ اس سے اپنے باپ کا بدلہ لے گا اس کے پاس جانے کے لئے تیار ہو گیا پس جب وہ بر شک میں اتر تو اس نے کئی روز تک وہاں قیام کیا اور ان ایام میں صبح و شام زیری اس کا مہمان سرا میں آتا رہا اور وہ اس کے قتل کی اسکیم بنا تا رہا یہاں تک کہ اس کا حیلہ کارگر ہو گیا اور اس نے اسے ایک دن ۸ صبح میں قتل کر دیا اور بر شک کی حکومت سلطان ابوحمو کو حاصل ہو گئی اور اس سے خود مختار مشائخ کا اثر مٹ گیا والا مسود

بید اللہ سبحانہ۔

فصل

الجزائر کی اطاعت اور وہاں سے ابن علان کی

دستبرداری کے حالات اور اس کی اولیت کا بیان

الجزائر کا یہ شہر صہاجہ کے منقاعات میں سے تھا اور بلکین بن زیری اس کی حد بندی کرنے والا تھا اور اس کے بعد اس کے بیٹے اس میں اترے پھر وہ موحدین کی عملداری میں آ گیا اور بنو عبدالحمو نے اسے مغربین اور افریقہ کے شہروں میں شامل کر لیا اور جب بنو ابی حفص موحدین سے بے قابو ہو گئے اور ان کی حکومت بلاد زناتہ تک پہنچ گئی اور تلمسان ان کی سرحد تھی اور انہوں نے مغربین اور اس کے بعد اس کے بیٹوں کو تلمسان پر گورنر مقرر کیا اور مفرادہ کے نواح پر بنی مندیل بن عبدالرحمن کو اور دانشریں اور اس کے ارد گرد جو تو جین کی عملداری تھی اس پر محمد بن عبدالقوی اور اس کے بیٹوں کو عامل مقرر کیا اور ان عملداریوں سے ماوراء النہر تک جو علاقہ تھا وہ موحدین کی حکومت میں شامل تھا جو یہاں صاحب حکومت تھے اور الجزائر کا گورنر موحدین میں سے تھا جو النہر کے باشندے تھے جنہوں نے ۱۱۷۳ء میں مستنصر کے خلاف بغاوت کر دی تھی اور انہوں نے سات ماہ تک یہ بغاوت جاری رکھی اس نے ۱۱۷۴ء میں حاکم بجایہ ابولہال کو اشارہ کیا کہ وہ اس پر حملہ کرے

پس اس نے کئی ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر وہاں سے بھاگ گیا پھر ۴۲ھ میں ابو الحسن بن حسین نے دوبارہ موصل میں کی فوجوں کے ساتھ اس کا محاصرہ کیا اور بزدل قوت اس میں داخل ہو گیا اور اسے لوٹا اور اس کے مشائخ کو گرفتار کر لیا اور وہ مستنصر کی وفات تک قیدی رہے۔

امیر ابوزکریا الاوسط: اور جب بنی حفص کی حکومت منقسم ہو گئی اور امیر ابوزکریا الاوسط اور اس کا باپ مغربی سرحدوں میں خود مختار ہو گئے۔ تو انہوں نے اس کی طرف اپنی بیعت بھیجی اور اس نے ابن اکلازیر کو ان پر حاکم مقرر کیا اور وہ عمر رسیدہ اور پیر فرقت ہونے تک ان کا امیر رہا۔

ابن علان: اور ابن علان الجزائر کے مخصوص مشائخ میں سے تھا اور اس کے اداہر کو قائم کرنے والا اور امارت کا پیشرو تھا اس وجہ سے اسے اپنے بقیہ ایام میں اہل جزائر پر حکومت حاصل رہی اور جب ابن اکلازیر فوت ہو گیا تو اسے اپنے شہر میں خود مختار بن جانے کا خیال آیا۔ پس اس نے اس کے امیر کی وفات کی شب اپنے ہمسر صاحب ہتھیار افراد کے لئے فوج بھیجی اور ان کو قتل کر یا اور صبح خود مختاری کا اعلان کر دیا اور آلہ بنایا اور سوار ہو کر متحجہ عربوں کے محالبہ اور غریب الوطنوں سے جا ملا اور اس نے بہت سے پیادہ اور تیر انداز اکٹھے کر لئے اور بجایہ کی فوجوں نے کئی بار اس سے جنگ کی مگر یہ ان کے مقابلہ میں ڈنار ہا اور مکیش بلاد متحجہ میں سے حمایت الکثیر پر غالب آ گیا اور جب وہ بلاد شرقیہ پر غالب آ گئے اور القامیہ میں دور تک چلے گئے تو ابو یحییٰ بن یعقوب نے بنی مرین کی فوجوں کے ساتھ اس سے جنگ کی پس اس نے اس کی ناکہ بندی کر دی اور اس پر تنگی وارد کر دی اور ابن علان کے پاس سے امیر خالد کا اٹھن کاٹنی ابوالعباس الغماری یوسف بن یعقوب کی طرف جاتے ہوئے گزرا تو اس نے باقی رکھنے پر اسے عاجزی کر گئے ہوئے سلطان کی اطاعت الامنادی اور اس نے اس کے متعلق یہ اطلاع دے دی کہ اور اس کی سفارش کی اور اس نے اپنے باپ یحییٰ کو اس کے ساتھ مصالحت کرتے کا اشارہ کیا پھر اس کے بعد امیر خالد نے اس سے جنگ کی تو وہ اس کے سامنے ڈنار ہا اور چودہ سال تک اس کی حالت میں رہا اور مصائب کی آنکھیں اسے گھورتی رہیں اور زمانہ اس سے جنگ کرنے کے لئے قوت جمع کرتا رہا اور جب سلطان ابو حمو نے بلاد تو حین پر قبضہ کر لیا تو اس نے دانشرہیں پر یوسف بن حیون المہواری کو اور بلاد مغربیہ پر غلام مسلح کو کوہن مقرر کر دیا اور تلمسان واپس آ گیا پھر ۴۷ھ میں اس نے بلاد خلب اور وہاں پڑاؤ کر لیا اور اس کا غلام مساح فوجوں کے ساتھ آیا اور اس نے بقیہ نواح میں سے متحجہ پر قبضہ کر لیا اور الجزائر کو ڈھال بنایا اور اس کا محاصرہ تک کر دیا یہاں تک کہ انہیں تکلیف نے آ لیا اور ابن علان نے اپنی جان کی شرط پر اس سے دست برداری کے متعلق پوچھا تو سلطان نے اس کی شرط کو قبول کر لیا اور سلطان ابو حمو نے الجزائر پر قبضہ کر لیا اور اسے بھی اپنی عملداری میں شامل کر لیا اور ابن علان مساح کی فوج کی حفاظت میں کوچ کر گیا اور یہ خلب میں سلطان کے پاس چلے گئے پس وہ تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور ابن علان بھی اس کی رکاب میں تھا پس اس نے اسے وہاں ٹھہرایا اور اس سے اپنی شرط پوری کی یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔

والبقاء لله سبحانه

فصل

فرمانروائے مغرب کی تلمسان پر چڑھائی اور

اس کی اذیت

جب عبدالحق بن عثمان نے حکومت کی مشکلات کے باعث قاسم سلطان ابوالریح کے خلاف بغاوت کی اور بنی مرین کے حاکم حسن بن علی بن ابی الصلاح نے وزیر جوہان بن یعقوب کی مداخلت سے اس کی بیعت کر لی جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں اور تازی پر قبضہ کر لیا تو سلطان ابوالریح نے ان پر چڑھائی کی تو انہوں نے سلطان ابوحمو کے پاس پہنچے فریادی وفد کو بھیجا پھر ابوالریح نے جلدی سے انہیں جالیا اور تازی میں ان پر غالب آ گیا تو وہ سلطان ابوحمو کے پاس چلے گئے اور اسے مغرب کے خلاف مدد دینے کی دعوت دی تاکہ وہ اپنی قوم کو چھوڑ کر اس کے مددگار ہوں اس دوران میں سلطان ابوالریح فوت ہو گیا اور ابوسعید عثمان بن یعقوب بن عبدالحق مغرب کا خود مختار حاکم بن بیٹھا پس اس نے سلطان ابوحمو سے مطالبہ کیا کہ وہ ان لوگوں کو اس کے سپرد کر دے جو اس کے پاس چلے آئے ہیں تو اس نے ان کے سپرد کرنے اور اپنا عہد توڑنے سے انکار کر دیا اور انہیں سمندر کی طرف کنارے کی جانب بھیج دیا تو سلطان ابوسعید نے اس سے چشم پوشی کر لی اور اس سے صلح کر لی پھر عیش بن یعقوب بن عبدالحق کو اپنے بھائی سلطان ابوسعید کے ہاں جو مقام حاصل تھا اس کے بارے میں اسے شبہ ہو گیا کیونکہ اس کے متعلق اس کے پاس شکایت کی گئی تھی پس وہ اس سے الگ ہو کر تلمسان چلا گیا اور سلطان ابوحمو نے اسے اس کے بھائی مقابلہ میں پناہ دے دی جس سے وہ ناراض ہو گیا اور اس نے اسے تلمسان پر حملہ کیا اور اپنے بیٹے امیر ابوطی کو امیر مقرر کیا اور اسے اپنے ہراول میں بھیجا اور خود ساقہ (پچھلا دستہ) میں چلا اور اسی تیاری میں وہ تلمسان کے مضافات میں داخل ہو گیا اور اس کے میدانوں کو لوٹ لیا اور جدہ سے جنگ کر کے اسے تنگی میں ڈال دیا پھر وہاں سے تلمسان کی طرف بڑھا اور اس کے میدان میں اتر اور موسیٰ بن عثمان اس کی فصیلوں کے پیچھے قلعہ بند ہو گیا اور اس کے مضافات اور رعایا پر غالب آ گیا اور سلطان ابوسعید اپنی فوجوں کے ساتھ اس کی حکومت کی علامات اور بلاد کو تباہ و برباد کرتا ہوا چلا پس جب اس کا گھیراؤ ہو گیا اور سلطان کا دباؤ اس پر بڑھ گیا اور وہ اپنے انجام کے متعلق اس سے خائف ہو گیا تو اس نے ان وزراء کو خطاب کرنے کا ایک نہایت لطیف حیلہ اختیار کیا جنہیں وہ اپنے احوال دیا کرتا تھا اور انہیں ان کے سلطان کے مشوروں سے دھوکہ دیا کرتا تھا یہاں تک کہ اس نے اپنے پڑوسی لیش بن یعقوب سے ان کی مراجعت کا تقاضہ کیا اور یہ کہ وہ اسے اس کے بھائی سے حکومت لے کر دے پھر اس نے اس بارے میں ان کے خطوط سلطان ابوسعید کے پاس بھیجے تو ان سے اس کا دل خوف اور ڈر سے بھر گیا اور خواص اور دوستوں کے بارے میں اسے شبہ پیدا ہو گیا اور وہ اسی تیاری میں مغرب کی طرف چلا گیا اور اس کی واپسی کے بعد اس کے بیٹے عمر نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور وہ کچھ عرصہ کے

لئے تلمسان اور اس کے باشندوں سے غافل ہو گئے یہاں تک کہ اس بارے میں اپنے وقت پر حکم الہی آ گیا۔

واللہ تعالیٰ اعلم

فصل

آغازِ محاصرہ بجایہ کے حالات اور

اس کے سبب کی وضاحت

جب سلطان ابوسعید مغرب کی طرف واپس آیا اور تلمسان سے غافل ہو گیا تو سلطان ابوحمو نے اپنی عملداری کے اہل قاصیہ کے لئے تیاری کی اور راشد بن محمد بن ثابت بن مندیل اس جہالت کے دوران جلاوڑاودہ سے آیا اور حلب میں اتر پڑا اور اس کی قوم کے بوڑھے اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور جب سلطان ابوحمو سے جہالت دور ہوئی تو وہ اپنے بیٹے ابوتاشفین کو تلمسان پر عامل بنانے کے بعد اس پر حملہ کرنے کے لئے گیا اور اس کے لئے فوجیں اکٹھی کیں تو وہ جیزی سے اس کے آگے اپنی مسافرت گاہ بجایہ کی طرف بھاگ گیا اور ابوسعید جبال حلب میں اپنے قلعوں میں اس کی دعوت پر قائم رہے پس سلطان ابوحمو نے وادی تمل میں اتر کر خیمہ لگایا اور اس نے اپنی عملداریوں کے باشندوں بنی ابوسعید کے محاصرہ کے لئے اکٹھا کیا جو راشد بن محمد کے پیروکار تھے اور اس نے وہاں پر ایک محل بنایا جو اس کے نام سے مشہور ہے اور اس نے القاصیہ پر قبضہ کرنے کے لئے فوجیں بھیجیں اور وہیں پر لائے جہاں حاجب اپنی جج سے واپسی پر اسے ملا۔ پس اس نے اسے بجایہ کے خلاف اکسایا اور اس میں اسے دلچسپی دلائی اور جب سے مولانا سلطان ابوحمو نے اسے خط بھیجا تھا اس وقت سے اس کے دل میں اس کی آرزو تھی اور یہ واقعہ یوں تھا کہ جب اس نے اپنے بھائی خالد کے خلاف بغاوت کی اور قسطنطنیہ میں اپنی دعوت دی اور بجایہ پر حملہ کیا تو جیسا کہ ہم ان کے حالات میں پہلے بیان کر چکے ہیں اس نے وہاں سے فکیت کھائی اور اس نے اپنی حکومت کے بعض آدمیوں کو سلطان ابوحمو کے پاس اسے ابن خلوف اور بجایہ کے خلاف براہین دہانے کے لئے بھیجایا پھر اسی طرح ابن خلوف نے اس کے پاس مدد طلب کرنے کے لئے آدمی بھیجے تو اس بات نے اسے بجایہ کی حکومت کی آرزو دلائی۔

ابن خلوف کی وفات: اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جب ابن خلوف مر گیا تو اس کا کاتب عبد اللہ بن ہلال اس کے پاس گیا تو اس نے اسے اکسایا اور ترغیب دی اور اسے الجزائر کے حالات سے غافل کر دیا پس جب وہ الجزائر پر غالب آ گیا تو اس نے اپنے غلام مسامح کو ابن ابی حنی کے ساتھ فوجوں کے ساتھ بھیجا پس وہ جبل الزاب تک پہنچے اور ابن ابی حنی فوت ہو گیا اور مسامح واپس آ گیا پھر حملے اور اس کے دشمن کے خوف نے اسے اس کے حالات سے غافل کر دیا اور جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے کہ وہ حلب شہر میں اتر اور عثمان بن سباع بن یحییٰ بن سباع بن ہل امیر زواودہ اس سے ملا اور اسے ان مغربی سرحدوں پر قبضہ کرنے کی ترغیب دی جو موحدین کی عملداری میں تھیں تو وہ اس بات سے خوش ہو گیا اور فوجیں جمع کیں

اور اس نے اپنے چچا ابو عامر یرہوم کے بیٹے مسعود کو ایک فوج کا سالار مقرر کیا اور اسے بجایہ کے محاصرہ کرنے کا حکم دیا اور اپنے چچا یوسف کے بیٹے محمد کو جو ملیانہ کا لیڈر تھا دوسری فوج کا سالار مقرر کیا اور اپنے غلام مسامح کو ایک اور فوج کا سالار مقرر کیا اور انہیں بجایہ اور اس کے ماوراء علاقے پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا اور موسیٰ بن علی الکردی کو ایک اور بہت بڑے لشکر کا سالار مقرر کیا اور اسے زداودہ اور زغبہ عربوں کے ساتھ صحرا کے راستے بھیجا پس وہ سیدھے چلے گئے اور انہوں نے اس کے قریب علاقوں میں کارنامے دکھائے اور بلاد شرقیہ میں دُور تک چلے گئے یہاں تک کہ بلاد بونہ تک پہنچ گئے پھر وہاں سے واپس لوٹ آئے اور اپنے راستے میں قسطنطنیہ سے گزرے اور کئی روز تک اس سے جنگ کرتے رہے اور ابن ثابت کے پہاڑ پر چڑھ گئے جو قسطنطنیہ پر ہمانکا تھا پس انہوں نے اسے لوٹ لیا پھر وہ بنی باورار سے گزرے اور اسے بھی لوٹ لیا اور اسے جلا دیا اور دیگر جن علاقوں سے وہ گزرے انہیں بھی لوٹ لیا اور ان کے درمیان حسد کے باعث مقابلہ بازی پیدا ہو گئی پس وہ پراگندہ ہو گئے اور سلطان کے پاس چلے گئے اور مسعود بن یرہوم بجایہ کے محاصرہ کے لئے گیا اور اس نے اپنی قیام گاہ باصفون میں ایک قلعہ تعمیر کیا اور وہ اپنی فوجوں کو اس سے جنگ کرنے کے لئے بھیجتا تھا پس اس نے اس کے میدان میں تدبیر کی پھر وہ قلعے کی طرف واپس آ گیا اور اسی حالت پر قائم رہا یہاں تک کہ اسے محمد بن یوسف کی بغاوت کی اطلاع ملی تو وہ وہاں سے بھاگ گیا۔ جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے مگر وہ ایک مدت کے بعد ہی اس کے محاصرہ کے لئے واپس آئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصل

بلاد بنی تو جین میں محمد بن یوسف کی بغاوت کے

حالات اور سلطان کی اس کے ساتھ معرکہ آرائی

اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب محمد بن یوسف مشرق کی طرف واپس آیا اور موسیٰ بن علی الکردی اس سے پہلے سلطان کے پاس چلا گیا تو غصے سے اس کا دل بھڑک اٹھا اور سلطان کے پاس اس کی شکایت ہوئی تو اس نے اسے ملیانہ سے معزول کر دیا تو اس نے اس غم کی وجہ سے سر جھکا لیا اور اس نے تلمسان میں اپنے بیٹے امیر ابوتاشغین سے ملاقات کرنے کے بارے میں اس سے دریافت کیا اور وہ اس کا خواہر زادہ تھا تو اس نے اسے اجازت دے دی اور اس کے بیٹے کو اسے گرفتار کرنے کا اشارہ کیا تو اس نے ایسا کرنے سے انکار کیا اور اس نے سلطان کے پڑاؤ کی طرف واپس جانے کا ارادہ کیا تو اس نے اس کا راستہ چھوڑ دیا اور جب وہ اس کے پاس پہنچا تو وہ اجنبی بن گیا اور اسے روک دیا۔ تو وہ شک میں پڑ گیا اور اس کا دل خوف سے بھر گیا اور پڑاؤ سے بھاگ گیا اور المریہ چلا گیا اور سلطان ابوجو کے عامل یوسف بن حسن بن عزیز کے ہاں اترا تو اس نے اس کی قوم اور ان کے ساتھی عربوں سے اس کی بیعت لی اور انہوں نے سلطان کے پڑاؤ پر چڑھائی کی جو کل میں تھا پس اس نے اپنی فوجوں کے ساتھ ان سے جنگ کی اور سلطان کو شکست ہوئی اور وہ تلمسان چلا گیا اور محمد بن یوسف بنی

تو جین اور مفرادہ پر غالب آ گیا اور ملیانہ میں اتر اور سلطان دخول سے کچھ دنوں بعد تلمسان سے نکلا اور اس نے فوجوں کو جمع کیا اور کمزوریوں کو دور کیا اور مسعود بن برہوم کو اس کی جگہ پر اشارہ کیا کہ وہ فوجوں کو لے کر بجایہ کے محاصرہ کے لئے پہنچے تا کہ پیچھے سے اس کی ناکہ بندی کرے اور محمد بن یوسف نے اس سے اُلجھنے کے لئے ملیانہ سے بغاوت کر دی اور اس نے ملیانہ پر یوسف بن حسن بن عزیز کو گورنر مقرر کیا پس اس نے بلاد ملیکش میں اس سے جنگ کی اور محمد بن یوسف کو شکست ہوئی اور اس نے جبل مرصا کی پناہ لی اور مسعود بن برہوم نے کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر وہ بھاگ کر سلطان کے پاس چلا گیا اور ان سب نے ملیانہ سے جنگ کی اور سلطان اس میں بزدل قوت داخل ہو گیا اور یوسف بن حسن کو اس کی کمین گاہ کے ایک راستے سے قید کر کے اس کے پاس لایا گیا تو اس نے اسے معاف کر کے آزاد کر دیا پھر اس نے المریہ پر چڑھائی کی اور اس پر قبضہ کر لیا اور ان نواح کے لوگوں سے ضمانت لی اور تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور محمد بن یوسف نے نواح کے لوگوں سے ضمانت لی اور تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور محمد بن یوسف نے نواح پر احسانات کئے اور اس طرف اس کی دعوت پھیل گئی اور اس نے سلطان ابو یحییٰ سے اطاعت کے بارے میں گفتگو کی پس اس نے اس کی طرف تحائف اور آلہ بیجا اور ظہرائیں بھیجیں زبان کا افریقہ کا حصہ اس کے لئے مخصوص کر دیا اور اسے مدد دینے کا بھی وعدہ کیا اور بنی تو جین کے بقیہ علاقے پر قبضہ کر لیا اور جبل و انشلیس کے بنو تغیرین نے اس کی بیعت کر لی پس یہ ان پر غالب آ گیا پھر سلطان نے عراق میں مشرق پر قبضہ کیا اور المریہ پر قابض ہو گیا اور یوسف بن حسن کو محمد بن یوسف کی مدافعت کے لئے وہاں کا گورنر مقرر کیا اور اس سے اور عملدار یوں کے باشندوں سے اور زنانہ کے قبائل اور عربوں سے حتیٰ کہ اپنی قوم بنی عبدالواد سے ضمانت لینے میں کوئی کمی نہ کی اور تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور انہیں گاؤں میں اتارا جو ایک وسیع شیب ہے جو بعض عظیم شہروں کے مشابہ ہے جسے اس نے گروی رکھنے کے لئے بنایا تھا اور وہ اس میں اس تک بڑھ گیا کہ اس نے ایک ملن اور ایک قبیلے اور ایک خاندان سے متعدد ضمانتیں لیں اور یہ معاملہ شہری اور سرحدی باشندوں اور مشائخ اور عوام تک تجاوز کر گیا پس اس نے اس قبیلہ کو ان کے بھائیوں اور بیٹوں سے بھر دیا اور اسے قوموں کے بعد قوموں سے پڑ کر دیا اور انہیں گھربانے اور عورتوں سے شادی کرنے کی اجازت دے دی اور ان کے لئے مساجد کی حد بندی کر دی پس انہوں نے وہاں مسجد کی حجاز پر مٹی اور وہاں کے بازار اور صنعتیں خوب چلیں اور اس عمارت کا حال اس سے کہیں عجیب تر تھا جو گزشتہ زمانوں میں قید خانے کا بیان کیا گیا ہے اور محمد بن یوسف بلاد تو جین میں اپنے خروج کے مقام پر ہی مقیم رہا یہاں تک کہ سلطان کی وفات ہو گئی۔ والہ تعالیٰ اعلم۔

فصل

سلطان ابوحمو کے قتل ہونے اور اس کے بعد

اس کے بیٹے ابوتاشفین کے حکمران بننے کے حالات

سلطان ابوحمو نے اپنے چچا برہوم کے بیٹے کو اس کی شجاعت اور دانشمندی کی وجہ سے اپنے خاندان اور قرابت داروں میں سے منتخب کر کے اسے اپنا حتمی بیالیاتھا کیونکہ اس کے باپ برہوم جو ابو عامر کنیت کرتا تھا نے اپنے بھائیوں میں سے عثمان بن مضر اس کو مختص کر لیا تھا اور وہ اسے اپنے بیٹوں پر ترجیح دیتا تھا اور اپنے معاملات میں اس سے مذاکرات کیا کرتا تھا اور اُسے اپنی غلطیوں میں لے جاتا تھا۔

ابوتاشفین: اور اس نے اپنے بیٹے عبدالرحمن کی طرف ابوتاشفین کو اس کے عجمی کافر دوستوں کے ساتھ بھیجا جو اس کی تربیت گاہ میں اس کی خدمت کرتے تھے اور ان میں ہلال بھی تھا جو قطانی کے نام سے مشہور تھا اور مسامح بھی تھا جسے صغیر کہتے تھے اور فرج بن عبداللہ ظافر مہدی اور علی بن تادرت بھی تھے اور فرج کا لقب شتورہ تھا اور ان سب میں اُسے ہلال بہت مرغوب و محبوب تھا اور اس کا باپ ابوحمو اکثر اُسے دوستی کے بارے میں متہم کرنے کے لئے زجر و توبیخ کیا کرتا تھا اور بسا اوقات وہ اُسے بے ہودہ ڈانٹ ڈپٹ بھی کرتا تھا اُسے معاف کرے پس اس طرح وہ اسے ناراض کر دیتا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ شدید حملہ آور..... اور حد سے بڑھ کر عذاب دینے والا اور زجر و توبیخ اور ادب کی حدود سے تجاوز کر جانے والا بھی تھا اور وہ عجمی کافر اس کے رعب تلے تھے اس وجہ سے وہ اپنے آقا ابوتاشفین کو اس کے باپ کے خلاف اکساتے اور اس کی غیرت کو ابھارتے اور اسے بتاتے کہ اس نے اُسے چھوڑ کر ابن ابی عامر کو منتخب کر لیا ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی ہوا کہ مسعود بن ابی عامر نے ابوحمو کے باغی محمد بن یوسف کے مقابلہ میں جب وہ بجایہ کے محاصرہ سے واپس آ رہا تھا بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا تو سلطان نے اس بات پر اس کی تعریف کی اور اپنے بیٹے عبدالرحمن کو اس کے عمواد کے مقام نجات و شجاعت کی وجہ سے عار دلائی جس سے وہ اس سے از سر نو دوستی کرنا چاہتا تھا اور اُسے کمال کی ترغیب دیتا تھا اور اس کے چچا ابو عامر ابراہیم بن مضر اس نے بادشاہوں کے پاس جا کر جو انعامات حاصل کئے اور اس کے باپ اور بھائی نے اپنے باقی ماندہ ایام میں جو اسے جاگیر دی اس سے وہ مال دار ہو گیا تھا اور جب ۹۶ھ میں اس کی وفات ہوئی تو اس نے اپنے بھائی عثمان کو اپنے بیٹے کے متعلق وصیت کی تو اس نے انہیں اپنے ساتھ ملا لیا اور ان کے ورثہ کو اپنے مال کی جگہ پر رکھا یہاں تک کہ اس نے ان کے حالات میں بہتری محسوس کی اور اس کے بیٹے ابو سرحان کا یہ معرکہ ہوا جس میں اس کی شہرت دور دور تک پھیل گئی تو سلطان ابوحمو نے دیکھا کہ وہ اس کی کمزوری کو دور کرنے کے لئے اس کے باپ کی وراثت اسے دے دے پس وہ امانت کو اس کے پاس لے گیا اور اس کے بیٹے ابوتاشفین اور اس کے برے عجمی کافر دوستوں کو بھی اطلاع پہنچ گئی تو انہوں نے سمجھا کہ یہ

حکومت کا مال ہے جو اس کے پاس لے جایا گیا ہے کیونکہ اس کے باپ ابو عامر کے ورثہ پر بہت عرصہ گزر چکا ہے اور انہوں نے سلطان پر اتہام لگایا کہ وہ اپنے بیٹے کو ولی عہد بنانے کی بجائے اسے اس پر ترجیح دے رہا ہے تو انہوں نے ابو تاشفین کو حکومت پر حملہ کرنے کے لئے اکسایا نیز اسے اس کے دشمن مسعود بن ابی عامر کو دھوکے سے قتل کرنے اور سلطان ابو حمو کو قید کرنے پر آمادہ کیا تا کہ وہ مکمل طور پر خود مختار ہو جائے اور اس کے لئے انہوں نے مدینہ کا وقت مقرر کیا جب سلطان اپنی مجلس سے واپس لوٹا تھا اور محل کے بعض کمروں میں اس کے خاص دوست جمع ہو گئے جن میں مسعود بن ابی عامر اور بنی ملاح کے وزراء بھی تھے۔

بنو ملاح: اور ابن بنو ملاح کو سلطان نے اپنے بقیہ ایام میں اپنی حجابت پر مقرر کیا ہوا تھا اور اس کے ہاں حجابت گھر کی آمدنی و مصارف اور اندرونی اور بیرونی معاملات کی نگرانی کی ذمہ داری کا نام تھا اور وہ قرطبہ کے گھرانے والے تھے اور وہ اس میں دنیا و در اہم کے سکے کا پیشہ کرتے تھے اور بسا اوقات ان کی امانت پر احماد کرتے ہوئے انہیں نگرانی کا کام بھی دے دیا گیا ان کا پہلا آدمی قرطبہ کے مسافروں کے ساتھ تلمسان آیا تھا پس انہوں نے اپنا پہلا پیشہ اختیار کر لیا اور اس کے ساتھ کاشکاروں کا بھی اضافہ کر لیا اور عثمان بن مضر اس اور اس کے بیٹے کی خدمت میں لگ گئے اور انہیں ابو حمو کی حکومت میں بڑی اہمیت اور فوقیت حاصل تھی پس اس نے اپنی حکومت کے آغاز میں ان میں سے محمد بن میمون ابن الملاح اور پھر اس کے بیٹے محمد الاضر پھر اس کے بعد اس کے بیٹے ابراہیم بن محمد کو اپنی حجابت پر مقرر کیا اور اس کے ساتھ اس کے قرابت داروں میں سے علی بن عبد اللہ بن الملاح بھی شریک ہو گیا اور یہ دونوں اس کے گھر کے کاموں کے ذمہ دار تھے اور اس کے خواص کے ساتھ اس کی خلوت میں حاضر ہوتے تھے اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس روز یہ سلطان کے ساتھ اس کی مجلس کے درخواست ہو جانے کے بعد حاضر ہوئے اور اس کے ساتھ قرابت داروں میں سے مقتول مسعود اور حماموش بن عبد الملک بن حنیفہ بھی تھے اور غلاموں میں سے معروف الکبیر ابن ابی الفتح بن عشر بھی تھا جو نصر بن علی کے بیٹوں میں سے تھا جو بنی یزید بن تو حین کا امیر تھا اور سلطان نے اسے اپنا وزیر بنایا ہوا تھا۔

ابو تاشفین کا حملہ: جب ابو تاشفین کو ان کے اکٹھے ہونے کا پتہ چلا تو اس نے اپنے دوستوں کے ساتھ ان پر حملہ کر دیا اور انہوں نے حاجب کو دروازے پر قابو کر لیا اور دروازے کو مضبوطی سے بند کرنے کے بعد اس میں ہر طرف سے داخل ہو گئے اور جب گھر کے بیچ میں پہنچ گئے تو انہوں نے سلطان کو اپنی تلواروں پر دھریا اور اسے قتل کر دیا اور ابو تاشفین ان سے الگ رہا اور انہوں نے اسے موقع نہ دیا اور ان میں سے ابو سرحان گھر کے ایک کمرے میں چھپ گیا اور اسے مضبوطی سے بند کر لیا تو انہوں نے دروازہ توڑ کر اسے قتل کر دیا اور جو خواص بھی وہاں موجود تھے انہیں قتل کر دیا اور بہت کم لوگ بچ سکے اور بنو ملاح کے وزراء بھی مر گئے اور ان کے گھروں کو لوٹ لیا گیا اور شہر کی گلیوں میں گھوم کر منادی کرنے والے نے کہا کہ ابو سرحان نے سلطان سے خیانت کی ہے اور اس کے بیٹے ابو تاشفین نے اس سے بدلہ لیا ہے اور لوگوں سے کوئی بات پوشیدہ نہیں۔

سالار افواج موسیٰ بن علی: اور سالار افواج موسیٰ بن علی الکردی نے یہ آواز سنی تو وہ سوار ہو کر محل کی طرف آیا تو اسے بند پایا تو اسے کئی خیالات آئے پس اسے حکومت پر مسعود کے قبضہ کرنے کا خوف پیدا ہوا تو اس نے بڑے رشتہ دار عباس بن

نفر اس کی طرف پیغام بھیجا تو اس نے اسے محل کے دروازے پر بلایا، اچھے میں متادی کرنے والا ان کے پاس سے گزرا تو اسے ابوسرحان کے مرجانے کا یقین ہو گیا اور عباس کو اٹھنے پاؤں اس کے گھر کی طرف واپس کر دیا اور خود سلطان ابوتاشفین کے پاس چلا گیا اور اسے جنگ سے بڑی حیرت تھی پس اس نے اسے تسلی دی اور جرأت دلائی اور اسے اپنے باپ کی نشست گاہ میں بٹھایا اور اس کے لئے اس کی قوم کی بیعت کی خصوصاً اور عوام کی بیعت کی عموماً ذمہ داری لی یہ اس سال کے ماہ جمادی الاولیٰ کا واقعہ ہے اور سلطان نے قصر قدیم میں اس کے اسلاف کے مقبرہ میں اس کے کفن دفن کا سامان کیا اور وہ دوسروں کے لئے ایک عبرت بن گیا۔ والبقا واللہ۔

اور سلطان نے اپنی حکومت کے آغاز میں بقیہ قرابت داروں کو جو نفر اس کی اولاد میں سے تھیں ان میں موجود تھے بھولنے کے لئے وقت مقرر کیا اور ان کے نمائندہ بننے کے انجام کے خوف سے اور ان کی جانب سے حکومت میں جو فتنے پیدا ہو سکتے تھے ان کے خوف سے انہیں کنارے کی طرف بھجوا دیا اور اپنی حاجت اپنے غلام ہلال کو عطا کی پس اس نے اس کے بوجھ کو اٹھالیا اور اس کی حکومت کے آغاز میں سیاہ و سفید کا مالک بن گیا یہاں تک کہ اس نے اسے ہر طرف کر دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور اس نے یحییٰ بن موسیٰ سنوسی کو جو ان کی حکومت کا پروردہ تھا، حلب اور مفرادہ کے بقیہ مضامقات کا امیر مقرر کیا اور محمد بن سلامہ بن علی کو اس کی عملداری پر امیر مقرر کیا جو تو جین کے بنی یلطن کے علاقے میں تھی اور اس کے بھائی سعد کو معزول کر دیا تو وہ مغرب کی طرف چلا گیا اور موسیٰ بن علی الکردی کو مشرق کی جانب پر امیر مقرر کیا اور اسے بجایہ کے محاصرہ کا کام بھی سپرد کیا اور اس نے اپنی حکومت کو محلات کے تعمیر کرنے اور باغات بنانے پر آمادہ کیا پس جس کام کو اس کے باپ نے شروع کیا تھا اس نے اسے پورا کیا پس محلات اور قلعے خوبصورتی سے بھر پور ہو گئے اور اس کے حالات و واقعات مشہور ہو گئے جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ انشاء اللہ

فصل

سلطان ابوتاشفین کا جبل و انشریس میں محمد بن یوسف

پر حملہ کرنا اور اس پر غالب آنا

اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ محمد بن یوسف سلطان ابوحمو کی واپسی کے بعد جبل و انشریس اور اس کے نواح پر قابض ہو گیا اور مفرادہ کی ایک جماعت بھی اس کے پاس آ گئی تھی پس اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور ان نواح میں اس کی قوت بڑھ گئی اور ابوتاشفین کو اس کے معاملے نے پریشان کر دیا پس اس نے اس پر حملہ کرنے کا عزم کر لیا اور اس کے لئے فوج اکٹھی کی اور کمزور یوں کو دور کیا اور و انشریس کا محاصرہ کر لیا اور بنو تو جین اس کے پاس اور مفرادہ محمد بن یوسف کے پاس جمع ہو گئے اور بنی تو جین میں سے یحییٰ بن ابن عبدالقوی کے دوست تھے اور اس نے بقیہ بنی تو جین میں اسے جن لیا تھا اور جیسا کہ ہم

بیان کریں گے وہ اپنی ریاست میں عمر بن عثمان کی طرف رجوع کرتے تھے پس اس نے اس بات کی وجہ سے اسے ناراض کر دیا اور اس نے سلطان ابوتاشفین سے ساز باز کی اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ اس کی جانب سے چڑھائی کرے گا پس سلطان نے جبل کے علاقے میں ان پر حملہ کر دیا اور وہ سب کے سب تو کال کے قلعے میں قلعہ بند ہو گئے۔ تو عمر بن عثمان اپنی قوم کے ساتھ آٹھ ماہ کے محاصرہ کے بعد سلطان کی طرف چلا گیا پس فوج پر اگندہ ہو گئی اور حکومت خراب ہو گئی اور لوگ منتشر ہو گئے پس اس نے قلعہ میں داخل ہو کر محمد بن یوسف کو گرفتار کر لیا اور اسے قید کر کے سلطان کے پاس لایا گیا اور وہ اپنی سواری پر سوار تھا پس اس نے اس پر حملہ کیا پھر اسے اپنا نیزہ مارا اور غلاموں نے اسے اپنے نیزوں سے فوج کر اس کی گردن توڑ دی اور اس کا سر نیزے پر چڑھا کر تلمسان لایا گیا اور اسے شہر کی برجیوں پر نصب کر دیا گیا اور اس نے جبل و اشرس اور بنی عبدالقوی کے مضافات پر عمر بن عثمان کو امیر مقرر کیا اور اپنے غلام سعید عربی کو المریہ کی عملداری پر امیر مقرر کیا اور اس نے مشرق چڑھائی کی اور وادی البجنان میں جہاں بلاد حمزہ سے قبلہ تک پہنچانے والی گھاٹی ہے رہنے والے ریاح کے قبائل میں طاقت گری کی اور ان کے قبائل کے اموال کو لوٹا اور سیدھا بجایہ کی طرف گیا اور تین دن اس کے میدان میں شب باش ہوا جہاں اُن دنوں حاجب بن عمر رہتا تھا پس وہ اسے سر نہ کر سکا اور اسے اپنے دوستوں کے پاس اس کی مضبوطی کے لئے بھرتل گیا اور تلمسان کی طرف واپس آ گیا یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جسے ہم بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

بجایہ کے محاصرے اور موحدین کے ساتھ اُن

طویل جنگوں کا بیان جن میں اس کی موت واقع

ہوئی اور اس کی سلطنت جاتی رہی اور کچھ

عرصے کے لئے اس کی قوم سے حکومت کا

خاتمہ ہو گیا

جب ۵۲۹ھ میں سلطان ابوتاشفین بجایہ کے محاصرے سے واپس لوٹا تو اس نے مشرق کی جانب فوج بھیجنے اور

بلاد موحدین کے ساتھ جنگ کرنے پر اصرار کیا پس اس کی فوجوں نے ۵۳۰ھ میں ان سے جنگ کی اور بجایہ کے مضافات پر

بقضہ کر لیا اور واپس چلی آئیں پھر دوبارہ ۲۱ھ میں اس نے ان کے ساتھ جنگ کی اور ان کا سالار موسیٰ بن علی الکردی تھا۔ پس اس نے قسطنطینہ جا کر اس کا محاصرہ کر لیا مگر اسے سر نہ کر سکا اور وہاں سے بھاگ آیا اور اس نے وادی بجایہ کے آغاز میں جو درہ آتا ہے وہاں پر قلعہ بکر بنایا اور حطب کے قائد یحییٰ بن موسیٰ کی نگرانی کے لئے وہاں فوجیں اتاریں اور خود تلمسان کی طرف واپس آ گیا پھر موسیٰ بن علی نے تیسری بار ۲۲ھ میں حملہ کیا اور بجایہ کے مضائقہ پر قبضہ کر لیا اور کئی روز تک بجایہ سے جنگ کرتا رہا مگر اسے سر نہ کر سکا اور وہاں سے بھاگ گیا اور ۲۳ھ میں حاکم افریقہ سلطان ابو یحییٰ کے خلاف فریادی بن کر سلطان حمزہ بن عمر بن ابی الیل کے پاس گیا جو افریقہ میں صحرائیوں کا بڑا سردار تھا پس اس نے ان کے ساتھ زناتہ اور بنی توجین اور بنی راشد کے عوام کی فوجیں بھیجیں اور ان پر سالار مقرر کئے اور ان کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ اس کے سالار موسیٰ بن علی الکردی کی نگرانی کریں پس وہ افریقہ کی طرف چلے گئے اور سلطان ان کے مقابلہ کے لئے نکلا اور ۲۴ھ میں نواح میں شکست کھا گئے اور ہاتھوں نے انہیں اچک لیا پس وہ قتل ہو گئے اور اس کا غلام مسامح بھی مارا گیا اور موسیٰ بن علی واپس آ گیا تو سلطان نے اس پر منافقت کا اتہام لگایا اور اس کی مصیبت کا حال ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے اور اس نے ۲۴ھ میں فوجیں بھیجیں اور بجایہ کے نواح قبضہ میں آ گئے اور ابن سید الناس نے ان سے جنگ کی تو انہوں نے اسے شکست دی اور وہ شہر کی طرف بھاگ گیا اور ۲۵ھ میں سلیم کے مشائخ حمزہ بن عمر بن ابی الیل اور طالب بن مہملہ العجلان جو کعب کی امارت کے حلق آہیں میں مزاحمت کرتے تھے اور بنی القوس میں سے محمد بن مسکین جو حکیم کے بڑے آدمی تھے سلطان کے پاس گئے اور انہوں نے اسے چڑھائی کرنے پر آمادہ کیا اور افریقہ کے خلاف اس سے مدد طلب کی اور اس نے اپنے سالار موسیٰ بن علی کی نگرانی کے لئے ان کے ساتھ فوجیں بھیجیں اور ابراہیم بن ابی بکر الشہید کو ان کا امیر مقرر کیا جو حصبوں کے شرفاء میں سے تھا۔

سلطان ابو یحییٰ کا جنگ کرنا: اور مولانا سلطان ابو یحییٰ تونس سے جنگ کرنے کے لئے نکلا اور قسطنطینہ کے بارے میں ان سے خوف زدہ ہوا پس وہ ان سے پہلے وہاں پہنچ گیا اور اس نے موسیٰ بن علی کو اس کی فوجوں کے ساتھ قسطنطینہ پر مقرر کیا اور ابراہیم بن ابی بکر الشہید نے سلیم کے قبائل کے ساتھ تونس کی طرف بڑھ کر اس پر قبضہ کر لیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں اور موسیٰ بن علی قسطنطینہ کو سر نہ کر سکا اور اس کے محاصرہ کی چند ہی رات محاصرہ چھوڑ کر تلمسان کو واپس آ گیا۔

موسیٰ بن علی: پھر سلطان نے ۲۶ھ میں اسے فوجوں کے ساتھ بھیجا اور اسے الفاجیہ پر قبضہ کرنے اور سرحدوں کے محاصرہ کرنے کی تاکید کی پس اس نے قسطنطینہ سے جنگ کی اور اس کے نواح کو برباد کر دیا پھر بجایہ واپس آ کر اس کا محاصرہ کر لیا پھر اسے چھوڑنے کا عزم کیا اور محسوس کیا کہ قلعہ بکر دوری کی وجہ سے اس کی طرف فوجوں کے بھیجنے کے لئے مناسب نہیں اور اس نے اس سے قریب تر جگہ تعمیر کے لئے تلاش کی پس اس نے وادی بجایہ میں سوق الخمیس کے مقام پر ایک شہر کی حد بندی کی تا کہ وہاں سے فوجیں تیار کر کے بجایہ بھجوائی جائیں اور لوگوں اور فوجوں کو اس کی تعمیر پر اکٹھا کیا پس یہ کام چالیس ماہ میں مکمل ہو گیا اور انہوں نے قدیم قلعہ کا نام پر اس کا نام تاحریز دکت رکھا جو بنی عبدالواد کو وجہ کی جانب جیل کی حکومت سے قبل حاصل تھا اور اس نے تین ہزار کے قریب اپنی فوج وہاں اتاری اور سلطان نے مغرب اوسط کے علاقوں کے تمام گورنروں کو

اشارہ کیا کہ وہ اس کی طرف دانتے چڑے اور دیگر ضروریات کی چیزیں نمک وغیرہ لائیں اور اس نے دیگر قبائل سے اطاعت کی ضمانت لی اور انہوں نے اپنا ٹیکس پورا کیا اور بجایہ پران کا دباؤ بڑھ گیا اور اس کا محاصرہ سخت ہو گیا اور اس کے نرخ بڑھ گئے اور سلطان ابو یحییٰ نے ۲۷۷ھ میں اپنی فوجوں اور سالاروں کو بھیجا اور وہ جبل بنی عبد الجبار پر سے بجایہ کی طرف گئے اور وہاں کالید بن ابی عبد اللہ بن سید الناس بھی ان کے ساتھ اس قلعے کی طرف گئے اور جب موسیٰ بن علی کو ان کے پہنچنے کی خبر ملی تو اس نے اس کے پیچھے سے فوجوں کو جمع کیا اور اس سے قبل البدار میں فوجوں کو اطلاع بھیجی تو دونوں فوجوں کی تاحریز دکت کے نواح میں مڈ بھیڑ ہوئی تو ابن سید الناس بھاگ گیا۔

ظاہر الکبیر کی وفات: اور محمی کافروں میں سے موالی کا پیشرو ظافر الکبیر سلطان کے دروازے پر مر گیا اور ان کا پڑاؤ لوٹ لیا گیا اور جب سلطان اپنے سالار موسیٰ بن علی پر ناراض ہوا تو اس نے اُسے برطرف کر دیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے تو اس نے یحییٰ بن موسیٰ سنوی کو فوجوں کے ساتھ افریقہ کی طرف جنگ کے لئے بھیجا اور اس کے ساتھ دیگر سالار بھی تھے پس انہوں نے قسطنطنیہ کے نواح میں خرابی کی اور یونہ شہر تک پہنچ گئے اور واپس آ گئے۔

حمزہ بن علی کا ابوتاشفین کے پاس فریاد کرنا: اور اس کے بعد ۲۹۷ھ میں حمزہ بن عمر سلطان ابوتاشفین کے پاس فریادی بن کر گیا اور اس کے ساتھ یا اس کے بعد عبد الحق بن عثمان جو بنی مرین میں سے شول کا سردار تھا وہ بھی گیا اور وہ سالوں سے مولانا سلطان ابو یحییٰ کے ہاں اتر کر رہا تھا پس یہ اس کی کسی بات سے ناراض ہو گیا اور تلمسان چلا گیا پس سلطان نے یحییٰ بن موسیٰ کی نگرانی کے لئے ان کے ساتھ اپنے تمام سالاروں کو اپنی فوجوں کے ساتھ بھیجا اور ان پر محمد بن ابی بکر بن عمران کو جو خفی شرفاء میں سے تھا امیر مقرر کیا اور مولانا سلطان ابو یحییٰ نے بلاد ہوارہ کے نواح میں الدیاس مقام پر ان سے جنگ کی اور اولاد مہلہل میں سے عرب قبائل نے جو اس کے ساتھ تھے اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور اس کی فوج تتر ہتر ہو گئی اور اس نے عورتوں سمیت ان کی پالیکیوں پر قبضہ کر لیا اور اس کے دونوں بیٹوں احمد اور عمر کو بھی قابو کر لیا اور انہیں تلمسان بھیج دیا۔

منصور ابو یحییٰ: اور مولانا منصور ابو یحییٰ قسطنطنیہ چلا گیا جسے مصر کے کے تلمسان میں ایک زخم لگا تھا اور یحییٰ بن موسیٰ اور ابن ابی عمران تونس چلے گئے اور اس پر قبضہ کر لیا اور یحییٰ بن موسیٰ اس میں داخل ہونے کے چالیس روز بعد زناہ کی فوجوں کے ساتھ انہیں چھوڑ کر واپس تلمسان چلا گیا اور سلطان ابو یحییٰ کو اطلاع ملی کہ زناہ انہیں چھوڑ کر واپس چلے گئے ہیں تو اس نے تونس پر حملہ کر دیا اور وہاں سے ابن ابی عمران کو ہٹا دیا حالانکہ اس سے قبل اس نے بجایہ سے اس کے بیٹے ابو زکریا یحییٰ کو موحدین کے مشائخ میں سے محمد بن تافراکین کے ساتھ ابوتاشفین کے پاس فریادی بنا کر بھیجا تھا اور یہ بات اس کی حکومت کے خاتمہ کا سبب بن گئی۔ جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔

سلطان ابوتاشفین کے ساتھ اہل بجایہ کی ساز باز: اور بجایہ کے بعض باشندوں نے سلطان ابوتاشفین کے ساتھ ساز باز کی اور اسے اس کی ایک کمزوری سے آگاہ کیا اور اس کی آمد کی خواہش کا اظہار کیا پس اس نے اس پر حملہ کیا اور حاجب ابن سید الناس کو اس امر سے متنبہ کیا تو وہ اس سے پہلے وہاں پہنچ گیا اور جس روز وہاں گیا اسی روز اس میں داخل ہو کر

سازش کے مضمون کو قتل کر دیا جس بیماری کا قلع قمع ہو گیا اور سلطان ابوتاشغین نے بجایہ کو خیر باد کہا اور بنی عبدالواوہ کے مشائخ میں سے عیسیٰ بن حررود کو تاحریز دکت سے بھی بجایہ کے نزدیک تر ہو جس اس نے بجایہ کے سامنے ایک اونچی وادی میں یا قوتہ مقام پر اسے بنایا اور اس نے بجایہ کی ناکہ بندی کر دی اور محاصرہ سخت ہو گیا۔ یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن نے ان کے اجتماع کی جگہ پر کنٹرول کر لیا تو وہ سب کے سب تھمان کی طرف بھاگ گئے اور بجایہ سے محاصرہ کی تنگی دور ہوئی اور سلطان ابویحییٰ نے ۳۲ھ میں اپنی فوجوں کے ساتھ تونس سے تاحریز دکت پر حملہ کیا اور اسے دن کے ایک بجے میں یوں برباد کر دیا گویا وہ گزشتہ کل کو یہاں موجود ہی نہ تھا جیسا کہ ہم نے اس بات کو اس کے حالات میں بیان کیا ہے۔

فصل

بنی مرین کے درمیان جنگ کے دوبارہ ہونے

اور تلمسان میں ان کے محصور ہونے اور سلطان

ابوتاشغین کے قتل ہونے کے حالات اور

اس کا انجام

سلطان ابوتاشغین نے اپنی حکومت کے آغاز میں شاہ مغرب سلطان ابوسعید کے ساتھ مصالحت کر لی اور جب اس کے بیٹے ابوعلی نے سبھاسہ میں اپنی خود مختاری سے لے کر طویل مصالحت کے بعد ۳۲ھ میں اس کے خلاف بغاوت کی تو اس نے اپنے بیٹے قحطاع کو ابوتاشغین کے پاس بھیجا تا کہ وہ اس کے باپ کی رکاوٹ کو اس سے دور کر دے اور خود وہ مراکش پر حملہ کر کے اس میں داخل ہو گیا اور سلطان ابوسعید نے بھی اس پر چڑھائی کی تو ابوتاشغین نے اپنے سالار موسیٰ بن علی کو فوجوں کے ساتھ تازی کے نواح کی طرف بھیجا جس اس نے کارٹ کی عملداری کو لوٹ لیا اور اس کی کھیتیوں کو غارت مگری کر کے لے گیا اور واپس آ گیا اور سلطان ابوسعید نے اسے اپنے خلاف کارروائی خیال کیا اور ابوتاشغین نے اپنے وزیر داؤد بن علی بن مکن کو اپنی بنا کر سبھاسہ میں سلطان ابوعلی کے پاس بھیجا تو وہ ناراض ہو کر اس کے پاس ہاں سے واپس آ گیا اس کے بعد ابوتاشغین سلطان ابوسعید کی طرف صلح کرنے کے لئے مائل ہوا تو یہ صلح طے پا گئی اور وہ مدت تک اس صلح پر قائم رہے۔

سلطان ابویحییٰ کے بیٹے کا سلطان ابوسعید پر غالب آنا: جس جب مولا تا سلطان ابویحییٰ کا بیٹا سلطان ابوسعید پر غالب آیا اور ان کے درمیان رشتہ داری ہو گئی جیسا کہ ہم نے ان کے حالات میں بیان کیا ہے اور سلطان ابوسعید فوت ہو گیا

تو سلطان ابوالحسن نے اپنے ایلچیوں کو سلطان ابوتاشغین کے پاس بھیجنے کے بعد کہ وہ اپنی فوجوں کے ساتھ بجایہ کا محاصرہ کرنے سے باز رہے اور موحدین کی خاطر تنس کی عملداری سے الگ رہے تلمسان پر حملہ کر دیا پس اس نے انکار کیا اور نہایت برا جواب دیا اور اپنی مجلس میں ایلچیوں سے بے ہودہ کوئی کی اور غلاموں نے ابوتاشغین کی موجودگی میں ان کے بھیجنے والے کو گالیاں دے کر انہیں خوف زدہ کر دیا اس بات نے سلطان ابوالحسن کو غصہ دلا یا اور اس نے ۳۲ھ میں تلمسان پر حملہ کر دیا اور اسے تاسالت تک پامال کر دیا اور وہاں اپنی چھاؤنی بنائی اور طویل قیام کیا اور اپنے پروردہ حسن بطوی کے ساتھ فوج کو بجایہ کی طرف بھیجا اور وہ ساحل دہران سے اس کے بحری بیڑوں پر سوار ہوئے اور سلطان ابو یحییٰ نے بجایہ میں ان سے ملاقات کی اور وہ بنی عبدالواد کے ساتھ جنگ کرنے اور تاحریج دکت کے برباد کرنے کا ارادہ کئے ہوئے تھا اور سلطان ابوالحسن نے اس کے ساتھ جو وعدہ کیا تھا کہ وہ دونوں اپنی فوجوں کو تلمسان کے محاصرہ کے لئے اکٹھا کریں گے اس کے مطابق وہ آگیا اور بجایہ سے تاحریج دکت کی طرف گیا پس وہاں سے بنو عبدالواد کی فوجیں بھاگ گئیں اور اسے خالی چھوڑ گئیں اور موحدین کی فوجوں نے وہاں جا کر خوب لوٹ مار کی اور تخریبی کارروائیاں کیں اور اس کی دیواریں کو پیوند زمین کر دیا اور بجایہ کی محاصرہ کی تنگی دور ہوئی اور بنو عبدالواد اپنی سرحدوں کے ماوراء علاقے میں دوڑ گئے۔

ابو علی کی بغاوت: اسی دوران میں ابو علی بن سلطان ابوسعید نے اپنے بھائی کے خلاف بغاوت کر دی اور بھلاسہ میں اپنے ہیڈ کوارٹر سے درمے تک گیا اور گورنر کو دھوکے سے قتل کر دیا اور اس میں اپنی دھوکے کو قائم کیا جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے اور سلطان ابوالحسن کو تاسالت میں اپنی فرد گاہ پر خبر پہنچ گئی تو اس نے مغرب کی بیماری کے خاتمہ کے لئے پلٹ کر اس پر حملہ کیا اور سلطان ابوتاشغین نے دوبارہ اس کی عزت کو بحال کر دیا اور اس کی فوجیں اس کی عملداری کے مضامقات میں پھیل گئیں اور اس نے دستوں کو ترتیب دیا اور انہیں سلطان ابو علی کی مدد کے لئے روانہ کیا پھر اس نے قبائل زناتہ کو جمع کیا اور ۳۳ھ میں مغرب کی سرحدوں پر چڑھائی کر دی تا کہ سلطان ابوالحسن کی رکاوٹ کو اپنے بھائی سے دور کر دے اور وہ تادریجیت کی سرحد تک پہنچ گیا اور وہاں تاشغین بن سلطان ابوالحسن ایک فوج کے ساتھ..... اسے ملا جسے اس کے باپ نے سرحدوں کی حفاظت کے لئے تیار کیا تھا اور اس کے ساتھ مندیل بن حمامہ بھی اپنی قوم کے ساتھ موجود تھا جو بنی مرین میں سے بنی تیریفین کا شیخ ہے پس جب یہ اس کے مقابلہ میں نکلے تو وہ بھاگ گیا اور تلمسان واپس آ گیا۔

سلطان ابوالحسن کا اپنے بھائی پر غالب آ کر اسے قتل کرنا: اور جب سلطان ابوالحسن نے اپنے بھائی پر غلبہ پایا تو اسے ۳۳ھ میں قتل کر دیا اور تلمسان سے جنگ کرنے اور اس کا محاصرہ کرنے کا ارادہ کیا اور ۳۵ھ میں اس پر حملہ کر دیا اور اس نے اس کام کے لئے فوج جمع کرنے کے لئے متعدد بھرکوشش کی اور وہاں اس کی فوجیں موجیں مارنے لگیں اور اس نے وہاں ان کے ارد گرد فیصلوں کی باڑ اور خندقوں کے شامیانے بنادیئے یہاں تک کہ ان کا خیال بھی وہاں سے نہیں نکل سکا تھا اور نہ ان کی طرف آ سکتا تھا اور اس نے ہر جانب سے قاصیہ کی طرف اپنی فوجیں بھیجیں پس اس نے مضامقات پر قبضہ کر لیا اور سب شہروں کو فتح کر لیا اور جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا اس نے وجہ کو تباہ و برباد کر دیا اور صبح و شام اس میں زیر دست جنگ کی اور متجنبتوں کو نصب کیا اور وہاں پر سلطان ابوتاشغین کے ساتھ بنی عبدالواد اور بنی توہین میں سے زناتہ کے لیڈر محفوظ ہو گئے اور ایک روز وہاں مشہور جنگ ہوئی جس میں ان کے بہادر قتل ہو گئے اور امراء مر گئے اور یہ واقعہ یوں ہوا کہ سلطان

ابوالحسن سحری کے وقت ان پر حملہ کرتا تھا اور جو فضیلیں اس نے ان کے مقابلہ میں بھائی تھیں ان کے پیچھے سے دوڑ کر گشت لگاتا اور اطراف کو درست کرتا اور شکافوں کو بند کرتا تھا۔

ابوتا شیفین کے جاسوس: اور ابوتا شیفین جاسوسوں کو موقع کی تلاش کے لئے بھیجتا ایک روز اس نے دوسرے لوگوں سے الگ ہو کر چکر لگایا تو انہوں نے اس کی گھات لگائی اور جب وہ چھاڑ اور شہر کے درمیان چلے گا تو یہ موقع پا کر اس پر ٹوٹ پڑے اور اس سے سختی کی قریب تھا کہ سب سے آگے کے لوگ اس تک پہنچ جاتے اور چھاڑنی والوں کو بھی اس بات کا پتہ چلا گیا تو وہ اجتماعی اور انفرادی طور پر سوار ہو گئے اور اس کے دونوں بیٹے امیر ابو عبد الرحمن اور امیر ابوما لک بھی سوار ہو گئے جو اس کی فوج کے دو بازو اور اس کے لشکر کے دو عتاب تھے اور پوری فضا سے بنی مرین کے لشکر سے ان پر ٹوٹ پڑے اور شہر کی فوجیں منتشر ہو گئیں اور اپنے پاؤں واپس آ گئیں پھر انہوں نے حکایت کھا کر پیٹھ پھیر دی اور کوئی کسی کی پرواہ نہ کرتا تھا اور خندق کا گڑھا ان کی راہ میں حائل ہو گیا تو انہوں نے اس کا مقابلہ کیا اور اس کی بندش کے لئے ٹوٹ پڑے اور اس روز جتنے لوگ قتل ہو کر مرے اس سے بہت زیادہ لوگ اسے بند کھینچے ہوئے مر گئے۔ نیز اس روز بنی تو جین میں سے بڑی شان و شوکت والے اور جبل و آتش لیس کا گورنر اور محمد بن سلامہ بن علی امیر بنی یلطن اور قلعہ تادغزدت اور اس کے ارد گرد کی عملداریوں کا مالک وغیرہ مارے گئے اور یہ دونوں ایسے آدمی تھے کہ زناتہ میں ان کی نظیر موجود نہ تھی اور اسی قسم کے لوگ اس سرکہ میں مقتول ہوئے پس اس روز حکومت کا بازو ٹوٹ گیا اور خود حکومت بھی ٹوٹ گئی اور سلطان ابوالحسن نے آخر رمضان ۷۳۷ء تک اس سے جنگ جاری رکھی اور ۲ رمضان کو زبردستی اس میں داخل ہو گیا اور سلطان ابوتا شیفین نے اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ اپنے محل کے دروازے کی پناہ لی اور اس کے دونوں بیٹے عثمان اور مسعود اور اس کا وزیر موسیٰ بن علی اور عبدالحق بن عثمان بن محمد بن عبدالحق جو بنی مرین کے شرفاء میں سے تھے اس کے ساتھ تھے اور وہ ان کے ساتھ تونس چلا گیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور مقرب اس کے حالات بیان ہوں گے۔

ابوزیان اور ابوثابت کا قتل ہونا: اور اس روز اس کے ساتھ اس کے بھائی کے دو بیٹے ابوزیان اور ابوثابت بھی تھے اور وہ محل کے آگے نہایت بے جگری سے لڑتے ہوئے قتل ہو گئے اور ان کے سروں کو نیزوں کی لاشیوں پر بلند کر کے پھرایا گیا اور شہر کی گلیاں اندر اور باہر سے فوجوں سے بھر گئیں اور اس کے دروازے بھڑ سے بھر گئے حتیٰ کہ لوگ اپنی ٹھوڑیوں کے بل اوندھے ہو گئے اور ایک دوسرے پر گڑ پڑے اور گھوڑوں کے سموں سے رونے لگے اور دونوں دروازوں کے درمیان ان کے عشاء کا ڈھیر لگ گیا یہاں تک کہ چھت اور دروازے کے راستے کے درمیان راستہ تنگ ہو گیا اور لوگ گھروں کو لوٹنے لگے اور سلطان نے جامع مسجد کی طرف جا کر فتویٰ اور شوریٰ کے سرخیل ابوزید عبد الرحمن اور ابو موسیٰ عیسیٰ کو جو امام کے بیٹے تھے بلایا اس نے ان دونوں کو اپنی عملداری میں آگے کیا کیونکہ اہل علم میں وہ ان کے مقام کا قائل تھا پس وہ اس کے پاس آئے اور لوگوں کے معاملہ کو ان کے سامنے پیش کیا گیا اور انہیں فوج سے کوئی گزند نہ پہنچا اور انہوں نے اسے نصیحت کی تو اس نے اثابت اختیار کی اور اس کے منادی نے لوٹ مار سے ہاتھ اٹھا لینے کا اعلان کیا پس پریشانی دور ہو گئی اور فساد رک گیا اور سلطان ابوالحسن نے مغرب اوسط کے شہروں پر اپنی عملداریوں کو بقیہ عملداریوں کے ساتھ منسلک کر دیا اور موحدین کو اپنی سرحدوں پر بٹھایا اور آل زبان کی حکومت کے نشانات کو تاجید کر دیا اور بنی عبد الواد تو جین اور مفرادہ کے زناتہ گروہ درگروہ

اس کے جھنڈے تلے آگئے اور اس نے انہیں بلادِ مغرب میں وہی حصہ رسدی جاگیریں دیں جو انہیں تھمان کے مضائقہ میں ان کے ورثہ میں سے دی تھیں۔ پس کچھ عرصے کے لئے آلِ عمر اس کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا یہاں تک کہ ان میں سے شرفاء نے اسے دوبارہ قائم کیا جو قیروان میں سلطان ابوالحسن کی مصیبت کے وقت اس تک پہنچ گئے تھے جیسا کہ ہم بیان کریں گے پس اس کی بجلی چکی اور ہوا چلی۔ واللہ یوتی ملکہ من یشاء۔

فصل

اس کی حکومت کے رجال، موسیٰ بن علی، یحییٰ

بن موسیٰ اور اس کے غلام ہلال کے حالات

اور ان کی اولیت اور ان کے امور کا انجام اور

ان کی شہرت کی وجہ سے ان کے ذکر کا اختصار

متوفی موسیٰ بن علی حاجب اس کا اصل قبیلہ کرد سے ہے جو مشرق کے اعاجم میں سے ہے اور ہم نے اشارۃً بیان کیا ہے کہ قوموں کے درمیان ان کے نسب کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے اور مسعودی نے ان میں سے کئی اصناف کا ذکر کیا ہے اور اپنی کتاب میں ان کا نام الشاجان البرسان اور الکلیکان وغیرہ رکھا ہے اور ان کے موطن بلادِ آذربائیجان، شام اور موصل میں ہیں اور یعقوبیہ کی رائے کے مطابق ان میں نصاریٰ بھی ہیں اور حضرت عثمان اور حضرت علیؑ سے برأت کرنے کی بناء پر خوارج بھی ہیں۔

اور ان کے کچھ گروہ عراق عجم میں جبلِ شہر زور میں رہتے ہیں اور ان کے عوام سفر میں گھومتے رہتے ہیں اور اپنے مویشیوں کے لئے بارش کے مقامات پر چراگاہیں تلاش کرتے رہتے ہیں اور اپنی رہائش کے لئے اون کے ٹیپے بناتے ہیں اور ان کی بڑی کمائی گائے اور بکریاں ہیں اور جن دنوں اعاجم نے حکومت پر قبضہ کیا اور خود مختار ریاست قائم کر لی اور ان دنوں انہیں کثرت کے باعث بڑی قوت و شوکت اور بغداد میں امارتیں حاصل تھیں۔

تاتاریوں کا بغداد پر قبضہ: اور جب بنو عباس کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور ۶۵۶ھ میں تاتاری بغداد پر قابض ہو گئے اور بہت سے کرد مجوسی ہونے کی وجہ سے تاتاریوں کے آگے بھاگتے ہوئے دریائے فرات کو عبور کر گئے اور ترکوں کی حکومت میں چلے گئے پس ان کے اشراف اور گمرانوں کو جو مقام حاصل تھا اس کی وجہ سے انہوں نے اس کی حکومت کے ماتحت رہنا

پسند نہ کیا اور ان میں سے دو خاندان یعنی لوبن اور بنی باہرہ کے نام سے معروف ہیں اپنے اجتماع کے ساتھ مغرب کی طرف چلے گئے اور موحدین کی حکومت کے آخر میں مغرب میں داخل ہو گئے اور مراکش میں مرتضیٰ کے ہاں اترے تو اس نے انہیں خوش آمدید کہا اور انہیں وظائف اور جاگیریں دیں اور انہیں حکومت میں اعلیٰ مقام دیا۔

اور جب ان کے پہنچنے سے موحدین کی حکومت کمزور ہو گئی تو بنی مرین کی ملکیت کی طرف چلے گئے اور ان میں سے بعض غفر اس بن زیان کے پاس چلے گئے اور ان دنوں مستعمر افریقہ میں بنی باہرہ کے ایک گھرانے میں چلا آیا جنہیں میں نہیں جانتا۔

محمد بن عبدالعزیز: اور ان میں سے ایک شخص محمد بن عبدالعزیز بھی تھا جو الحمر دار کے نام سے مشہور تھا اور مولانا سلطان ابو نجی کا ساتھی تھا اور ان میں سے کچھ لوگ بھی تھے اور ان میں سے جو لوگ بنی مرین کی حکومت میں رہے تھے ان میں یہ سب سے زیادہ مشہور تھا پھر بنی باہرہ میں سے علی بن حسن بن صاف اور اس کا بھائی سلمان بھی تھا اور بنی مرین میں سے لخصر بھی محمد بھی تھا اور جس طرح ان کے پہلے موطن میں ان کے درمیان جنگ ہوئی تھی اسی طرح یہاں بھی تھی پس جب یہ جنگ کے لئے تیار ہو جاتے تو ان کے مددگار بھی تلمسان سے ان کے پاس آ جاتے اور ان کی جنگ تیروں کے ساتھ ہوتی اور کمائیں ان کا ہتھیار تھیں اور ان کی سب سے مشہور جنگ وہ ہے جو فاس میں ۶۱۰ھ میں ہوئی جس کے لئے بنو لوبن کے سردار خضر اور بنی باہرہ کے سرداروں سلمان اور علی نے تیاری کی تھی اور انہوں نے باب الفتوح کے باہر باہم جنگ کی اور یعقوب بن عبدالحق نے ان سے حیا کرتے ہوئے انہیں جنگ کی حالت میں چھوڑ دیا اور انہیں قریض نہ کی۔

سلمان کی وفات: اور اس کے بعد ۶۹۰ھ میں طریف کی سرحد پر پڑاؤ کئے ہوئے ان میں سے سلمان فوت ہو گیا اور علی بن حسن کا ایک بیٹا موسیٰ تھا جسے سلطان یوسف بن یعقوب نے پسند کر لیا تھا اور اس سے اپنے گھر کا پردہ بھی اٹھا دیا تھا اور اس نے اس کی بیویوں کے درمیان پرورش پائی تھی پس اس کی خوب شہرت ہو گئی جس کے باعث وہ کبھی ناراض ہو جاتا جسے وہ پسند نہ کرتا پس وہ ناراض ہو کر چلا گیا اور جن دنوں یوسف بن یعقوب نے تلمسان کا محاصرہ کیا ہوا تھا وہ تلمسان میں داخل ہو گیا پس عثمان بن غفر اس نے اس کے مقام کے مطابق جو اسے اپنی قوم میں حاصل تھا اور سلطان نے انتخاب کے مطابق اس کی پزیرائی کی اور یوسف بن یعقوب نے بیٹی کو مہربانی کا حکم دیا پس وہ اسے جنگ کے گھمسان میں ملا اور اس سے گفتگو کی تو اس نے اس عزت کی وجہ سے جو اسے قوم میں حاصل تھی اس کے پاس عذر کیا تو اس نے اسے ان سے وفاداری کرنے کی ترغیب دی تو اس نے واپس آ کر سلطان کو خبر دی تو اس نے برائہ مانا اور وہ تلمسان میں ہی قیام پزیر رہا اور اس کا باپ علی مغرب میں ۷۰۰ھ میں فوت ہو گیا اور جب عثمان بن غفر اس بن زیان فوت ہو گیا تو اس کے بیٹوں نے اس سے زیادہ حسن سلوک اور میل جول شروع کر دیا اور اسے اپنے ساتھ ملا لیا اور اپنے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے اسے سالار مقرر کیا اور اسے جلیل الشان کام سپرد کئے اور وزارت اور حجابت کے بلند مناصب عطا کئے۔

اور جب سلطان ابو حمزہ فوت ہو گیا اور اس کے بیٹے ابوشافین نے اس کی حکومت سنبھالی تو اس نے اسے لوگوں کی بیعت لینے کا کام سپرد کیا اور اس کے مقام سے اس کا غلام ہلال تنگ ہو گیا اور جب اس پر غالب آ گیا تو وہ موسیٰ بن علی سے بہت حسد کرتا تھا اور اس سے سختی کیا کرتا تھا پس اسے اس سے اپنی جان کا خوف پیدا ہوا اور اس نے اندلس میں پڑاؤ کے لئے

سمندر پار کرنے کا ارادہ کر لیا تو ہلال نے اسے جلدی سے جالیا اور اسے گرفتار کر لیا اور اسے کنارے کی طرف جلا وطن کر دیا اور وہ غرناطہ میں اتر کر مجاہد غازیوں میں شامل ہو گیا اور سلطان کے وظیفہ کے وصول کرنے سے باز رہا۔ پس اس نے اپنے قیام کے زمانے میں اس کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا اور جو چیزیں اس کے پاس آتی تھیں یہ وظیفہ ان میں سے بہت اچھا تھا اور لوگوں نے اس کے متعلق باتیں کر کے اسے عجیب چیز بنا دیا۔

ہلال کا حسد: تو ہلال کی پسلیاں حسد اور عداوت سے جل اٹھیں پس اس نے اپنے سلطان کو برا بھلا کیا اور اس نے ابن الاحمر سے اس کے لانے کے متعلق گفتگو کی تو اس نے اس کو اس کے سپرد کر دیا اور سلطان نے اسے اپنی جنگوں میں اپنی جانب پر عامل مقرر کر دیا حتیٰ کہ وہ اس کی فوجوں کے ساتھ افریقہ جا کر مولانا سلطان ابو یحییٰ کے ساتھ عسکریہ میں جنگ کرنے تک عامل رہا اور اسے شکست ہوئی اور زناقتل ہو گئے اور یہ ایک جماعت کے ساتھ واپس آ گیا پس ہلال نے سلطان کو بھڑکایا اور اس کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ وہ اس پر تہمت لگاتا ہے اور اس نے اس کی چٹلی بھی اس کے پاس کی پس وہ زواوہ عربوں کے پاس چلا گیا اور اس نے اس کی جگہ بجایہ کے محاصرہ پر حاکم حلب یحییٰ بن موسیٰ کو امیر مقرر کیا اور وہ سلیمان اور یحییٰ بن علی بن سباع بن یحییٰ کے ہاں اتر اجوز داودہ کے قبائل میں ان کے امراء تھے تو وہ اس کے ساتھ نہایت تعظیم اور احترام سے پیش آئے اور یہ ایک مدت ان کے قبائل میں قیام پذیر رہا پھر سلطان نے اسے بلایا اور وہ اس کی مجلس میں اپنی جگہ پر واپس آ گیا پھر اس نے چند ماہ بعد اسے گرفتار کر لیا اور الجزائر کی طرف بھجوا دیا پس اس نے اسے وہاں قید کر دیا اور ہلال کے حسد کی وجہ سے اس کے قید خانے کو تنگ کر دیا۔

ہلال پر ناراضگی: حتیٰ کہ جب وہ ہلال پر ناراض ہوا تو اس نے اسے اس کے قید خانے سے بلایا جو بہت تنگ تھا پس وہ اس کے پاس آیا اور جب اس نے ہلال کو گرفتار کیا تو اس نے موسیٰ بن علی کو اپنی حجابت پر مقرر کیا اور جس روز سلطان ابو الحسن تلمسان میں داخل ہوا تو اس روز تک وہ حجابت کے فرائض سرانجام دیتا رہا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں وہ ابو یوسف بن داود اس کے بیٹوں کے ساتھ ان کے محل کے لان میں فوت ہو گیا اور اس کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے سلطان ابو الحسن کے مددگاروں میں شامل رہے جن میں سے سعید بڑا تھا اور اس جنگ میں جو مقتول محل کے دروازے پر پڑے تھے یہ ان میں سے رات کے ابتدائی حصے میں جب کہ اس کے زخموں سے خون ٹپکتا تھا فوج گیا اور اس کے بعد اس کی زندگی عجائبات میں شمار ہوتی ہے اور سلطان نے اسے معافی دے دی یہاں تک کہ بنی عبدالواد کی حکومت واپس آ گئی اور بنو عبدالواد کے بازار میں اس کا بڑا کاروبار تھا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ واللہ غالب علیٰ امور۔

یحییٰ بن موسیٰ: اس کا اصل بنی سنوس ہے جو کومیہ کا ایک بطن ہے اور انہیں بنی کمین میں حسن سلوک اور تربیت کی وجہ سے دوستی حاصل ہے اور جب بنو کمین مغرب کی طرف گئے تو یہ ان سے پیچھے رہ گئے اور انہوں نے بنی مغیر اس سے تعلق پیدا کر لیا اور انہوں نے ان سے حسن سلوک کیا اور یحییٰ بن موسیٰ عثمان اور اس کے بیٹوں کی خدمت اور حسن سلوک میں پروان چڑھا۔ اور جب محاصرہ ہوا تو ابو حمو نے اس کی ڈیوٹی لگائی کہ رات کو چوکیداروں کے ان ٹھکانوں کی گشت کیا کرے جو فصیلوں میں بنائے گئے تھے اور جانبازوں میں اندازے کے مطابق خوراک تقسیم کرے اور دروازے بند کرنے اور میدان

جنگ میں آگے رہا کرے اور اس کام پر اس کے خدام میں سے اس کے مددگار بھی تھے جو صبح و شام اور رات دن اس کے ساتھ رہتے تھے اور یہ بچی بھی ان میں سے ایک تھا جس انہوں نے اسے اس کی کارکردگی کے متعلق بتایا اور اس سے حسن سلوک کرنے لگے اور اس کا پہلا کام ان کے محاصرہ سے ابو یوسف کو اس کی جگہ سے لے کر آنا تھا کیونکہ ان کے درمیان جنگ ہو رہی تھی پس یہ اس بارے میں خوف کھاتا تھا اور اپنے بیٹے والے کی عزت کا پاس بھی کرتا تھا اور جب وہ محاصرہ سے نکلے تو انہوں نے اس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کا سلوک کیا اور اس کی تعریف میں اضافہ کیا اور جب تاشفین بادشاہ بنا تو اس نے اسے شلب میں خود مختار حاکم بنایا اور اسے آلہ بنانے کا بھی حکم دیا پھر جب اس نے موسیٰ بن علی کو موحدین کی جنگ اور مشرق کی جانب سے الگ کیا تو اس کے ساتھ سے بھی معقول کر دیا اور لڑنے اور تیس اس کی عملداری میں شامل تھے اور جب سلطان ابوالحسن نے تلمسان سے جنگ کی تو اس نے اس کے ساتھ اطاعت اختیار کرنے اور اس کے ساتھ رہنے کے بارے میں خط و کتابت کی تو اس نے اس کی بات کو قبول کر لیا تو یہ اپنی عملداری کے مقام سے اس کے پاس آیا اور تلمسان میں جس جگہ پر وہ خیمہ زن تھا وہاں اس کے پاس پہنچا تو اس نے اس کی آمد پر اسے مختص کر لیا اور اس کے مقام کو بلند کر دیا اور یہ اس کے ہاں ہمیشہ اسی حالت میں رہا یہاں تک کہ وہ تلمسان کے فتح کرنے کے بعد فوت ہو گیا اور اللہ ہی تقدیروں کو پھیرنے والا ہے۔

ہلال: اس کا اصل قطلولین کے نصاریٰ قیدیوں میں ہے اسے سلطان امین الاحمر نے عثمان کو تحفہ دیا تھا پھر یہ سلطان ابوحمو کے پاس آ گیا اور اس نے اپنے بیٹے ابو تاشفین کو جو کافر غلام دیے ان میں سے بھی شامل تھا اور اس نے اس کے ہاں نشوونما اور تربیت پائی اور یہ اس کے ہاں آنے جانے والے سفری اونٹوں کے لئے مختص تھا اور سلطان ابوحمو کے ساتھ جو انہوں نے کارنامہ کیا اس میں زیادہ پارٹ اسی نے ادا کیا اور جب اس کے بعد اس کا بیٹا ابو تاشفین حکمران بنا تو اس نے اسے اپنی حجابت پر مقرر کیا اور یہ بڑا حبیب ناک اور بڑا بد خو تھا جس سے اس کے دروازے پر جوڑ کے مقام پر بیٹھا اور اس نے لوگوں کے لئے اپنی دھارتیز کی اور قابل آدمیوں کو مماثل مناسب سے ہٹا کر اپنے دامن سے وابستہ کرنے کی طرف مائل کیا پس اس نے حکومت پر قبضہ کر لیا اور سلطان کا مقابلہ بن گیا پھر حکومت کے نتیجے اور برے انجام سے ڈر گیا پس اس نے سلطان سے حج کے متعلق اجازت طلب کی اور صمیو سے ایک کشتی میں سوار ہو کر اس کے پاس آیا جسے اس نے اپنے مال سے خریدا تھا اسے سامان خوراک اور جاہازوں سے بھر دیا تھا اور اس نے اپنے کاتب الحاج محمد بن حواد کو اپنی نیابت میں سلطان کے دروازے پر کھڑا کیا اور ۳۹۷ھ میں جل کر اسکندریہ اتر اور مصر کے الحاج کے ساتھ رہا جو ان کا امیر تھا اور راستے میں سوڈان کے سلطان موسیٰ سے بھی ملا جو آل ملسی میں سے تھا اور دونوں کے درمیان دوستی مستحکم ہو گئی پھر وہ اپنے وطن کو روانگی کے بعد تلمسان واپس آ گیا مگر اسے سلطان کے ہاں اپنا مقام نہ ملا اور اس کے بعد وہ ہمیشہ ہی اس کے لئے اجنبی بنا رہا اور وہ مدارات اور بخشش سے اس کی دیکھ بھال کرتا رہا یہاں تک کہ اس سے ناراض ہو گیا اور ۳۹۷ھ میں اسے گرفتار کر لیا اور اسے قید خانے میں ڈال دیا اور یہ ہمیشہ قیدی رہا یہاں تک کہ فتح تلمسان اور سلطان کی وفات سے چند یوم پہلے درد سے فوت ہو گیا اور ان دونوں کے قریب قریب مرنے اور ان دونوں کی سعادت و نحوست کے قریب آنے میں ایک عجیب نشان پایا جاتا ہے اور سلطان ابوالحسن ان غلاموں کا تعاقب کیا کرتا تھا جو سلطان ابوحمو کے قتل کے موقع پر موجود تھے اور یہ ہلال اس کی موت کی وجہ سے اس کے عذاب سے بچ گیا اور اللہ اپنے حکم کو پورا کرنے والا ہے۔

فصل

قیروان میں سلطان ابوالحسن کی مصیبت کے بعد

عثمان بن جرار کے تلمسان کی حکومت پر حملہ

کرنے کے حالات

یہ بنو جرار یسوعس بن طاع اللہ کے قبائل میں سے ہیں اور وہ بنو جرار بن یعلیٰ بن یسوعس ہیں اور بنو محمد بن زکریا از حکومت کے آغاز سے ہی ان کے پاس آتے تھے یہاں تک کہ حکومت ان کے پاس آگئی اور یہ خود مختار ہو گئے اور انہوں نے اپنے تمام قبائل پر حقارت کی چادر ڈال دی اور اس عثمان بن یحییٰ بن محمد بن جرار نے ان میں پرورش پائی اور اسے ریاست اور بڑائی کی آنکھ سے دیکھا جاتا تھا اور سلطان ابوتاشغین کے پاس شکایت کی گئی کہ اس کے دل میں ریاست کے لئے مقابلے کا جذبہ پایا جاتا ہے اور اس نے اسے ایک مدت تک قید کر دیا اور یہ اس کے قید خانے سے بھاگ کر شاہ مغرب سلطان سعید کے پاس چلا گیا تو اس نے اس کا اعزاز و اکرام کیا اور یہ اپنے ٹھکانے پر ٹھہر کر زہد اور صوفی بن گیا اور جب سلطان نے تلمسان پر قبضہ کیا تو اس نے اس سے لوگوں کے ساتھ حج کرنے کی اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دے دی اور یہ اپنی بقیہ زندگی میں بھی مغرب سے مکہ تک حاجیوں کے قافلے کا امیر رہا یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن نے موحدین کے مضامین پر قبضہ کر لیا اور اس نے اہل مغرب کے زناہ اور عربوں کو افریقہ میں داخل ہونے کے لئے جمع کیا ان میں یہ عثمان بھی شامل تھا اور اس نے قیروان سے تھوڑا سا پہلے اس سے مغرب کی طرف واپس جانے کی اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دے دی اور یہ تلمسان چلا گیا اور اس کے امیر کے ہاں اتر اجوا میر ابوحنان کی اولاد میں سے تھا جسے اس نے اس کی عملداری پر امیر مقرر کیا تھا اور اسے تلمسان کی حکومت کی دلی عہدی کے لئے تربیت دی تھی تو وہ اس کے قریب ہو گیا اور اس نے اس کے باپ کے بارے میں نرمی سے یہ بات اس کے کان میں ڈال دی کہ اس کا باپ افریقہ کی جنگوں کی الجھنوں میں پھنس گیا ہے اور اس کے نجات پانے کی کوئی امید نہیں اور اس نے حالات کے واقف کاروں اور کاہنوں کی زبان سے اس سے یہ وعدہ کیا کہ حکومت اس کے پاس آئے گی اور وہ بھی یہ خیال کرتا تھا کہ اس کے پاس بھی اس کا علم بھی ہے اور اسی بناء پر سلطان ابوالحسن کو قیروان میں مصیبت پڑی ہے اور اس کے ظن کا مصداق اور اس کے قیاس کی اصابت واضح ہو گئی ہے پس اس نے اسے اس کے باپ کی حکومت پر حملہ کرنے اور جلدی سے قاس کی طرف جا کر اس کے بھائی ابومالک کے بیٹے منصور پر غلبہ پانے کے لئے اکسایا جسے اس کے دادا ابوالحسن نے وہاں کا گورنر مقرر کیا ہوا تھا اور اس نے اسے اس کی حکومت و سلطنت کی علامات و نشانات دکھائے اور اس نے سلطان ابوالحسن کی ہلاکت کی خبر کی اشاعت کرنے اور اسے زبان زد عوام کرنے میں اس کے

خلاف حیلہ بازی کی یہاں تک کہ اسے اس کی سچائی کا وہم ہو گیا اور امیر ابو عثمان حکومت کے درپے ہو گیا اور بنی مرہ بن کی فوجوں میں سے ایک جماعت اس کے پاس آئی پس اس نے اسحاق کیا اور عطیات دیئے اور ربیع ۴۹ھ میں اپنے لئے دعا کا اعلان کیا اور تلمسان کے باہر مغرب پر حملہ کرنے کے لئے چھاؤنی ڈال دی جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے اور جب وہ چلا گیا تو عثمان نے اپنی دعوت دے دی اور ان کی کرسی پر چڑھ بیٹھا اور آلہ بنایا اور بنی عبدالواد کی حکومت کی علامت کو واپس لایا جو آل جرار کے لئے نہ تھی اور چند ماہ خود مختار رہا یہاں تک کہ آل زیان میں سے عبدالرحمن بن یحییٰ بن یغمر اس کے بیٹوں میں سے ایک آدمی اس کے پاس آیا جس نے اس کے نشانات کو مٹا دیا اور اس کے گھر سمیت زمین میں دھنسا دیا اور بنی عبدالواد کی حکومت کو اس کے اصل کی طرف لوٹا دیا۔

فصل

آل یغمر اس میں سے ابو سعید اور ابو ثابت کی حکومت کے حالات اور اس میں ہونے والے

واقعات کا بیان

ان دونوں کا دادا امیر ابو یحییٰ یغمر اس بن زیان کا سب سے بڑا بیٹا تھا اور اپنے بھائی عمر الاکبر کی وفات کے بعد اس کا ولی عہد تھا اور یغمر اس نے ۴۶۰ھ میں سجلماسہ پر قبضہ کیا تو اسے وہاں کا گورنر بنایا یہ وہاں پر ایک سال تک مقیم رہا۔ جہاں اس کے ہاں اس کا بیٹا عبدالرحمن پیدا ہوا پھر یہ تلمسان واپس آ گیا اور وہیں پر فوت ہو گیا۔

اور عبدالرحمن نے سجلماسہ میں پرورش پائی اور اپنی ماں کے بعد تلمسان چلا آیا اور اپنے باپ کے بیٹوں کے ساتھ قیام پذیر ہو گیا یہاں تک کہ سلطان اس کے مقام و منزلت سے تنگ ہو گیا اور اس نے اسے اندلس کی طرف جلا وطن کر دیا اور یہ کچھ عرصہ تک وہاں ٹھہرا رہا اور ایک روز جہاد میں قرمونہ کی سرحد پر اپنی فوجی چوکی میں فوت ہو گیا اور اس کے چار بیٹے تھے یوسف عثمان زعیم اور ابراہیم پس یہ تلمسان واپس آ گئے اور انہوں نے سالوں تک تلمسان کو اپنا وطن بنائے رکھا یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن نے ان کی حکومت پر قبضہ کر لیا اور ان کی حکومت کو اپنی حکومت کے ساتھ ملا لیا اور انہیں جملہ شرفاء کے ساتھ تلمسان سے مغرب کی طرف بھجوا دیا۔ پھر انہوں نے اندلس کی ان سرحدوں پر جو اس کی عملداری میں شامل تھیں پڑاؤ کرنے کے بارے میں اس سے اجازت طلب تو اس نے انہیں اجازت دے دی اور ان کا وظیفہ مقرر کر دیا اور انہیں جزیرہ میں اتار دیا اور انہوں نے جہاد میں مشہور کارنامے کئے۔

سلطان ابوالحسن کا افریقہ سے جنگ کرنا اور جب سلطان ابوالحسن نے ۶۴۸ھ میں زناتہ کو افریقہ سے جنگ کرنے

کے واسطے جمع کیا تو یہ بھی اپنی قوم بنی عبدالواد کے ساتھ اپنے جھنڈے تلے اس کے مددگاروں میں شامل تھے اور ان کا مقام ان میں مشہور و معروف تھا۔ پس جب سلطان ابوالحسن کی حکومت ظل پذیر ہوئی اور بنی سلیم کے کھوب جو افریقہ کے اعراب تھے اس کی عداوت میں متحد ہو گئے اور اس سے قیروان سے جنگ کرنے کی شرط لگائی تو بنو عبدالواد اسے چھوڑ کر سب سے پہلے ان کے پاس آ گئے پس اس پر مصیبت پڑی اور یہ قیروان میں پابند ہو گیا اور اعراب نے مضافات کو خوب لوٹا اور اس کے بقعہ مضافات میں سے مغرب نے بغاوت کر دی اور انہوں نے بنی عبدالواد کو اپنے علاقے اور اپنی عملداری میں آنے کی اجازت دے دی پس یہ تونس سے گزرے اور کئی روز تک وہاں ٹھہرے رہے اور ان کے سردار اپنی حکومت اور اپنا امیر مقرر کرنے کے بارے میں مشورے کے لئے نکلے تو انہوں نے مشورہ کے بعد عثمان بن عبدالرحمن پر اتفاق کر لیا اور ان دنوں وہ اپنے عہد کے لئے اس کے پاس آئے اور اسے صحرائی طرف لے گئے اور اسے تونس کی عید گاہ کے دروازے پر چڑے کی ڈھال پر بٹھایا پھر انہوں نے اس پر اس قدر بھیڑ کی کہ اس کا وجود لوگوں سے چھپ گیا جو اسے سلام امارت کہتے تھے اور اس کی اطاعت اور بیعت کا عہد کرتے تھے یہاں تک کہ سب نے نعرہ لگایا پھر وہ اس کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے۔

مفراوہ کا اپنے امیر علی بن راشد کے پاس اجتماع: اور اسی طرح مفراوہ بھی اپنے امیر علی بن راشد بن محمد بن ثابت بن مندیل کے پاس جمع ہو گئے جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ دوستی کا معاہدہ کر کے اپنے مضافات کو چلے گئے نیز انہوں نے آخری دنوں تک مصالحت سے رہنے اور..... اس کی حکومت کو اپنی تمام مملوکات اور اسلاف کی وراثت پر ترجیح دینے کا بھی معاہدہ کیا اور اس کے سائے میں مغرب کی طرف کوچ کر گئے اور ہر جانب سے صحرائی لوگوں نے ان پر غارت گری کی مگر انہیں وینین لونہ اور جبل بنی ثابت کے باشندوں کی طرح معمولی سی کامیابی بھی نصیب نہ ہوئی اور جب یہ بجایہ سے گزرے تو وہاں مفراوہ اور تو جین کی ایک جماعت موجود تھی یہ لوگ اس وقت سے وہاں مقیم تھے جب سے انہوں نے اپنی عملداریوں پر قبضہ کر لیا ہوا تھا اور وہ علی سلطان کی فوج میں شامل تھے پس وہ بھی ان کے ساتھ کوچ کر گئے۔

جبل الزاب میں برابرہ کا ان پر حملہ: اور جبل الزاب میں زوادہ کے برابرہ نے انہیں روکا اور ان پر حملہ کر دیا تو انہوں نے جنگوں میں شجاعت کے وہ کارنامے دکھائے جو ان کے دوستوں میں مشہور و معروف ہیں پھر یہ طلب چلے گئے تو مفراوہ کے قبائل نے ان سے ملاقات کی اور ان کے سلطان علی بن راشد کی بیعت کر لی پس اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور بنو عبدالواد اور امیر ابوسعید اور امیر ابوثابت علی بن راشد اور اس کی قوم کے ساتھ پختہ معاہدہ کرنے کے بعد پھر گئے اور ان کے راستے میں بطحاء مقام پر سوید کے قبائل اور ان کے حلیف رہتے تھے اور وہ وہاں پر اپنے شیخ و ترمار بن عریف کے ساتھ اترے تھے جس نے انہیں سلطان ابوعثمان کی فوجوں کے آگے تاسلات میں شکست دلائی تھی بس وہ وہاں سے بھاگ گئے اور بنو عبدالواد اپنی جگہ پر اتر پڑے اور ان میں بنی جرار بن یدوکس کی ایک جماعت بھی تھی جن کا سردار عمران بن موکی تھا۔

ابن عثمان کا تلمسان کی طرف فرار: پس ابن عثمان بن یحییٰ بن جرار تلمسان کی طرف بھاگ گیا اور اس نے اسے ابو سعید اور اس کے اصحاب کے ساتھ جنگ کرنے پر مامور کیا پس فوج کے وہ لوگ جو اس کے ساتھ سلطان ابوسعید کے پاس

جانے کے لئے نکلے تھے اتر پڑے اور خود وہ تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور وہ لوگ بھی اس کے پیچھے پیچھے تھے پس اسے راستے میں پکڑ کر قتل کر دیا گیا اور سلطان شہر کی طرف گیا تو عوام نے عثمان بن جرار پر حملہ کر دیا تو اس نے سلطان سے اپنی جان کی امان چاہی تو اس نے اسے امان دے دی اور بھادی الاخرہ ۶۴۹ھ کے آخر میں سلطان کے محل میں داخل ہو گیا۔ پس یہ اپنے تخت پر بیٹھا اور اپنے ادا مرتفقہ کئے اور وزیر بنائے اور کاتب بنائے اور اس نے اپنے بھائی اور ثابت الزعم کو اپنے دروازے سے ماوراء علاقے کے مقبوضات اور اطاعت اور جنگوں پر امیر مقرر کیا اور خود اس نے بادشاہ کے لقب اور نام پر اکتفا کیا اور آسودگی و آرام سے وابستہ ہو گیا اور عثمان بن عیسیٰ کے پاس پہلی بار جانے پر ہی گرفتار ہو گیا جس نے اسے زمین دوز قید خانے میں ڈال دیا یہاں تک کہ وہ اسی سال رمضان میں فوت ہو گیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ قتل ہو کر مرا تھا۔

سلطان ابو ثابت کی پہلی جنگ: اور سلطان ابو ثابت کی پہلی جنگ کومیہ کی تھی اور اس کا واقعہ یوں ہے کہ ان کا بڑا آدمی ابراہیم بن عبد الملک ایک زمانے سے ان کا سردار تھا اور وہ بنی عابد کی طرف منسوب ہوتا تھا جو عبد المؤمن بن علی کی قوم ہیں اور کومیہ کا ایک بطن ہیں۔ پس جب تلمسان میں جنگ ہوئی تو اس نے خیال کیا کہ جنگ کے بدل نہیں چھٹیں گے اور اس کے دل نے اسے چھلانگ لگانے کو کہا تو اس نے اپنی دعوت دے دی اور بلاد کومیہ اور ان کے قریبی سواحل کو آگ اور جنگ سے شعلہ زن کر دیا تو سلطان ابو ثابت نے اس کے لئے تیاری کی اور کومیہ پر حملہ کر دیا اور انہیں قتل اور قید کر کے ان کی بیخ کنی کر دی اور اس کے بعد صنین اور عروہ میں داخل ہو گیا اور ابراہیم بن عبد الملک باغی کو پکڑ لیا اور اسے گرفتار کر کے تلمسان لایا اور اسے قید خانے میں ڈال دیا اور چند ماہ کے بعد اسے قید خانے ہی میں قتل کر دیا اور مغرب اوسط کے شہر اور سرحدیں ہمیشہ ہی سلطان ابو الحسن کی مطیع رہیں اور اس کی دعوت کو قائم کرتی رہیں اور وہاں اس کے محافظ اور گورنر بھی تھے اور تلمسان اس کے قریب تر دہران کا شہر تھا جہاں پر بنی مرین کا پروردہ قائد عبد بن سعید بن جانا رہتا تھا جس نے اسے کنٹرول کیا اور اسے خوراک ہتھیاروں اور جوانوں اور اس کی بندرگاہ کو بحری بیڑوں سے بھر دیا تھا اور اپنے جن مضائقہ کو انہوں نے حملہ کے لئے پیش کیا یہ ان میں سب سے اول درجے پر تھا پس سلطان ابو ثابت نے قبائل زناتہ اور عربوں کے جمع کرنے کے بعد اس پر چڑھائی کی اور کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا اور ان کے طیفوں بنی راشد کے دلوں میں مرض تھا پس انہوں نے شہر کے قائد سے سلطان ابو ثابت کے خلاف بغاوت کرنے کے بارے میں ساز باز کی اور جنگ کے وقت اس سے اس سازش کو کامیاب بنانے کا وعدہ کیا پس اس نے مقابلہ میں نکل کر ان سے جنگ کی اور بنو راشد شکست کھا گئے اور ان کے ساتھیوں کو بھی شکست سے دو چار ہونا پڑا اور محمد بن یوسف بن عثمان بن فارس جو اکابر بنی قرابت میں سے تھے اس بن زیان کا بھائی تھا قتل ہو گیا اور اس نے چھاؤنی کو لوٹ لیا اور سلطان ابو ثابت بچ کر تلمسان چلا آیا یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جو ہم بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

الناصر بن سلطان ابوالحسن کے ساتھ ابو ثابت

کی جنگ اور اس کے بعد فتح دہران کے حالات

قیردان کی جنگ کے بعد سلطان ابوالحسن تونس جا کر وہاں قیام پذیر ہو گیا اور عرب اس کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اور وہ موحدین میں سے شرفاء کو یکے بعد دیگرے تونس کے حاصل کرنے کے لئے امیر مقرر کرتے تھے جیسا کہ ہم نے ان کے حالات میں بیان کیا ہے اسی دوران میں کہ وہ فتح کی اور مغرب اقصیٰ سے مدد پہنچنے کی امید لگائے بیٹھا تھا کہ اچانک اسے تمام پیغام رسانوں کے بکھرنے اور اپنے بیٹے اور پوتے کی بغاوت اور بنی عثمان کے تمام مغرب پر قابض ہو جانے کی اطلاع ملی نیز بنی عبدالواؤد مفراوہ اور تو جین کے مغرب اوسط میں اپنی حکومت کی طرف اس دعوت کے لئے واپس جانے کی اطلاع ملی جو مغرب اوسط کے شہروں الجزائر دہران اور جبل و انشریس میں اس کے لئے قائم تھی اور وہاں پر نصر بن عمر بن عثمان بن علیہ اس کی دعوت کا ذمہ دار تھا اور عریف بن یحییٰ بھی سلطان کے ہاں اپنے مقام کی وجہ سے اور اس کی قوم بھی دوستی کے باعث الناصر کے مددگاروں میں شامل تھی اور عریف کو یہ مقام تونس میں جاں نثاری کے باعث ملا تھا پس سلطان نے اس کی بات کو قبول کیا اور ان سب کو بھیج دیا اور الناصر بلا حصین میں چلا گیا تو انہوں نے اس کی اطاعت کر لی اور اس کے ساتھ کوچ کیا اور عطا ف دیالم اور سوید نے بھی اس سے ملاقات کی اور اس کے پاس چلے گئے اور اس کے ساتھ مل گئے اور مند اس جانے کے لئے کوچ کر گئے۔

اور اس دوران میں امیر ابو ثابت دوبارہ جنگ کو دہران کی طرف لے جانا چاہتا تھا کہ اچانک اسے اس کے متعلق خبر ملی تو وہ جلدی سے اسے سلطان ابو عثمان کے پاس لے گیا اور بنی مرین کی ایک فوج اس کے بھائی ابوسعید کے بیٹے ابوزیان کے ساتھ اس کے پاس آئی جو ان کے قیردان پر حملہ کرنے کے وقت سے وہاں قیام پذیر تھا اور اس کے باپ نے اس کے متعلق اسے اطلاع دی تو وہ مال اور فوجوں کی کمک کے ساتھ آیا اور ابو ثابت کیم محرم کو ۶۵۰ھ کو تلمسان سے حملہ کے لئے گیا اور مفراوہ کو بھی اطلاع بھیجی تو انہوں نے اس کی مدد نہ کی اور یہ بلا عطا ف میں چلا گیا اور وہاں پر ماہ ربیع الاول کے آخر میں الناصر نے اپنی فوجوں کے ساتھ اس سے وادی دلتک میں جنگ کی اور عربوں کی فوجیں تتر بتر ہو گئیں اور وہ شکست کھا گئے اور الناصر الزاب چلا گیا اور بسکرہ میں ابو حرنی کے ہاں اتر آیا ہاں تک کہ سلیم کے جوانوں میں سے اس آدی نے اسے اپنا ساتھی بنالیا جس نے اسے تونس میں اس کے باپ کے پاس پہنچا دیا۔

عریف بن یحییٰ کا مغرب اقصیٰ کو جانا: اور عریف بن یحییٰ مغرب اقصیٰ چلا گیا اور سلطان ابو عثمان کے ہاں ان کی مجلس میں اپنے مقام پر اتر اور اس کی خواہش پوری ہو گئی اور تمام عرب ابو ثابت کی اطاعت اور خدمت میں واپس آ گئے اور

اسے صغیر بن عامر بن ابراہیم کے متعلق شک ہوا تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے قید کر کے قاصد کے ساتھ تلمسان کو بھیج دیا جسے وہاں پر قید کر دیا گیا یہاں تک کہ کچھ عرصہ کے بعد اسے رہا کر دیا اور ابو ثابت تلمسان کی طرف واپس آ کر کچھ دنوں تک وہاں ٹھہرا رہا پھر اس نے اسی سال کے ماہ جمادی الاول میں دہران پر چڑھائی کی اور کئی روز تک اس کا محاصرہ کیے رکھا پھر اس میں بزدل قوت داخل ہو گیا اور علی بن جانا کو جو اپنے بھائی عیسا کی وفات کے بعد قائم تھا اس کے ساتھیوں سمیت معاف کر کے انہیں رہا کر دیا اور دہران اور اس کے نواح پر قابض ہو گیا اور تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور اس کے اور مفراوہ کے درمیان عداوت مستحکم ہو گئی اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یہ عداوت اس وجہ سے ہوئی کہ انہوں نے اس کی مدد نہیں کی تھی پس اس نے اسی سال شوال میں ان پر چڑھائی کی اور واوی زہیر کے کنارے ان کی جگہ ہوئی اور یہ کچھ دیر تک لڑتے رہے پھر مفراوہ تتر ہو گئے اور اپنے قلعوں میں چلے گئے اور ابو ثابت نے ان کی چھاؤنی اور نازدہ پر قبضہ کر لیا اور اس کی بیعت اپنے بھائی سلطان ابو سعید کی طرف بھیجی اور یہ سلطان ابو الحسن کے تونس سے بچنے کے بعد ہوا جیسا کہ ہم اسے بیان کریں گے۔ انشاء اللہ واللہ اعلم۔

فصل

تونس سے سلطان ابوالحسن کے پہنچنے اور

الجزائر میں اترنے اور اس کے اور

ابو ثابت کے درمیان ہونے والی جنگوں کے

حالات اور

شکست کے بعد اس کے مغرب چلے جانے کے حالات

جنگ قیروان کے بعد سلطان ابوالحسن کا تونس میں قیام اور عربوں نے اس کا جو محاصرہ کیا تھا وہ طویل ہو گیا اور مغرب اقصیٰ کے باشندوں نے اُسے بلایا اور البحرید کے باشندوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور فضل بن مولانا سلطان ابوالنجی کی بیعت کر لی پس اس نے مغرب کی طرف سفر کرنے کی نیت کر لی اور وہ تونس سے عید الفطر ۶۵۱ھ کے دنوں میں کشتیوں پر سوار ہوا پس ہوانے اُسے تیزی سے چلایا اور وہ غرق ہونے لگا اور اس کا بحری بیڑہ بجایہ کے ساحل پر غرق ہو گیا اور وہ اپنی زندگی کے باعث وہاں ایک جزیرے میں بچ کر چلا گیا یہاں تک کہ اس کے بحری بیڑوں میں سے ایک بحری بیڑہ اُسے ملا اور وہ اس میں بچ کر الجزائر کی طرف آ گیا جہاں پر اس کا قائد اور اس کے باپ کا پروردہ حوا بن عیسیٰ العری رہتا تھا پس یہ اس کے ہاں اُترا اور اس کے نواح کے باشندوں میں سے ملکیش اور ثعالیہ نے اس کی طرف آنے میں جلدی کی پس اس نے انہیں خادم بنالیا اور انہیں خوب عطیات دیئے اور اس کی اطلاع و زمار بن عریف کو سوید کے قبائل میں ملی تو وہ اپنی قوم کے مشائخ کے ساتھ اس کے پاس آیا اور اس کے ساتھ بنی صحرین میں سے جبل و انشریس کا مالک نصر بن عمر بن عثمان اور عدی بن یوسف بن زیان بن محمد بن عبدالقوی بھی تھا جو عبدالقوی کے بیٹوں میں سے المریہ کے نواح میں باغی تھا پس انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کی اور اُسے اپنے ساتھ خروج کرنے کی ترغیب دی تو اس نے انہیں فوج جمع کرنے کے لئے واپس بھیجا تو انہوں نے اپنے ساتھ تعلق رکھنے والے عرب قبائل اور زناتہ کو جمع کیا اس دوران میں امیر ابو ثابت بلا و مفر وہ میں ان کے قلعوں کا محاصرہ کئے ہوئے تھا کہ اچانک رجب الاول ۵۱۱ھ میں اُسے اس بات کے بارے میں اطلاع ملی تو اس نے ان کے ساتھ مصالحت کر لی اور ان سے جنگ کرنے کے لئے واپس آ گیا پس اس نے منداس کی نگرانی کی اور و انشریس کی جانب

وزن مار کا فرار : اور وزن مار اور اس کے ساتھ جو عرب فوجیں تھیں وہ اس کے آگے بھاگ اٹھیں اور وہاں اس کے پاس سلطان ابو عثمان کی فوج بھی پہنچ گئی جن کا سالار یحییٰ بن روح بن تاشین بن معطی تھا پس اس نے عربوں کا تعاقب کیا اور انہیں بھگا دیا اور حصین کے قبائل جبل سبیری میں اپنے قلعوں میں چلے گئے پھر اس نے المریہ پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا اور اپنے پروردہ عمر بن موسیٰ الجلولی کو اس کا امیر مقرر کیا پھر اس نے حصین پر حملہ کیا اور جبل میں ان پر غالب آ گیا تو انہوں نے اطاعت اختیار کر لی اور اطاعت پر اپنے بیٹوں کو بر غنائی رکھا پس وہ انہیں حمزہ کو پامال کرنے کے لئے لے گیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے عرب آؤں پر قبائل کو خادم بنالیا اور اس دوران میں سلطان الجزائر میں مقیم رہا پھر ابو ثابت تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور اسے یحییٰ بن روح اور اس کی فوج جو بنی مرین میں تھی اس کے متعلق شبہ پڑ گیا کہ انہوں نے سلطان ابو الحسن سے ساز باز کی ہے اور اس نے اس کے متعلق سلطان ابو عثمان کو اطلاع دی تو اس نے عیسیٰ بن سلیمان بن منصور بن عبدالواحد ابن یعقوب کو مرینی فوج کا سالار بنا کر بھیج دیا تو اس نے یحییٰ بن روح کو گرفتار کر لیا اور ابو ثابت کے ساتھ تلمسان چلے گئے پھر وہ مغرب کی طرف گیا۔

الناصر کا المریہ پر قبضہ کرنا : اور سلطان ابو الحسن نے اپنے بیٹے الناصر کو اس کے زمانہ اور عرب مددگاروں کے ساتھ اشارہ کیا تو اس نے المریہ پر قبضہ کر لیا اور حصین بن موسیٰ الجلولی کو قتل کر دیا پھر اس نے ملیانہ کی طرف بڑھ کر اس پر قبضہ کر لیا اور اسی طرح میر وقت پر بھی قبضہ کر لیا اور اسی طرح اس کا باپ سلطان ابو الحسن بھی اس کے پیچھے پیچھے آیا اور اس کے پاس زعہ بن زنادہ اور افریقی عربوں میں سے محمد بن طالب بن مہملہ کی طرح سلیم اور ریاح کی فوجیں اکٹھی ہو گئیں اور اس کے خاندان کے آدمی اور عمر بن علی بن احمد الذادوی اور اس کا بھائی ابو دینار اور ان دونوں کی قوم کے آدمی بھی اکٹھے ہو گئے اور اس نے اس تیاری کے ساتھ مارچ کیا اور اس کا بیٹا الناصر اس کے آگے آگے تھا پس اس علی بن راشد اور اس کی مفراوہ قوم ان کے شہروں سے بطحاء کی طرف بھاگ گئے اور ابو ثابت کو بھی اطلاع مل گئی تو وہ بھی اپنی قوم اور فوج کے ساتھ اسے ملا اور ان سب نے سلطان ابو الحسن اور اس کی قوم پر چڑھائی کی اور حلب کے علاقے میں ممغیرین کے مقام پر دونوں فوجوں کی جنگ ہوئی۔ کچھ دیر تک دونوں فوجیں ڈٹی رہیں پھر سلطان ابو الحسن اور اس کی قوم بھاگ گئے اور اس کے بیٹے الناصر کو مفراوہ کے ایک سوار نے نیزہ مارا اور وہ اسی دن کے آخر میں فوت ہو گیا اور اس کے بحری بیڑوں کا سالار محمد بن علی العربی اور اس کے دونوں کاتب ابن المہدیاق اور القباکلی بھی قتل ہو گئے اور اس کی چھاؤنی تمام مال و متاع اور عورتوں سمیت لوٹ لی گئی اور اس کی بیٹیاں دانشریں کی طرف چلی گئیں جنہیں ابو ثابت نے جبل پر قابض ہونے کے بعد سلطان ابو عثمان کے پاس بھیج دیا اور سلطان ابو الحسن صحرا کی طرف سوید کے قبائل میں چلا گیا اور اس کے ساتھ زنار بن عریف بھی بھلا سہ کی طرف چلا گیا جیسا کہ اس کے حالات میں بیان ہو گا اور ابو ثابت نے بلاؤنی تو حین پر قبضہ کر لیا اور تلمسان کی طرف واپس آ گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصل

مفراوہ کے ساتھ ان کی جنگوں اور ابو ثابت
 کے ان کے بلاد اور پھر الجزائر پر قبضہ کرنے
 کے حالات اور اس کے بعد تنس میں علی بن راشد
 کے قتل کے واقعات

عبدالواد اور مفراوہ کے ان دونوں قبائل کے درمیان ان کے باقی ماندہ ایام میں بھی قدیم جنگوں کا دور دورہ رہا جن میں سے بہت سی جنگوں کے حالات ہم نے ان کے حالات میں بیان کر دیے ہیں اور بنو عبدالواد نے ان کے اوطان میں ان پر غلبہ پالیا تھا یہاں تک کہ راشد بن محمد ان کے آگے زواوہ کے درمیان اپنی جلا وطنی میں قتل ہو گیا تھا اور جب قیروان کی معصیت کے بعد اپنے امیر علی بن راشد پر متعلق ہوئے تو وہ افریقہ سے بنی عبدالواد کے ساتھ اپنے اوطان میں اس کے پاس آئے اور انہوں نے اس وقت بھی ان کے غلبہ کو تسلیم نہیں کیا اور اسی وقت انہوں نے توثیق عہد کی طرف رجوع کیا اور اُسے پختہ کیا اور ان کے دشمن کے خلاف مدد کرنے اور ان سے مصالحت کرنے پر قائم رہے اور ان میں ہر ایک کے اندر رحمہ کی رگیں پھیل رہی تھیں۔

الناصر کی افریقہ سے آمد: اور جب الناصر افریقہ سے آیا اور ابو ثابت نے اس پر چڑھائی کی تو علی بن راشد اور اس کی قوم نے اس کی مدد کی پس اس نے ان کی اس بات کو یاد رکھا اور اسے دل میں چھپائے رکھا پھر اس کے بعد سلطان ابوالحسن کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ کیا اور شکست کھا کر مغرب کی طرف چلا گیا اور جب ابو ثابت نے دیکھا کہ وہ اپنے بڑے دشمن سے بے نیاز ہو گیا ہے اور اپنے چھوٹے دشمن کے لئے قارغ ہو گیا ہے تو اس نے ان کے خلاف بغاوت کرنے کے متعلق سوچا اسی دوران میں کہ وہ اس کے اسباب پر غور کر رہا تھا اچانک اُسے خبر ملی کہ مفراوہ میں سے بنی کمین کا ایک آدمی تلمسان آیا ہے اور انہوں نے اس کو دھوکے سے قتل کر دیا ہے تو اسے اس کے لئے غیرت آئی اور اس نے ان سے جنگ کرنے کی ٹھان لی اور ۶۵۲ھ کے آغاز میں تلمسان سے نکل گیا اور بنی عامر کے زعمہ اور سویہ میں آ دی بھیجے جو ان کے گھڑ سواروں کی یادوں اور

اونٹ سواروں کو اس کے پاس لے آئے اور اس نے مفراوہ پر چڑھائی کر دی تو وہ اس کے ساتھ جنگ کرنے سے خوفزدہ ہو کر اس پہاڑ میں قلعہ بند ہو گئے جو عس میں جھانکا ہے پس اس نے کئی روز تک وہاں ان کا محاصرہ کئے رکھا جن میں مسلسل جنگیں ہوتی رہیں اور متعدد دھڑوں کے ہوئے مگر یہ انہیں چھوڑ کر چلا گیا اور شہر کے نواح میں گھوما اور اس کی اطراف پر قبضہ کر لیا اور ملیانہ المریہ برشک اور شرمال نے اس کی اطاعت اختیار کر لی پھر اس نے اپنی فوجوں کے ساتھ الجزائر کی طرف بڑھ کر اس کا محاصرہ کر لیا وہاں بنی مرین کی ایک جماعت رہتی تھی اور عبداللہ بن سلطان ابوالحسن نے اسے صغریٰ میں وہاں علی بن سعید بن جانا کی کفالت میں چھوڑا تھا پس اس نے انہیں شہر میں مغلوب کر لیا اور انہیں سمندر کے راستے مغرب کی طرف بھجوا دیا اور محالبہ ملکیش اور قبائل حصین نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اس نے الجزائر پر سعید بن موسیٰ بن علی الکوردی کو امیر مقرر کیا۔

مفراوہ کا محاصرہ: اور مفراوہ کی طرف واپس آ کر عربوں کے اپنے سرمائی مقامات کی طرف لوٹ جانے کے بعد ان کے پہلے پہاڑ میں ان کا محاصرہ کر لیا پس مفراوہ کا محاصرہ سخت ہو گیا اور ان کے موشیوں کو پیاس نے آ لیا تو یکبارگی گھاٹ کی تلاش میں پہاڑ سے اترے تو حیرت زدہ ہو گئے اور اسی وقت علی بن راشد عس چلا گیا پس ابو ثابت نے کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر اسی سال کے شعبان کے نصف میں اس نے عس میں داخل ہو کر اس پر قابو پا لیا تو اس نے جلد موت چاہی اور اپنی جان پر قلم کر کے خودکشی کر لی اور اس کے بعد مفراوہ منتشر ہو گئے اور قبائل میں بٹ گئے اور ابو ثابت تلمسان واپس آ گیا یہاں تک کہ سلطان ابو عثمان نے چڑھائی کی جس کا تذکرہ ہم کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

سلطان ابو عثمان کے تلمسان پر قبضہ کرنے اور

دوسری بار بنو عبد الواد کی حکومت کے ختم

ہونے کے حالات

جب سلطان ابوالحسن مغرب میں چلا گیا اور اس کی حالت یہ تھی کہ وہ اپنے بیٹے ابو عثمان کے ساتھ تھا یہاں تک کہ وہ جبل حناتہ میں فوت ہو گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے پس مغرب کی حکومت سلطان ابو عثمان کے لئے مرتب ہو گئی اور وہ اپنے دشمن کے لئے فارغ ہو گیا اور وہ ان مقبوضات کی واپسی کی طرف مائل ہوا جنہیں اس کے باپ نے اس پر حملہ کرنے والوں سے چھین لیا تھا اور اس نے جبل عس میں اپنے محفوظ ہونے کی جگہ سے علی بن راشد کو اس کے پاس سفارش کرنے کے لئے بھیجا پس ابو ثابت نے اس کی سفارش کو رد کر دیا اور اس بات نے اسے غصہ دلا دیا اور اسے علی بن

راشد کے قتل ہونے کی اطلاع ملی تو اس نے تلمسان سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا اور ابوسعید اور اس کا بھائی اس سے چوکنے ہو گئے پس ابوثابت باہر نکلا اور اس نے ۱۵ ذوالقعدہ کو زناتہ اور عربوں سے قبائل کو جمع کیا اور وادی خلط میں پڑاؤ کر لیا اور لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور وہیں پر اُسے ربیع الاول ۵۳۰ء میں مدلس کی بیعت پہنچی جس پر موحدین نے اس کے پروردہ جانا خراسانی کو قابض کروادیا تھا اور اُسے بھی اپنے مقام پر سلطان ابوحنان کی چڑھائی کی خبر ملی تو وہ تلمسان کی طرف واپس آ گیا پھر وہ مغرب کی طرف گیا اور اس کے پیچھے پیچھے اس کا بھائی سلطان ابوسعید زناتہ کی فوجوں کے ساتھ آیا اور اس کے ساتھ بنو عامر کے زغبہ اور سدید کی ایک جماعت بھی تھی جب کہ ان کی اکثریت عریضہ بنی گنہ کے مقام پر اور بنی مرین کے ساتھ اس کے بیٹے کی دوستی کی وجہ سے مغرب کو چلی گئی پس وہ اسی تیاری کے ساتھ چل پڑے اور سلطان ابوحنان مغرب کی اقوام میں چلا گیا اور معقل اور مصادمہ عرب اور فوج کے دیگر طبقات سب کے سب وہاں سے میدان کی جنگ جگہ پر پہنچ گئے جہاں پر آخر ربیع الثانی ۵۳۰ء میں جنگ ہوئی۔

بنو عبد الواد کا جنگ پر اتفاق کرنا: اور بنو عبد الواد نے دوپہر کے وقت خیمے لگانے اور سوار یوں کو پانی پلانے اور چھاؤنی والوں کے اپنی اپنی ضروریات کے لئے منتشر ہو جانے کے بعد فوجوں سے ٹکراؤ کرنے پر اتفاق کر لیا اور انہیں میدان جنگ کی تنظیم و ترتیب کرنے سے پہلے ہی جالیا اور سلطان ابوالحسن اس کام کی علانی کے لئے سوار ہوا تو اوہاں لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور بقیہ چھاؤنی منتشر ہو گئی پھر اس نے ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے پاس موجود تھے ان پر چڑھائی کی اور انہوں نے نہایت پامردی کے ساتھ ان سے جنگ کی پس ان کے میدان میں اتاری پھیل گئی اور انہوں نے ہاتھ اٹھا دیے اور بحر ظلمات میں گھس گئے اور بنی مرین نے ان کا تعاقب کیا اور ابوسعید کو اسی رات گرفتار کر کے اور قیدی بنا کر سلطان ابوحنان کے پاس سرداروں کی موجودگی میں لایا گیا تو اس نے اُسے قویج کی پھر اسے اس کے قید خانے میں لے جایا گیا اور گرفتاری سے نویں رات قتل کر دیا گیا اور سلطان ابوحنان تلمسان کی طرف کوچ کر گیا اور زعمیم ابوثابت بنی عبد الواد کی ایک جماعت سمیت جو اس کے ساتھ تھی بچ گیا اور جو شخص ان میں سے بجایہ جاتے ہوئے اس کے پاس آ گیا تاکہ موحدین کی حکومت میں اپنے دشمن کا کوئی بھیدی پائے تو راستے میں زواوہ نے اس پر شب خون مارا تو وہ اپنے ساتھیوں سے الگ ہو گیا اور اپنے گھوڑے کو چھوڑ کر پیدل چلا اور پیادہ پا برہنہ ہو کر گیا اور اس کے ساتھ اس کی قوم کے رفقاء میں سے ابوزیان محمد اس کا بھتیجا سلطان ابوسعید اور ابوحموسی اور ان کا بھتیجا یوسف اور ان کا وزیر یحییٰ بن داؤد بن لکن بھی تھے اور سلطان ابوحنان نے ان دونوں حاکم بجایہ کو مولانا سلطان ابوبکر کے پوتے مولیٰ عبید اللہ کے متعلق اشارہ کیا کہ ان کے راستوں کی نگرانی کرے اور ان کی تلاش میں جاسوس بھیجے پس شہر کے چوک میں اسے ان کے متعلق اطلاع ملی اور اس نے امیر ابوثابت اور اس کے بھتیجے محمد بن ابوسعید اور ان کے وزیر یحییٰ بن داؤد کو گرفتار کر لیا اور انہیں بجایا لے جایا گیا پھر حاکم بجایہ امیر ابو عبید اللہ سلطان ابوحنان سے ملاقات کرنے اور انہیں اپنی قید میں لانے کے لئے نکلا پس وہ الریہ سے باہر اس کے پڑاؤ میں اسے ملا تو اس نے اُسے خوش آمدید کہا اور اس کے احسان کا شکریہ ادا کیا اور وہ اُلٹے پاؤں تلمسان واپس آ گیا اور ایک نہایت ہی خوش بخت دن میں اس میں داخل ہو گیا اور اس روز ابوثابت اور اس کے وزیر یحییٰ کو دو اونٹوں پر سوار کروایا گیا جو ان دونوں کو اس محل کی دونوں قطاروں کے درمیان لڑکھڑا کر لے جا رہے تھے اور ان دونوں کی عجیب حالت تھی پھر دوسرے دن ان دونوں کو شہر کے صحرائی

قتل میں لایا گیا اور نعرے مار مار کر قتل کر دیا گیا اور آل زبان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور وہ حکومت جسے عبدالرحمن کے بیٹوں نے انہیں دوبارہ تلمسان میں دیا تھا ختم ہو گئی یہاں تک کہ انہیں تیسری بار ابوحموسی بن یوسف بن عبدالرحمن کے ہاتھوں غلبہ حاصل ہوا جو اس دور میں حکومت کا متولی ہے جس کے مفصل حالات ہم مغرب بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

سلطان ابوحموالا خیر جس نے تیسری بار اپنی قوم

کو حکومت دلوائی اس کی حکومت اور اس کے

عہد میں ہونے والے واقعات کے مفصل حالات

یہ یوسف بن عبدالرحمن تلمسان میں اپنے بھائی سلطان ابوسعید کی حکومت میں رہتا تھا یہ اور اس کا بھائی ابوحموسی دونوں غلبہ حاصل کرنے کی جستجو میں ست اور عزت کی تلاش میں فنا ہونے سے الگ تھلک اور فلاحی کام کرنے اور سکون حاصل کرنے کی طرف مائل تھے یہاں تک کہ بنی مرین کی آندگی نے ان کی حکومت کو تباہ کر دیا اور سلطان ابوعمان نے ان پر قابو پا لیا اور ان کے قبضے میں جو حکومت تھی اسے چھین لیا اور اس کا بیٹا ابوحموسی اپنے چچا ابو ثابت کے ساتھ مشرق کی طرف چلا گیا اور جدائی نے یوسف کو اپنی قوم کے اشراف کے ساتھ مغرب کی طرف پھینک دیا تو وہ وہیں مقیم ہو گیا اور جب اس نے بجایہ کے وطن میں ابو ثابت کو گرفتار کر لیا تو اس نے ابوحمو کے معاملے کو ترک کر دیا اور جاسوس اس کے متعلق اطلاعات دینے لگے تو وہ تونس جا کر حاجب ابو محمد تافراکین کے ہاں اتر آیا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور اسے اپنے سلطان کی مجلس میں شرفاء کی جگہ اتارا اور اس کا وظیفہ بڑھا دیا اور اس کی قوم کے دوسرے آدمیوں کو بھی اس کے ساتھ منسلک کر دیا اور سلطان ابوعمان نے اسے اشارہ کیا کہ اس کی حکومت میں انہیں جو مقام حاصل ہے وہ وہاں سے انہیں ہٹا دے تو اسے غیرت آئی اور اس نے اپنے سلطان کی حق تلفی سے انکار کیا پس اس نے ابوعمان کو اپنے مطالبے پر براہیختہ کیا اور اس دور میں وہ بلاد افریقہ پر چڑھائی اور ریاح اور سلیم کے عربوں کے ساتھ جنگ کیا کرتا تھا اور انہوں نے اس کی اطاعت چھوڑ دی تھی جیسا کہ ہم اس کے حالات میں مفصل بیان کریں گے۔

اس کی وفات سے قبل ۹۵۹ء میں ریاح کے امراء نے زوادہ حاجب ابو محمد بن تافراکین کے پاس گئے اور اسے ابوحموسی بن یوسف کے زغہ عربوں کے ساتھ مل جانے میں رغبت دلوائی اور وہ اس وجہ سے اس کے سوار ہوں گے تاکہ وہ نواح تلمسان پر چڑھائی کرے اور سلطان ابوعمان کو ان سے غافل کر دے اور انہوں نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ سلطان کے ایک آلہ کو تباہ کر دے اور غیر بن عامر امیر زغہ نے اس کام میں دلچسپی کی وجہ سے موافقت کی اور ان دنوں وہ یعقوب بن علی

کے قبائل میں اس کی پناہ میں رہتا تھا۔ پس موحدین نے مقدور پھر اس کی حالت کو درست کیا اور اسے صغیر اور اس کی قوم بنی عامر کی مصاحبت کے لئے بھجوا دیا اور زواودہ میں سے عثمان بن سباع اور ان کے حلیفوں میں سے بنو سعید و عار بن عیسیٰ بن رحاب اور اس کی قوم نے اس کے ساتھ کوچ کیا اور وہ سب کے سب تلمسان جانا چاہتے تھے اور انہوں نے صحرا کا راستہ اختیار کیا اور راستے ہی میں انہیں چھوڑ دیا اور جلدی سے تلمسان کی طرف گیا جہاں پر بنی مرین کے چیدہ دستے رہتے تھے اور ابوحمو کی خبر وزیر حسن بن عمر کو ملی جو سلطان ابو عثمان کی وفات کے بعد حکومت سنبھالنے والا اور اس کے بعد اس کے بیٹے سعید پر قابو پانے والا تھا۔ پس اس نے محافظوں کی فوج اور اموال بھی تلمسان کی طرف بھجوائے اور عریف بن یحییٰ کی اولاد میں سے حکومت کے مددگار اور مغرب سے سوید کے امراء صحرا اپنی قوم کے ساتھ اور اپنے حزب حامیوں کے ساتھ سلطان ابوحمو اور اس کے پیروکاروں سے موافقت کے لئے تیار ہو گئے۔ پس ان کی فوج کا حشر ہو گئی اور انہوں نے ان موطن پر قبضہ کر لیا۔

ابوحمو اور اس کی فوج کا تلمسان کے میدان میں پڑاؤ۔ اور سلطان ابوحمو اور اس کی فوج تلمسان کے میدان میں اتری اور وہاں انہوں نے اپنی سواریاں بٹھائیں اور تین دن تک تلمسان سے جنگ کرتے رہے اور چوتھے دن کی صبح کو اس میں داخل ہو گئے اور سلطان ابو عثمان جو تلمسان کا امیر تھا وہ اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ نکل کر صغیر بن عامر امیر قوم کے ہاں اترائیں اس نے اچھی طرح اس کی پزیرائی کی اور اسے اپنے خاندان کے ساتھ اپنے مکان کی خدمت میں بھیجا اور سلطان ابوحمو ۸ ربيع الاول ۵۶۰ھ کو تلمسان میں داخل ہوا اور وہاں قصر حکومت میں فروکش ہو گیا اور اس کے تخت پر بیٹھا اور اس کی بیعت خلافت ہوئی اور اس نے اپنی حکومت کی بنیادوں کے استوار کرنے اور بنی مرین کو اپنی مملکت کے شہروں سے نکالنے پر غور و فکر کرنا شروع کر دیا۔ واللہ اعلم۔

فصل

مغرب کی فوجوں کے آگے ابوحمو کے تلمسان سے

بھاگنے اور پھر دوبارہ وہاں آنے کے حالات

سلطان ابو عثمان کے بعد اس کے وزیر حسن بن عمر نے جو اس کے بیٹے سعید کا پرورش کنندہ تھا اور جس نے اس کے لئے لوگوں کی بیعت لی تھی مغرب کی حکومت سنبھالی پس اس نے مغرب کی حکومت کو قابو کر لیا اور متوفی سلطان کی سیاست پر چلا اور درود نزدیک کے ممالک کی حمایت و مدد میں اس کے نقش قدم پر چلا اور جب اسے تلمسان کے متعلق اور اس پر ابوحمو کے متغلب ہونے کے متعلق اطلاع ملی تو وہ اپنے سواروں میں کھڑا ہوا اور سرداروں سے اس پر حملہ کرنے کے بارے میں مشورہ کیا تو انہوں نے اسے رکنے اور فوجیں بھیجنے کا مشورہ دیا پس اس نے اپنے عم زاد مسعود بن رحو بن علی بن عیسیٰ بن عاسا بن فودود کو تیار کیا اور اسے جوانوں کے منتخب کرنے اور اچھے ہتھیار حاصل کرنے اور مال خرچ کرنے اور آلہ ہانے کا حکم دیا پس

اس نے تلمسان پر چڑھائی کی اور سلطان ابو حمزہ اور اس کے مددگاروں کو جو بنی عامر میں سے تھے اس کی اطلاع پہنچ گئی پس وہاں سے بھاگ کر صحرا میں چلا گیا اور وزیر مسعود بن روح تلمسان میں آیا اور سلطان ابو حمزہ مغرب کی طرف چلا گیا پس وہ تنگ میدان میں اترا اور وزیر مسعود بن روح نے اپنے عم زاد عامر بن عبد بن ماسای کو اپنی فوج اور اپنی قوم کے سرداروں کے ساتھ ان کی طرف بھیجا پس عربوں ابو حمزہ اور ان کے ساتھیوں نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں لوٹ لیا اور تلمسان کی طرف خبر پہنچ گئی تو وہاں جو بنو مرین تھے ان کے خیالات مختلف ہو گئے اور وہ مرض جوان کے دلوں میں حسن بن عمر کو اپنی سلطنت اور حکومت پر حطاب کرنے کے بارے میں تھا نمایاں ہو گیا اور وہ آل عبدالحق میں سے ایک شریف کی بیعت کے لئے گروہ درگروہ اکٹھے ہو گئے اور وزیر مسعود بن روح ان کی سازش کو سمجھ گیا اور اس کے دل میں بھی یہ بیماری تھی تو اس نے اسے غنیمت سمجھا اور اس نے منصور بن سلیمان بن منصور بن عبد الواحد بن یعقوب بن عبدالحق کی بیعت کر لی جو شرفاء کا بڑا آدمی اور عظمت میں یکساں تھا اور وہ اس کے اور اس کی قوم بنی مرین کے ساتھ کوچ کر گیا اور تلمسان اور اس کے حالات سے الگ ہو گیا اور مغرب کی طرف جاتے ہوئے راستے میں اسے معقل کے عرب طے تو بنو مرین نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں صلیب دینے کا پختہ ارادہ کر لیا اور سلطان ابو حمزہ تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور اپنے دار السلطنت میں ٹھہر گیا اور عبدالحق بن مسلم اس کے پاس چلا آیا تو اس نے اسے وزیر بنا لیا اور اس کی نگرانی کی جس سے اسے تقویت مل گئی اور وہ اپنی حکومت پر قابض ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔ والہاء اللہ وحده۔

فصل

عبد اللہ بن مسلم کے اپنی عملداری ورعہ سے

آنے اور بنی مرین کی حکومت سے ابو حمزہ تک

وہاں قیام کرنے اور اس کے اسے وزارت

دینے کے حالات اور اس کی اولیت اور انجام کے واقعات

عبد اللہ بن مسلم بنی یادیں کے بنی زردال کے سرداروں میں سے تھا جو بنی عبد الواد تو جین اور مصاب کے بھائی ہیں مگر بنی زردال اپنی قلت کی وجہ سے بنی عبد الواد میں شامل ہو گئے ہیں اور ان کے نسب کے ساتھ خلط ملط ہو گئے ہیں۔

عبد اللہ بن مسلم: اور عبد اللہ بن مسلم نے سلطان ابو تاشفین کے عہد میں موسیٰ بن علی کی کفالت میں پرورش پائی وہ شجاعت

ودیری میں بہت شہرت رکھتا تھا جس کی وجہ سے تلمسان کے محاصرے میں اس کا بہت چرچا ہوا اور جب سلطان ابوالحسن بنی عبدالواد پر مغلب ہوا اور ان سے ان کی حکومت چھین لی تو انہیں خادم بنالیا اور وہ ان میں دلیر اور بہادر آدمیوں کو منتخب کرتا تھا اور انہیں مغرب کی سرحدوں پر بھجوادیتا تھا اور جب بنو عبدالواد نے چھیڑ چھاڑ کی اور یہ عبداللہ اس کے پاس سے گزرا تو اس کے سامنے اس کا حال اور اس کی جنگ کے تعریف کی گئی تو اس نے اسے درخت بیج دیا اور وہاں کے گورنر کو اس کے متعلق وصیت کی اور اس نے عرب خارجیوں کے ساتھ اپنی جنگوں میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس سے لاپرواہی برتی اور بہادری کی اچھی شہرت نے اسے اوپر اٹھایا اور سلطان کے ہاں اس کا مقام بڑھ گیا اور اس نے اسے اپنی قوم کا نمبردار بنادیا اور جب قیروان میں سلطان ابوالحسن پر مصیبت پڑی اور مغرب کا معاملہ خراب ہو گیا اور ابوعثمان نے حکومت پر قبضہ کر لیا اور تلمسان میں اس کی بیعت ہوئی تو اس کے پوتے منصور بن ابوما لک عبدالواحد نے اس کی مدافعت کا ارادہ کیا اور سرحدوں کے محافظوں کو اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے اکٹھا کیا اور تازی میں اس کی فوج منتشر ہو گئی اور یہ نئے شیر کو چلا گیا اور اس سے جنگ کی اور عبداللہ بن مسلم بھی اس کے مددگاروں میں شامل تھا اور جب سلطان ابوعثمان نے اس سے جنگ کی اور کئی روز تک ان کے درمیان لگا تار جنگ جاری رہی تو اسے وہاں بہت شہرت حاصل ہو گئی اور جب اس نے دیکھا کہ ان کا محاصرہ ہو گیا ہے تو لوگوں نے سلطان ابوعثمان کے پاس جانے میں جلدی کی تو اس نے اس کی صلاحیت کا لحاظ کرتے ہوئے اسے ویرہ کی عملداری سونپ دی اور اس نے اس کے زمانہ خلافت میں خوب طاقت حاصل کی اور اس کی فکریاتی میں مہل عربوں کے ساتھ اپنے تعلق کو پختہ کیا۔

ابوالفضل کی بغاوت: اور جب سلطان ابوعثمان کے بھائی ابوالفضل نے اس کے خلاف بغاوت کی تو سلطان درعہ کے پہاڑوں میں سے جبل ابن حمیدی میں اس کے پاس چلا گیا اور اسے اشارہ کیا کہ اسے پکڑنے کے لئے کوئی سازش کرے نہیں اس نے ابن حمیدی کے ساتھ ساز باز کی اور اس سے وعدہ کیا اور اس کے لئے خرچ کیا تو اس نے اپنی بی بی کی بات مان کر اسے اس کے سپرد کر دیا اور عبداللہ بن مسلم اسے قیدی بنا کر اس کے بھائی سلطان ابوعثمان کے پاس لے گیا جسے اس نے قتل کر دیا اور جب سلطان ابوسالم نے جوائس کی غربت گاہ میں ابوالفضل کا رنج تھا سلطان ابوعثمان کے مرنے کے بعد مغرب پر قبضہ کیا تو مصائب کا اس پر جواثر تھا اس کی وجہ سے ابن مسلم کو اپنی جان کے بارے میں اس سے خوف پیدا ہوا یہ سب کچھ کا واقعہ ہے تو وہ اپنی عملداری اور ریاست کو چھوڑ گیا اور اس نے اولاد حسین جو امرائے مہمل تھے کے ساتھ اس سے نجات پا کر تلمسان جانے کے بارے میں سازش کی تو انہوں نے اس کی بات مان لی اور یہ بہت سے مال اور خاندان کے ایک گروہ اور عرب مددگاروں کے ساتھ سلطان ابوجو کے پاس چلا گیا تو وہ اس کی آمد سے خوش ہوا اور اسی وقت سے اپنی وزارت سپرد کر دی اور اس کے ذریعے اپنی سلطنت کے عظام مضبوط کئے اور اسے اپنے ملک کا انتظام سپرد کر دیا پس اس کی حکومت درست ہو گئی اور دل اس کی اطاعت پر متفق ہو گئے اور یہ اپنے غربی وطن پہاڑ میں آیا تو وہ اس کی طرف آئے اور اس کی خدمت میں لگ گئے اور اس نے انہیں تلمسان کے موطن جاگیر میں دیے اور ان کے اور زعبہ کے درمیان مواعیات کروائی پس اس کی شان بلند ہو گئی یہاں تک کہ وہ معاملہ ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصل

سلطان ابوسالم کے تلمسان پر قبضہ کرنے اور
سلطان ابوتاشیفین کے پوتے ابوزیان کو وہاں
کا حاکم بنانے کے بعد اس کے مغرب کی طرف
واپس جانے کے حالات اور اس کی حکومت کا انجام

جب مغرب کی حکومت سلطان ابوسالم کے لئے مرج و منظم ہو گئی اور اس نے حکومت پر سے خوارج کے اثر کو مٹا ڈالا تو وہ اپنے باپ اور بھائی کی طرح اس کے سائے میں زمانہ کی دور دراز سرحدوں تک پہنچ گیا اور اس بات کی تحریک اسے عبداللہ بن مسلم کے تلمسان کی طرف بھاگ جانے سے ہوئی جو اس کی عملداری کے سامنے تھا پس اس نے تلمسان پر حملہ کرنے کی ٹھان لی اور اسے صنف میں قاس کے باہر پڑاؤ کیا اور فوجوں کو بھیجا جو اس کے دروازوں پر پہنچ گئیں پھر وہ خود تلمسان کی طرف گیا اور سلطان ابوحوا اور اس کے وزیر عبداللہ بن مسلم کو بھی خبر پہنچ گئی تو انہوں نے تمام زعبہ اور معقل عربوں میں منادی کروادی تو حلیوں کی ایک چھوٹی سی جماعت کے سوا سب نے ان کی بات کو قبول کر لیا اور یہ ان کو ساتھ لے کر صحرا میں چلے گئے اور اس نے اپنی فوج کے ساتھ ان کے ہتھیاروں کا مقابلہ کیا۔

اور جب سلطان ابوسالم اور بنو مرین تلمسان آئے تو یہ مغرب کو چلے گئے اور انہوں نے وطا ط' بلاد علویہ اور کرسف سے جنگ کی اور ان کی کھیتوں اور خوارک کو تباہ کر دیا اور ان کی آبادی کو برباد کر دیا اور سلطان ابوسالم کو ان کے کرتوت کی اطلاع ملی تو اسے مغرب کے معاملے اور مفیدین کے اس پر چڑھائی کرنے نے پریشان کر دیا اور اس کے مددگاروں میں آل شمراسن میں سے محمد بن عثمان ابن سلطان ابوتاشیفین بھی شامل تھا جو ابوزیان کنیت کرتا تھا اور القنز کے نام سے مشہور تھا جس کے معنی بڑے سروالے کے ہیں پس اس نے اسے اس کام کے لئے بھیجا اور اسے آل بھی دیا اور تو جین اور مفراوہ میں سے اسے ایک فوج بھی بنا کر دی اور اسے ان کے عطیات بھی دیے اور اسے تلمسان میں اپنے باپ کے محل میں اتارا اور خود اپنے دار الخلافہ کی طرف واپس آ گیا پس عرب بھاگ گئے اور سلطان ابوحوا اس کے آگے آگے تھا۔

اور وہ اس کے بالقابل تلمسان چلے گئے تو ابوزیان وہاں سے بھاگ گیا اور اس نے مشرق کے شہروں بطحاء، ملیانہ اور ذہران میں بنی مرین اور ان کے دوستوں بنی توہین اور سدید کی پناہ لے لی جو زغبہ کے قبائل میں سے ہیں۔

سلطان ابوحمو اور عبداللہ بن مسلم کا تلمسان جانا: اور سلطان ابوحمو اور اس کا وزیر عبداللہ بن مسلم تلمسان چلے گئے اور مقیر بن عامران کے اس راستے ہی میں فوت ہو گیا پھر وہ اپنے تمام محفل عربوں اور زغبہ کے ساتھ ابوزیان کی اتباع میں نکلے اور انہوں نے جبل و انشریس میں اس کے ساتھیوں سمیت اس سے جنگ کی یہاں تک کہ انہوں نے اس پر غلبہ پالیا اور اس کی فوج تتر بتر ہو گئی اور وہ قاسم بن بنی مرین کی حکومت میں اپنی جگہ پر چلا گیا اور سلطان ابوحمو اپنے وطن کے پہاڑوں کو بنی مرین کے قبضے سے بچاتا ہوا واپس آیا اور اس نے بہت سے پہاڑوں کو فتح کر لیا اور ملیانہ اور بطحاء پر قابض ہو گیا پھر اس نے ذہران پر چڑھائی کی اور کئی روز تک اس سے جنگ کرتا رہا اور بزور قوت اس میں داخل ہو گیا اور وہاں پر اس نے بنی مرین کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا پھر اس نے المریہ اور الجوزائر پر قبضہ کر لیا اور وہاں سے بنو مرین کو دھکار دیا تو وہ اپنے وطنوں میں چلے گئے اور اس نے اپنے ایلچیوں کو سلطان ابوسالم کے پاس بھیجا اور اس سے مصالحت کر لی اور جنگ کے ہتھیار پھینک دیے پھر ۱۲۷۱ھ میں سلطان ابوسالم فوت ہو گیا اور اس کے بعد عمر بن عبداللہ بن علی نے جوان کے وزراء کے بیٹوں میں سے تھا سلطان ابی الحسن کے بیٹوں کی یکے بعد دیگرے بیعت کرتے ہوئے حکومت سنبھالی جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

فصل

ابوزیان بن سلطان ابوسعید کے مغرب سے اپنی حکومت کی جستجو میں آنے کے حالات

اور اس کے کچھ واقعات

یہ ابوزیان یعنی محمد بن سلطان ابوسعید عثمان بن عبدالرحمن بن یحییٰ بن نضر اس جسے اس کے چچا ابو ثابت اور ان کے وزیر یحییٰ بن داؤد کے ساتھ موحدین کی عملداری بجایہ میں گرفتار کیا گیا اور انہیں سلطان ابوحنان کے پاس لایا گیا تو اس نے ابو ثابت اور اس کے وزیر کو قتل کر دیا اور اس محمد کو باقی رکھا اور اس کو بقیہ زندگی قید خانے میں ڈال دیا اور جب وہ فوت ہوا اور مغرب کی حکومت مصائب و احوال کے بعد جن کا ذکر آگے آتا ہے اس کے بھائی ابوسالم کے لئے مرتب و منظم ہو گئی تو سلطان ابوسالم نے اس پر احسان کر کے اسے قید سے آزاد کر دیا اور اسے اپنی حکومت کی مجلس میں شرفاء کے مراتب میں منسلک کر دیا

اور اسے اپنے عم زاد سے حراحت کرنے کے لئے تیار کیا اور اس کے اور سلطان ابوحمو کے درمیان اس کی فوسیدگی سے پہلے اور تلمسان سے اس کے اور اس کے بعد سلطان ابوتاشفین کے پوتے ابوزیان کے واپس آنے کے بعد ۳۲۷ھ میں گفتگو ہوئی اور اس نے جو ارادہ کیا تھا اس میں اس کی کوشش کامیاب ہو گئی اور اس ابوزیان کے بارے میں اسے امید ہو گئی کہ یہ اپنے باپ کی حکومت کو مخصوص کر لے گا اور اس نے دیکھا کہ یہ اس کے بارے میں اچھا کام کر رہا ہے اور یہ اس کی پارٹی بن جائے گا تو اس نے اسے آلہ دیا اور اسے حکومت کا امیر مقرر کیا اور اسے تلمسان کی طرف بھیجا اور یہ تازی آیا جہاں پر اسے سلطان ابوسالم کی وفات کی خبر ملی پھر لڑائیاں اور فتنے پیدا ہو گئے جن کا تذکرہ ہم ان کے مقام پر کریں گے۔

عبدالخلیم کی قاس پر چڑھائی: اور عبدالخلیم بن سلطان ابی علی بن سلطان ابی سعید بن یعقوب بن عبدالحق نے قاس پر چڑھائی کر دی اور بنو مرین اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے جدیدہ شہر سے جنگ کی پھر ان کی فوج منتشر ہو گئی اور عبدالخلیم تازی چلا گیا جیسا کہ ہم اس کے موقع پر اس کا ذکر کریں گے اور اس نے سلطان ابوحمو سے امید کی کہ وہ اس کے معاملے میں اس کی مدد کرے گا پس اس نے اس کے متعلق اس سے خط و کتابت کی اور اس نے اس پر شرط عائد کی کہ وہ اس کے عم زاد ابوزیان کو گرفتار کرے تو اس نے اس کی رضامندی کے لئے اسے قید کر دیا پھر جہلماسہ کی طرف چلا گیا جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے اور راستے میں اولاد حسین نے جو محفل میں سے تھے اپنے ہتھیاروں اور قبائل کے ساتھ اس سے جنگ کی۔

پس ایک دن ابوزیان نے پھرے داروں کی غفلت سے قائدہ اٹھایا اور اس کے سامنے جو گھوڑا کھڑا تھا اس پر چھلانگ لگا کر سوار ہو گیا اور اسے عبدالخلیم کی چھاؤنی سے اولاد حسین کے فردکش ہونے کی جگہ تک ان سے مدد مانگنے کے لئے دوڑاتے ہوئے لے گیا پس انہوں نے اسے پناہ دے دی اور ایک غفلت کے وقت میں یہ بنی عامر کے پاس چلا گیا اور ان کے امیر خالد بن عامر کے درمیان اور سلطان ابوحمو کے درمیان بدسلوکی پائی جاتی تھی یہ اس بدسلوکی کو بھڑکانے کے لئے گیا اور یہ اسے تلمسان پر چڑھایا اور سلطان ابوحمو نے بھی ان کے مقابلہ میں فوج بھیجی پس اس نے انہیں تلمسان سے بھگا دیا پھر اس نے خالد بن عامر کو مال دیا کہ وہ اسے بلا دریا ح میں بھجوادے تو اس نے ایسے ہی کیا اور اس نے اسے زوادہ میں پہنچا دیا اور یہ وہیں پران میں قیام پذیر رہا۔

پھر ابو اللیل بن موسیٰ نے جو بنی یزید کا شیخ اور وطن بن حمزہ اور اس کے قرب و جوار کا مالک ہے اسے بلایا اور سلطان ابوحمو کی دشمنی میں اسے حکومت کے لئے مقررہ کیا اور وزیر عبداللہ بن مسلم نے بنی عبدالواذ عربوں اور زناتہ کی فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کیا پس ابو اللیل کو غلبے کا یقین ہو گیا اور اس کے لئے وزیر نے مال خرچ کیا اور اس سے شرط لگائی کہ اگر وہ ابوزیان کی اطاعت سے پھر جائے تو وہ اس کے وطن سے الگ رہے گا تو اس نے ایسے ہی کیا اور بجایہ کی طرف واپس آ گیا اور وہاں پر مولیٰ ابواسحاق ابن مولانا سلطان ابویحییٰ کے ہاں اتر آ جس نے اس کی خوب مہمان نوازی کی پھر سلطان ابوحمو اور اس کے درمیان خط و کتابت ہوئی اور مصالحت طے پا گئی اور اس شرط پر صلح ہوئی کہ ابوزیان کو بجایہ کی اس سرحد پر بھجوا دیا جائے جو اس کے وطن سے ملتی ہے پس یہ تونس کے دارالخلافہ میں گیا اور حاجب ابو محمد بن تافراکین جو اس کے دور میں حصبوں کی حکومت کو قائم کرنے والا تھا اسے فیاضی اور کشادہ دلی سے ملا اور اس نے اس کا وظیفہ بھی جاری کر دیا اور اس کا مقام اس قدر

بلند کیا کہ شرفاء میں اس جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا گیا پھر اس کی ہمیشہ یہی حالت رہی یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔

فصل

سلطان ابوتاشیفین کے پوتے ابوزیان کے دوسری بار مغرب سے تلمسان کی حکومت کی جستجو میں آنے کے حالات اور اس کے کچھ واقعات

سویڈ کے عرب زغہ کا ایک بطن ہیں جو بنی مرین کی پارٹی اور عریف بن یحییٰ کے عہد سے سلطان ابوالحسن اور اس کے بیٹے ابو عثمان کے مددگار ہیں اور بنی عبدالواد کے نزدیک یہ ان کے دشمن بنی مرین کے شمار میں آتے ہیں جو بنی ماحر کی حکومت طاعیہ کے ساتھ ان کے ہمسر ہیں۔ یہ آخری دور تک بنی عبدالواد سے مقابلہ کرتے رہے ہیں اور ان کے سردار و نزار بن عریف نے سلطان ابو عثمان کی وفات کے وقت بنی مرین کے پڑوس میں کرمف کو اپنا وطن بنا لیا تھا اور اسے عظمت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور وہ اس کی رائے کی طرف رجوع کرتے اور اس کی بات کو سنتے تھے اور اس کے بھائیوں کو ان کے وطن میں اور اپنے ہمسروں بنی عامر میں جو عظمت حاصل تھی اس نے اُسے پریشان کر دیا تھا پس اس نے حکومت کو اس کی بنیادوں سے اکھڑنے کا عزم کر لیا اور اس نے حاکم مغرب عمر بن عبداللہ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ ابوتاشیفین کے پوتے محمد بن عثمان کو اپنی حکومت کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے بھیجے اور سلطان ابوحمو اور احمد بن رحو بن غانم جو محفل میں سے اولاد حسن کا عظیم آدمی تھا کے درمیان جو نفرت مستحکم ہو چکی تھی اس نے بھی اس پر اتفاق کیا حالانکہ اس سے پہلے یہ اس کی اور اس کے وزیر عبداللہ بن مسلم کی پارٹی تھے پس عمر بن عبداللہ نے اسے غیبت سمجھا۔

اور ابوزیان محمد بن عثمان ۵۹۷ھ میں نکلا اور طویہ میں محفل کے خیموں میں اتر آیا پھر وہ اسے تلمسان لے گئے اور سلطان ابوحمو کو بنی عامر کے امیر خالد بن عمر کے متعلق شبہ پڑ گیا پس اس نے اُسے گرفتار کر کے زمین دوز قید خانے میں ڈال دیا پھر اس نے اپنے وزیر عبداللہ بن مسلم کو بنی عبدالواد اور عرب فوجوں کے ساتھ بھیجا تو اس نے نہایت اچھی طرح ان کا دفاع کیا اور ان کی فوج تتر بتر ہو گئی اور اس نے انہیں السرد کی جانب کوچ کروا دیا اور وہ بھی ان کے تعاقب میں تھا یہاں تک کہ وہ سیلہ میں اترے جو ریاح کا وطن ہے اور زواودہ کی پناہ میں چلے گئے۔

عبداللہ بن مسلم پر طاعون کا حملہ : پھر وزیر عبداللہ بن مسلم پر طاعون کی وہ بیماری آئی جس نے اس سال بار بار آدمیوں پر حملہ کیا حالانکہ اس سے قبل بھی اس نے انہیں ۵۹۷ھ میں ہلاک کیا تھا پس اس کے بیٹے اور اس کا خاندان اسے

ساتھ لے کر واپس لوٹے اور وہ راستے ہی میں فوت ہو گیا اور انہوں نے اس کے اعضاء کو تلمسان بھیج دیا جہاں انہیں دفن کر دیا گیا اور سلطان ابو حمزہ اپنے دشمن کی مداخلت کے لئے نکلا اور عبداللہ کی موت نے اس کی قوت توڑ دی اور اس کے احوال و انصار کو متفرق کر دیا اور جب اس نے بطحاء بھیج کر وہاں پڑاؤ کیا تو سلطان ابوزیان کی فوجوں نے اس سے جنگ کی اور چھاؤنی پر اس کے جھنڈے چھا گئے تو ان کے دلوں پر زعب چھا گیا اور وہ منتشر ہو گئے اور خوراک اور خیموں سے قتل ہی حکم نے ان پر سبقت کی اور انہوں نے انہیں چھوڑ دیا اور تتر بتر ہو گئے اور ابو حمزہ جان بچاتے ہوئے چپکے سے تلمسان کی طرف کھسک گیا اور ابوزیان نے اس کی چھاؤنی کی جگہ پر اپنا خیمہ لگایا اور محفل کا امیر احمد بن رحو اسے اس کی نجات گاہ کی طرف لے گیا اور اسے سک کا بچا دیا اور سلطان ابو حمزہ نے اپنے خواص کے ساتھ دوبارہ اس پر حملہ کیا اور انہوں نے نہایت جانفشانی سے اس کا دفاع کیا، پس اس کے گھوڑے نے اسے منہ کے بل گرادیا اور اس نے اس کا سر کاٹ دیا اور سلطان ابو حمزہ اپنے دارالخلا نے میں چلا گیا اور ابوزیان اور عرب بھی اس کے تعاقب میں چلے گئے جہاں تک کہ انہوں نے تلمسان میں اس کے ساتھ کئی روز تک جنگ کی اور اہل محفل اور زعبہ کے درمیان حسد پیدا ہو گیا اور زعبہ نے محفل کے اختتام پر افسوس کیا اور اس امر پر بھی کہ انہیں چھوڑ کر صرف سلطان کی رائے پر اولاد حسین کو لے لیا گیا ہے پس ابو حمزہ نے اس بات کو غنیمت سمجھا اور اپنے قید خانے سے ان کے امیر عامر بن خالد کو رہا کر دیا اور اس سے حلیہ عہد لیا کہ وہ مقدور بھر لوگوں کو اس کی مدد ترک کرنے کی ترغیب دے گا اور اپنی قوم کو ابوزیان کی اطاعت سے واپس لائے گا اور اس کی فوج منتشر کر دے گا تو اس نے اس عہد کو پورا کیا اور اس کا ناٹھ بند کر دیا اور ان کی پارٹیاں منتشر ہو گئیں اور ابوزیان بنی مرین کی حکومت میں اپنے مقام پر واپس آ گیا اور سلطان ابو حمزہ کی حکومت صحیحہ گیوں کے بعد درست ہو کر مضبوط ہو گئی یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

مغرب کی سرحدوں پر سلطان ابو حمزہ کی چڑھائی

کے حالات

ابو حمزہ کے خلاف ان فتنوں کے پیدا کرنے اور یکے بعد دیگرے شقاء کو اس کے خلاف اکسانے میں وزمار بن عریف نے بڑا پارٹ ادا کیا کیونکہ ان کے درمیان مسلسل عداوت چلی آ رہی تھی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور مغرب کی سرحدوں میں اس کا مقام کرسیف تھا اور اس کا پڑوسی محمد بن زکریا تھا جو جبل دبدو میں رہنے والے بنی ولکاس میں سے بنی علی کا سردار تھا اور یہ دونوں متفقہ طور پر اس کے مخالف تھے پس جب بغاوت کا جوش قائم کیا اور اس نے انہیں اپنے وطن سے مغرب کی طرف نکال دیا تو اس کی ان کے ساتھ مصالحت ہو گئی اور اس نے دیکھا کہ وہ باری باری ان دونوں امیروں کو ان کی

سرحدوں میں دست بدست لے لیں اس نے ۶۷۱ھ کے آغاز میں مغرب کی طرف ایک فوج بھیجی اور دبدو اور کرسیف تک پہنچ گیا اور تتر مار بھاگ کر جبال کے قلعوں میں قلعہ بند ہو گیا۔ پس اب حمونے کھیتوں کو لوٹا اور دیگر نواح میں ہمہ گیر تباہی و تخریب کاری کی اور محمد بن زکریا بھی اسی طرح دبدو کے پہاڑ میں جا کر اپنے اس قلعے میں قلعہ بند ہو گیا جو اس نے وہاں تعمیر کیا ہوا تھا اور ابوحمونے اپنے سواروں کے ساتھ اس پر غارت گری کی اور اس کے وطن میں گھس گیا اور اس کے شہر کے نواح میں ہمہ گیر تباہی اور تخریب کاری کی اور پلٹ کر اپنے دارالحکومت میں واپس آ گیا اور بنی مرین کی ملحقہ سرحدوں اور ان کی سرحدوں میں اس کا قتل عام بڑھ گیا اور اس کی پامالی ان پر گراں ہو گئی اور اس کے بعد ان کے درمیان مصالحت ہو گئی اور اس کے عزائم بلاد افریقہ کی طرف پھر گئے اور اگلے سال اس نے بجایہ کی طرف چڑھائی کی اور اس کی مصیبت اس پر پڑی جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

سلطان ابوحمو کی بجایہ پر چڑھائی اور اس کا

اس پر مصیبت ڈالنا

مولیٰ امیر ابو عبد اللہ بجایہ پر قابض ہو کر اس کا حاکم بن گیا تھا اور جیسا کہ ہم نے اس کے حالات میں بیان کیا ہے اس نے ۶۷۵ھ میں دوبارہ تدلس پر حملہ کیا اور اس میں بنی عبد الواد پر غلبہ پالیا اور وہاں اپنے محافظوں اور عامل کو اتار پھر اس کے اور حاکم قسطنطین سلطان ابو العباس کے درمیان جو اس کے چچا امیر ابو عبد اللہ کا بیٹا تھا فضا تاریک ہو گئی کیونکہ ان کے درمیان متصلہ سرحدی عملداریوں میں کشاکش چل رہی تھی پس ان کے درمیان معرکہ آرائی شروع ہو گئی جن کی وجہ سے تدلس کی حفاظت سے غافل ہو گیا اور بنی عبد الواد کی فوجوں نے تدلس کا زبردست گھیراؤ اور محاصرہ کر لیا پس اس نے اپنے ایلچیوں کو حاکم تلمسان سلطان ابوحمو کے پاس بھیجا کہ وہ مصالحت کی شرط پر اس کے لئے تدلس سے دستبردار ہوتا ہے تو ابوحمو نے تدلس کو قبضے میں کر لیا اور وہاں اپنے محافظ اتار دیے اور اس کے ساتھ صلح کر لی اور اس کی بیٹی سے رشتہ کیا جسے اس نے قبول کیا اور بیٹی کو اس کے ہاں بھیج دیا جسے وہ زوادہ کے سامنے ملا جو حدود بجایہ میں ان کی آخری عملداری ہے اور حاکم بجایہ اس کام کی طرف متوجہ ہوا اور اس نے اس کے ساتھ جنگ کے دوران اپنے عم زاد سلطان ابو سعید کو ابوزیان کے بارے میں تونس بھیجا تھا کہ وہ اسے تدلس میں اتارے اور اس کے ذریعے سلطان ابوحمو کو اس کی جنگ سے غافل کر دے۔

ابوزیان کے حالات: اور اس ابوزیان کے حالات میں سے یہ ہے کہ اس نے حاجب ابو محمد بن تافراکین کی وفات کے بعد تونس میں قیام کیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہاں تک کہ بنی عبد الواد کے تلمسانی مشائخ میں سے مرضی القلوب نے سلطان ابوحمو پر چڑھائی کرنے کی سازش کی اور اپنے بارے میں اسی لیے وعدہ کیا کہ وہ اس کے ساتھ رہیں گے تو اس نے اس

طرف توجہ کی اور اس کے لئے تیاری کی اور تھمان کی سرحد اور بجایہ کی عملداری کی طرف کوچ کر گیا اور قسطنطنیہ سے گزرا تو اس نے اس میں داخل ہونے سے پہلوتچی کی اور وہاں حاکم کے لئے اجنبی بن گیا اور سلطان ابوالعباس کو جوان دنوں وہاں کا حکمران تھا اس کی خبر ہو گئی تو اس نے اسے روکے اور قسطنطنیہ میں قید کرنے کا ارادہ کر لیا اور اس کے اور اس کے عمواد حاکم بجایہ کے درمیان مسلسل جنگ جاری رہی اور وہ اپنے اہل ملک کو بہت دبا کر رکھتا تھا اور انہیں سخت عذاب دیا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کی حکومت کے دو سال بھی پورے نہیں ہوئے تھے کہ اس نے ان میں پچاس آدمیوں کو قتل کر دیا پس نفرت مستحکم ہو گئی اور طبیعت بگڑ گئی اور بیماری پیچیدہ ہو گئی اور اہل شہر سلطان ابوالعباس سے ساز باز کرنے پر مجبور ہوئے کہ وہ انہیں ہلاکت و تباہی کے چنگل سے بچائے کیونکہ اس کے لئے ان کے امیر پر غلبہ پانا مقدر کیا گیا تھا۔

ابوالعباس کا حملہ: پس اس نے ۷۷۷ھ کے آخر میں اس پر حملہ کیا اور امیر ابو عبد اللہ اس کے ساتھ ساتھ جنگ کرنے کے لئے نکلا اور تارمد کے اس پہاڑ پر پڑاؤ کر لیا جو تارمد پر جھانکتا تھا اور سلطان ابوالعباس نے صبح کو اس کے پڑاؤ پر حملہ کر کے اس پر قابض ہو گیا اور اس نے اپنی جان بچانے کے لئے اپنا گھوڑا دوڑایا اور سوار بھی اس کے پیچھے گھوڑے دوڑاتے ہوئے گزرے یہاں تک کہ وہ اسے جا ملے اور اس کا گھیراؤ کر لیا اور پھر اسے نیزے مار مار کر قتل کر دیا۔

اور سلطان ابوالعباس شہر کی طرف جا کر ۲۰ شعبان کی دوپہر کو اس میں داخل ہو گیا اور لوگوں نے جنگ کی حیرت سے اس کی پناہ لے لی اور اس کی دعوت سے وابستہ ہو گئے اور اس کی اطاعت اختیار کر لی پس قیامت دور ہو گئی اور معاملہ درست ہو گیا۔

ابو حمو کا حملہ: اور سلطان ابو حمو کو بھی خبر پہنچی مگر تو اس نے اس کی ہلاکت پر اس کا بدلہ لینے کے لئے غصے کا اظہار کیا اور اس نے زناہ اور عربوں کی فوجوں کے ساتھ بجایہ پر حملہ کر دیا یہاں تک کہ وہاں پڑاؤ کر لیا اور اس نے بجایہ کے چوک کی اطراف کو فٹوں سے بھر دیا اور سلطان اس کی مبارزت پر آمادہ ہوا اور اہل شہر اس کے ساتھ تیار ہوئے اور اس کے مقام کی پناہ لے لی پس اس نے ان کی حاجت روائی کی اور اپنی اڑ کر قسطنطنیہ گیا پس اس نے ابو زیان کو قید سے رہا کر دیا اور اسے سواریاں زرہیں اور آلہ دیا اور اس کے ساتھ اپنے غلام بشیر کو بھی فوج میں بھیجا یہاں تک کہ وہ ابو حمو کی چھاؤنی کے بالمقابل اترا اور انہوں نے بنی عبدالجبار کے دامن کوہ میں اپنی جگہ بنائی اور صبح و شام ابو حمو کی چھاؤنی پر غارت گری کرنے لگے کیونکہ ان کے پاس اس کی فوج اور اس کے ساتھی عربوں کے دلوں کی بیماری کے متعلق چٹلی کی گئی تھی اور سلطان ابو حمو نے ایسی ثابت قدمی دکھائی جو اس کے وہم گمان میں بھی نہ تھی اور جنگ کے ایک دلال نے اہل شہر کے مشائخ کی زبان سے اس کے سامنے ایک وعدہ پیش کیا تھا جس نے اس کے لئے اس میں دلچسپی پیدا کر دی تھی اور اسے یقین ہو گیا تھا کہ اس کے لئے اسے تیاری کرنے کی ضرورت نہیں پس وہ جلدی سے اس کی طرف گیا اور احتیاط کو ترک کر دیا اور جب وہ اس کے سامنے ڈٹ گیا تو اس کی چھاؤنی پر فضا تک ہو گئی اور غلہ کے قانون کے لئے راستے خراب ہو گئے اور اس کے پڑاؤ کے قبائل میں حکومت میں حصہ دار دشمن کے غالب آ جانے سے یقین جنگ شروع ہو گئی اور سلطان کی سلطنت اور برے انجام کے خوف سے عرب جوانوں نے فداکاری دکھائی اور وہ ان کے درمیان انتشار کے لئے چلتے پھرنے لگے اور اس کے لئے انہوں نے حملے کا وقت مقرر کیا اور جب سلطان کو مشائخ کے وعدہ نے جھوٹا کیا تو اس نے ان سے جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا اور اس نے فیصلوں کے ٹک

مقامات پر جو پہاڑ کی سخت دشوار اور بلند جگہوں میں تھے خیمے لگائے جسے اہل الرائے نے پسند نہ کیا اور غفلت کے وقت پہاڑ کے پیادوں نے نکل کر ان پوشیدہ مقامات پر بیٹھے ہوئے جانبازوں پر حملہ کر دیا اور یہ اللہ کے سامنے شکست کھا گئے اور انہوں نے ان کو تلواریں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور عربوں نے دُور سے خیموں کو لٹے دیکھا تو وہ بھاگ گئے اور تمام چھاؤلی تخریب ہو گئی۔

اور سلطان ابوحمز نے سفر کے لئے اپنے بوجھ اٹھائے تو انہوں نے اس کو ان سے روک دیا تو اس نے انہیں چھوڑ دیا اور اس کا سب باقی ماندہ سامان لوٹ لیا گیا اور لوگوں نے ہر بلندی سے ان پر آوازے کئے اور آگے پیچھے سے ان کے پیچھے تنگ ہو گئے اور وہ اپنی بھیڑ کو لے کر بھاگے اور ان کے پہلوؤں پر پل پڑے پس ان میں سے بہت سے آدمی مارے گئے اور وہاں اس قدر عجیب واقعات ہوئے جنہیں لوگ مدت تک بیان کرتے رہے اور اس کی لوٹ یوں کو بجایہ لایا گیا اور امیر ابوزیان نے ان میں سے اس کی مشہور لوٹ کی بجائی اترابی کی بیٹی کو مخصوص کر لیا جو عبداللہ بن علی کی طرف منسوب ہوتی تھی اور جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اس نے موحدین کے علاقے میں غریب الوطنی کی حالت میں اس کے باپ سے اس کا رشتہ طلب کیا تھا اور دوسری لوٹیوں کی نسبت یہ اس کے دل کو بہت بھاتی تھی پس وہ امیر ابوزیان کے خاتم میں نکلی اور وہ اس سے محبت کرنے سے کنارہ کش رہا یہاں تک کہ اہل فتویٰ نے اسے اس کا ایک طریق بتایا کہ سلطان ابوحمز سے اپنی عورتوں کے بارے میں ایک گناہ سرزد ہوا تھا اور سلطان ابوحمز عشق و چاہ کے اس گڑھے سے تھوک نکلنے کے بعد بچ گیا تھا اور الجزائر کی طرف چلا گیا تھا اور وہ نفس کو اس برے کام کی برائی سے روک نہیں سکتا تھا پھر وہ وہاں سے نکل کر الجزائر چلا گیا اور اپنی حکومت کے تخت پر بیٹھا اور اس کے عم زاد ابوزیان کی قوت و سطوت بڑھ گئی اور وہ قاصد پر مطلب ہو گیا اور عرب اس کے پاس آ گئے اور اس کے پیروکاروں میں اضافہ ہو گیا اور اس نے اس شرقی جانب مسلسل کئی سال تک سلطان ابوحمز سے جنگ کی بھن مئے حالات کو ہم اب بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

بلا و حصین کی شرقی جانب ابوزیان کی بغاوت

کرنے اور المریہ الجزائر اور ملیانہ پر مغلوب ہو جانے اور

اس کے ساتھ جو معرکے ہوئے ان کے حالات و واقعات

جب سلطان ابوحمز نے بجایہ کے میدان میں شکست کھائی تو ذوالحجہ کے اوائل سے ہی جو الیہ کا آخری یوم ہے اس کا زمانہ تاریک ہو گیا اور امیر ابوزیان نے اپنا ڈکھاؤ ادا کیا اور اس کا تعاقب کیا اور زغیر کے بلا و حصین میں پہنچ گیا جہاں قلم و

استبداد سے خود سر ہو گئے تھے جب کہ حکومتیں ان کے ساتھ اس رعایا کا سلوک کرتی تھیں جو تادان میں غلام بنالی جاتی ہے اور ان کے آگے پیچھے جو ان کے زغبہ بھائی رہتے تھے جنگ کی غرض سے انہیں ان کے برابر قرار دیتے تھے پس انہوں نے سرخ موت پر اس کی بیعت کی اور جبل حطری کی پناہ گاہ میں ٹھہر گئے یہاں تک کہ سلطان کی فوجیں اچانک ان پر آ پڑیں پھر عمران بن موسیٰ بن یوسف اور موسیٰ بن عتوت اور داقل بن عبید بن حماد کی نگرانی کے لئے موجود تھی انہوں نے کئی روز تک ان سے جنگ کی پھر شہر میں انہیں مغلوب کر لیا اور امیر ابوزیان نے اس پر قبضہ کر لیا اور وزراء پر اور بنی عبدالواد کے مشائخ پر احسان کیا اور انہیں سلطان کے پاس جانے کی آزادی دے دی اور تادان کی ذلت سے بچنے کے لئے شہابہ نے بھی انہی کا طریق اختیار کیا پس انہوں نے امیر ابوزیان سے اطاعت و انقیاد کا عہد کر لیا اور الجزائر کے باشندوں کے دلوں میں اپنے گورنروں کے ظلم کی وجہ سے نفرت پائی جاتی تھی اور شہابہ کے امیر سالم بن ابراہیم بن نصر نے امیر ابوزیان کی اطاعت پر انہیں مائل کیا پھر ابوزیان نے اہل ملیانہ کو بھی اسی قسم کی دعوت دی تو انہوں نے اس کی بات مان لی اور سلطان ابوحمو نے ان کی پیاری کو ختم کرنے کے لئے ایک فیصلہ کن حملے پر غور کیا اور اس نے عرب باشندوں میں آدمی بھیجے اور مال خرچ کیا اور جستجو کے لئے دریا کے کناروں پر شہروں کو انہیں جاگیر میں دیا۔

سلطان ابوحمو کا بلا و توجہین پر حملہ: اور بلاد توجہین کی طرف چلا گیا اور ۸۷۸ھ میں امیر سوید ابو بکر بن عریف کی اطاعت کی کوشش کرتا ہوا بنی سلامہ کے قلعے میں اتر آیا پس خالد بن عامر نے اس سے اتفاق نہ کیا اور ابو بکر بن عریف کے پاس چلا گیا اور دونوں نے اس کی مخالفت کرنے پر اتفاق کر لیا اور اس کی اطاعت چھوڑ دی اور انہوں نے اس کے پڑاؤ پر غارت گری کی اور وہ بھاگ گئے اور اس کے محلات اور قیمتی چیزیں لوٹ لی گئیں اور یہ تلمسان کو واپس آ گیا پھر اس نے ملیانہ پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا اور اس نے ریاح کی طرف جب کہ وہ اس کی طرف مائل تھا یعقوب بن علی بن احمد اور عثمان بن یوسف بن سلیمان علی کو بھیجا یہ دونوں زوادہ کے امیر تھے کیونکہ ان دونوں اور سلطان مولانا ابوالحسن کے درمیان نفرت پائی جاتی تھی پس اس نے امیر ابوزیان پر اس کے بعد بھیجا یہ پر حملہ کرنے کے لئے اس سے مہلت مانگی اور اسے ضمانت دی کہ ریاح کے صحرائی لوگ اس کی اطاعت کریں گے اور انہوں نے اس کے لئے اس کی طرف اپنی گروی رکھی ہوئی چیز بھیجی جسے اس نے ان پر اعتماد کرتے ہوئے واپس کر دیا اور زغبہ کے بہت سے عرب اس کے پاس جمع ہو گئے اور عریف بن یحییٰ اور خالد بن عامر کی اولاد ہمیشہ ہی اپنے قبیلوں میں صحرا میں اسے منحرف رہی اور اس نے ان پر حملہ کرنے کا پختہ ارادہ کیا تو یہ اس کے آگے بھاگ اٹھے اور اس نے حصین کے مخالفین اور امیر ابوزیان پر جبل حطری میں ان کی پناہ گاہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور یعقوب بن علی اور عثمان بن یوسف اپنی ریاحی فوجوں کے ساتھ جلدی سے اس کے پاس گئے اور ان کے بالمقابل قلعہ میں اترے اور عریف اور خالد بن عامر کی اولاد جلدی سے زوادہ کی طرف گئی تاکہ سلطان کے ہاتھ میں ہاتھ دینے سے پہلے انہیں علاقے سے باہر نکال دیں پس انہوں نے جمعرات کے روز ذوالقعدہ کے آخری دنوں میں ۸۷۹ھ میں صبح کو ان پر حملہ کر دیا اور ان کے درمیان سخت جنگ ہوئی تو شروع شروع میں زوادہ بھاگ گئے اور آخر کار انہیں غلبہ حاصل ہو گیا اور جنگ میں زغبہ کے کچھ لوگ مارے گئے اور وہ انہیں روکنے سے مایوس ہو گئے پس وہ حصین اور امیر ابوزیان کی طرف مڑ گئے اور اپنے چراگاہ تلاش کرنے والے کے ساتھ ان کے پاس چلے گئے اور سلطان ابوحمو کے خلاف ان کے مددگار بن گئے اور انہوں نے اس کے

پڑاؤ پر غارت گری کی اور اس کی طرف جا کر اس کے ساتھ نہایت پامردی سے جنگ کی پس اس کے میدان میں بھگدڑ مچ گئی اور اس کی فوجوں کو شکست ہو گئی اور خود وہ صحرا کے راستے بچ کر تلمسان چلا آیا اور زوادیہ اپنے وطن کی طرف بھاگ گئے اور زغبہ کے تمام عرب امیر ابوزیان کے پاس جمع ہو گئے اور اس نے شکست خوردہ لوگوں کا تعاقب کیا اور سیرات میں اترا۔

سلطان ابو جمو اور خالد کی جنگ: اور سلطان ابو جمو اپنی قوم اور بنی عامر کے جو لوگ باقی رہ گئے تھے ان کے ساتھ نکلا اور خالد اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے آگے بڑھا تو سلطان نے اُسے شکست دی اور لوگ اس کے پیچھے سے بھاگ گئے پھر اس نے اس کے ساتھ خط و کتابت میں نرم رویہ اختیار کیا اور اس کے لئے مال خرچ کیا اور شرائط طے کرنے میں اسے کھلا اختیار دیا اور وہ اس کی خدمت میں لگ گیا اور امیر ابوزیان عریف کی اولاد سے پختہ دوستی رکھتے ہوئے اپنے حصین کے مددگاروں کی طرف واپس آ گیا پھر محمد بن عریف سلطان کی اطاعت میں چلا گیا اور اسے ضمانت دی کہ وہ اپنے بھائی کو مخالفت سے روک دے گا اور اس نے اس بارے میں بہت کوشش کی پس سلطان نے اس پر الزام لگایا اور اس کے دشمن خالد بن عامر نے اُسے اس پر مصیبت ڈالنے کے لئے آمادہ کیا تو اس نے اُسے گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا اور اس کے بھائی ابو بکر کی نفرت مستحکم ہو گئی۔

سلطان ابو جمو اور ابو بکر کی جنگ: اور سلطان نے اپنی قوم اور تمام بنی عامر کے ساتھ • ع • میں اس پر حملہ کیا اور ابو بکر کی پوزیشن بھی مضبوط ہو گئی پس اس نے الحمرث بن ابی مالک اور ان کے پیچھے حصین کو جمع کیا اور وہ دراک اور حیلری کے پہاڑوں میں قلعہ بند ہو گئے اور سلطان اپنی فوجوں کے ساتھ بلاد دیالمہ کو الحمرث سے واپس لینے کے لئے اترا پس اس نے انہیں تباہ و برباد کر دیا اور انہیں نکل گیا اور اس کی کھیتوں کو تباہ کر دیا اور اس کے محزانوں کو لوٹ لیا اور ابو بکر اور اس کے ساتھی جو الحمرث اور حصین سے تھے اس کے سامنے ڈٹ گئے اور امیر ابوزیان ان کے درمیان تھا پس اس نے انہیں چھوڑ دیا اور بلاد عریف اور ان کی سوید قوم پر حملہ کر دیا اور انہیں برباد کر دیا اور ابن سلامہ کے قلعے کو بھی برباد کر دیا کیونکہ وہ ان کا سب سے خوب صورت ٹھکانہ تھا اور تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور وہ سمجھتا تھا کہ اس نے اولاد عریف سے اپنے آپ کو شغادی ہے اور انہیں ان کے وطن میں مغلوب کر لیا ہے اور انہیں ان کے دشمن کا مقام دیا ہے اور ابو بکر کے مغرب چلے جانے اور بنی مرین کے حملے کا ذکر ہم بیان کریں گے۔

فصل

سلطان عبدالعزیز کے تلمسان پر چڑھائی کر کے

اس پر قابض ہونے اور بلاد الزاب میں الدوس

مقام پر ابو جمہ اور بنی عامر کے مصیبت میں

پڑنے اور ابوزیان کے تیطری سے نکل کر

ریاح کے قبائل میں جانے کے حالات

جب ابو جمہ نے محمد بن عریف کو گرفتار کر کے اس کی قوم سوید کی جمعیت کو پریشان کر دیا اور اس کے علاقے میں فساد پیدا کر دیا تو اس کے بڑے بھائی کا ارادہ ہوا کہ وہ شاہ مغرب کے پاس فریادی بن کر جائے پس وہ اپنے بنی مالک کے چراگاہ تلاش کرنے والے آدمی کے ساتھ اس کی طرف کوچ کر گیا اور اس نے سوید دیا لم اور عطا ف کے قبائل سے لوگوں کو اکٹھا کیا یہاں تک کہ وہ طویہ کی زمین میں جا اتر ابو مغرب کی سرحدوں کے ساتھ ہے اور اپنے بڑے بھائی و ترمار کے ہیڈ کوارٹر میں گیا جو مرادہ کے اس محل میں تھا جس کی حد بندی اس نے وادی طویہ کو بنی مرین کی حکومت کے ماتحت واپس کرتے اور ان کی پناہ میں دیتے وقت کی تھی کیونکہ ان کی حکومت کا دار و مدار اس کے ہاتھ میں تھا اور ان کے کام اس کی آراء سے تکمیل پاتے تھے یہ ایک ایسی بات تھی جس کا وہ اپنے باپ عریف بن یحییٰ سے سلطان ابوسعید اور اس کے بیٹے ابوالحسن اور اس کے بیٹے ابوحنان کے ساتھ وارث ہوا تھا پس طوک مغرب نے اس بارے میں اس کے اسلاف کے طریقوں کو قبول کر لیا اور اس کی رائے سے برکت حاصل کی اور اس کے مشورے سے سکون حاصل کیا پس جب اس کا بھائی ابو بکر شاہ مغرب سے پوشیدہ طور پر اس کے پاس آیا اور اس نے اپنے دوسرے بھائی محمد کے قید ہونے کی اطلاع دی تو اس نے اپنے عزائم کو تیز کیا اور اپنے بھائی ابو بکر اور ان کی قوم بنی مالک کے مشائخ کو سلطان عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن کے پاس بھیجا جب وہ جیل بختا کو فتح کر کے اور عامر بن محمد بن علی پر جو اس کے قلعے میں افتراق پیدا کرنے کے لئے آ رہا تھا کامیابی حاصل کر کے واپس آ رہا تھا پس وہ

اسے راستے میں ملے اور وہ بھی انہیں نہایت عزت و احترام سے ملا تو انہوں نے اس سے اپنے بھائی کے بچانے کے لئے مدد طلب کی پس اس نے ان کی دادخواہی کو قبول کیا اور انہوں نے اسے تلمسان کی حکومت اور اس کے ماوراء علاقے کے متعلق رغبت دلائی تو اس کی قوم نے اس بات پر اتفاق کیا کیونکہ اس کے دل میں سلطان ابوحمو کے متعلق ناراضگی پائی جاتی تھی اس لئے کہ وہ ہر اس آدمی کو قبول کر لیتا تھا جو معطلی عربوں میں سے حکومت کا مددگار یا سحرالی آدمی اس کے پاس آتا تھا۔

سلطان عبدالعزیز کا تلمسان پر حملہ کرنا: پس اس نے تلمسان پر چڑھائی کرنے کا عزم کر لیا اور اپنی باگ و تار مار کے ہاتھ میں دے دی اور قاس کے میدان میں پڑاؤ ڈال لیا اور مغرب کی سرحدوں اور مضافات میں فوجیں جمع کرنے والوں کو بھیجا پس فوجیں اکٹھی کرنے والے اس کے دروازے پر کھڑے ہو گئے اور وہ اگلے ہی میں عید الاضحیٰ کی قربانیاں ادا کرنے کے بعد کوچ کر گیا اور سلطان ابوحمو کو بھی اطلاع پہنچ گئی۔ اس وقت بھاء میں پڑاؤ کئے ہوئے تھا تو وہ اگلے پاؤں تلمسان واپس آیا اور اس نے اپنے مددگاروں میں عبید اللہ اور معطلی عربوں کے غلیفوں کو بھیجا تو انہوں نے اس کے جواب میں خاموشی اختیار کر لی اور شاہ مغرب کی طرف چلے گئے پس اس نے بنی عامر کی طرف جانے کا پختہ ارادہ کر لیا اور ماہ محرم ۵۷۷ھ میں بھاگ گیا اور سلطان عبدالعزیز اس کے بعد یوم عاشورہ کو تلمسان میں اترا اور اس نے وثر مار بن عریف کو اس کی اتباع میں فوجیں بھیجنے کا اشارہ کیا پس سلطان نے اپنے وزیر ابو بکر بن غازی بن السکا کو بھیجا یہاں تک کہ وہ بھاء پہنچ گیا پھر وہیں وثر مار بھی اس کے ساتھ مل گیا اور اس نے سب عربوں کو اکٹھا کر لیا اور سلطان ابوحمو اور بنی عامر کے تعاقب میں جلدی سے گیا اور وہ بہت دور چلے گئے تھے اور زواودہ کے ہاں اترے تھے اور بنی عامر و بنی عامر نے ان کی طرف عبدالعزیز کو بھیجا کہ وہ انہیں اس کی اطاعت اختیار کرنے اور بنی عامر کے ساتھیوں اور سلطان سے دور کرنے پر آمادہ کرے اور اس نے فرج بن عیسیٰ بن عریف کو حصین کی اطاعت حاصل کرنے اور ابوزیان کو اپنے وارث بننے میں بلائے اور اس کے عہد کو توڑنے کے لئے بھیجا اور یہ دونوں اکٹھے ہی اپنے دوستوں میں سے سب سے پہلے ابوزیان کے پاس گئے اور وہ زواودہ میں سے یحییٰ بن علی بن سباع کی اولاد کے پاس چلا گیا اور میں ان کے پاس گیا اور میں نے سلطان کی رضامندی کے لئے انہیں پناہ دینے کی اہمیت کم کر دکھائی اور میں نے انہیں ابوحمو اور بنی عامر کے معاملے میں اعتناء کیا اور ان کے مشائخ وثر مار اور وزیر ابو بکر بن غازی کے پاس گئے اور انہوں نے ان دونوں کو اس کا راستہ بتایا تو انہوں نے جلدی سے جا کر الدوس میں ان کی فرید گاہ پر شب خون مارا جو مغرب کی جانب الزاب کی آخری عملداری ہے پس انہوں نے ان کی فوجوں کو منتشر کر دیا اور سلطان ابوحمو کی تمام چھاؤنی کو ان کے مال و متاع سمیت لوٹ لیا اور ان کی جماعت مصاب چلی گئی اور فوجیں وہاں سے واپس آ گئیں اور جبل راشدہ کے سامنے صحرا میں بنی عامر کے محلات میں داخل ہو گئے پس انہوں نے انہیں لوٹ لیا اور برباد کر دیا اور ان میں خرابی کی اور اگلے پاؤں تلمسان واپس آئے اور سلطان نے اپنے کارندوں کو مغرب اوسط کے بلاد ہران، الجلیانہ، الجزائر، المریہ اور جبل و انشریس میں پھیلا دیا جس سے اس کی حکومت منظم و مرتب ہو گئی اور اس کا دشمن اس سے دور ہو گیا اور صرف بلاد مفراوہ میں فتنہ کی آگ کی ایک چنگاری باقی رہ گئی۔

اور خالد کچہری میں غصے ہو کر جبل بنی سعید میں جا کر قلعہ بند ہو گیا اور سلطان نے اس کے محاصرہ کے لئے فوجیں تیار کیں اور اپنے وزیر عمر بن مسعود کو اس کام کے لئے بھیجا جیسا کہ ہم نے مفراوہ کے حالات میں بیان کیا ہے اور وہ ذلیل ہو گیا

اور ان دنوں میں نے اس کے پاس زواودہ کے مشائخ کو بھیجا تو اس نے ان کی بہت عزت کی اور وہ واپس آئے تو ان کے تھیلے بھرے ہوئے تھے اور ان کے دل صاف تھے اور ان کی زبانیں شکر یہ ادا کر رہی تھیں اور ان کا یہی حال رہا یہاں تک کہ کچھ ہوا جس کا حال ہم بیان کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصل

مغرب اوسط کے اضطراب اور ابوزیان کے
تطیری کی طرف واپس آنے اور ابوحمو کے تلمسان
پر چڑھائی کرنے پھر ان دونوں کے شکست

کھانے اور بقیہ نواح میں دھتکارے جانے کے حالات

زغہہ کے بنی عامر بنی عبدالوار کی حکومت کے آغاز میں ان کے قلعہ مدگار تھے اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں سوید بن مرین کے قلعہ دوست تھے اور عریف اور اس کے بیٹوں کی سلطان ابوالحسن کے ہاں جو قدر منزلت تھی وہ ایک مشہور بات ہے پس جب الدوس میں ان کے قبائل ابوحمو کے ساتھ لوٹے گئے تو وہ بنی مرین کی آمد سے مایوس اور خوف زدہ ہو کر جنگ کی طرف چلے گئے کیونکہ دتر مار بن عریف اور اس کے بھائی حکومت میں تھے پس انہوں نے اپنے سلطان ابوحمو پر مہربانی کی اور اس کے ساتھ جنگوں میں گھومتے پھرے پھر جو بن منصور اپنی قوم کے اطاعت گزار عبید اللہ معقلی کے ساتھ ان کے پاس آیا اور انہوں نے وعدہ پر حملہ کر دیا پس حکومت کے خلاف شقاق کی آگ بھڑک اٹھی اور حصین اپنے انجام کے بارے میں سلطان سے ڈر گئے کیونکہ وہ شقاق و عناد کی طرف منسوب ہوتے تھے پس انہوں نے اپنے سلطان ابوزیان کی طرف اپنے ہاتھ بڑھائے اور اسے یحییٰ بن علی کی اولاد کے اجتماع کی جگہ سے واپس بلانے کے لئے اپنے مشائخ کو بھیجا پس وہ ان کے درمیان اترے اور انہوں نے اس کے ساتھ المریہ پر حملہ کر کے اس کے نواح پر قبضہ کر لیا اور المریہ کا شہر ان کے سامنے ڈٹا رہا اور مسلسل یہی کیفیت رہی اور مغرب اوسط سلطان کے خلاف حرکت میں آ گیا اور اس کی اطاعت چھوڑ دی اور اس نے فوجوں کو حصین اور مغراوہ سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا پس ابوحمو اور بنو عامر نے اسے تلمسان لانے کا پختہ ارادہ کر لیا اور جب اس کے قریب اترے تو سلطان عبدالعزیز نے اپنے ایک مدگار کے ذریعے خالد بن عامر اور زغہہ سے مال کے بارے میں سازش کی اور ابوحمو نے اس کے ایک رشتہ دار سے مل کر اور اس کی رائے پر گرفت کر کے اسے ناراض کر دیا تھا پس وہ شاہ

مغرب کی طرف مائل ہوا اور اس نے ابو حمو کے عہد سے دست کشی کر لی۔

سلطان عبدالعزیز کا خالد کی طرف فوج بھیجنا: اور سلطان عبدالعزیز نے خالد کی طرف اپنی فوج بھیجی پس اس نے ابو حمو اور اس کے ساتھی عربوں عبید اللہ اور بنی عامر پر حملہ کر دیا اور اس نے ان کی چھاؤنی اور اموال کو لوٹ لیا اور اس کی بیوی اور لونڈیاں پیچھے بٹھا کر سلطان کے محل میں لائی گئیں اور اس نے ان کے غلام علیہ کو گرفتار کر لیا تو سلطان نے اس پر احسان کیا اور اسے خواص اور وزراء میں شامل کر لیا اور زعبہ نے شاہ مغرب کی خدمت کا عہد کر لیا اور سلطان کے نزدیک یہ فتح بلادِ مفرادہ کی فتح کے برابر ہو گئی اور اس کا وزیر ابو بکر بن غازی جبل بنی سعید پر حطب ہو گیا اور اس نے حمزہ بن علی بن راشد کو اس کے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ پکڑ لیا اور انہیں قتل کر کے انہیں سلطان کے دایرہ الحلائے میں بھجوا دیا اور ملیانہ کے میدان میں ان کے اعضاء کو صلیب دیا گیا پس فتح کی تکمیل ہو گئی۔

اور سلطان نے اپنے وزیر ابو بکر بن غازی کو حصین پر حملہ کرنے کا اشارہ کیا پس اس نے ان پر حملہ کیا اور اس نے مجھ سے گفتگو کی اور میں اس کے پروپیگنڈہ کے لئے بسترہ میں مقیم تھا کہ زوادہ اور ریاح سے اس کے مددگاروں کو اکٹھا کروں اور تیسری کے قلعے پر وزیر اور فوجوں کی ملاقات ہوئی پس ہم نے کئی مہینے اس سے جنگ کی پھر ان کی فوج تتر ہو گئی اور وہ قلعے سے بھاگ گئے اور پوری طرح تباہ ہو گئے اور ابو زبیل سید حاکم اور الزاہب کے مہتممین ہمارے شہر میں پہنچ گیا کیونکہ فوجوں کی پہنچ سے دور تھا پس انہوں نے اسے پناہ دی اور اس کی عزت کی اور وزیر نے محالہ اور حصین کے قبائل پر بڑے بڑے ٹکس لگا دیئے جسے انہوں نے ہاتھوں سے ادا کیا اور اس نے ان کی وصولی کے لئے انہیں دہالیا اور سرحدوں کی جانب پر قبضہ کر لیا اور بڑی شان اور غلبے کے ساتھ تلمسان کی طرف واپس آ گیا۔

اور سلطان نے اس کی آمد پر اس کی خاطر ایک عظیم الشان نشست کی جس میں اسے انعام و اکرام سے نوازا اور اس کے ساتھ جو عرب وفود اور قبائل تھے انہیں بھی اسی طرح انعام و اکرام سے شاد کام کیا اور اس نے زعبہ کے امراء عرب سے ان کے عزیز بیٹے اطاعت کی شرط پر ان سے بطور برغمال مانگے اور انہیں تیکورارین سے ابو حمو کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا پس وہ اس کام کے لئے چل پڑے۔

سلطان عبدالعزیز کی وفات: اور سلطان عبدالعزیز اپنے وزیر اور اپنی فوجوں کی آمد سے چند راتیں قبل آخر رجب الاول ۴۷۱ھ میں ایک مہینہ مرض سے فوت ہو گیا جس کے غلبہ سے وہ پوشیدگی اور صبر کے ساتھ بچتا تھا اور بڑے مرین اس کے بیٹے کی مردانہ وار بیعت کرنے کے بعد مغرب میں اپنے مقبوضات کی طرف واپس آ گئے اور اسے سعید کا لقب دیا اور انہوں نے اس کا معاملہ وزیر ابو بکر بن غازی کے سپرد کر دیا پس اس نے ان کا امران پر نافذ کیا اور اس کی یہی حالت رہی جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

سلطان ابوحمو الاخیر کی تلمسان کی طرف واپسی

اور بنی عبدالواؤد کو تیسری بار حکومت ملنے کے حالات

جب سلطان عبدالعزیز فوت ہو گیا اور بنی مرین مغرب کی طرف واپس آ گئے تو انہوں نے تلمسان سے دور ہونے کی وجہ سے ابوحمو کی مدافعت کے لئے بنی غمر اس کے شرقاً میں سے ابراہیم بن سلطان ابوتاشغین کو مقرر کیا جو ان کی حکومت کو اس وقت سے جب سے اس کا باپ فوت ہوا تھا عہدگی سے چلا رہا تھا اور اس کے مددگاروں میں سے سلطان ابوحمو کا غلام علیہ بن موسیٰ کھسک گیا اور ان کے کوچ کی صبح کو شہر کی طرف چلا گیا اور اپنے آقا کی دعوت کا ذمہ دار بن گیا اور ابراہیم بن تاشغین نے اُسے اس کے ارادے سے روکا اور سلطان ابوحمو کے مددگاروں کو جو مہملی عربوں میں سے غمور بن عبید اللہ کی اولاد تھے خبر پہنچی مگلی تو انہوں نے نجیب کو اس وقت اس کے پاس بھیجا جب لوگوں نے اس پر غلبہ پالیا اور اس نے سوڈان کی طرف سفر کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا کیونکہ اسے خبر ملی تھی کہ عرب اس پر چڑھائی کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں پس وہ اپنی غربت گاہ سے جلدی جلدی چلا اور اس کے ولی عہد بیٹے عبدالرحمن ابوتاشغین نے ان کے مددگار عبداللہ بن صفیر کے ساتھ اس سے سبقت کی پس وہ شہر میں داخل ہو گئے اور ان کے پیچھے سلطان بھی ان کے دخول کے چوتھے دن بعد آ گیا اور اس نے دوبارہ اپنی سلطنت حاصل کی اور اپنے تخت پر بیٹھا اور یہ ایک عجیب بات ہے کہ اس نے اسی وقت اپنے ان وزراء کو گرفتار کر لیا جن پر اس نے خالد بن عامر کے ساتھ سازش کرنے کا الزام لگایا تھا کیونکہ اس نے اس سے عہد شکنی کی تھی اور اس کے دشمن کی مدد کی تھی۔ پس اس نے اس دن غصے کی وجہ سے.....

..... انہیں قید خانے میں ڈال دیا اور اس کی وجہ سے خالد اور اس کے خاندان کی نفرت اس سے مستحکم ہو گئی اور عریف بن یحییٰ کی اولاد کی دوستی بنی عامر کے فخر اور سلطان عبدالعزیز کے اُسے قتل کے لئے پیش کرنے کی وجہ سے اُسے حاصل ہو گئی اور ان کے سردار و ترمار کے مقام کی وجہ سے اسے ملوک مغرب کے احسانات کو روکنے کے بارے میں اس پر اعتماد ہو گیا اور وہ اپنے وطن کو درست کرنے کے لئے واپس آ گیا اور بنو مرین نے مغرب کی طرف ان کے منتشر ہونے کے وقت مفراوہ کے ہمسروں اور پھر بنی مندیل علی بن مردون بن ثابت بن مندیل سے جنگ چھیڑ لی اور اسے سلطان ابوحمو سے مزاحمت کرنے اور اس کی حکومت کے شرقاً کو باغی بنانے کے لئے بھیجا اور اس کے عہداد ابو زیان نے بلاد حصین پر حملہ کیا اور ان دونوں کے ساتھ اس کے حالات کو ہم بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

ابوزیان بن سلطان ابی سعید کی بلا و حصین کی

طرف واپسی اور پھر وہاں سے اس کے

خروج کے حالات

جب سلطان عبدالعزیز فوت ہو گیا اور امیر ابوزیان بن سلطان ابی سعید کو خبر ملی کہ وہ اپنی نجات کا وہ دار کلا میں ہے تو اس نے وہاں سے نکول پر حملہ کیا اور اس جانب چلا گیا جہاں وہ الگ تھلک مقیم تھا اور ابوحمو کی چیدہ جگہ بھی وہیں پر تھی پس وہ پہلے کی طرح اس کی دعوت کے لئے خاص ہو گئی اور اس کے باشندے اس کی اطاعت میں واپس آ گئے پس سلطان ابوحمو اپنے مضامقات کو سدھارنے اور اپنی سلطنت کی اطراف کو درست کرنے اور اپنے مقبوضات سے خوارج کو دور کرنے کے لئے نکلا اور اس معاملے میں زحہہ کے صحرائی لوگوں کے امیر ابو بکر اور محمد نے اس کی مدد کی جو حریف بن یحییٰ کے بیٹے ہیں اور ان دونوں سے بڑے و تر مارنے ان سے ساز باز کی اور انہیں سلطان کی خیر خواہی اور دوستی میں لگا دیا جس کی وجہ سے ان دونوں نے سہل تر اور واضح تر طریق اختیار کیا اور سلطان نے خالد اور اس کے خاندان سے عہد شکنی کی اور ان پر زمین تکف کر دی اور وہ مغرب میں چلے گئے کیونکہ پہلے بھی وہ سلطان عبدالعزیز کے پاس گئے تھے اور سلطان نے اپنے پاس سے اہل اہم کی اور اس نے جنگوں کے بعد ان دونوں کی مدد سے ۵۰۰۰۰ میں علی بن مردونہ کو ارض شلف سے نکال دیا ان جنگوں میں اس کا ایک بھائی رحمون بن مردونہ مارا گیا اور وہ بجایہ کی طرف چلا گیا اور وہاں سے کشتی پر سوار ہو کر مغرب کو چلا گیا۔ پھر سلطان ابوحمو نے شلف کے ماوراء علاقے پر پیش قدمی کی۔

محمد بن عریف کی سفارت: اور محمد بن عریف نے اس کے اور اس کے عم زاد کے درمیان سفارت کی حالانکہ اس سے پہلے اس کے بہت سے ثعلابی اور حسینی مددگار اس کی طرف آ گئے تھے کیونکہ اس نے انہیں اموال دیئے تھے نیز اس وجہ سے کہ وہ جنگ کی طوالت سے اکتا گئے تھے اور اس نے اس کے ساتھ اس نادان پر جو وہ اسے دے گا یہ شرط لگائی کہ وہ اس کے وطن سے نکل کر ان کے ریاحی پڑوسیوں کے پاس چلا جائے تو اس نے یہ بات قبول کر لی اور جنگ کے ہتھیار پھینک دیے اور اپنے بغاوت کے مقام کو چھوڑ گیا اور محمد بن عریف کا وہاں بہت اچھا اثر تھا اور اس نے ثعلابہ کے سردار سالم بن ابراہیم سے جو عجمی

اور الجزائر کے شہر پر مہلب تھا دوستی کر لی حالانکہ اس سے پہلے اس نے جنگ میں خوب گھوڑے دوڑائے تھے پس اس نے سلطان سے اس کے لئے پروانہ امان اور اس کی قوم اور عملداری پر اس کی حاکمیت کا عہد طلب کیا اور سلطان نے اپنے بیٹوں کو اپنی عملداریوں کی سرحدوں پر حاکم مقرر کیا پس اس نے اپنے بیٹے کو سالم بن ابراہیم کی نگرانی کے لئے اتارا جو اس کے قابو میں تھا اور اپنے بیٹے ابوزیان کو اس کے نزدیک کے علاقے میں اتارا اور سلطان اس کی طرف پر قبضہ کرنے اور اس کی عملداری کی اطراف کو درست کرنے کے بعد اپنے دار الخلافہ تلمسان میں واپس آ گیا اور اس نے اپنے مددگاروں کے دلوں کی اصلاح کو دی اور اپنے دکن کے مددگاروں سے دوستی کر لی یہ ایک بے نظیر فتح تھی حالانکہ اس سے پہلے اس نے حکومت کی باگ دوڑ چھوڑ دی تھی اور سلطان کے قانون کو خیر باد کہہ دیا تھا اور وہ اپنی قوم اور اس کے مقبوضات سے الگ ہو کر زمین کی اس جانب اس شخص کی پناہ میں چلا گیا تھا جو نہ اس کے حکم کو نافذ کرتا تھا اور نہ اس کی اطاعت کرتا تھا۔

فصل

عبداللہ بن صغیر کے حملہ کرنے اور ابوبکر بن عریف کے بغاوت کرنے اور ان دونوں کے امیر ابوزیان کی بیعت کرنے اور ابوبکر کے اطاعت کی طرف رجوع کرنے کے حالات

خالد بن عامر اور اس کے بھتیجے عبداللہ بن صغیر اور عامر بن ابراہیم کی اولاد میں سے جو اس کے دیگر بھائی تھے وہ مغرب میں بنی مرین کے پاس فریادی بن کر گئے تھے کیونکہ ان کے اور ابوحمو کے درمیان وہ کام ہوا تھا جو خالد نے اس کے ساتھ کیا تھا اور عبداللہ بن صغیر اپنے فریادی سے مایوس ہو گیا تھا کیونکہ وتر بن عریف نے حاکم مغرب اور حاکم تلمسان کے درمیان مصالحت کر دادی تھی پس وہ اپنی قوم کے ساتھ جنگل میں گھس گیا اور زغہ کے وطن میں چلا گیا اور اس نے جبل راشد پر حملہ کیا جہاں العمور رہتے تھے جو بنی حلال میں سے سوید کے حلیف تھے پس سوید نے انہیں ہر دکا اور ان کے درمیان شدید جنگ ہوئی جس میں سوید کو ان پر فتح حاصل ہوئی اور اس دوران میں سلطان اور ابوبکر بن عریف کے درمیان جبل وانشریس کے حاکم یوسف بن عمر بن عثمان کی وجہ خرابی پیدا ہو گئی سلطان اسے اس کی عملداری سے معزول کرنا چاہتا تھا تو ابوبکر کو اس قدیم دوستی کی وجہ سے جوان دونوں کے اسلاف میں پائی جاتی تھی غصہ آ گیا تو اس سے جنگ کے بعد عبداللہ بن صغیر سے ہتھ جوڑی کر لی اور اسے ابوزیان کی بیعت کرنے کی دعوت دی تو اس نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور انہوں نے رباح کے میدانوں میں اس کی قیام گاہ پر اپنے آدی بھیجے پس انہوں نے اس کے ساتھ ان کا تعلق کر دیا اور اسے امیر مقرر کر دیا اور محمد بن عریف سوید کی ایک جمعیت کے ساتھ سلطان کے پاس آ گیا اور سلطان نے اسے اپنے ساتھی قبائل بنی عبدالواد معقلی

عربوں اور زغیبہ کے ساتھ اٹھا اور ابوزیان کے مددگاروں کے ساتھ ساز باز کی اور ابوبکر کو شرط مقرر کرنے پر حکم مقرر کیا پس وہ دوستی اور اطاعت اختیار کرنے کی طرف پلٹ آیا اور ابوزیان زوادہ کے بیروں میں اپنی جگہ پر واپس آ گیا اور سلطان اپنے دار الخلافہ کو جلدی سے چلا گیا اور اپنے تخت کو نہ کر دیا اور اس کے بعد وہ کچھ ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔

فصل

مغرب سے خالد بن عامر کے پہنچنے اور اس کے

اور سوید کے ابی تاشفین کے درمیان جنگ

برپا ہونے اور اس میں عبداللہ بن صغیر اور اس

کے بھائیوں کے ہلاک ہونے کے حالات

جب خالد کو مغرب میں اپنی جگہ پر اپنے بھائی صغیر کے بیٹے عبداللہ کے متعلق اطلاع ملی تو وہ بنی مرین کی مدد سے مایوس ہو کر مغرب سے واپس آ گیا اور ان سے مدد طلب کرنے میں اس کی کوشش ناکام ہو گئی کیونکہ ان میں انتشار پایا جاتا تھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور اس کے ساتھ ساسی بن سلیم بھی اپنی قوم بنی یعقوب کے ساتھ آ گیا اور دونوں قبیلوں نے بلاد ابی حمو میں فساد کرنے پر ایک کر لیا اور ہر سمت سے جنگجو ان کے پاس جمع ہو گئے اور انہوں نے اطراف پر حملہ کر دیا اور بلاد میں غارت گری کی اور اولاد عریف نے ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے اپنی قوم سوید اور اپنے عطف کے حلیفوں کو جمع کیا اور انہوں نے سلطان کے پاس فریادی بھیجا تو اس نے اپنے اور ان کے دشمن سے جنگ کرنے کے لئے اپنے بیٹے ابوتاشفین کو بھیجا جو اس کی قوم میں اس کا ولی عہد بھی تھا اور وہ جنگ کے لئے فوجوں کے ساتھ نکلا اور جب یہ بلاد ہوارہ میں پہنچا تو اس کی فوج نے وہاں پڑاؤ کر لیا اور ان کے مددگاروں کا فریادی سواریاں بٹھانے سے قبل ہی ان کے پاس پہنچ گیا پس اس نے چلنے میں جلدی کی اور اپنے مددگاروں اور اولاد عریف اور زغیبہ میں سے حکومت کے جو مددگار ان کے ساتھ تھے ان کے پاس پہنچ گیا اور وہ اس وادی کی طرف جلدی سے چلے جو قلعہ کے مشرق میں تھی پس دونوں فوجوں نے جنگ کی اور بقیہ دن جنگ کرنے میں توقف کیا اور انہوں نے شب خون کے خوف سے آگ جلا کر روشنی حاصل کی اور تیاری کرنے لگے اور لوگ جنگ کی محبت میں چلے پس انہیں قوم کی جنگ نے حیران کر دیا اور صفوں نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا اور بہادروں نے نشان لگائے اور جنگ سخت ہو گئی اور خوشخبری کی ہوا چلی اور اس کے لئے امیر کے جھنڈے لہرائے اور طبل جنگ بجا اور گھمسان کارن

پڑا اور عربوں کے دستوں نے اس کا رخ کیا پس ان میں سے جنگ میں بہادریوں نے برأت کا اظہار کیا اور چلے گئے اور معرکہ نے عبداللہ بن صفیر کی موت کو واضح کر دیا پس ابوتاشیفین نے حکم دیا اور اس کا سر کاٹ دیا اور اپنی اس کے باپ کے پاس جلدی سے گیا پھر سوار یوں نے اس کے بھائی ملوک بن صفیر کو عباس کے ساتھ جو اس کے چچا موسیٰ بن عامر کا بھتیجا تھا تباہ کر دیا اور محمد بن زبیاں ان کے خاندان کے سرداروں میں سے تھا جو اپنی فوجوں کے ساتھ حملے کرتے تھے اور ان کے بستروں میں لیٹتے تھے گویا انہیں ہلاکت کے لئے بٹھایا گیا تھا پس گھوڑوں کے سموں نے انہیں روند دیا اور سوار یوں کا غبار ان پر چھا گیا اور فوجوں نے ان کے تعاقب میں اپنی باگیں ڈھیلی چھوڑ دیں پس وہ ان کے اوتنوں اور اموال کو لے گئے اور ان دنوں صحیح بہت ہو گئیں اور رات نے انہیں ڈھانپ لیا پس وہ اس کے بازو تلے چھپ گئے اور ان کی جماعت جبل راشد میں چلی گئی اور ابوتاشیفین نے اپنے باپ کو اپنے غلبے سے خوش کر دیا اور خدا نے اس پر جو احسان کیا اس کے سرور سے اسے بھرپور کر دیا اور الحضرۃ میں اپنے باپ کے پاس اس حال میں واپس آ گیا کہ اس کے تھیلے غنیمت سے اور پسلیاں خوشی سے اور زمانہ اس کے اور اس کی قوم کے ذکر سے بھرپور تھا اور خالد اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ سیدھا چلا گیا اور جبل راشد میں پہنچ گیا یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا کہ جس کا تذکرہ ہم کریں گے۔

فصل

سالم بن ابراہیم کے بغاوت کرنے اور باوجود اختلاف کے خالد بن عامر کی مدد کرنے اور دونوں کے امیر ابوزبیاں کی بیعت کرنے پھر خالد کی وفات پا جانے اور سالم کے اطاعت کی طرف مراجعت کرنے اور ابوزبیاں کے بلاد البحرید کی طرف

جانے کے حالات

یہ سالم بن ابراہیم بن ملیکیش کے خاتمہ کے وقت سے لے کر معیجہ کے قلعے پر مغلب ثعالیہ کا سردار تھا اور جیسا کہ ہم نے معقل کے تذکرہ کے وقت ان کے حالات میں بیان کیا ہے کہ ثعالیہ میں اس کے گمرانے کو امارت حاصل تھی اور بجایہ پر ابوحمو کی مصیبت کے بعد جب ابوزبیاں کا فتنہ اٹھا اور عربوں کی ہوا چلی اور ان کی حکومت مضبوط ہو گئی تو یہ سالم پہلا شخص تھا

جس نے اس فتنہ میں اپنا ہاتھ ڈبویا اور الجزائر کے گمرانوں میں سے علی بن غالب کے ساتھ دھوکہ کیا حالانکہ وہ الجزائر سے اس وقت سے جلا وطن تھا جب سے بنو مرین بنی عثمان کے زمانے میں مغرب اوسط پر مقلب ہوئے تھے اور جب فتنہ سے ماحول تاریک ہو گیا اور ابوحمو کے بارے میں اہل جزائر کی نفرت مستحکم ہو گئی تو وہ وہاں چلا گیا اور وہاں پر خود مختاری کا اظہار کیا اور اوباش اور کینے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور سالم نے القاحیہ سے آ کر اسے الجزائر پر قبضہ کرنے کا لالچ دیا اور اس بارے میں شہر کے سرداروں سے سازش کی اور انہیں اس سے ڈرایا کہ وہ سلطان ابوحمو کی دعوت دینے کا ارادہ کئے ہوئے ہے تو وہ نفرت سے بھڑک اٹھے اور اس پر حملہ کر دیا اور جب اسے معلوم ہوا کہ اس کا گھیراؤ ہو گیا ہے تو اس نے اسے ان کے ہاتھوں سے چھڑایا اور اسے نکال کر اپنے قبیلے کی طرف لے گیا اور اسے وہاں پہنچا دیا اور اس کے کثرتوں کے ماتحت الجزائر کی دعوت کو امیر ابوزیان کی طرف پھیر دیا اور جب بنی مرین کی حکومت آ گئی اور سلطان عبدالعزیز تلمسان میں اتر آیا جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں تو اس نے الجزائر میں ان کی دعوت کو اپنی وفات تک اور ابوحمو کے تلمسان واپس آنے تک قائم رکھا اور ابوزیان کی فوج تیسری آئی تو اس سالم نے اس کی دعوت کو اپنے قبائل میں قائم کیا اور الجزائر کے علاقے میں اس کے عم زاد کی حکومت کو قائم کیا اور جب ابوزیان محمد بن عریف کے ہاتھ پر ریاح کے قبیلوں کی طرف گیا جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں تو سالم نے سلطان سے اپنے عہد کا تقاضا کیا تو اس نے سالم کو الجزائر کا حکمران بنا دیا اور سالم نے ان عملداریوں میں اپنی آزاد حکومت قائم کر لی اور ان کا ٹیکس بھی اپنے لئے جمع کر لیا اور سلطان نے اپنے بقیہ عمال کو اشارہ کیا کہ وہ اسے پورا ٹیکس دیں تو اسے شبہ پڑ گیا اور یہ اپنے معاملے میں مداخلت پر قائم رہا اور اس کے بعد خالد بن عامر کا فتنہ پیدا ہوا اور یہ اس امید پر اس فتنے کی گردشوں کا انتظار کرتا رہا کہ شاید اسے غلبہ حاصل ہو جائے اور سلطان اس جیسے قافلہ ہو جائے پھر وہ کچھ ہوا جس کا اسے وہم و گمان بھی نہ تھا اور سلطان اور اس کے مددگاروں کو غلبہ حاصل ہو گیا اور اس کے اور بنی عریف کے درمیان عداوت پیدا ہو گئی تو اسے خدشہ ہوا کہ کہیں وہ سلطان کو اس پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ نہ کر دے تو اس نے جلدی سے ابوحمو کے خلاف بغاوت کر دی اور امیر ابوزیان ڈٹ گیا اور مخالفین میں سے خالد بن عامر مغرب سے اس کے ساتھ آیا پس ۸۷۷ھ کے آغاز میں اس کے پاس پہنچے اور ان کے درمیان مضبوط معاہدہ طے پا گیا اور اس نے الجزائر میں امیر ابوزیان کی دعوت کو قائم کیا۔

ملیانہ کا محاصرہ: پھر یہ ملیانہ کے محاصرہ کے لئے گئے جہاں پر سلطان کے محافظین موجود تھے پس یہ ملیانہ کو سر نہ کر سکے اور الجزائر کی طرف واپس آ گئے اور خالد بن عامر اپنے بستر پر فوت ہو گیا اور اسے وہیں دفن کر دیا گیا اور اس کے بعد اس کی قوم کی امارت کو اس کے چھوٹے بھائی کے بیٹے مسعود نے سنبھالا۔

اور سلطان ابوحمو نے تلمسان سے اپنی قوم اور اپنے عرب مددگاروں کے ساتھ ان پر حملہ کیا تو یہ جبال حصین میں قلعہ بند ہو گئے اور سلطان کی فوجوں نے دامن کوہ میں ان کے ساتھ جنگ شروع کر دی اور وہاں انہیں مغلوب کر لیا اور دیالم عطا ف اور بنی عامر کے چراگاہیں تلاش کرنے والے انہیں چھوڑ کر صحرا میں چلے گئے اور سالم نے دیکھا کہ ان کا گھیراؤ ہو گیا ہے تو اطاعت کی طرف مائل ہوا اور اس کے ساتھیوں نے اسے اطاعت پر آمادہ کیا اور سلطان نے ان سے اس شرط پر معاہدہ اطاعت طے کیا کہ وہ امیر ابوزیان کو چھوڑ دیں تو انہوں نے ایسے ہی کیا اور وہ انہیں چھوڑ کر بلاد مغرب میں زلیخ مقام

سرخ ابن خلدون سے بلا والجرید کے قتلہ میں چلا گیا اور پھر تو زور چلا گیا اور ان کے پیشوا یحییٰ بن یسلول کے ہاں اترا جس نے اسے خوش آمدید کہا اور اس کی جائے قیام کو وسیع کر دیا یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جسے ہم بیان کریں گے۔

ابوحمو کی تلسمان واپسی: اور ابوحمو تلسمان کی طرف واپس آ گیا اور اس کے دل میں سالم کے بارے میں اس کے بار بار فتنے پیدا کرنے کی وجہ سے گرمی پائی جاتی تھی یہاں تک کہ موسم گرما آ گیا اور عرب اپنے سرمائی مقامات پر چلے گئے تو وہ زمانہ کی فوجوں کے ساتھ تلسمان سے اٹھا اور جلدی جلدی جا کر حجاز کے قلعے پر در در تک غارت گری کی اور ثعالیہ بھاگ کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے اور سالم نے بنی ظلیل کے پہاڑ میں پناہ لے لی اور انہوں نے اس کے بیٹے اور مددگاروں کو الجزائر کی طرف بھیج دیا تو وہ وہاں قلعہ بند ہو گئے اور انہوں نے کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر اس کی کمین گاہ میں اس پر قابو پالیا اور وہ جبال ضہاجہ میں بنی میسرہ کی طرف منتقل ہو گیا اور اپنے اہل و عیال اور مال و محتاج کو پیچھے چھوڑ گیا اور بہت سے ثعالیہ اطاعت اختیار کرنے پر آمادہ ہو گئے اور انہوں نے عجز و انکساری سے سلطان سے امان اور معجزہ کے بارے میں اس کا عہد طلب کیا اور اس نے اپنے بھائی کو دوسری بار عہد شکنی کی وجہ سے سلطان کے پاس بھیجا اور وہ اس بلند پہاڑ کی چوٹی پر اپنے بیٹے ابوتاشیفین کے پاس گیا اور اس نے اُسے رمضان کی آخری دس راتوں میں سے ایک رات کو سلطان کے پاس پہنچا دیا۔ اس نے اپنے عہد کو توڑ دیا اور اس کے بیٹے کی حفاظت کی ذمہ داری کو خیر باد کہہ دیا اور اسی رات کی صبح کو اسے گرفتار کر لیا اور اپنے سالار کو الجزائر کی طرف بھیجا تو اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں اس کی دعوت کو قائم کیا اور اس نے الجزائر کے مشائخ کو اس کے پاس بھیجا تو اس نے انہیں گرفتار کر لیا اور اس نے اپنے وزیر موسیٰ بن مرحوت کو الجزائر کا حاکم مقرر کیا اور خود تلسمان کو واپس آ گیا اور وہاں عید الاضحیٰ گزار دی پھر اس نے سالم بن ابراہیم کو اس کے قید خانے سے نکالا اور اسے شہر سے باہر لے گیا اور اسے نیزے مار مار کر قتل کر دیا اور اس کے اعضا کو نصب کیا اور دوسروں کے لئے عبرت بن گیا۔

ملیانہ اور دہران پر المنصر اور ابوزیان کی تقرری: اور سلطان نے اپنے بیٹے المنصر کو ملیانہ اور اس کے مضافات پر اور دوسرے بیٹے ابوزیان کو دہران پر حاکم مقرر کیا اور حاکم تو زرا بن یسلول نے اس سے خط و کتابت کی اور حاکم بسکرہ ابن قری اور ان دونوں کے کھو بی اور زوادی مددگاروں نے اس سے رشتہ داری کی کیونکہ انہیں سلطان ابوالعباس کے معاملے نے پریشان کیا ہوا تھا اور وہ اپنے شہروں کے بارے میں اس سے خوف زدہ تھے پس انہوں نے ابوحمو سے خط و کتابت کی اور اسے ضمانت دی کہ ابوزیان اس کے ساتھ اس شرط پر مصالحت کرنے کا کہ اس نے اس سے مال کی جو شرط کی ہے اسے پورا کرے اور اپنی طرف سے بلاد موحدین پر جنگ کی آگ بھڑکائے تاکہ اس کی حکومت کی کمزوری اور اس کے عجز کے دوران سلطان ابوالعباس کو ان سے غافل رکھے پس اس نے انہیں اپنے متعلق قدرت رکھنے کا وہم ڈال دیا اور اس بارے میں انہیں لالچ دیا اور وہ ہمیشہ ہی ان کے ساتھ اور وہ اس کے ساتھ مقاربیت اور وعدے کی گفتگو کرتے رہے یہاں تک کہ ابن یسلول کا گھیراؤ ہو گیا اور سلطان اس کے شہر پر قابض ہو گیا اور وہ بسکرہ چلا گیا اور اپنے خروج کے ایک سال بعد وہیں اس کے فوت ہو گیا اور اس کے بعد ابن عزنی ان جھوٹی خواہشات سے بہلتا رہا یہاں تک کہ اس کی حقیقت ظاہر ہو گئی اور اس کا عجز واضح ہو گیا پس اس نے دوبارہ سلطان ابوالعباس کی اطاعت اختیار کر لی اور مصالحت پر قائم ہو گیا۔

ابوزیان کا تو تس جانا: اور امیر ابوزیان سلطان کے دار الخلافہ تو تس چلا گیا جہاں اسے اس امید پر خوش آمدید کہا گیا کہ اس سے اپنے دشمن کے خلاف اور اس عہد میں مغرب اوسط کے حالات کے بارے میں مدد لی جائے گی جیسا کہ ہم نے متعدد بار مضافات اور بہت سے شہروں پر عربوں کے حملے ہونے اور قاصد سے حکومت کے سائے کے سمٹنے اور ساحل سمندر پر اپنے مراکز پر اس کے واپس آ جانے اور ان کی طاقت کے کمزور ہو جانے اور شہر سے ان کے مقابلہ کے معاملے میں قیمتی اموال اور جاگیریں دینے اور بہت سے شہروں سے دوست بردار ہونے اور جلا وطنی سے راضی ہونے اور ایک کو دوسرے کے خلاف اکسا بنے کو مفصل طور پر بیان کیا ہے۔

فصل

سلطان کا مضافات کو اپنے بیٹوں کے درمیان

تقسیم کرنا اور ان کے درمیان حسد کا پیدا ہونا

سلطان ابو جوحہ کے بہت سے لڑکے تھے جن میں ابوتاشفین عبدالرحمن بڑا تھا پھر اس کے بعد ایک ہی ماں کے چار بیٹے تھے جن میں سے اس نے بلاد موحدین میں گشت کے زمانے میں قسطنطینہ کے مضافات سے اپنی فرد گاہ میں شادی کی تھی ان میں المنصر بڑا تھا پھر ابوزیان محمد پھر عمر جس کا لقب غیر تھا پھر مختلف ماؤں سے بہت سے بیٹے تھے اور ابوتاشفین اس کا ولی عہد تھا اور اس نے اسے باقی بیٹوں پر فضیلت دی تھی اور اسے اپنے مشورے میں شامل کیا تھا اور اپنی حکومت کے وزراء کے مقابلے میں اس کی رعایت کرتا تھا پس اس وجہ سے وہ اس کا جانشین اور اس کی حکومت کا منظر تھا اس کے باوجود وہ ان کے ملے بھائیوں پر مہربانی کرتا تھا اور انہیں اپنی تربیت اور خلوت کے مشوروں کا حصہ دیتا تھا پس ابوتاشفین ان سے مکدر ہو گیا پس جب سلطان کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس کی حکومت سے خوارج کے آثار مٹ گئے تو اس نے اپنے بیٹوں کے درمیان مضافات کو تقسیم کرنے اور انہیں امارت کے لئے تربیت دینے اور انہیں اپنے بھائی ابوتاشفین سے دور رکھنے پر غور کیا کہ کہیں وہ ان سے غیرت محسوس کر کے انہیں نقصان نہ پہنچائے پس اس نے ان کے بڑے بھائی المنصر کو ملیانہ اور اس کے مضافات پر حاکم مقرر کیا اور اسے وہاں بھجوا دیا اور اس کے ساتھ اس کا بھائی عمر الاصغر بھی اس کی کفالت میں تھا اور اس نے ان کے درمیان ابوزیان کو المریہ اور اس کے ارد گرد کے بلاد حصین پر حاکم مقرر کیا اور اس نے اپنے بیٹے یوسف ابن المریہ کو تہلس اور اس کے ارد گرد کے علاقے پر جو اس کی عملداری کے آخر میں تھا حاکم مقرر کیا اور ان کی یہی پوزیشن رہی پھر سالم ابو اعلیٰ نے الجزائر میں بغاوت کر دی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں پس سلطان کے پاس شکایت ہوئی کہ اس کے بیٹے ابوزیان نے اس کے خلاف سازش کی ہے پس جب وہ سالم کے معاملے سے فارغ ہوا جیسے کہ بیان ہو چکا ہے تو اس نے اپنے عم زاد ابوزیان کو اپنے مضافات سے الجزیرہ کی طرف نکالی دیا اور اس نے اپنے بیٹے ابوزیان کو قحط پیدا کرنے والے عربوں

سے دور رکھنے کے لئے المریہ سے دہران اور اس کے مضافات کی طرف نقل کرنے پر غور کیا اور اس کے ساتھ اپنے ایک وزیر کو اس پر جاسوس مقرر کیا اور وہ وہاں کا والی بن گیا۔ واللہ اعلم۔

فصل

ابوتا شغین کا اپنے باپ کے کاتب یحییٰ بن

خلدون پر حملہ کرنا

ابوتا شغین کو اپنے بھائیوں سے جو پہلا حسد پیدا ہوا وہ یہ کہ جب سلطان نے اپنے بیٹے ابوزیان کو دہران اور اس کے مضافات پر حاکم مقرر کیا تو ابوتا شغین نے اسے اپنی ولایت میں اپنے لئے طلب کیا اور بظاہر اس کی حاجت پوری کی اور اپنے کاتب یحییٰ بن خلدون کو حکم دیا کہ اس کے بارے میں خط لکھنے میں ہال مٹول سے کام لے یہاں تک کہ وہ اس سے نجات کی راہ پر غور کرے پس کاتب اس سے ہال مٹول کرنے لگا اور حکومت میں ادنیٰ درجہ کی پولیس میں سے ایک کمینہ موسیٰ بن مختلف تھا جو جلا وطنی کے زمانے میں اس وقت تیکورارین میں ان کے ساتھ رہا تھا جب سلطان عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن کی تلمسان میں ان پر حکومت تھی جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔

اور سلطان ابوجمو اور اس کے بیٹے نے اسے اپنی خلوت میں جگہ دی تو وہ اس کی خدمت میں مقرب ہو گیا اور اس نے خدمت کا لحاظ کیا اور جب عبدالعزیز کی وفات کے بعد سلطان تلمسان کی طرف واپس آ گیا تو اس نے اسے مقدم کیا اور اسے خاص کر لیا اور اسے چن لیا اور یہ اس کے قلعہ رازدار دستوں میں سے ہو گیا اور اسی طرح ابوتا شغین نے بھی اسے چن لیا اور اسے اپنے باپ پر جاسوس مقرر کیا اور وہ بھی اس کی طرح سلطان کے کاتب ابن خلدون سے تنگ ہوتا تھا اور اس کے ہاں اس کے تقدم سے غیرت کھاتا تھا اور مقدور بھرا ابوتا شغین کو اس کے خلاف اکساتا تھا پس اس نے ہال مٹول کے درمیان میں اس سے سازش کی کہ کاتب ابن خلدون اس کے بھائی ابوزیان کی خدمت کی وجہ سے خط میں ہال مٹول کر رہا ہے اور اسے اس پر ترجیح دیتا ہے تو ابوتا شغین غصے میں آ گیا اور ۵۰۰ھ میں رمضان میں تراویح کے بعد ایک رات محل سے اس کے واپس گھر لوٹنے کے وقت کمینے لوگوں کی ایک پارٹی کے ساتھ اس کی گھات میں بیٹھ گیا اور وہ ان کے ساتھ شہر کی گلیوں میں کھومتا تھا اور فساد پیدا کرنے کے لئے ان کے ساتھ بھید یوں اور عزت داروں کے گھروں میں رات کو جاتا تھا پس اس نے اسے آ لیا اور خنجر مارے یہاں تک کہ وہ مردہ ہو کر اپنی سواری سے گر پڑا اور اسی رات کی صبح کو سلطان کو خبر ملی تو وہ اپنے سواروں میں کھڑا ہوا اور شہر کی اطراف میں اس پارٹی کی تلاش کے لئے متلاشیوں کو پھیلا دیا پھر اسے اطلاع ملی کہ اس کا بیٹا ابوتا شغین ہی یہ فعل

کرنے والا ہے تو اس نے چشم پوشی کی اور اس بات کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھا اور وعدہ کے مطابق دہران کا شہر اسے جاگیر میں دے دیا اور اپنے بیٹے ابوزیان کو پہلے کی طرح بلادِ حمین اور المریہ پر حاکم بنا کر بھیج دیا۔ پھر ابوتاشفین نے اپنے باپ سے مطالبہ کیا کہ الجزائرِ خالصہ اسی کو دے دیا جائے تو اس نے اسے اس کو جاگیر میں دے دیا اور اس کے بھائیوں میں سے یوسف بن الزابیہ کو وہاں اتارا کیونکہ ان کے درمیان اس کے مددگار بھی تھے اور اس کے ساتھیوں اور قلعہ دوستوں کی ایک پارٹی بھی موجود تھی پس اس نے اسے وہاں کا والی بنا دیا۔

فصل

مغرب اوسط کی سرحدوں پر ابوحمو کی چڑھائی

اور اس کے بیٹے ابوتاشفین کا مکناسہ کی جہات میں داخلہ

ابوالعباس بن سلطان ابی سالم نے مغرب اقصیٰ میں بنی مرین پر غلبہ پالیا اور اس نے ۵۳۰ھ میں اپنی فوجوں کے ساتھ مراکش پر حملہ کیا جہاں امیر عبدالرحمن بن مخلوس بن سلطان ابی علی بھی رہتا تھا جو نسب اور حکومت میں اس کا شریک اور حصہ دار تھا اور اس نے مراکش اور اس کے مضافات اس کے لئے اس وقت مخصوص کر دیے تھے جب اس نے ۵۴۰ھ میں اس کے ساتھ البحرید کے شہر پر حملہ کیا تھا جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہو چکا ہے اور امیر عبدالرحمن مراکش میں ٹھہر گیا پھر اس کے اور سلطان احمد کے درمیان جنگ چھڑ گئی اور اس نے قاس سے آکر اولاً اس کا محاصرہ کیا اور ثانیاً وہاں سے بھاگ گیا پھر اس نے ۵۴۰ھ میں اس پر حملہ کیا اور اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کی ناکہ بندی کر دی اور اس کا طویل محاصرہ کیا۔

یوسف بن علی کی بغاوت: اور یوسف بن علی بن غانم جو عربوں میں سے مہمل کا امیر تھا وہ سلطان کے خلاف بغاوت کئے ہوئے تھا اور سلطان نے فوجوں کو اس کے قبائل کی طرف بھیجا تو انہوں نے اسے شکست دی اور سبھاہ میں اس کے گھروں اور باغات کو تباہ و برباد کر دیا اور واپس آ گئے اور خود وہ اپنے صحرائی میں بغاوت پر قائم رہا اور جب محاصرے نے امیر عبدالرحمن کو مراکش میں جتلائے مصیبت کر دیا تو اس نے ابوالعشار کو جو اس کے چچا منصور بن سلطان ابی علی کا بیٹا تھا یوسف بن علی بن غانم کے پاس بھیجا تا کہ اس سے قاس اور بلادِ مغرب پر حملہ کروائے اور سلطان کی گرفت اور ناکہ بندی کو اس سے دور کرے پس یوسف بن علی ابوالعشار کے ساتھ سلطان ابوحمو کے پاس اس غرض کے لئے مدد طلب کرتا ہوا آیا۔ کیونکہ وہ عربوں کو چھوڑ کر اپنی افواج اور بڑائی کی وجہ سے اس پر قدرت رکھتا تھا پس اس نے اس کام میں اسے مدد دی اور ان کے ساتھ اپنے بیٹے ابوتاشفین کو آگے بھیجا اور وہ ان کے تعاقب میں نکلا تو وہ مغرب کی طرف چلے گئے اور یوسف بن علی اپنی قوم کے ساتھ مکناسہ کے قریب اتر اور اس کے ساتھ امیر ابوالعشار اور امیر ابوتاشفین بھی تھے۔

ابوحمو کا محاصرہ تازی: اور ابوحمو نے ان کے پیچھے سے آکر حیات باہک تازی کا محاصرہ کئے رکھا اور وہاں سلطان کے

اترنے کے لئے تازر دت میں جوکل تیار کیا گیا تھا اسے برباد کر دیا اور اس کے غیر حاضری میں سلطان نے فاس پر علی بن مہدی
العسکری کو اس کا جانشین مقرر کیا جو اس کی حکومت کا گورنر اور اس کی حکومت کا سرکردہ آدمی تھا اور وہاں پر محفل کے المہبۃ
عرب بھی تھے جنہوں نے غلے پر قبضہ کر لیا تھا پس وترمار بن عریف جو سوید کے عربوں میں سے صاحب حکومت تھا وہ ان سے
خوف زدہ ہو گیا حالانکہ وہ تازی کے پڑوس میں قصر مرادہ میں اتر اہوا تھا پس اس نے ابوحمو کی مدافعت کے لئے ان سے دوستی
کر لی اور علی بن مہدی ان کے ساتھ نکلا پھر ۸۵۷ھ کے نصف میں اطلاع ملی کہ سلطان نے مراکش پر قبضہ کر لیا تو ابوتاشغین
اور ابوالعشار اپنے ساتھی عربوں کے ساتھ فرار ہو گئے اور علی بن مہدی نے اپنے المہبۃ ساتھیوں کے ساتھ ان کا تعاقب کیا
اور ابوحمو تازی پر چڑھ دوڑا اور مرادہ میں قصر وترمار کے پاس سے گزرا تو اس نے اسے تباہ کر دیا اور اس میں فساد برپا کیا اور
اللے پاؤں تلمسان واپس آ گیا اور اس کا بیٹا ابوتاشغین اپنے ساتھیوں اور ابوالعشار اور عربوں کو چھوڑ کر اپنے باپ کے پاس
آ گیا یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جسے ہم بیان کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

حاکم مغرب سلطان ابوالعباس کا تلمسان پر حملہ کرنا اور اس پر قبضہ کرنا اور ابوحمو کا جبل تانجموت

میں قلعہ بند ہونا

جب سلطان ابوالعباس نے مراکش پر قبضہ کر لیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں تو وہ اپنے دارالسلطنت فاس میں واپس
آ گیا اور سلطان ابوحمو نے اس کے وطن پر حملہ کر کے اسے غصہ دلایا تھا حالانکہ وہ اور اس کا بیٹا ابوتاشغین مراکش سے اس کی
غیر حاضری کے زمانے میں عربوں کے ساتھ تھے پس اس نے تلمسان جانے کی ٹھان لی اور وہ اپنی فوجوں کے ساتھ گیا اور
یوسف بن علی نے دوبارہ اطاعت اختیار کر لی اور اس نے بھی اپنی فوج سمیت اس کے ساتھ کوچ کیا اور سلطان ابوحمو کو بھی خبر
مل گئی تو وہ تلمسان کے محاصرہ کرنے اور اسے چھوڑنے میں متردد ہو گیا اور اس کے اور حاکم اندلس اور ابن الاحمر کے درمیان
تعلق پایا جاتا تھا اور ابن الاحمر کو سلطان ابوالعباس کے مقابلہ میں شہرت حاصل تھی اور وہ تلمسان جانے کے بارے میں اس کی
شان کا لحاظ کرتا تھا اور اسے وہاں جانے سے روکتا تھا اور اسے اس بارے میں اختیار دیتا تھا پھر سلطان ابوالعباس نے اپنی
بات کا پختہ ارادہ کر لیا اور ایک غفلت کے وقت میں تیاری کر کے تلمسان پر حملہ کر دیا ابوحمو کو خبر پہنچی تو اس نے اپنے مددگاروں
اور ارباب حکومت پر یہ بات ظاہر کرنے کے بعد کہ وہ محاصرہ میں آ گیا ہے تلمسان کو چھوڑنے کا ارادہ کر لیا پھر رات کے
وقت صعیف مقام پر وہ اپنی چھاؤنی میں گیا اور اہل شہر نے صبح کے وقت اسے تلاش کیا تو ان کی اکثریت دشمن کی ذلت کے

خوف سے اس کے دامن سے وابستہ ہو کر اس کے پاس چلی گئی پھر وہ مراحل طے کرتا ہوا بطحاء کی طرف کوچ کر گیا اور سلطان ابو العباس تلمسان میں داخل ہو کر اس پر قابض ہو گیا اور اس نے ابو حمو اور اس کی قوم کے تعاقب کے لئے فوج بھیجی تو وہ بطحاء سے بھاگ کر تاجموت چلا گیا اور اس کے پہاڑ میں قلعہ بند ہو گیا اور ملیانہ سے اس کا بیٹا بھی اپنے ذخیرے کے ساتھ اس کے پاس پہنچ گیا جس سے اس نے مدد حاصل کی اور اس نے وہاں ڈٹ کر قیام کرنے کا عزم کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصل

سلطان ابو العباس کی مغرب کی طرف واپسی اور اس کی حکومت میں اختلال اور سلطان ابو حمو کا اپنی سلطنت تلمسان کی طرف واپس آنا

جب سلطان ابو العباس نے تلمسان کی حکومت پر قبضہ کیا تو اس نے ابن الاحمر حاکم اندلس کی طرف اس کی فتح کے خطوط اور اپنی بھیجے اور اس پر چڑھائی کرنے کے بارے میں اس کی رائے کی مخالفت کرنے میں اس سے معذرت کی اور ابن الاحمر کو اس بات نے یہاں تک کہ ناراض کر دیا کہ اس نے اسے ان شاہانہ دوسو سو میں شامل کیا جن سے وہ ایک دوسرے کو ناراض کرتے ہیں حالانکہ وہ اس بات کو پوشیدہ رکھے ہوئے تھا اور اسے پتہ چلا کہ سلطان ابو العباس کی طاقت اس کے ارباب حکومت میں بگڑ چکی ہے اور ان کے دل اس کے ساتھ نہیں ہیں پس اس نے اسی وقت موسیٰ بن سلطان ابو عثمان کو جو ان کی حکومت کے شرفاء میں سے تھا زحمت دی جو اندلس میں اس کے پاس تھا اور ضرورت کی چیزیں بھی اسے مہیا کر کے دیں اور ان کے مشہور وزیر مسعود بن رحو بن مالی کو اس کی خدمت میں بھیجا اور اسے سب سے پہلے جہاز پر سوار کرایا پس وہ یکم ربیع الاول ۵۶۶ھ کو اس کے میدان میں جا ترے اور اس پر قابض ہو گئے پھر وہ فاس آئے اور دار السلطنت سے کئی روز تک برسر پیکار رہے اور وہاں پر محمد بن عثمان کا کاتب محمد بن حسن موجود تھا جو سلطان ابو العباس کی حکومت کا مختلیم اور اس پر قابور کھتا تھا اور انہوں نے اس کا محاصرہ سخت کر دیا اور فوجوں کی کمک ان کے پاس پہنچ گئی پس کمزوری نے اسے آ لیا اور اس نے اپنے ہاتھ ڈال دیے اور اس نے سلطان موسیٰ کو ۱۹ ربیع الاول ۵۶۶ھ کو دار السلطنت میں داخل کر دیا اور وہ اپنے تخت پر بیٹھا اور لوگوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور سلطان ابو العباس کو تلمسان میں خبر ملی تو ابو حمو کے تعاقب کے لئے تیاری کر چکا تھا اور وہ تلمسان سے ایک مرحلہ پر اترا اس سے قبل وتر مار بن عریف امیر سویڈ نے اسے تلمسان کی حکومت کے محلات تباہ کرنے پر اکسایا ہوا تھا جن کی خوب صورتی کو بیان نہیں کیا جاسکتا اور سلطان ابو حمو اول اور اس کے بیٹے ابوتاشغین نے ان کی حد بندی کی تھی اور اس نے کارنگروں اور کارندوں کو اندلس سے اس کے آباد کرنے کے لئے بلایا تھا اور ان دنوں ان کی صحرائی حکومت تلمسان میں تھی پس حاکم اندلس سلطان ابو الولید نے اندلس کے

ماہر کارِ مگردوں کو ان دونوں کے پاس بھیجا تو انہوں نے ان کے لئے شاندار محلات اور باغات بنائے جن جیسے محلات اور باغات بعد میں آنے والے نہ بنا سکے پس ورمارہ نے اپنے خیال میں ابوحمو سے بدلہ لینے کے لئے سلطان ابوالعباس کو ان محلات اور تلمسان کی فصیلوں کو تباہ و برباد کرنے کا مشورہ دیا اور اس نے تازی میں بادشاہ کے محل اور مراوہ میں اس کے محل کو تباہ کرنے کا ارادہ کیا تھا پس چشم زدن میں وہ برباد ہو گئے۔

اسی دوران میں کہ وہ ابوحمو کے تعاقب میں سفر کا ارادہ کئے ہوئے تھا کہ اسے اطلاع ملی کہ اس کے عم زاد سلطان موسیٰ بن سلطان ابوحنان نے ان کے دارالسلطنت قاس پر قبضہ کر لیا ہے اور ان کے تخت پر براجمان ہو گیا ہے تو وہ کسی چیز کی طرف توجہ دیے بغیر مغرب کو واپس آ گیا اور تلمسان کو اس کی حالت پر چھوڑ دیا اور اس کے حالات کا ذکر ان کے حالات میں آئے گا اور سلطان ابوحمو کو بھی تاجموت میں اپنی جگہ پر خیر مل گئی تو وہ جلدی سے تلمسان کی طرف آ کر اس میں داخل ہو گیا اور دوبارہ وہاں حکومت حاصل کر لی اور وہ ان محلات کے حسن و زیبائش کے برباد ہو جانے پر درد مند ہوا اور اس نے تلمسان پر اپنی حکومت و سلطنت بنی عبدالواد کو واپس کر دی۔

فصل

سلطان ابوحمو کی اولاد کے درمیان از سر نو حسد کا پیدا ہونا اور ابوتاشیفین کا اس وجہ سے ان سے اور اپنے باپ سے کھلم کھلا مقابلہ کرنا

ان لڑکوں کے درمیان جو حسد پایا جاتا تھا وہ لوگوں سے اس وجہ سے پوشیدہ تھا کہ ان کا باپ سلطان ان کے درمیان سمجھوتہ کروانا رہتا تھا اور ایک کو دوسرے سے ہٹائے رکھتا تھا پس جب وہ بنی مرین کے سامنے نکلے اور تلمسان کو واپس لوٹے تو ان کا حسد عداوت تک پہنچ گیا اور ابوتاشیفین نے اپنے باپ پر اتہام لگایا کہ وہ اس کے برخلاف اس کے بھائیوں کی مدد کر رہا ہے پس وہ اس کی نافرمانی اور عداوت کے لئے تیار ہو گیا اور سلطان نے بھی اس بات کو محسوس کر لیا تو اس نے عربوں کی اصلاح کا تہجد کر کے اور ملیانہ پر اپنے بیٹے المنصر کی ملاقات کا عزم کر کے بطحاء کی طرف چڑھائی کرنے کا پروگرام بنایا اور الجزائر کی طرف چلا گیا اور اس نے تلمسان میں اپنے بیٹے ابوتاشیفین کو جانشین بنانے اور اسے خیر خواہی کا حلف دینے کے بعد الجزائر کو اپنا دار الخلافہ بنالیا اور موسیٰ بن خلف کو سلطان کے

اس پوشیدہ ارادے کی اطلاع ہو گئی تو اس نے حسب عادت اس کے بارے میں ابوتاشیفین سے ساز باز کی تو اس کو بہت افسوس ہوا اور وہ تلمسان سے اپنی فوج کے ساتھ جلدی سے آیا اور بطحاء کے قریب میں قبل اس کے کہ وہ المنصر سے رابطہ

کرے اپنے باپ پر حملہ کر دیا اور جس بڑائی اور تاراسکی سے اسے تکلیف پہنچی تھی اس کا پرہیز چاک کر دیا تو سلطان نے اس کے متعلق اسے حلف دیا اور اسے اپنے ساتھ تھسان واپس جانے پر راضی کر لیا پس وہ دونوں اکٹھے واپس آ گئے۔

فضل

سلطان ابوحموی دستبرداری اور اس کے بیٹے

ابوتا شغین کا حکومت کو اپنے لئے مخصوص

کر لینا اور اسے قید کر دینا

جب سلطان بطحاء سے واپس آیا اور المنصر کے ساتھ وہ جس رابطے کی امید رکھتا تھا وہ ناکام ہوئی تو اس نے اپنی حکومت کے ایک مخلص دوست جو علی بن عبدالرحمن بن الکلب کے نام سے مشہور تھا کے ذریعے اس سے ساز باز کی کہ اگر وہ کسی ذریعے سے اس کی حاجت پوری کر دے تو وہ اسے کئی اونٹوں کا بوجھ مال دے گا پھر اس نے اسے الجزائر کی حکمرانی بھی لکھ دی تاکہ وہ وہاں قیام کرے یہاں تک کہ اس کے پاس آ جائے موسیٰ کو بھی اس بات سے آگاہی ہو گئی تو اس نے ابو تا شغین کو اس خبر سے آگاہ کر دیا تو اس نے اپنے ایک خاص آدمی کو ابن الکلب کے قتل کرنے کے لئے اس کے پیچھے روانہ کیا اور وہ اس کے پاس مال اور خطوط لایا تو وہ ان سے ان کی حقیقت امر پر مطلع ہوا کہ وہ اس کے منظر ہیں پس وہ غصے ہو گیا اور اس کے باپ کو اعلانیہ برا بھلا کہا اور محل میں اس کے پاس گیا اور اسے خط سے آگاہ کیا اور اس کو بہت طامت کی اور موسیٰ بن مختلف ابوتا شغین کے پاس آ گیا اور اس نے سلطان کا دروازہ چھوڑ دیا اور اس کے بیٹے کو اس کے خلاف براہینتہ کیا تو وہ کچھ دنوں کے بعد محل میں اپنے باپ کے پاس گیا اور اسے خلعت دیے اور اسے محل کے ایک کمرے میں ٹھہرایا اس کی سپرد داری کی اور اس کے پاس جو مال اور ذخیرہ تھا اسے لے لیا اور پھر اسے دہران کی بستی میں بھیج دیا اور وہاں اسے قید کر دیا اور تھسان میں اس کے جو بھائی موجود تھے انہیں بھی قید کر دیا یہ ۵۸۷ھ کا آخری واقعہ ہے۔

اور المنصر ابوزیان اور عمیر کو یہ اطلاع ملیانہ میں ملی تو انہوں نے قبائل حمین میں جا کر ان سے پناہ طلب کی تو انہوں نے انہیں پناہ دے دی اور انہیں اپنے پاس جبل تیبری میں اتارا اور ابوتا شغین نے فوجیں جمع کیں اور بنی عامر اور بنی سوید کے عربوں سے دوستی کی اور المنصر اور اس کے بھائی کی تلاش میں نکلا اور ملیانہ سے گزرا تو اس پر قبضہ کر لیا پھر جبل تیبری کی طرف آیا اور وہاں ان کے محاصرہ کے لئے ٹھہر گیا مگر ان پر قابو نہ پاسکا۔

فصل

سلطان ابوحمو کا قید سے نکلنا پھر اس کا گرفتار

ہونا اور مشرق کی طرف جلا وطن ہونا۔

جب حطری میں اپنے بھائیوں کے محاصرہ کے لئے سلطان ابوتاشین کا قیام لبا ہو گیا تو اسے اپنے باپ کے بارے میں اور اس کے اس سے لبا زمانہ غائب رہنے کے بارے میں شبہ پڑ گیا اور اس نے اس بارے میں اپنے دوستوں سے مشورہ کیا تو انہوں نے اس کو اس کے قتل کرنے کا مشورہ دیا اور اس امر پر متفق ہو گئے پس ابوتاشین نے اپنے بیٹے ابو زبان کو اپنے خواص کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجا جن میں ابن الوزیر عمران بن موسیٰ اور عبداللہ بن الخراسانی شامل تھے اور تلمسان میں سلطان کے جو بیٹے قید تھے انہوں نے ان کو قتل کر دیا اور دہران کی طرف چلے گئے اور ابوحمو نے ان کی آمد کے متعلق سنا تو اس نے ان سے خوف محسوس کیا اور ہستی کی دیوار پر چڑھ کر مدد پکارنے لگا تو شہر کے لوگ ہر طرف سے جلدی کے ساتھ اس کے پاس آ گئے تو اس نے ان کے لئے ایک رسی لٹکائی جسے اس نے اپنے عمامہ کے ساتھ باندھا ہوا تھا تو انہوں نے اسے کھینچ لیا یہاں تک کہ وہ زمین پر ٹک گیا اور لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور جو لوگ اسے قتل کرنے کے لئے آئے تھے۔ محل کے دروازے پر کھڑے تھے جسے اس نے بند کر دیا ہوا تھا پس جب انہوں نے بہمی آواز سنی اور انہیں بات کا یقین ہو گیا تو انہوں نے اپنی امان کے ذریعے نجات چاہی اور اہل شہر نے سلطان پر اتفاق کر لیا اور ان کے خطیب نے اس میں بڑا پارٹ ادا کرنے کی ذمہ داری لی اور انہوں نے از سر نو اس کی بیعت کی اور وہ اسی وقت تلمسان کی طرف کوچ کر گیا اور ۵۹۷ھ کے آغاز میں اس میں داخل ہو گیا اور ان دنوں وہ بے حفاظت پڑا تھا کیونکہ بنو مرین نے اس کی فضیلیں گرا دی تھیں اور اس کے قلعے کو برباد کر دیا تھا اور بنی عامر کے قبائل میں سے جو اکابر اور سردار پیچھے رہ گئے تھے انہیں پیغام بھیجا تو وہ اس کے پاس آ گئے اور ابوتاشین کو بھی جہاں وہ حطری کا محاصرہ کئے ہوئے تھا خبر پہنچ گئی تو وہ اپنے پاؤں موجودہ فوجوں اور عربوں کے ساتھ واپس تلمسان آیا اور اس نے قبل اس کے کہ وہ اپنے کام کی تکمیل کرے اسے جالیا پس اس کا گھیراؤ ہو گیا اور وہ جامع مسجد کی اذان گاہ کی طرف بھاگ کر اس میں قلعہ بند ہو گیا اور ابوتاشین محل میں داخل ہوا اور اس کی تلاش میں آ دی بھیجے اور اسے اس کی جگہ کے متعلق اطلاع دی گئی تو وہ بنفس نفیس اس کے پاس آیا اور اس نے اسے اذان گاہ سے نیچے اتار تو وہ شرمندہ اور آب دیدہ ہو گیا اور اس نے محل میں لے جا کر ایک کمرے میں قید کر دیا اور اس کے باپ نے اس سے التجا کی کہ وہ اسے ادائیگی فرض کے لئے مشرق کی طرف بھیج دے تو اس نے قیطان سے تلمسان آنے والے تاجروں سے کہا کہ وہ اسے اسکندریہ لے جائیں تو اس نے اسے دہران کے عظم سے اہل دعیال سمیت طیبہ جانے کے لئے کشتیوں پر سوار کروا دیا اور ابوتاشین اپنی حکومت کے قائم کرنے میں لگ گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فصل

سلطان ابوحمو کا کشتی سے بجایہ اترنا اور تلمسان

پر اس کا قبضہ کرنا اور ابوتاشفین کا مغرب جانا

جب سلطان ابوحمو اسکندریہ جانے کے لئے کشتی پر سوار ہوا اور تلمسان کے مضافات کو چھوڑ گیا اور بجایہ کے بالقابل آیا تو اس نے کشتی والے سے ساز باز کی کہ وہ اسے بجایہ میں اتار دے تو اس نے اس معاملے میں اس کی مدد کی پس وہ جس جگہ پر قید تھا وہاں سے نکلا اور اس کے موکل اس کی اطاعت میں آگئے اور اس نے محمد بن ابی مہدی کی طرف بجایہ کے بحری بیڑے کے سالار کو بھیجا جو بجایہ کے امیر پر جو سلطان ابوالعباس بن ابی حفص کے بیٹوں میں سے تھا قابو رکھتا تھا اور محمد مستنصر بن ابی حمو کا ان کی حکومت کے لحاظ سے دوست تھا جو اہالیان حطری سے محاصرہ اٹھنے کے بعد بجایہ آ گیا تھا پس ابن ابی مہدی نے سلطان ابوحمو کے پاس اسے اس سوال کا جواب لانے کے لئے بھیجا جو اس نے اس سے دریافت کیا تھا اور اس نے اسے ۸۹ھ کے آخر میں بجایہ اتارا اور اسے سلطان کے اس باغ میں ٹھہرایا جس کا نام رفیع تھا اور اس نے تونس میں سلطان کو اطلاع دی تو اس نے اس کا شکریہ ادا کیا اور اسے اس کی بہت تعظیم و تکریم کرنے کا حکم دیا نیز یہ کہ وہ بجایہ کی فوجوں کو اس کی خدمت میں ضرورت کے وقت اس کی عملداری کی حد تک بھیجے۔

سلطان ابوحمو کا نتیجہ میں اترنا: پھر سلطان ابوحمو بجایہ سے نکلا اور منجھ میں اتر اور ہر جانب سے عربوں کی پارٹیاں آ کر اس کے پاس جمع ہو گئیں اور وہ تلمسان جانے کے لئے تیار ہوا اور اس کی قوم بنو عبدالواد ابوتاشفین کے پاس جمع ہو گئیں کیونکہ اس نے ان میں اموال و عطیات تقسیم کئے تھے پس انہوں نے سلطان ابوحمو کی مخالفت کی اور ان کی پوزیشن مضبوط ہو گئی تو وہ صحرا کی طرف چلا گیا اور اس نے اپنے بیٹے ابوزیان کو جبال شلف میں اپنی دعوت کے قیام کرنے کے لئے جانشین بنایا اور مغرب کی جانب تاسہ تک پہنچ گیا اور ابوتاشفین کو بھی اطلاع مل گئی پس اس نے شلف کی طرف اپنے بیٹے ابوزیان اور اپنے وزیر عبداللہ بن مسلم کے ساتھ فوج بھیجی تو انہوں نے ابوزیان بن سلطان ابوحمو کے ساتھ مقابلہ کیا تو اس نے انہیں شکست دی اور ابوزیان بن ابوتاشفین اور اس کا وزیر عبداللہ بن مسلم اور بنی عبدالواد کی ایک جماعت قتل ہو گئی اور جب ابوتاشفین کو اس کی اطلاع ملی کہ اس کا باپ تاسہ پہنچ گیا ہے تو وہ اپنی فوج کے ساتھ تلمسان کی طرف گیا تو ابوحمو وادی صاوی کی طرف بھاگ گیا اور اس نے وہاں معقلی عربوں سے حلیفوں کو جمع کیا تو وہ اس کی مدد کو آئے اور اس کے عہد کا لحاظ کیا تو وہ وہاں اتر گیا اور ابوتاشفین نے اس کے سامنے قیام کیا اور وہاں پر اسے اپنے بیٹے کے شکست کھانے اور قتل ہو جانے کی اطلاع ملی تو وہ شکست کھا کر تلمسان کی طرف بھاگا اور ابوحمو اس کے تعاقب میں تھا پھر ابوتاشفین نے اپنے غلام سعادت کو ایک فوجی دستے کے ساتھ عربوں کو ابوحمو سے الگ کرنے کے لئے بھیجا پس اس نے موقع پا کر اسے شکست دے کر گرفتار کر لیا اور ابوتاشفین کو تلمسان

میں اطلاع مل گئی اور وہ سعادت کی کامیابی کی آس لگائے بیٹھا تھا پس اس کی کوشش ناکام ہو گئی اور بنو عبد الواد اور جو عرب اس کے ساتھ تھے وہ اس سے علیحدہ ہو گئے تو وہ اپنے سید مدگاروں کے ساتھ تلمسان سے بھاگ کر صحرا میں ان کے سرمائی مقامات میں چلا گیا اور سلطان ابو حمزہ جب وہیں پہنچا تو وہ اس کے بیٹے بھی اس کے پاس آ کر اس کے ساتھ تلمسان میں مقیم ہو گئے اور اس کے بیٹے المختار کو مرض نے آ لیا اور وہ اس کے تلمسان میں داخل ہونے کے ایام میں فوت ہو گیا اور معاملہ یہیں بس ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

فصل

بنی مرین کی فوجوں کے ساتھ ابوتاشفین کا حملہ

کرنا اور سلطان ابو حمزہ کا قتل ہونا

جب ابوتاشفین اپنے باپ کے آگے آگے تلمسان سے نکلا اور سویڈ کے قبائل سے رابطہ کیا تو انہوں نے حاکم عرب سے مدد مانگنے پر اتفاق کیا تو ابوتاشفین اور شیخ سویڈ محمد بن عریف حاکم قاس سلطان ابو العباس اور بنی مرین کے سلطان کے پاس فریادی بن کر گئے کہ وہ ان دونوں کی مدد کریں تو اس نے ان کی آمد کی پذیرائی کی اور ان دونوں کو ان کے دشمن کے خلاف مدد دینے کا وعدہ دیا اور ابوتاشفین اس کے وعدے کی تکمیل کے انتظار میں اس کے پاس ٹھہر گیا اور ابو حمزہ اور حاکم اندلس ابن الاحمر کے درمیان محبت و الفت کے تعلقات پائے جاتے تھے اور ابن الاحمر کو حاکم مغرب ابو العباس کی حکومت میں اس وجہ سے کہ اس نے اس کی حکومت کے آغاز میں اسے مدد دی تھی۔

پس ابو حمزہ نے ابوتاشفین کے مغرب سے اس کے پاس آتے ہی اسے ہٹانے کے لئے پیغام بھیجا تو حاکم مغرب نے اپنے عہد کی پاسداری کرتے ہوئے اسے جواب نہ دیا اور اسے اس کی مدد نہ کرنے سے بہلاتا رہا اور ابن الاحمر نے اس بارے میں اس سے اصرار کیا تو وہ عذرات میں مشغول ہو گیا۔

ابوتاشفین کا محمد بن یوسف سے معاہدہ: اور ابوتاشفین نے اپنی آمد کے آغاز ہی میں حکومت کے وزیر محمد بن یوسف بن علال کے ساتھ معاہدہ کر لیا جس کے متعلق اس کا خیال تھا کہ وہ اسے پورا کرے گا اور اس کی خواہش تھی کہ وہ اس کے دشمن کے مقابلہ میں اس کی مدد کرے پس وہ ہمیشہ ہی اس کی سلطنت کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کرتا رہا اور ابن الاحمر کے وعدوں سے کتراتا رہا یہاں تک کہ سلطان نے اس کے مطلب کا جواب دیا اور اپنے بیٹے امیر ابو قارس اور وزیر محمد بن یوسف بن علال کو فوجوں کے ساتھ ابوتاشفین کی امداد کے لئے بھیجا اور وہ اس کے آخر میں قاس سے چلے اور تازی تک پہنچ گئے اور سلطان ابو حمزہ کو بھی ان کے متعلق اطلاع مل گئی تو وہ تلمسان سے نکلا اور اس نے بنی عامر اور الحراج بن عبید اللہ سے اپنے مددگاروں کو اکٹھا کیا اور تلمسان پر چھانکنے والے جبل بنی درنید کو طے کر کے ان میں قیام پزیر ہو گیا اور ابوتاشفین کو اطلاع

ملی تو اس نے مکر و فریب کے مجدد اور فتنہ و شر کے شیطان موسیٰ بن مخلف کو تلمسان کی طرف بھیجا تو اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس میں ابو تاشفین کی دعوت کو قائم کیا اور ابوحمو کے بیٹے عمیر نے اُسے اطلاع دی تو اس نے ایک رات کی مسافت پر وہیں اس پر حملہ کر دیا، پس باشندگان شہر نے اُسے چھوڑ دیا اُسے گرفتار کر لیا اور اُسے قید کر کے اپنے باپ کے پاس انخیران میں لایا جہاں اس کا باپ مقیم تھا تو ابوحمو نے اس کے افعال پر اُسے زجر و توبیخ کی اور پھر اُسے سخت دردناک عذاب کا مرا چکھایا اور اس کے قتل کا حکم دیا اور اُسے بُری طرح قتل کر دیا گیا اور حاکم مغرب کے بیٹے ابو قارس اور اس کے وزیر ابن علال کے پاس ابی حموی جگہ پر جا سوس آئے کہ اسے انخیران سے جلا وطن کر دیا جائے تو وزیر ابن علال بنی مرین کی فوجوں کے ساتھ اس کے ساتھ جنگ کرنے کو گیا اور اسلاف میں سے سلیمان ناجی جو معقل کا ایک ملن ہے انہیں جنگ میں رات بتانے کے لئے ان کے آگے آگے چلا یہاں تک کہ انہوں نے اس پر اس کے ساتھ جو الحراج کے قبال تھے ان پر انخیران میں ان کے مقامات پر حملہ کر دیا اور انہیں جنگ میں پکڑ لیا اور وہ ان کی کثرت کی وجہ سے ان سے مقابلہ کی سکت نہ رکھ سکے اور شکست کھا کر بھاگ گئے اور سلطان ابوحمو کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی تو وہ گر پڑا اور اُسے ان کے ایک سوار نے پہچان کر پکڑ لیا اور نیزے مار مار کر قتل کر دیا اور وہ اس کے سر کو وزیر ابن علال اور ابی تاشفین کے پاس لائے اور اس کے بیٹے عمیر کو قید کر کے لایا گیا اور اس کے بھائی ابو تاشفین نے اس کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے اُسے کئی روز تک اس سے روکے رکھا پھر انہوں نے اُسے اس کے قتل کرنے پر قدرت دے دی تو اس نے اُسے قتل کر دیا۔

اور ابو تاشفین اُسے کے آخر میں تلمسان میں داخل ہوا اور وزیر اور بنی مرین کی فوجوں نے شہر سے باہر نیچے لگا دیے یہاں تک کہ اس نے ان سے جس مال کی شرط کی تھی انہیں دیا پھر وہ مغرب کی طرف واپس چلے گئے اور خود وہ تلمسان میں ٹھہر کر حاکم مغرب سلطان ابو العباس کی دعوت دینے لگا اور اپنے متاثر پر اس کا خطبہ دینے لگا اور جیسا کہ اس نے اپنے لئے شرط مقرر کی تھی اس کے مطابق ہر سال اُسے ٹیکس بھیجنے لگا یہاں تک کہ وہ حال ہو گیا جسے ہم بیان کریں گے۔

فصل

ابوزیان بن ابوحمو کا تلمسان کے محاصرہ کیلئے جانا پھر وہاں سے

اس کا بھاگنا اور حاکم مغرب کے پاس چلا جانا

جب سلطان ابوحمو اپنے ملک تلمسان میں واپس آیا تو اس نے اپنے بیٹے ابوزیان کو الجزائر کا والی مقرر کیا اور ابو تاشفین کو وہاں سے نکال دیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں جب ابوحمو انخیران میں قتل ہو گیا تو ابوزیان الجزائر سے حمین کے قبائل کے ساتھ مشورہ کرنے کے لئے گیا تو وہ ان کے ذریعے اپنے باپ اور بھائی کا بدلہ لینا چاہتا تھا پس وہ اس کے ارد گرد اکٹھے ہو گئے اور اس کے پاس فریادی کا جواب دیا پھر زغہ میں سے امرائے بنی عامر اس کے پاس اُسے اس کے ملک کی

دعوت دینے گئے تو وہ ان کے پاس گیا اور اس نے اپنی دعوت کو قائم کیا اور ان کے شیخ مسعود بن صفیر نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور وہ سب کے سب رجب ۹۷۲ھ میں تلمسان کی طرف گئے اور کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا اور ابوتاشفین نے عربوں کو مال دیا تو انہوں نے ابوزیان کے بارے میں اختلاف کیا اور ابوتاشفین نے شعبان ۹۷۲ھ میں اس کے مقابلے میں نکل کر اُسے شکست دی اور صحرا کو چلا گیا اور اس نے معقل کے قبائل سے دوستی کی اور شوال میں دوبارہ تلمسان کا محاصرہ کیا اور ابوتاشفین نے اپنے بیٹے کو مغرب کی طرف فریادی بنا کر بھیجا تو وہ فوج لے کر آیا اور جب وہ تاواریت پہنچا تو ابوزیان نے تلمسان چھوڑ دیا اور صحرا کی طرف بھاگ گیا پھر اس نے حاکم مغرب کے پاس جانے کا ارادہ کر لیا اور اس کے پاس فریادی بن کر گیا تو اس نے اُسے خوش آمدید کہا اور اس کے دشمن کے مقابلے میں اسے مدد دینے کا وعدہ کیا اور ابوتاشفین کی وفات تک اس کے پاس مقیم رہا۔

فصل

ابوتاشفین کی وفات اور حاکم مغرب کا تلمسان پر قبضہ کرنا

امیر ابوتاشفین ہمیشہ ہی تلمسان پر قابض رہا اور اس میں حاکم مغرب ابوالعباس بن سلطان ابوسالم کی دعوت کو قائم کرتا رہا اور اس نے اپنی حکومت کے آغاز سے جو کہ تادان اپنے پر عائد کیا تھا اُسے ادا کرتا رہا اور اس کا بھائی امیر ابوزیان حاکم مغرب کے پاس مقیم ہو کر اس کے وعدہ کا خطر رہا کہ وہ اُسے اس کے خلاف مدد دے گا یہاں تک کہ سلطان ابوالعباس ایک شاہانہ طعنے سے ابوتاشفین پر بدل گیا اور اس نے ابوزیان کے داعی کی بات قبول کر لی اور اُسے فوجوں کے ساتھ تلمسان کی حکومت پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا پس وہ ۹۷۵ھ کے نصف میں اس کام کے لئے گیا اور تازی تک پہنچ گیا اور ابوتاشفین کو ایک مزن مرض نے آ لیا تھا پھر وہ رمضان ۹۷۵ھ میں فوت ہو گیا اور اس کی حکومت کا منتظم احمد بن العز تھا جو ان کے پروردہ لوگوں میں سے تھا اور وہ اس کے ماموں کا رشتہ رکھتا تھا پس اس نے اس کے بعد اس کی اس کے بیٹوں میں سے ایک بچے کو حکمران بنایا اور اس کی کفالت کی ذمہ داری سنبھالی۔

یوسف بن ابوحمو: اور یوسف بن ابوحمو جسے ابن الزاہیہ کہتے ہیں ابوتاشفین سے پہلے الجزائر کا والی تھا پس جب اُسے اطلاع ملی تو وہ عربوں کے ساتھ جلدی سے اس کے پاس گیا اور تلمسان میں داخل ہو گیا اور احمد بن العز اور اپنے بھائی تاشفین کے مکفول بیٹے کو قتل کر دیا اور جب حاکم مغرب سلطان ابوالعباس کو یہ اطلاع ملی تو وہ تازی کی طرف گیا اور وہاں سے اس نے اپنے بیٹے ابوفارس کو فوجوں کے بھیجا اور ابوزیان بن ابوحمو کو فاس کی طرف واپس کر دیا اور اس کے بیٹے ابوفارس نے تلمسان آ کر اس پر قبضہ کر لیا اور اس میں اپنے باپ کی دعوت کو قائم کیا اور اس کے باپ کے وزیر صالح بن حمونے ملیانہ کی طرف بڑھ کر اس پر اور اس کے بعد الجزائر اور تلمس پر حدود بجا یہ تک قبضہ کر لیا اور یوسف بن الزاہیہ تاجموت کے قلعہ میں قلعہ بند ہو گیا اور وزیر صالح نے اس کا محاصرہ کر لیا اور مغرب اوسط سے بنی عبدالواد کی دعوت کا خاتمہ ہو گیا۔ واللہ غالب علی امرہ۔

فصل

حاکم مغرب ابوالعباس کی وفات اور ابوزیان

بن ابوجمو کا تلمسان اور مغرب اوسط پر قبضہ کرنا

سلطان ابوالعباس بن ابوسالم جب تازی پہنچا اور اس نے اپنے بیٹے ابوقارس کو تلمسان بھیجا تو اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور وہ تازی میں ٹھہر کر اپنے بیٹے اور اپنے وزیر صالح کے حالات کی نگرانی کرنے لگا جس نے بلاد شرقیہ کے فتح کرنے میں پیش رفت کی تھی اور یوسف بن علی بن عانم جو معتقل میں سے اولاد حسین کا امیر تھا اس نے ۳۹۷ھ میں حج کیا اور مصر کے ترکی بادشاہ الظاہر سے رقوق میں ملاقات کی اور سلطان کے پاس جا کر ایک پارٹی نے اسے اطلاع دی کہ اس کا اپنی قوم میں کیا مقام ہے تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور ادائیگی حج کے بعد اس نے حاکم مغرب کو شاہانہ دستور کے مطابق شان دار تحائف بھیجے جن میں اس کے ملک کا قیمتی سامان تھا پس جب یوسف وہاں پر سلطان ابوالعباس کے پاس آیا تو اس کی شان بڑھ گئی اور وہ اس مجلس میں بیٹھا جسے اس نے اس کے دکھانے اور فخر کرنے کے لئے تیار کیا تھا اور اس نے اس سامان کے بدلے میں اسے چیدہ گھوڑے سامان اور کپڑے دیے یہاں تک کہ وہ اس سے راضی ہو گیا اور اس نے یوسف بن علی کے ساتھ اس شخص کو بھیجنے کا ارادہ کیا جو پہلے یہ سامان اٹھا کر لایا تھا اور یہ کہ وہ اسے اپنے قیام کے دنوں میں تازی سے بھیجے گا پس وہاں اسے مرض نے آ لیا جس سے وہ محرم ۳۹۶ھ میں فوت ہو گیا۔

اور انہوں نے اس کے بیٹے ابوقارس کو تلمسان بلا کر تازی میں اس کی بیعت کر لی اور اس کی جگہ اسے حکمران بنایا اور اس کے ساتھ فارس واپس آ گئے اور ابوزیان بن ابوجمو کو قید سے رہا کر دیا اور اسے تلمسان کا امیر اور سلطان ابوالعباس کے بعد اس کا منتظم بنا کر بھیج دیا پس اس نے وہاں جا کر اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے بھائی یوسف بن ابراہیم نے بنی عامر کے قبائل سے رابطہ کیا جو تلمسان جا کر اس پر حملہ کرنا چاہتا تھا اور جب ابوزیان کو یہ اطلاع ملی تو اس نے ان کی طرف پیغام بھیجا اور انہیں اس شرط پر بے شمار مال دیا کہ وہ اس کے پاس بھیج دیں تو انہوں نے اس کی یہ بات قبول کر لی اور اسے ابوزیان کے معشر لوگوں کے سپرد کر دیا اور وہ اسے لے کر چل پڑے تو بعض عرب قبائل نے اس کو ان سے چھڑانے کے لئے روکاؤٹ کی پس انہوں نے اسے قتل کرنے میں جلدی کی اور اس کے سر کو اس کے بھائی ابوزیان کے پاس لے گئے تو اس کی گردش ختم گئی اور اس کے مرنے سے فتنہ بھی ختم ہو گیا اور اس کی حکومت کے معاملات درست ہو گئے اور وہ اس دور تک اسی حالت میں ہیں۔

اور اب ہم نے زمانہ ثانیہ میں سے بنی عبدالواد کی حکومت کے بارے میں گفتگو کرنی ہے اور ہمارے ذمے اس گروہ کے لوگوں کے حالات بیان کرنے باقی رہ گئے ہیں جو ان میں سے حکومت کے آغاز میں بنی مرین کے پاس چلے گئے تھے اور وہ بنو کی ہیں جو علی بن القاسم کے قبائل میں سے ہیں جو طاع اللہ بن علی کے بھائی ہیں اور بنی کندوز کے حالات بیان کرنے

فصل

بنو القاسم بن عبدالواد کے بطن بنی کمی کے حالات

کہ وہ بنی مرین کی طرف کیسے آئے اور نواح

مراکش اور ارض سوس میں انہیں جو ریاست

حاصل تھی اس کا بیان

قبل ازیں بنو عبدالواد کے بارے میں ہم نے جو گفتگو کی ہے اس سے ہمیں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ بنی کمی قاسم کے قبائل میں سے ہیں اور وہ بنو کمی بن یمل بن یزکن بن القاسم ہیں جو طاع اللہ اور بنی دلول اور بنی مطلی دلول اور مطلی بن جوہر بن علی کے بھائی ہیں اور ہم اس جنگ کے بارے میں بھی بیان کر چکے ہیں جو طاع اللہ اور ان کے بھائیوں بنی کمی کے درمیان پائی جاتی تھی اور یہ کہ بنی کمی کا سردار کندوز بن عبد اللہ اور بنی طاع اللہ کا سردار زیان بن ثابت بن محمد کیسے قتل ہوئے اور چاہر بن یوسف بن محمد جس نے اس کے بعد حکومت سنبالی اس نے ان سے زیان کا بدلہ لیا اور کندوز کو دھوکے سے یا جنگ کر کے قتل کر دیا اور اس کے سر کو پھر اس بن زیان کے پاس بھیج دیا اور گھروالوں نے اپنے دلوں کو آرام و سکون دینے کے لئے ان کی دیکھیں چڑھائیں اور اس کے بعد بنی کمی ہمیشہ مغلوب رہے اور تونس کے دار الخلافہ میں چلے گئے اس وقت ان کا سردار عبد اللہ ابن کندوز تھا اور وہ امیر ابوزکریا کے ہاں اترے یہاں تک کہ اس نے تلمسان پر قبضہ کر لیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور عبد اللہ نے تلمسان میں خود مختار ہونے کی آرزو کی مگر یہ اتفاق نہ ہو سکا اور جب مولانا امیر ابوزکریا فوت ہوئے اور اس کا بیٹا المنصور حکمران بنا تو اس نے عبد اللہ کو اپنی حکومت کے شروع میں ٹھہرایا پھر وہ اور اس کی قوم مغرب کی طرف کوچ کر گئے اور وہ مراکش کی فتح سے قبل یعقوب بن عبد الحق کے ہاں اترے تو یعقوب اس کی آمد سے خوش ہوا اور اسے اپنی حکومت میں بلند مرتبہ دیا اور اس کی قوم کو مراکش کی جہات میں اتارا اور انہیں وہ بلاد جاگیر دیے جو ان کی مہمات کے لئے کافی ہو گئے اور سلطان اپنے اونٹوں اور اونٹنیوں کو ان کے قبائل میں چرنے کے لئے بھیجنے لگا اور اس نے اپنی رعایا پر حسان بن ابی سعید الصمعی اور اس کے بھائی موسیٰ کو بلاد مشرق میں اس کے دوستوں سے تعلق پیدا کرنے کے لئے مقدم کیا اور وہ دونوں اونٹوں کی دیکھ بھال کے بڑے ماہر تھے اور وہ ان علاقوں میں مغلوب ہونے لگے اور ان بلاد میں چرگا ہوں کی تلاش میں ارض سوس تک جانے لگے۔

عبداللہ بن کندوز المختصر کے دربار میں: اور یعقوب بن عبدالحق نے ۷۷۱ھ میں عبداللہ بن کندوز کو اس کے بھتیجے عامر بن اوریس کے ساتھ حاکم افریقہ المختصر کے پاس بھیجا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور بنو کی بنی مرین کے ساتھ مل کر ان کا ایک بطن بن گئے اور عبداللہ بن کندوز فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کی حکومت اس کے بیٹے عمر بن عبداللہ کو ملی اور جب یوسف بن یعقوب بن عبدالحق نے مغرب اوسط پر حملہ کیا اور تلمسان کے محاصرہ میں مشغول ہو گیا اور بنو عبدالواد پر بنی مرین کی طرف سے جو مصیبت نازل ہوئی اس کے بارے میں لوگ چہ میگوئیاں کرنے لگے تو بنی کی غیرت میں آ گئے اور اپنی قوم کے لئے برا فروختہ ہو گئے اور انہوں نے سلطان کی مخالفت کرنے اور اس کے خلاف خروج کرنے پر اتفاق کر لیا اور ۷۸۳ھ میں حلیہ چلے گئے اور بلاد سوس پر قبضہ کر لیا اور سلطان کے بھائی نے جو امیر مراکش تھا اس نے ان کے مقابلہ میں ہمیش بن یعقوب کو بھیجا تو انہوں نے تادارت میں اس سے جنگ کی اور اُسے مغلوب کر لیا اور ان کی مخالفت پر قائم رہے پھر ۷۸۴ھ میں نامطلوبت مقام پر دوبارہ ان کی جنگ ہوئی تو اس نے انہیں وہ عظیم شکست دی جس نے ان کی قوت کو پاش پاش کر دیا اور عمر بن عبداللہ اور ان کے اکابر کی ایک جماعت قتل ہو گئی اور وہ اس کے آگے صحرا کو بھاگ گئے اور تلمسان چلے گئے۔

تارودنت کی تباہی: اور ہمیش بن یعقوب نے ارض سوس کے دارالمخلا نے تارودنت کو جاہ کر دیا اور اس کے بعد بنو کندوز چھ ماہ تک تلمسان میں رہے پھر انہیں عثمان بن غفران کے بیٹوں سے خیانت کا خوف محسوس ہوا تو وہ مراکش کو واپس آ گئے اور سلطان کی فوجوں نے ان کا تعاقب کیا اور ان میں سے محمد بن ابوبکر بن حمامہ بن کندوز نے جنگ میں بڑی شجاعت دکھائی اور وہ منتشر ہو کر صحرائے سوس میں اپنی نجات گاہ کو چلے گئے یہاں تک کہ سلطان یوسف بن یعقوب فوت ہو گیا اور انہوں نے ملوک مغرب سے اطاعت کے بارے میں بات چیت کی تو انہوں نے جو کچھ وہ اس جزیرہ میں کر چکے تھے معاف کر دیا اور دوبارہ انہیں ان کی دوستی کا مقام دے دیا پس انہوں نے بھی خالص خیر خواہی اور دوستی اختیار کی اور عمر کے بعد ان کا امیر اس کا بیٹا محمد بنا اور سالوں ان کا امیر رہا پھر اس کے بعد اس کا بیٹا موسیٰ بن محمد امیر بنا۔

اور سلطان ابوالحسن نے اس جنگ کے دوران جو اس کے اور اس کے بھائی ابوعلی کے درمیان ہو رہی تھی اسے اپنے باپ سلطان ابوسعید کی وصیت کی وجہ سے اپنا دوست جن لیا اور اس نے مراکش کے نواح کی مدافعت میں کارہائے نمایاں کئے پھر موسیٰ بن محمد فوت ہو گیا تو سلطان ابوالحسن نے اس کی جگہ اس کے بیٹے یعقوب بن موسیٰ کو حکمران بنایا اور جب اس نے تلمسان پر قبضہ کر لیا اور اس نے بنو عبدالواد کو اپنے نوکروں اور فوجوں میں شامل کر لیا اور ان کے آدمی چلنے لگے اور ان کے قلموں نے انہیں تکلیف دی یہاں تک کہ لغر ان کی جنگ ہوئی اور سلطان اور بنو سلیم کے متوقف ہونے کا واقعہ ہوا۔ تو یعقوب بن موسیٰ نے ان سے ساز باز کی کہ وہ سلطان کو چھوڑ کر بنی عبدالواد اور ان کے ساتھی مفرادہ اور توہین کے پاس آ جائیں اور اس نے اس کام کے لئے ان سے وعدہ بھی کیا پھر وہ اپنی قوم اور تمام بنی عبدالواد میں گھوما تو انہوں نے اس کی بات کو قبول کیا اور سب کے سب بنی سلیم کے پاس چلے آئے اور اس طرح انہوں نے سلطان کو بغیر ان میں مشہور شکست دی اور اس کے بعد تلمسان چلے گئے اور بنی غفران کو اپنی امارت دے دی۔

یعقوب بن موسیٰ کی وفات: اور یعقوب بن موسیٰ افریقہ میں فوت ہو گیا اور اس کا بھائی رحو مغرب چلا گیا اور سلطان

ابو عنان نے ان کی جماعت اور عملداری پر عبو بن یوسف بن محمد کو عامل مقرر کیا جو دینی لحاظ سے ان کا عم زاد تھا پس اس نے بھی ان میں اسی طرح قیام کیا یہاں تک کہ فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا محمد بن عبو حکمران بنا اور اس دور میں وہ امیر مراکش کے لئے پڑاؤ کرتے ہیں اور سلطان کی خدمت سرانجام دیتے ہیں جس میں انہیں آسودگی اور کفایت حاصل ہے اور گویا وہ زیان بن ثابت کے قتل کی عداوت کی پختگی کی وجہ سے بنی عبدالوواد سے الگ تھلک ہیں۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا و هو خیر الوارثین لا رب غیرہ ولا معبود سواہ۔

محمد بن عبو بن محمد بن یوسف

یعقوب بن موسیٰ بن محمد بن عمر بن جبرائیل بن کسندونہ

محمد بن ابی بکر بن محمد

فصل

بنو راشد بن محمد بن یادین کے حالات اور

کی اولیت اور گردش احوال کا بیان

بنی یادین کے ذکر کی تکمیل سے قبل ہم نے ان کے ذکر کو مقدم کیا ہے کیونکہ یہ ہمیشہ بنی عبدالوواد کے حلیف اور ان کے مددگار رہے ہیں اور ان کے حالات ان کے حالات ہیں اور راشد بن ابی بکر کا باپ ہے اور وہ یادین کا بھائی ہے اور جیسا کہ ہم

بیان کر چکے ہیں کہ اس کے بیٹوں نے بنی عبدالوادی کو مختص کر لیا اور ان کے موطن صحرا میں جبل میں تھے جو راشد کے نام سے مشہور ہے جو ان کے باپ کا نام تھا اور قبائل بربر میں سے مدیونہ کے موطن تاسالت کے سامنے تھے اور بلون دمر میں سے بنو ورمید تلمسان کے سامنے قصر سعید تک رہتے تھے۔

اور جبل ہوارہ بنی یوما کا موطن تھا جنہیں حکومت حاصل تھی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور جب بنی یوما کی حالت کمزور ہو گئی اور ان کی حکومت جاتی رہی تو ان کے بلون میں سے جبل راشد میں رہنے والے بنو راشد نے مدیونہ اور بنی ورمید کے میدانوں تک پہنچائی کی پس انہوں نے ان پر غارتگری کی اور ان کے مابین طویل جنگ ہوئی یہاں تک کہ انہوں نے ان کے موطن میں ان پر غلبہ پالیا اور انہیں سخت زمین کی طرف جانے پر مجبور کر دیا۔ پس بنو ورمید اس پہاڑ میں مقیم ہو گئے جو تلمسان پر جھانکتا ہے اور مدیونہ جبل تاسالت میں مقیم ہو گئے اور بنو راشد نے ان کے میدانوں پر قبضہ کر لیا پھر انہوں نے ان کے پہاڑ کو اپنا وطن بنالیا جو اس دور میں ان کے نام سے مشہور ہے اور وہ بنی یفرن کا علاقہ ہے جو آزا اسلام میں تلمسان کے بادشاہ تھے اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں ان میں ابو قرہ الصغری بھی تھا اور اس کے بعد ان میں یعلیٰ بن محمد الامیر بھی تھا جسے شیعی لیڈر جوہر الصقلی نے قتل کر دیا تھا جیسا کہ ہم نے ان کے حالات میں بیان کیا ہے اور یعلیٰ وہ شخص ہے جس نے اس پہاڑ میں ایفکان شہر کی حد بندی کی تھی جسے جوہر نے اس کے قتل کے روز برباد کر دیا تھا پس جب بنو راشد نے اس پہاڑ پر قبضہ کیا تو انہوں نے اسے وطن بنالیا اور یہ ان کا قلعہ بن گیا اور ان کی جولانگاہیں قبلہ کی طرف ہیں یہاں تک کہ عربوں نے اس دور تک ان پر قبضہ کیا ہوا ہے اور انہیں جبل کی طرف جانے پر مجبور کر دیا ہے۔

اور ان اوطان پر بنو راشد کا قبضہ بنی عبدالوادی کے مغرب اوسط کی طرف آنے کے درمیان ہوا اور یہ بنی تو جین اور بنی مرین کے ساتھ ان کی جنگ میں ان کے حلیف اور مددگار تھے اور ان کی ریاست ان کے ایک گھرانے میں تھی جو بنی عمران کے نام سے مشہور تھا اور ان کے دخول کے آغاز میں ان کا ختم ابراہیم بن عمران تھا اور اس کے بھائی وتر مار نے اس پر قابو پا کر ان کی امارت سنبالی لی یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔

مقاتل بن وتر مار: اور اس کا بیٹا مقاتل بن وتر مار حاکم بن گیا اور اس نے اپنے چچا ابراہیم کو قتل کر دیا اس دن سے ان کی ریاست بنی ابراہیم اور بنی وتر مار میں تقسیم ہو گئی ہے مگر بنی ابراہیم کی ریاست کو غلبہ حاصل ہے اور ابراہیم بن عمران کے بعد اس کا بیٹا وتر مار حکمران بنا جو غفر اس بن زیان کا معاصر تھا اور اس نے طویل عمر پائی اور جب وہ ۶۹۰ھ میں فوت ہوا تو ان کی امارت غانم نے سنبالی جو اس کے بھائی محمد بن ابراہیم کا بیٹا تھا پھر اس کے بعد موسیٰ بن یحییٰ بن وتر مار امیر مقرر ہوا مجھے معلوم نہیں کہ وہ غانم کے بعد امیر ہوا یا ان دونوں کے درمیان بھی کوئی امیر تھا۔

اور جب بنو مرین نے تلمسان میں آخری حملہ کیا تو بنو راشد سلطان ابوالحسن کی اطاعت میں آ گئے اور اس دور میں ان کا سردار ابو یحییٰ موسیٰ بن عبدالرحمن بن وتر مار بن ابراہیم تھا اور اس کے چچا کر جون بن وتر مار کے بیٹے تلمسان میں محصور ہو گئے اور بنو عبدالوادی اور ان کے مددگاروں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور بنو مرین نے زنا تہ کے تمام سرداروں کو مغرب اقصیٰ میں منتقل کر دیا اور یہ بنو وتر مار بھی ان لوگوں میں شامل تھے جو مغرب کی طرف گئے تھے اور انہوں نے اسے وطن بنالیا یہاں تک کہ بنی عبدالوادی کو ابو حمزہ الاخیر موسیٰ بن یوسف کے ہاتھ پر تیسری دفعہ غلبہ حاصل ہوا اور اس کے عہد میں بنی راشد کا سردار ابن ابی

یحییٰ بن موسیٰ مذکور تھا جو بنی مرین کی حکومت سے ان کے پاس آیا تھا۔ یحییٰ ابوحمو نے اس پر ان کے ساتھ سازش کرنے کی تہمت لگائی اور اُسے گرفتار کر لیا اور مدت تک دہران میں قید رکھا اور وہ قید خانے سے بھاگ کر مغرب چلا گیا اور مدت تک ان کے قبائل میں سفر کرتا رہا۔ پھر اطاعت کی طرف واپس آ گیا اور اس نے سلطان ابوحمو سے عہد لیا اور اس نے اسے اس کی قوم کا حاکم بنادیا پھر اُسے گرفتار کر لیا اور اُسے قید میں ڈال دیا یہاں تک کہ اس نے ۸۷۸ء میں اُسے اس کے قید خانے میں قتل کر دیا اور بنی وترمار بن ابراہیم کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

اور بنو وترمار بن عمران کی امارت مقابل کے بعد اس کے بھائی ابو زورکن بن وترمار نے سنبھالی پھر اس کے بیٹے یوسف بن ابو زورکن نے سنبھالی پھر ان کے بعد دوسرے لوگوں نے سنبھالی جن کے نام مجھے یاد نہیں یہاں تک کہ بنو وترمار بن ابراہیم نے ان پر غلبہ پالیا اور اس عہد میں تمام اولاد عمران کی ریاست ختم ہو چکی ہے اور بنو راشد سلطان کے نوکر بن چکے ہیں اور ان کے بقیہ لوگ ان کے پہاڑ میں اس حال میں ہیں جسے ہم بیان کر آئے ہیں۔ واللہ وادب الارضی ومن علیہا۔

نیلان بن الی۔ یحییٰ بن موسیٰ بن عبد الرحمن بن وترمار بن ابراہیم بن عمران

موسیٰ بن یحییٰ
کر جون

سورقہ لبرو

دین

یوسف بن ندکن۔ بن وترمار

فصل

بنو یادین کے قبائل میں سے بنی تو جین کے

حالات جو زمانہ کے طبقہ ثالثہ میں سے تھے

اور مغربِ اوسط میں انہیں جو حکومت و سلطنت

حاصل تھی اس کا بیان اور اس کا آغاز و انجام

یہ بنی یادین کا عظیم تر اور وافر تر تعداد والا قبیلہ ہے اور ان کے موطن سرزمین السرسو میں جبل و انشریس کے سامنے وادی شلف کی دونوں جانب ہیں جسے اس عہد میں نہر صا کہتے ہیں اور السرسو کے علاقے میں مغرب کی جانب لواتہ کے کچھ بلون رہتے ہیں جن پر بنو جدیجین اور مطماطہ کا قسطنطین ہے پھر السرسو کا علاقہ بنی تو جین کے قبضہ میں آ گیا اور انہوں نے اسے اپنے پہلے موطن کے ساتھ شامل کر لیا اور ان کے موطن قبلہ کی جانب بنی راشد کے موطن اور جبل دراک کے درمیان آ گئے اور ضہاجہ کے دور میں ان کی ریاست عطیہ بن وائل بن اور اس کے عمود القمان بن المحتر کو حاصل تھی جیسا کہ ابن الرقیق نے بیان کیا ہے اور جب حماد بن ہلکین کی اپنے چچا بادیس کے ساتھ جنگ تھی اور بادیس نے قیردان سے اس پر چڑھائی کی اور وادی شلف پر قابض ہو گیا تو بنو تو جین اس کے پاس آ گئے اور انہوں نے حماد کے ساتھ جنگوں میں مشہور کارنامے کئے۔

لقمان بن المحتر: اور لقمان بن المحتر عطیہ بن وائل بن سے زیادہ طاقت ور تھا اور ان کی قوم ان دنوں تقریباً تین ہزار کے قریب تھی اور لقمان نے اپنے بیٹے بدر کو جنگ سے قبل بادیس کے پاس اس کی اطاعت اور اس کے ساتھ مل جانے کے لئے بھیجا پس جب حماد کو شکست ہوئی تو بادیس نے ان کے اپنے پاس آ جانے کا لحاظ کیا اور جو قیمت انہوں نے حاصل کی تھی ان کے لئے مختص کر دی اور لقمان کو اس کی قوم اور اس کے موطن اور جن شہروں کو وہ اس کی دعوت کے لئے فتح کرے ان کا امیر بنادیا پھر کچھ عرصہ کے بعد بنو وائل بن اپنی ریاست میں متفرق ہو گئے کہتے ہیں کہ وہ وائل بن ابی بکر بن الغلب تھا اور موحد بن کے دور میں ان کی ریاست عطیہ بن مناد بن العباس بن وائل بن کو حاصل تھی جس کا لقب عطیہ الحوی تھا اور اس کے عہد میں ان کے اور بنی عبدالواد کے درمیان جنگیں ہوئیں جن میں اس دور کے بنی عبدالواد کے شیخ عدوی بن یلنجن بن القاسم نے بڑا پارٹ ادا کیا اور یہ جنگ مسلسل ان میں ہوتی رہی یہاں تک کہ آخر میں بنو عبدالواد نے ان کے موطن میں ان پر غلبہ پالیا جیسا

کہ ہم بیان کریں گے۔

عطیہ الحوی کی وفات: اور جب عطیہ الحوی فوت ہو گیا تو ان کی امارت ابو العباس نے سنبالی اور مغرب اوسط کے نواح پر حملہ کرنے میں اس نے بڑے کارنامے کئے اور اس نے موحدین کی اطاعت کو خیر باد کہہ دیا یہاں تک کہ بحرہ میں فوت ہو گیا اور ان دنوں عامل تھمان ابو زید بن لوحان نے اس کو دھوکے سے قتل کرنے کی سازش کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کے بعد ان کی امارت اس کے بیٹے عبدالقوی نے سنبالی پس ان کی ریاست میں یکتا ہو گیا اور اس کے بعد اس کی اولاد ریاست کی وارث ہوتی رہی جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

بنو تو جین کے مشہور بطون: اور بنو تو جین کے مشہور بطون ان دنوں جوید قلین بنو قری بنو مادون بنو زنداک بنو دیکل بنو قاضی اور بنو مامت تھے اور ان چھ کے جامع بنو مدن تھے پھر بنو تغیر بن بنو یرناتن اور بنو منکوش اور ان تینوں کے جامع بنو سر فین تھے اور بنو زنداک کا نسب ان میں دخیل ہے وہ بطون مفراوہ میں سے ہیں اور ان بنو منکوش میں سے عبدالقوی ابن العباس بن عطیہ الحوی ہے میں نے ایک زناتہ منکوشی مؤرخ کے ہاں اس کا نسب اسی طرح دیکھا ہے۔

اور جب بنی عبدالمؤمن کی حکومت کا خاتمہ ہوا تو تمام بنو تو جین کی ریاست عبدالقوی بن العباس بن عطیہ الحوی کو حاصل تھی اور ان کے تمام قبائل سامنے کی جولانگاہوں میں رہتے تھے اور جب بنو عبدالمؤمن کی حالت تکرور ہو گئی اور مفراوہ متحجہ کے میدانوں اور پھر جبل وانشریس پر حطاب ہو گئے تو اس عبدالقوی اور اس کی قوم نے ان سے وانشریس کے معاملہ میں جھگڑا کیا اور ان سے جنگ کی یہاں تک کہ ان پر غالب آ گئے اور وانشریس ان کے مقبوضات میں شامل ہو گیا اور ان کے قبائل میں سے بنو تغیر بن اور بنو منکوش نے اسے اپنا وطن بنالیا پھر وہ منداس پر حطاب ہو گئے اور بنو مدن کے تمام قبائل نے اسے اپنا وطن بنالیا اور ان میں سے بنی ید للتن کو فوقیت حاصل تھی اور بنی ید للتن کی ریاست بنی سلامہ کو حاصل تھی اور ان کے بطون میں سے بنو یرناتن وانشریس کے سامنے اپنے پہلے موطن ہی میں رہے اور ان میں سے خاص طور پر بنو تغیر بن اور اولاد حمز بن یعقوب بنی عطیہ الحوی کے حلیف تھے اور سب کے سب وذرآء کے نام سے معروف تھے اور جب انہوں نے اوطان وکول پر قبضہ کیا اور مفراوہ کو لہدیہ وانشریس اور تافرکیت سے نکال باہر کیا اور اس کی حکومت کو مخصوص کر لیا اور منداس بھجواتے اور تادغروت کی طرح اوطان کی دونوں غربی اطراف سے رکاوٹیں اس دور میں ان کا سردار عبدالقوی بن العباس تھا اور سب کچھ اس کے حکم سے ہوتا تھا پس صحرائی حکومت اس کے لئے ہو گئی اور اس نے اس میں خیموں میں رہائش رکھنے کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی چراگاہوں کے تلاش کرنے والوں کو بھیجتا چھوڑا اور نہ ہی دوسروں کو جمع کرنا چھوڑا وہ موسم سرما میں مصاب اور الزاب کی طرف چلے جاتے اور موسم گرما میں اہل کے ان بلاد میں فروکش ہوتے اور عبدالقوی اور اس کے بیٹے محمد کی یہی حالت رہی کہ اس کے بعد اس کے بیٹوں نے امارت کے متعلق جھگڑا کیا اور ایک نے دوسرے کو قتل کیا اور بنو عبد الواد ان کے عام اوطان اور قبائل پر حطاب ہو گئے اور بنو یرناتن اور بنو ید للتن نے بھی ان کے مقابلہ میں طاقت کا اظہار کیا اور بنی عبد الواد کی طرف آ گئے اور ان کی اولاد جبل وانشریس میں باقی رہی یہاں تک کہ ان کا خاتمہ ہو گیا جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔

قلعہ مرات: اور عبدالقوی نے جب مفراوہ کو چلی وانشریس پر قبضہ دلایا تھا اس نے قلعہ مرات کی حد بندی کی حالانکہ اس

سے قبل مندریل مفرای نے اس کی حد بندی کا کام شروع کر دیا ہوا تھا میں اس نے ایک بستی بنائی مگر اسے مکمل نہ کر سکا تو اس کے بعد محمد بن عبدالقوی نے اس کو مکمل کیا اور جب بنو ابی حفص نے افریقہ کی حکومت کو مخصوص کر لیا اور موحدین کی خلافت انہیں مل گئی تو امیر ابوزکریا نے مغرب اوسط پر حملہ کر دیا اور ضہاجہ کے قبائل نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور زناتہ اس کے آگے بھاگ گئے اور اس نے ان سے بار بار جنگ کی اور ان میں سے کچھ آدمیوں کو پکڑ لیا اور ایک جنگ میں بنی تو جین کے امیر عبدالقوی بن العباس کو بھی گرفتار کر لیا اور اُسے الحضرۃ میں قید کر دیا پھر اس پر احسان کر کے اُسے اس شرط پر رہا کر دیا کہ اس کی قوم اس سے دوستانہ تعلقات پیدا کرے گی اور زناتہ کی بھراس کی اور اس کی قوم کی مددگار رہے گی۔

ابوزکریا کی تلمسان پر چڑھائی: اس کے بعد امیر ابوزکریا نے تلمسان پر حملہ کیا تو عبدالقوی اور اس کی قوم بھی اس کے مددگاروں میں شامل تھے اور جب اس نے تلمسان پر قبضہ کر لیا اور الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا تو اس نے عبدالقوی کو اس کی قوم اور اس کے وطن پر امیر مقرر کیا اور اسے آلہ بنانے کی اجازت دی اور سب سے پہلے سرکاری پروانے بنی تو جین کو ملے اور صلح و جنگ میں بنی عبدالواد کے ساتھ ان کے حالات مختلف ہوتے رہتے تھے۔

اور جب غمر اسن اور اس کی قوم کے ہاتھ سے سعید ہلاک ہو گیا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے تو غمر اسن نے زناتہ کے باقی ماندہ قبائل کو مغرب سے جنگ کرنے اور بنی مرین کے اس کی طرف مسابقت کرنے کی وجہ سے جمع کیا پس عبدالقوی بھی ۵۴۷ھ میں اپنی قوم سمیت اس کے ساتھ آ گیا اور وہ تازی تک پہنچ گئے اور امیر بنی مرین ابو یحییٰ بن عبدالحق نے اپنی قوم سمیت اس کے ساتھ گیا اور وہ تازی تک پہنچ گئے اور امیر بنی مرین ابو یحییٰ بن عبدالحق نے اپنی قوم کے ساتھ انہیں روکا تو وہ واپس آ گئے اور اس نے انکا دھک ان کا تعاقب کیا پس جنگ ہوئی اور بنی یادین کی فوجیں منتشر ہو گئیں اور وہ شکست ہوئی جس کا ذکر ہم نے بنی عبدالواد کے حالات میں کیا ہے۔

عبدالقوی کی وفات: اور اسی سال وہاں سے واپسی پر عبدالقوی نے اپنے موطن میں باحمون مقام پر فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا یوسف ان کی امارت سنبھالنے کے درپے ہو گیا اور وہ اس امارت پر ایک ہفتہ قائم رہا پھر اس کے بھائی محمد بن عبدالقوی نے جو باپ کا ولی عہد بھی تھا اس نے اپنے باپ کے دفن کے ساتویں روز اس کی قبر کے اوپر اسے قتل کر دیا اور اس کا بیٹا صالح بن یوسف بلا وضہاجہ کی طرف جبال لدیہ میں بھاگ گیا پس وہ اس کے بیٹے وہیں مقیم ہو گئے اور محمد نے بلا شرکت غیر بنی تو جین کی ریاست سنبھال لی اور اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور وہ ایسا سردار تھا جو ناک پر کبھی نہیں بیٹھنے دیتا تھا۔

غمر اسن اور محمد بن عبدالقوی کی جنگ: اور غمر اسن نے اس سے جھگڑا کیا اور ۵۴۹ھ میں اس سے جنگ کرنے کو تیار ہو گیا اور قلعہ تافرکیت کی طرف گیا پس اس نے اس سے جنگ کی ان دنوں وہاں اس کا پوتا علی بن زیان بن محمد اپنی قوم کی جماعت کے ساتھ موجود تھا پس اس نے کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا مگر اُسے سر نہ کر سکا تو وہاں سے چلا آیا پھر انہوں نے جنگ کے ہتھیار بھینکنے پر اتفاق کیا اور غمر اسن نے اس سے وہی اپیل کی جو اس کے باپ سے بنی مرین کے ساتھ ان کے بلاد میں جنگ کرنے کے بارے میں کی تھی تو اس نے اس بات کو قبول کر لیا اور وہ مفر اوہ کے ساتھ ۵۵۰ھ میں ارض الریف

اور تازی کے درمیان کلامان تک پہنچ گئے اور یعقوب بن عبدالحق نے اپنی فوجوں کے ساتھ مذبحیڑ کی تو وہ تتر بتر ہو گئے اور شکست کھا کر اپنے بلاد میں واپس آ گئے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

اور اس کے بعد بھی اس کے اور شہر اس کے درمیان جنگیں ہوتی رہیں اور اس نے جبل و انشریس میں کئی بار اس سے جنگ کی اور اس کے وطن میں گھس گیا اور اس کے بعد ان دونوں کے درمیان شہر اس کی حکومت کو مخصوص کر لینے اور اس کے تمام زناہ اور ان کے بلاد پر غلبہ کے واسطے بڑھنے کے لئے کوئی گنگو نہیں ہوئی اور وہ سب حصی حکومت کے پاس اکٹھے ہونے والے تھے اور محمد بن عبد القوی سلطان المستعصر کی بہت اطاعت کرنے والا تھا۔

افرنجہ کے نصاریٰ: اور جب افرنجہ کے نصاریٰ ۸۷۸ء میں ساحل تونس پر اترے اور الحضرہ کی حکومت کا لالچ کیا تو المستعصر نے ملوک زناہ کے پاس فریادی بھیجا تو انہوں نے اپنے منہ اس کی طرف پھیر دیے اور ان میں سے محمد بن عبد القوی نے اپنی قوم اور اپنے اہل وطن کے لشکر کے ساتھ کوچ کیا اور تونس میں سلطان کے ہاں اتر اور دشمن سے جہاد کرنے میں بڑی شجاعت دکھائی اور اس نے ان کے ساتھ اپنی جنگوں میں مشہور کارنامے سرانجام دیے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں محسوب و محدود ہیں۔ اور جب دشمن الحضرہ سے چلا گیا اور محمد بن عبد القوی بھی اپنے وطن کی طرف واپس آنے لگا تو سلطان نے اُسے اعلیٰ انعامات دیے اور اس کی قوم اور فوج کے سرکردہ لوگوں پر بڑی نوازشات کیں اور اُسے الخراب کے وطن سے بلاد مغراوہ اور اوامش جاگیر میں دیے اور اس کی واپسی نہایت شان دار طریق سے ہوئی اور وہ اس کے بعد ہمیشہ اس کی اطاعت سے وابستہ رہا اور اس کے ساتھ مل کر اس کے دشمن پر غالب رہا۔

اور جب امصار مغرب پر غلبہ پانے اور اس کی حکومت کو اپنے لئے مخصوص کر لینے کے بعد بنو مرین نے شہر اس کے ساتھ سختی کی تو محمد نے شہر اس پر غلبہ پانے کے لئے ان کے ساتھ تھ جوڑی کر لی اور اپنے بیٹے زبان بن محمد کو ان کے پاس بھیجا۔ یعقوب بن عبدالحق کا تلمسان پر حملہ: اور جب ۸۷۷ء میں یعقوب بن عبدالحق نے تلمسان پر حملہ کیا تو اس نے اس جنگ میں شہر اس پر بھی حملہ کیا جس میں اس کا بیٹا فارس ہلاک ہو گیا اور محمد بن عبد القوی بھی اس کے مقابلہ میں تیار ہوا اور راستے میں بطحاء سے گزرا جو ان دنوں شہر اس کے مضافات کی سرحد تھا تو اس نے اسے برباد کر دیا اور یعقوب بن عبدالحق سے تلمسان کے میدان میں اپنے آلہ پر فخر کرتے ہوئے ملا تو یعقوب نے اُسے خوش آمدید کہا اور انہوں نے تلمسان سے کئی روز تک جنگ کی مگر وہ اسے سر نہ کر سکے اور انہوں نے وہاں سے چلے جانے پر اتفاق کر لیا۔

اور یعقوب بن عبدالحق نے شہر اس کے شر کے خوف سے وہاں ٹھہر کر انہیں مہلت دی تاکہ محمد اور اس کی قوم اپنے بلاد میں پہنچ جائیں پس اس نے ایسے ہی کیا اور اس نے ان کے تھیلوں کو اپنے تحائف سے بھر دیا اور انہیں بہترین اصل کوئل گھوڑے بوجھل سوار یوں کے ساتھ دیے اور ایک ہزار دو میل اونٹنیاں دیں اور انہیں عطیات اور قیمتی خلیقوں سے پُر کر دیا اور انہیں بہت سے ہتھیار خیمے اور کارندے دیے اور کوچ کر گئے اور محمد بن عبد القوی جبل و انشریس میں اپنی جگہ پر چلا گیا اور شہر اس کے ساتھ لگاتار اس کی جنگیں ہوتی رہیں اور اس نے اس کے وطن پر بہت حملے کئے اور اس کے شہروں کو خوب برباد کیا اور وہ اس کے باوجود یعقوب کی دوستی اور اسے اصل گھوڑے اور نادر اشیاء دینے پر قائم تھا یہاں تک کہ یعقوب نے جب مصالحت کے بارے میں شہر اس پر یہ شرط عائد کی کہ جس کے ساتھ وہ صلح یا جنگ

کرے گا وہ بھی اس کے ساتھ صلح یا جنگ کرے گا اسی وجہ سے یعقوب بن عبدالحق نے ۸۰۷ھ میں چڑھائی کی کیونکہ اس نے اس پر یہ شرط عائد کی تھی اور اس کے تسلیم کرنے پر اصرار کیا تھا پس اس نے اس پر چڑھائی کی اور خرزوزہ میں اس پر حملہ کیا پھر تلمسان میں اس کا محاصرہ کیا اور وہاں محمد بن عبدالتقویٰ نے اس سے ملاقات کی پس وہ قصاب میں اُسے ملا اور انہوں نے لوٹ مار اور تخریب کاری سے تلمسان کے نواح میں فساد برپا کر دیا پھر یعقوب نے محمد اور اس کی قوم کو اپنے شہروں کو جانے کی اجازت دے دی اور خود وہ تلمسان کے نواح میں غمر اس کے روکنے کے خوف سے اس مدت تک ٹھہرا رہا جب تک وہ وائٹریس میں اپنی نجات کی جگہ تک پہنچ گئے۔

غمر اس کی وفات: اور ان دونوں کی مسلسل یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ غمر اس ۸۱۷ھ کے اخیر میں بلاد مغراوہ میں سد لونہ مقام پر فوت ہو گیا اس دوران میں بنو مرین بنی عبدالواد کے مقابلہ میں مضبوط ہو گئے اور اس محمد کے لئے حکومت مرتب و منظم ہو گئی اور وہ جبال لدیہ میں اوطان ضہاجہ پر حطوب ہو گیا اور اس نے محالبہ کو ان کے مشائخ کے ساتھ خیانت کرنے اور انہیں قتل کرنے کے بعد جبال تلمری سے نکال دیا تو وہ وہاں سے حمہ کے میدانوں میں چلے گئے اور انہیں وطن بنا لیا۔

لدیہ کے قلعے پر محمد کا قبضہ: اور محمد نے لدیہ کے قلعے پر قبضہ کر لیا جسے اس کے لدیہ باشندوں کی وجہ سے لدیہ کہتے ہیں۔ لدیہ لام اور یمیم کی زیرِ وال کی زیر اور یائے مشدد کے ساتھ ہے اور اس کے بعد اس کے آخر میں حاء و لب ہے اور یہ ضہاجہ کا ایک بطن ہیں اور اس کی حد بند کرنے والا بلکنین بن زیری ہے اور جب محمد نے اس پر اور اس کے نواح پر قبضہ کیا تو اس نے اپنے خواص میں سے اولاد عزیز بن یعقوب کو یہاں اتارا اور اسے ان کا موطن اور ریاست قرار دیا۔

اور اس کے بھائی یوسف بن عبدالتقویٰ کے بیٹے بنو صالح ضہاجہ کے درمیان سے اپنی جگہ سے اس وقت سے بھاگ گئے تھے جب اس کا باپ یوسف قتل ہوا تھا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور وہ افریقہ میں بلاد موحدین میں چلے گئے تھے پس وہ انہیں نہایت عزت و تکریم سے ملے اور انہوں نے ان کو قسطنطینہ کے نواح میں آل ابی حفص کے بادشاہوں کی حکومت میں جاگیریں دے دیں اور وہ ان کی جنگوں میں ان کے ساتھ پڑاؤ کرتے اور ان کی جنگوں میں دادِ شجاعت دیتے اور ان کی خدمت کرتے تھے۔

اور اولاد عزیز میں سے لدیہ کے موالی حسن بن یعقوب اور اس کے بعد اس کے بیٹے یوسف اور علی تھے اور ان کے موطن لدیہ اور ان کے موطن اول ماختون کے درمیان تھے۔

بنی ید للتن کا قلعہ جعبات اور قلعہ تادغزوت پر قبضہ: اور اسی طرح بنو ید للتن بھی بنی توہین میں سے تھے انہوں نے قلعہ جعبات اور قلعہ تادغزوت پر قبضہ کر لیا تھا اور ان کا سردار سلامہ بن علی قلعہ میں محمد بن عبدالتقویٰ اور اس کی قوم کی اطاعت پر قائم ہو کر اترائے پس محمد بن عبدالتقویٰ کی حکومت مغرب اوسط کے نواح میں موطن بنی راشد سے لے کر جبال ضہاجہ تک نواح لدیہ میں مسلسل قائم رہی اور اس کے نواح میں موطن بنی راشد سے لے کر جبال ضہاجہ تک نواح لدیہ میں مسلسل قائم رہی اور اس کے سامنے السرسو کے بلاد اور جبال سے ارض الزاب تک قائم رہی اور وہ موسم سرما میں دور تک سفر کرتا تھا اور الروین مغرہ اور المسیلہ میں اترتا اور ہمیشہ اس کی یہی عادت رہی اور جب غمر اس ۸۱۷ھ میں فوت ہو گیا جیسا کہ ہم

بیان کر چکے ہیں۔

عثمان اور محمد بن عبدالقوی کے درمیان جنگ: تو اس کے بعد اس کے بیٹے عثمان اور محمد بن عبدالقوی کے درمیان ۸۴ھ میں ازسرنو جنگ چھڑ گئی اور اس کے بعد اس کا بیٹا سید الناس حکمران بنا اور اس کی حکومت کا زمانہ دراز نہ ہوا اور اس کے بھائی موسیٰ نے اس کے باپ کی وفات کے ایک سال بعد یا اسی سال اُسے قتل کر دیا۔

موسیٰ بن محمد امیر تو جین: اور موسیٰ بن محمد دو سال تک تو جین کا امیر رہا اور اہل مرات اس کے وطن کے باشندوں میں سے سب سے زیادہ طاقتور اور شہر پسند تھے پس اس کے دل میں خیال آیا کہ وہ ان کے مشائخ کو قتل کر دے اور ان کے ڈر سے اپنے آپ کو بچائے پس اس نے اس کام کا ارادہ کیا اور وہاں اتر اور وہ بھی اس کے حال سے اور اس کی رائے سے جو وہ ان کے متعلق رکھتا تھا باخبر ہو کر چوکنے ہو گئے اور ان سب نے غر ہو کر اس پر حملہ کر دیا تو اس نے بھی ان سے جنگ کی پھر اس حال میں کہ اس کے زخم سے خون ٹپکتا تھا، شکست کھا گیا اور وہ اسے قلعے کے خوف ناک مقامات میں مجبور کر کے لے گئے تو وہ ان میں سے ایک مقام پر گر کر ہلاک ہو گیا۔

عمر بن اسماعیل بن محمد: اور اس کے بعد اس کے بھائی کا بیٹا عمر بن اسماعیل بن محمد چار سال تک حکمران رہا پھر اس کے ساتھ اس کے چچا زیان بن محمد کے بیٹوں نے غداری کی اور اُسے قتل کر دیا اور انہوں نے اپنے بڑے بھائی ابراہیم بن محمد کو حکمران بنایا اور اس نے ان پر بہت اچھی طرح حکمرانی کی کہتے ہیں کہ ان میں محمد کے بعد اس جیسا کوئی حکمران نہیں ہوا اور ان حکمرانوں کے دوران بڑا عہد الواد ان کے مقابلہ میں مضبوط ہو گئے اور ان کے باپ محمد کی وفات کے بعد عثمان بن غفر اس کا دباؤ ان پر بڑھ گیا پس ۸۶ھ میں اس نے ان پر حملہ کیا اور جبل و انشریس میں ان کا محاصرہ کر لیا اور ان کے اوطان میں خرابی اور فساد پیدا کیا اور ان کی کھیتوں کو جب ان پر مغر لوہ نے قبضہ کر لیا تھا مازونہ لے آیا پھر اس نے قلعہ تافرکیت سے جنگ کی اور وہاں کے لیڈر غالب النحسی مولیٰ سید الناس بن محمد سے ساز باز کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور تلمسان کی طرف واپس آ گیا۔

پھر اس نے قلعہ تاغزوت میں اولاد اسلامیہ پر حملہ کیا اور وہ کئی بار اس کے مقابلے میں ڈٹے رہے پھر انہوں نے اس سے طاعت کرنے اور بنی محمد بن عبدالقوی کو چھوڑنے کا معاہدہ کر لیا پس انہوں نے ان کا عہد توڑ دیا اور عثمان بن غفر اس کی حکومت میں آ گئے اور انہوں نے ان کے لئے بنی یلتن پر فلکس مقرر کئے اور عثمان بن غفر اس نے بنی تو جین کے قبائل کو ان کے امیر ابراہیم زیان کے خلاف بھڑکانے اور ترغیب دینے کا راستہ اختیار کیا پس بنی مادون کے شیخ زکار بن اجمی نے اس کی حکومت کے ساتویں مہینے ایک جنگ میں اس پر حملہ کر کے اُسے بطحا میں قتل کر دیا۔

موسیٰ بن زرارہ: اور اس کے بعد موسیٰ بن زرارہ بن محمد بن عبدالقوی حکمران بنا اور بنو غفرین نے اس کی بیعت کی اور بقیہ تو جین نے اختلاف کیا پس اس دوران میں سال کا کچھ حصہ عثمان بن غفر اس نے قیام کر کے بنی تو جین کے ایک ایک قبیلے سے دوستی کی یہاں تک کہ اس نے جبل و انشریس پر حملہ کر کے اُس پر قبضہ کر لیا اور موسیٰ بن زرارہ اس کے آگے بھاگ کر لمدیہ کے نواح میں چلا گیا اور اپنے اسی سفر میں فوت ہو گیا۔

عثمان کا لمدیہ پر حملہ: پھر عثمان نے اس کے بعد ۸۸ھ میں لمدیہ پر حملہ کیا اور ضہاجہ کے قبائل میں سے لمدیہ کے

ساتھ ساز باز کر کے اس پر قبضہ کر لیا انہوں نے اولاد عزیز سے غداری کی اور اُسے اس پر قدرت دے دی پھر انہوں نے سات ماہ بعد اس کے خلاف بغاوت کر دی اور اولاد عزیز کی حکومت میں واپس آ گئے اور انہوں نے عثمان بن یوسف سے اطاعت اور تادان پر مصالحت کر لی جیسا کہ وہ محمد بن عبدالقوی اور اس کے بیٹوں کے ساتھ تھے پس عثمان بن خمر اس نے تو جین کے عام علاقے پر قبضہ کر لیا پھر وہ بنی مرین کے اس مطالبے میں مشغول ہو گیا جو انہوں نے یوسف بن یعقوب کے زمانے میں اچانک کیا تھا پس بنی محمد بن عبدالقوی میں سے ابو بکر بن ابراہیم نے دو سال تک بنی تو جین پر حکمرانی کی جس میں اس نے لوگوں کو خوفزدہ کیا اور بری روش اختیار کی پھر وہ فوت ہو گیا پس اس کے بعد بنو خمرین نے اس کے بھائی عطیہ کو اسم کے نام سے مشہد تھا، حکمران مقرر کیا اور اولاد عزیز اور تمام قبائل تو جین نے ان کی مخالفت کی۔

یوسف ابن زیان کی بیعت: اور یوسف بن زیان بن محمد کی بیعت کر لی اور جبل وانشریس پر حملہ کیا اور وہاں پر عطیہ اور بنی خمرین کا ایک سال یا اس سے زیادہ عرصہ تک محاصرہ کئے رکھا اور یحییٰ بن عطیہ جو بنی خمرین کا سردار تھا بنی عطیہ الاہم کی بیعت کا ذمہ دار تھا پس جب ان کا محاصرہ سخت ہو گیا اور یوسف بن یعقوب کی حکومت اپنی جگہ پر مضبوط ہو گئی جو حصار تلمسان میں تھی اور اس نے اُسے جبل وانشریس کی حکومت کی رغبت دلائی پس اس نے اپنے بھائی ابوسرحان اور ابو یحییٰ کی مگرانی کے لئے ان کے ساتھ فوجیں بھیجیں اور ابو یحییٰ ان کے ساتھ اٹھا اور مشرق کی جانب میں گھس گیا اور جب واپس آیا تو جبل وانشریس کی طرف گیا اور اس کے قلعوں کو منہدم کر کے واپس آ گیا اور اس نے دوسری بار بلاد تو جین پر حملہ کیا اور انہیں وہاں سے بھاگ دیا اور آہالیان تافرکیت نے اس کی اطاعت اختیار کر لی پھر اس نے لمد یہ پہنچ کر اسے صلح سے فتح کر لیا اور اس کی ہستی کی حد بندی کی اور اپنے بھائی یوسف بن یعقوب کے پاس واپس آ گیا اور اس کے جانے کے بعد باشندگان تافرکیت نے بغاوت کر دی پھر بنو عبدالقوی نے اطاعت اختیار کرنے کے بارے میں سوچا اور یوسف بن یعقوب کے پاس گئے تو اس نے ان کی اطاعت کو قبول کر لیا اور انہیں ان کے بلاد میں واپس کر دیا اور انہیں جاگیریں دیں اور علی بن الناصر بن عبدالقوی کو ان کا حاکم بنایا اور اس کی وزارت یحییٰ بن عطیہ کو دی پس اس نے اس کی حکومت پر قابو پالیا اور اس کی سلطنت درست ہو گئی اور اس دوران میں وہ فوت ہو گیا پس یوسف بن یعقوب نے اس کی جگہ محمد بن عطیہ الاہم کو حاکم مقرر کیا اور وہ ایک وقت تک اس کی اطاعت پر قائم رہا پھر اس نے اس کی وفات سے پہلے ۶۰۶ھ میں بغاوت کر دی اور اپنی قوم کو مخالفت پر اکسایا۔

یوسف بن یعقوب کی وفات: اور جب یوسف بن یعقوب فوت ہو گیا اور اس کے بعد بنو مرین بنی خمر اس کے لئے مغرب اوسط کے ان تمام امصار سے دست کش ہو گئے جن پر انہوں نے قبضہ کیا تھا تو بنو خمر اس نے وہاں غلبہ پالیا اور مغربیین کو وہاں سے دور کر دیا اور اولاد عبدالقوی میں سے ایک جماعت بلاد موحدین میں چلی گئی اور وہاں پر انہیں باعزت مقام ملا اور عباس بن محمد بن عبدالقوی آل ابی حفص کے بادشاہوں کے ساتھ مرتے دم تک دوستانہ تعلقات رکھتا تھا اور اس کی اولاد سلطان کی فوج میں باقی رہی اور جب ان نمائندگان سے فضا خالی ہو گئی تو ان کے بعد بنی خمرین کا سردار احمد بن محمد جو بنی یفرن کے سلطان مصلیٰ بن محمد کی اولاد میں سے تھا جبل وانشریس پر مصلوب ہو گیا پس یہ یحییٰ بن عطیہ ان کی ریاست میں کچھ روز ٹھہرا پھر وہ بھی فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بھائی عثمان بن عطیہ نے اس کی امارت سنبھالی پھر وہ بھی فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا عمر بن عثمان حکمران بنا اور اپنی قوم کے ساتھ جبل وانشریس میں خود مختار بن گیا اور اولاد عزیز لمد یہ اور

اس کے نواح میں خود مختار بن گئی اور ان کی ریاست حسن بن یعقوب کے دونوں بیٹوں یوسف اور علی کو حاصل تھی اور یہ سب کے سب بنی عبدالواد کے سلطان ابوحمو کی اطاعت میں تھے کیونکہ وہ ان پر غالب آ گیا تھا اور اس نے بنی عبدالقوی کے امراء سے ریاست لے لی تھی یہاں تک کہ سلطان ابوحمو کے عم زاد یوسف بن شمر اس نے اس کے خلاف بغاوت کی اور اولاد عزیز کے پاس چلا گیا تو انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور وہ بنی شمر کے سردار عمر بن عثمان اور حاکم جبل و انشریس کے کاشانہ میں دخل انداز ہو گئے تو اس نے ان کی بات مان لی اور بقیہ قبائل کھوشہ اور بنو یرناتن نے بھی ان سے معاہدہ کر لیا۔

اور انہوں نے محمد بن یوسف کے ساتھ سلطان ابوحمو پر چڑھائی کی جب کہ وہ اپنی فوج کے ساتھ قتل مقام پر تھا پس انہوں نے اُسے منتشر کر دیا اور ان کے ساتھ اس کی جنگ کے حالات کو ہم نے بنی عبدالواد کے حالات میں بیان کیا ہے یہاں تک کہ سلطان ابوحمو فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا ابوتاشغین حکمران بنا پس اس نے فوجوں کے ساتھ ان پر حملہ کیا اور عمر بن عثمان کو اس وجہ سے کہ محمد بن یوسف اس کی قوم کو چھوڑ کر اولاد عزیز کے ساتھ دوستی رکھتا ہے غیرت آئی تو اس نے سلطان ابوتاشغین کے ساتھ اس سے انحراف کرنے کے بارے میں ساز باز کی پس جب وہ جبل میں اترا اور محمد بن یوسف حفاظت کی خاطر قلعہ تو کال میں چلا گیا تو عمر بن عثمان اسے چھوڑ کر ابوتاشغین کے پاس آ گیا اور اُسے قلعہ کی کین گاہیں بتائیں تو ابوتاشغین اس کے قریب ہو گیا اور اس کی تاک بند کر دی اور محمد بن یوسف کے دوست اور مددگار اس سے الگ ہو گئے تو اس نے اُسے گرفتار کر لیا اور اُسے قید کر کے سلطان ابوتاشغین کے پاس لائے تو ۱۹۷ھ میں اسے اس کے سامنے نیزے مار مار کر قتل کر دیا گیا اور اس کے سر کو تلمسان بھجوا دیا اور اس کے اعضاء کو اس قلعے میں جس میں وہ اپنے اچھل کود کے ایام میں محفوظ ہوا تھا صلیب دیا گیا اور وانشریس کی امارت اس عمر بن عثمان کو اور اس کی ولایت ابوتاشغین کو مل گئی یہاں تک کہ وہ بنی مرین کے ساتھ ایک جنگ میں تلمسان میں ان سالوں میں ہلاک ہو گیا جن میں سلطان ابوالحسن نے تلمسان سے جنگ کی تھی جیسا کہ ہم نے عاصرہ کے حالات میں بیان کیا ہے۔

بنو مرین کا مغرب اوسط پر قبضہ: پھر بنو مرین مغرب اوسط پر مطلب ہو گئے اور سلطان ابوالحسن نے اس کے بیٹے نصر بن عمر کو جبل کا والی مقرر کیا اور وہ عہد کے پورا کرنے اور حکومت سے خلوص رکھنے اور سچی طرف داری کرنے اور مملکت پر احسان کرنے اور ٹیکس کے بڑھانے کے لحاظ سے بہترین والی تھا اور جب قیروان میں سلطان ابوالحسن پر مصیبت پڑی اور زناہ کے شرفاء نے اپنی حکومت کی واپسی کے لئے مقابلہ کیا تو آل عبدالقوی میں سے عدی بن یوسف بن زیان بن محمد بن عبدالقوی لدیہ کے نواح میں چلا گیا اور خوارج سے ان کی دعوت میں مقابلہ کیا اور یہ بنو عزیز اور ان کے پڑوسی بنو یرناتن اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس نے جبل و انشریس پر چڑھائی کی تاکہ خواص کے ساتھ ان کے بننے والی اور ان کے دشمن کے ساتھ سازش کرنے والوں سے ان کی جڑ کاٹ کر بدلہ لے اور ان دنوں ان کا سردار نصر بن عمر بن عثمان تھا اور نصر نے مسعود بن ابی زید بن خالد بن محمد بن عبدالقوی کی بیعت کی جو ان کی اولاد میں سے تھا پھر وہ عدی بن یوسف کے مددگاروں سے جدا ہو کر ان کے پاس چلا گیا کیونکہ اُسے اس کے اصحاب سے اپنی جان کا خوف تھا اور عدی اور اس کی قوم نے ان سے جنگ کی مگر وہ اس کے مقابلے میں ڈٹے رہے اور ان کے درمیان جنگیں ہوتی رہیں جن میں انجام کار نصر بن عمر اور اس کی قوم کو غلبہ حاصل ہوا اور جب سلطان ابوالحسن تونس سے الجزائر آیا تو عدی سلطان کے مددگاروں میں شامل ہو گیا اور مسعود ان کے درمیان باقی رہا۔

فصل

بنی سلامہ جو قلعہ تاوغزدت کے مالک اور

اس طبقہ ثانیہ میں سے بلبطون تو جین کے

بنی ید للتن کے رؤسائے کے حالات اور

ان کی اولیت اور انجام

بنی تو جین کے قبائل میں سے بنو ید للتن بڑے طاقتور اور زیادہ تعداد والے رہتے اور انہیں ان بقیہ بلطون میں غلبہ حاصل تھا اور بنو عبدالقوی بنی تو جین کے بادشاہ اس کے حق کی رعایت کرتے اور اسے چھانتے تھے اور جب بنی یلوی اور بنی دما تو کے خاتمے کے بعد بنو قاضی اور بنو مادون ارض مند اس میں تگول کے علاقے میں آئے تو انہوں نے اسے وطن بنالیا اور بنو ید للتن نے ان کے پیچھے آ کر بھجوات اور تاوغزدت کو وطن بنالیا اور ان دنوں ان کی امارت نصر بن سلطان بن عیسیٰ کو حاصل تھی پھر وہ فوت ہو گیا تو ان کی امارت اس کے بیٹے مناد بن نصر پھر اس کے بھائی علی بن نصر پھر اس کے بھائی علی کے بیٹے ابراہیم بن علی نے سنبالی پھر وہ فوت ہو گیا تو ان کی امارت کو اس کے بھائی سلامہ بن علی نے اس وقت سنبالا جب عبدالقوی اور اس کے بیٹوں کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس کی امارت بھی اس کی قوم میں مضبوط ہو گئی اور اس نے قلعہ تاوغزدت کی حد بندی کی جو اس کی طرف اور اس کے بیٹوں کی طرف منسوب ہے اور اس سے قبل وہ سوید کے عربوں میں سے کچھ منقطع ہو جانے والے لوگوں کا پڑاؤ تھا اور بنو سلامہ کا یہ خیال ہے کہ وہ تو جین کے نسب میں دخیل ہیں اور وہ بنی سلیم بن منصور کے عربوں میں سے ہیں اور ان کا دادا عیسیٰ یا سلطان اپنی قوم کے ایک خون کی وجہ سے ان سے الگ ہو گیا تھا تو بنی تو جین میں سے بنی ید للتن کے شیخ نے اسے اپنے نسب کے ساتھ ملا لیا اور اس کے بعد اس کے بیٹوں کی کفالت کی اور جب سلامہ بن علی فوت ہو گیا تو اس کے بعد ان کی امارت کو اس کے بیٹے یغمر اس بن سلامہ نے اس وقت سنبالا جب بنو عبدالواد نے بنی تو جین پر ان کے سب سے بڑے بادشاہ محمد بن عبدالقوی کے فوت ہو جانے کے بعد ان پر سختی کی۔

عثمان بن یغمر اس: اور عثمان بن یغمر اس جنگ کے لئے ان کے بلاد میں آتا تھا اور ان میں بہت فساد کرتا تھا اور اس نے

اپنی ایک جنگ میں ان کے اس قلعہ سے بھی مقابلہ کیا اور اس قلعہ میں خضر بن بھی موجود تھا تو وہ اس کے سامنے ڈٹا رہا اور یوسف بن یعقوب اور یوسف بن تلمسان کی طرف چلے گئے پس وہ قلعہ پر دوڑا اور بنی مرین سے پہلے اپنے دار الحکلافے میں پہنچ گیا اور خضر بن سلامہ نے اس کی اولاد میں عمارت گری کرتے ہوئے اس کا تعاقب کیا تو اس نے تلبیہ ان مقام پر اس پر پلٹ کر حملہ کیا اور وہاں ان کے درمیان جنگیں ہوئیں جن میں خضر بن سلامہ ہلاک ہو گیا اور اس کے بعد اس کی عمارت کو اس کے بھائی محمد بن سلامہ نے سنبھالا اور عثمان بن خضر بن اس کی اطاعت کر لی اور بنو عبد القوی نے مخالفت کی اور اس نے اپنی قوم اور وطن پر بنی عبد الواد کے بادشاہوں کے لئے ٹیکس لگایا پس تلمسان کے بادشاہوں کے لئے یہ ٹیکس ہمیشہ ہی عائد رہا اور اس کا بھائی سعد مغرب چلا گیا اور سلطان یوسف بن یعقوب کی اس جنگ میں جس میں اس نے تلمسان کا طویل محاصرہ کیا اس کا مددگار بن کر آیا تو سعد بن سلامہ اس کی طرف ہجرت کر کے آیا اور اس نے اس کا لحاظ کیا اور اسے بنی یلطن اور قلعہ کا والی بنادیا اور اس کا بھائی محمد بن سلامہ بھاگ گیا اور جبل راشد میں چلا گیا اور یوسف بن یعقوب کی وفات تک وہیں مقیم رہا اور مغرب اوسط کی امارت بنی عبد الواد کو مل گئی تو انہوں نے بنی تو جین پر ٹیکس لگایا اور انہیں خراج جمع کرنے کی طرف لے آئے اور سعد ہمیشہ اپنی ولایت پر قائم رہا یہاں تک کہ ابو جوفوت ہو گیا اور ابوتاشغین حکمران بن گیا تو اس نے سعد کو ناراض کر دیا اور اس کے بھائی محمد کو جبل راشد میں اس کی جگہ حکمران بنادیا اور سعد مغرب چلا گیا اور سلطان ابوالحسن کے مددگاروں میں شامل ہو کر آیا اور اس کا بھائی ابوتاشغین کے ساتھ آیا۔ پھر وہ تلمسان میں محصور ہو گیا اور سعد بن سلامہ اس کی جگہ حکمران بن گیا۔ پھر محمد محاصرہ..... اور جنگوں کے ایام میں ایک دن فوت ہو گیا اور جب بنو عبد الواد کی امارت کا خاتمہ ہو گیا تو سعد نے سلطان سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ فرض حج کی ادائیگی کے لئے اس کا راستہ کھلا چھوڑ دیا جائے پس اس نے حج کیا اور حج سے واپسی پر راستے میں فوت ہو گیا اور اس نے سلطان ابوالحسن کو تائید کی اور اُسے اپنے بیٹوں کے بارے میں اپنے دلی عریف بن یحییٰ کی زبان سے وصیت کی جو بنی سوید کا سردار تھا۔

سلیمان بن سعد کی امارت: پس سلطان ابوالحسن نے اس کے بیٹے سلیمان بن سعد کو بنی یلطن اور قلعہ کا امیر بنادیا اور سلطان ابوالحسن کا معاملہ بگڑ گیا اور عبدالرحمن بن یحییٰ بن خضر بن اس کے بیٹوں ابوسعید اور ابوثابت کے پاس حکومت آگئی اور اس کے اور ان کے درمیان دوستی اور انحراف پایا جاتا تھا اور ان کے مددگار زعہبہ میں سے بنی سوید کے عرب تھے کیونکہ وہ قبلہ کی جانب سے ان کے موطن پر ان کے پڑوسی تھے اور ان کے شیخ و ترمار بن عریف نے بنی یلطن کے وطن پر غلبہ ہونے کا لالچ کیا تو یہ سلیمان اس کے درے حائل ہو گیا اور اس کے دفاع میں پوری کوشش کی یہاں تک کہ سلطان ابو عثمان نے بلاو مغرب اوسط پر قبضہ کر لیا اور ترمار اور اس کے بیٹے عریف کے پاس آ جانے اور اس کی قوم کی طرف ہجرت کرنے کا لحاظ کیا اور ترمار بن عریف کو قلعہ اور اس کے ارد گرد کا علاقہ اور تمام بنی یلطن کا ٹیکس اسے جاگیر میں دیا اور سلیمان بن سعد سلامہ کو اپنی فوج اور اس کے سرکردہ لوگوں میں شامل کر لیا یہاں تک کہ سلطان فوت ہو گیا اور ابوجوہر الاخیر کے ہاتھ پر بنی عبد الواد کو دوبارہ حکومت مل گئی پس اس نے سلیمان کو قلعہ پر اور اس کی قوم پر حکمران بنایا اور عربوں کا معاملہ اس پر سخت ہو گیا تو سلیمان پریشان ہو گیا اور ان کے شر سے چو کنا ہو گیا اور اولاد عریف کے پاس چلا گیا پھر اس نے دوبارہ اطاعت کی تو اس نے اسے گرفتار کر کے دھوکے سے قتل کر دیا اور اس کا خون رائیگاں کیا پھر عربوں نے اسے مغرب اوسط کے عام علاقے پر قبضہ کر دیا

دیا اور اس نے قلعہ اور بنی یدلقتن اولاد عریف سے دوستی کے لئے انہیں جاگیر میں دے دیے پھر اس نے بنی مادون اور منداس بھی انہیں جاگیر میں دے دیے اور بنی سوید کے تمام بطون سوید کے نوکر اور ان کے خراج کے غلام بن گئے سوائے جبل وانشریس کے کیونکہ وہ ہمیشہ بنی یحضرین کے پاس رہا اور ان کا والی یوسف بن عمر تھا جیسے کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اور ابوحمزہ نے اولاد سلامہ کو اپنی فوج میں شامل کر لیا اور اپنے رجسٹر میں ان کے نام لکھے اور تلمسان کے نواح میں انہیں قصبات جاگیر میں دیے اور وہ اس عہد میں اسی حال میں ہیں۔

یغزاسن	—	یغزاسن
یغزاسن	—	یغزاسن
یغزاسن	—	یغزاسن
یغزاسن	—	یغزاسن

فصل

طبقہ ثالثہ میں سے بنی تو جین کے بطن بنی یرناتن کے حالات اور انہیں جو تصرف اور امارت حاصل تھی

اس کا اور ان کی اولیت اور انجام کا بیان

بنو تو جین میں سے بنو یرناتن بہت قبائل والے بڑے طاقت ور اور سب سے زیادہ شہرت رکھنے والے تھے اور جب بنو تو جین مغرب اوسط کے نکل میں آئے تو اپنے پہلے موطن میں ٹھہرے جو ماحون اور زمہ کے درمیان واقع تھے اور وادی

مختلف کے بالائی علاقے میں دریائے واصل کے دونوں کناروں پر گھومتے پھرتے تھے اور ان کی ریاست نصر بن علی بن حمیم بن یوسف بن یونوال کے گھرانے میں تھی اور ان میں سے ان کا شیخ مہیب بن نصر تھا اور عبدالقوی بن العباس اور اس کا بیٹا محمد جو توہین کے، راء تھے انہیں ان کی شرافت اور ان کی قوم میں ان کے بڑے مقام کی وجہ سے اور ان کی عظیم دولت کو دیکھ کر انہیں ترجیح دیتے تھے اور محمد بن عبدالقوی اپنی سلطنت میں انہیں اولاد عزیز سے ترجیح دیتا تھا اور اس کے بیٹوں کے عہد میں ان کا ولای عبید بن حسن بن عزیز تھا۔

اور مہیب بن نصر نے عبدالقوی کی بیٹی سے رشتہ کیا تو اس نے اس کا نکاح اس کے ساتھ کر دیا تو اس کے ہاں نصر بن مہیب پیدا ہوا تو اس کا ماسوں کا رشتہ محمد بن عبدالقوی سے ہو گیا اور اس کی امارت میں اس کی شان بلند ہو گئی پھر اس کے بعد اس کا بیٹا علی بن نصر حکمران بنا اور اس کے بیٹوں میں سے نصر اور عشر اور دیگر بیٹے بھی تھے جو اپنی ماں کے نام سے مشہور تھے جس کا نام تاسر غیبت تھا۔

نصر بن علی: اور اس کے بعد نصر بن علی حکمران بنا اور اس کی قوم میں اس کی امارت طویل عرصہ تک قائم رہی اور بنو عبدالقوی نے اختلاف کیا اور بنو عبدالواد نے ان کے پاس جو کچھ تھا اس پر قبضہ کر لیا پس طوک زمانہ نے اپنی توجہ اس کی طرف پھیر دی اور اس کی شہرت دور دور تک پھیل گئی اور اس کے بعد اس کے بیٹے بھی اس کی شہرت سے بچانے گئے اور وہ بہت بچوں والا تھا کہتے ہیں کہ اس نے تیرہ لڑکے اپنے پیچھے چھوڑے جن میں سے ہر ایک جنگجو اور شیر کا بیچہ تھا اور ان کے مشاہیر میں سے عمر بھی تھا جسے سلطان ابوالحسن نے اس وقت قتل کر دیا جب اس کے متعلق چٹل ہوئی کہ اس نے اسے دھوکے سے قتل کرنے کی سازش کی ہے پس وہ بھاگا اور پکڑا گیا اور مرآت میں قتل ہو گیا اور ان میں سے مندل بھی تھا جسے بنو ہضرین نے اس وقت قتل کر دیا تھا جب انہوں نے علی بن الناصر کو حکمران بنایا تھا اور انہوں نے اس کے ساتھ عبید بن حسن بن عزیز کو بھی قتل کر دیا اور ان میں سے عثمان بھی تھا یہ ابوتاشغین کے زمانے میں تلمسان کے محاصرہ میں قتل ہو کر مرا تھا اور ان میں سے مسعود مہیب سعد داؤد موسیٰ یعقوب عباس اور یوسف بھی ان کے نزدیک دوسروں میں مشہور و معروف تھے یہ نصر بن علی بن نصر بن مہیب کے لڑکوں کا حال تھا۔

اور اس کے بھائی عشر کے لڑکوں میں سے ابوالفتوح بن عشر تھا پھر اس کے بیٹوں میں سے عیسیٰ بن ابوالفتوح تھا جو اپنے بھائیوں کا رئیس تھا اور ان کی ایک خدمت گار لڑکی عثمان بن خراسان کے گھر میں اتری اور اس نے اپنے آقا ابوالفتوح سے حمل ہونے کا دعویٰ کیا اور عیسیٰ کا ایک بھائی اس کے ہاں پیدا ہوا جس کا نام معروف تھا اس نے ان کے گھر میں پرورش پائی اور ابوحمزہ نے اسے اور اس کے بعد اس کے بیٹے کو وزیر بنایا اور ان کی حکومت میں انتہا تک پہنچا اور اسے معروف الکبیر کہا جاتا تھا اور جب ابوحمزہ اول کی حکومت میں اسے ریاست حاصل تھی تو اس کا بھائی عیسیٰ بن ابوالفتوح بھی اپنی قوم کو ناراض کر کے اس کے پاس آ گیا پس اس نے بنی راشد پر اس کی ولایت اور ان کے اوطان کے ٹکس کے لئے کوشش کی اور اسے شہر سعیدہ میں اتارا جہاں اسے اس کی امارت ملی اور ابو بکر عبوطا ہر اور و تر مار اس کے بیٹے تھے۔

اور جب بنی عبدالواد کے بعد بنو مرین پہنچے تو سلطان ابوالحسن نے انہیں بنی یرناتن پر یکے بعد دیگرے والی بنایا۔ اور بنی علی بن نصر بن مہیب سے تاسر غیبت کے جوڑ کے تھے ان کا ذکر ان کی قوم کی ریاست میں نہیں آتا ہاں اسی ح ان کی ایک خدمت گار لڑکی ابوتاشغین کے گھر میں اتری تھی اور اس نے ایک لڑکا جنتا جو موسیٰ بن علیہ کے نام سے

عبد بن علی

عثمان	
مہیب	
یعقوب	
موسے	

نفسی بن علی بن نفیس بن علی بن قسیم بن یوسف بن بو ذوال بن ذوال

متبر	
حمیرا	
تھو	
مرضا	

عیسیٰ بن ابی الفتوح بن عشر
—
معروف الکبیر

سید بن عبد الوہاب

فصل

بنی مرین اور ان کے انساب و شعوب اور مغرب
میں انہوں نے جو حکومت و سلطنت حاصل کی
جس نے بقیہ زمانہ کو شاہی کاموں پر متعین کیا
اور دونوں کناروں میں تخت ہائے حکومت کا انتظام

کیا اور ان کے حالات اور آغاز و انجام

ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہ بنی مرین بنی داسین کے قبائل سے تعلق رکھتے ہیں اور ہم نے داسین کے نسب کا تذکرہ
زمانہ میں کیا ہے اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ یہ بنو مرین بن ورتاجن بن ماخوخ بن جدج بن فائن بن یدر بن نجف بن عبد اللہ بن
ورتیس بن المعز بن ابراہیم بن جیک بن داسین ہیں اور یہ بنی یلوی اور مدیونہ کے بھائی ہیں۔

اور بسا اوقات اُسے اس سرحد پر امیر مقرر کیا گیا اور اس نے مضافات کو اپنے ساتھ ملا لیا اور اس کی اطلاع مرتضیٰ کو
پہنچی تو اُسے اس بات نے بے قرار کر دیا اور اس نے موحدین کے سرداروں کو بلا کر ان سے مذاکرات کئے اور بنی مرین کے
ساتھ جنگ کرنے کا عزم کر لیا اور اس نے ۵۷۰ھ میں فوجیں بھیجیں جنہوں نے سلا کا گھیراؤ کر کے اسے فتح کر لیا اور اس نے
دوبارہ مرتضیٰ کی اطاعت اختیار کر لی اور اس نے اس پر موحدین کے مشائخ میں سے ابو عبد اللہ بن ابی لیلو کو امیر مقرر کیا اور
مرتضیٰ نے ۵۷۹ھ میں بنفس نفیس اور حکومت اور موحدین کی فوجوں کے ساتھ بنو مرین کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ کیا اور
بنو مرین نے بھی اس کے ساتھ جنگ کرنے کی ٹھان لی اور ایمیلین کے مقام پر دونوں فوجوں کی جنگ ہوئی، پس انہوں نے
اس کی فوج کو منتشر کر دیا اور اسے شکست اور انہیں فتح حاصل ہوئی پھر اس نے بعد میں سلا کو فتح کیا اور موحدین کو اس پر قبضہ دلا
دیا اور اس کے بعد مرتضیٰ نے اپنے اہل سلطنت کو جمع کرنے اور دوبارہ بنفس نفیس ان کے ساتھ جنگ کے لئے جانے کا ارادہ
کیا کیونکہ وہ ان کی حکومت کے امتداد سے اور موحدین کی حکومت کے سکنے سے خائف تھا پس اس نے ۵۸۳ھ میں اپنے

دارالخلافت سے باہر پڑاؤ کر لیا اور جہات میں لوگوں کو جمع کرنے والے کو بھیجا تو اس کے پاس موحدین کی جماعتیں عرب اور مصادمہ جمع ہو گئے اور وہ جلدی سے ان کی طرف گیا یہاں تک کہ وہ قاس کے نواح میں جبال ببلول تک پہنچ گئے اور امیر ابویحییٰ نے بھی بنی مرین اور ان کے پاس جمع ہونے والے لوگوں کے ساتھ اور اس کے مقابلہ میں آنے کا پختہ ارادہ کر لیا اور وہیں دونوں فوجوں کی ٹڈ بھڑ ہوئی اور بنو مرین نے بڑی بے جگری سے جنگ کی۔ پس سلطان کے میدان میں کھلی بچ گئی اور اس کی فوجیں شکست کھا گئیں اور اس کی قوم نے اُسے چھوڑ دیا اور وہ پابجولاں مراکش کی طرف لوٹ آیا اور لوگوں نے اس کی چھاؤنی پر قبضہ کر لیا اور اس کے خیموں کو لوٹ لیا پس انہوں نے جو مال اور ذخیرہ وہاں پایا اُسے لوٹ لیا اور بقیہ گھوڑوں اور سوار یوں کو ہانک کر لے گئے اور ان کے گھر غنائم سے بھر گئے اور ان کی پوزیشن مضبوط ہو گئی اور ان کی سلطنت وسیع ہو گئی۔

اور اس نے اس چڑھائی کے بعد بنی مرین کے ساتھ تادل میں جنگ کی اور بنی جابر سے ان کے جسمی محافظوں نے بنی نفیس کا شہر چھین لیا اور ان کے بہادر قتل ہو گئے اور ان کی حیزی ٹھنڈی پڑ گئی اور ان کی شوکت جاتی رہی اور ان جنگوں کے دوران علی بن عثمان بن عبدالحق قتل ہو گیا اور وہ امیر ابویحییٰ کا بھتیجا تھا اس نے اس سے سازش کی خرابی اور جسے کے لئے اتفاق کی بومحسوس کی تو اس نے اس کے بیٹے ابوحدید سے سازش کی پس اس نے اس کے قتل کی ٹھانی لی اور اسے افسوس میں جہات مکنا سے قتل کر دیا واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصل

سجلماسہ اور بلا دقبلہ کی فتح کے حالات اور

اس میں ہونے والے واقعات

جب بنو عبدالمومن بنی مرین پر غلبہ پانے سے مایوس ہو گئے کیونکہ بلا د مغرب ان کے ہاتھوں میں چلے گئے تھے اور وہ دوبارہ حکومت کے دارالخلافت کی مدافعت کی طرف واپس آ گئے کاش اس کی مدافعت کر سکتے اور بنو مرین نے عام بلا د نکول پر قبضہ کر لیا اور اس کے بعد امیر ابویحییٰ نے بلا د قبلہ پر چڑھائی کرنے کا عزم کیا پس اس نے ۵۹۳ھ میں سجلماسہ اور درہ اور اس کے گرد نواح کو ابن القطرانی کی سازش سے فتح کر لیا۔ جس نے موحدین کے عامل سے غداری کی تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور اس نے امیر ابویحییٰ کو اس پر کامیابی دلائی پس اس نے اس پر اور اس کے گرد نواح درہ اور بقیہ بلا د قبلہ پر قبضہ کر لیا اور اس کے بیٹے ابوحدید کو امیر مقرر کیا اور مرتضیٰ کو بھی خبر مل گئی تو اس نے ۵۹۳ھ میں انہیں چھڑانے کے لئے فوجیں بھیجیں اور ابن عطوش کو ان کا سالار مقرر کیا تو وہ بھاگ کر مراکش واپس آ گیا پھر ۵۹۵ھ میں وہ غر اس اور اس کے بیٹے ابوسلیط کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے گیا تو اس نے ان پر حملہ کر دیا۔

فصل

عبدالحق بن محیو کی امارت جو اس کے بیٹوں میں بھی

قائم رہی اور اس کے بعد اس کے بیٹے عنان

کی امارت پھر ان دونوں کے بعد اس کے

بھائی محمد بن عبدالحق کی امارت کے حالات

اور اس میں ہونے والے واقعات

اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب محیو بن ابی بکر بن حماد اپنے زخم سے فوت ہو گیا تو عبدالحق، مساوی اور
مکیاتن اس کے بیٹے تھے اور ان میں عبدالحق سب سے بڑا تھا پس اس نے بنی مرین کی امارت سنبھالی اور وہ ان کے مفادات
کی نگرانی اور جو کچھ ان کے پاس تھا اس سے بچنے اور انہیں بچے راستے پر قائم رکھنے اور عواقب میں غور و فکر کرنے کے لحاظ سے
ان کا بہترین امیر تھا اور ان کے دن گزرتے گئے اور جب ۵۱۱ھ میں موحدین کا چوتھا خلیفہ الناصر مصر کے عتاب سے واپسی پر
مغرب میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے یوسف الحکیم نے موحدین کی امارت سنبھالی جو ایک نابالغ جوان تھا اور
اُسے موحدین نے امیر مقرر کیا تھا جسے بچپن کے احوال اور جنون نے تدبیر و سیاست مکی سے غافل کر دیا تھا پس اس نے
مستقل مزاجی کو ضائع کر دیا اور امور سے لاپرواہی کی اور اس نے موحدین کو جو طویل آزادی دی اور انہیں جبر و قہر کے قبضہ
سے آزاد کرایا اس کی وجہ سے انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو ہڑپ کرنا شروع کر دیا پس سرحدیں ضائع ہو گئیں اور
محافظین کمزور ہو گئے اور انہوں نے اپنے کام کو چھوڑ کر سمجھا اور ان کی ہوا اکھڑ گئی اور اس عہد میں یہ قبیلہ فیکیک سے صاویطویہ تک
صحرائی میدانوں میں رہتے تھا جیسا کہ پہلے ہم ان کے حالات میں بیان کر آئے ہیں اور وہ موحدین کی حکومت کے آغاز میں
اپنی چڑھائی میں تھول اور سرسبز مقامات کی طرف جاتے تھے اور اس سے قبل جہات کرسیف سے حطاط کی طرف جاتے تھے اور
وہاں جو زناۃ اولیٰ کے بقایا لوگ تھے ان سے محبت کرتے تھے جیسے مکناۃ جبال تازی میں اور بنی یدنیان اور مغراوہ طویہ کے
مالائی علاقے میں حطاط کے محلات میں رہتے تھے اور ان جہات میں گرمی اور بہار کے موسم میں کھوتے پھرتے تھے اور اپنی

خوارک کے لئے غلہ لے کر اپنے سرمائی مقامات میں اتر جاتے تھے اور جب انہوں نے بلاد مغرب کی اتھری دیکھی تو انہوں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور صحرا سے اس کی طرف چلے گئے اور اس کی گھاٹیوں میں داخل ہو گئے اور اس کی جہات میں بکھر گئے اور اس کے باشندوں پر اپنے گھوڑے اور اونٹ دوڑانے لگے اور اس کے بقیہ علاقوں کا سب مال بھی غارت گری اور لوٹ مار سے لے گئے اور رعایا اپنے پہاڑوں اور محفوظ مقامات میں پناہ لینے لگی اور ان کے شکایات کثرت ہو گئے اور ان کے اور سلطان حکومت کے درمیان فضا تاریک ہو گئی تو انہوں نے انہیں جنگ کا الٹی میٹم دے دیا اور ان سے جنگ کرنے اور ان کی بیخ کنی کرنے کی ٹھان لی۔

اور خلیفہ المستنصر نے موحدین کے عظیم سردار ابو علی بن داؤد بن کو تمام فوجوں اور مراکش کے دستوں کے ساتھ جنگ کے لئے روانہ کیا اور اسے سید ابی ابراہیم امیر المؤمنین یوسف بن عبد المؤمن کے پاس امارت قاس میں اس کے مقام پر بھیجا اور اسے اشارہ کیا کہ ان کے ساتھ بنی مرین کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے جائے اور اسے حکم دیا کہ وہ خوزیری کرے اور کسی کو باقی نہ چھوڑے اور جہات ریف اور بلاد بلوینہ میں بنو مرین کو بھی اطلاع مل گئی تو انہوں نے اپنے بوجہ قلعہ تاروطا میں چھوڑے اور پختہ ارادے سے ان کے مقابلہ میں آئے پس وادی بکور میں دونوں فوجوں کی لڑائی بھڑ ہوئی جس میں بنی مرین کو غلبہ اور موحدین کو شکست ہوئی اور ان کے مال و متاع سے ہاتھ بھر گئے اور وہ اپنے اوپر ایک پودے کے پتے چپکاتے ہوئے واپس آ گئے جو اہل مغرب کے ہاں مشعلہ کے نام سے مشہور ہے کیونکہ اس وقت بہت سرسبز تھی اور زمینیں کھیتوں اور مختلف قسم کے لوہے سے آباد تھیں یہاں تک کہ اس جنگ کا نام ہی عام المشعلہ پڑ گیا۔

بنو مرین کا تازی پر حملہ: اور اس کے بعد بنو مرین نے تازی جانے کی ٹھان لی تو انہوں نے اس کے دیگر محافظوں کو شکست دتی پھر بنو محمد نے اپنے روسائے اختلاف کیا اور ان کے قبائل میں سے بنو عسکر بن محمد ان سے اس حسد کی وجہ سے الگ ہو گئے جو ان کے دلوں میں اس وجہ سے پایا جاتا تھا کہ ان کے چچا حمامہ بن محمد کے بیٹے انہیں چھوڑ کر خود با اختیار حاکم بن گئے تھے حالانکہ ان کے نزدیک اس سے قبل اس نے ایک فوج میں اور اس کے بیٹے الکعب نے بھی ریاست کا اشارہ کیا تھا مگر وعدہ پورا نہ کیا پس انہوں نے ان کے امیر عبد الحق اور اس کی قوم کی مخالفت کی اور موحدین کے دوستوں اور مغرب کے محافظوں کی مدد کے لئے چلے گئے جو بہت اور از غار میں آباد ہونے والے ریاحی قبائل میں سے تھے اور جب سے منصور نے انہیں افریقہ کی اس بلند جگہ پر اتارا تھا اس وقت سے ان کے مقابلہ اور غلبہ کا شروع ہوتا ہے پس وہ ان کے پاس چلے گئے اور اپنی قوم کے خلاف ان کی مدد کی اور ان میں سب نے بنی مرین کے ساتھ جنگ کی ٹھان لی اور ان کے درمیان بڑی صبر آزما جنگ ہوئی۔

عبد الحق کی وفات: جس میں ان کا امیر عبد الحق اور اس کا بیٹا اور لیس ہلاک ہو گئے اور بنو مرین نے اس کی ہلاکت کو تلخ بات سمجھا اور اس گھمسان کی جنگ میں بنی عسکر کا حمامہ میں مصطفیٰ ڈنار ہا اور اس نے ابن محیو السکمی کو اطلاع دی تو بالآخر ریاح قبیلہ تتر ہتر ہو گیا اور ان کے شجاع قتل ہو گئے۔

عثمان بن عبد الحق کی امارت: اور بنو مرین نے عبد الحق کے ہلاک ہونے کے بعد اس کے بیٹے عثمان کو اور لیس کے بعد

امیر بنالیا اور وہ ان کے درمیان اور غال کے نام سے مشہور ہے جس کے معنی ان کی عجیب زبان میں یک چشم کے ہیں اور عبدالحق کے دس بچے تھے جن میں سے نوڑ کے اور ان کی بہن ورتیم شعی پس اور پس عبدالحق اور رحو بنی علی کی ایک عورت سے تھے جس کا نام سوط النساء تھا اور عثمان اور محمد بنی و نکاس کی ایک عورت سے تھے جس کا نام السوار بنت تصالیت تھا اور ابو بکر بنی شالفت کی ایک عورت سے تھا جس کا نام تاغزوت بنت ابی بکر بنی حفص تھا اور زیان بنی ورتا جن کی ایک عورت سے تھا اور ابو عیاد بنی واحدی کی ایک عورت سے تھا اور واحدی عبد الواد کے بطون میں سے ہے جس کا نام ام القریج ہے اور یعقوب بطویہ میں ام الیمن بنت علی سے ہے اور ان میں سب سے بڑا اور پس تھا جو اپنے باپ عبدالحق کے ساتھ ہلاک ہو گیا تھا۔

اور عبدالحق کے بعد اس کے بیٹے عثمان نے بنی مرین کی امارت سنبھالی اس وقت حمامہ بن یصلتن نے اس کی بیعت کی اور اس نے ابن محو اور ان دونوں کے ساتھ ان کی قوم کے جو مشائخ تھے انہیں اطلاع دی اور انہوں نے ریاح کے کشت خوردہ لوگوں کا تعاقب کیا اور ان میں خوزیزی کی اور عثمان نے ان سے اپنے بھائی اور باپ کا بدلہ لے کر اپنے دل کو کھٹکا کیا اور وہ مصالحت کی طرف مائل ہوئے تو انہوں نے ان سے ٹیکس پر مصالحت کی جسے وہ اس کی قوم کو ہر سال بدوا کریں گے پھر اس کے بعد بنی مرین کی بیماری بڑھ گئی اور ان کی مصیبت چھید ہو گئی اور مغرب میں بغاوت بڑھ گئی اور عام رقایا مغرب جانے سے رک گئی اور راستے خراب ہو گئے اور امراء اور عمال سلطان اور اس سے کٹر لوگوں سے شہروں میں پناہ لینے لگے اور انہوں نے نواح پر قبضہ کر لیا اور تمام صحرا سے حکام کا سایہ سنٹ گیا اور بنو مرین نے وطن اور سبزہ کی حفاظت کے لئے محافظ تلاش کئے پس انہوں نے بلاد کے لئے ہاتھ بڑھایا اور ان کا امیر ابو سعید عثمان بن عبدالحق نہیں مغرب کے نواح میں ان کے مسالک و شعوب کو تلاش کرتا ہوا اور اس کے باشندوں پر ٹیکس لگاتا ہوا لے گیا یہاں تک کہ اکثر لوگ اس کی امارت میں داخل ہو گئے۔ پس انہوں نے شاویہ اور آباد قبائل حواریہ زکارہ تسول مکناسہ بطویہ تھمالہ صدراتہ بھلولہ اور مدینہ کی طرف سے اس کی بیعت کی پس اس نے ان پر ٹیکس مقرر کر دیا اور تادان لگا دیا اور ان میں عمال کو تقسیم کر دیا پھر اس نے مغرب کے شہروں فاس تازی مکناسہ اور قصر کتامہ پر مقررہ ٹیکس لگا دیا جسے وہ ہر سال کے آخر میں اس لئے ادا کرتے تھے کہ وہ ان پر غارتگری سے باز رہے اور ان کے راستوں کو درست کرے۔

ضواغن زنا تہ سے جنگ: پھر اس نے ۶۲۰ھ میں ضواغن زنا تہ سے جنگ کی اور ان میں خوزیزی کی یہاں تک کہ انہوں نے فرمانبرداری اختیار کر لی اور اس نے ان کے ہاتھوں کو جو فساد و لوٹ کے لئے اس کی طرف بڑھے ہوئے تھے قابو کر لیا اور اس کے بعد ریاح پر حملہ کیا جواز غار اور مہط کے باشندے تھے اور اس نے اپنے باپ کا بدلہ لیا اور ان میں خوزیزی کی اور مسلسل اس کی یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ وہ ۶۳۰ھ میں ایک فریب کارانہ حملے سے ہلاک ہو گیا۔

عبدالحق کی امارت: اور اس کے بعد اس کے بھائی عبدالحق نے امارت سنبھالی اور اس نے بلاد مغرب پر قبضہ کرنے اور اس کے ضواغنہ اور صحرائی لوگوں اور اس کی بقیہ رعایا سے تعلقات پیدا کرنے میں اپنے بھائی کا طریق اختیار کیا اور رشید نے محمد بن داندین کو ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا اور اسے مکناسہ کا حاکم مقرر کیا اور اس نے تادانوں سے اس کے باشندوں کو ہلاک کر دیا پھر بنو مرین اور دوسرے لوگوں کو اس نے اس کے اطراف میں اتارا پس اس نے اپنی فوج میں مٹادی کی اور وہ ان کے مقابلہ میں نکلا اور ان کے درمیان شدید جنگ ہوئی جس میں جانبین سے بہت سی مخلوق ماری گئی۔

محمد بن عبدالحق اور رومی سالار کا مقابلہ: اور محمد بن اور فیس بن عبدالحق نے رومی سالار سے مقابلہ کیا اور دودو وار ہوئے جس سے ایک موٹا بچی کا فرہلاک ہو گیا اور محمد بھی زخمی ہو گیا اور اس کا زخم مندمل ہو گیا جس کا نشان اس کے چہرے پر رہ گیا جس کی وجہ سے اسے با ضربہ کالقب دیا گیا پھر بنو مرین نے موحدین پر حملہ کیا تو وہ منتشر ہو گئے اور ابن واندین طوق پہنے مکناہ کی طرف واپس آیا اور اس اشکاء میں بنو عبدالمومن کمزور حالت میں رہے اور حمایت سے باز رہے اور ان کی حکومت کا دیا بچنے کے لئے عثمانے لگا۔

رشید بن مامون کی وفات: اور یہ واقعہ یوں ہے کہ جب رشید بن مامون ۶۴۰ھ میں فوت ہو گیا اور اس کا بھائی حکمران بن گیا اور سعید کالقب اختیار کر لیا اور اہل مغرب نے اس کی بیعت کر لی تو اس نے بنی مرین سے جنگ کرنے اور ان مواطن سے ان کی امیدوں کو ناکام بنانے کا عزم کر لیا۔ پس اس نے موحدین کی فوجوں کو ان سے جنگ کرنے کے لئے اکسایا اور عرب کے قبائل، مصائدہ اور رومی فوجیں بھی ان کے ساتھ تھیں اور انہوں نے ۶۴۲ھ میں ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ جو ان کے خیال میں بیس ہزار سے زیادہ تھا چڑھائی کی اور بنو مرین نے وادی ماعاش میں ان سے مقابلہ کیا، فریقین نے ڈٹ کر جنگ کی اور امیر محمد بن عبدالحق مقابلہ میں ایک رومی لیڈر کے ہاتھ سے ہلاک ہو گیا اور بنو مرین منتشر ہو گئے اور موحدین نے ان کا تعاقب کیا اور رات کی تاریکی میں وہ تازی کے نواح میں جبال عیاض میں چلے گئے اور کئی روز تک وہاں قلعہ بند رہے پھر بلاد مصر کی طرف نکلے اور انہوں نے ابو یحییٰ بن عبدالحق کو اپنا امیر بنایا پس اس نے ان کی امارت سنبھال لی جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

امیر ابویحییٰ بن عبدالحق کی حکومت کے حالات

جو اپنی قوم بنی مرین کو امارت دینے والا اور شہروں کو فتح اور

اپنے بعد آنے والے امراء کے لئے شاہانہ نشانیوں

یعنی آلہ وغیرہ کا قائم کرنے والا تھا

جب ۶۴۲ھ میں ابویحییٰ بن عبدالحق نے بنی مرین کی امارت سنبھالی تو قویہ پہلا شخص ہے جس نے اسے قوی و مستحکم سے دیکھا اور اس نے بلاد مغرب اور اپنے ٹیکس دینے والے قبائل کو بنی مرین کے درمیان تقسیم کر دیا اور ان سب کو ایک طرف اتارا جسے اس نے بقیہ ایام میں کھا جائیگا ہوا تھا پس انہوں نے ایک آدمی کو ان کی اجاع میں سوار کر دیا اور ان کے خادموں سے استخلاق کر لیا اور ان کی فوجوں میں اضافہ ہو گیا پھر ان کے قبائل میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی اور بنو عسکر نے اپنی جماعت کی مخالفت کی اور موحدین میں شامل ہو گئے پس انہوں نے ان کو ابویحییٰ بن عبدالحق اور بنی حمامہ کے خلاف براہیئت کر دیا اور ان کو ان کے خلاف اکسایا اور انہوں نے پھر اس بن زیان کے پاس فریادی بھیجا تو وہ اپنی قوم کے ساتھ قاس بیچ گیا اور وہ سب اکٹھے ہو کر موحدین کے سالار کے پاس گئے اور اسے ضمانت دی کہ وہ امیر ابویحییٰ اور اس کے مددگاروں کے مقابلہ میں پامردی اور جانفشانی سے جنگ کریں گے اور انہوں نے اس سے جنگ کرنے کی ضمانت لی یہاں تک کہ درعد اور کرت تک پہنچ گئے اور ان کو درماندہ کر دیا پس وہ اٹھے پاؤں قاس لوٹ آئے اور پھر اس موحدین کی غداری سے چو کنا ہو گیا پس وہ اپنی قوم اور اپنے بنی عسکر کے مددگاروں سمیت چلا گیا اور وادی سیوا میں امیر ابویحییٰ نے انہیں روکا مگر ان سے جنگ کرنے کی طاقت نہ پائی اور جب موحدین کی چھاؤنی میں خلیفہ سعید کی موت کا اعلان ہوا تو موحدین کی فوج انہیں چھوڑ کر واپس آ گئی پھر انہوں نے اطاعت و خدمت کی طرف واپس آنے کے لئے اور ان کی ملاطفت کی خاطر اس کی طرف قائد غیر انھیں کو بھیجا جو روم اور ناشبہ کے علاقے میں خلیفہ کا حلیف تھا پس بنو عسکر نے انہیں گرفتار کر کے یرغمال میں رکھ لیا اور تمام نصاریٰ کو قتل کر دیا تو اس نے ان کے بیٹوں کو رہا کر دیا۔

اور پھر اس اور اس کی قوم تلمسان چلے گئے پھر بنو عسکر اپنے امیر ابویحییٰ کی حکومت میں واپس آ گئے اور بنو مرین اپنے کام کے لئے اکٹھے ہو گئے اور مضائقہ پر قبضہ کر لیا پھر انہوں نے ان مضائقہ کی طرف نگاہیں اٹھائیں تو ابویحییٰ اپنے

دہگاریوں کے ساتھ جبل زریون میں اترا اور اس نے اہل مکناسہ کو حاکم افریقہ امیر ابو ذکریا بن حفص کی بیعت کی دعوت دی کیونکہ ان دنوں وہ اس کی دعوت دینے پر قائم تھا اور اس کی حکومت میں تھا اور اس نے اس کا محاصرہ کر لیا اور ضروریات کی چیزیں روک کر اور بار بار حملے کر کے اس پر تنگی وارد کر دی یہاں تک کہ انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی تو وہ اس میں اپنے بھائی یعقوب بن عبدالحق کی سازش سے جو اس نے اس کے لیڈر ابو الحسن بن ابوالخافہ سے کی تھی داخل ہو گیا اور انہوں نے امیر ابو ذکریا کی طرف اپنی بیعت بھیج دی اور وہ ابوالمطرف بن عیسرہ کی تربیت سے ان دنوں ان میں قاضی تھا پس سلطان نے یعقوب کو فلکس کا تیسرا حصہ دیا۔

ابو یحییٰ کی خود مختاری پھر امیر ابو یحییٰ بن عبدالحق کو دل میں خود مختاری اور غلبے کا خیال آیا تو اس نے آلہ بنایا اور سعید کو بھی اس کے مکناسہ پر مطلب ہو جانے اور اسے ابن ابی حفص کو دینے کی اطلاع ملی تو اس نے غم کے مارے سر جھکا لیا اور اس بارے میں اور باپ حکومت کے لیڈروں سے گفتگو کی اور انہیں بتایا کہ کس طرح آہستہ آہستہ ان کی حکومت ختم ہو رہی ہے ابن ابی حفص نے افریقہ کو لے لیا پھر غمر اس بن زیان اور بنو عبد الواد نے تلمسان اور مغرب اوسط کو لے لیا اور اس میں ابن ابی حفص کی دعوت کو قائم کیا اور اسے اپنی مدد سے مراکش پر چڑھائی کرنے کا لالچ دیا اور ابن ہود نے اندلس کے کنارے کو حاصل کر لیا اور اس میں بنو عباس کی دعوت کو قائم کیا اور ابن الاحرار نے دوسری جانب کو ابن ابی حفص کی دعوت کو قائم کرنے کے لئے اور بنو مرین نے مغرب کے نواح پر قبضہ کر لیا پھر وہ اسکے شہروں پر قبضہ کرنے کے لئے بڑھے پھر ان کے امیر ابو یحییٰ نے مکناسہ کو فتح کر لیا اور اس میں ابن ابی حفص کی دعوت دی اور خود مختاری کا اعلان کر دیا اور قریب ہے کہ ہم اس رذالت سے راضی ہو جائیں اور ان واقعات سے آنکھیں موند لیں کہ حکومت میں اختلال پیدا ہو جائے اور دعوت کا خاتمہ ہو جائے تو وہ غضب ناک ہو گئے اور انہوں نے ان کے مقابلہ میں جانے کی ٹھان لی۔

پس سعید نے فوجوں کو تیار کیا اور مغرب کے عربوں اور ان کے قبائل کو جمع کیا اور موحدین اور مہامدہ کو بھی اکٹھا کیا اور ہمدانی مراکش سے سب سے پہلے مکناسہ اور بنی مرین کے پاس اور پھر تلمسان اور غمر اس کے پاس اور آخر میں افریقہ اور ابن ابی حفص کے پاس جانے کے لئے تیار ہوا اور فوجیں واپس بہت میں رک گئیں اور ابو یحییٰ اپنی چھاؤنی میں ان سے چھپ کر اور اپنی قوم کا جاسوس بن کر پہنچا یہاں تک کہ انہوں نے خبر کی تصدیق کی اور اسے معلوم ہو گیا کہ اسے ان کے ساتھ جنگ کرنے کی سکت نہیں تو وہ بلاد سے بھاگ گیا اور بنو مرین نے اپنی اپنی جگہوں سے ایک دوسرے کو ڈرایا پس وہ بلاد الریف میں تازہ مقام پر اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور سعید مکناسہ میں اترا اور لوگوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اپنے جمہور کی صفائی کے خواہاں ہوئے اور مصاحف سے مدد چاہی جنہیں ان کے بچے اپنے سروں پر اٹھا کر باہر نکلے اور وہ ایک عید ان میں عورتوں کے ساتھ اکٹھے ہو گئے جو رہنے سر اور خوف سے نگاہیں جھکائے ہوئے اور گناہ اور توہم کے باعث غم سے خاموش تھیں تو اس نے انہیں محاف کر دیا اور ان کے رجوع کو قبول کیا اور بنی مرین کے تعاقب میں تازی کی طرف کوچ کر گیا۔

بنو واطاس کا ابو یحییٰ پر حملہ کا ارادہ کرنا: اور بنو واطاس نے غیرت و حسد سے ابو یحییٰ بن عبدالحق پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور ان کے مشائخ میں سے مہیب بنے اس کے ساتھ سازش کی تو یہ بنی یزید کی طرف کوچ کر گیا اور الصفا کے چشمے پر اترا

پھر اس نے موحدین کے ساتھ مصالحت کرنے اور ان کی حکومت کی طرف رجوع کرنے اور ان کے دشمن غمر اسن اور اس کی قوم جو بنی عبدالواد میں سے تھی کہ خلاف ان کی مدد کرنے کے بارے میں غور و فکر کیا تاکہ اس بارے میں اپنے دل کو ان سے ٹھنڈا کرے پس اس نے اپنی قوم کے مشائخ کو تازی میں اس کے پاس بھیجا تو انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کی اور اس کی طرف رجوع کیا تو اس نے ان کے اطاعت و رجوع کو قبول کیا اور جو حاکم انہوں نے کئے تھے وہ انہیں معاف کر دیے اور انہوں نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ تلمسان اور غمر اسن کے معاملے میں امیر ابو یحییٰ کو کفالت کرے یعنی اسے خیرے باز اور تیر انداز افواج سے مدد دے پس موحدین نے ان پر اتہام لگایا اور ان کے عصیت کے شر سے ڈرایا تو سعید نے انہیں پڑاؤ کرنے کا حکم دیا تو امیر ابو یحییٰ نے اسے بنی مرین کے قبائل سے پانچ سو آدمیوں کی مدد دی اور ان پر اپنے عم زاد ابو عیاد بن ابی یحییٰ بن حماد کو سالار مقرر کیا اور وہ سلطان کے جھنڈوں تلے نکلے اور وہ تازی سے تلمسان اور اس کے ماوراء علاقے میں جانے کے لئے تیار ہوا اور اس کے حالات میں سے یہ ہے کہ وہ جبل تا حرر دکت میں فوت ہو گیا جیسا کہ ہم نے ان کے حالات میں بیان کیا ہے۔

اور جب وہ فوت ہو گیا تو اس کی فوجیں مراکش کی طرف ایک دوسرے سے سبقت کرتی ہوئی منتشر ہو گئیں اور ان کے عوام عبداللہ بن الخلیفہ السعید کے پاس اس کے باپ کے جھنڈے تلے چلے گئے اور یہ خبر امیر ابو یحییٰ بن عبدالحق کے پاس بھی جہات برناسن میں پہنچ گئی اور اس کا عم زاد ابو عیاد وہاں اس کے پاس آیا اور اس نے بنی مرین کو اس کراؤ کی لہر کے لئے بھیجا تو اس نے موقع کو غنیمت جانا اور موحدین کی فوجوں کی گھات لگائی حالانکہ ان کی جماعت کرسف میں تھی پس اس نے ان پر حملہ کر دیا اور بنی مرین کے ہاتھ ان کے سامان سے لبریز ہو گئے اور انہوں نے ان کے ہاتھوں سے آلہ مجین لیا اور وہ ردیوں کے جمع شدہ لوگ اور الغزوہ کے تیر انداز اس کے پاس لے کر گیا اور اس نے شاہانہ سواری بنائی۔

امیر عبداللہ بن سعید کی وفات: اور امیر عبداللہ بن سعید اس جنگ کی جوانب میں ہلاک ہو گیا اور اس کے بعد موحدین کو غلبہ حاصل ہو گیا پس امیر ابو یحییٰ اور اس کی قوم بلاو مغرب کی طرف غمر اسن بن زہان سے سبقت کرتے ہوئے گئے کیونکہ موحدین کے ملوک نے انہیں راستے کی رعایت دی ہوئی تھی کیونکہ بنی مرین کے ساتھ ان کی جنگ میں انہوں نے بنی مرین کے خلاف فوج جمع کی تھی پس وہ حرم مغرب کو اس کے لئے جائز قرار دیتے تھے اور اسے قوم کی فوجوں سے تازی سے فاس اور قصر تک موحدین کی فوجوں کے ساتھ روانہ کرتے تھے اس وجہ سے غمر اسن اور اس کی قوم کو بنی مرین کے ساتھ جنگ کرنے اور ان کی ناک کاٹنے کے لئے ان کی دوستی کی آرزو تھی پس سب سے پہلے ابو یحییٰ بن عبدالحق نے وطاط کے مضائق سے آغاز کیا اور ملویہ میں ان کے قلعوں کو فتح کیا اور ان کی قوم پر غالب آ گیا پھر فاس کی طرف واپس آ گیا اور اس نے اسے بنی عبدالمؤمن کے مقبوضات سے نکالنے اور اس میں اس کے دیگر نواح میں ابن ابی حفص کی دعوت قائم کرنے کے لئے ہتھ نیت کر لی اور ان دنوں وہاں کا عامل ابو العباس تھا پس اس نے اپنی سواریاں وہاں بٹھادیں اور اس کے باشندوں سے ساز باز کرنے میں کوشش کرنے لگا اور اس نے انہیں ضمانت دی کہ وہ ان کو اچھی نظر سے دیکھے گا اور ان سے حسن سلوک کرے گا اور ان سے تکلیف کو دور کرے گا اور ایسی حفاظت کرے گا جو بھلے انجام اور بھلائی کی کفیل ہوگی تو انہوں نے اس کی بات مان لی اور اس کے عہد اور کفایت پر اعتماد کیا اور اس کے ہاتھ میں پناہ لی اور وہ اس کے حکم سے ان کی اطاعت کرنے اور

دعوتِ طبعی کے اختیار کرنے کی طرف مائل ہوئے اور انہوں نے بنی عبدالمؤمن کی اطاعت کو ان کی مدد سے مایوس ہو کر چھوڑ دیا۔

ابو محمد الفتحیالی: اور ابو محمد الفتحیالی آیا اور اس نے اس سے اس شرط کے پورا کرنے کی اپیل کی جو اس نے ان کی دیکھ بھال کرنے اور ان کا دفاع کرنے اور انہیں طرح کفالت کرنے اور ان سے انصاف کرنے کے بارے میں اپنے اوپر عائد کی تھی اور اس کی آمد اس عقدہ کے حل کا سرمایہ تھا اور اس بیعت کی برکت کے اثر کو ان کے بعد آنے والوں نے محسوس کیا اور یہ بیعت باب الفتوح سے باہر رابطہ کے بارے میں تھی اور وہ ۶۳۶ھ کے آغاز میں سعید کی وفات سے دو ماہ بعد قصبہ قاس میں داخل ہوا اور سید ابو العباس قصبہ سے باہر نکل گیا اور اس نے اس کے ساتھ شتر سواروں کو نکالا جو اسے ام الریح سے گزار آئے اور واپس آ گئے۔

تازی سے جنگ: پھر وہ تازی سے جنگ کرنے گیا جہاں سید ابو علی حکمران تھا پس اس نے چار ماہ تازی سے جنگ کی پھر انہوں نے اس کا حکم مان لیا تو اس نے انہیں قتل کر دیا اور ان میں سے کچھ دوسرے لوگوں پر احسان کیا اور اس کی اطراف و محو کو ٹھیک ٹھاک کر دیا اور تازی کا پڑاؤ اور طویہ کے قلعے اپنے بھائی یعقوب بن عبدالحق کو جاگیر میں دیے اور قاس کی طرف واپس آ گیا پس وہاں اس کے پاس اہل مکنا سے کے مشائخ گئے اور انہوں نے اپنی بیعت کی تجدید کی اور دوبارہ اطاعت اختیار کی اور ان کے پیچھے پیچھے سلا اور رباط الفتح کے باشندے بھی گئے پس امیر ابو یحییٰ نے ان چاروں شہروں پر جو امصار مغرب کی اصل ہے قبضہ کر لیا اور وادی ریح تک ان کے مضافات پر قابض ہو گیا اور ان میں اس نے ابن ابی حفص کی دعوت کو قائم کیا اور بنو مرین نے مغرب اقصیٰ کو اور بنو عبد الواد نے مغرب اوسط کو اور بنو ابی حفص نے افریقہ کو اپنے لئے مخصوص کر لیا اور عبدالمؤمن کا چراغ گل ہو گیا اور ان کی حکومت جاتی رہی اور ان کا غلبہ خاتمے کا اعلان کرنے لگا اور ان کا فرمان قنار پر جھانکنے لگا۔

امیر ابو یحییٰ کا قاس پر قبضہ: اور جب ۶۳۶ھ میں امیر ابو یحییٰ بن عبدالحق نے قاس پر قبضہ کیا اور سعید کی وفات کے بعد بلاد مغرب پر قابض ہو گیا اور مراکش میں ابو حفص عمر المرغنی بن السید ابراہیم بن اسحاق نے موحدین کی امارت سنبھالی جو المصنوعہ کے سال بنی مرین کے ساتھ جنگ کرنے میں موحدین کی فوج کا سالار تھا اور سعید نے اُسے سلافا کے قصبہ رباط الفتح میں والی بنا کر چھوڑا تھا پس موحدین نے اُسے بلایا اور اس کی بیعت کر لی اور اس نے ان کی امارت سنبھالی اور جب امیر ابو یحییٰ بلاد مغرب پر مطلب ہو گیا اور قاس شہر پر قابض ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں تو وہ بلاد زناتہ کو فتح کرنے اور ان کے مضافات پر قبضہ کرنے کے لئے بلاد قازاز اور عدن کی طرف گیا اور اس نے اپنے غلام مسعود بن خرباش کو قاس کا گورنر مقرر کیا جو توکروں کی اس جماعت میں سے تھا جو بنی مرین کے حلیف اور ان کے پروردہ تھے اور امیر ابو یحییٰ نے ان کے اصل کے سوا موحدین کی جو فوج وہاں تھی اسے خدمت کی اسی راہ پر باقی رکھا جس پر وہ قائم تھا اور ان میں رومیوں کی ایک پارٹی بھی تھی۔ جسے اس نے ان کے سالار کی نگرانی کے لئے کام پر رکھ لیا اور وہاں وہ مسعود کے حصہ میں تھے اور ان کے اور اہل شہر کے موحدین کے مددگاروں کے درمیان سازش ہوئی اور انہوں نے اپنے عامل مسعود پر حملہ کر دیا اور دعوت کو مرغنی کے لئے

پلٹ دیا جو مراکش میں خلیفہ تھا اور اس بغاوت میں ابن خشار المشرقی اور اس کے بھائی ابن ابی طاہر اور اس کے بیٹے نے بڑا پارٹ ادا کیا اور وہ اکٹھے ہو کر قاضی ابو عبد الرحمن المغنی کی پاس گئے جو ان دنوں شوری پارتی کا لیڈر تھا اور اس میں ڈکٹیٹر بن گئے اور انہوں نے رومیوں کے لیڈر کو اشارہ کیا تو اس نے مسعود کو قتل کر دیا اور قصبہ میں اس کے دار الخلافہ پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور ہاتھ شوال ۶۴۷ھ میں اس کے سر کو اٹھا کر شہر کی گلیوں میں پھرا اور اس کا گمراہ لوٹ لیا گیا اور اس کا حرم مباح قرار دے دیا گیا اور انہوں نے شہر کے کنٹرول کے لئے رومی سالار کو مقرر کیا اور انہوں نے اپنی بیعت مرتضیٰ کی طرف بھیجی اور امیر ابویحییٰ کو جب کہ وہ بلاد قازاز سے جنگ کر رہا تھا خبر پہنچ گئی تو وہ وہاں سے بھاگ گیا اور جلدی سے قاس کی طرف گیا اور انہوں نے مرتضیٰ کی طرف فریادی کو بھیجا مگر اس نے انہیں کوئی جواب نہ دیا اور نہ ان کے نفع و نقصان کا مالک ہوا کیونکہ وہ ان کے مقابلے میں اترا ہوا تھا نیز اس نے امیر ابویحییٰ بنی نصر اس بن زیان سے اپنی امارت کے لئے کمک مانگی اور اسے اپنے دشمن کے خلاف بھڑکایا اور اس نے اسے امید دلائی کہ وہ اس مصیبت کو دور کرنے سے اس کی اطاعت میں آجائے گا اور بنی نصر اس کی امیدیں بلاد مغرب کو جانے سے وابستہ ہو گئیں پس اس نے چڑھائی کے لئے فوج جمع کی اور تھمان سے امیر ابویحییٰ کو قاس سے روکنے کے لئے تیار ہوا اور خلیفہ کے فریادرس نے اس کا جواب دیا اور امیر ابویحییٰ کو بھی شہر سے جنگ کرتے ہوئے نویں ماہ اس کی اطلاع مل گئی کہ وہ اس پر حملہ کے لئے آرہا ہے تو اس نے وہاں پر فوجوں کو جمع کیا اور ان کے اپنے بلاد کی سرحدوں سے نکلنے سے قبل ہی اس نے اس کے مقابلہ کی ٹھان لی اور وجدہ کے میدانوں میں اس کی فوجوں کے میدان میں دونوں فوجوں کی ٹڈ بھڑ ہوئی پس لوگ جنگ کی طرف بڑھے اور دایہ شجاعت دی اور عظیم جنگ برپا ہوئی۔

عبدالحق کی ہلاکت: جس میں عبدالحق بن محمد بن عبدالحق بنی عبدالواد کے ہشام بن ابراہیم کے ہاتھ سے ہلاک ہو گیا مگر بنو عبدالواد منتشر ہو گئے اور ان کے اکابر مشائخ میں سے بنی نصر اس بن تاشین ہلاک ہو گیا اور بنی نصر اس بن زیان بچ کر تھمان کی طرف چلا گیا اور امیر ابویحییٰ اپنی فوج کے ساتھ قاس کی ناکہ بندی کے لئے واپس پلٹ آیا اور اس کے باشندوں سے قاس ہوا اور انہوں نے بھی اس کی اطاعت کے سوا کوئی راستہ نہ پایا پس انہوں نے اس سے امان طلب کی اور بغاوت چکے ہوئے اس کے گھر سے جو مال انہوں نے تلف کیا تھا اس کا تاوان دینے پر اس نے انہیں امان دے دی جس کی حلفدار ایک لاکھ دینار تھے تو انہوں نے اس تاوان کو برداشت کر لیا اور اسے شہر کی باگ حمادی تو وہ حمادی الاول ۶۴۷ھ میں اس میں داخل ہو گیا اور ان سے مال کا مطالبہ کیا تو انہوں نے در ماندہ ہو کر اس کی شرائط کو توڑ دیا تو اس نے ان پر فرد جرم عائد کر دی اور قاضی ابو عبد الرحمن اور ابن ابی طاہر اور اس کے بیٹے اور ابن خشار اور اس کے بھائی کو جس نے اس کام میں بڑا پارٹ ادا کیا تھا گرفتار کر کے قتل کر دیا اور ان کے سردار بر جیوں پر چڑھ گئے اور باقیوں کو اس نے طوعاً و کرہاً مال کے تاوان میں پکڑ لیا اور اس نے قاس کی رعایا کو غلام بنالیا اور انہیں اس دور میں بنی مرین کے مضبوط کرنے اور ان کے دلوں میں رعب ڈالنے کے لئے لے گیا پس ان کی آواز دب گئی اور ہمتیں پست ہو گئیں اور اس کے بعد انہوں نے قلعہ میں اپنا ہاتھ نہیں ڈبویا۔

فصل

امیر ابویحییٰ کے شہر سلا پر متغلب ہونے اور

اس کے قبضے سے اس کے واپس ہونے

اور اس کے بعد مرتضیٰ کے شکست کھانے کے حالات

جب امیر ابویحییٰ نے قاس شہر کو مکمل طور پر فتح کر لیا اور وہاں بنو مرین کی امارت منظم ہو گئی تو وہ بلا در فااز کے ساتھ جگہ کرنے کے لئے واپس آ گیا پس اس نے انہیں فتح کیا اور زمانہ کے اوطان پر قبضہ کر لیا اور ان سے تاوان وصول کیا اور پانچویں کی روکاٹوں کو دور کیا پھر ۶۳۹ھ میں شہر سلا اور بلاط فتح کی طرف بڑھا اور اس پر قبضہ کر لیا اور موحدین کو اس کی سرحد کے قریب کیا اور اپنے بھتیجے یعقوب بن عبد اللہ بن عبد الحق کو اس کا عامل مقرر کیا اور صا اور طویہ کے درمیان حکومت سے قبل ان کے موطن کا پڑوس اس بات کی شہادت دیتا ہے۔

اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ انہوں نے میدان اور جنگ اپنے بھائیوں بنی یادی بن محمد کے ساتھ کیسے تقسیم کئے اور کس طرح بقیہ ایام میں مسلسل ان کی ان کے ساتھ جنگ رہی اور سب سے پہلے کثرت تعداد کی وجہ سے بنو یادی بن محمد کو غلبہ حاصل ہوا اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے کہ وہ بنو عبد الواد کے پانچ بطن تو جین مصاب بنو زردال اور ان کے بھائی بنو راشد بن محمد تھے اور مغرب اوسط کے نکول کے باشندے ان سے الگ تھے اور بنی مرین کا یہ قبیلہ صحرا کی جولانگاہوں میں فہلیک سے بھلائے اور طویہ تک رہتا تھا اور بسا اوقات اپنے سفر میں بلا د اثر اب تک چلے جاتے تھے اور ان کے نسب بیان کرتے ہیں کہ ان اقدار سے قبل ان کی ریاست محمد بن وزیر بن فکوس بن کرماط بن مرین کے گھرانے میں تھی اور محمد کے اور بھائی بھی تھے جو اپنی ماں تابعت کے نام سے مشہور تھے اور اس کے عم زاد نکاس بن فکوس تھے۔

محمد کے لڑکے : اور محمد کے ساتھ لڑکے تھے جن میں حمامہ اور عسکر کے بھائی تھے اور علاقائی بیٹے سکمان، سکمان، سکم، وراغ اور فروت تھے اور یہ پانچوں ان کی زبان میں تیر بھین کے نام سے موسوم تھے جس کا مفہوم ان کے ہاں جماعت ہے۔

حمامہ کی امارت : اور ان کا خیال ہے کہ جب محمد فوت ہوا تو اس کی قوم کی امارت حمامہ نے سنبھالی جو سب سے بڑا تھا پھر اس کے بعد اس کے بھائی عسکر نے سنبھالی جس کے تین بیٹے تھے لکوم، ابویحییٰ جس کا لقب الخصب نے سنبھالا اور وہ لکا تاران کی امارت پر قائم رہا یہاں تک کہ موحدین کا معاملہ پیش آ گیا۔

عبد المؤمن کی تاشفین پر چڑھائی : اور عبد المؤمن نے تاشفین بن علی پر چڑھائی کی اور تلمسان میں اس کا محاصرہ کر

لیا اور ابو حفص کو فوجوں کے ساتھ مغرب اوسط پر زنا تہ سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا اور تمام بنو یادی بنو یوی بنو مرین اور مفرادہ اس کے لئے اکٹھے ہو گئے پس موحدین نے ان کی فوجوں کو تتر بتر کر دیا اور اکثر قتل کر دیا پھر بنو یادی بنو یوی نے دوبارہ ان کی اطاعت کی اور بنو عبدالواد نے اخلاص سے ان کی خدمت اور خیر خواہی کی اور بنو مرین صحرا میں چلے گئے اور جب عبدالمومن بن علی نے دہران پر غلبہ پایا اور لتونہ کے اموال اور ذخیرے پر قابض ہو گیا تو اس نے ان غنائم کو جبل تیاں میں اپنے گھر بھیج دیا اور دعوت کو چلانے والا کہاں سے آتا۔

اور بنو مرین کو بھی الزاب میں اپنی جگہ پر اطلاع مل گئی اس وقت ان کا سردار المختب بن عسکر تھا اس نے اپنی قوم کے ساتھ اُسے روکنے کا ارادہ کیا اور قاتلہ وادی طلاغ میں چلا گیا پس انہوں نے اسے موحدین کے ہاتھوں سے لے لیا اور عبدالمومن نے اسے چھڑانے کے لئے زنا تہ میں سے اپنے مددگاروں کو جمع کیا اور انہیں اس کام کے لئے موحدین کے ساتھ بھیجا تو بنو عبدالواد نے اس میں خوب داد و شجاعت دی اور شخص حسن میں جنگ ہوئی اور بنو مرین تتر بتر ہو گئے اور المختب بن عسکر قتل ہوا اور بنو عبدالواد نے ان کے ہتھیار لے لئے یہ واقعہ ۵۳۰ھ کا ہے اس کے بعد بنو مرین اپنے صحرا اور جنگل کی جولانگا ہوں میں چلے گئے اور المختب کے بعد ان کی امارت اس کے عم زاد حماد بن محمد نے سنبالی یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے مجبوع نے ان کی امارت سنبالی لی اور وہ ہمیشہ ان میں مطاع رہا یہاں تک کہ منصور نے انہیں ارک کی مہم کے لئے جمع کیا پس اس میں حاضر ہوئے اور انہوں نے اس میں خوب داد و شجاعت دی۔

محبوب کی وفات: اور محبوب کو اس دن ایک زخم لگا جس کے باعث وہ ۱۱۵ھ میں الزاب کے صحرا میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد عبدالحق کی ریاست اس کے بیٹے نے سنبالی جو اس کے بعد اس کی اولاد میں باقی رہی جس کا ذکر ہم کریں گے اور اس نے اس کے تعاقب کا عزم کر لیا تو اُسے اس رائے سے اس کے بھائی یعقوب بن عبدالحق نے اس عہد کی وجہ سے روکا جو اس کے اور غیر اس کے درمیان طے پا چکا تھا پس وہ واپس آ گیا اور جب وہ المعرکہ پہنچا تو اُسے اطلاع ملی کہ غیر اس نے سجلماسہ اور درعہ کے ایک باشندے سے ساز باز کر کے جس نے اُسے اس پر قبضہ کرنے کا لالچ دیا ہے سجلماسہ اور درعہ جانے کا ارادہ کر لیا ہے پس وہ اپنی فوج کے ساتھ تیزی سے ان دونوں شہروں کی طرف گیا اور ان میں داخل ہو گیا اور اس کے دخول کی صبح کو غیر اس اپنے کام کے لئے پہنچا اور جب اُسے شہر میں ابو یحییٰ کے مقام کا پتہ چلا تو نادام ہوا اور اپنے غلبے سے مایوس ہو گیا اور ان کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔

اور امیر ابو یحییٰ کا بھتیجا سلیمان بن عثمان بن عبدالحق فوت ہو گیا اور غیر اس نے اپنے ملک کی طرف واپس آ گیا اور امیر ابو یحییٰ نے سجلماسہ درعہ اور بقیہ بلاد قبلہ پر یوسف بن یزکان کو امیر مقرر کیا اور نکس پر عبد السلام اور بی اور داؤد بن یوسف کو عامل مقرر کیا اور پلٹ کر قاس آ گیا۔

فصل

ابو یحییٰ کی وفات کے حالات اور اس کے بھائی یعقوب بن عبدالحق کے حکومت کو مخصوص کر لینے سے جو واقعات رونما ہوئے

ان کا بیان

جب امیر ابو یحییٰ سجلماسہ میں تھرا اس سے جنگ کر کے واپس آیا تو کچھ دن قاس میں ٹھہرا پھر سجلماسہ کی سرحدوں کی دیکھ بھال کے لئے گیا اور وہاں سے بیمار ہو کر لوٹا اور جب ۵۵۶ھ میں اپنے تختِ حکومت پر طبعی موت مر گیا وہ اپنے عزائم پر بہت عمل کرنے والا اور حکومت کے حصول کے لئے بہت دراز دست تھا۔ موت نے اسے اس کے کام سے روک دیا اور قاس میں باب الفتوح کے قبرستان میں ابو محمد الفشتالی کے ساتھ دفن ہو گیا۔ اس نے اپنے گھروالوں کو وصیت کی تھی اور اس کا بیٹا عمر اس کی امارت کو سنبھالنے کے درپے ہوا اور اس کی قوم کے حوام اس کے پاس جمع ہو گئے اور مشائخ اور اربابِ حل و عقد اس کے چچا یعقوب بن عبدالحق کی طرف مائل ہو گئے جو تازی میں اپنے بھائی کی وفات کی وجہ سے موجود نہ تھا پس جب اُسے اطلاع ملی تو اُجلدی سے قاس پہنچا اور اکابر کے چہرے اس کی طرف متوجہ ہو گئے اور عمر نے محسوس کیا کہ لوگوں کا میلان اس کی طرف ہے اور اس کے پیروکاروں نے اُسے اپنے چچا کو قتل کرنے کی ترغیب دی پس وہ قصبہ میں قلعہ بند ہو گیا اور لوگوں نے دونوں کے درمیان اصلاح کی کوشش کی پس یعقوب نے امارت چھوڑ دی اور اُسے اس شرط پر اپنے بھتیجے کو دیا کہ وہ اُسے تازی، بلوہ اور طویہ کے علاقے دے دے اور جب وہ تازی گیا تو تمام بنی مرین اس کے پاس آئے اور جو کچھ اس نے کیا تھا اس پر اُسے دوبارہ حکومت حاصل کرنے پر آمادہ کیا اور اسے مدد دینے کا وعدہ کیا۔

یعقوب اور عمر کی جنگ: تو اس نے ان کی بات کو قبول کر لیا اور انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور اُس نے قاس جانے کی ٹھان لی اور عمر اس کے مقابلہ کے لئے نکلا اور جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے سامنے ہوئیں تو اس کی فوجوں نے اسے چھوڑ دیا اور وہ طوق پہنے ہوئے قاس واپس آیا اور اسے اپنے چچا سے یہ خواہش تھی کہ وہ اسے مکناسہ جاگیر میں دے دے اور وہ اس کے لئے امارت سے دستبردار ہوتا ہے تو اس نے اس کی یہ بات قبول کر لی اور سلطان ابو یوسف یعقوب بن عبدالحق نے قاس کے شہر میں داخل ہو کر ۵۵۷ھ میں اس پر قبضہ کر لیا اور بلادِ مغرب میں طویہ، اُم الریح، سجلماسہ اور قصر کتامہ کے

یغمر اسن اور یعقوب کی جنگ: اور سلطان یعقوب بن عبدالحق نے بھی ان سے جنگ کرنے کی ٹھان لی پس اس نے انہیں مغلوب کر لیا اور وہ اپنے نقش قدم پر واپس آ گئے اور یغمر اسن بلا و بطحہ شیعہ گزرا تو اس نے انہیں جلا دیا اور برباد کر دیا اور لوٹ لیا اور ان میں خوب قتل و قتل کیا اور سلطان قاس واپس آ گیا اور اس نے امصار مغرب کے فتح کرنے اور اس کی اطراف پر قبضہ کرنے کے اپنے بھائی کے طریق کو اختیار کیا۔ یہ

امور اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ فضل بھی کیا کہ اس نے اپنی امارت کا آغاز شہر سلا کو نصاریٰ کے ہاتھوں سے چھڑانے سے کیا اور وہاں اس وجہ سے اس کا اچھا اثر اور اچھی شہرت تھی جس کا ذکر ہم کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اس کے ہاتھوں سے چھڑانے کے حالات

Marfat.com

یہاں تک کہ وہ اس کے باشندوں سے زیادہ ہو گئے اور انہوں نے ۵۹۸ھ کے ماہ عید الفطر میں جب کہ لوگ اپنی عید میں مصروف تھے صلح کر لی۔

سلا پر حملہ: اور انہوں نے سلا پر حملہ کر دیا اور عورتوں کو قیدی بنالیا اور اموال کو لوٹ لیا اور شہر کو قابو کر لیا اور یعقوب بن عبداللہ رباط الفتح میں قلعہ بند ہو گیا اور جلدی سے قریب دی سلطان ابو یوسف کے پاس گیا جو تازی میں نصر اس کے احوال کی نگرانی کر رہا تھا پس اس نے اپنی قوم میں اعلان کر دیا اور وہ گھوڑوں کے پروں میں اڑ کر آیا اور ایک رات دن میں وہاں پہنچ گیا اور اُسے مسلمان فوجیوں اور درخشا کا پرہوں کی آمد پہنچ گئی اور اس نے چودہ دن تک اس سے جنگ کی پھر اس نے بزدل قوت اس میں داخل ہو کر انہیں مغلوب کر لیا اور خوب قتل و قتل کیا پھر قلعہ کی مغرب کی دیوار میں جو شکاف ہو گیا تھا اسے مرمت کروایا جہاں سے موقع پا کر شہر پر قبضہ کیا جاسکتا تھا اور اس نے اپنے ہاتھ سے قلعہ کو بنایا اور اللہ کسی کے کام کو ضائع نہیں کرتا۔

سنہور یعقوب بن عبداللہ سلطان کی عیسیٰ سے ڈر گیا اور رباط الفتح سے چلا گیا اور اُسے چھوڑ دیا پس سلطان نے اُسے قابو کر لیا اور اُسے ٹھیک ٹھاک کیا پھر اس نے بلاد نامنا اور انقی پر حملہ کر کے ان پر قبضہ کر لیا اور ان کو کنٹرول کیا۔

یعقوب بن عبداللہ قلعہ علودان میں: اور یعقوب بن عبداللہ جبال غمارہ کے قلعہ علودان میں چلا گیا اور وہاں قلعہ بند ہو گیا اور سلطان نے اپنے بیٹے ابومالک عبدالواحد اور علی بن زیان کو اس سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا اور وہ نصر اس سے مصالحتی طرقات کیے بنے چلا گیا پس وہ اسے جو جرم مان میں ملا اور وہ دھوکے صلح کرنے اور جنگ کے ہتھیار پھینکنے پر ہلک ہوئے اور سلطان مغرب کی طرف لوٹ آیا پس اس کے بھائی کے بیٹوں اولاد اور پس نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور قصر کتامہ میں چلے گئے اور انہوں نے اپنے عم زاد یعقوب بن عبداللہ کی رائے کی پیروی کی اور ان کے سردار محمد بن اور پس کے پاس اپنے خاندان اور پروردہ لوگوں کے ساتھ چلے گئے پس اس نے ان پر حملہ کیا اور انہوں نے جبال غمارہ میں پناہ لے لی پھر اس نے انہیں اتارا اور راضی کیا اور ۵۹۸ھ میں عامر بن اور پس کو تین ہزار بنی مرین کے رضا کار سواروں یا اس سے زیادہ لوگوں پر سالار مقرر کیا اور انہیں دشمن سے جہاد کرنے کے لئے کنارے کی طرف لے گیا اور ان کے لئے وظائف مقرر کئے اور جنگ سلا میں اپنی عملداری کو اس کے ساتھ ملا لیا اور یہ بنی مرین میں سے جانے والی پہلی فوج تھی اور انہوں نے جہاد اور پڑاؤ میں قابل تعریف کارنامے کئے اور وہ شہرت قائم کی جو خلف نے اپنے سلف سے لی تھی جیسا کہ ہم ذکر کریں گے۔

اور یعقوب بن عبداللہ نے مصافحات سے باہر جہات میں بوجھل ہو کر قیام کیا یہاں تک کہ طلحہ بن علی نے اُسے ۵۹۸ھ میں سلا کی جانب غولہ کی ندی پر قتل کر دیا پس سلطان اس کے کام سے بے نیاز ہو گیا اور جب سے لگا تار ان پر جنگیں وارد ہوئیں اور بنی مرین کو مسلسل غلبہ رہا۔ تو مرتضیٰ اس کی دیواروں میں بند ہو گیا اور اپنے دشمن سے فیصلوں میں چپک گیا پس اس نے نہ کبھی دشمن سے جنگ کرنے کا نام لیا اور نہ اُسے کبھی جنگ میں حاضر ہونے کا خیال آیا اور بنو مرین نے حکومت پر جرأت کی اور ننگے کے حریص بن گئے اور دار الخلافہ مراکش سے جنگ کرنے لگے جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

سلطان ابو یوسف کے دار الخلافہ مراکش اور

عنصر حکومت سے جنگ کرنے اور ابودبوس

کے اس کے پاس آنے کے اثرات اور اس کے اُسے

امیر مقرر کرنے اور اس کے ہاتھوں مرتضیٰ کے ہلاک

ہونے اور پھر اس کے خلاف بغاوت کرنے کے حالات

جب سلطان اپنے خاندان کے باغیوں کے معاملہ سے فارغ ہوا تو اس نے مرتضیٰ اور موحدین سے ان کے گھر میں جنگ کرنے کی ٹھانی اور اس نے خیال کیا کہ یہ بات ان کی حکومت کو زیادہ کمزور کرنے اور اپنی حکومت کو ان پر زیادہ مضبوط کرنے کا باعث ہوگی اور اس نے اپنی قوم کو ابھارا اور اپنے مقبوضات کی فوج جمع کی اور اپنی تیاری کو مکمل کیا اور چلے چلے ایک لاکھ تک پہنچ گیا اور اس نے ۵۶۰ھ میں اس بات کا عزم کیا اور دار الخلافہ کے قریب چلا گیا اور اس کے وسط میں اتر اور اس کی ناکہ بند کر دی اور مرتضیٰ نے سید ابو العلاء اور مہس کو جس کی کنیت ابودبوس بن سید ابو عبد اللہ بن سید ابو حفص بن عبد المؤمن تھی ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے امیر مقرر کیا پس اس نے اپنی فوجوں کو تیار کیا اور میدان کارزار کو مرتب کیا اور وہ ان کی مدافعت کے لئے انصرہ سے باہر نکلا اور عہد کے بعد ان کے درمیان جنگیں ہوئیں جن میں امیر عبد اللہ بن یعقوب بن عبد الحق شہید ہو گیا اور وہ اسے اپنی عجی زبان میں العجب کہتے تھے اور اس کی موت نے ان کی قوت توڑ دی اور وہ وہاں سے اپنے مضافات میں کوچ کر گئے اور وادی ام الریح میں موحدین کی فوجوں نے انہیں روکا جن کا سالاریجی بن عبد اللہ بن دانودین تھا پس انہوں نے وادی کے نشیب میں جنگ کی اور موحدین کی فوجوں کو شکست ہوئی اور وادی کے پانی بہنے کی جگہ پر بڑی سخت چٹانیں تھیں جن سے پانی کا بڑا حصہ ہٹ کر گزرتا تھا اور وہ چٹانیں ٹانگوں کی طرح نمایاں تھیں پس وہاں ہونے والی جنگ کا نام امر الرجلین پڑ گیا پھر جنگ کے منتظمین نے خلیفہ مرتضیٰ کے پاس اس کے عم زاد اور اس کے سالار جنگ سید ابو دبوس کے متعلق چٹلی کھائی کہ وہ خود امارت کا طلب گار ہے اور چٹلی سے وہ متنبہ ہو گیا اور مرتضیٰ کی تیزی سے خوف زدہ ہو گیا اور سلطان ابو یوسف کے پاس چلا گیا جب کہ وہ ۵۶۰ھ کے آخر میں اپنی جنگ سے قاس آ رہا تھا پس اس نے کچھ عرصہ اس

کے پاس قیام کیا پھر اس سے اس شرط پر اپنے معاملے کے بارے میں فوج اپنے ملک کے لئے آگے بڑھنے اور اپنی ضروریات پر خرچ کرنے کے لئے مال کی بلکہ ادکا مطالبہ کیا کہ وہ اسے قیمت کے حصے اور فتح اور سلطنت میں شریک کرے گا پس سلطان نے اسے پانچ ہزار نئی مرین کے جوانوں اور کافی مال اور بہترین آلہ کی امداد دی اور اس کے لئے اپنی مملکت کے عربوں اور قبائل اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کو بلایا کہ وہ اس کے مددگار ہوں اور وہ فوج کے ساتھ گیا یہاں تک کہ دارالحکومت کے قریب پہنچ گیا اور اپنے مددگاروں اور ان موحدین سے جو اس کے معاملے میں اس کے ساتھ ساز باز کرتے تھے سازش کی۔

مرغی پر حملہ: پس انہوں نے مرغی پر حملہ کر دیا اور اُسے وہاں سے بھاگ دیا اور وہ اپنے داماد ابن عطوش سے مدد مانگتا ہوا ازموور چلا گیا اور ابودبوس ۵۶۵ھ کے شروع میں دارالحکومت میں داخل ہوا اور ازموور کے عامل ابن عطوش نے مرغی کو گرفتار کر لیا اور اُسے قید کر کے ابودبوس کے پاس لایا پس اس نے اپنے غلام مزاحم کو بھیجا جس نے راستے میں اس کا سر کاٹ دیا اور خود مختار خلیفہ بن گیا اور آل عبدالمومن نے اُسے بے قرار کر دیا پھر سلطان نے اُسے شرط پوری کرنے کا پیغام بھیجا تو اس نے برا منایا اور تکبر کیا اور عہد شکنی کی اور بری باتیں کہیں پس اس نے بنی مرین اور مغرب کی فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کیا تو اس نے جنگ سے کنارہ کشی کی اور مراکش میں رک گیا اور سلطان نے اس سے مسلسل نئی روز جنگ کی پھر وہ کھیتوں اور خوراک کے ذخائر کو برباد کرتا ہوا مضافات و جہات میں چلا گیا اور ابودبوس اس کے دفاع سے درماندہ ہو گیا پس اس نے اس کے خلاف عمر اس بن زیان سے مدد مانگی تاکہ اس کی قوت کو توڑے اور اس کے ماوراءمطالعے سے اُسے غافل کر دے اور اس کے نکلنے سے محفوظ ہو جائے گا پس اُسے اجل مہلت دتی۔

فصل

ابودبوس کیا کسانے پر سلطان یعقوب بن

عبدالحق اور یغمر اس بن زیان کے درمیان

جنگ تلاغ کے برپا ہونے کے حالات

جب سلطان ابو یوسف نے مراکش کے دارالحکومت سے جنگ کی اور اس کی سرزمین پر اس پر حملہ کرنے کے لئے بیٹھ گیا تو ابودبوس نے عمر اس بن زیان اور اس کی قوم سے اس کے خلاف مدد مانگنے کے سوا اور کوئی راستہ نہ پایا تاکہ وہ اس سے باز رکھیں اور اسے اس کے پیچھے سے مشغول کر دیں پس اس نے اپنی مصیبت کے دور کرنے اور اپنے دشمن کی مدافعت کے لئے اس کے پاس فریادی بھیجا اور پختہ عہد کیا اور قیمتی تحائف بھیجے تو عمر اس اُسے بچانے اور اس کے دشمن کو پیچھے سے کھینچنے اور مغرب کی سرحدوں پر غارتگری کرنے کے لئے تیار ہو گیا اور اس نے جنگ کی آگ بھڑکادی پس سلطان کی طرف سے

یعقوب اس کے اور اس کی قوم کے خلاف بھڑک اٹھا اور اس نے اپنے عزم کو تیز کیا اور یعقوب مراکش سے تلمسان پر حملہ کرنے کے لئے چلا اور قاسم میں اتر اور کئی روز تک وہاں ٹھہرا یہاں تک کہ اس نے جنگ کی مکمل تیاری کر لی اور ۵۶۶ھ کے آغاز میں کوچ کر گیا اور کرسیف اور پھر تافرا میں داخل ہو گیا اور فریقین وادی تلافی کی طرف بڑھے اور لن میں سے ہر ایک نے اپنی فوجوں کو مرتب و منظم کیا اور اپنے میدان میں گیا۔

اور حسن اور سعید بن دیرغین کو اکسانے کے لئے عورتیں چھڑے بہ بنہ کر کے نکلیں اور جب سائے ڈھلے اور دن مائل ہوا اور مغرب کی فوجیں اور بنی عبدالوہاد اور ان کے ہوا خواہوں کی فوجیں بکثرت ہو گئیں تو وہ منتشر ہو گئے اور اپنے ہاتھ بٹھ کر دیے اور پھر اس کا بڑا بیٹا اور اس کا ولی عہد ابو حفص اپنے خاندان کی ایک جماعت کے ساتھ ہلاک ہو گیا جن کا ذکر ہم نے اس کے حالات میں کیا ہے اور پھر اس نے اپنی قوم کے جانشینوں کو پکڑ لیا اور وہ ان کا مددگار بن گیا یہاں تک کہ وہ میدان کارزار سے نکل گئے اور اسی سال کے ماہ جمادی الاول میں اپنے بلاد میں پہنچ گئے اور ابو سلطان حصار مراکش میں اپنی جگہ پر واپس آ گیا۔

فصل

سلطان یعقوب بن عبدالحق اور آل ابی حفص

میں سے خلیفہ تونس المختصر کے درمیان

سفارت و مصالحت

امیر ابو زکریا یحییٰ بن عبدالوہاد بن ابی حفص نے جب ۵۳۵ھ میں دعوت اور خلافت کے ہیڈ کوارٹر مراکش کی طرف دیکھتے ہوئے تونس میں اپنی دعوت دی تو اسے اسی وقت کی کچھ زناحہ کے ذریعے آل عبدالمومن کی قوت و شوکت کو کمزور کر دے گا اور انہیں اس کی طرف آنے کی بجائے ایڑیوں کے بل واپس لوٹا دے گا اور ۵۴۰ھ میں وہ تلمسان پر حطاب ہو گیا اور پھر اس بن زیان اس کی دعوت میں شامل ہو گیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ وہ اس کے دشمن کے مقابلہ میں اس کا ایک مضبوط مددگار بن گیا پس اس نے مدافعت کے لئے اس سے تعلق پیدا کر لیا اور بنو مرین نے ابن ابی حفص کے بارے میں مراسلت و مخاطبت کرنے اور اس کے دشمن کی اہمیت کو کم کرنے کے بارے میں اس سے مقابلہ کیا اور بلاد مغرب کے جن شہروں کو فتح کرتے وہ انہیں اس کی بیعت پر آمادہ کرتا جسے قاسم مکناسہ اور قصر وغیرہ کو اور وہ تحائف و ہدایا کے ذریعے ان سے ملاطفت کرتا اور انہیں آل عبدالمومن کے راستے کے سوا خط و کتابت خطاب معاملہ اور عفریم میں نیکی کا راستہ دکھاتا اس وجہ سے وہ اس کے ساتھ مراسلت کرتے اور اپنے قرابت داروں کو اس کے پاس بھیجنے کی طرف مائل ہوتے تھے۔

المستعصر: اور اس کے بعد اس کا بیٹا المستعمر ۵۳۰ھ میں حاکم بنا تو اس نے اپنے باپ کے طریقوں کو اختیار کیا اور مراکش کے ساتھ جنگ کرنے اور اس کے اخراجات کی ضمانت کے بارے میں ضرورت کی چیزیں اس کے پاس لے کر گیا یہی وجہ ہے کہ وہ مال اور ہتھیاروں کے بوجھ اور بار برداری کے لئے وافر تعداد میں گھوڑے بھیجا کرتا تھا اور ہمیشہ ہی ان کے ساتھ اس کی یہ حالت رہی اور جب ۵۳۵ھ میں نے عہد شکنی کی اور سلطان نے اس کے ساتھ جنگ کرنے کی ضمانتی تو اس نے سب سے پہلے خلیفہ المستعمر سے مراسلت کر کے اسے اس کی خبر دی اور اس سے مدد دینے کے بارے میں نرم رویہ اختیار کیا پس اس نے اپنے بھتیجے عامر بن اور یس بن عبدالحق کو اس کے پاس بھیجا اور بنی کی کے عظیم لیڈر اور غر اس کے مقابلہ عبد اللہ بن کندور کو عبد الواد کے لئے اس کے ساتھ کر دیا جس کے باپ کندور غر اس نے اپنے باپ زیان کا بدلہ لیا تھا جیسا کہ ہم نے ان کے حالات میں بیان کیا ہے اور وہ المستعمر کے دار الخلافہ سے اس کے پاس آیا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور ان کے ساتھ آل عبدالمومن کی حکومت کے پروردہ کاتب ابو عبد اللہ محمد الکنانی کو بھیجا جو حکومت کے اختلال کو دیکھ کر اپنے بھائی امیر ابو یحییٰ کے پاس آ گیا تھا اور اس نے اسے مکتا سے ملنا اور مصاحبت و دوستی کے لئے مختص کر لیا پس یعقوب بن عبد اللہ نے اس وفد میں اس کے لئے ان اشرف کو جمع کیا جو اچھی طرح سرداری کرتے تھے اور لوگوں کے دلوں کی بات کو وضاحت سے جان کرتے تھے اور اس کے پیچھے والے کے مقام کا شرف بھی بتا سکتے تھے پس وہ ۵۳۵ھ میں المستعمر کے پاس گئے اور انہوں نے اپنا پیغام پہنچایا اور اسے حاکم مراکش کے خلاف مدد دینے پر بے اختیار کیا تو وہ خوشی سے مجبور گیا اور ان کی عزت افزائی کی اور انہیں خوش آمدید کہا اور اس نے امیر عابد بن اور یس اور عبد اللہ بن کندور کو اسی وقت واپس بھیج دیا اور کنانی کو اپنے وفد کی مصاحبت کے لئے روک لیا پس وہ مہینوں عرصہ اس کے پاس مقیم رہا یہاں تک کہ مراکش فتح ہو گیا۔

پھر اس کے بعد المستعمر نے ۵۳۵ھ کے آخر میں اپنے عہد کے موحدین کی جماعت کے شیخ ابو ذکر یا یحییٰ بن صالح الکنانی کو موحدین کے مشائخ کی ایک پادٹی کے ساتھ محمد الکنانی کی مرافقت میں سلطان یعقوب بن عبدالحق کے پاس بھیجا اور ان کے ساتھ اس کے ساتھ حفاظت کرنے کے لئے قیمتی تحائف بھی بھیجے جن میں اپنی مرضی کے عہدہ گھوڑے ہتھیار اور عجیب و غریب ساخت کے چہدہ کپڑے تھے اور اس نے اس سے حربہ کا بھی مطالبہ کیا تو اس نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور گفتگو کی اور اس کے بعد اس نے مراکش کے منبر پر محمد الکنانی سے خلیفہ المستعمر کا ذکر نہایت اچھے پیرائے میں کیا اور موحدین کے وفد نے بھی اس کی گواہی دی تو ان کی خوشی میں اضافہ ہو گیا اور وہ خوشی واپس آئے اور اس کے بعد المستعمر کی یعقوب کے ساتھ مسلسل مصالحت رہی یہاں تک کہ وہ وفات ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا واثق اس کے نقش قدم پر چلا پس اس نے ۵۳۵ھ میں اس کی طرف ایک بڑا تھکے بھیجا جسے قاضی ابوالعباس الغماری قاضی بجایہ لے کر گیا جس کی بڑی توقیر ہوئی اور مغرب میں ابوالعباس الغماری کو بڑی شہرت حاصل ہے جس کے متعلق لوگ ذکر کرتے ہیں۔

فصل

فتح مراکش اور ابودبوس کی وفات اور مغرب

سے موحدین کی حکومت کے خاتمے کے حالات

جب سلطان ابو یوسف یحییٰ اس کی جنگ سے واپس آیا اور اس نے دیکھا کہ وہ اپنے دشمن سے بے نیاز ہو گیا ہے اور اس نے اس کی تیزی کو روک دیا ہے اور اس کی تدبیر اور اس کے فریادی ابودبوس کی سازش کو ناکام کر دیا ہے تو اس نے پہلے کی طرح مراکش کے ساتھ جنگ کرنے اور دوبارہ اس کی ناکہ بندی کرنے کا عزم کر لیا اور وہ اسی سال کے شعبان میں اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے قاس سے تیار ہوا اور جب وہ ام الربیع سے آگے گئے تو اس نے دستوں کو پھیلا دیا اور غارت گردستے بھیجے اور فساد اور لوٹ مار کے لئے باکیں ڈھیلی چھوڑ دیں تو انہوں نے کھیتوں کو برباد کر دیا اور اس کے نظامات کو مٹا دیا اور بقیہ سال اس کے نواح میں گھومتا رہا پھر اس نے تادلا میں جسم کے عرب الخط سے جنگ کی اور ان کا خون بہایا اور انہیں لوٹا پھر وہ وادی الحمید میں اترا پھر اس نے بلاد ضہاجہ کے ساتھ جنگ کی اور ہمیشہ ہی اس کی سولہ یاں بلاد مراکش کی اطراف میں حرکت کرتی رہیں یہاں تک کہ وہ بنی عبدالمومن اور اس کی قوم کے سامنے آ گئیں اور جسمی عربوں میں سے حکومت کے مددگاروں نے خلیفہ کو اپنے دشمن کی مدافعت کے لئے تیار کرنے کے لئے انہیں بھیجا پس اس نے جنگ کی نیت کی اور بے شمار فوجوں کے ساتھ مقابلہ کے لئے نکلا اور ابو یوسف نے اسے اپنے آگے بھاگنے پر مجبور کر دیا تا کہ فریادی اس کی مدد سے دور ہو جائے اور کامیاب ہو جائے یہاں تک کہ وہ غموں میں اترا پھر اس نے اس پر حملہ کیا اور گھسان کارن پڑا اور اس کے میدان میں کھلی گئی اور وہ چھڑ کر ہاتھوں اور منہ کے بل گر پڑا اور اس کا سر کاٹا گیا اور اس کے ہلاک ہونے سے اس کا وزیر عمران اور اس کا کاتب علی بن عبد اللہ مغربی بھی ہلاک ہو گیا۔

سلطان ابو یوسف کا مراکش کی طرف کوچ: اور سلطان ابو یوسف مراکش کی طرف کوچ کر گیا اور وہاں جو موحدین تھے وہ بھاگ گئے اور جبل تمال میں چلے گئے اور انہوں نے مرتضیٰ کے بھائی اسحاق کی بیعت کر لی اور وہ حق کی طرح کئی سال رہا پھر اس نے ۵۳۳ھ میں اسے گرفتار کر لیا اور اسے اور اس کے عم زاد ابو سعید بن سید ابو الربیع اور القباکلی اور اس کی بیوی کو سلطان کے پاس لے جایا گیا پس ان سب کو قتل کر دیا گیا اور بنی عبدالمومن کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ واللہ وارت الارض ومن علیہا۔

اور سردار اور اہل شوری دار الخلفاء سے سلطان کے پاس گئے تو اس نے انہیں امان دی اور ان سے حسن سلوک کیا اور وہ ۵۳۸ھ میں بڑی شان کے ساتھ مراکش میں داخل ہوا اور آل عبدالمومن کی حکومت کا وارث ہوا اور اس کی مدد کی اور مغرب میں اس کی حکومت منظم ہو گئی اور لوگ اس کی جنگ سے پست ہو گئے اور اس کی سلطنت کے سائے تلے آرام لینے لگے

اور اس نے اس سال کے رمضان تک مراکش میں قیام کیا اور اپنے بیٹے امیر ابو مالک کو بلا دسوس کی طرف بھیجا پس اس نے انہیں فتح کر لیا اور ان کے دیار میں دور تک چلا گیا اور اس کی اطراف پر قبضہ کر لیا پھر وہ خود بلا دورہ کی طرف گیا اور ان سے مشہور جنگ کی جس نے ان کی قوت کو توڑ دیا اور وہ ماہ بعد اپنی جنگ سے واپس آ گیا پھر اس نے اپنے دار الخلافہ فاس کی طرف جانے کا ارادہ کیا اور مراکش اور اس کے مضافات پر اپنے بڑے دوستوں اور خواص اور طبقہ وزراء میں سے محمد بن علی بن نجی کو امیر مقرر کیا جیسا کہ اس کی اور اس کے خاندان کی تعریف آگے بیان ہوگی اور اس نے اسے قصبہ مراکش میں اتارا اور اس کی دیکھ بھال کے لئے میگزین بنائے اور اسے بنی عہد المؤمن کے علاقوں پر قبضہ کرنے اور ان کے نشان مٹانے کا حکم دیا اور شمال میں اپنے دار الخلافہ کی طرف چل پڑا اور شام کو سلا میں آیا اور اس نے اپنے بیٹے کو جو وصیت کی اس کا حال ہم بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

فصل

سلطان کا اپنے بیٹے ابو مالک کو حاکم مقرر کرنا

اور اس کے بعد اس کے بھائی اور لیس کے

بیٹوں میں سے القرابۃ کا اس کے خلاف

بغاوت کرنا اور ان کے اندلس جانے کا حال

جب رباط الفتح سے واپسی پر سلطان نے سلا میں قیام کیا اور وہاں اس کی سوار یوں نے آرام کیا تو اسے ایک مرض نے آ لیا اور اسے شدید بخار ہو گیا پس جب واپس لوٹا تو اس نے اپنی قوم کو جمع کیا اور اپنے بڑے بیٹے ابو مالک عبد الواحد کو ان کا حاکم مقرر کیا کیونکہ وہ اس بارے میں اس کی اہلیت کو جانتا تھا اور اس نے ان سے اس کی بیعت لی تو انہوں نے برضا و رغبت بیعت کر لی اور اس کے دونوں بھائیوں عبد اللہ اور اور لیس کے بیٹوں کی قرابت کو ان کی ماں سواط النساء کی وجہ سے جوڑ دیا اور انہوں نے یہ دیکھ کر کہ عبد اللہ اور اور لیس عبد الحق کے بیٹوں کے اکابر بن گئے ہیں اور ان دونوں کو دوسرے بیٹوں پر تقدم حاصل ہے اور یہ کہ وہ حکومت کے زیادہ حق دار ہیں اسے محسوس کیا اور انہوں نے ابن سلطان کو تسلی دی کیونکہ اس نے اس کے لئے بیعت اور عہد لیا تھا اور اس سے علیحدہ ہو کر جبال غمارہ میں جبل علودان میں آ گئے جو ان کی مخالفت کا گھونسلا اور جنگ کا راستہ تھا یہ ۵۶۹ھ کا واقعہ ہے اور ان کی ریاست ان دنوں محمد بن اور لیس اور موسیٰ بن رحو بن عبد اللہ کے پاس تھی اور

ان کے ساتھ ابو عیاد بن عبدالحق کے بیٹے بھی نکلے اور سلطان نے اپنے بیٹے ابو یعقوب یوسف کو اپنی پانچ ہزار فوج کے ساتھ بھیجا پس اس نے ان کا گھیراؤ کر لیا اور ان کی ناکہ بند کر دی اور اس کا بھائی الامانک بھی اپنے فوج کے ساتھ اس کے پاس چلا گیا اور اس کے ساتھ سفیان کا شیخ مسعود بن کانون بھی تھا۔ پھر ان کے پیچھے سلطان ابو یوسف بھی نکلا اور تافر کا میں ان کی فوج اکٹھی ہو گئی اور انہوں نے تین ماہ تک ان سے جنگ کی اور ان کی جنگوں میں مندیل بن درویش ہلاک ہو گیا اور جب انہوں نے دیکھا کہ ان کا محاصرہ ہو گیا ہے تو انہوں نے امان طلب کی جو اس نے دے دی اور اس نے انہیں ہاتھ دیا اور ان کے کہنے ختم کر دیے اور ان کے دل صاف کر دیے اور انہیں لے کر اپنے دار الحکومت میں بھیج دیا اور انہوں نے سب سے بڑے گناہ کے ارتکاب پر شرمندگی محسوس کرتے ہوئے اس سے تلمسان جانے کی اجازت مانگی تو اس نے انہیں اجازت دے دی اور وہ سمندر کے راستے اندلس چلے گئے اور ان کے برخلاف عامر بن اور لیس سلطان کے خواہش سے مانوس ہو کر اس کی طرف چلا گیا پس وہ تلمسان میں ان سے پیچھے رہ گیا یہاں تک کہ اس نے اپنے بارے میں پختہ عہد لے لیا اور تلمسان میں سلطان سے مقابلہ کے بعد اپنی قوم کی طرف واپس آ گیا جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے اور جس وقت اندلس محافظوں سے خالی ہو گیا اور دشمن اس کی سرحدوں پر شیر بن گیا تو بنو اور لیس اور عبد اللہ اور ان کا عم زاد ابو عیاد اندلس میں اتر پڑے اور ان کے سامنے کے علاقے پر قابض ہو گئے تو انہوں نے وہاں پھاڑنے والے شیر اور شمشیر لہائے ہر ایک ہاتھ میں جو صحرائی خشونت بہادرانہ قوت اور وحشیانہ بسالت سے مضبوط ہو کر بہادریوں سے جنگ کرنے والوں سے گرانے کے عادی تھے پس انہوں نے دشمنوں پر غالب آ کر اسے خوب قتل کیا اور انہوں نے اس فتنہ کا مقابلہ کیا جو اس کے سینے میں وطن کی حفاظت کے لئے تھا جو اس کے خیال میں اس کا کھا جاتا تھا اور وہ اس کے پیچھے واپس لوٹ گئے اور انہوں نے امیر اندلس سے اس کی ریاست کے بارے میں کھڑا کیا تو وہ ان کے لئے جنگ کے خیال سے اور کنارے والے غازیوں کی ریاست سے جو ان کی اصل اور قبائل میں تھے اور ان کے علاوہ جو بربری قومیں تھیں ان سے مل گیا اور انہوں نے فرط غیظ کی وجہ سے لکس میں اس کے ساتھ قرعہ اندازی کی تو اس نے انہیں لکس دے دیا اور انہوں نے دشمن کے خلاف مدد مانگی اور انہوں نے اس میں اچھے کارنامے دکھائے جیسا کہ ہم ابھی القریہ کے حالات میں بیان کریں گے پھر سلطان نے تلمسان کے ساتھ جنگ کرنے کے بارے میں غور و فکر کیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

سلطان ابو یوسف کے تلمسان کی طرف مارچ کرنے اور السبیلی مقام پر اس کے یغمر اسن اور

اس کی قوم پر حملہ کرنے کے حالات

جب سلطان ابو یوسف نے بنی عبد المؤمن پر غلبہ پالیا اور مراکش کو فتح کر کے ۵۶۸ھ میں ان کی حکومت پر قابض ہو گیا اور قاس کی طرف لوٹ آیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں تو اس کے دل میں یغمر اسن اور بنی عبد الواد کے متعلق جو کچھ تھے انہوں نے انگڑائی لی اور جو کچھ انہوں نے اس کے عزائم اور جنگ کو ناکام بنانے کے لئے تھا اُسے یاد آ گیا اور اس نے یہ بھی محسوس کیا کہ جنگ طارغ نے اس کے دل کو شغف نہیں کیا اور نہ ہی اس کے غم کی آگ کو بجھایا ہے پس اس نے ان کے دل کے ساتھ جنگ کرنے کی ٹھان لی اور ان کے ساتھ جنگ کرنے اور ان کی بیخ کنی کرنے کے لئے اہل مغرب کو جمع کرنے کے لئے حکومتی سطح پر جو کچھ بھی کر سکتا تھا اس نے کیا اور قاس میں پڑاؤ ڈال لیا اور اپنے بیٹے اور ولی عہد کو اپنے خواص اور وزراء کے ساتھ مراکش بھیجا تاکہ وہ اس کے شہروں، مضائق اور عربوں کے قبائل، مصائد بنی دراء، غمرہ، ضہاجہ اور الحضرة میں موحدین کی بقیہ فوجوں اور رومی فوج سے انصار کے محافظوں اور تیر اندازوں سے فوج اکٹھی کریں پس اس نے بہت تعداد میں فوج اکٹھی کی اور ان کی فوج پوری ہو گئی اور سلطان نے اپنے مارچ کے وقت جشن کیا اور ۶۷۰ھ میں قاس سے کوچ کر گیا اور طویہ میں ٹھہرایا تاکہ فوجیں اسے جا ملیں اور اہل تامست کے قبائل جسم کی عرب فوجیں جو سفیان، خلط، عاصم بنو جابر اور ان کے ساتھیوں ایچ اور قبائل ذوی حسان اور معتقل کے شبانات جو سوس اقصیٰ کے باشندے ہیں اور قبائل ریاح جو ازقار اور مہل کے باشندے ہیں کی فوجیں اس کے پاس آئیں پس وہاں اس نے اپنی فوجوں کو چیک کیا اور اپنے دستوں کو تیار کیا کہتے ہیں کہ ان کی تعداد تیس ہزار تک تھی اور وہ تلمسان جانے کے ارادے سے چل پڑا اور جب وہ اٹکاد پہنچا تو وہاں اُسے ابن الاحمر کے ایلچی ملے اور اس نے مسلمانان اندلس کو دشمن کے خلاف مدد مانگنے کے لئے بھیجا کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں سے کمک طلب کریں اور مدد مانگیں پس اس نے جہاد کرنے اور دشمن کے مقابلہ میں مسلمانوں کی مدد کرنے کا ارادہ کر لیا اور اس نے اس امر سے روکنے والے امور پر بھی غور کیا اور یغمر اسن کے ساتھ مصالحت کی طرف مائل ہوا اور اس بارے میں سرداروں نے بھی اس کی رائے کی تصویب کی کیونکہ وہ جہاد کو ترجیح دیتے تھے اور مشائخ کی ایک جماعت ان دو کے باہمی تعلقات کی اصلاح میں لگ گئی اور وہ ان دونوں کناروں کے مغرب سے واپس آ گیا اور وہ یغمر اسن کے پاس گئے اور تلمسان سے باہر اُسے ملے اس وقت وہ جنگ کی تیاری کر چکا تھا اور اس نے اپنے مشرقی مقبوضات کے باشندوں میں سے بنی

عبدالواذنی راشد مفراوہ کے زنا اور ان کے زغبہ کے عرب حلیف اکٹھے کر لئے تھے پس اس نے تکبر کیا اور ان کی حاجت پوری کرنے سے بہرہ ہو گیا اور اپنی فوجوں کے ساتھ چل پڑا۔

واوی اسیلی میں جنگ: اور وجہ کے علاقے میں واوی اسیلی میں دونوں فوجوں کی جنگ ہوئی اور سلطان ابو یوسف نے اپنی فوجوں کو تیار کیا اور اپنے میدان کو مستحکم و مرتب کیا اور اپنے دونوں بیٹوں امیر اللہ یعقوب کو وہ نوبں بازوؤں پر مقرر کیا اور خود قلب میں چلا گیا پس ان کے درمیان سخت معرکہ ہوا جس نے قارس بن مختار اس اور بنی عبدالواد کی ایک جماعت کی ہلاکت سے پردہ اٹھا دیا اور مغرب اقصیٰ کی فوجوں اور اس کے قبائل اور موسیٰ بن کی فوجوں اور بلاد عراق میں ان پر غلبہ پالیا پس وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور سلطان کے ثابت قدم رہنے کی وجہ سے روہی فوج کی اکثریت اپنے ثبات کی وجہ سے ماری گئی پس جنگ کی چکی نے انہیں پس کر رکھ دیا اور اس نے ان کے سالار بیونیس کو گرفتار کر لیا اور مختار اس بن زیان اپنی فوج کے ساتھ اپنی مدافعت کرتا ہوا تلمسان کی طرف چلا گیا اور اپنے خیموں کے پاس سے گزرتا تو انہیں آگ سے جلا دیا اور اس کی چھاؤنی لوٹ لی گئی اور اس کا حرم لٹ گیا اور سلطان ابو یوسف نے وجہ میں قیام کر کے اسے تباہ کر دیا اور اس کی خصلیوں کو پیوند خاک کر دیا اور اس کی دیواروں کو مٹی میں ملا دیا۔

تلمسان کا محاصرہ: پھر اس نے تلمسان پر حملہ کر کے کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا اور اس علاقے کو لوٹنے کی کئی آزادی دے دی اور وہاں سے لوگوں کو قیدی بنا کر لے گیا اور اسے تباہ و برباد کر دیا اور تلمسان کی طرف جاتے ہوئے راستے میں اس کا وزیر یحییٰ بن ماسائی فوت ہو گیا اور وہ اس کے عظیم القدر وزیروں اور حامیوں میں سے تھا اور اس ہارے میں اس کے کارنامے مشہور و معروف ہیں اور اس کی وفات اسی سال شوال میں ہوئی اور اسے اس کے محاصرہ سے اس کے بھٹکانے پر محمد بن عبدالقوی امیر تو جین اور بنی عبدالواد کے خلاف اس سے بددعا لگنے والے نے پہنچایا کیونکہ مختار اس نے اپنے آلہ پر فخر کرتے ہوئے اس کے تمام قبیلے غلبے کی ذلت اور زیادتی کی تکلیف برداشت کی تھی پس سلطان ابو یوسف نے اسے خوش آمدید کہلا اور لوگ اس کی ملاقات اور خیر مقدم کے لئے اور اس کے فخر کے لئے ہتھیاروں کو سجا کر لکے اور وہ اس کے ساتھ کئی روز تک تلمسان کا محاصرہ کئے رہا یہاں تک کہ نومیدی ہو گئی اور شہر محفوظ ہو گیا اور اس کے محافظوں کی طاقت بڑھ گئی پھر سلطان ابو یوسف نے وہاں سے بھاگنے کی نیت کر لی اور اس نے امیر محمد بن عبدالقوی اور اس کی قوم کو واپس سے بل واپس جانے کا مشورہ دیا اور یہ کہ وہ اپنے علاقے کی طرف جلدی چلے جائیں اور اس نے اپنے تحائف سے ان کے تحیلے بھر دیے اور انہیں سو کوئل گھوڑے دیے اور ایک ہزار دو دھیل اونٹیاں ان کے پاس لے گیا اور انہیں بے شمار خلیجیں انعامات کے ساتھ دیں اور انہیں بکثرت سائبان اور خیمے دیے اور انہیں سوار یوں پر ہوار کر دیا اور وہ کوچ کر گئے اور سلطان کئی روز تک مختار اس کی مصیبت کے خوف سے ان کے ہیڈ کوارٹر سے جبل و انشریس تک پہنچنے تک ٹھہرا رہا پھر وہ اسی علاقے کے شروع میں قاس میں داخل ہوا۔

امیر ابو مالک کی وفات: اور اس کا بیٹا امیر ابو مالک جو اس کا ولی عہد بھی تھا اس کی آمد کے ایام میں فوت ہو گیا پس اسے اس کی وفات کا افسوس ہوا پھر اس نے صبر جمیل کیا اور دوبارہ بلاد مغرب کے فتح کرنے کی طرف واپس آ گیا اور اس نے

اپنی اس جنگ میں قلعہ تادنت پر قبضہ کر لیا اور وہ مطفرہ کا پہاڑ ہے اور اس نے اسے غلے کے ذخیرہ سے بھر دیا کیونکہ اس نے اسے اپنے دشمن کی سرحد کے قریب پایا تھا اور اسے شیخ مطفرہ حرون کی نگرانی کے لئے چھوڑ دیا پھر اس نے اپنی اس جنگ سے واپسی پر ساحل الریف کے قلعہ ملیلہ پر قبضہ کر لیا اور حرون نے قلعہ تادنت میں قیام کیا اور اپنی طرف دعوت دی اور پھر اس ہمیشہ ہی اس کے ساتھ بار بار جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ وہ قلعہ سے بھاگ گیا اور اس نے ۶۷۵ھ میں اسے چھوڑا اور سلطان ابو یوسف کے پاس چلا گیا جیسا کہ ہم نے قبیلہ مطفرہ کے ذکر کے موقع پر اس کے حالات میں اس کا ذکر کیا ہے اور اس کا حال وہ تھا جسے ہم بیان کر چکے ہیں۔

فصل

شہر طنجه کے فتح ہونے اور اہل سبتہ کے اطاعت

کرنے اور ان پر ٹیکس لگنے اور اس کے ساتھ

ہونے والے واقعات کے حالات

موحدین کی حکومت کے آغاز میں یہ دونوں شہر سہہ اور طنجه ان کی سب سے عظیم عملداریوں اور سب سے بڑے مقبوضات میں تھے کیونکہ یہ کنارے کی سرحد اور بحری بیڑوں کی بندرگاہ اور تجارتی سامان کے بنانے کا کارخانہ اور جہاد کی طرف جانے کا دہانہ اس کی ولایت القراہ کے لئے مختص تھی جو بنی عبدالومن کے سرداروں میں سے تھے۔ اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ رشید نے اس کے مضامات پر ابو علی بن الخلالی کو امیر مقرر کیا تھا جو بلسیہ کا باشندہ تھا اور یہ کہ افریقہ میں امیر ابو زکریا کے طاقت ور ہو جانے اور رشید کے مرجانے کے بعد ۶۴۰ھ میں اس نے حکومت کو اس کے سپرد کر دیا اور اس نے اپنے بیٹے ابو القاسم کے ساتھ مال اور بیعت کو اس کی طرف بھیجا اور طنجه پر یوسف بن محمد بن عبد اللہ بن احمد الہمدانی کو جو ابن الامیر کے نام سے معروف تھا اعدائیوں کی پیادہ فوج پر سالار اور قصبہ کا منتظم مقرر کیا اور امیر ابو زکریا نے سہہ پر ابو یحییٰ بن ابو زکریا کو امیر مقرر کیا جو اس کے چچا ابو یحییٰ السید بن الشیخ ابی حفص کا بیٹا تھا پس وہ وہاں اترا اور ابو علی بن خلاص اپنے بیٹے کی وفات پر جو سلطان کے پاس جاتے ہوئے سمندر میں غرق ہو کر مر گیا تھا عواقب سے پریشان ہو گیا اور اپنے مددگاروں کے ساتھ کشتیوں میں تونس چلا گیا اور شام کو بجایا پہنچا اور وہیں ۶۴۶ھ میں اس کی وفات ہوئی اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ وہ اپنی کشتی ہی میں فوت ہوا تھا اور بجایہ میں دفن ہوا۔

المختصر کے خلاف اہل سبتہ کی بغاوت: اور جب امیر ابو زکریا اس کے بعد ۶۴۷ھ میں فوت ہو گیا تو اہل سبتہ نے اس کے بیٹے المختصر کے خلاف بغاوت کر دی اور ابن الشہید کو نکال باہر کیا اور اس کے ساتھ جو عمال تھے انہیں قتل کر دیا اور

دعوت کو مرتضیٰ کی طرف پھیر دیا اور اس کا انتظام جتوٰن الراشدی نے سیدہ کے مشائخ کے عظیم الشان لیڈر ابو القاسم الغرنی کے ساتھ سازش کر کے کیا۔ اس نے اپنے باپ ابو العباس احمد کی گود کی پرورش پائی جو جلالت اور علم و دین سے آراستہ تھا کیونکہ اُسے اس میں تقدم حاصل تھا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا، پس اہل شہر نے اس کے بیٹے اور اس سے قبل اس کے باپ کے حق کو پہچان کر اس کی رعایت کی اور وہ بڑے بڑے اہم امور میں اس کی ہتھ لیا کرتے تھے اور شوریٰ میں اس کی بات مانتے تھے پس اس نے الراشدی کو اس کام پر آمادہ کیا تو اس نے یہ کام کر دیا اور مرتضیٰ نے ابو القاسم الغرنی کو سیدہ پر کسی سردار اور موحد کو دیکھے بغیر خود مختار امیر مقرر کر دیا اور وہ اسے اس سرحد سے بے نیاز کرنے میں کافی ہو گیا اور اس نے جتوٰن الراشدی کو مغرب میں بحری بیڑوں کی قیادت پر مقرر کیا اور اس کے بیٹے اس سے اس قیادت کے وارث ہوئے یہاں تک کہ الغرنی نے اس کی ریاست کے پہلوؤں پر ان سے مڈ بھیڑ کی پس وہ سیدہ سے چلے گئے اور ان میں سے کچھ مالقہ میں ابن الاحمر کے پاس اترے اور کچھ بجایہ میں ابو حفص کے پاس اترے اور دونوں حکومتوں میں ان کے آثار ابن کی ریاست کی گواہی دیتے ہیں اور ابو القاسم الغرنی سیدہ کی ریاست پر خود مختار ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹوں نے یہ ریاست حاصل کی جیسے کہ ہم بیان کریں گے۔

طنجہ: اور طنجہ بقیہ احوال میں سیدہ کا تابع تھا پس ابن الامیر نے ابو القاسم فقیہ کی امارت کی بحرونی کی پھر اس نے اسی سال اس کے خلاف بغاوت کر دی اور خود مختار بن بیٹھا اور اس نے ابن ابی حفص کا پھر عباسی کا اور پھر اپنا خطبہ دیا اور سیدہ میں الغرنی کے مسلک پر چلا اور وہ اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ بنو مرین نے مغرب پر قبضہ کر لیا اور اس کی گھاٹیوں میں پھیل گئے اور اس کے مقبوضات میں دست درازی کر کے انہیں حاصل کر لیا اور اس کے پہاڑوں اور غلوں میں اترے اور انہیں فتح کر لیا اور امیر ابو یحییٰ بن عبدالحق اور اس کے بعد اس کا بیٹا بھی فوت ہو گئے اور اس کے بیٹے نور رشتہ دار اور خواص طنجہ اور امیلا کی طرف آ گئے اور انہوں نے اس کے میدان کو وطن بنا لیا اور راستوں کو خراب کر دیا اور اس کے باشندوں کو تنگ کیا اور اس کے ارد گرد کو لوٹ لیا اور ابن الامیر نے ان سے معین ٹیکس پر شرط کی کہ وہ اذیت سے باز رہیں اور دار الخلافہ کی حالت کو دیکھیں اور راستوں کو درست کریں پس اس کی ان کے ساتھ ہتھ جوڑی ہو گئی اور وہ اپنی ضروریات کے لئے شہر کی طرف آئے پھر انہوں نے سازش کی اور پوشیدہ فریب کاری سے ایک دن بظلوں میں اسلحہ دا بے شہر میں داخل ہو گئے اور دھوکے سے ابن الامیر پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا پس عوام نے اسی وقت ان پر حملہ کر دیا اور وہ ۶۶۵ھ میں ایک ہی جنگ میں قتل ہو گئے اور وہ اس کے بیٹے کے پاس گئے اور پانچ ماہ وہ اس کے قبضہ میں رہا پھر الغرنی اس پر قابض ہو گیا پس اس نے اپنی پیادہ فوجوں کے ساتھ بروجر سے اس پر حملہ کر دیا اور اس پر قابض ہو گیا۔

ابن الامیر کا فرار: اور ابن الامیر فرار ہو گیا اور تونس چلا گیا اور المستنصر کے ہاں اتر اور طنجہ الغرنی کی حکومت میں قائم رہا پس اس نے اس کا کنٹرول کیا اور اس کی امارت سنبھال لی اور اپنی طرف سے اُس پر دالی مقرر کیا اور اس نے اس کے اشراف میں سے سرداروں کو شوریٰ میں شریک کیا اور امیر ابو مالک نے ۶۶۶ھ میں اس کے ساتھ جنگ کی مگر اسے فتح نہ کر سکا اور وہ اسی حالت میں رہا یہاں تک کہ سلطان ابو یوسف نے بلاد مغرب کو اپنے مقبوضات میں شامل کر لیا اور مراکش کے اراکھلانے پر قابض ہو گیا اور اس نے اس جانب کے مضافات کو ہاتھ لاپنے کا ارادہ کیا پس اس نے اس پر چڑھائی کرنے

کی شان لی اور اچھے کے شروع میں طنز سے جنگ کی کیونکہ یہ سہ سے پہلے کی زمین میں تھا اور کئی روز تک اس نے وہاں قیام کیا پھر اس نے وہاں سے چلے جانے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور ان میں اختلاف پیدا ہو گیا اور اس نے ایک فیصل کے حیرانہ فزوں کو جو بنی مرین کی گھاٹیوں میں تھے آواز دی تو لوگوں نے جلدی سے اس کی دیواروں پر چڑھ کر اس پر قبضہ کر لیا اور ولایت بھر اہل شہر سے جنگ کرتے رہے پھر صبح کو بڑی قوت اس میں داخل ہو گئے اور سلطان کے متادی نے لوگوں میں اہل شہر کی معافی اور امان کا اعلان کر دیا تو ان کا ڈر جاتا رہا اور وہ طنز کے کام سے قارغ ہو گیا پھر اس نے اپنے بیٹے امیر ابو یحییٰ کو بڑی فوج کے ساتھ سہ ماہی کے ساتھ جنگ کرنے اور اسے اطاعت کے بارے میں ذلیل کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے کئی روز تک اس سے جنگ کی پھر اس نے اس شرط پر کہ اس کی حفاظت کی جائے اطاعت اختیار کر لی اور خود کو ہر سال ٹیکس دینے کا پابند کیا پس سلطان نے اس کی یہ بات قبول کر لی اور اس کی فوجیں وہاں سے ہٹ گئیں اور وہ اپنے دارالحکومت کی طرف لوٹ آیا اور اس نے سجالہ کے فتح کرنے اور بنی عبدالوہاب کو جو اس پر مطلب تھے ہٹانے کے لئے غور و فکر کیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔

فصل

سجالہ کے دوسری بار فتح ہونے اور بنی عبدالوہاب

اور معقلی عربوں میں سے المنبات کے پاس

بڑی قوت جانے کے حالات

ہم بیان کر چکے ہیں کہ امیر ابو یحییٰ بن عبدالحق نے سجالہ اور بلاد درہ پر قبضہ کر لیا تھا اور اس نے اس پر اور دیگر بلاد قبلہ پر یوسف بن یزکان کو امیر مقرر کیا تھا اور اس کے ساتھ اس کے بیٹے منہاج کو بھی جس کی کنیت ابو حدید تھی اس کے مشائخ میں اس کی دیکھ بھال کے لئے اتارا تھا اور مرتضیٰ نے اپنے وزیر امین عطوش کو ۶۵۴ھ میں فوجوں کے ساتھ اسے واپس لینے کے لئے بھیجا تھا پس امیر ابو یحییٰ نے اس پر حملہ کر کے وہاں سے بھاگ دیا اور اٹلے پاؤں واپس کر دیا اور پھر اس نے ۶۵۵ھ میں جنگ ابی سلیہ کے بعد ایک سرحدی خرابی کی وجہ سے جس کے متعلق اسے بتایا گیا تھا اور ایک نا تجربہ کاری کی وجہ سے جس کے کامیاب ہو جانے کی اسے امید تھی اس کا قصد کیا پس امیر ابو یحییٰ اس سے پہلے یہاں پہنچ گیا اور مالقہ اس سے دور تھا اور وہ وہاں سے ناکام و نامراد ہو کر اور محافظوں کو چھکڑیاں لگوا کر واپس لوٹ گیا اور امیر ابو یحییٰ نے اگرچہ یوسف بن یزکان کو اس کا امیر مقرر کیا تھا پھر اس نے اس کی امارت کے ڈیڑھ سال بعد بنی عسکر جو محمد بن وطیس کے نسب کے ہمسر ہیں کے سردار یحییٰ بن مندیل کو اس کا امیر مقرر کیا پھر دو ماہ بعد حکومت کے پروردہ بنی یرسان میں محمد بن عمران ابن عہلہ کو امیر

مقرر کیا اور اس کے ساتھ ابوطالب جعی کو ٹیکس جمع کرنے پر عامل مقرر کیا اور ابو یحییٰ القطرانی کی نگرانی اور ان کی قیادت پر قبضہ کرنے کے لئے وہاں فوج کا میگزین بنایا اور وہ اس حالت میں ۶۲۰ء تک قائم رہے اور جب امیر ابو یحییٰ فوت ہو گیا اور سلطان ابو یوسف یغمر اس کے ساتھ جنگ کرنے اور مراکش سے مقابلہ کرنے میں مصروف ہو گیا تو القطرانی کو وہاں خود مختار بن جانے کا خیال آیا اور اس نے اس بارے میں بعض اہل فتن سے ساز باز کی اور یوسف بن الغزی نے اس کی مدد کی اور انہوں نے شہر کے شیخ الجماعۃ عمار الورد غزالی پر چاٹک حملہ کر دیا اور انہوں نے محمد بن عمران بن عہلہ کے قتل کی سازش بھی کی پس وہ نکل کر سلطان کے پاس چلا گیا اور القطرانی وہاں خود مختار بن گیا پھر اہل شہر نے ۶۵۸ء میں اس کی خود مختاری کے ڈیڑھ سال بعد اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور مراکش کے خلیفہ مرتضیٰ کی بیعت کر لی اور اس میں قاضی بن حجاج اور علی بن عمر نے بڑا پارٹ ادا کیا پس مرتضیٰ نے اسے وہاں کا امیر مقرر کر دیا اور ۶۶۰ء میں بنی مرین کی فوجوں اور سلطان ابو یوسف نے ان سے جنگ کی اور وہاں آلات حصار نصب کئے اور اسے جلادیا اور وہ مضبوط ہو گئے اور وہ ان کو چھوڑ کر چلا گیا اور علی بن عمر اپنی امارت پر تین سال تک قائم رہا پھر فوت ہو گیا اور جب سے امیر یغمر اس بن زیان نے موحدین کو تلمسان اور مغربنا وسط پر غالب کروایا تھا اور وہ اس کے مقبوضات میں شامل ہو گیا تھا تو مصلیٰ عربوں میں سے الہبات کا قبیلہ جو منصور کے رشتہ داروں میں سے تھا اس کے پاس آ گیا تھا کیونکہ معتقل کی جولانگاہیں صحرا میں بنی یادین کی جولانگاہوں کے قریب تھیں اور جب یغمر اس نے بنی عامر کو مصاب کی جولانگاہوں سے جو بلاد بنی یزید میں تھیں بلایا تھا تو وہ وہاں سے کوچ کر گئے تھے پس انہوں نے معتقل کو بلاد فیکیک کی جولانگاہوں سے دھکیل دیا اور طویہ اور اس کے ملوراء بلاد بھمارہ تک ان کے ہمراہ بھیجے گئے پس انہوں نے ان جولانگاہوں پر قبضہ کر لیا۔

یغمر اس کی عہد شکنی: اور یغمر اس نے ذوی عید اللہ سے عہد شکنی کی اور ان الہبات سے دوستی کر لی اور یہ اس کے اور اس کی قوم کے اور اس کی دعوت کے قلمس حلیف اور مددگار بن گئے اور بھمارہ ان کی جولانگاہوں میں شامل تھا اور ان کے مسافروں اور چراگاہوں کے تلاش کرنے والوں کا ٹھکانہ تھا اور وہاں ان کی معروف اطاعت کی جاتی تھی اور جب علی بن عمر فوت ہو گیا تو انہوں نے اس پر قبضہ کرنے کے لئے یغمر اس کو ترجیح دی اور انہوں نے اہل شہر کو اس کی اطاعت اختیار کرنے پر آمادہ کیا اور اس سے گفتگو کی اور اسے بلایا پس اس نے اپنی فوجوں کے ساتھ آ کر اس پر قبضہ کر لیا اور محمد بن زکراہ بن یدوکس کی اولاد میں سے عبدالملک بن محمد بن علی بن قاسم بن ورع کو اس کا امیر مقرر کیا جو اپنے باپ کی ماں خواہر یغمر اس بن حمامہ بھی تھا اور اس نے ان دونوں کے ساتھ اپنے بیٹے امیر ابو یحییٰ کو بھی شاہانہ علامت کے قیام کے لئے اتارا پھر اس نے دوسرے سال اسے اس کے بھائی پر فتح دلائی اور ہر سال اس کا یہی حال ہوتا تھا۔

سلطان ابو یوسف کا بلاد مغرب کو فتح کرنا: اور جب سلطان ابو یوسف نے بلاد مغرب کو فتح کیا اور اس کے امصار اور پہاڑ اس کی اطاعت میں شامل ہو گئے اور اس نے بنی عبد المؤمن کو ان کے دار الخلافہ پر قابض کر دیا اور ان کی علامت کو منادیا اور طنجنہ فتح ہو گیا اور سبتہ نے اطاعت کر لی جو کنارے اور مغرب کی سرحد کی طرف جانے کے لئے بندرگاہ ہے تو اسے بلاد قبلہ کا خیال آیا تو اس نے بھمارہ پر مغرب بنی عبدالواد سے بھمارہ کو حاصل کرنے اور ان کی دعوت کی بجائے اس میں اپنی دعوت دینے کا عزم کیا پس اس نے رجب ۶۶۲ء میں فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کر کے اس سے جنگ کی اور وہ اہل

مغرب کے سب باشندوں زناۃ عرب پر اور تمام فوجوں کو جمع کر کے وہاں لے گیا اور اس پر آلات حصار منجانبی و غیرہ اور لوہے کے گولے پھینکنے والے آلات نصب کر دیے پس وہ ایک سال تک وہاں میج و شام قتل کرتے ہوئے ٹھہرا رہا کہ ایک روز اچانک متحین کے پھروں سے دیوار کا ایک حصہ گر گیا اور وہ نہایت سرعت کے ساتھ اس شکاف سے مغرب ۶۳۷ میں بزور قوت شہر میں داخل ہو گئے اور انہوں نے جاتنازوں اور عافلوں کو قتل کر دیا اور بچوں کو قید کر لیا اور دونوں سالار عبدالملک بن حنینہ اور شہر اس بن حمامہ اور ان کے بنو عبدالواد کے ساتھی اور الحباط کے امراء قتل ہو گئے اور سلطان ابو یوسف نے مکمل طور پر بلاد مغرب کو فتح کر لیا اور اس کی اطراف میں اس کی اطاعت ہونے لگی پس اس میں کوئی معطلی ایسا نہ رہا جو اس کی دعوت کا تابعدار نہ ہو اور نہ کوئی ایسی جماعت رہی جو اس کی پارٹی کے سوا اور کسی پارٹی کے پاس جاتی ہو اور نہ کوئی امید رہی جو اس کے سوا اور کسی کی طرف متوجہ ہوتی ہو اور جب اس کی امارت و حکومت کی تنظیم و ترتیب اللہ کے فضل و احسان سے مکمل ہو گئی تو اس نے اللہ کی اطاعت میں اس کے دشمنوں سے جہاد کرنے اور سمندر سے پرے کے کمزور بندوں کو بچانے کے لئے جنگ کی طرف توجہ پھیر دی جس کا ذکر ہم کریں گے۔

اور جب وہ بھلا سے لوٹا تو اس نے مراکش جانے کا ارادہ کیا جہاں سے وہ آیا تھا پھر وہ سلا گیا اور کئی روز تک وہاں ٹھہرا اور اس کے حالات اور اس کی سرحدوں کی حفاظت کے معاملات پر غور کیا اور اسے حاکم سہبہ ابو القاسم الغرانی کے ساتھی ابو طالب کے پاس جانے کی اطلاع ملی تو وہ جلدی سے اپنے دار الخلافہ میں پہنچا اور اسے خوش آمدید کہا اور وہ اپنے قلیوں کو اس کے حسن سلوک سے پزیر کر کے اس کا شکریہ میں رطب اللسان ہو کر اپنے باپ کے پاس واپس آیا پھر وہ اپنے بیٹے کے بھیجے کے کام میں مشغول ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

جہاد اور سلطان ابو یوسف کے نصاریٰ پر

غالب آنے اور ان کے لیڈر ورنہ کے قتل

ہونے اور ان سے ملتے جلتے حالات کے واقعات

اندلس کا کنارہ پہلی فتح سے لے کر مسلمانوں کی سرحد تھی جس میں ان کا جہاد پڑا اور شہادت و سعادت کا راستہ تھا اور اس میں ان کا ٹھہرنا ایسے ہی تھا جیسے گرم پھر اور کفر کی تاریکی میں ناخن اور پہلی کے درمیان ٹھہرنا ہو کیونکہ ان کے پڑوس میں ان کی بہت سی قومیں تھیں اور انہوں نے ان کو تمام جہات سے گھیرا ہوا تھا اور سمندر ان کے اور ان کے مسلمان بھائیوں میں روک تھا کیونکہ وہ اپنی قوم اور اپنے اہل دین سے منقطع تھے اور ان کی مدد سے دور تھے اور اس نے اس بارے میں کبار

تابعین اور عرب سرداروں سے مشورہ کیا اور انہوں نے اُسے رائے دی اور اگر موت اُسے نہ دیتی تو اس نے اس رائے پر عمل کرنے کا عزم کر لیا تھا جس میں اسلام کو اپنے پڑوسی کفار پر قریش، معمر اور یمن کے عربوں کی طویل حکومت سے غلبہ حاصل ہوتا اور انہیں وہاں بنی امیہ کے دور میں وہ مشہور غلبہ حاصل ہوا جو تین سو سال یا اس کے قریب قریب زمانے سے دونوں کناروں پر اپنے پر پھیلائے ہوئے ہے یہاں تک کہ چوتھی صدی ہجری میں وہاں ابتری پھیل گئی اور سمندر سے درے عربوں کی حکومت کے فنا ہونے سے مسلمانوں کا غلبہ ختم ہو گیا اور مغرب میں یریری طاقت ور ہو گئے اور ان کی شان میں اضافہ ہو گیا اور مرابطین کی حکومت آگئی تو اس نے مغرب میں اتحاد اسلام کی تبلیغ کو پاٹ دیا اور سبت سے تمسک کیا اور جہاد کی طرف دیکھا اور ماوراء النہر سے ان کے بھائیوں نے انہیں اپنی مدافعت کے لئے بلایا تو وہ ان کے پاس گئے اور انہوں نے دشمن کے ساتھ جہاد میں شان دار کارنامے دکھائے اور طاغیہ بن اوفوش پر یوم الزلاقیہ وغیرہ کے روز حملہ کر دیا اور قلعوں کو فتح کیا اور دوسرے قلعوں کو واپس لیا اور انہوں نے ملوک الطوائف کو اتارا اور دونوں کتابوں کو متحد کیا اور ان کے بعد موجودہ ملک کے اچھے راستوں پر چلتے ہوئے آئے اور انہوں نے جہاد میں کارنامے دکھائے اور یعقوب بن منصور کی ہلاکت کے بعد وہ انہوں نے طاغیہ سے جنگ کی یہاں تک کہ موحدین کے غلبے کا خاتمہ ہو گیا اور ان میں اختلاف ہو گیا اور بنی عبدالمومن کے سرداروں نے اندلس کے امراء کے ساتھ امارت کے بارے میں جھگڑا کیا اور خلافت پر جنگ کی اور طاغیہ سے ایک طلبہ کی اور اُسے غلبہ کے لالچ سے مسلمانوں کے بہت سے قلعوں پر کامیاب کر دیا پس اہل اندلس کو اپنی جانوں کے متعلق خوف لاحق ہو گیا اور انہوں نے انہیں نکال دیا اور مریہ اور شرق اندلس میں ابن ہود نے اس کام کو سنبھالا اور اس کے بعد اطراف میں اپنی دعوت کو عام کیا اور ان میں عباسی دعوت کو قائم کیا اور بغداد میں ان سے گفتگو کی جیسا کہ ہم نے ان کے حالات میں اپنی جگہ پر مفصل طور پر بیان کیا ہے پھر ابن ہود دوری کی وجہ سے اور اُسے حاصل کرنے والی پارٹی کے کھودینے کی وجہ سے غریبہ کے علاقے میں رک گیا اور یہ کہ اس کی حکومت مستحکم نہ تھی۔

طاغیہ کا اندلس پر حملہ: اور طاغیہ نے ہر طرف سے اندلس پر حملہ کر دیا اور مسلمانوں میں بکثرت اختلاف ہو گیا اور بنو عبدالمومن اس مصیبت میں مشغول ہو گئے جو زمانہ کے بنی مروین کی جانب سے ان پر آئی تھی لہذا محمد بن یوسف بن الاحمر غریبہ کے علاقے میں کافی ہو گیا اور اس نے اس کے قلعے اور جو کہ پر حملہ کر دیا اور وہ بڑا بہادر سردار اور جنگوں میں ثابت قدم رہنے والا تھا پس اس نے ابن ہود کے ہاتھ سے یکے بعد دیگرے اندلس کے مضافات کو کشاکش کرتے ہوئے چھین لیا یہاں تک کہ ۶۳۵ھ میں ابن ہود ہلاک ہو گیا اور اس اثناء میں دشمن نے ہر جانب سے جزیرہ اندلس پر حملہ کر دیا اور ابن ہود نے اسے وافر جزیرہ دیا جس کی مقدار ہر سال چار لاکھ دینار تھی اور وہ اس کی خاطر مسلمانوں کے دو قلعوں سے دست بردار ہو گیا اور ابن الاحمر ڈرا کہ وہ طاغیہ کے ساتھ اس پر سختی کرے گا میں وہ اس کی طرف مائل ہوا اور اس کی پٹائی سے تمسک ہو گیا اور اس کے مددگاروں میں اشبیلیہ کے ساتھ جنگ کرنے کو گیا تا کہ اس کے باشندوں کو قتل کرے اور جب امیر ابوزکریا فوت ہو گیا تو اس نے دعوت خفی کو خیر باد کہہ دیا اور خود مختار بن بیضا اور امیر المؤمنین کا نام اختیار کر لیا اور شرق میں ابن ہود اور بنی مروین کی اولاد نے اس سے جھگڑا کیا اور اُسے امر حکومت نے الفرترہ کے بلاد سے طاغیہ کے لئے آئے پر آباد کیا تو وہ ان تمام علاقے میں اترا اور یہ سال ۶۴۰ھ کی تھوڑی سی مدت تھی جس میں مسلمانوں کی سرحدیں ضائع ہو گئیں اور ان کی رک

لوٹ لی گئی اور دشمن ان کے بلا اور اموال کو جنگوں میں لوٹ کے لئے اور صلح میں مدارات اور خراج کے لئے نکل گیا۔ اور کفر کے شیطان اس کے شیروں اور دارالحلافوں پر قابض ہو گئے۔

ابن ادوش کا قرطبہ پر قبضہ: اور ابن ادوش نے ۶۳۶ھ میں قرطبہ پر قبضہ کر لیا اور ۶۳۷ھ میں برشلونہ اور بلنسیہ کے شہر اور ان کے درمیان لاتعد اولیوں اور پہاڑوں پر قبضہ کر لیا اور مشرق میں باغیوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور ابن الاحمر مغربی اندلس میں اکیلا رہ گیا اور المغرب اور اس کے ارد گرد کے وسیع علاقوں کی ممانعت کی وجہ سے اس کا دائرہ تنگ ہو گیا اور اس نے دیکھا کہ قلیل تعداد اور کمزور قوت سے اس کا تمسک کرنا اس کی حکومت کو کمزور کر دے گا اور اس کا دشمن اس کے متعلق طمع کرے گا پس اس نے تمام علاقوں سے دست بردار ہونے کی شرط پر طاعیہ سے صلح کی اور مسلمان ساحل سمندر کی سخت زمینوں میں اپنے دشمن سے بچنے کے لئے چلے گئے اور اس نے اس کی مہمانی کے لئے غرناطہ شہر کو منتخب کیا اور وہاں اس کی دہائش کے لئے الحمراء کا قلعہ بنایا جیسا کہ ہم نے اس کی جگہ پر اس کی تفصیل بیان کی ہے اور اس دوران میں اس کا فریادی ہمیشہ بنی ہاشم کے مسلمانوں کو بکارتارہا اور اہل اندلس کے سردار اعانت اور دین کی مدد اور بیویوں اور بچوں کو دشمن کی کھلیوں سے بچانے کے لئے امیر المسلمین ابو یوسف کے پاس آتے رہے اور وہ موحدین اور پھر پھر اس کے ساتھ رسد کشی کی وجہ سے کوئی پناہ نہ پاتا تھا۔ پھر وہ بلا و مغرب کے فتح کرنے اور اس کی اطراف پر قبضہ کرنے میں مصروف ہو گیا یہاں تک کہ سلطان ابو عبد اللہ محمد بن یوسف بن الاحمر جو الشیخ اور ابو دیوس کے نام سے مشہور تھا فوت ہو گیا اور یہ دولقب اسے اُس وقت ملے جب امیر المؤمنین نے مغرب کی فتح کو مکمل کر لیا اور ۶۴۱ھ میں اپنے دشمن کے بارے میں فارغ ہو گیا۔

اس کے علاوہ بنی مرین جہاد کو ترجیح دیتے تھے اور ان کے دلوں میں اس کی طرف میلان پایا جاتا تھا اور جب بنو ادريس بن عبد الحق نے وحشت محسوس کی اور انہوں نے ۶۴۱ھ میں سلطان یعقوب بن عبد الحق کے خلاف بغاوت کی اور اس نے ان کی رضامندی حاصل کی اور ان سے صلح کی اور ان میں سے بہت سے آدمی جنگ کے لئے اور اندلس میں مسلمانوں کی مدد کے لئے سمندر پار کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور ان کے پاس بنی مرین کے رضا کاروں کا بہت بڑا لشکر جمع ہو گیا جو تین ہزار یا اس سے زیادہ غازیوں پر مشتمل تھا اور سلطان نے عامر بن ادريس کو اس لشکر کا سالار مقرر کیا اور وہ اندلس پہنچے اور انہوں نے دشمن کو قتل کرنے کے بارے میں بہت کارنامے دکھائے۔

ابن الاحمر کا اپنے بیٹے کو امیر مقرر کرنا: اور ابن الاحمر نے اپنے بیٹے محمد کو اپنے بعد امیر مقرر کیا جو اپنے باپ کے زمانے علم کے حصول کی وجہ سے فقیر کے نام سے مشہور تھا اور اس نے اُسے وصیت کی کہ وہ امیر المسلمین کے کڑے کو مضبوطی سے تھامے رہے اور اس کا دفاع کرے اور اُسے اپنے آپ اور مسلمانوں سے مقدم کرے۔

جب طاعیہ نے حملہ کیا تو اس نے اپنے باپ کو قتل کرنے میں جلدی کی اور اندلس کے تمام مشائخ کو اس کے پاس بھیجا اور ان کا وفد اسے جھلسا۔ کی فتح سے واپس آتے وقت ملا جو مغربی سرحدوں کی آخری فتح اور غلبے کی پناہ اور حکومت کی باگ ڈور تھا اور انہوں نے فرماں برداری کے لئے جلدی کی اور اُسے دشمن کے مسلمانوں پر حملہ کرنے اور انہیں دبانے کی خبر کی اطلاع دی تو اس نے ان کے وفد اور رؤسا کو خوش آمدید کہا اور اللہ کے داعی کو جواب دینے اور جنت کو اختیار کرنے میں جلدی کی اور امیر المؤمنین اپنی امارت کے آغاز سے ہی جہاد کے اعمال کو ترجیح دینے والا اور انہیں پسند کرنے والا تھا یہاں

تک کہ اس نے اپنی دوسری امیدوں پر بھی اسے ترجیح دی اور اپنے امیر ابو یحییٰ کے زمانے میں اندلس سے جنگ کرنے کا عزم کیا اور جب انہوں نے اس میں مکناسہ پر قبضہ کیا تو انہوں نے اس سے اس بارے میں اجازت طلب کی مگر اس نے اسے اجازت نہ دی اور وہ اپنے خواص اقا رب اور اپنے خاندان کے اطاعت کنندوں کے ساتھ جنگ کو چلا گیا اور امیر ابو یحییٰ نے حاکم سبتہ کو ابی علی بن خلاص کے عہد کے متعلق اشارہ کیا کہ وہ اسے جانے سے روکے اور اس کی روانگی کے اسباب کو منقطع کر دے اور جب وہ قصر الجواز تک پہنچا تو اس کے دوست یعقوب بن ہرون الجزی نے اس کے عزم کو اس سے موڑ دیا اور اس کے ساتھ جہاد کا وعدہ کیا کہ وہ مسلمانوں کو جمع کرنے کے لئے امیر بن کر دشمن پر غالب ہوگا اور اس کے دل میں اس سے بے رشتی اور اس کی طرف میلان پایا جاتا تھا پس جب وہ وفد اس کے پاس آیا تو انہوں نے اس کے عزائم کو بیدار کیا اور اس کے ارادے کی تعریف کی تو اس نے فوجوں کو جمع کرنا شروع کیا اور لوگوں کو جنگ پر آمادہ کیا اور شوال ۳۶۳ھ میں قاس سے ٹھہکی بندرگاہ کی طرف گیا اور اپنی قوم کے پانچ ہزار آدمیوں کو تیار کیا اور ان کی کمزوریوں کو دور کیا اور انہیں بے شمار عطیات دیے اور اپنے بیٹے مندیل کو ان کا سردار مقرر کیا اور اسے جھنڈا عطا کیا اور حاکم سبتہ الغرنی سے ان کے جانے کے لئے کشتیاں مانگیں پس وہ اسے قصر اعجاز میں بیٹھ کر بحر بیڑوں کے ساتھ ملا پس وہ فوج کو لے گئے اور وہ طریف میں اترے اور تین دن آرام کیا اور دارالحرب میں گھس کر دور تک چلا گیا اور اس کی سرحدوں اور میدانوں پر حملے کئے اور ان کے ہاتھ ختم سے بھر گئے اور انہوں نے خوب قتل و غارتگری کی اور قیدی بنائے اور آبادیوں اور آثار کو تباہ و برباد کیا یہاں تک کہ وہ شریں کے میدان میں اترے تو اس کے محافظوں نے جنگ سے بزدلی دکھائی اور وہ شہروں میں گھس گئے اور وہ وہاں سے الجزیرہ کی طرف واپس آ گیا اور ان کے ہاتھ اموال سے اور ان کے تھیلے قیدیوں سے اور ان کی سواریاں گھوڑوں اور ہتھیاروں سے بھر پور تھیں اور اہل اندلس نے دیکھا کہ انہوں نے عام العقاب پر حملہ کر دیا ہے اور اس کے بعد کفار نے زبردست فرمانبرداری اختیار کر لی اور امیر المؤمنین کو بھی خبر پہنچ گئی تو اس نے بنفس نفیس جنگ کا عزم کر لیا اور وہ اپنے بلاد کی سرحدوں کے بارے میں پھر اس کے جنگی ظالموں سے ڈر گیا۔

پس اس نے اپنے پوتے تاشفین بن عبدالواحد کو بنی مرین کے ایک وفد کے ساتھ پھر اس کے ساتھ مصالحت کرنے اور کار جہاد کے قیام کے لئے مسلمانوں کے درمیان جنگ کے ہتھیار بھینکنے اور صلح و اتفاق کی طرف رجوع کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے اور اس کی قوم کی آمد کی پزیرائی کی اور الفت و قبولیت کی طرف جلدی کی اور اس نے بنی عبدالواحد کے مشائخ کو صلح کے طے کرنے کے لئے سلطان کے پاس بھیجا اور ان کے ساتھ اپنی اور قیمتی تحائف بھیجے اور اللہ تعالیٰ نے اسلام کو متحد کر دیا اور امیر المؤمنین کی طرف سے اس صلح کو بڑی اہمیت دی گئی کیونکہ اس کے دل میں جہاد کی طرف اور اچھے اعمال کو ترجیح دینے اور صدقات دینے کی طرف میلان پایا جاتا تھا اور اللہ نے اسے جو فراغت دی تھی وہ اس پر اس کا شکریہ ادا کرتا تھا۔

پھر اس نے تمام لوگوں اور قبائل کو جمع کیا اور مسلمانوں کو دعوت جہاد دی اور اس بارے میں تمام اہل مغرب یعنی نائب عربوں، موحدین، مصامدہ، ضہاجہ، غمارہ، اور یہ مکناسہ تمام قبائل برابرہ اور محنواہ دار اور رضا کار باشندگان مغرب کو خطاب کیا اور انہیں للکارا اور سمندر کو پار کیا اور طریف کے میدان میں اترے اور جب سلطان ابن الاحر نے اس سے مدد مانگی تھی

اور اس نے مشائخ اعلیٰ کو اس کے پاس بھیجا تھا تو اس نے اس پر شرط غائد کی تھی کہ وہ اس کی فوجوں کے اترنے کے لئے بندرگاہ کے ساحل پر بعض سرحدوں سے دستبردار ہو جائے گا چنانچہ وہ بندہ اور طریق سے دستبردار ہو گیا اور جب وہ طنجه میں اترتا تو ابن ہشام نے جو بڑا یہ خضر احسن کو حاکم بنایا تھا اس کے پاس آنے میں جلدی کی اور ہمدرد پا کر اس کے پاس پہنچا اور طنجه کے باہر اسے ملا اور اس کی لطاعت اختیار کر لی اور اسے اپنے ملک کی باگ ڈور سونپ دی۔

ابن اشقیلولہ اور ابواسحاق: اور رئیس ابو محمد بن اشقیلولہ اور اس کا بھائی ابواسحاق جو سلطان ابن الاحمر کا قرابت دار تھا وہ بھی اس کا تابع اور اس کا مددگار تھا اور ان دونوں کے باپ ابوالحسن نے ابن ہود کے خلاف بغاوت کرنے اور ابن الباجی پر حملہ کرنے کے بارے میں الملک اشقیلیہ سے ساز باز کرنے میں بڑا پارٹ لایا تھا اور جب اس کی حکومت میں اس کا قدم ملک گیا اور باغی ابن کے ساحلے میں غالب آ گئے تو ان کے حالات خراب ہو گئے حالانکہ اس سے قبل اس نے ابو محمد کو محاصرہ اور تباہی کو پہنچی آتش کا حاکم مقرر کیا تھا پس ابو محمد بن اشقیلولہ مالتہ میں طاقت ور ہو گیا اور اس نے اسے مختص کر لیا حالانکہ وہ قوم کے لحاظ سے پارٹی اور رشتہ دار تھے۔

اور جب ابو محمد کو پتہ چلا کہ سلطان یعقوب بن عبدالحق کی اجازت سے الملک مالتہ کا وفد اس کے پاس اپنی بیعت اور فریادیں کے ساتھ آیا ہے تو وہ سلطان کی دوستی کی طرف مائل ہو گیا اور اس نے مخلصانہ طور پر اس کی خیر خواہی کی اور جب سلطان طریف کی جانب اترتا تو اس کی فوجوں نے جزیرہ اور طریف کے درمیان کے میدان کو بھر دیا اور سلطان ابن الاحمر یعنی قتیہ ابو محمد بن الشیخ ابی دیوبی حاکم غرناطہ اور رئیس ابو محمد بن اشقیلولہ حاکم مالتہ اور غریبہ کے درمیان سلطان سے ملاقات کرنے کے لئے مسابقت شروع ہو گئی اور وہ اسے خوش آمدید کہنے اور اس کی فرمانبرداری کے بارے میں جھگڑنے لگے پس اس نے ان دونوں سے امور جہاد کے بارے میں گفتگو کی اور ان دونوں کو اسی وقت ان کے شہروں کی طرف واپس بھجوا دیا۔

ابن الاحمر کی تاراجی: اور ابن الاحمر ایک دوسرے کے باعث جس نے اسے غصہ دلایا تھا تاراج ہو کر واپس لوٹا اور جلدی سے اللہ عزہ کی طرف گیا اور اس نے اپنے بیٹے امیر ابو یعقوب کو اپنی فوج کے پانچ ہزار جوانوں پر سالار مقرر کیا اور اس نے اپنے دستوں کو میدانوں اور پہاڑوں کے درمیان کھیتوں کے جاہ کرنے اور آبادی کے برباد کرنے اور اموال کو لوٹنے اور جاننازوں کو قتل کرنے اور عورتوں اور بچوں کو قید کرنے کے لئے بھیجا یہاں تک کہ وہ المدور اور تالہ اور ایدہ تک پہنچ گیا اور وہ ملک کے قلعے میں بزدل قوت داخل ہو گیا اور باقی جو قلعے اس کے راستے میں آئے اس نے ان کے نشانات کو مٹا دیا اور ان کے اموال کو لوٹ لیا اور واپس آ گیا اور زمین قیدیوں سے موہیں مارنے لگی یہاں تک کہ وہ رات کے پچھلے پہر دارالحرب کی سرحد استجہ میں آرام کے لئے اتر آیا۔

تغاقب کی اطلاع: اور قاصد نے آ کر اطلاع دی کہ دشمن اپنے قیدیوں کو چھڑانے اور اپنے اموال کو واپس لینے کے لئے اس کا تغاقب کر رہا ہے اور رومی لیڈر اور ان کا عظیم سردار ذنہ ان کی جستجو میں بلا نصرانیہ کی اقوام کے بالغ جوانوں کے ساتھ نکلا ہے پس سلطان نے غنائم کو اس کے سامنے پیش کیا اور ایک ہزار سواروں کو اس کے آگے بھیجا اور وہ ان کے پیچھے پیچھے چلا اور جب پیچھے سے دشمن کے جھنڈے قریب ہوئے تو وہ جرات لشکر تھا اور اس نے بھی میدان جنگ کو منظم و مرتب کیا اور

زناتہ نے بھی اپنی عقل و غزائم پر نظر ثانی کی اور ان کے ارادوں میں حرکت پیدا ہوئی اور انہوں نے اپنے رب کی اطاعت اور دین کے دفاع میں بڑی شجاعت دکھائی یہاں تک کہ فتح کی ہو چلی اور اللہ کا امر غالب آ گیا اور نصرانیوں کی فوج منتشر ہو گئی اور عظیم سردار ذنہ اور کفار کی بہت سی فوج ماری گئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو مسلمانوں کا قیدی بنا دیا اور ان میں مسلسل قتل و قتل جاری رہا اور معرکہ کے مقتولوں کی تعداد شمار میں چھ ہزار تھی اور مسلمانوں میں سے تیس سے زیادہ آدمیوں کو اللہ تعالیٰ نے شہادت سے سرفراز فرمایا اور اللہ نے اپنے گروہ کو فتح عطا فرمائی اور اپنے مددگاروں کو عزت دی اور اپنے دین کی مدد کی اور ملت کے اس حامی گروہ سے دشمن پر وہ کچھ ظاہر ہوا جس کا اُسے گمان بھی نہ تھا۔

ذنہ کا سر ابن الاحمر کے دربار میں: اور مسلمانوں کے امیر نے عظیم لیڈر ذنہ کے سر کو ابن الاحمر کے پاس بھیج دیا۔ اس نے ان کے خیال میں پوشیدہ طور پر اس کی قوم کی طرف واپس بھیج دیا حالانکہ اس سے قبل اس نے اسے دہتی سے سرفراز کیا تھا جسے اس نے ان کے لئے خالص مہارات اور امیر المسلمین سے انحراف کے لئے ظاہر کیا تھا جس کے شاید کچھ عرصہ بعد اس کے خلاف نمایاں ہو گئے جیسا کہ ہم اسے بیان کریں گے۔

امیر المسلمین کی جنگ سے واپسی: اور امیر المسلمین اپنی جنگ سے اسی سال رجب الاول کے نصف میں الجزائرہ کی طرف واپس آ گئے اور انہوں نے کتاب و سنت کے مطابق بیت المال کے لئے ٹیکس لینے کے بعد تاکہ وہ اسے اس کے مصارف میں خرچ کر سکے مجاہدین میں غنائم اور دشمن سے حاصل ہونے والے قیدیوں اور گھوڑوں کو تقسیم کیا۔ کہتے ہیں کہ اس جنگ میں غنائم کی مقدار ایک لاکھ چوبیس ہزار گائے سات ہزار آٹھ سو تیس قیدی چودہ ہزار چھ سو گھوڑے اور لاتعداد دیگر مال تھے جن کا کثرت کے باعث شمار نہیں کیا جاسکتا تھا ان کے خیال میں الجزائرہ میں ایک درہم میں بکری فروخت ہوتی تھی اور ہتھیاروں کا بھی یہی حال تھا اور امیر المسلمین نے چند روز الجزائرہ میں قیام کیا پس جنگ کرتے ہوئے ایشیلیہ چلے گئے اور اس کے وسط میں ٹھس کر اس کے نواح و اقطار کو تلاش کیا اور اس کی جہات اور آبادی میں خوب قتل و قتل مار کی اور شریش کی طرف چلے گئے اور اُسے فساد اور لوٹ مار کا مزا چکھایا اور جنگ کے دو ماہ بعد الجزائرہ کو واپس آ گئے اور رعیت سے الگ اپنی فوج کے اترنے کے لئے تاکہ انہیں فوج سے نقصان نہ پہنچے کنارے کی گزرگاہ کے دہانے پر ایک شہر کی حد بندی کے لئے غور و فکر کیا اور اس کے لئے جزیرہ کے ساتھ ایک جگہ کی حد بندی کی پس انہوں نے مشہور شہر کی تعمیر کے لئے نیہ میں جگہ دی اور اسے اپنے قابل اعتماد دستہ کی نگرانی میں دے دیا پھر وہ رجب ۶۷۲ھ میں سمندر پار کر کے مغرب کی طرف چلے گئے اور ماوراء البحر کے علاقے میں چھ ماہ تک رہے اور قصر معمرہ میں اترے اور بلاد غمارہ کی طرف جانے والی بندرگاہ بادر پر فیصل بنانے کا حکم دیا اور بنی دساف بن حمو کے سردار ابراہیم بن عیسیٰ نے اس کام کی ذمہ داری لی پھر وہ قاس کی طرف کوچ کر گئے اور شعبان میں اس میں داخل ہو گئے اور اپنی حکومت اور اپنے مددگاروں کے اترنے کے لئے جدید شہر کی حد بندی کرنے اور مغرب سے اس پر باغی اتارنے کے حالات کے بارے میں غور و فکر کرنے لگے جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

فاس میں جدید شہر کی حد بندی کرنے کے حالات

اور اس کے بقیہ واقعات

جب سلطان امیر المسلمین اپنی جہادی جنگوں سے واپس آیا اور اس کے ہاتھوں پر غلبہ اسلام کا الہی احسان پورا ہوا اور اس کی واپسی سے اہل اندلس کو قوت حاصل ہوئی تو وہ مغرب کی طرف ایک اور احسان کے لئے گیا جو اس کے دوستوں کے طلبے اور اس کی حکومت سے فساد کے اسباب کو ختم کرنے سے تعلق رکھتا تھا جو سعادت اور بھلائی کا جامع تھا اور یہ واقعہ یوں ہے کہ جب بچے بچے بنی عبدالمؤمن اور ان کی جماعت فتح کے موقع پر مراکش سے بھاگے تو جبل حمال میں چلے گئے جو ان کی امارت و دعوت کا اصل ان کے خلفاء کا مدفن ان کے اسلاف کا دار الخلافہ اور ان کے امام کا گھر اور ان کے مہدی کی مسجد تھا جہاں وہ اچھا ٹھکانہ لینے اور اس کی زیارت سے برکت حاصل کرنے کے لئے بیٹھتے تھے اور ایک بستی میں جو ان کے مضافات کے آگے تھی اپنے غزوات سے پہلے وہاں آتے تھے جسے وہ اپنا بہترین میگزین سمجھتے تھے پس جب جماعت اس کے پاس آئی تو اس کے پہاڑ میں قلعہ بند ہو گئی اور اس کی کشتی میں پناہ لی اور انہوں نے اپنی امارت کے قیام کے لئے خلفائے بنی عبدالمؤمن میں سے ایک شریف الاصل کو جو کمزور یا دداشت والا اور بے نصیب تھا امیر مقرر کیا اور وہ مرضی کا بھائی اسحاق تھا اور انہوں نے ۶۶۹ء میں اس کے اور حکومت ملنے کی امید پر بیعت کی اور اس میں ان کی حکومت کے وزیر ابن عطوش نے بڑا پارٹ ادا کیا۔

اور جب سلطان یعقوب بن عبدالحق نے محمد بن علی بن محلی کو مراکش کے مضافات پر امیر مقرر کیا تو اس نے ان کے ساتھ جنگ کرنے اور لوگوں کو ان سے الگ کرنے اور ان کے مددگاروں کی مہربانی چاہنے کے لئے کوئی عملی اقدام نہ کیا اور ۶۷۳ء میں وہ اچانک اس کے پاس چلے گئے تو اس نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کی تیزی سے شکست کھا گیا پھر اسی سال ربیع الاول کے مہینے میں جبل کو چلا گیا اور اس کی دو شیرازی اور مہر کو توڑ دیا اور طویل جنگ کے بعد بزور قوت ان پر غالب آ گیا۔

ابن عطوش کی ہلاکت: اور وزیر ابن عطوش جنگ میں ہلاک ہو گیا اور اس کے کمزور خلیفہ اور اس کے عم زاد ابو سعید السید ابی الربیع اور ان دونوں کے ساتھ جو مددگار تھے انہیں گرفتار کر کے مراکش کے باپ الشریعہ میں ان کے قتل میں لایا گیا اور انہیں قتل کر کے ان کے اعضاء کو صلیب دیا گیا اور ان مقتولین میں اس کا کاتب القباکلی اور اس کی اولاد بھی شامل تھی اور فوجوں نے جبل تیممال میں فساد برپا کیا اور اس کے اموال کو لوٹ لیا اور خلفائے بنی عبدالمؤمن کی قبروں کو اکھاڑا اور یوسف اور اس کے بیٹے یعقوب کی نعشوں کو نکال کر ان کے سر کاٹنے لگے اور اس کام میں ابو علی ملیانی نے بڑا پارٹ ادا کیا جو ملیانہ سے جو اس کی خوب صورت عورتوں کا گھونسلہ اور اس کے کھیل کود کا موطن تھا سلطان ابو یوسف کے پاس آیا تھا جیسا کہ ہم پہلے

بیان کر چکے ہیں اور سلطان نے اس کی آمد کے اکرام میں اپنے بلاد اغوات جاگیر میں دیے تھے پس وہ بھی فوجوں کے ساتھ اس جنگ میں شامل ہوا اور اس نے دیکھا کہ اس نے ان لوگوں کو ان کی قبروں سے نکال کر اور ان کے اعضاء کو برباد کر کے اپنے دل کو راحت پہنچائی ہے کیونکہ موحدین نے اُسے سزا دی تھی۔

جبل وانشرلیس پر عثمان بن عمر اس کا حملہ: اور اس دوران میں عثمان بن عمر ابن ابی قحیفہ نے ایک ایک قبیلہ سے دوستی کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے جبل وانشرلیس پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور موسیٰ بن زرارہ اس کے آگے آئے لہذا یہ کے نواح کی طرف فرار ہو گیا اور اپنے اسی سر میں فوت ہو گیا پھر عثمان نے اس کے بعد ۶۸۸ھ میں لہذا یہ پر حملہ کیا اور قبائل ضہاجہ میں سے لہذا یہ کے ساتھ سازش کر کے اس پر قبضہ ہو گیا، پھر انہوں نے اولاد عزیز کے ساتھ غداری کی اور اُسے اس پر غلبہ دلایا پھر انہوں نے سات ماہ بعد اس کے خلاف بغاوت کر دی اور اولاد عزیز کی حکومت میں واپس آ گئے اور عثمان بن یوسف سے تاوان اور اطاعت پر مصالحت کر لی جیسا کہ وہ محمد بن عبدالقوی اور اس کے بیٹوں کے ساتھ تھے، پس عثمان بن عمر اس نے عام بلاد توہین پر قبضہ کر لیا پھر وہ اس مصیبت میں مشغول ہو گیا جو یوسف بن یعقوب کے زمانے میں بنی مرہین کے مطالبہ سے اس پر آ پڑی تھی، پس اس نے بنی محمد بن عبدالقوی میں سے ابوبکر بن ابراہیم بن محمد کو دو سال کے لئے بنی توہین پر امیر مقرر کیا جس میں اس نے لوگوں کو خوف زدہ کیا اور بری روش اختیار کی پھر فوت ہو گیا اور اس کے بعد بنو حمرین نے اس کے بھائی عطیہ کو جو اسم کے نام سے معروف تھا امیر مقرر کر لیا اور اولاد عزیز اور تمام قبائل توہین نے ان کی طاقت کی اور یوسف بن زیان بن محمد کی بیعت کر لی۔

جبل وانشرلیس کا محاصرہ: اور جبل وانشرلیس پر حملہ کر دیا اور وہاں انہوں نے عطیہ اور بنی حمرین کا ایک سال یا اس سے زیادہ تک محاصرہ کئے رکھا اور بنی حمرین کا سردار یحییٰ بن عطیہ وہی شخص ہے جس نے عطیہ الاسلام کی بیعت کی ذمہ داری لی تھی پس جب ان کا محاصرہ سخت ہو گیا اور یوسف بن یعقوب کی حکومت حصار تلمسان میں اس کی جگہ پر مضبوط ہو گئی تو اس نے اُسے جبل وانشرلیس کی حکومت میں رغبت دلائی پس اس نے اس کے بھائی ابوسرحان اور ابویحییٰ کی نگرانی کے لئے اس کے ساتھ فوجیں بھیجیں اور ابویحییٰ نے اسے جو حملہ کیا اور مشرق کی طرف دور تک چلا گیا اور جب واپس آیا تو اس نے جبل وانشرلیس پر حملے کی ٹھان لی اور اس کے قلعوں کو تباہ و برباد کر دیا اور واپس آ گیا اور اس نے دوسری بار بلاد توہین پر حملہ کر کے انہیں وہاں سے بھاگ دیا اور اہل تافرکیت نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔

لہذا یہ کی فتح: پھر وہ لہذا یہ گیا اور اس نے اُسے صلح سے فتح کر لیا اور اس کے قصبہ کی حد بندی کی اور اپنے بھائی یوسف بن یعقوب کے پاس آ گیا اور اس کی واپسی کے بعد اہل تافرکیت نے بغاوت کر دی پھر بنو عبدالقوی نے اطاعت اختیار کرنے کے بارے میں غور و فکر کیا اور یوسف بن یعقوب کے پاس گئے تو اس نے ان کی اطاعت کو قبول کیا اور انہیں ان کے بلاد کی طرف واپس کر دیا اور انہیں جاگیریں دیں اور الاناصریں عبدالقوی کو ان کا امیر مقرر کیا اور یحییٰ بن عطیہ کو اس کا وزیر بنایا پس اس نے اس کی حکومت پر قابو پالیا اور اس کی سلطنت ٹھیک ٹھاک ہو گئی اور اس کے دوران میں وہ فوت ہو گیا اور یوسف بن یعقوب نے اس کی جگہ محمد بن عطیہ اسم کو امیر مقرر کیا اور وہ ایک وقت تک اس کی اطاعت پر قائم رہا پھر اس کے بھائی اس کی

وفات سے پہلے باغی ہو گیا اور اپنی قوم کو کثافت پر اکسایا اور جب یوسف بن یعقوب فوت ہو گیا اور اس کے بعد بنو مرین ان تمام شہروں سے بنی غمر اس کے لئے دست بردار ہو گئے جن پر انہوں نے مغرب اوسط پر قبضہ کیا تھا اور بنو غمر اس نے ان پر قابو پا لیا اور مصلحین کو وہاں سے نکال دیا اور اولاد عبدالقوی میں سے ایک جماعت موحدین کے بلاد میں چلی گئی اور انہیں ان کی حکومت میں عزت و احترام کا مقام ملا اور عباس بن محمد بن عبدالقوی کے آل ابی حفص کے ملک کے ساتھ دوستانہ تعلقات تھے یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا اور اس کی اولاد سلطان کی فوج میں باقی رہی۔

اور جب ان نمائندگان سے ماحول خالی ہو گیا تو ان کے بعد بنی تغیرین کا سردار احمد بن محمد جبل وانشریس پر مطلب ہو گیا جو بنی یفرن کے سلطان یحییٰ بن محمد کی اولاد میں سے تھا جس نے یحییٰ بن علیہ کچھ روز تک ان کا امیر رہا پھر فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کی امارت اس کے بھائی عثمان بن علیہ نے سنبھالی پھر وہ بھی فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا عمر بن عثمان حکمران بنا اور جبل میں اپنی قوم کے ساتھ فوجوں کا تنظیم بن گیا اور اس کے درمیان کھس گیا اور اگلے پاؤں واپس آ گیا اور تمام قبائل مغرب سے انقلاب کے متعلق بات کی تو انہوں نے سستی سے کام لیا اور یہ انہیں مسلسل ترغیب دیتا رہا اور رباط الفتح جا کر وہاں غازیوں کے انتظار میں ٹھہر گیا تو وہ بھی دیر کرنے لگے پس وہ اپنے خواص اور مددگاروں کے ساتھ کوچ کر گیا اور قصر الحجاز کی بندرگاہ پر اتر لا اور لوگ اس کے ساتھ مل گئے پس انہوں نے سمندر پار کیا اور آخر محرم میں طریف میں اتر ا پھر الجزیرہ اور رعدہ کی طرف کوچ کر گیا اور وہاں اس کے ساتھ دو رئیسوں ابو اسحاق بن اشقیلوہ حاکم قمارش اور ابو محمد حاکم مالقہ نے مل کر جنگ کرنے کے لئے ملاقات کی۔

اشبیلیہ سے جنگ: اور اشبیلیہ سے جنگ کرنے کے لئے کوچ کر گئے اور میلاد النبی کے دن رات کے پچھلے پہر وہاں انھوں نے آرام کیا اور وہاں جلاقرہ بن افولش بادشاہ تھا اس نے جنگ سے بزدلی دکھائی اور شہر کے چوک میں اہل شہر کو چھانے لگا اور امیر المسلمین نے بھی اپنے میدان جنگ کو منظم کیا اور اپنے بیٹے امیر ابو یعقوب کو مقدمہ میں رکھا اور منظم فوج کے ساتھ آگے بڑھا اور انہوں نے دشمن کو شہر میں روک دیا اور ان کے پیچھے وادی میں داخل ہو گئے اور ان میں خوب قتل و قتل کیا اور فوج نے اپنی رات گھوڑیوں کی پشتوں پر دوڑتے گزاری اور انہوں نے اس کے چوک میں آگ جلا دی اور صبح کو ارض مشرق کی طرف کوچ کر گیا اور سرایا اور غازیوں کو بقیہ نواح میں بھیجا اور عام فوج کو وہیں بٹھایا اور وہ مسلسل ان جہات میں گھومتا رہا یہاں تک کہ اس نے اس کی آبادی کو جاہ کر دیا اور اس کے نشانات کو مٹا دیا اور بزدل قوت قلعہ قطیاز، قلعہ جلیاز اور قلعہ قلیعہ میں داخل ہو گیا اور خوب قتل و قتل کیا اور قیدی بنائے پھر غنائم اور بوجھوں کے ساتھ اپنی شہرت کو چھپانے کے لئے الجزیرہ کی طرف چلا گیا اور آرام کیا اور مجاہدین میں غنائم تقسیم کیں۔

شریش سے جنگ: پھر ریح الاخر کے نصف میں شریش سے جنگ کرنے گیا اور اس سے جنگ کر کے اسے جنگ کا حرا چکھایا اور اس کے نواح کو خالی کر دیا اور اس کے درختوں کو کاٹا اور اس کی سرسبزی کو جاہ کیا اور اس کے گھروں کو جلا دیا اور اس کے آثار کو برباد کر دیا اور اس میں خوب قتل و قتل کیا اور قیدی بنائے اور اپنے بیٹے امیر ابو یعقوب کو اپنی فوج کے ایک دستے کے ساتھ اشبیلیہ کے قلعے اور الواد کے قلعوں پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے حد سے زیادہ قتل و قتل کیا اور روطہ شلو فہ غلیانہ اور قلعہ کے قلعوں کو لوٹ لیا پھر اس نے اشبیلیہ کی قرار گاہوں پر حملہ کیا اور انہیں لوٹ کر امیر المسلمین کے پاس واپس آ گیا پس

وہ سب الجزیرہ کی طرف لوٹ آئے اور اس نے آرام کیا اور مجاہدین میں ختم تقسیم کیں۔

قرطبہ سے جنگ: پھر وہ قرطبہ کی جنگ کی طرف متوجہ ہوا اور انہیں اس کی آبادی اور اس کے باشندوں کی ثروت اور اس کے شہروں کی سرسبزی کی طرف راغب کیا تو وہ اس کی قبولیت کی طرف مائل ہوئے اور اس نے ابن الاحمر کو بھی جنگ کے لئے نکلنے کے لئے مخاطب کیا اور جمادی کی پہلی تاریخ کو الجزیرہ سے نکلا اور امین الاحمر نے ارشدونہ کی جانب ان سے ملاقات کی تو اس نے اُسے خوش آمدید کہا اور جہاد کے لئے اس کے گھر آنے پر اس کا شکریہ ادا کیا اور انہوں نے بنی بصر کے قلعے سے جنگ کی اور وہ بزور قوت اس میں داخل ہو گیا اور جانبازوں کو قتل کیا اور عورتوں کو قیدی بنایا اور اموال کو لوٹا اور قلعے کو برباد کیا پھر اس نے غارت گردستوں کو میدانوں میں پھیلا دیا جنہوں نے انہیں لوٹا اور ہاتھ بھر گئے اور فوج مال دار ہو گئی اور انہوں نے راستے کی منازل اور آبادیوں کے حالات معلوم کئے یہاں تک کہ قرطبہ کے میدان میں اترے اور اس سے جنگ کی اور دشمن کے محافظ فیصلوں کے پیچھے رک گئے اور مسلمانوں کی فوجیں اور دستے اس کے نواح میں پھیل گئے اور انہوں نے اس کے آثار کو مٹا دیا اور آبادیوں کو برباد کر دیا اور اس کی بستیوں اور جاگیروں کو لوٹ لیا اور اس کی جہات میں پھرے اور وہ قلعہ برکونہ اور پھر ارجونہ میں بزور قوت داخل ہو گیا اور اس نے حیانہ کی جانب بھی ایک دستہ بھیجا جس نے اُسے بھی اس کی ذلت اور بربادی کا حصہ دیا اور طاغیہ نے جنگ سے بزدلی دکھائی اور اُسے اس کی آبادی اور اپنے شہر کی بربادی کا یقین ہو گیا پس وہ صلح اور امیر المسلمین سے گفتگو کرنے کی طرف مائل ہوا تو اس نے اسے امین الاحمر کے سپرد کر دیا اور اس کی حاضری کے مقام کے اعزاز اور اس کے حق کو پورا کرنے کے لئے اس کا اختیار بھی اُسے دے دیا اور امین الاحمر نے اسے امیر المؤمنین کے سامنے پیش کرنے اور اس بارے میں اس کا اذن لینے کے بعد انہیں اس کا جواب دیا کہ چونکہ اسی میں مصلحت تھی اور طویل فریادری کے باعث اہل اندلس کا میلان بھی اس کی طرف تھا پس صلح طے پا گئی اور امیر المؤمنین اپنی جنگ سے واپس آ گئے اور سلطان ابن الاحمر کے شکریہ کے لئے غرناطہ کا راستہ اختیار کیا اور ختم سے اس کا پورا حصہ نکالا تو اس نے انہیں جمع کر لیا اور امیر المؤمنین اس سال کے رجب کی پہلی تاریخ کو الجزیرہ میں داخل ہوئے اور آرام کیا اور سرحدوں پر میگزین بنانے کے بارے میں غور و فکر کیا اور مالقہ پر قبضہ کر لیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

ابن اشقیلولہ کے ہاتھ سے چھین کر سلطان کے

شہر مالقہ پر قبضہ کرنے کے حالات

یہ بنو اشقیلولہ اندلس کے ان رؤساء میں سے تھے جو دشمن کی مدافعت کی امید رکھتے تھے اور ریاست میں ابن الاحمر کے مساوی تھے اور وہ ابو محمد عبد اللہ اور ابو اسحاق ابی ابراہیم تھے جو ابو الحسن بن اشقیلولہ کے بیٹے تھے اور ان میں سے ابو محمد اسماعیل

بنی کا قربت دار تھا اس وجہ سے وہ اس کے خاص آدمی تھے پس اس نے انہیں اپنی اہمیت میں شامل کیا اور اس سے قبل اس نے ان کے گردہ اور ان کے باپ سے ابن ہود اور دیگر باغیوں کے مقابلہ میں مدد مانگی تھی یہاں تک کہ جب اس نے اپنے موقع پر قابو پایا اور اپنے تخت پر براجمان ہو گیا تو خود بخود ابن ہیشا اور انہیں وزراء کے عہدے دیے اور اپنی بنی کے قربت دار ابو علی کو شہر مالتہ اور غریبہ پر امیر مقرر کیا اور ابو الحسن کو جو اس کی بہن کا قربت دار تھا۔ وادی آش اور اس کے گرد و نواح پر امیر مقرر کیا اور اپنے بیٹے ابو اسحاق ابراہیم بن علی کو قمارش اور اس کے گرد و نواح کا امیر مقرر کیا اور ان کے دلوں میں اس بات سے رنج پیدا ہوا اور مسلسل یہی حالت رہی۔

ابن الاحمر کی وفات: اور جب ۶۱۷ھ میں شیخ ابن الاحمر فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا فقیہ محمد حکمران بنا تو یہ اس سے جھگڑا کرنے کا بیڑہ اور حاکم مالتہ ابو محمد نے اپنے بیٹے ابو سعید کو سلطان یعقوب بن عبدالحق کے پاس بھیجا جب کہ وہ طنجہ میں فروکش تھا اور اس کے ساتھ ابو محمد نے سلطان کی طرف ۶۱۳ھ میں اپنی اور اہل مالتہ کی اطاعت و بیعت بھی بھیجی اور اُسے وہاں کا امیر مقرر کیا اور اس کا بیٹا ابو سعید دار الحرب کی طرف چلا گیا پھر اسی سال واپس آیا اور مالتہ میں قتل ہو گیا۔

اور جب ۶۱۴ھ میں پہلی بار سلطان اندلس گیا تو ابو محمد نے ابن الاحمر کے ساتھ الجزیرہ سلطان نے ان دونوں کے ساتھ جہاد کے متعلق اور ان دونوں کو ان کی عملداریوں میں واپس بھیجنے کے متعلق گفتگو کی اور جب وہ ۶۱۶ھ میں دوسری بار اندلس گیا تو الجزیرہ میں اُسے دور رکھنے کے لیے جو اشقیولہ کے بیٹے ابو محمد حاکم مالتہ اور اس کا بھائی ابو اسحاق حاکم وادی آش اور قمارش تھے اور وہ دونوں جنگ میں اس کے ساتھ شامل ہوئے اور جب سلطان واپس لوٹا تو ابو محمد حاکم مالتہ میں بیمار ہو گیا اور اسی سال کے پہلے جمادی میں فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا محمد ماہ رمضان کے آخر میں سلطان سے ملا جب کہ وہ جنگ سے واپس پر الجزیرہ میں ٹھہرا ہوا تھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں پس وہ اس کی خاطر شہر سے دست بردار ہو گیا اور اُسے اس پر قبضہ کرنے کی دعوت دی تو اس نے اس پر اپنے بیٹے ابو زیان کو امیر مقرر کیا تو وہ ایک فوج کے ساتھ وہاں گیا اور جب وہ سلطان سے ملاقات کے لیے گیا تو ابن اشقیولہ نے اسی وقت اپنے عم زاد محمد الازرق بن ابو الحجاج یوسف بن زرقا سے مشورہ کیا کہ قصبہ میں سلطان کی منازل کو خالی کیا جائے اور شمار کیا جائے پس یہ کام تین راتوں میں مکمل ہوا اور امیر ابو زیان نے اس کے باہر اپنا پڑاؤ بنایا اور محمد بن عمران بن حمیلہ کو بنی مرین کے جوانوں کو ایک پارٹی کے ساتھ قصبہ کی طرف بھیجا تو اس نے وہاں اتر کر شہر پر قبضہ کر لیا اور جب سلطان ابن الاحمر کو ابو محمد ابن اشقیولہ کی وفات کی اطلاع ملی تو اسے مالتہ پر قبضہ کرنے کا خیال آیا اور اس کا بھانجا اس کا مددگار تھا اور اس نے اس کام کے لیے اپنے وزیر ابو سلطان عزیز الدانی کو بھیجا تو اس نے امیر ابو زیان کے پڑاؤ کو اس کے میدان میں پایا اور اس نے امید کی کہ وہ سلطان کی خاطر اس سے دست بردار ہو جائے تو اس نے اس سے اعراض کیا اور اس سے ترش روئی سے پیش آیا اور ۲ رمضان کو اس میں داخل ہو گیا اور الدانی وہاں سے غمزدہ ہو کر واپس آ گیا اور جب سلطان نے الجزیرہ میں اپنے روزے اور قربانیاں پوری کر لیں تو وہ مالتہ کی طرف گیا اور چھ شوال کو وہاں پہنچ گیا اور وہاں کے باشندے جمعہ کے روز اس کے پاس آئے اور انہوں نے سلطان کی آمد اور اس کی حکومت میں شامل ہونے کی خوشی میں جلسے منعقد کئے اور اس نے اس سال کے آخر تک وہاں قیام کیا پھر اس نے عمر بن یحییٰ بن محلی کو جو ان کی حکومت کا پروردہ تھا۔ وہاں کا امیر مقرر کیا اور اس کے ساتھ مسالح اور زیان بن ابی عیاد بن عبدالحق کو ایک پارٹی سمیت بنی مرین کے جوانوں

کی نگرانی کے لئے اتارا اور اسے محمد بن اشیلولہ کے متعلق وصیت کی اور الجزیرہ کی طرف چلا گیا پھر ۶۷۱ھ میں مغرب کیا اور دنیا اس کی آمد پر جھوم اٹھی اور دل خوشی سے لبریز ہو گئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُسے کتلہ کے مسلمانوں کی مدد کرنے اور ہر جھنڈے سے سلطان کے جھنڈے کے بلند کرنے کی توفیق دی تھی اس بات سے ابن الاحمر کا غم بڑھ گیا اور فتنہ پھیل گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

ابن الاحمر کی اجازت سے سلطان ابو یوسف

کے روکنے کے لئے ابن الاحمر اور طاغیہ کے

ایک دوسرے کی مدد کرنے اور ماوداء البحر

سے یغمر اسن کی مدد کرنے اور ان کے ساتھ اُسے

روکنے پر معاہدہ کرنے اور خرزوزہ میں سلطان

کے یغمر اسن پر حملہ کرنے کے حالات

جب امیر المسلمین پہلی بار اندلس کے کنارے کی طرف گئے اور اسجہ میں دشمن سے جنگ کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی فوج کے ہاتھوں سے ذنہ کو قتل کیا اور اسے بے مثال فتح اور غلبہ عطا فرمایا تو ابن الاحمر اپنی جگہ پر پریشان ہو گیا اور اسے وہ کچھ معلوم ہوا جو اس کے گمان میں بھی نہ تھا اور وہ امیر المؤمنین کے متعلق بدگمان ہو گیا اور اس کا تذکرہ سلطان اندلس ابن عباد کے ساتھ یوسف بن تاشفین اور مراطین کی شان میں حائل ہو گیا اور اس کے نزدیک اس بات نے بنی اشیلولہ کے رد و مساو غیرہ کے میلان کو اس کی طرف پختہ کر دیا اور وہ اس کے حکم کی اطاعت پر ثابت قدم ہو گئے تو وہ اس کے مقام سے ناراض ہو گیا اور اس کی مصیبتوں سے خوفزدہ ہو گیا اور ان دونوں کے درمیان ان کے کاتبوں کی زبانوں پر ناراضگی کے مفہوم میں اشارتیں گفتگوئیں ہوئیں جنہیں ہم اب بیان کریں گے۔

ان میں سے ایک قصیدہ وہ ہے جسے ابن الاحمر نے اس کی طرف ۶۷۲ھ میں واقعہ ذنہ اور اس کے حشر کی طرف

واپس جانے کے عزم کے بعد لکھا تھا میں اس نے اسے الجزائر میں اقامت کی رات کو دشمن کے شر کے خوف سے اور اس میں اس سے مہربانی طلب کرتے ہوئے لکھا اور یہ اس کے کاتب ابی عمر بن المرابط کی نظم کے اشعار ہیں۔

کیا تہامہ اور نجد میں جانے والوں میں سے عشق کے بارے میں میرا کوئی مددگار ہے یہ عشق پکارتا ہے کہ کیا کوئی اجابت امانت اور سعادت سے مددگار کرنے والا ہے یہ ہدایت کا واضح راستہ ہے کیا اندلس کے دونوں کناروں میں کوئی طالب ہدایت ہے جو جنت الفردوس میں جانے کی خواہش رکھتا ہو یا بھڑکتی جہنم کے انجام سے ڈرتا ہو اسے دشمنوں پر زبردست فتح کے امیدوار ہدایت کو قبول کر تو سعادت مند اور مؤید ہوگا نجات کا راز نجات کی طرف تیزی سے جارہا ہے بلاشبہ ہدایت پانے والے کے لئے ہدایت ہی نجات ہے اسے وہ شخص جو کہتا ہے کہ میں کل تو بہ کر رہی گا کیا تجھے کل تک زندہ رہنے کا علم ہے اجل کے ادھار سے دھوکہ نہ کھا اگر تیرے لئے اس کے عقد کا وقت نہیں آیا تو وہ آچکا ہے تیرے سفر کا زمانہ طویل ہے اگر تو نے اس کی طوالت کے لئے تیاری نہیں کی تو تیاری کر لیا کیا تجھے معلوم نہیں کہ ہر مسافر کے لئے زاوراہ ضروری ہے پس تو بھی زاوراہ لے لے یہ جہاد اعمال تقویٰ کا سرہار ہے اس سے اپنے سفر کا زاوراہ لے لے تو خوش بخت ہو جائے گا اور اندلس میں پڑا کرنا ایک خوشی کی بات ہے جس سے تیرا خدا راضی ہوگا پس تو جا گناہوں نے تیرے چہرے کو سیاہ کر دیا ہے تو خدا تعالیٰ کی ملاقات کے لئے ایسا چہرہ تلاش کر جو سیاہ نہ ہو اور خطاؤں کو گناہوں سے مٹا بسا اوقات آنسو محمد اظہارِ کاری کرنے والوں کی خطا کو مٹا دیتے ہیں وہ کون ہے جو اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہے یا اپنے نبی کی اقتدا کرتا ہے یا ہدایت پاتا ہے۔

وہ کون ہے جو محمد ﷺ کے دین کی مدد کے بارے میں زبردست عزم سے اپنے نفس کو پاک کرتا ہے کیا تو دشمن کی سرزمین میں مدائن کا عزم کئے ہوئے ہے جس کی اطراف میں اللہ کی عبادت نہیں کی جاتی اور تو مسلمانوں کی زمین کو رام کرتا ہے اور تجھے حلیٹ پرستوں سے پالا پڑا ہے جنہوں نے ہر موحد پر حملہ کیا ہے کتنی مسجدوں کو وہاں گر جانا دیا گیا ہے پس تو اس کی خواہش کر اور صبر نہ کر پادری اور ناقوس اس کے مناروں کے اوپر ہیں اور خنزیر اور شراب مسجد کے وسط میں ہیں افسوس کہ اس کی عبادت گاہیں فرمانبرداروں کو رکوع اور سجود کرنے والوں سے خالی ہو گئی ہیں اور اس کے عوض میں وہاں معاند اور منکبر جنہوں نے کبھی تعہد نہیں پڑھا آگئے ہیں ان کے پاس کتنے ہی قیدی مرد اور قیدی عورتیں ہیں جو جاں فدا کرنا چاہتے ہیں مگر وہ ایسا نہیں کر سکے اور کتنی ہی ان میں شریف پردہ دار عقل مند عورتیں ہیں جن کی تمنا ہے کہ کاش وہ قبر میں ہوتیں اور ان کے ہاں کتنے ہی بچے ہیں جو اپنے والدین کی محبت کے باعث چاہتے ہیں کہ کاش وہ پیدا نہ ہوتے اور کتنے ہی متقی لوگ زنجیروں میں جکڑے ہوئے اس بہترین شخص کے لئے روتے ہیں جو پابجولاں ہے اور نیکان کا رزار کے شہیدوں کو ہلاکت نیزے اور ہندی کھوار کی دھاروں کے درمیان تقسیم کرتی ہے ان کے حال پر آسمان کے فرشتے بھی شور کرتے ہیں اور پھر دل بھی ان پر رحم کھاتے ہیں کیا تمہارے دل ہمارے بھائیوں پر اس ہلاکت سے نہیں پھلے جو ہم پر وارد ہوئی ہے ہمارے درمیان حرمت محبت اور الفت کے جو مہد تھے کیا تم ان کا پاس نہیں کر دے کیا رومی اسی طرح تمہارے بھائیوں میں فساد اور خرابی پیدا کرتے رہیں گے اور تمہاری کھواریں بدلے کے لئے سبائی نہیں جائیں گی مجھے اسلامی حیات کے بچہ جانے پر افسوس ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ جل رہی تھی ان ارادوں کو کیا

ہوا ہے پورے نہیں ہوتے کیا ہندی نکواریاں سے باہر آئے بغیر کاٹ کرتی ہے اے بنی مرین تم ہمارے پڑوسی ہو اور مدد کے سب سے زیادہ حق دار ہو اور پڑوسی کے متعلق جبریل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو وصیت کرتے تھے جس کا ذکر صحیح حدیث میں ہے اور مغرب قریب و بعید میں رہنے والے بنی مرین کے تمام قبائل ہمارے ہیں جہاد تم پر فرض کیا گیا ہے پس تم فرض مؤکدہ کو پورا کرنے کے لئے جلدی کرو اور ایک ننگی سے راضی ہو جاؤ اور ننگی کو فرض دو تم خوبصورت باکرہ لڑکیوں کے حصول میں کامیاب ہو جاؤ گے جنات نے اپنے دروازے کھول دیے ہیں اور حور تمہاری انتظار میں بیٹھی ہے کیا کوئی اپنے رب سے دائمی نعمتوں پر خرید و فروخت کرنے والا ہے اور اللہ نے خلیفہ کی مدد کا وعدہ کیا ہے پس تو اس کی تصدیق کر اور حملہ کر کے وعدہ کو پورا کر یہ سرحدیں تمہارے پاس اس طرح شکایت کرتی ہیں جیسے نادار تو نگر کے پاس شکایت کرتا ہے کیا وجہ ہے کہ وہاں مسلمانوں کی جمعیت پریشان ہے اور کفار کی جمعیت پریشان نہیں تم اللہ کے وہ لشکر ہو جنہوں نے لٹکا کو بڑ کر دیا ہے اور تم تنہا مسافر دین کے چارہ گر ہو کل تم اپنے نبی کے پاس کیا طرہ کر دو گے حالانکہ اس طرہ کا راستہ بھی تیار نہیں ہے اور اگر آپ نے فرمایا کہ تم نے میری امت کے بارے میں کیوں کوتاہی کی اور تم نے کیوں اسے ظالم دشمن کے آگے چھوڑ دیا قسم بخدا اگر سزا آتی نہ ہوتی تو اس سید کے چہرے سے حیا کافی ہو جاتی ہمارے بھائیو! اس پر صلوة و سلوم پڑھو اور محشر کے روز اس کی خطا مت طلب کرو اور اس کے دین کی نصرت کے لئے کوشش کرو وہ تمہیں محشر میں اپنے حوض سے جو سب سے شیریں گھاٹ ہے پانی پلائے گا۔

اور اس کا جواب عبدالعزیز کی نظم میں پایا جاتا ہے جو سلطان یعقوب بن عبدالحق کا شاعر تھا جس کا متن یہ ہے۔

”میں حاضر ہوں تو ظالم کے کے ظلم سے ترساں نہ ہوں“۔ تاریخ

اور اسی طرح مالک بن الرعل نے بھی اس کا جواب دیا جس کا قول ہے

اللہ نے گواہی دی ہے اور اے زمین تو بھی گواہی دے۔ تاریخ

اور ان دونوں کو ابن الاحر کے کاتب ابو عمر بن الرابط نے جواب دیا کہ حاسد دشمنوں اور باغیوں سے کہہ دے۔ تاریخ

سلطان یعقوب بن عبدالحق کا دوبارہ اندلس جانا: اور جب ۶۷۶ھ میں سلطان یعقوب بن عبدالحق دوبارہ اندلس گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے تو ابن الاحر رضامندی حاصل کرنے کی طرف آ گیا اور یعقوب بن عبدالحق سے ملا تو اس کے کاتب ابو عمر بن الرابط نے ان دونوں کی ملاقات کے روز یہ شعر کہا:

”اللہ کے گردہ اور ایمان دار گردہ کو خوشخبری ہو“۔ تاریخ

اور جب مجلس برخواست ہوئی تو سلطان نے اپنے شاعر عبدالعزیز کو اس کے قصیدہ کے مقابلہ میں قصیدہ کہنے کا حکم دیا تو اس نے ابن الاحر کی موجودگی میں دوسری مجلس میں وہ قصیدہ پڑھا جس کی عبارت یہ ہے:

”آج تو رشک اور امان میں ہو جا“۔ تاریخ

پھر اس دوران میں سلطان یعقوب بن عبدالحق نے ابو عبد اللہ بن اشقیلوہ کی وفات کے بعد اس کی تمام عملداری مانقہ اور غریبہ پر قبضہ کر لیا تو وہ بے قرار ہو گیا اور اس کے متعلق شک پیدا ہو گیا تو وہ اس کے متعلق طاغیہ کے ساتھ سازش کرنے اور اس سے ہتھ جوڑی کرنے کی طرف مائل ہوا نیز یہ کہ وہ اس سے دوستی میں اپنے باپ کی جگہ بے لگتا کہ وہ اس

کے ذریعے سلطان اور اس کی قوم کو اپنی زمین سے ہٹا سکے اور اس کے ساتھ اپنی حکومت کے زوال سے مامون ہو جائے کیونکہ کلہ اسلام اس کے راستے میں روکاؤں تھا پس طاغیہ نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور امیر المؤمنین سے عہد شکنی کی اور صلح کو بھی ختم کر دیا اور اس نے اپنے بحری بیڑوں کو جزیرہ خضراء کی طرف بھیجا جہاں سلطان کے میگزین اور فوجیں تھیں اور وہ زقاق ہیں جہاں بندرگا ہوں سے گزرنے کی جگہ ہے، لشکر انداز ہو گئے اور مسلمان سلطان کی فوجوں اور اس کی قوم سے جو ماوراء البحر رہتی تھی منقطع ہو گئے اور عمر بن یحییٰ بن محلی اپنے مقام امارت مالتہ میں اپنی قوم سے الگ ہو گیا اور یہ بنو محلی اپنی بطویہ قوم کے بڑے لوگوں میں سے تھے اور مغرب میں اپنی آمد کے وقت سے بنی حمامہ بن محمد کے حلیف تھے اور عبدالحق ابوالملاک نے ان کے باپ کی بیٹی ام الیمن سے رشتہ کیا جس کے بیٹوں میں سے سلطان یعقوب بن عبدالحق بھی تھا اور وہ ایک نیک عورت تھی جو ۶۴۳ھ میں حج کو گئی اور اللہ کے فرض کو ادا کیا اور چوتھے سال ۶۴۷ھ میں واپس آئی پھر دوبارہ ۶۵۲ھ میں حج کو گئی اور نقلی طور پر دوسرا حج کیا اور واپسی پر راستے میں ہی ۶۵۳ھ میں مصر میں وفات پا گئی اور اس کے باپ کے بنی محلی کو حکومت میں بڑا مقام حاصل تھا اور اپنی قوم میں مال دار ہونے اور ان کے ماموں ہونے کی وجہ سے سلطان پر بڑا اثر تھا۔

سلطان کا مراکش پر قبضہ: اور جب سلطان نے موحدین کے دار الخلافہ مراکش پر قبضہ کیا تو محمد بن علی بن محلی کو اس کے تمام مضافات پر امیر مقرر کیا اور اسے وہاں نیک کام کرنے کی وجہ سے قابل تعریف مقام حاصل تھا اور اسے مسلسل وہاں پر ۶۶۸ھ سے ۶۸۷ھ تک امارت حاصل رہی پھر وہ یوسف بن یعقوب کے زمانے میں فوت ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور جب محمد بن اشتیلولہ اپنے باپ رئیس ابو محمد کی وفات کے بعد سلطان کی طرف مالتہ کی ولایت سے دست بردار ہو کر ۶۶۶ھ میں الجزیرہ میں اس کے پاس آیا اور سلطان نے اس پر قبضہ کر لیا اور اندلس جانے کا ارادہ کیا جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں تو اس نے مالتہ غریبہ اور اس کی بقیہ سرحدوں اور مضافات پر عمر بن یحییٰ بن محلی کو امیر مقرر کیا اور اس کا بھائی طلحہ بن یحییٰ بڑا جنگجو شجاع اور بڑا غیرت مند تھا اور مامون ہونے کی وجہ سے سلطان پر غالب تھا اور اسی نے ۶۶۸ھ میں یعقوب بن عبدالحق کو قتل کیا تھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

اور اس نے سلطان کے غلام فتح اللہ الہداری اور اس کے وزیر کی ۶۶۲ھ میں فاس کے باہر کدیہ العرائس کے مقام پر ابوالعلاء بن ابی طلحہ بن قریس عامر المغرب کے ساتھ جنگ کرنے میں مدد کی تھی اور جب سلطان مالتہ کے معاملے سے فارغ ہو کر واپس آیا تو یہ ۶۷۴ھ میں جبل آزرہ کی طرف چلا گیا اور سمندر پار کر کے بلاد الریف میں چلا گیا پھر قبلہ کی طرف واپس آیا اور بنی تو جین کے درمیان ٹھہرا اور جب اس نے اس سلطان اور ابن الاحمر اور طاغیہ کے درمیان اس جنگ کی آگ روشن کی تو ۶۷۷ھ میں اندلس چلا گیا اور نصاریٰ کا بحری بیڑا زقاق میں اتر آیا اور سلطان کی فوجیں سمندر سے پیچھے رک گئیں اور اس کے بھائی عمر نے جو مالتہ کا حاکم تھا محسوس کیا کہ اس کے اور سلطان کے درمیان اس کے بھائی طلحہ کے معاملہ کی وجہ سے جو پہلے سے چل رہا تھا فضا تاریک ہو رہی ہے تو ابن الاحمر نے اس کے غرناطہ ٹھہرنے پر اس کے بھائی عمر کی مداخلت سے اس کے ساتھ ملاطفت کی کہ وہ مالتہ آئے اور اس کے عوض شلو بانیہ اور الکلب کو کمائی کا ذریعہ بنانے کے لئے لے لے اور اس بارے میں اس کے بھائی طلحہ نے اس سے گفتگو کی تو اس نے جواب دیا اور ابن الاحمر اپنی فوجوں کے ساتھ مالتہ گیا اور عمر بن محلی نے قائد بنو مرین زیان یوحنا اور محمد بن اشتیلولہ کو گرفتار کر لیا اور ابن الاحمر کو شہر پر قابو دے دیا تو وہ اسی سال کے رمضان

کے آخر میں اس میں داخل ہوا اور اس نے ابن مقلی کو شلو پانیہ میں اتارا اور اس نے اپنا ذخیرہ اور جس مال اور جہاد کے سامان پر سلطان نے اُسے امین بنایا تھا اٹھالیا۔

ابن الاحمر اور طاغیہ کا اتحاد: اور ابن الاحمر اور طاغیہ امیر المسلمین کو اندلس جانے سے روکنے پر متحد ہو گئے اور انہوں نے سمندر کے ورے سے نصر اس بن زیان کے ساتھ خط و کتابت کی اور اس نے ان کے ساتھ سلطان سے عداوت رکھنے اور اس کی سرحدوں کو برباد کرنے اور اس کے حملے میں رکاوٹیں ڈالنے کے بارے میں ان سے خط و کتابت کی اور انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو قیمتی تحائف دیے اور نصر اس نے ابن الاحمر کو تیس اہل گھوڑے مع ادنیٰ کپڑوں کے دیے اور ابن الاحمر نے اس کی طرف ابن مردان التجائی کے ساتھ اس کے برابر دس ہزار دینار بھیجے مگر وہ مال کے ہدیہ سے راضی نہ ہوا اور اُسے واپس کر دیا اور یہ سب سلطان کے خلاف متحد ہو گئے اور انہوں نے دیکھا کہ انہوں نے اپنے معاملے کو مضبوط کر دیا ہے اور ان کی طرف آنے والے اس کے راستوں کو بند کر دیا ہے اور امیر المؤمنین کو بھی مراکش میں اس کی اطلاع مل گئی اور اس نے ماہ محرم ۶۹۷ھ کے آغاز میں جنگ سے واپسی پر اس کی طرف جانے کا پختہ ارادہ کر لیا کیونکہ جسم کے عربوں نے ناممکن کو برباد کر دیا تھا اور راستوں کو خراب کر دیا تھا پس اس نے اس کی اطراف کو درست کیا اور اس کی کمرودیوں کو دور کیا۔

اور جب اسے ابن مقلی مالتہ اور طاغیہ کے الجزیرہ کے ساتھ جنگ کرنے کی اطلاع ملی تو وہ تیسری بار شمال میں ہجرت جانے کے لئے تیار ہوا اور جب وہ تاسنا پہنچا تو اسے الجزیرہ میں طاغیہ کے آنے اور اس کی فوجوں کے اس کے محاصرہ کرنے کی اطلاع ملی حالانکہ اس کے بحری بیڑے اس سے قبل ربیع الاول سے برسرِ پیکار تھے اور وہ اس کو ہرب کرنے میں دلا تھا اور انہوں نے اُسے تیاری کا پیغام بھیجا تو اس نے کوچ کرنے کا عزم کر لیا۔

مسعود بن کانون کی بغاوت: پھر اسے ۵ ذوالقعدہ کو مصادمہ کے بلاد نشین میں جسم میں سے سفیان کے امیر مسعود بن کانون کی بغاوت کی اطلاع ملی اور یہ کہ اس کی قوم وغیرہ کے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے ہیں تو وہ اس کی طرف پلٹا اور اس نے اپنے آگے اپنے پوتے تاشغین بن ابی مالک اور اپنے وزیر یحییٰ حازم کو بھیجا اور خود ان کے ساقہ میں آیا اور وہ اس کی فوجوں کے آگے بھاگ گئے اور اس نے ان کی چھاؤنی اور خیمے لوٹ لئے اور الحارث بن سفیان کے عربوں کی صف کٹی کر دی اور مسعود سکنیوی کے پہاڑ میں چلا گیا اور سلطان نے کئی روز تک اپنی فوجوں کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا اور اپنے بیٹے امیر ابو زیان مندیل کو بلا دوسوس کے ہموار کرنے اور اس کی اطراف پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا پس وہ اس کے دیار میں دور تک چلا گیا اور اس سال کے پانچویں مہینے کو اپنے باپ کے پاس واپس آ گیا اور اہل جزیرہ کو محاصرہ کی تنگی اور شدت قاتل اور خوراک کی کمیابی سے جو تکلیف پہنچی اس کی اطلاع سلطان کو ملی اور یہ کہ انہوں نے اپنے چھوٹے بچوں کو کفر کے داغ کے خوف سے قتل کر دیا تو اس بات نے اُسے غمگین کر دیا اور اس نے اس بارے میں غور و فکر کیا اور اس نے اپنے ولی عہد بیٹے امیر ابو یعقوب کو مراکش سے اس کے ساتھ جنگ کرنے پر سالار مقرر کیا اور اس نے ان کے دشمن کے ساتھ جہاد کے لئے بحری بیڑے سمندر میں بھیجے پس وہ صفر ۶۹۸ھ میں طنجہ پہنچ گیا اور اس نے بحری بلاد کو اشارہ کیا کہ وہ سب سے اور سلا کو بحری بیڑے دیں اور اس نے عطیات دیے اور مسلمانوں نے جہاد پر کمریں کیں اور انہوں نے صدق دلی سے مرنے کا عزم کر لیا اور جب حاکم سبہ فقیہ ابو حاتم الغرنی کو اس بارے میں امیر المسلمین کا پیغام ملا تو اس نے بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا اور اس میں قاتل

تعریف مقام حاصل کیا اور اس کے شہر کے تمام باشندے بھی ڈٹ گئے اور تمام بالغ سمندر خوار ہو گئے۔

اور ابن الاحمر نے الجزیرہ میں مسلمانوں پر نازل ہونے والی مصیبت اور طاغیہ کے اسے قابو کرنے کے لئے آنے کو دیکھا تو وہ اسے مدد دینے کے بارے میں شرمندہ ہوا اور اس کے عہد کو توڑ دیا اور مسلمانوں کی مدد کے لئے اپنے بحری بیڑوں کو جو المریہ اور طاغیہ کے ساحلوں پر تھے تیار کیا اور ستر سے زیادہ بحری بیڑے بہت کی بندرگاہ پر اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے وقایق کی دونوں اطراف کو بے شمار ہتھیاروں، بہترین فوجوں، شاندار تیاری اور بے شمار تعداد کے ساتھ قابو کر لیا اور امیر ابو یعقوب نے ان پر اپنا جھنڈا باندھ دیا اور ۸ صبح الاول کو وہ طنجه سے روانہ ہوئے اور ان کی کمان میں سمندر میں پھیل گئیں اور وہ اسے پار کر گئے اور انہوں نے مولد نبوی کی رات جبل کی بندرگاہ پر گزاری اور مہج گوانہوں نے دشمنوں پر حملہ کر دیا اور ان کے بحری بیڑے چار سو سے زیادہ تھے اور وہ اپنی زرہوں میں نمایاں ہوئے اور اللہ کے لئے اپنے عزائم کو خالص کیا اور سچی نیت کی اور اپنے شعار جنت کی آواز دی اور ان کے خطباء نے وعظ و نصیحت کی اور خونریز جنگ ہوئی اور نزول صبر ہوا اور انہوں نے دشمن پر حیران کن لڑائی کی تو وہ منتشر ہو گئے اور سمندر کی لہروں میں گر پڑے تو تلوار نے انہیں قتل کر دیا اور سمندر نے انہیں ڈھانپ لیا اور مسلمانوں نے ان کے بحری بیڑوں پر قبضہ کر لیا اور جزیرہ کی بندرگاہ میں بزدل قوت داخل ہو گئے پس طاغیہ کی چھاؤنی میں کھلبلی مچ گئی اور امیر المسلمین اور اس کے محافظوں کی آمد سے ان کے دلوں پر زعب چھا گیا پس وہ اسی وقت شہر سے بھاگ گیا اور عورتیں اور بچے اس کے میدان میں پھیل گئے اور جاہل از بہت سی فوج پر غالب آ گئے اور انہوں نے اس قدر گندم چھڑا اور پھل غنیمت میں حاصل کئے جس سے کئی دنوں تک شہر کے بازار بھر گئے یہاں تک کہ مضامات سے بھی غلہ پہنچ گیا اور اسی وقت امیر ابو یعقوب گیا اور اس نے ہر طرف کے دشمن کو خوف زدہ کر دیا اور اسے جنگ سے روک دیا۔

ابن الاحمر کے ساتھ جنگ کے حالات: اور ابن الاحمر کے ساتھ جنگ کی کیفیت یہ تھی کہ اس نے طاغیہ کے ساتھ صلح کرنے کا سوچا اور یہ کہ اسے غرناطہ کے ساتھ دست بدست جنگ کرنے کے لئے جائے اور طاغیہ نے اس کی جنگ کے خوف سے اور اس غم سے کہ ابن الاحمر نے اہل جزیرہ کی مدد کی ہے اس کی یہ بات قبول کر لی اور اس نے اس معاہدہ کے لئے اپنے پادریوں کو بھیجا اور امیر ابو یعقوب نے انہیں اپنے امیر المسلمین کے پاس بھجوا دیا تو وہ ناراض ہوا اور اپنے بیٹے پر عیب لگایا اور اس سے راضی نہ ہوا اور انہیں ناکام و نامراد کر کے ان کو طاغیہ کی طرف واپس کر دیا۔

ابو یعقوب اپنے باپ کے دربار میں: ابو یعقوب بن سلطان اہل جزیرہ کے ایک وفد کے ساتھ اپنے باپ کے پاس گیا تو وہ سوس میں اپنی جگہ پر سلطان سے ملے اور اس نے اپنے بیٹے ابوزیان کو ان کا امیر مقرر کیا پس وہ الجزیرہ میں اُترا اور طاغیہ کے ساتھ پختہ معاہدہ کیا اور اس نے بروجر سے الریہ کے ساتھ ابن الاحمر کی اطاعت کرنے کی وجہ سے جنگ کی مگر اسے فتح نہ کر سکا اور باشندگان قلعہ ہائے غریبہ نے طاغیہ کے خوف کی وجہ سے اس کے پاس جا کر اس کی اطاعت کر لی تو اس نے انہیں قبول کر لیا پھر مغرب سے فوج آ گئی اور اس نے رقدہ سے جنگ کی مگر وہ بھی فتح نہ ہو سکا اور اس دوران میں طاغیہ اندلس میں گھومتا پھرتا تھا۔

ابن الاحمر کا غرناطہ سے جنگ کرنا: اور ابن الاحمر نے بنی اقصیلوہ اور ابن الدلیل کے ساتھ غرناطہ سے جنگ کی پھر

ابن الاحرار نے بنی مرین کے ساتھ مصالحت کرنے کے بارے میں غور و فکر کیا اور ابو زیان بن سلطان کو صلح کے لئے بھیجا اور اس نے مریلہ کے دار الخلافہ میں اس سے ملاقات کی جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔

اور سلطان اپنی چھاؤنی سے سوس جاتے ہوئے جبل سکیوی سے گزرا پھر اس نے فوجیں بھیجیں اور اپنے راستے سے مراکش واپس آ گیا یہاں تک کہ بربری غازیوں نے بغاوت کر دی تو وہ قاس واپس آ گیا اور آفاق میں جہاد کے واسطے نکلنے کے لئے اپنا پیغام بھیجا اور رجب ۸۷۸ھ میں جل کر طنز پہنچ گیا اور اس عرصہ میں مسلمانوں کے حالات میں جو بہتری پیدا ہوئی تھی اور طاغیہ کی مدد سے ابن الاحرار نے جو فتنہ پیدا کیا تھا اور جزیرہ اندلس کو ہڑپ کرنے کا جو اسے خیال آیا تھا اس کا مشاہدہ کیا اور بنی اشقیلوہ میں جو ریاست اسے حاصل تھی اس کے بارے میں اس کے حاسدوں نے ابن الاحرار کے خلاف اس کی مدد کی پس حاکم وادی آتش رئیس ابو الحسن بن اسحاق نے اسے کھینچ لیا اور اس کے ساتھ مل کر ۹۷۹ھ میں پندرہ یوم تک غرناطہ سے جنگ کی پھر چلے گئے اور اس کے بعد اسی سال غرناطہ کی زناہ فوجوں نے ان سے جنگ کی اور طلحہ بن محلی اور جرجین کے سردار تاشفین بن معطی نے اہلسلی کے قلعہ میں ان پر غلبہ پالیا پس اللہ نے انہیں ان پر غلبہ عطا فرمایا اور نصاریٰ کے سات سو سے زیادہ سوار کام آئے اور بنی مرین کے اصل میں سے عثمان بن محمد بن عبد الحق شہید ہو گیا اور اس کے بعد حاکم وادی آتش کا بھائی ابو عبد اللہ طاغیہ کو غرناطہ سے جنگ کرنے کے لئے کھینچ لایا پس طاغیہ نے اس سے جنگ کی اور کئی روز تک وہاں قیام کیا پھر ان پر غلبہ پا کر چلا گیا اور سلطان کو مسلمانوں کے متعلق اور ابن الاحرار نے طاغیہ کی جو ذلت کی تھی اس سے خوف ہوا پس اس نے اس سے مصالحت اور اتحاد کرنے کے بارے میں خط و کتابت کی اور اس پر مائدہ سے دست بردار ہونے کی شرط عائد کی۔ پس سلطان جہاد کی راہ سے رکاوٹوں کو دور کرنے میں لگ گیا اور ان رکاوٹوں میں سب سے بڑی رکاوٹ غمر اسن کی جنگ تھی اور اس کے اور ابن الاحرار اور طاغیہ بن انخی اوفونش کے درمیان جو رابطہ اور تجدید صلح کے بارے میں معاہدہ ہوا تھا اس سے اسے یقین ہو گیا تو اس نے جھگڑا کیا اور عناد سے پردہ اٹھایا اور اس کے اور کنارے کے مسلمان اور کافر باشندوں کے درمیان جو رابطہ ہوا تھا اس کا اعلان کیا اور یہ کہ وہ بلاد مغرب کو لپیٹ میں لانے کا عزم کئے ہوئے ہے۔

امیر المسلمین اور غمر اسن کی جنگ: پس امیر المسلمین نے غمر اسن سے جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا اور طنز میں تین ماہ کے قیام کے بعد قاس واپس آ کر شوال کے آخر میں اس میں داخل ہو گیا اور اس پر بھت قائم کرنے کے لئے اچھیوں کو دوبارہ اس کے پاس بھیجا اور وہ بنی تو جین کے ساتھ مصالحت کرنے اور امیر المؤمنین سے ان کی دوستی کی وجہ سے ان سے الگ ہونے کی طرف مائل ہوا پس غمر اسن اپنے سواروں پر پریشان ہو گیا اور اپنی سرکشی پر مصر رہا اور امیر المسلمین نے ۹۷۹ھ میں قاس سے کوچ کیا اور اپنے بیٹے ابو یعقوب کو فوجوں کے ساتھ آگے بھیجا اور تازی میں اسے جا ملا اور جب وہ طویہ پہنچا تو فوجوں کے انتظار میں ٹھہر گیا پھر تاسر اور تاقیہ کی طرف کوچ کر گیا اور غمر اسن نے زناہ اور عربوں کی فوجوں کے ساتھ ان کے خیموں اور چراگاہوں کے متلاشیوں سمیت اس کا قصد کیا اور لوگوں کے جاسوس ایک دوسرے سے ملے اور دونوں کے درمیان جنگ ہو گئی اور ان دونوں کے پیچھے پیچھے دونوں فوجیں آگئیں اور گھمسان کارن پڑا اور خزرورہ میں درندوں کے کھیل کے میدان میں جنگ ہوئی اور امیر المسلمین نے اپنے میدان کو منظم و مرتب کیا اور اپنے دستے اور اپنے بیٹے ابو یعقوب کے دستے کو فوج کے دو بازو بنایا اور تمام دن سخت جنگ ہوئی اور جب لوگ آئے تو ابو عبد الواد پر اگندہ ہو گئے اور اس نے ابن کا تمام سامان اور

ان کی چھاؤنی کے مال و متاع، گھوڑوں، ہتھیاروں اور خیموں کو لوٹ لیا اور امیر المسلمین کی فوج نے یہ رات اپنے گھوڑوں کی پشتوں پر گزاری اور دوسرے دن اپنے دشمن کا تعاقب کیا اور پھر اس کے ساتھ جو چراگاہیں تلاش کرنے والے عرب تھے ان کے اموال لوٹ لئے اور بنو مرین کے ہاتھ ان کے اوتھوں اور بکریوں سے بھر گئے اور وہ پھر اس اور زناتہ کے بلاد میں داخل ہو گئے اور وہاں اُسے بنی تو جین کا امیر محمد بن عبدالقویٰ قصبات کی جانب ملا اور ان سب نے اس کے بلاد کو لوٹ مار اور تخریب سے برباد کر دیا پھر اس نے بنو مرین کو ان کے شہروں میں چلے جانے کی اجازت دے دی اور خود اس نے ٹھہر کر تلمسان کی ناکہ بندی کر لی تاکہ محمد بن عبدالقویٰ اور اس کی قوم جبل و انشریس میں اپنی نجات گاہ تک پہنچ جائے کیونکہ اُسے ان پر پھر اس کے حملہ کا خوف تھا، پھر وہ وہاں سے چلا گیا اور مغرب کی طرف لوٹ آیا اور ماہ رمضان ۶۸۰ھ میں فاس میں داخل ہوا۔

پھر اس نے مراکش پر حملہ کیا اور اس کے بعد ۶۸۱ھ میں اس پر قبضہ کر لیا اور اپنے بیٹے امیر ابو یعقوب کو سوس کی طرف اس کے اطراف پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا اور مراکش میں اسے طاغیہ کا فریادرس ملا کہ اس کے بیٹے شانجہ نے اس کے خلاف بغاوت کر دی ہے تو اس نے اپنے جہاد کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ان کے باہمی فساد کے موقع کو غنیمت جانا اور اندلس کی طرف جلد جانے کے لئے کوچ کر گیا۔

فصل

طاغیہ کے خلاف اس کے بیٹے شانجہ کے
بغاوت کرنے اور سلطان ابو یوسف کے
طاغیہ کی مدد کے لئے جانے اور نصاریٰ کے
پراگندہ ہو جانے کے حالات اور اس میں
ہونے والی جنگوں کے واقعات

جب سلطان تلمسان کی جنگ سے فاس واپس آیا اور مراکش کی طرف گیا تو وہاں پر اُسے طاغیہ کے جرنیلوں اور اس

کی حکومت کے لیڈروں اور اس کے مذہب کے مناظروں کا ایک وفد اس کے بیٹے شامخ کے خلاف مدد مانگنے کے لئے ملا جس نے نصاریٰ کی ایک پارٹی کے ساتھ اس کے خلاف بغاوت کردی تھی اور انہوں نے اسے حکومت کے معاملے میں مغلوب کر لیا تھا پس اس نے امیر المسلمین سے مدد مانگی اور اسے ان کے ساتھ جگہ کرنے کے لئے پکارا اور اسے ان کے ہاتھوں سے اپنی حکومت واپس لینے کی امید دلائی تو امیر المسلمین نے اس کے داعی کو جواب دیا کہ وہ ان کے افتراق کی وجہ سے ان پر حملہ کرے گا اور وہ کوچ کر کے قصر الجاز تک پہنچ گیا اور لوگوں میں طبل جہاد بجا دیا اور خضراء کی طرف چلا گیا اور ربيع الثانی ۶۸۱ھ میں وہاں اتر گیا اور اندلس کی سرحدوں کے پھرے داروں نے اس پر اتفاق کر لیا اور وہ چلتے چلتے صحرہ غبار تک پہنچ گیا اور وہاں اسے طاغیہ اسلام کے غلبے کے سامنے ذلیل ہو کر اور سلطان کی مدد کی آرزو رکھے ہوئے ملا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور اسے مسلمانوں کے مال سے اخراجات کے لئے ایک لاکھ روپیہ دیا جس کے بدلہ میں اس نے اس کے اسلاف کے پاس جو تاج پڑا تھا بطور ضمانت طلب کیا جو ان کے گھروں میں اس دور کی اولاد کے لئے باعث فخر تھا اور وہ غازی بیگ کہ اس کے ساتھ دارالحرب میں داخل ہوا یہاں تک کہ اس نے قرطبہ سے جنگ کی جہاں اس کا بیٹا شامخ بن طاعیہ ایک پارٹی کے ساتھ اس کے خلاف بغاوت کئے ہوئے تھا پس اس نے کئی روز تک اس سے جنگ کی مگر وہاں سے چلا گیا اور اس کے نواح و جہات میں پھرتا رہا اور طلیطلہ کی طرف کوچ کر گیا اور اس کی جہات میں فساد کیا اور آبادی کو برباد کیا یہاں تک کہ وہ قلعہ بحریت تک پہنچ گیا جو سرحد کے کنارے پر ہے پس مسلمانوں کے ہاتھ بھر گئے اور جو غنائم وہ لائے تھے ان سے ان کی چھاؤنی تک ہو گئی اور وہ الجزیرہ کی طرف واپس آ گیا اور اسی سال کے شعبان میں وہاں اتر اور عمر بن محلی سلطان کی اطاعت کی طرف آ گیا پس ابن الاحرار نے اس کا قصد کیا اور اس کے عہد کو قلعہ بحریت کے قلعے سے واپس لے لیا اور اس سال کے شروع میں اپنی فوجوں کے ساتھ اس سے جنگ کی پس سلطان نے اس کے جزیرہ پر اپنا بحری بیڑہ اس کی طرف بھیجا اور ابن الاحرار بھاگ گیا اور اس نے سلطان کی اطاعت اختیار کرنے میں ملوث شعلیہ کی بیعت پہنچانے میں جلدی کی اور اس کے رجوع کو قبول کیا اور اس کے بدلے میں اسے المنکب دیا یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جسے ہم بیان کریں گے۔

تاریخ ابن خلدون

فصل

ابن الاحمر کے ساتھ مصالحت کرنے اور اس

کی خاطر سلطان کے مالقہ سے دستبردار ہونے

اور اس کے بعد از سر نو جنگ ہونے کے حالات

جب سلطان اور طاغیہ کی تہ جوڑی ہوئی تو ابن الاحمر اس کے حملے سے ڈر گیا اور شانجہ سے دوستی کرنے کی طرف مائل ہوا جس نے اپنے باپ کے خلاف بغاوت کی ہوئی تھی اور اس کا اس کے ساتھ اتحاد ہو گیا اور اس نے اس سے پختہ معاہدہ کیا اور اندلس اس کے لئے فتنہ جنگ سے بھڑک اٹھا مگر شانجہ نے ابن الاحمر کو کچھ فائدہ نہ دیا اور سلطان طاغیہ کی جنگ سے واپس آ گیا اور اس نے اپنے بیٹے پر غلبہ پالیا پس اس نے مالقہ سے جنگ کرنے کا عزم کر لیا اور اس نے ۶۸۲ھ میں وہاں سے الجزیرہ پر حملہ کیا اور غریبہ کے تمام قلعوں پر قبضہ کر لیا پھر اس نے مالقہ کی طرف توجہ کی اور وہاں اپنی فوج کے ساتھ پڑاؤ کیا اور ابن الاحمر کا گھیراؤ تنگ ہو گیا اور مالقہ کے بارے میں اسے اپنی بد انجامی اور اس کے ساتھ ابن مقلی کی بغاوت کا حال معلوم ہو گیا اور اس نے اس کے بھنور سے نکلنے پر غور و فکر کیا اور اسے اس کام کے لئے سلطان کے ولی عہد بیٹے ابو یوسف کے سوا کوئی آدمی نظر نہ آیا تو اس نے اپنے مغرب کے مقام سے اس خلیج کو پائے اور دشمن کے خلاف مسلمانوں کو متحد کرنے کے لئے مدد مانگتے ہوئے اس سے گفتگو کی تو اس نے اس کی بات کو قبول کیا اور اس نے اپنی کوشش میں اس اچھے کام کو غنیمت جانا اور ماہ صفر میں گیا اور امیر المسلمین کو مالقہ میں اس کے پڑاؤ میں ملا اور اس سے مالقہ کے بارے میں ابن الاحمر سے صلح کرنے اور اس کی خاطر اس سے دست بردار ہونے کی خواہش کی تو اس نے اپنے بیٹے کی خواہش کو پورا کیا کیونکہ وہ اس میں اپنے دشمن سے جہاد کرنے اور اعلائے کلمۃ اللہ کرنے میں اللہ کی رضا کی امید رکھتا تھا اور صلح طے پا گئی اور ابن الاحمر کی آرزو دراز ہو گئی اور مسلمانوں کے عزائم بھی تازہ ہو گئے اور سلطان الجزیرہ کی طرف واپس آ گیا اور اس نے دارالحرب میں فوجیں بھیجیں تو انہوں نے دور تک جا کر خوب خونریزی کی۔

طلیطلہ سے جنگ: پھر اس نے از سر نو بنفس نفیس طلیطلہ سے جنگ شروع کی اور ماہ ربیع الثانی ۶۸۲ھ کو الجزیرہ سے جنگ کے لئے روانہ ہوا یہاں تک کہ قرطبہ پہنچ گیا اور حد سے بڑھ کر خونریزی کی اور غنائم حاصل کیں اور آبادی کو ویران کیا اور قلعوں کو فتح کیا۔

پھر البرت کی طرف کوچ کر گیا اور اپنی چھاؤنی کو ساسہ کے باہر پیچھے چھوڑ گیا اور صحرائی علاقے میں دورا تیں خوب تیزی سے چٹا رہا اور طلیطلہ کے لواحق میں الہیت پہنچ گیا اور اس نے میدانوں میں سواروں کو آزاد چھوڑ دیا یہاں تک کہ جو

کچھ ان میں تھا تلاش کر لیا اور وہ کثرت غنائم کے باعث لوگوں کے ست ہو جانے کی وجہ سے طلیطلہ پہنچ سکا اور اس نے بے حد خوزیزی کی اور کسی دوسرے راستے سے واپس آ گیا اور اس میں بھی خوزیزی اور بربادی کی پھر سارے میں اپنی چھاؤنی میں واپس آ گیا اور تین دن اس کے آثار کو مٹاتا اور اس کے اشجار کو اکھڑتا رہا اور الجزیرہ کی طرف واپس آ گیا اور ماہ رجب میں وہاں فردکش ہوا اور غنائم کو تقسیم کیا اور خمس سے حصہ دیا اور الجزیرہ پر اپنے پوتے عیسیٰ بن امیر ابو مالک کو امیر مقرر کیا اور وہ اپنی ولایت کے دو ماہ بعد المعری میں شہید ہو کر فوت ہو گیا اور سلطان نے اپنے بیٹے ابو زیان مندیل کے ساتھ ماہ شعبان میں مغرب کی طرف گیا اور تین دن طنجہ میں آرام کیا اور جلدی سے قاس کی طرف گیا اور شعبان کے آخر میں وہاں اتر آیا اور جب اس نے اپنے روزے اور قربانیاں ادا کر لیں تو مراکش کو ٹھیک ٹھاک کرے اور اس کے احوال کو معلوم کرنے کے لئے کوچ کر گیا اور خود سلا اور ازورد کی نگرانی کرنے لگا اور رباط الفتح میں دو ماہ تک قیام کیا اور ۶۸۳ھ کے آغاز میں مراکش اتر آیا۔

طاغیہ کی وفات: اور اسے طاغیہ ابن اوفونش کی وفات اور نصاریٰ کے اہل کے باغی بیٹے شانجہ پر حمل ہو جانے کی اطلاع ملی۔ پس اس نے جہاد کے لئے اپنے عزم کو حرکت دی اور اپنے ولی عہد امیر ابو یعقوب کو فوج کے ساتھ بلا دوسوں کی طرف عربوں کے ساتھ جنگ کرنے اور ان کی زیادتیوں کو روکنے اور حکومت کے باغی خوارج کے آثار مٹانے کے لئے بھیجا۔ پس وہ اس کے آگے بھاگ اٹھے اور اس نے بلا دوسوں کی آخری آبادی الساقیہ الحمراء تک ان کا تعاقب کیا تو ان جنگلات میں بہت سے عرب بھوک اور پیاس سے مر گئے اور جب اسے امیر المؤمنین کی طالت کی خبر ملی تو واپس آ گیا اور اونٹوں کے رکھ رکھاؤ کا ماہر بن کر مراکش پہنچ گیا اور اس نے جنگ اور جہاد کا عزم کیا اور اللہ کا شکر ادا کیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

سلطان ابو یوسف کے چوتھی بار اندلس جانے اور شریش کے محاصرہ کرنے اور اس دوران میں ہونے والے غزوات کے حالات

جب امیر المسلمین نے اندلس جانے کا عزم کیا اور اپنی فوجوں اور مددگاروں سے ملا اور ان کی کمزوریوں کو دور کیا اور قبائل مغرب میں عام لام بندی کا پیغام بھیج دیا اور جمادی الآخرۃ ۶۸۳ھ میں مراکش سے اٹھ کھڑا ہوا اور نصف شعبان کو رباط الفتح میں اتر آیا جہاں اس نے اپنے روزے اور قربانیاں ادا کیں پھر قصر معمرہ کی طرف کوچ کر گیا اور تنخواہ دار اور رضا کار فوجوں کو اس سال کے آخر میں بھیجا شروع کیا اور اس کے بعد ماہ صفر ۶۸۳ھ میں بنفس نفیس سمندر کو پار کر کے اس کے باہر اتر پڑا پھر الخضراء سے چلا اور تین دن آرام کیا پھر جنگ کرنے لگا یہاں تک کہ وادی لک تک پہنچ گیا اور سواروں کو دنگل

کے بلاد اور میدانوں میں آگ لگاتے اور بتای کرتے ہوئے چھوڑ دیا۔ پس جب اس نے بلاد نصرانیہ کو دیران اور ان کے علاقے کو تہاہ کر دیا تو شہر شریں کا قصد کیا اور اس کے میدان میں اترا اور وہاں پڑاؤ کیا اور اس کے تمام نواح میں غارت گری دے بیجے اور سرحدوں میں جو میگزین تھے اس کے پاس لائے گئے اور اس کا پوتا عمر بن ابوالکامل مغرب کی بہت بڑی سوار اور پیدل فوج کے ساتھ اسے ملا اور پانچ سو سے زیادہ تیرانداز غازی جو سہیلہ میں الغرنی کے حصے میں تھے وہ بھی اسے آئے اور اس نے اپنے ولی عہد امیر ابویعقوب کو اندلس کے کنارے کے بقیہ لوگوں کو بھی جنگ کے لئے جمع کرنے اور جھنڈا عطا کرنے کا اشارہ کیا۔

اشبیلیہ سے جنگ: اور اسے اسی سال کے آخر میں اشبیلیہ سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا تو انہوں نے غنیمت حاصل کی اور دانیہ کی طرف روانہ ہوئے اور اسے لوٹ لیا اور خوب قتل و قتل کیا اور قیدی بنائے اور واپس آ گئے اور ان کے ہاتھ غنائم سے بھرے ہوئے تھے اور اس نے اپنے وزیر محمد بن عطا اور محمد بن عمران بن عبلہ کو جاسوس بنا کر بھیجا اور وہ القناطر کے قلعہ اور اس کے باغات میں آئے اور انہیں محافظوں کی کمزوری اور سرحدوں کی اتھری کا حال معلوم کر لیا تو اس نے ۳ ربیع الاول کو اپنے پوتے عمر بن عبد الواحد کو اپنے ہی سواروں پر دوسری بار سالار مقرر کیا اور اسے جھنڈا عطا کیا اور اسے وادی لک کے میدانوں میں بھیجا اور وہ حد سے زیادہ قتل و قتل کرنے اور کھیتوں اور پھلوں کو اجارنے اور جلانے کے بعد اس قدر غنائم لے کر لوٹے جنہوں نے فوجوں کو پتہ کر دیا اور انہوں نے اس کی آبادی کو تہاہ کر دیا پھر اس نے ۸ ربیع الاول کو ارکش کے قلعہ پر حملہ کرتے کرتے ایک فوج بھیجی تو وہ وہاں اچانک آئے اور انہوں نے ان کے اموال لوٹ لئے پھر اس نے ۹ ربیع الاول کو اپنے بیٹے ابو معروف کو ایک ہزار سواروں پر سالار مقرر کیا اور اسے اشبیلیہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا پس وہ گئے یہاں تک کہ انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کے محافظ اس کا مقابلہ کرنے سے رک گئے پس اس نے اس کی آبادی کو برباد کر دیا اور اس کے درختوں کو کاٹ دیا اور اس کی فوج کے ہاتھ اموال اور قیدیوں سے بھر گئے اور وہ سلطان کی چھاؤنی کی طرف قہقہے بھر کر واپس آ گیا پھر اس نے تیسری بار اپنے پوتے عمر کو نصف ربیع الاول میں قلعے سے جنگ کرنے کے لئے سالار مقرر کیا جو اس کی چھاؤنی کے مغرب میں تھا اور اس نے پیادہ تیرانداز اور آلات سے کام لینے والے بھیجے اور معاہدہ کے پیادوں سے بھی اس کی مدد کی اور اس نے اسی سال اس سے جنگ کی اور بزور قوت اس کے باشندوں پر حملہ کر دیا اور جانبازوں کو قتل کر دیا اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا اور اسے ذلیل کر دیا اور ۱۷ ربیع الاول کو سلطان نے اپنی چھاؤنی کے قریب قلعہ سقوط پر حملہ کر دیا اور اسے برباد کر کے آگ سے جلا دیا اور لوٹ لیا اور جانبازوں کو قتل کر دیا اور اس کے باشندوں کو قید کر لیا اور ۲۰ ربیع الاول کو اس کا ولی عہد امیر ابویعقوب اہل مغرب اور تمام قبائل کو جنگ کے لئے اکٹھا کر کے بے شمار فوجوں کے ساتھ پہنچ گیا اور امیر المسلمین ان کے خیر مقدم اور ملاقات کے لئے نکلے اور اس دن آنے والی فوج میں تیرہ ہزار مصائدہ اور آٹھ ہزار مغرب کے بربری جہاد کے لئے رضا کار تھے اور سلطان نے اسے پانچ ہزار تنخواہ دار دو ہزار رضا کار تیرہ ہزار پیادہ اور دو ہزار تیراندازوں پر سالار مقرر کیا اور اسے اشبیلیہ کے ساتھ جنگ کرنے اور اس کے نواح میں خوب خونریزی کرنے کے لئے بھیجا پس اس نے اپنے دستوں کو تیار کیا اور سیدھا کھڑا ہو گیا اور اس نے اپنے آگے غارت گردستے بھیجے تو انہوں نے خوب خونریزی کی اور اس قیدی بنائے اور قتل کئے اور قلعوں پر حملہ کیا اور اموال کو لوٹا اور

اس نے اشبیلیہ کی زمین میں مشرق اور الغابہ پر حملہ کیا اور اس کی بستیوں کو تباہ و برباد کر دیا اور اس کے قلعوں میں گھس گیا اور امیر المسلمین کے پڑاؤ کی طرف واپس لوٹ آیا اور اس نے اس کی آمد کے دوسرے دن سالار مقرر کیا اور ایک دوسری فوج سے اسے قرمونہ اور وادی الکبیر جنگ کے لئے روانہ کیا۔

قرمونہ پر غارت گری: پس اس نے قرمونہ پر غارت گری کی اور اس کے محافظوں نے مدافعت کی خواہش کی اور انہوں نے اس کے مقابلہ میں نکل کر ڈٹ کر جنگ کی تو وہ منتشر ہو گئے یہاں تک کہ انہوں نے انہیں شہر میں روک دیا پھر انہوں نے برج کا گھیراؤ کر لیا جو شہر کے قریب ہی تھا پس انہوں نے دن کی ایک گھڑی اس سے جنگ کی اور اس میں بڑی قوت گھس گئے اور وہ مسلسل منازل اور آبادی کو تلاش کرتا رہا یہاں تک کہ اشبیلیہ کے میدان میں کھڑا ہو گیا اور حملہ کیا اور اس نے برج میں داخل ہو گیا جو مسلمانوں کی جاسوسی کر رہا تھا اور اسے آگ سے جلا دیا اور اس کی فوجوں کے ہاتھ بھر گئے اور امیر المسلمین کے پڑاؤ کی طرف واپس آیا۔

جزیرہ کیوثر سے جنگ: اور ۱۳ ربيع الثانی کو اس نے امیر ابو یعقوب کو جزیرہ کیوثر سے جنگ کرنے پر سالار مقرر کیا پس اس نے اس کا قصد کیا اور اس سے جنگ کی اور بڑی قوت اس میں داخل ہو گیا اور ۲ جمادی الاول کو اس نے طلحہ بن یحییٰ بن محلی کو امیر مقرر کیا اور وہ ۵ محرم میں اپنے بھائی عمر سے ملنے کے متعلق سازش کر کے حج کو چلا گیا تو اس نے اپنا فرض ادا کیا اور واپس آ گیا اور راستے میں تونس سے گزرا اور الداعی بن عمارہ نے جو ان دنوں وہاں تھا اس پر تہمت لگائی تو اس نے ۶۸۲ھ میں اسے قید کر لیا پھر اسے چھوڑ دیا اور مغرب میں اپنی قوم کے پاس آ گیا پھر وہ سلطان کی رکاب میں جنگ کرتے ہوئے اندلس گیا تو اس نے اسے اس جنگ میں دو سو سواروں پر سالار مقرر کیا اور اسے اشبیلیہ کی طرف بھیجا تاکہ چھاؤنی کے لئے رتبہ ہو اور اس نے طاغیہ شانجہ کے حالات معلوم کرنے کے لئے اس کے ساتھ یہودیوں اور معاہدہ نصاریٰ کے جاسوس بھیجے اور اس اثناء میں امیر المسلمین صبح و شام شریش سے جنگ کرتے رہے اور اس کے آثار کو تباہ و برباد کرتے رہے اور اس نے ہر رات اور دن کو دشمن کے علاقے میں فوجیں بھیجیں پس وہ کسی دن لشکر کے تیار کرنے اور اسے جنگ کے بھیجنے یا جھنڈا باندھنے یا سریہ بھیجنے سے فارغ نہ رہتا۔ یہاں تک کہ اس نے تمام بلاد نصرانیہ کی آبادی کو برباد کر دیا اور اشبیلیہ 'لیلہ' قرمونہ 'استجہ' جبال مشرق اور الغربیہ کے تمام علاقے کو تباہ کر دیا اور ان غزوات میں جسم عبادہ الحامی اور کردوں کے امیر خطر الغزی نے بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا اور ان غزوات میں ان کی بڑی شہرت ہوئی اور اسی طرح سہبہ کے غازیوں اور باقی مجاہدین اور جسم کے عربوں نے بھی بڑی شجاعت دکھائی پس جب اس نے انہیں اچھی طرح تباہ و برباد کر دیا اور لوٹ مار کر کے ان کے اموال لے گیا اور موسم سرما نے تنگی پیدا کر دی اور فوج کی خوراک رک گئی تو اس نے واپسی کا عزم کر لیا اور جب کے آخر میں شریش سے چلا گیا اور غازیوں کی فوج میں سے غرناطہ کی فوج اسے ملی اور ان کا سالار یحییٰ بن ابی عبادہ بن عبد الحق وادی بردہ میں تھا پس اس نے انہیں خوش آمدید کہا اور وہ اپنے گھروں کی طرف پلٹ گئے اور اسے اطلاع ملی کہ دشمن نے اپنے بحری بیڑوں کو زقاق کے گھیرنے اور الفراض سے ورے حائل ہونے کا اشارہ کیا ہے پس امیر المسلمین نے اپنے تمام ساحلوں سہبہ 'طنجہ' المنکب 'جزیرہ طیف' بلاد الریف اور رباط الفتح کو اطلاع دے کر اپنے بحری بیڑے منگوائے تو وہاں سے پوری تیاری کے ساتھ چھتیس بحری بیڑے آئے پس دشمن کے بحری بیڑے وہاں جا ملے سے رک گئے اور انہیں آگے اور پیچھے نہ جانے دیا گیا۔

رمضان میں وہ الجزیرہ میں اتر اور طاغیہ شانجہ اور اس کے ہم مذہبوں کو یقین ہو گیا کہ ان کے بلاد اور زمین تباہ و برباد ہو چکی ہے اور ان پر واضح ہو گیا کہ وہ مدافعت اور حمایت کرنے سے عاجز ہیں تو جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ امیر المسلمین کی طرف اس کی زیادتیوں کی رکاوٹ کے لئے مصالحت کے لئے مائل ہوئے اور سلطان جس جگہ شریش میں جنگ کر رہا تھا وہاں اس کے پاس عمر بن ابوجحیٰ اس کی اطاعت اختیار کرتے ہوئے گیا تو اس نے اس کے ساتھ جو پہلے طاعب کیا تھا اس کے بارے میں اسے متہم کیا اور اس کے بھائی طلحہ کو حکم دیا تو اس نے اسے ایک طرف کر دیا اور اسے طریف لے آیا اور اسے وہاں قید کر دیا گیا اور طلحہ المنکب کی طرف چلا گیا اور اس نے اپنے بھائی عمر کے اموال اور ذخائر کا صفایا کر دیا اور سلطان کے پاس چلا آیا اور سلطان نے موسیٰ کو المنکب کا امیر مقرر کیا اور زیادہ فوج سے اسے مدد دی پھر اس نے عمر کو قید کی چند راتوں کے بعد رہا کر دیا اور طلحہ اور عمر سلطان کی رکاب میں چلے اور سلطان کا پوتا منصور بن ابی مالک غرناطہ کی طرف آ گیا پھر وہاں سے المنکب چلا گیا اور موسیٰ بن یحییٰ بن محلی کے ساتھ قیام کیا پس سلطان نے اسے ٹھہرایا اور اس کے قیام کرنے کو پسند کیا۔

فصل

طاغیہ شانجہ کے آنے اور صلح کے طے ہونے

اور اس کے زیر سایہ سلطان کے وفات پانے

کے حالات

بلاد نصرانیہ بلاد ابن اوفونس پر ان کی بستیوں کی جاغی اور اموال کی لوٹ اور عورتوں کو قیدی بنانے اور جانباڑوں کے تباہ کرنے اور پہاڑوں کے برباد کرنے اور آبادیوں سے کے اکھڑنے کا جو عذاب امیر المسلمین کی جانب سے نازل ہوا اس سے آنکھیں پھر گئیں اور دل گلوں میں ایک گئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ انہیں امیر المسلمین سے بچانے والا کوئی نہیں تو اپنے طاغیہ شانجہ کے پاس نکلیں جھکائے ہوئے جمع ہوئے ان پر ذلت چھائی ہوئی تھی اور خدائی فوجوں نے انہیں جو دردناک عذاب دیا تھا اس سے وہ تکلیف محسوس کر رہے تھے اور انہوں نے اسے امیر المسلمین سے صلح کرنے اور اس کے متعلق نصرانیہ کے بڑے بڑے لیڈروں کو اس کے پاس بھیجنے پر آمادہ کیا ورنہ ہمیشہ اس کی جانب سے انہیں آفت پہنچتی رہے گی اور ان کے گھر کے قریب نازل ہوتی رہے گی تو اس نے انہیں اپنے دین کی ذلت کی وجہ سے ان کی بات قبول کر لی اور اس نے اپنے جرنیلوں سرکشوں اور پادریوں کا ایک وفد بھیجا امیر المسلمین کے پاس صلح کرنے اور جنگ کے ہتھیار پھینکنے کی دعوت دیتا ہوا بھیجا تو امیر المسلمین نے ان پر فخر کرتے ہوئے انہیں واپس کر دیا پھر طاغیہ نے انہیں دوبارہ رغبت دلانے کے لئے واپس کیا کہ وہ اپنے دین اور قوم کی عزت کے لئے جو چاہے شرط عائد کر دے تو امیر المؤمنین نے ان کی حاجت پوری کر دی اور صلح

کی طرف مائل ہوا کیونکہ اسے ان کے خواص کے پاس آنے اور عزت اسلام کے آگے ان کے ذلیل ہونے کا یقین ہو گیا تھا اور اس نے ان کے مطالبہ کو قبول کیا اور اس نے ان پر شرط عائد کی جسے انہوں نے قبول کیا کہ وہ اپنی قوم اور غیر قوم کے تمام مسلمانوں سے صلح کریں گے اور اس کے پڑوسی ملوک کی دوستی اور دشمنی میں اس کی رضامندی چاہیں گے اور یہ کہ وہ اپنے ملک کے دارالحرب میں مسلمان تاجروں سے ٹیکس اٹھادیں گے اور مسلمان بادشاہوں کو آپس میں لڑانے پر اکسانا اور ان میں فتنہ پیدا کرنا چھوڑ دیں گے اور اس نے ان شرائط کے طے کرنے اور اس معاہدہ کو پختہ کرنے کے لئے اپنے چچا عبدالحق بن الترکان کو بھیجا پس اس نے اچھی طرح بات پہنچادی اور وقائے عہد کی تاکید کی۔

ابن الاحمر کے ایلچیوں کا طاغیہ کے پاس جانا: اور ابن الاحمر کے ایلچی طاغیہ کے پاس آئے اور وہ امیر المسلمین کی مدافعت کے بغیر اس کے ساتھ صلح کرنے کے لئے اس کے پاس موجود تھا پس اس نے ابن الترکان کی موجودگی میں انہیں بلایا اور امیر المسلمین نے اس کی قوم اور اہل ملت کے ساتھ جو معاہدہ کیا تھا انہیں سنا دیا اور انہیں کہا تم میرے آباء کے غلام ہو اور تم میرے ساتھ صلح اور جنگ کے مقام پر نہیں اور یہ امیر المسلمین ہیں اور میں اس کے مقابلہ کی اور اس کو تم سے روکنے کی طاقت نہیں رکھتا تو وہ واپس چلے گئے اور جب عبدالحق نے دیکھا کہ اس کے خواص سلطان کی رضا کے خواہاں ہیں تو اسے معاہدہ اور الفت کو مستحکم کرنے کے لئے اس کے پاس جانے کا خیال آیا اور اس نے انجام کو ناراضگی دور کرنے کے لئے غصے کو شفا کرنے اور الفت کو مضبوط کرنے والا پایا تو وہ اس کے وفائی کی طرف مائل ہوا اور ملت کے لئے اس کے لئے اس کے ولی عہد امیر ابو یعقوب کو ملنے کو پوچھا تا کہ وہ اس پر مطمئن ہو جائے پس وہ اس کے پاس گیا اور شریش سے کچھ فراخ پر اس سے ملاقات کی اور دونوں نے وہاں مسلمانوں کے پڑاؤ میں رات گزاری پھر دونوں دوپہر بے دن امیر المسلمین کی ملاقات کو گئے اور اس نے طاغیہ اور اس کی قوم کے ملاقات کے لئے لوگوں کو اکٹھا ہونے اور شعار اسلام اور اس کی تیاری کے اظہار کا حکم دیا پس وہ اکٹھے ہوئے اور تیاری کی اور انہوں نے ملت کی قوت و شوکت اور محافظوں کی کثرت کا اظہار کیا۔

امیر المسلمین اور طاغیہ کی ملاقات: اور امیر المسلمین نے نہایت عزت اور تپاک سے اس سے ملاقات کی جیسے کہ وہ اس جیسے عظمیائے مل سے ملتے تھے اور طاغیہ سے امیر المسلمین اور ان کے بیٹے کو اپنے ملک کے ظروف کے تحائف دیے جن میں ایک وحشی نما جانوروں کا جوڑا تھا جس کا نام ہاتھی اور جنگلی گدھی تھا اور اس کے علاوہ بھی کچھ برتن تھے پس سلطان اور اس کے بیٹے نے انہیں قبول کیا اور انہوں نے بھی اس کے بالمقابل اسے دینی چیزیں دیں اور معاہدہ صلح مکمل ہو گیا اور طاغیہ نے بقیہ شرائط بھی قبول کر لیں اور اسلامی قوت اس سے راضی ہو گئی اور وہ خوشی و مسرت سے بھرپور ہو کر اپنی قوم کی طرف لوٹا اور امیر المسلمین نے اس سے مطالبہ کیا کہ جب سے نصاریٰ نے اسلامی شہروں پر قبضہ کیا ہے اس وقت سے جو علمی کتابیں ان کے پاس ہیں وہ انہیں بھجوائے تو اس نے بہت سی اقسام کی کتب تیرہ بوجھوں میں سلطان کے پاس بھیجیں تو سلطان نے طلب علم کے لئے قاس میں جس مدرسہ کی بنیاد رکھی تھی انہیں اس کے لئے وقف کر دیا اور امیر المسلمین رمضان شروع ہوتے سے دو رات قبل الجزیرہ واپس آ گئے اور اپنے روزے اور قربانیاں ادا کیں اور اپنی رات کا ایک حصہ اہل علم سے گفتگو کے لئے مقرر کیا اور شعراء نے امیر المسلمین کی مجلس میں سرداروں کی موجودگی میں عید الفطر کے روز تیار کردہ اشعار سنائے اور اس میدان میں سب سے بازی لے جانے والا حکومت کا حاکم محمد بن عبدالحق تھا اس نے اس میں امیر المسلمین کے سفروں اور جنگوں کا

ترتیب کے ساتھ ذکر کیا تھا۔ پھر امیر المسلمین نے سرحدوں کے بارے میں غور و فکر کیا اور وہاں میگزین بنائے اور اپنے بیٹے امیر ابو زیان مندیل کو ان کا نگران مقرر کیا اور اسے مالقہ کے قریب رکوان میں اتارا اور اسے حکم دیا کہ وہ ابن الاحمر کے بلاد میں کوئی نیا واقعہ نہ کرے اور عباد بن عیاض العاصمی کو ایک دوسرے میگزین پر نگران مقرر کیا اور اسے البیونہ میں اتارا اور اپنے بیٹے امیر ابو یعقوب کو مغرب کے احوال کی تحقیق کرنے اور اس کے امور کو سنبھالنے کے لئے بھیجا تو وہ سہتہ کے لیڈر قائد محمد بن القاسم کے بحری بیڑے میں گیا اور اس نے اشارہ کیا کہ وہ اس کے باپ ابو الملوک عبدالحق کی قبر تعمیر کرے اور بافرطینت میں اور لیس نے اس سے ملاقات کی جس نے وہاں پڑاؤ کی حد بندی کی اور ان کی قبروں پر سنگ مرمر کی کوبانیں بنائیں اور ان پر تحریر کھدوائی اور حلاوت قرآن کے لئے قاریوں کو ان پر مقرر کیا اور اس کام کے لئے جاگیریں اور زمینیں وقف کیں اور اس دوران میں اس کا وزیر یحییٰ بن ابی مندیل العسکری نصف رمضان کو فوت ہو گیا پھر اس کے بعد ذوالحجہ میں امیر المسلمین بیمار ہو گئے اور ان کی تکلیف بڑھ گئی اور آخر محرم ۶۸۵ھ میں فوت ہو گئے۔

فصل

سلطان کی حکومت اور اس میں ہونے والے واقعات کے حالات اور اس کی حکومت کے آغاز میں خوارج کے

حالات

جب امیر المسلمین ابو یوسف الجزیریہ میں بیمار ہو گئے تو ان کی بیویوں نے ان کا علاج کیا اور ان کے ولی عہد امیر ابو یعقوب کو مغرب میں اپنی جگہ پر اس کی اطلاع ملی تو وہ جلدی سے چلا اور امیر المسلمین نے اس کی آمد سے قبل وصیت کی اور اس کے باپ کے وزراء اور اس کی قوم کے عظماء نے لوگوں سے اس کی بیعت لی اور وہ سمندر پار کر کے ان کے پاس گیا تو انہوں نے ماہ صفر ۶۸۵ھ میں ازسرنو اس کی بیعت کی اور انہوں نے تمام لوگوں سے یہ بیعت لی اور اس دن خالص سلطان کی حکومت ہو گئی تو اس نے اموال کو تقسیم کیا اور عطیات دیے اور قیدیوں کو رہا کیا اور لوگوں سے فطرانہ لینا چھوڑ دیا اور اس بارے میں انہیں ان کی نظامت کے سپرد کیا اور گورنروں کے ہاتھوں کو رعایا پر ظلم و جور کرنے سے روکا اور ٹیکس اٹھا دیا اور مالی یافتگی کی عادت مٹادی اور اپنی توجہ راستوں کی درستی کی طرف پھیر دی اور اس نے اپنی حکومت میں سب سے پہلی بات یہ کی کہ اس نے ابن الاحمر کو پیغام بھیجا اور اس کی ملاقات کے لئے جگہ مقرر کی پس وہ جلدی سے اس کے پاس آیا اور یکم ربیع الاذل کو اسے مرہالہ سے باہر ملا اور یہ اسے نہایت تپاک اور عزت سے ملا اور اس کے لئے الجزیریہ اور طریف کے سوا ان تمام اندلسی سرحدوں سے جو اس کی حکومت میں تھیں دستبردار ہو گیا اور دونوں اپنی جگہ سے تعلق اور دوستی کے شاندار حالات میں جدا

ہوئے اور سلطان الجزیرہ کی طرف واپس آ گیا تو وہاں اسے طاغیہ شامیہ کا وفد اس معاہدہ صلح کو کی تجدید کرتے ہوئے ملا جو امیر المسلمین نے اس سے طے کیا تھا تو اس نے ان کی بات کو قبول کر لیا اور جب اندلس کا معاملہ درست ہو گیا اور اس پر نظر کرتے ہوئے گزرا تو اس نے اپنے بھائی عطیہ العباس کو مغربی سرحدوں کا امیر مقرر کیا اور علی بن یوسف کو اس کے میگزینوں کا افسر مقرر کیا اور اسے اپنی تین ہزار فوج سے مدد دی اور وہ مغرب جا کر مرجع الثانی کو قصر محمودہ میں اترا پھر قاس کی طرف چلا گیا اور ۱۲ جمادی الاول کو وہاں اترا۔

محمد بن اورلیس کی بغاوت: اور جو نبی وہ اپنے دار الخلافہ میں ظہر ابو محمد بن اورلیس نے اپنے بھائیوں اور بیٹوں اور رشتہ داروں سمیت اس کے خلاف بغاوت کر دی اور جبل درعیہ میں چلا گیا اور اپنی دعوت دینا شروع کر دی اور سلطان نے اس کے بھائی ابوالمعروف کو اس کے پاس بھیجا تو اسے بھی ان کے پاس جانے کا شوق ہوا اور وہ ان کے پاس چلا گیا جس سلطان نے اپنی فوجوں کے ساتھ ان سے جنگ کی اور بار بار ان کی طرف فوجیں روانہ کیں اور اس کے بھائی سے دستبرداری کے بارے میں نرمی کی تو وہ مخالفت سے باز آ گیا اور اس نے دوبارہ اچھی طرح اطاعت اختیار کر لی اور اورلیس کے لڑکے تلمسان کی طرف بھاگ گئے اور انہیں راستے ہی میں پکڑ لیا گیا اور سلطان نے اس کے بھائی ابوزیان کو تازی کی طرف بھیجا اور اسے اشارہ کیا کہ وہ انہیں رجب ۶۸۵ھ میں تازی سے باہر قتل کر دے اور اس موقع پر شریف الاصل لوگ سلطان کی جلد بازی سے خوف زدہ ہو گئے اور ابو العلاء اور یس بن عبدالحق اور یحییٰ بن عبدالحق اور عثمان بن یحییٰ کے لڑکے غرناطہ پہلے گئے اور ابی یحییٰ کے لڑکے سلطان کے عہد اور امان کے گزرنے کے بعد سلطان کی طرف واپس آ گئے اور اس کا بھائی محمد بن یعقوب بن عبدالحق اسی سال کے شعبان میں فوت ہو گیا اور اس کے بھائی ابوما لک کا بیٹا عمر بن محمد فوت ہو گیا۔

عمر بن عثمان کی بغاوت: پھر عمر بن عثمان بن یوسف العسکری نے قلعہ قدلاوہ میں سلطان کے خلاف بغاوت کر دی اور اطاعت کو خیر باد کہہ دیا اور اعلان جنگ کر دیا اور سلطان نے بنی عسکر اور ان کے قرب و جوار میں رہنے والے قبائل کو اشارہ کیا تو انہوں نے اس کے لئے اکٹھے کیا اور اس سے جنگ کی پھر وہ اپنے سواروں اور فوجوں کے ساتھ اس کے ساتھ جنگ کرنے کو گیا اور سدورہ میں اترا اور عمر کو اس سے اپنی جان کا خوف پیدا ہو گیا اور اسے یقین ہو گیا کہ اس کا گھبراؤ ہو گیا ہے تو اس نے امان طلب کی تو سلطان نے تلمسان چلے جانے کی شرط پر اسے امان دے دی پس اس نے قوم کے افضل لوگوں میں سے ایک آدمی کو اس کے ساتھ امان کی پختگی کے واسطے بھیجا تو سلطان نے اس سے اپنا عہد پورا کیا اور وہ اپنے اہل اور بچوں کے ساتھ تلمسان چلا گیا پھر اسی سال کے رمضان میں سلطان نے مراکش کی طرف اس کی اطراف کو درست کرنے کے لئے کوچ کیا اور شوال میں وہاں اترا اور اس کے مصالح میں غور و فکر کیا اور اس دوران میں طلحہ بن یحییٰ بطوی معتقل کے بنی حسان کے پاس آیا اور سلطان کے خلاف بغاوت کر دی اور اپنی دعوت دینا شروع کر دی اور سلطان نے اپنے بھائی ابوما لک کے بیٹے منصور کو فوجوں کا سالار مقرر کیا اور اسے سوس کا والی بنانے کی وصیت کی اور اسے خوارج کے اتارنے اور لساد کے آثار مٹانے کے لئے بھیجا اور اسے اپنے بھائی عمر کے مقام سے شبہ پیدا ہو گیا تو اس نے اسے غرناطہ کی طرف جلا وطن کر دیا اور جس روز وہ وہاں پہنچا ابو العلاء کے لڑکوں نے اسے قتل کر دیا اور امیر منصور فوجوں کے ساتھ گیا اور معتقل کے عربوں سے جنگ کی اور انہیں خوب قتل کیا اور ۱۳ جمادی الاول ۶۸۶ھ کو ایک جنگ میں طلحہ بن یحییٰ قتل ہو گیا اور اس کے مر کو سلطان کے دار الخلافہ میں بھیجا گیا۔

گیا تو اس نے اسے تازی میں لٹکا دیا پھر وہ رمضان میں مسئل سے جنگ کرنے کے لئے صحرائے درعیہ میں گیا کیونکہ انہوں نے آبادی کو نقصان پہنچایا تھا اور راستوں کو برباد کر دیا تھا اور وہ بارہ ہزار سواروں کے ساتھ ان کی طرف گیا اور جبل درون کو آڑ بنا کر بلاؤں سے گزرا اور انہیں صحرائے حرا میں چھاپیں تلاش کرتے ہوئے پکڑ لیا پس اس نے ان میں خوب خونریزی کی اور قیدی بنائے اور ان کے بے شمار سروں کو مراکش بکھلا رہا اور قاس کی برہیوں پر لٹکا دیا اور شوال کے آخر میں جنگ سے مراکش واپس آ گیا اور اس کے قدیم عامل محمد بن علی بن علی کو جو موحدین کے غلبے سے وہاں مقرر تھا برطرف کر دیا کیونکہ جب اولاد علی کا سردار طلحہ ابن کے پاس آیا تھا تو اسے اولاد علی کے متعلق شک پیدا ہو گیا تھا پس ۱۱۱۰ھ محرم ۷۰۰ میں برطرف ہو گیا اور اس کے بعد ماہ صفر میں اس کے قید خانے میں فوت ہو گیا اور الحمزہ وار قاسم بن عتو نے اس کی خواہش کی اور سلطان نے مراکش اور اس کے مضافات پر محمد بن علوان الجبائی کو امیر مقرر کیا جو ان کی حکومت کے پروردہ معاہدہ دگاریوں میں سے تھا اور اس کے ساتھ اپنے بیٹے ابو عامر کو بھی چھوڑا اور قاس کے دارالخلافت کی طرف کوچ کر گیا اور نصف ربیع الاول میں وہاں اترا اور وہیں اس کی بیوی بنت موسیٰ بن رحو بن عبد اللہ بن عبد الحق غرناطہ سے ابن الاحمر کے ارباب حکومت اور وزراء کے ایک وفد میں آ کر ملی پس اس نے وہاں اس سے شادی کی اور اس نے اس سے قبل اس کے باپ کو اس کے رشتہ کا پیغام بھیجا تھا اور اس کے ساتھ ابن الاحمر کے اہلی اس سے وادی آش سے دستبردار ہونے کا مطالبہ کرتے ہوئے آئے تو اس نے ان کی حاجت کو پورا کر دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

وادی آش کے سلطان کی اطاعت میں داخل

ہونے اور پھر اس کے ابن الاحمر کی اطاعت

میں واپس جانے کے حالات

ابوالحسن بن اشیلون سلطان ابن الاحمر کی حکومت کا مددگار اور اس کے کاموں کا معین تھا اور اسے اس وجہ سے حکومت میں بڑا مقام حاصل تھا اور جب وہ فوت ہوا تو اس نے دو بیٹے ابو محمد عبد اللہ اور ابواسحاق ابراہیم اپنے پیچھے چھوڑے تو ابن الاحمر نے ابو محمد کو مائتہ پر اور ابواسحاق کو قمارش اور وادی آش پر امیر مقرر کیا اور جب سلطان ابن الاحمر فوت ہو گیا تو ان دونوں اور اس کے درمیان ناراضگی اور حسد پیدا ہو گیا اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے یہ بات تھنہ تک پہنچ گئی۔

اور ابو محمد سلطان ابو یوسف کی اطاعت میں شامل ہو گیا پھر وہ فوت ہو گیا اور ابن الاحمر نے قلعہ قمارش پر قبضہ کر لیا اور رئیس ابواسحاق نے اپنے بیٹے ابوالحسن کو وادی آش اور اس کے قلعوں پر امیر مقرر کیا اور اس کے اور ابن الاحمر کے درمیان

مسلسل جنگ جاری رہی اور ابوالحسن نے طاغیہ کی مدد کی اور اس کے بھائی ابو محمد اور ابن الدلیل نے اس کے ساتھ غرناطہ پر حملہ کیا اور ان دونوں اور ابن الاحمر کے درمیان طویل جنگ ہوئی پھر مسلمانوں اور نصاریٰ کے درمیان مصالحت ہو گئی اور ابو محمد بن اشقیلوہ کو ابن الاحمر کی زیادتی سے اپنی جان کا خوف پیدا ہو گیا تو وہ حاکم مغرب کی اطاعت میں چلا گیا اور ۶۸۶ھ میں وادی آش میں اس کی دعوت کو قائم کیا پس ابن الاحمر اس سے معرض نہ ہوا یہاں تک کہ اس کے اور سلطان ابو یعقوب کے بیٹے کے درمیان تعلق پیدا ہو گیا اور اس قرابت کا معاملہ اس کے ہاتھ میں تھا اس نے اپنے انچپیوں کو سلطان کی طرف بھیجا کہ وہ اس سے وادی آش سے دستبردار ہونے کا مطالبہ کریں تو اس کے لئے اس سے دستبردار ہو گیا اور اس نے ابوالحسن بن اشقیلوہ کے پاس بھی اسی کام کے لئے اپنی بھیجا تو اس نے اسے چھوڑ دیا اور ۶۸۷ھ میں اس کی طرف کوچ کر گیا اور سلاطین اس سے ملاقات کی تو اس نے اسے کمائی کے ذریعے کے طور پر قہر کبیر اور اس کے مضافات دیے پھر وہ ان کی حکومت کے آخر تک آباد رہا اور ابن الاحمر نے وادی آش اور اس کے قلعوں پر غلبہ پالیا اور اعلیٰ میں اس کے قرابت داروں کے لئے کوئی اس سے جھگڑا کرنے والا باقی نہ رہا۔

فصل

امیر ابو عامر کے بغاوت کرنے اور مراکش کی طرف جانے اور پھر اطاعت کی طرف واپس آنے کے حالات

جب سلطان فاس میں اترے اور وہاں قیام کیا تو اس کے بیٹے ابو عامر نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور مراکش چلا گیا اور آخر شوال ۶۸۷ھ میں اپنی دعوت دینا شروع کر دی اور اس کے عامل محمد بن عطا نے مخالفت میں اس کی مدد کی اور سلطان اس کے پیچھے مراکش کی طرف گیا تو وہ اس کے مقابلہ کے لئے نکلا اور انہیں شکست ہوئی اور سلطان نے مراکش میں کئی روز تک ان کا محاصرہ کئے رکھا پھر ابو عامر بیت المال کی طرف گیا اور جو کچھ اس میں تھا اس کا صفایا کر دیا اور المشرق بن ابی البرکات کو قتل کر دیا اور جبال مصادمہ میں چلا گیا اور سلطان عرفہ کے روز شہر کی طرف چلا گیا اور محاف کیا اور ٹھہرا اور امیر ابو مالک کے بیٹے منصور نے سوس سے حاجہ پر حملہ کیا اور اس کی اطراف پر قبضہ کر لیا پھر اس نے اس کی طرف مراکش سے فوج بھیجی تو انہوں نے برابرہ سوس کے مرکز پر حملہ کر دیا اور ان کے چالیس سے زیادہ سردار قتل ہو گئے اور ان مقتولین میں ان کا شیخ حیون بن ابراہیم بھی تھا۔ پھر اس کے بیٹے ابو عامر کا اپنے باپ کی ناراضگی اور اس کی مخالفت سے دل تنگ ہو گیا تو وہ ۶۸۷ھ کے آغاز میں اپنے وزیر ابن عطا کے ساتھ تلمسان چلا گیا پس عثمان بن عمر اس نے انہیں پناہ دی اور ان کے لئے مکان تیار

کیا اور وہ کئی روز تک اس کے ہاں ٹھہرے رہے پھر سلطان کو اپنے بیٹے پر اسی طرح رہم آ گیا جیسے بیٹے کو اس پر رحم آ گیا تھا تو وہ اس سے راضی ہو گیا اور اسے اس کی جگہ پر واپس کر دیا اور عثمان بن عمر اس نے مطالبہ کیا کہ وہ ابن عطا کو اس کے سپرد کر دے جو اس کے بیٹے کے ساتھ غنائم پیدا کرنے والا ہے تو اس نے اپنی پناہ کے ضائع کرنے اور اپنے عہد کے توڑنے سے انکار کیا اور اپنی بیٹی سے سخت کلامی کی تو اس نے اس پر حملہ کیا اور اسے قید کر دیا تو سلطان کے دل میں پوشیدہ اور قدیم کینے اور متواتر خیالات جوش مارنے لگے اور اس نے تلمسان سے جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا۔

فصل

عثمان بن عمر اس کے ساتھ از سر نو فتنہ کے

پیدا ہونے اور سلطان کے شہر تلمسان کے

ساتھ جنگ اور مقابلہ کرنے کے حالات

ان دونوں قبیلوں کے درمیان جب سے انہوں نے صحرا میں حراء طویہ سے لے کر صافلیک تک جولانگا ہیں بنائی تھیں قدیم فتنہ پایا جاتا ہے اور جب یہ کول چلے آئے اور مغرب اوسط اور اقصیٰ کے مضافات پر قابض ہو گئے تو بھی ان میں مسلسل جنگیں ہوتی رہیں اور موحدین کی حکومت اپنے اختلال و التیام کے وقت ان کے درمیان جنگ بھڑکا کر ان سے مدد طلب کرتی رہی جس کی وجہ سے ان کے احوال فریب کھاتے رہے اور ان کی جنگیں مسلسل ہوتی رہیں اور عمر اس بن زیان اور ابو یحییٰ بن عبدالحق کے درمیان وہاں ایسی جنگیں ہوئیں جن میں سے ہم نے بعض کا حال بیان کیا ہے اور ان میں سے بعض جنگوں میں موحدین نے عمر اس پر فتح پائی اور ابو یحییٰ بن عبدالحق کو اپنے قبیلے کی کثرت کی وجہ سے اکثر غلبہ حاصل رہا ہاں عمر اس اپنی بقیہ جنگوں میں اس کی مقاومت کے درپے رہا اور جب بنی عبدالمؤمن کا نشان مٹ گیا اور یعقوب بن عبدالحق ان کی حکومت پر مسلط ہو گیا اور ان کی فوجیں اس کے مددگاروں میں شامل ہو گئیں اور وہ دگنی ہو گئی تو اس کی حکومت نے عمر اس کی حکومت پر انفسوس کیا اور غلامی میں اس پر حملہ کر دیا جہاں مشہور جنگ ہوئی پھر اس نے دوسری اور تیسری بار اس پر حملہ کیا اور جب یعقوب بن عبدالحق کے قدم اس کی حکومت میں استوار ہو گئے اور اس نے مغرب اور اس کے بقیہ شہروں کو مکمل طور پر فتح کر لیا اور اس نے عمر اس کو اس کی مقامت کی طرف بڑھنے سے روک دیا اور اس کی فوج کو شکست دے کر اور اس کے گھر میں مقابلہ کر کے اور بنی تو جین اور مفر اوہ میں سے جو اس کے ہمسرز تھے اور ان کی مدد کر کے اس کے قویٰ کو کمزور کر دیا پس اس کے بعد وہ جہاد کی طرف لوٹ گیا اور جیسا کہ ہم نے اس کے حالات میں بیان کیا ہے اُسے اوکاموں کی نسبت اس میں دلچسپی تھی اور جب وہ واپس آیا تو اندلس میں سلطان یعقوب بن عبدالحق کو جو مقام حاصل تھا اس سے ابن الاحمر کو شک پیدا ہوا

اور اسے اپنی حکومت کے بارے میں اس سے خوف پیدا ہو گیا اور اس نے اسے اپنے کنارے کی طرف آنے سے روکنے کے لئے طاغیہ کی مدد کی پھر انہیں خدشہ ہوا کہ وہ اس کی مدافعت پر ٹھہر نہ سکیں گے تو انہوں نے اسے روکنے کے لئے نصر اس سے خط و کتابت کی اور اس نے انہیں اس کا جواب دیا اور اس کے لئے اپنے عزائم کو کھلم کھلا بیان کیا اور پھر وہ اس کے خلاف متحد ہو گئے پھر ابن الاحمر اور طاغیہ کے درمیان حالات خراب ہو گئے اور اسے یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ دوستی کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا پس اس نے اس کے بیٹے یوسف بن یعقوب کے واسطے سے دوستی کی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور انہوں نے اسے ان کی مدد کے بارے میں نصر اس کی پوشیدگی کی اطلاع دی تو اس نے ۶۸۹ھ میں اس سے جنگ کی اور خرزوندہ میں اسے شکست دی اور اس نے تلمسان میں اس سے جنگ کی اور اس کے میدان میں اپنے دشمن کو جوینی توہین میں سے تھا خوب لٹاڑا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں پھر وہ اپنے جہاد کے کام کی طرف واپس آ گیا۔

نصر اس بن زیان کی وفات: اور ۶۸۹ھ میں واپسی پر نصر اس بن زیان فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹے عثمان کو ولی عہد مقرر کیا ان کا خیال تھا کہ وہ بنی مرین سے جنگ کرنے اور ان پر غالب آنے کا خیال نہیں کرے گا اور نہ ہی صحرا میں ان کے مقابلہ کو نکلے گا اور جب وہ اس کی طرف آئیں گے تو یہ ان کے مقابلہ میں دیواروں کی پناہ لے گا ان کا خیال تھا کہ وہ مراکش پر بنو مرین کے غالب آ جانے اور موحدین کے سلطان کے ان کے سلطان کے ساتھ مل جانے سے ان کی قوت بڑھ جائے گی اور ان کے خیال میں اس نے اپنی وصیت میں اسے کہا کہ یہ بات تجھے دھوکہ نہ دے کہ میں نے اس کے بعد ان کی طرف رجوع کرنا اور ان کے مقابلہ کو چھوڑنا پسند نہیں کیا اور لوگ اس بات کو جانتے ہیں مگر تجھے ان کے مقابلے سے پیچھے ہٹنے میں کوئی نقصان نہیں کیونکہ اس بارے میں تجھے کوئی معین مقام حاصل نہیں اور نہ کوئی پرانی عادت ہے اور اپنے پیچھے افریقہ پر غالب آنے کے لئے پوری جدوجہد کر اور اگر تو نے یہ کام کر لیا تو یہی مقابلہ اور یہی وصیت ہے ان کا خیال ہے کہ اس کے بعد اسی بات نے عثمان اور اس کے بیٹوں کو افریقہ کی حکومت کو طلب کرنے اور بجایہ سے جنگ کرنے اور موحدین کے ساتھ لڑنے کے لئے آمادہ کیا تھا اور جب نصر اس فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا بنی مرین سے مصالحت کرنے گیا تو اس نے اپنے بھائی محمد کو سلطان یعقوب بن عبدالحق کے پاس بھیجا اور وہ سمندر پار کر کے اس کے پاس اندلس گیا اور اس نے ۶۸۲ھ میں اسے مراکش میں ملا تو اس نے اس سے مصالحت کا معاہدہ طے کیا اور اسے خوشی خوشی اپنے بھائی اور اس کی قوم کی طرف لوٹا دیا۔

یعقوب بن عبدالحق کی وفات: اور اس کے بعد ۶۸۵ھ میں یعقوب بن عبدالحق فوت ہو گیا اور اس کے بیٹے یوسف بن یعقوب نے امارت سنہالی اور ہرجت سے خوارج نے اس پر حملہ کر دیا تو اس نے ان کے لئے تیاری کی اور ان کا قلع قمع کیا پھر آخر میں اس کے بیٹے نے سلطان کے وزیر محمد بن عطوا کی مدد سے اس کے خلاف بغاوت کر دی جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے پھر وہ اپنے باپ کی اطاعت میں لوٹ آیا اور وہ اس سے راضی ہو گیا اور اسے اپنے دارالخلافہ میں دوبارہ وہی مقام دے دیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ عثمان بن نصر اس نے ابن عطوا کا مطالبہ کیا جس نے اس کے بیٹے کے ساتھ اس کے خلاف بغاوت کی تھی تو عثمان نے اس کے سپرد کرنے سے انکار کیا اور سلطان کو قصداً گیا اور اس نے ان سے جنگ کرنے کا عزم کر لیا اور صفر ۶۸۷ھ کو مراکش سے کوچ کر گیا اور وہاں اپنے بیٹے امیر ابو عبد الرحمن کو حاکم مقرر کیا پھر اسی سال کے ربیع الاول میں قاس سے اپنی فوجوں اور تمام اہل مغرب کے ساتھ اس سے جنگ کرنے کو گیا اور تلمسان میں اترا جہاں عثمان اور

اس کی قوم قلعہ بند ہو گئے اور انہوں نے اس کی دیواروں میں اس سے پناہ لی تو اس نے اس کے نواح میں آبادیوں اور کھیتوں کو جا کر برباد کر دیا پھر ذراع الصایون کے میدان میں اترا پھر تادمہ گیا اور چالیس روز تک اس کا محاصرہ کیا اور اس کے درختوں اور سبزوں کو برباد کیا اور جب وہ فتح نہ ہو سکا تو وہاں سے چلا گیا اور مغرب لوٹ آیا اور بلاد بنی برناتن میں عین الفصا پر عید الفطر کی عبادت کی اور عید الاضحیٰ کی قربانی تازی میں دی اور وہاں ٹھہرا رہا اور وہیں سے وہ طاغیہ کی بغاوت کے وقت جنگ کے لئے گیا۔

فصل

طاغیہ کے بغاوت کرنے اور سلطان کے اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے جانے کے حالات

جب سلطان تھمان سے جنگ کر کے واپس لوٹا تو اسے اطلاع ملی کہ طاغیہ شانجہ نے بغاوت کر دی ہے اور عہد توڑ دیا ہے اور سرحدوں سے آگے گزر گیا ہے اور سرحدوں پر حملہ کر دیا ہے تو اس نے میگزین کے قائد یوسف بن برناس کو دارالحرب میں داخل ہونے اور شریش سے جنگ کرنے اور طاغیہ کے بلاد پر غارت گری کرنے کے لئے اشارہ کیا پس وہ ربیع الاخر ۶۹۰ھ میں اس کے لئے تیار ہوا اور اس میں کھس گیا اور اس کی اطراف میں دور تک چلا گیا اور بہت قتل و قتل کیا اور سلطان تازی سے جنگ کرتے ہوئے جمادی الاول میں اس کے پیچھے گیا اور قصر معمورہ میں اترا اور اہل مغرب اور اس کے قبائل اور نفراوہ کو جنگ کے لئے جمع کیا اور انہیں سمندر پار لے جانے میں مشغول ہو گیا اور طاغیہ نے اپنے بحری بیڑوں کو روانگی میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے آبنائے جبرالٹر کی طرف بھیجا اور سلطان نے اپنے سواہل کے بحری بیڑوں کے افسروں کو اشارہ کیا اور انہیں جنگ کے لئے بھیجا اور شعبان میں آبنائے جبرالٹر میں بحری بیڑوں کی جنگ ہوئی اور مسلمان منتشر ہو گئے اور اللہ نے انہیں آزمایا پھر اس نے دوبارہ ان سے جنگ کی اور دشمن کے بحری بیڑوں نے جنگ سے بزدلی دکھائی اور آبنائے جبرالٹر سے چلے گئے اور سلطان کے بحری بیڑوں نے اس پر قبضہ کر لیا پس وہ رمضان کے آخر میں گیا اور طرین میں اترا پھر جنگ کرتا ہوا دارالحرب میں داخل ہو گیا اور تین ماہ تک قلعہ بحیر سے جنگ کرتا رہا اور ان کی ناکہ بندی کر دی اور دشمن کی زمین میں فوجیں بھیجیں اور شریش اشبیلیہ اور اس کے نواح پر غارت گردستے بھیجے یہاں تک کہ اس نے حد درجہ تک قتل و قتل کیا اور جہاد کی ضرورت کو پورا کیا اور موسم سرما میں اسے تنگ کیا اور فوج سے غلہ روک لیا تو وہ قلعہ سے چلا گیا اور الجزیرہ کی طرف لوٹ آیا پھر ۶۹۱ھ کے آغاز میں مغرب کو گیا اور طاغیہ نے اسے روکنے کے لئے ایک دوسرے کی مدد کی جیسا کہ ہم بیان

فصل

ابن الاحمر کے بغاوت کرنے اور طریف کے

معاملے میں اس کے طاغیہ کی مدد کرنے کے

حالات

جب سلطان ۶۹۹ھ کے شروع میں اپنی جنگ سے واپس آیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور اس نے دشمن کو حد درجہ زخمی کیا اور اس کے بلاد میں خوب خونریزی کی پھر طاغیہ کو اس کے معاملے نے پریشان کیا اور اس کا باؤ اس پر سخت ہو گیا تو اس نے اس کے سوا کوئی اور رازدار تلاش کیا اور ابن الاحمر اس کے شر سے خوف زدہ ہو گیا اور اس نے دیکھا کہ اس کے حالات کا انجام اندلس میں غلبہ کی صورت میں ہوگا اور وہ اس کے مہم پر غالب آ گیا پس اس نے طاغیہ سے گفتگو کی اور مشورہ کے لئے الگ ہو گئے اور انہوں نے بیان کیا کہ اس کا ان کی طرف آنے میں کامیاب ہونا وہ آہستہ آہستہ جبرالٹری مسافت کے قریب ہونے سے ہے اور اس کے دونوں کناروں پر مسلمانوں کی سرحدوں کا انتظام ابن کے دشمنوں اور جہازوں کے تصرف میں ہے وہ جب چاہیں بحری بیڑوں کے بغیر بھی ان کا انتظام کر سکتے ہیں اور ان سرحدوں کی اصل طریف ہے اور جب وہ اس پر قابو پالیں گے تو وہ آہستہ آہستہ جبرالٹری میں ان کے لئے نگہبان ہوگی اور ان کا بحری بیڑا اپنی بندرگاہ پر جا کے مغرب کے بحری بیڑوں کی گھات میں تھا جو اس سمندر کی موجوں میں گھسے ہوئے تھے پس طاغیہ نے طریف سے جنگ کرنے کا عزم کر لیا اور اسے خیال تھا کہ ابن الاحمر اس بارے میں اس کی مدد کرے گا اور اس نے جنگ کے ایام میں اس کے ساتھ فوج کی خوراک کے لئے مدد اور غلہ دینے کی شرط کی اور انہوں نے اس معاملے میں ان سے تعاون کیا اور طاغیہ نے نصرانی فوجوں کو راستے میں بٹھا دیا اور اس سے پہلے زور جنگ کی اور آلات نصب کئے اور مدد اور غلہ کو روک لیا اور اس کے بحری بیڑے آہستہ آہستہ جبرالٹری میں اتر پڑے اور سلطان اور ان کے مسلمان بھائیوں کی مدد میں حائل ہو گئے اور ابن الاحمر نے مابقہ میں اس کے قریب پڑاؤ کیا اور اسے ہتھیاروں، نو جوانوں اور غلہ کی مدد دی۔

قلعہ اصطبو نہ سے جنگ: اور قلعہ اصطبو نہ سے جنگ کرنے کے لئے فوج بھیجی اور محاصرہ لہا کرنے بعد اس پر غلبہ پالیا اور مسلسل چار ماہ تک یہی حال رہا یہاں تک کہ اہل طریف کو تکلیف پہنچی اور محاصرہ سے تنگ آ گئے تو انہوں نے شہر سے دست بردار ہونے اور صلح کے بارے میں طاغیہ سے خط و کتابت کی پس اس نے ان سے صلح کر لی اور انہیں ۶۹۹ھ میں دست بردار کر دیا اور ان سے اپنا عہد پورا کیا اور جب انہوں نے معاہدہ کر لیا تو ابلی الاحمر نے اس سے طاغیہ کے دست بردار ہونے کا عہد

نظر کی تو اس نے اس سے اعراض کیا اور اسے مخصوص کر لیا حالانکہ وہ اس سے پہلے اس کے لئے اس کے عوض چھ قلعوں سے دست بردار ہو چکا تھا۔ پس ان دونوں کے درمیان حالات خراب ہو گئے اور ابن الاحمر نے سلطان سے تمسک کرنے اور اس کے اہل ملت کی طاغیہ کے خلاف جدوجہد کی طرف رجوع کیا اور اپنے عم زاد رئیس ابو سعید فرج بن اسمیل بن یوسف اور اپنے وزیر ابو سلطان عزیز الدانی کو اپنے دارالخلافہ کے باشندوں کے وفد میں تجدید عہد اور تاکید مودت اور طریف کے معاملے میں زبردست معذرت کرنے کے لئے بھیجا۔ پس وہ اسے تازو طا کی جنگ میں اس کے مقام پر اسے ملے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔ پس انہوں نے صلح کا پختہ معاہدہ کیا اور وہ ۶۹۲ھ میں ابن الاحمر کی مواخات اور تہ جوڑی کی غرض کو پورا کر کے اس کے پاس واپس آ گئے اور اس دوران میں اندلس کے میگزینوں کا قیصر علی بن یزکان ربیع الاول ۶۹۲ھ میں فوت ہو گیا اور سلطان نے اس کے ولی عہد بیٹے امیر ابو عامر کو اندلس کی مطیع سرحدوں پر امیر مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ ان کے مصالح پر غور و فکر کرے اور اس نے اسے فوجوں کے ساتھ قصر الجاز کی طرف بھیجا جہاں اسے سلطان ابن الاحمر ملا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے واللہ اعلم۔

فصل

ابن الاحمر کے سلطان کے پاس آ جانے اور طنجہ

میں ان دونوں کے ملاقات کرنے کے حالات

جب اپنی اپنی پزیرائی اور ضروریات کی تکمیل اور مواخات کے مقاصد کی استواری کے بعد ابن الاحمر کی طرف واپس آئے تو ابن الاحمر کو یہ بہت اچھا موقع ہاتھ آیا اور وہ خوشی سے مجوم اٹھا تو اس نے محبت کے پختہ کرنے اور واقعہ طریف کے بارے میں مکمل طور پر معذرت کرنے اور مسلمانوں کی امداد کرنے اور انہیں دشمن کے مقابلہ میں کامیاب کرنے کے لئے سلطان کے پاس جانے کا پختہ عزم کر لیا۔ پس وہ ارادہ کر کے ذوالقعدہ ۶۹۲ھ میں سمندر پار کر گیا اور سترہ کے کناروں پر نبیوش میں اترا پھر طنجہ چلا گیا اور اپنی گفتگو سے قبل سلطان کے پاس تحائف بھیجے جن میں سب سے شان دار تحفہ وہ مصحف کبیر تھا جو ان مصاحف میں سے ایک تھا جو حضرت عثمان بن عفان نے مخصوص علاقوں میں بھیجے تھے ان میں سے یہ مصحف مغرب کے لئے مختص تھا جیسا کہ سلف نے نقل کیا ہے اور ابو امیہ قرطبہ میں اس کے یکے بعد دیگرے وارث ہوتے تھے پس سلطان کے دونوں بیٹوں امیر ابو عامر اور اس کے بھائی امیر ابو عبد الرحمن نے اسے حاصل کیا اور اس کے اعزاز میں جلسہ کیا پھر سلطان اپنے دارالخلافہ سے ان دونوں کے پیچھے اسے حاصل کرنے اور اس کے خیر مقدم کرنے کے لئے آیا اور وہ طنجہ میں اس کے پاس آیا اور اس کی حد درجہ نگریم کی۔

اور ابن الاحمر نے طریف کے معاملے میں بڑی لمبی چوڑی عذر خوانی کی تو سلطان نے ملامت سے عدول و اعراض

کیا اور اس کے عذر کو قبول کیا اور اس سے حسن سلوک کیا اور بہت کچھ دیا اور ابن الاحمر اس کے لئے الجزیرہ زندہ غریبہ اور اندلس کی سرحدوں کے ہیں قلعوں سے دست بردار ہو گیا جو قبل ازیں حاکم مغرب کی اطاعت میں شامل تھے اور اس کی فوجوں کی فرد گاہ تھے اور ابن الاحمر ۶۹۲ھ کے آخر میں اندلس کی طرف شاد کام واپس آیا اور سلطان کی فوجیں اس کے ساتھ طریف کے محاصرے کے لئے گئیں اور اس نے اس کے ساتھ جنگ کے لئے اپنے مشہور وزیر عمر بن السعد و بن الخرباش جشمی کو سالار مقرر کیا پس اس نے ایک عرصہ تک اس سے جنگ کی مگر اسے سر نہ کر سکا اور وہ وہاں سے چلا گیا اور سلطان نے تلمسان کے ساتھ جنگ کرنے اور اس کا محاصرہ کرنے کا ارادہ کر لیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

ریف کی جہات میں وزیر و ساطی کے قلعہ تاز و طا

کوروند نے اور سلطان کے اس سے دست بردار

ہونے کے حالات

یہ بنو وزیر بنی مرین کی طرف سے بنی واطاس کے رؤساء تھے اور ان کا خیال ہے کہ ان کا نسب بنی مرین میں داخل ہے اور یہ کہ وہ علی بن یوسف بن تاشفین کی اس اولاد میں سے ہیں جو صحرائیں چلی گئی تھی اور بنی واطاس کے ہاں اتری تھی اور ان کی رگیں ان میں جذب ہو گئیں یہاں تک کہ ان کے مشابہ ہو گئے اور اس وجہ سے السعد ہمیشہ بنی ان کی آنکھوں کے سامنے چار زانو ہو کر بیٹھے اور ریاست نے ان کی ناک چڑھا دی اور وہ اولاد عبدالحق سے اچانک حکومت حاصل کرنا چاہتے تھے مگر انہوں نے اس کی سکت نہ پائی۔

اور جب سعید تلمسان سے جنگ کرنے کے لئے تازی میں اتر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور امیر ابو یحییٰ بن عبدالحق ان کے شہر میں گیا تو انہوں نے اس پر اچانک حملہ کرنے کے بارے میں مشورہ کیا اور ان کے معاملے میں چوکنہ ہو گیا اور کوچ کر گیا تو وہ بھی بلاد بنی یرناس میں غوار اور عین الصفا کی طرف بھاگ گئے اور وہاں پر اسے سعید کی وفات کی خبر ملی اور جب سے بنی مرین مغرب میں داخل ہوئے تھے اور اس کی عملداریوں کو باہم تقسیم کیا تھا۔ بلاد الریف بنی واطاس کے حصے میں آئے تھے اور اس کے مضافات میں ان کے اترنے کے لئے اور اس کے شہر اور رعایا ان کے ٹیکس کے لئے تھے اور مغرب میں اس جگہ پر تاز و طا کا قلعہ سب سے مضبوط تر تھا اور اولاد عبدالحق کے ملک اس کے بارے میں فکر مند رہتے تھے اور اسے اپنے با اعتماد دوستوں میں شمار کرتے تھے تاکہ وہ اس قبیلے کے لوگوں کی پیشانی کو پکڑنے والا ہو اور جب وہ اس کی طرف دیکھتے تھے تو ان کے دلوں میں اس سے غم پیدا ہوتا تھا اور سلطان نے منصوبہ کیا کہ اس کے بھائی ابو مالک کا بیٹا تھا اس کے بیٹے امیر

اسلمین یعقوب بن عبدالحق کے فوت ہو جانے کے بعد اس کا امیر مقرر کیا تھا اور اس عہد میں عمر بن یحییٰ بن الوزیر اور اس کا بھائی واطاس کے رئیس تھے پس انہوں نے اس کے باپ کی وفات کے بعد سلطان کے حکم کو حقیر سمجھا اور انہیں تاز و طا میں بغاوت کرنے اور خود مختار بن جانے کا خیال آ گیا۔

عمر کا منصور پر حملہ: یحییٰ عمر نے سلطان کے پیچھے منصور پر شوال ۶۹۱ھ میں حملہ کر دیا اور اس کے آدمیوں اور رشتہ داروں کو اچانک پکڑ لیا اور اسے وہاں سے ہٹا دیا اور اس کے محل میں ٹیکس کا جو مال پڑا تھا اس پر قابو پا کر اس کا صفایا کر دیا اور خود مختار بن بیضا اور قلعے کو اپنے جوانوں مددگاروں اور اپنی قوم کے سرداروں سے بھر لیا اور منصور سلطان کے پاس پہنچ گیا اور جوڑک اسے پہنچی تھی اس کے صدمے سے نجات پا کر چند راتوں میں فوت ہو گیا اور سلطان نے اپنے مشہور وزیر عمر بن السعد بن عرباش کو فوجوں کے ساتھ اس سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے اس کا محاصرہ کر لیا پھر سلطان بھی اس کے پیچھے گیا اور اس سے جا ملا اور اس نے بھی اس کے میدان میں اپنا پڑاؤ کر لیا اور عمر کا بھائی عامر اس معاملے کے انجام کے خوف سے اپنی قوم کے ساتھ سلطان کے پاس چلا آیا اور عمر کا محاصرے کی شدت سے ڈر گیا اور بچتے سے نا اُمید ہو گیا اور اسے اپنے محصور ہونے کا یقین ہو گیا اور اس نے اپنے بھائی عامر سے سازش کی اور اس نے سلطان سے قلعے میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دے دی اور اس نے اپنا ذخیرہ اٹھایا اور تلمسان کی طرف بھاگ گیا اور عامر جب قلعے میں گیا تو اسے معلوم ہو گیا کہ اس کے بھائی عمر کے لئے فضا صاف ہو گئی ہے اور وہ سلطان کے شر سے ڈر گیا اور اُسے خدشہ ہوا کہ وہ اس سے اپنے پیچھے کا بدلہ لے گا تو وہ قلعہ میں قلعہ بند ہو گیا۔ پھر نادم ہوا اور اس دوران میں اندلس کا وفد پہنچ گیا اور انہوں نے اپنے بحری بیڑوں کو عسائیر کی بندرگاہ پر ٹھہرا دیا اور عامر نے ان کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ سلطان کے ہاں اپنی وجاہت کے باعث اس کے پاس اس کی سفارش اس شرط پر قبول کر لی گئی کہ وہ اندلس چلا جائے اور اس نے اسے ناپسند کیا اور اس کا ایک خاص آدمی انہیں دھوکہ دینے کے لئے بحری بیڑے کو اس کے سامنے لے گیا اور وہ رات کو تلمسان چلا گیا تو سلطان نے کچھ وقت کے لئے اس کے بیٹے کو پکڑ لیا اور اس کے خواص میں جو لوگ بحری بیڑے والوں کے پاس تھے ان کو انہوں نے چھوڑ دیا اور وہ ان کے سلطان کے پاس جانے سے الگ رہے کیونکہ ان کے ساتھ عامر نے فریب کیا تھا پس ان کے اتباع قرابت داروں اور اولاد میں سے جو لوگ قلعے میں تھے وہ سلطان کے حکم سے قتل کئے گئے اور سلطان نے قلعہ تاز و طا پر قبضہ کر لیا اور وہاں اپنے کارندے اور پھرے دارا تارے اور ۶۹۲ھ کے جمادی الاول کے آخر میں اپنے دارالحلائے فاس میں واپس آ گیا۔

فصل

سلطان کے بیٹے ابو عامر کے بلا دار لریف اور

جہات غمارہ کی طرف آنے کے حالات

ابن الاحرار کے سلطان کے پاس جانے اور اس کے ساتھ راضی ہو جانے اور اس کے ساتھ پختہ مواخات کرنے اور اپنے وزیر کو طریف سے جنگ کرنے پر آمادہ کرنے اور قلعہ تازو طاسے وزیر کی باغی اولاد کو اتارنے کے بعد ابو عامر قمر معسوب سے بلا دار لریف کی طرف آ گیا کیونکہ اس کا باپ اپنے احوال کی تسکین کے لئے اس کا محتاج تھا اور امیر ابو یحییٰ بن عبدالحق کے لڑکے تلمسان چلے آئے کیونکہ سلطان کے دل میں ان کے متعلق چٹلی کے باعث کینہ تھا پس وہ کئی روز تک وہاں ٹھہرے رہے پھر انہوں نے سلطان سے مہربانی کی درخواست کی اور اسے راضی کرنا چاہا تو وہ راضی ہو گیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی قوم اور حکومت میں اپنا مقام پر واپس چلے جائیں اور امیر ابو عامر کو بھی اطلاع پہنچ گئی جب کہ وہ ریف میں اپنے پڑاؤ میں تھا پس اس نے راستے میں ان کے قتل کرنے کی ٹھان لی۔ اس کا خیال تھا کہ اس طرح وہ اپنے باپ کو راضی کرے گا۔

اور اس نے ۶۹۵ھ میں طویہ کی وادی قلعہ میں انہیں روکا اور قتل کر دیا اور سلطان کو بھی اس کی اطلاع مل گئی تو وہ پریشان ہو گیا اور اپنے بیٹے کی عہد شکنی اس کے فضل اور تاراضگی سے ہزاری کا اظہار کیا اور اسے دور کر دیا پس وہ تاراض ہو کر چلا گیا اور بلا دار لریف میں پہنچ گیا پھر جبل غمارہ کی طرف چلا گیا اور ہمیشہ ہی ان کے درمیان دھکارا ہوا پھر تاراپلا اور اس کے باپ کی فوجوں نے میمون بن ورداد حسی کی نگرانی اور پھر یزید بن الولاء کی نگرانی کے لئے تامیہوت میں اس سے جنگ کی اور اس نے کئی بار ان پر حملہ کیا اور آخری حملہ ۶۹۷ھ میں یزید بن یزید کی حکومت کے مورخ الرکبی نے بیان کیا ہے کہ جبل غمارہ سے اس کا خروج ۶۹۳ھ میں ہوا اور اس کے بعد اس نے امیر ابو یحییٰ کی اولاد کو ۶۹۵ھ میں قتل کیا اس نے ان کی بغاوت کی جگہ پر ان سے جنگ کی اور انہیں قتل کیا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور مسلسل اس کی یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ جبال غمارہ میں بنی سعید میں ۶۹۸ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے اعضاء قاس میں لائے گئے اور اسے باب الفتوح میں اس کی قوم کے قبرستان میں دفن کیا گیا اور اس نے دو لڑکے پیچھے چھوڑے جنہیں ان کا دادا سلطان نے لے گیا جو اس کے بعد خلیفہ ہوئے جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

تلمسان کے بڑے محاصرے اور اس کے

درمیان ہونے والے واقعات کے حالات

عثمان بن عمر اس نے ۶۹۹ھ میں سلطان کے چلے جانے اور طاعیہ اور ابن الاحمر کے اس کے خلاف بغاوت کرنے کے بعد اپنی توجہ ان دونوں کی حکومت کی طرف پھیر دی اور ۶۹۹ھ میں اپنی حکومت کے پروردہ ابن بریدی کو طاعیہ کے پاس بھیجا اور طاعیہ نے اسے اپنی قوم کے بڑے ایٹمی الریک ریکس کے ساتھ بھیجا پھر اس کے خواص میں سے الحاج مسعود اس کے پاس واپس آیا اور اس کی اس سے تھ جوڑی ہو گئی جس سے خیال کیا جاتا ہے کہ اس نے اپنے بچاؤ کے لئے ایسا کیا اور سلطان نے اسے اپنے پرزیدتی سمجھا اور اپنے دل میں اس کے لئے کینہ رکھا یہاں تک کہ وہ اندلس کے معاملے سے فارغ ہو گیا۔

طاعیہ شانجہ کی وفات: اور طاعیہ شانجہ اپنی حکومت کے گیارہویں سال ۶۹۳ھ میں فوت ہو گیا اور ۶۹۳ھ میں سلطان اندلس کے حالات کے مشاہدہ کے لئے طنجہ کی طرف کوچ کر گیا تو سلطان ابن الاحمر کے پاس گیا اور طنجہ میں اس سے ملاقات کی اور مواخات کو اس سے مستحکم کیا اور جب اسے اندلس کے حالات کے پرسکون ہونے کا یقین ہو گیا اور ابن الاحمر ان تمام سرحدوں سے دستبردار ہو گیا جن پر طاعیہ کا قبضہ تھا اور اس نے تلمسان سے جنگ کی ٹھان لی اور اس سے قبل ثابت بن مندیل مفرادی ابن عمر اس کے خلاف فریادی بن کر اور اس کی قوم سے کمک مانگتے ہوئے اس کے پاس گیا تو اس نے اسے قبول کیا اور اسے پناہ دی اور لوگوں کو ۶۹۳ھ میں قحط نے آ لیا اور ایک سال وہ تکلیف برداشت کرتے رہے اور کمزور ہو گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر رحم کیا اور بافراغت نعمتیں دیں اور لوگ اپنی پہلی خوشحالی کی طرف واپس آ گئے اور ۶۹۳ھ میں امیر مفرادہ ثابت بن مندیل عثمان بن عمر اس سے مدد مانگتے ہوئے اس کے پاس گیا تو اس نے اپنی قوم کے بڑے آدمی موسیٰ بن ابی حمو کو ثابت بن مندیل کے بارے میں سفارشی بنا کر تلمسان کی طرف بھیجا تو عثمان نے اسے نہایت بری طرح واپس کیا اور نہایت برا جواب دیا پس اس نے اس کے بارے میں انہیں دوبارہ پیغام بھیجا۔ مگر وہ اصرار میں بڑھ گئے تو اس نے ان کے ملک سے جنگ کرنے کا عزم کر لیا اور اس کے لئے تیاری کی اور ۶۹۳ھ میں تیار ہو کر بلاد تادور پر تک پہنچ گیا جو بنی مرین اور بنی عبدالواد کی ملحقہ سرحد ہے اس کی ایک جانب سلطان ابو یعقوب کا عامل تھا اور دوسری جانب عثمان بن عمر اس کا عامل تھا پس سلطان نے ابن عمر اس کے عامل کو نکال دیا اور اس عہد میں جو قلعہ وہاں موجود ہے اس کی حد بندی کی اور خود اس کی ذمہ داری لی وہ صبح و شام کارگروں کو وہاں لے جاتا اور اسی سال کے ماور مغنان میں اس کی تعمیر کو مکمل کیا اور اسے اپنے ملک کی سرحد بنایا اور بنی عسکر کو اس کی حفاظت اور اس کے شکافوں کو بند کرنے کے لئے اتارا اور ان پر اپنے بھائی ابو یحییٰ بن

یعقوب کو امیر مقرر کیا اور اٹلے پاؤں الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا۔

تلمسان سے جنگ: پھر وہ ۶۹۵ھ میں قاس سے تلمسان کی طرف جنگ کرنے گیا اور وجہ کے پاس سے گزرا اور اس کی فصلیوں کو گرا دیا اور مسیفہ اور الزعادۃ پر حطب ہو گیا اور ندروم تک پہنچ گیا اور چالیس روز تک اس سے جنگ کی اور متحیق کے ساتھ اس پر پتھراؤ کیا اور اس کی ناکہ بندی کردی مگر وہ اسے صبر نہ کر سکا تو عید الفطر کے دوسرے روز وہاں سے چلا گیا پھر اس نے ۶۹۶ھ میں تلمسان سے جنگ کی اور عثمان بن غفر اس کی مدافعت کے لئے نکلا پس اس نے اسے شکست دی اور اسے تلمسان میں روک دیا اور اس کے میدان میں اترا اور اس کے بہت سے باشندوں کو قتل کر دیا اور کئی روز تک اس سے جنگ کرتا رہا پھر وہاں سے چلا گیا اور مغرب کی طرف واپس آ گیا اور اس سال کی عید الاضحیٰ کی قربانی تازی میں ادا کی اور وہاں ابی ثابت بن مندیل کی پوتی کی شادی کی اور اس نے وہاں قاس سے باہر جبر ۱۱۲۰ھ میں اپنے دادے کے قتل ہونے سے پہلے رشتہ داری کی تھی جسے بنی ورتاجن کے ایک آدمی نے اپنے خون کے بدلے میں قتل کیا تھا پس سلطان نے اس کے قاتل سے اس کا بدلہ لیا اور اپنی پوتی کی شادی کی اور قهر تازی کے بنانے کا اشارہ کیا اور ۶۹۷ھ کے شروع میں قاس واپس آ گیا پھر مکناسہ کی طرف کوچ کر گیا اور قاس کی طرف پلٹ آیا پھر جمادی الاول میں تلمسان سے جنگ کرنے گیا اور وجہ سے گزرا اور اس نے اس کے بنانے اور اس کی فصلیوں کو مضبوط کرنے کا حکم دیا اور وہاں ایک قصبہ اور رہائشی گھر اور مسجد بنائی اور تلمسان کی طرف اشارہ کیا اور اس کے میدان میں اترا اور اس کی فوجوں نے چاند کے ہالے کی طرح اس کا محاصرہ کر لیا اور وہاں ایک بہت بڑی دور مار کمان نصب کی جس کا نام قوس الزیاد تھا جسے کارنگروں اور انجھنروں نے بنایا اور اسے گیارہ فخروں پر لادا جاتا تھا پھر بھی وہ تلمسان کو فتح نہ کر سکا تو ۱۱۲۱ھ کے شروع میں وہاں سے چلا گیا اور وجہ سے گزرا پس اس نے وہاں پر اپنے بھائی ابو یحییٰ بن یعقوب کی نگرانی کے لئے بنی عسکر کی فوج اتاری جیسا کہ وہ تادر پرت میں اس کی نگرانی کرتے تھے اور اس نے انہیں اشارہ کیا کہ وہ غفر اس کے مضافات میں اس کے راستوں کو خراب کرنے اور انہیں تنگ کرنے کے لئے غازی بھیجیں اور وہ اپنے ساتھی کی مدد سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے اپنا ایک وفد امیر ابو یحییٰ کے پاس اپنی بقیہ قوم کے لئے اس شرط پر امان طلب کرنے کے لئے بھیجا کہ وہ اسے اپنے شہر کی قیادت پر قبضہ دیں گے اور سلطان کی اطاعت اختیار کریں گے پس اس نے ان کے لئے اس قدر خرچ کیا کہ وہ راضی ہو گئے اور وہ اپنی فوجوں کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا اور اہل تادونت نے ان کا اجتماع کیا اور اس نے ان کے تمام مشائخ کو سلطان کے پاس بھیجا تو وہ اس کے دار الخلافہ میں اس کے پاس آئے اور اپنی اطاعت پیش کی تو اس نے اسے قبول کیا اور اس سے التجا کی کہ وہ انہیں اپنے اور ان کے دشمن ابن غفر اس کے قبضہ سے چھڑانے کے لئے ان کے بلاد پر حملہ کرے اور انہوں نے اس کے سامنے اس کے علم و جور کو بیان کیا نیز یہ بھی بتایا کہ جب سلطان اس کام کے لئے کھڑا ہوگا تو وہ ان بلاد کی حفاظت سے در ماندہ ہوگا۔

فصل

تلمسان کے بڑے محاصرے اور اس دوران

میں ہونے والے واقعات کے حالات

جب سلطان نے تلمسان پر چڑھائی کرنے اور اس کا طویل محاصرہ کرنے کا عزم کر لیا تا کہ اس پر فتح پائے اور اسے سیدھا کر دے اور اسے یقین ہو گیا کہ اسے اس کام سے کوئی روکنے والا نہیں تو وہ اپنی فوج کو مکمل طور پر اکٹھا کرنے کے بعد ۶۹۸ھ میں قاس سے اٹھا اور اس نے اپنی قوم میں اعلان کیا اور اپنی فوجوں کو ملا اور انہیں خوب عطیات دیے اور ان کی کمزوریوں کو دور کیا اور پوری تیاری کے ساتھ کوچ کر گیا اور وسط شعبان کو تلمسان کے میدان میں اتر اور وہاں پڑاؤ کر لیا اور اس کی چھاؤنی اس کے محن میں متحرک ہو گئی اور اس نے عثمان بن عمر اس اور اس کی قوم کے محافظوں کو روک دیا اور اس کی تمام آبادی کے ارد گرد فصیلوں کی باڑ بنادی اور اس کے پیچھے ایک بہت گہری خندق کھود دی اور اس کے دروازوں اور شگافوں پر پھرے دار مقرر کر دیے اور اپنی فوجوں کو اس کے محاصرہ کے لئے بھیجا تو وہ اس میں گھس گئے تو انہوں نے اطاعت اختیار کر لی اور اس نے وسط شعبان میں ان کے مشائخ کو بھیجا۔

محاصرہ دھران: پھر اس نے دھران کے محاصرہ اور میدانوں کی تلاش اور شہروں سے جنگ کرنے کے لئے اپنی فوجوں کو بھیجا پس انہوں نے جمادی الاخرہ ۶۹۹ھ میں مازونہ اور اس کے بعد شعبان میں قس اور رمضان میں تالموت قصبات اور تاحر و دکت کو قابو کر لیا اور اسی مہینے میں دھران فتح ہوا اور اس کی فوجیں جہات میں چلی گئیں یہاں تک کہ بجایہ پہنچ گئیں جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور نواح کے لوگوں کے دلوں میں رعب چھا گیا اور اس نے مغراوہ اور تو جین کے مضامقات پر قبضہ کر لیا اور ملن میں اس کی فوجوں نے گشت کی اور اس کے دوستوں نے انہیں مغلوب کر لیا اور ملیانہ، مستغانم، شرشال، بطحاء، وانشرین، المریہ اور تافرکیت جیسے شہروں میں داخل ہو گئیں۔

زیری باغی کی اطاعت: اور برٹک میں بغاوت کرنے والے زیری نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اس نے اطاعت کنندوں سے دوستی کی جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور ان کے پیچھے موحدین نے افریقہ سے ملوک بجایہ اور ملوک تونس کو اس سے خوف زدہ کیا تو انہوں نے اس سے تعلقات پیدا کرنے کے لئے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اسے تحائف وغیرہ دے کر اس سے ملاطفت کی جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور اس نے دیار مصر کے ترکی بادشاہ سے گفتگو کی اور اسے تحائف دیے اور بات چیت کی جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور بنی نمی کے شرقاء مکہ اس کے پاس گئے جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور وہ اس دوران میں جنگ سے کنارہ کشی کر کے محاصرہ کو لمبا کرنے اور جنگ کرنے کی نیت کئے ہوئے تھا ہاں چند یوم اس نے جنگ بھی کی اور ابھی اسے انہیں غلہ دینے والوں پر شدید عذاب نازل کرنے اور پوشیدہ طور پر انہیں خوراک پہنچانے والوں کی گھات

لگانے پر چار پانچ دن نہیں گزرے تھے کہ اس نے گردا گرد فیصلوں کے شامیانوں کو اپنے حکم کا سہارا بنالیا پس ان کی طرف خیال بھی نہیں جاسکتا تھا اور نہ ہی وہاں پر اس کے قیام کی ہمت میں خرابی پہنچ پاتی تھی یہاں تک کہ وہ ایک سو ماہ کے بعد فوت ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور اس نے چھاؤنی کے خیمہ کی جگہ پر اپنی رہائش کے لئے ایک محل کی حد بندی کی اور وہاں نماز کے لئے ایک مسجد بنائی اور اس کے گردا گرد فیصل بنائی بلور لوگوں کو مکان تعمیر کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے وسیع مکانات اور کشادہ منازل اور شان دار محلات تعمیر کئے اور باغات بنائے اور پانی جاری کئے پھر اس نے ۶۰۲ھ میں اس کے گردا گرد فیصل بنانے کا حکم دیا اور اسے شہر بنادیا اور وہ بڑے بڑے وسیع اور آباد اور گرم بازار اور بھرپور عمارت اور مضبوط شہروں میں سے بن گیا اور اس نے حمام اور شفاخانے بنانے کا حکم دیا اور ایک جامع مسجد بنائی اور اس کے لئے بلند اذان گاہ تعمیر کی اور وہ شہروں کی مساجد میں سب سے بھرپور اور بڑی مسجد تھی جس کا نام اس نے منصورہ رکھا اور اس کی آبادی بڑھ گئی اور بازار چالو ہو گئے اور آفاق سے تاجروہاں سامان لے کر آنے لگے اور وہ جنوب کا ایک بے مثال شہر تھا اور آل غزنویں نے اس کی وفات اور اس کی فوجوں کے چلے جانے پر اسے برباد کر دیا تھا حالانکہ اس سے قبل بنو عبدالواحد جی کے حکام نے یہ شہر جیسا کہ ہم بیان کریں گے پس اللہ کی مہربانی نے انہیں آلیا جس کی شان یہ ہے کہ وہ ہلاکت کے بھنور میں پھنسنے والوں کی آگاہ کرے تھا۔

فصل

بلادِ مفر اوہ کے فتح ہونے اور اس دوران

میں ہونے والے واقعات کے حالات

جب سلطان نے تلمسان میں پڑاؤ کیا اور بنی عبدالواد کے نواح پر حطب ہو گیا اور ان کے شہروں کو فتح کر لیا تو وہ مفر اوہ اور بنی تو جین کے مقبوضات کی طرف بڑھا اور ثابت بن مندیل سلطان کے دار الخلافہ فاس میں ۶۹۷ھ میں اس کے پاس گیا اور اپنی پوتی کا اس سے رشتہ کیا تو اس نے اسے اس کا ذمہ دار بنادیا اور ثابت ان کی حکومت میں اپنے اپنی کے فرائض ادا کرتے ہی وفات پا گیا اور سلطان نے اس کی پوتی سے ۶۹۶ھ میں شادی کی جیسا کہ ہم قبل لکھ چکے ہیں۔

اور جب سلطان نے بنو عبدالواد کے مال پر قبضہ کیا تو اس نے اپنی فوجوں کو بلادِ مفر اوہ کی طرف بھیجا اور بنی ورتاجن کے عظماء میں سے علی بن محمد کو ان کا سالار مقرر کیا پس انہوں نے میدانوں پر قبضہ کر لیا اور مفر اوہ کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھگا دیا اور سلطان کے رشتہ دار راشد بن محمد بن ثابت بن مندیل نے ملیانہ میں پناہ لی تو انہوں نے ملیانہ میں اس سے جنگ کی پھر انہوں نے ۶۹۹ھ میں اسے امان دے کر اتارا اور اسے سلطان کے پاس بھیجا تو وہ اسے تپاک اور عزت سے ملا اور اسے اس کے دیگر رشتہ داروں سے ملا دیا پھر انہوں نے تلمس مازونہ اور شرشال کے شہروں کو فتح کیا اور ان کے بلاد

میں سے بر شک کے باغی زبیری بن حناؤ نے اطاعت اختیار کر لی اور اس نے ابن پر اور ان کے تمام بلاد پر عمر بن دینر بن بن حناؤ کو امیر مقرر کیا جس اس بات سے راشد بن محمد ناراض ہو گیا کیونکہ وہ اپنے آپ کو اس کا حق دار سمجھتا تھا اور یہ کہ اس کی بہن سلطان کی پیاری لونڈی تھی اور عمر بن دینر نے اپنی قوم کی امارت کے بارے میں حسد کیا اور جبال حنظلہ میں چلا گیا اور سلطان کے جو عمال اور فوج وہاں تھی اس پر حملہ کر دیا اور اس کی قوم کے مریض دل لوگ اس کے پاس آ گئے اور اس کے پاس اکٹھے ہو گئے۔

اہل مازونہ کی بغاوت: اور انہوں نے اہل مازونہ سے سازش کی تو انہوں نے سلطان کے خلاف بغاوت کر دی اور ربیع الاول ۵۰۷ھ میں انہوں نے اسے اپنی امارت پر قابض کر دیا پھر عمر بن دینر نے اس کی ازموہ کی چھاؤنی میں شب خون مارا اور اسے قتل کر دیا اور سلطان تک خبر پہنچی تو اس نے بنی مرین کی فوجیں بھیجیں اور علی بن حسین بن ابی الطلاق کو اپنی قوم بنی عسکر پر اور علی بن محمد الخیری کو اپنی قوم بنی ورتاجن پر سالار مقرر کیا اور ان دونوں کو آپس میں مشورہ کا حکم دیا اور ان دونوں کے ساتھ اپنی حکومت کے پروردہ علی الحسانی اور ابو بکر بن ابراہیم بن عبد القوی کو شامل کیا جو بنی تو جین کے شریف الاصل لوگوں میں سے تھا اور مفراوہ پر محمد بن عمر بن عبد اللہ کو سالار مقرر کیا لہذا اسے بھی ان کے ساتھ شامل کیا اور انہوں نے راشد کی طرف مارچ کیا اور جب اس نے فوجوں کو دیکھا تو وہ اپنے مفراوہ مددگاروں کے ساتھ بنی یوسعید کے پہاڑ میں چلا گیا اور اس نے اپنے چچا یحییٰ بن ثابت کے بیٹوں علی اور حموکہ مازونہ میں اتارا اور انہیں شہر کو کنٹرول کرنے کا حکم دیا اور وہ پہاڑ پر سے ان کی نگرانی کرنے لگا اور سلطان کی فوجوں نے بلاد مفراوہ میں آ کر اس کے میدانوں پر قبضہ کر لیا اور مازونہ میں قیام کیا اور اس کے میدانوں میں اپنی چھاؤنی میں متحرک ہو گئے اور اس کی ناکہ بندی کر دی اور علی اور اس کی قوم نے بنی مرین کے پڑاؤ پر اچانک حملہ کرنے کو غنیمت جانا پس انہوں نے اسے وہاں پر شب خون مارا اور پڑاؤ منتشر ہو گیا اور علی نے محمد بن الخیری کو گرفتار کر لیا پھر وہ اس کے سامنے ڈٹ گئے اور پڑاؤ پھر اپنے محاصرے کی جگہ پر آ گیا اور ان کی حالت خراب ہو گئی تو حمو بن یحییٰ سلطان کے حکم کے مطابق ان کے پاس گیا تو انہوں نے اسے اس کے پاس بھیج دیا تو اس نے اسے گرفتار کر لیا پھر علی دوسری بار بغیر کسی عہد کے اترے تو انہوں نے اسے گرفتار کر لیا پھر علی دوسری بار بغیر کسی عہد کے اترے تو انہوں نے اسے واپس سلطان کے پاس بھیج دیا تو وہ راشد کو مانوس کرنے کے لئے جو اپنے پہاڑ میں بغاوت کئے ہوئے تھا اس کے ساتھ نہایت عزت و احترام سے پیش آیا اور ۳۰۰۰۰ میں بزدل قوت وہاں کے باشندوں پر حملہ کر دیا تو ان میں سے ایک عالم مر گیا اور ان کے سر کے سلطان کے دارالحکومت میں لائے گئے اور انہیں محصور شہر کی خدقوں میں انہیں خوفزدہ کرنے اور جنگ بند کرنے پر آمادہ کرنے کے لئے پھینک دیا گیا اور جب سلطان نے اپنے بھائی ابو یحییٰ کو بلاد مشرق پر امیر مقرر کیا اور اسے سرحدوں پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا۔

راشد کی جنگ: تو راشد نے بنی سعید کے اپنے قلعے سے جنگ کی اور ایک شب راشد نے ان کے پڑاؤ پر شب خون مارا تو ۱۱۰۰ پر اگندہ ہو گئے اور اس نے بنی مرین کی ایک جماعت کو قتل کر دیا جس سے سلطان کو دکھ ہوا تو اس نے اپنے چچا یحییٰ کے بیٹوں علی اور حموکہ اور ان کی قوم کے جو لوگ ان کے ساتھ قید تھے انہیں قتل کرنے کا حکم دے دیا اور انہیں تنوں پر چڑھا دیا گیا اور انہیں حیر مارے گئے اور اس کے بعد راشد اپنے قلعے سے اتر آیا اور حنظلہ چلا گیا اور معیف بن ثابت اور مفراوہ کے اوباش لوگ

اس کے پاس جمع ہو گئے اور دوسرے لوگ اپنے امیر محمد بن عمر بن مندیل کے پاس چلے گئے جسے سلطان نے ان کا امیر مقرر کیا تھا پھر راشد اور منیف سے شمالیہ اور ملیکش کے خوارج نے کھلم کھلا جنگ کی اور امیر ابو یحییٰ دوبارہ اپنی فوجوں کے ساتھ ان کی طرف گیا اور ان کے پہاڑوں میں ان کے ساتھ جنگ کی اور انہوں نے مصالحت کی خواہش کی تو سلطان نے ان سے مصالحت کر لی اور منیف بن ثابت اپنے بیٹوں اور خاندان کے ساتھ اندلس چلا گیا اور وہ آخری ایام تک وہیں رہے اور راشد بلاد موحدین میں چلا گیا اور محمد بن عمر بن مندیل ۵۷۵ھ میں سلطان کے پاس گیا تو اس نے اس کی بہت عزت کی اور بلاد مفرادہ درست ہو گئے اور سلطان ان کا خود مختار حاکم بن گیا اور اس نے ان کی طرف عمال کو بھیجا اور مسلسل اس کی یہی حالت رہی یہاں تک کہ وہ ۵۷۶ھ میں فوت ہو گیا۔

فصل

بلاد تو جین کے فتح ہونے اور اس سے ملے جے

واقعات کے حالات

جب یوسف بن یعقوب نے تلمسان سے جنگ کی اور اس کا گھیراؤ کر لیا اور بنی عبدالواد پر مطلب ہو گیا اور بلاد تو جین پر قبضہ کرنے کے لئے بڑھا تو عثمان بن مضر اس نے انہیں ان کے موافق پر مغلوب کر لیا تھا اور جبل و انشر لیس پر قبضہ کر لیا تھا اور ۵۷۵ھ میں بنی عبدالواد میں حکومت اور عزل اور فیکس لینے پر متصرف ہو گیا تھا اور سلطان نے اسے بطحا کی تعمیر کا حکم دیا جسے محمد بن عبدالقوی نے برباد کر دیا تھا تو اس نے اسے تعمیر کر دیا اور مشرق کی جہت میں دور تک چلا گیا پھر اپنے بھائی کے دار الخلافہ کی طرف پلٹا اور ۵۷۲ھ میں بلاد بنی تو جین پر حملہ کر دیا اور بنو عبدالقوی صحرائیں اپنے مضائقہ میں بھاگ گئے اور وہ جبل و انشر لیس میں داخل ہو گیا اور وہاں کے قلعوں کو مسمار کر دیا اور الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا پھر ۵۷۳ھ میں تافرنیت کے باشندوں نے اس کی اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی اور انہوں نے بعد ازاں اس کی اطاعت کو توڑ دیا۔ پھر المریہ کے باشندوں نے سلطان کو اپنی اطاعت بھیجی جسے اس نے قبول کر لیا اور اس کے قصبہ کے بنانے کا اشارہ کیا اور اس کے بعد بنو عبدالقوی نے غور و فکر کیا تو سلطان کی اطاعت میں شامل ہو گئے اور ۵۷۳ھ میں اس کے شہر منصورہ میں اس کے پاس گئے جس نے تلمسان کا گھیراؤ کیا ہوا ہے تو اس نے ان کی اطاعت کو قبول کر لیا اور ان کی سابقہ کا لحاظ کیا اور انہیں ان کے بلاد کی طرف واپس کر دیا اور انہیں جاگیریں دیں اور علی بن الناصر بن عبدالقوی کو ان کا امیر مقرر کیا اور ۵۷۳ھ میں اسے المریہ کے قصبہ کی تعمیر کا اشارہ کیا جو ۵۷۵ھ میں مکمل ہو گیا اور اس دوران میں علی بن الناصر فوت ہو گیا تو اس نے محمد بن علیہ اصم کو ان کا امیر مقرر کیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں پس وہ اطاعت پر قائم رہا پھر اس نے ۵۷۶ھ میں بغاوت کر دی اور اپنی قوم کو مخالفت پر آمادہ کیا اور وہ وطن سے نکل گئے یہاں تک کہ یوسف بن یعقوب فوت ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

تونس اور بجایہ کے افریقی ملوک کی زنا تہ سے

خط و کتابت کرنے کے حالات و واقعات

ملوک افریقہ بنی ابی حفص کے اہل مغرب کے زنا تہ بنی مرین اور بنی عبدالوہاب کے ساتھ مشہور پرانے تعلقات تھے اور غراس اور اس کے بیٹے ان کی معروف اطاعت و بیعت کرتے تھے اور امیر ابو زکریا بن عبدالوہاب کے تلمسان پر مطلب ہونے اور وہاں پر اس کے غراس کو امیر مقرر کرنے سے وہ اپنے منابر پر ان کی دعوت دیتے تھے اور لگاتار ان کا یہی حال رہا اور اسی طرح ان کے بنی مرین کے ساتھ بھی تعلقات اور دوستانہ تھا کیونکہ بنو مرین اپنی امارت کے آغاز سے ہی امیر ابو زکریا سے گفتگو کرتے تھے اور جن بلاد پر چسے مکتاسہ قصر اور مراکش پر وہ مطلب ہوتے تھے ان کی بیعت بھی اسے بھیجتے تھے اور المسمر اور یعقوب بن عبدالحق کے عہد سے لے کر اس کی ان سے مخلصانہ دوستی تھی اور وہ حاکم مراکش کے خلاف بطور مدد انہیں مال اور تحائف دیتے تھے اور ہم نے اس سفارت کا ذکر کیا ہے جو ۶۶۵ھ میں دونوں کے درمیان ہوئی تھی اور یعقوب نے عامر بن اور لیس عبداللہ بن کندوز اور محمد الکسانی کا وفد بھیجا تھا اور اس کے بعد المسمر نے ۶۶۹ھ میں موحدین کے سردار یحییٰ بن صالح الہلکانی کو موحدین کے مشائخ کے وفد میں اس کے پاس قیمتی تحائف دے کر بھیجا تھا پھر ۶۷۹ھ میں الواثق نے اپنے بیٹے قاضی بجایہ ابو العباس احمد القاری کو قیمتی تحائف دے کر بھیجا اور مسلسل ان کی یہی حالت رہی یہاں تک کہ آل ابی حفص کی حکومت پر اگندہ ہو گئی اور امیر ابو زکریہ بن امیر ابی اسحاق بن یحییٰ بن عبدالوہاب اپنے تلمسان کے گھونسلے سے اڑ کر عثمان بن غراس کے گھونسلے میں چلا گیا اور بجایہ کے قریب ہو کر ۶۸۳ھ میں اس پر قابض ہو گیا اور اس کے ساتھ قسطنطنیہ اور یونان کو بھی شامل کر لیا اور ان دونوں کو اپنی حکومت کی عملداری بنالیا اور انہیں اپنی حکومت کا تخت گاہ بنالیا اور عثمان بن غراس اس کے اپنے ملک سے فرار ہونے پر متاسف ہوا کیونکہ اسے اس کے چچا ابو حفص حاکم تونس کی دعوت سے وابستہ رہنا لازم تھا۔ پس اسے یہ بات گراں گزری اور اس نے اسے ناپسند کیا اور مسلسل یہی حالت قائم رہی۔

سلطان یوسف بن یعقوب کا تلمسان کی ناکہ بندی کرنا: اور جب سلطان یوسف بن یعقوب تلمسان کی ناکہ بندی کے لئے آیا اور اس نے اس کے میدان میں اپنی حکومت کی بنیادیں استوار کیں اور اپنی فوجوں کو شہروں اور جہات کو نکلنے کے لئے بھیجا اور موحدین نے بھی اپنے اوطان کے بارے میں اس سے خوف محسوس کیا اور امیر ابو زکریا تلمسان کی جہات میں اس کے دار الحکومت اور اس کی عملداری کا حمایتی تھا اور راشد بن محمد نے سلطان ابو یعقوب سے علیحدہ ہو کر اس سے رابطہ کیا پھر اس کے تعاقب میں ان جہات میں فوجیں آگئیں تو موحدین کی فوج نے ۶۹۹ھ میں جبل الزاب کی جانب حملہ کیا پس انہوں نے اس کی فوج کو منتشر کر دیا اور اس پر حملہ کیا اور اس کی فوجوں کو قتل کیا اور لگاتار ان میں قتل عام ہوتا رہا اور سالوں تک

ان کی ہڈیاں ان کے قتل میں عبرت کے طور پر باقی رہیں اور امیر ابو زکریا بجایہ واپس آ کر بجایہ واپس آ کر محصور ہو گیا اور اسی واپسی پر ساتویں صدی کے شروع میں فوت ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے اور امیر زوائدہ کے درمیان عثمان بن سباع بن یحییٰ بن درید بن مسعود الباط کے مقرر کرنے پر ناراضگی ہو گئی پس وہ اس کے آخر میں سلطان کے پاس گیا اور اسے بجایہ کی حکومت کا لالچ دیا اور اس پر حملہ کرنے کے لئے اس سے مدد مانگی پس اس نے اپنے بھائی امیر ابو یحییٰ کو جہاں وہ مفراوہ ملکیش اور ثعالبہ سے برسر پیکار تھا اشارہ کیا کہ وہ موحدین کی عملداریوں پر حملہ کر دے اور عثمان بن سباع اور اس کی قوم اس کے آگے آگے راستہ تلاش کرتے چلے یہاں تک کہ امیر ابو یحییٰ اپنی فوجوں کے ساتھ بجایہ سے آگے گزر گیا اور بجایہ کے مضافات میں اوطان سد ویکش میں تا کرارت میں اتر اور اس نے بلاد سد ویکش پر جھانکا اور اگلے پاؤں واپس آ گیا پس اس کی فوجوں نے بجایہ کے میدان کو پامال کیا اور وہاں پر امیر خالد بن یحییٰ موجود تھا اور اس نے ایک دن اللہ سے کلمہ کلا جنگ کی جس میں سلطان ابو البقاء کے مددگاروں نے اپنے دلوں کے اور اپنے سلطان کے معاملے کو آشکار کر دیا اور اس نے سلطان کے باغ جسے بدیع کہتے تھے کے متعلق حکم دیا تو اس نے اسے برباد کر دیا اور وہ نہایت ہی پر رونق اور گھنا پس تھا اور وہ شہروں پر قبضہ کر کے اپنی جگہ پر واپس آ گیا اور موحدین کے مضافات سے اعراض کیا اور اس زمانے میں تونس کا حاکم محمد بن المستعصر تھا جس کا لقب ابو عسیدہ بن یحییٰ الوائق تھا اس نے اپنی حکومت کے شیخ الموحد بن اکماز کو جو دسویں اور رابعہ کے اسباب کو مضبوط کرنے والا اور سلف کے تعلقات کو مستحکم کرنے والا تھا سلطان کے پاس بھیجا پس وہ اپنی قوم کے مشائخ کے ساتھ شعبان ۵۳۷ھ کو گیا اور حاکم بجایہ امیر ابو البقاء خالد نے اس سے بات چیت کی اور اسی طرح اس نے بھی اپنی حکومت کے مشائخ کو بھیجا اور سلطان نے ان کی آمد و رفت پر ان سے حسن سلوک کیا پھر ۵۴۰ھ میں ابن اکماز پر واپس لوٹا اور اس کے ساتھ شیخ الموحد بن اور سلطان کا مصاحب ابو عبد اللہ بن یزید بن یحییٰ بن عظمائے موحدین کے وفد میں شامل تھا اور حاکم بجایہ نے اپنے حاجب ابو محمد الرخامی اور اپنی حکومت کے شیخ الموحد بن عیاد بن سعید یثمن کو بھیجا اور یہ سب کے سب ۵۴۱ھ کی پہلی ہجری میں سلطان کے پاس گئے تو سلطان نے ان کی بہت عزت افزائی کی اور انہیں اپنے گھر میں اپنے آپ تک پہنچایا اور انہیں اپنی حکومت کا تخت دکھایا اور انہیں محلات و باغات میں آرائش و زیبائش کرنے کے بعد گھمایا تو ان کے دل جلال و عظمت سے لبریز ہو گئے پھر اس نے انہیں مغرب کی طرف بھیجا تا کہ وہ قاس اور مراکش میں بادشاہ کے محلات کا چکر لگائیں اور اپنے سلف کے آثار کا مشاہدہ کریں اور اس نے عمال مغرب کو اشارہ کیا کہ وہ انہیں خوب تحائف دیں اور ان کی حد درجہ تعظیم و تکریم کریں پس انہوں نے اس بارہ میں حد کردی اور وہ جہاد الاول کے آخر میں اس کے دار الخلافہ کی طرف واپس آ گئے اور اپنی پیغامبری اور اپنے وفد کی عزت افزائی کے بارے میں باتیں کرتے ہوئے اپنے ملک کو لوٹ گئے پھر اس کے بعد ان کے ملک نے ۵۴۵ھ میں دوبارہ سلطان سے خط و کتابت کی پس ابو عبد اللہ بن اکماز پر تونس سے اور عیاد بن سعید بجایہ سے گیا اور سلطان نے اپنے اچھی کے ساتھ جو اس کے دار الخلافہ کا مفتی تھا فقیہ ابو الحسن تونسلی اور علی بن یحییٰ البرکشی کو بھیجا دونوں اچھی اس کے بحری بیڑے کی مدد کا مطالبہ کرنے گئے تھے پس انہوں نے اپنی پیغامبری کا فرض ادا کیا اور ۵۴۵ھ میں واپس لوٹ آئے اور اس کی خبر موحدین کے مشائخ میں سے ابو عبد اللہ المزوری نے پہنچائی اور اس کے متصل ہی حسون بن محمد بن حسون مکناسی کی آمد بھی ہوئی جو سلطان کا پروردہ تھا جیسا کہ اس نے اسے ابن یثمن کے ساتھ امیر البقاء حاکم بجایہ کے ساتھ بحری

تاریخ ابن خلدون - بارے کے مطالبہ کے لئے خط و کتابت کرنے کو بھیجا تھا تو انہوں نے اسے معذرت کے ساتھ واپس کر دیا اور انہوں نے اس کے ساتھ عبداللہ بن سلیمان کو بھیجا تو سلطان نے انہیں خوش آمدید کہا اور اپنے عامل دھران کو اشارہ کیا کہ وہ بحری بیڑے کے ارادے کی حد درجہ تکریم کرے پس اس نے اس بارے میں اس کے طریق کو اختیار کیا اور سب نہایت اچھی طرح واپس لوٹے اور سلطان کو ان کے بحری بیڑے کی ضرورت نہ رہی کیونکہ بلاد سواحل سے جنگ کا وقت گزر چکا تھا اس لئے کہ اس نے ان کی مال مٹول کے ذہن میں اس پر قبضہ کر لیا تھا اور امیر ابو زیان بن عثمان حاکم تلمسان کو بھی خبر پہنچ گئی جس نے ۷۳۰ھ کے آخر میں اپنے باپ عثمان بن عمر اس کی وفات کے وقت محاصرہ کے ایام میں بیعت کی تھی اور موحدین نے اس کے دشمن سلطان یوسف بن یعقوب کی دوستی میں جو کچھ کیا اور اپنے بحری بیڑوں کے ساتھ جو اس کی مدد کی اس کی خبر بھی اسے پہنچ گئی تو اس بات نے انہیں غصہ دلایا اور عمر اس کے عہد سے ان کے ساتھ پر جو دعا ہوتی تھی انہوں نے اسے بند کر دیا اور ابھی تک انہوں نے اپنی دعوت کو نہیں دہرایا اور اس رجوع کے بعد سلطان فوت ہو گیا۔ والبقاء للہ وحده۔

فصل

مشرق اقصیٰ کے ملوک کی خط و کتابت 'تخائف

اور سلطان کے پاس امرائے ترک کی آمد کے

حالات اور اس دوران میں ہونے والے واقعات

جب سلطان نے مغرب اوسط کے مقبوضات اور مضافات پر قبضہ کیا اور اطراف کے ملوک اور مضافات اور جنگلات کے اطراف نے اسے مبارک باد دی اور راستے درست ہو گئے اور مسافر آفاق تک جانے لگے اور اہل مغرب نے اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے از سر نو عزم کیا اور سلطان سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ حاجیوں کے قافلے کو مکہ کی طرف سفر کرنے کی اجازت دے اور ان کا عہد بھی راستوں کی خرابی اور حکومتوں کو برا جاننے کے لحاظ سے اس جیسا ہی تھا پس اسی اثنا میں سلطان سوچ بچار کر رہا تھا کہ اس کے دل میں حرم النبی اور روضہ نبوی ﷺ کا شوق پیدا ہوا تو اس نے ایک نہایت خوش خط مصحف لکھنے کا حکم دیا اور اسے بہترین کاتب احمد بن الحسن نے لکھا اور اس کے حجم کو بڑا بنایا اور ایک شان دار پردے پر کام کیا اور اس میں موتی اور یاقوت کے گھونگھوں میں پروئے ہوئے سونے کے بہت سے چھلے بنائے اور ان میں چھلے کے درمیان پتھر بنائے جو دوسرے پتھروں سے مقدار شکل اور خوبصورتی میں بڑھ کر تھے اور بہت سے محفوظ رکھنے والے برتن لئے اور اسے حرم شریف کے لئے وقف کر دیا اور ۷۳۰ھ میں اسے حاجیوں کے ساتھ بھیجا اور اس قافلے کے بارے میں فکر مند ہوا اور لکھنے کے ساتھ زمانہ کے پانچ سو سے زیادہ جا باز محافظوں کو بھیجا اور اہل مغرب کے سردار محمد بن رعنوش کو ان کا قاضی بنایا اور

دیار مصر کے حاکم سے گفتگو کی اور اسے اپنی مملکت کے مغرب کے حاجیوں کے بارے میں وصیت کی اور اسے اپنے ملک کی عمدہ چیزیں تحفہ دیں جن میں خالص عربی گھوڑے اور چار سو سبک رفتار سواریاں دیں جنہیں مطایا کہا جاتا ہے یہ بات مجھے اس شخص نے بتائی جسے میں ملا تھا جو مغرب کی عمدہ اور ضروری استعمال کی چیزوں کی خوبیاں بیان کرتا تھا اور انہیں اہل مغرب کے حاجیوں کے ساتھ لے گیا پس انہوں نے اس کے بعد ۵۴۰ھ میں حج کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا اور سلطان نے ان کی راہنمائی کے لئے ابوزید غفاری کو مقرر کیا اور وہ ماہ ربیع الاول میں تلمسان سے روانہ ہوئے اور اس کے بعد ماہ ربیع الآخر میں روانہ ہوئے اور اولین حاجیوں کے ہر اول میں مصحف بردار تھے اور لبیدہ بن ابی نمری ترکی سلطان سے علیحدہ ہو کر ان کے ساتھ سلطان شریف کے پاس گیا کیونکہ اس نے اس کے دو بھائیوں حمیدہ اور میہ کو ان کے باپ ابی نمری حاکم مکہ کی وفات کے بعد ۵۳۰ھ میں گرفتار کر لیا تھا پس سلطان نے اس کی حد درجہ مکرم کی اور اسے مغرب کی طرف بھیج دیا تاکہ وہ اس کی اطراف میں پھرے اور حکومت کے نشانوں اور محلات میں گھومے اور اس نے عمال کو اشارہ کیا کہ وہ بھی اس کی طرح اس کی مکرم کریں اور اسے تحفے دیں اور ۵۵۰ھ میں وہ سلطان کے دارالخلافہ میں واپس آ گیا اور وہاں سے وہ مشرق کو گیا اور مغرب کے سرداروں میں اس کے ساتھ ابو عبد اللہ نے حج کے لئے مصاحبت کی اور شعبان ۵۵۰ھ میں دوسرے حاجیوں کے قافلے کا راہنما ابوزید غفاری بھی پہنچ گیا اور اس کے پاس سلطان کے لئے شرقائے اہل مکہ کی بیعت بھی تھی کیونکہ حاکم مصر نے ان کے بھائیوں کو پکڑ کر انہیں ناراض کر دیا تھا اور جب سلطان نے انہیں ناراض کیا تو اس وقت سے ان کی یہ حالت تھی اور المسمر بن ابی حفص کے حالات میں اس قسم کے واقعات پہلے بیان ہو چکے ہیں اور انہوں نے سلطان کو بیت اللہ کے خلاف کا ایک کپڑا دیا جس سے اسے بہت محبت تھی جس سے اس نے جمعہ اور عیدین کے لئے اپنے پہننے کے کپڑے بنائے جنہیں وہ برکت کے لئے اپنے کپڑوں کے درمیان رکھتا تھا۔

سلطان کے تحائف کا حاکم مصر الناصر محمد بن قلاوون الصالحی کے پاس پہنچنا: اور جب سلطان کے تحائف اس دور کے حاکم مصر الناصر محمد بن قلاوون الصالحی کے پاس پہنچے تو ان کے ہاں ان کی خوب پتہ میرانی ہوئی اور وہ ان کا بدلہ لینے لگا تو اس نے اپنے ملک کے عمدہ کپڑے اور عجیب و غریب جنس اور شکل کے جانور جیسے ہاتھی اور زرافے جمع کئے اور انہیں اس کی حکومت کے عظماء میں سے امیر الیللی لے کر گیا اور ۵۵۰ھ کے آخر میں قاہرہ سے روانہ ہوا اور اس کے بعد ربیع الاول ۵۶۰ھ میں تونس پہنچ گیا اور وہاں سے جمادی الآخرہ میں جدیدہ شہر منصورہ میں سلطان کے دارالخلافہ میں پہنچ گیا اور سلطان اس کی آمد سے خوش ہوا اور لوگوں کو اس کی ملاقات کے لئے بھیجا اور اس نے امیر الیللی اور اس کے ساتھ ترک امراء کی ملاقات کے لئے جشن کیا اور انہیں خوش آمدید کہا اور ان کی غایت درجہ مکرم اور مہمان نوازی کی اور انہیں دستور کے مطابق عزت افزائی کے لئے مغرب کی طرف بھیجا اور اس دوران میں سلطان کی وفات ہو گئی اور اس کے بعد سلطان نے ایک سال تک ان کی مکرم کی اور انہیں بہت اچھی طرح واپس کیا اور عطیات سے ان کے قہیلوں کو بھر دیا اور وہ ذوالحجہ ۵۶۰ھ میں مغرب سے روانہ ہوئے۔

صحرا میں لوٹ مار: اور جب ربیع الاول ۵۸۰ھ میں بلاد حسن میں پہنچے تو اعراب نے انہیں صحرا میں روک کر لوٹ لیا اور مصر کی طرف چلے گئے پھر اس کے بعد نہ انہوں نے مغرب کی طرف دوبارہ سفر کیا اور نہ اس کی طرف منہ کیا اور اس کے بعد

کبھی کبھی ملوک مغرب اپنی حکومت کے آدمیوں کو ان کے پاس بھیجے رہے اور انہیں تحائف دیتے رہے اور وہ بھی بدلہ دیتے رہے لیکن اس میں گفتگو سے زیادہ کوئی اضافہ نہ کرتے اور ملوک کے عہد کے لوگ اس بارے میں الزام لگاتے تھے کہ جن لوگوں نے انہیں حاکم تلمسان ابو حموی سازش سے لوثا تھا وہ صحیحین کے اعراب تھے کیونکہ حاکم تلمسان حاکم مغرب سے حسد رکھتا تھا کیونکہ ان کے درمیان پرانی عداوتیں اور کینے پائے جاتے تھے۔

ملک الناصر کا عتاب نامہ: ہمارے شیخ محمد بن ابراہیم الاہلی نے مجھے بتایا کہ میں اس وقت سلطان کے حضور حاضر تھا کہ اس کے ملک کا ایک حاجی ملک الناصر کا ایک خط لے کر پہنچا جس میں ان امراء کے بارے میں اور جو تکلیف انہیں اس کے ملک میں راستے میں پہنچی تھی اس پر ناراضگی کا اظہار کیا گیا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ملک کے مخصوص بلسان کے تیل کے دو پیالے اور پانچ تیرا عدا از ترک غلام جو انفر کی پانچ شان دار کمانوں سے جو عربی اور عقب کی بنی ہوئی تھیں سے تیرا عدازی کرتے تھے تحفہ اس کے پاس بھیجے ہیں سلطان نے ان تحائف کی نسبت سے جو انہوں نے مغرب کے بادشاہ کو بھیجے تھے کم سمجھا پھر اس نے قاضی محمد بن حدیدہ کو بلایا اور وہ اس کی طرف سے خط لکھا کرتا تھا تو اس نے اُسے کہا کہ اسی وقت ملک الناصر کو وہ کچھ لکھو کہ میں تجھے کہتا ہوں اور کسی حرف کو اپنی جگہ سے نہ ہٹاؤ سوائے اس کے کہ اعراب اس کا تقاضا کرتا ہو اور اسے کہو کہ

”آپ نے اچھوتوں کے بارے میں اور انہیں راستے میں جو تکلیف پہنچی ہے اس کے متعلق عتاب کیا ہے تو“ میرے پاس موجود ہیں اور انہیں جو تکلیف پہنچی ہے اس کے خوف سے وہ جلدی میں تھے اور میں نے انہیں اپنے بلاد کے خوف ناک راستوں اور جو کچھ اعراب ان میں مصیبتیں پیدا کر سکتے ہیں ان سے آگاہ کیا ہے تو ان کا جواب یہ ہے کہ ہم مغرب کے بادشاہ کے پاس سے آئے ہیں پس ہم ان لوگوں سے کیسے خوف کھا سکتے ہیں جو اپنے بارے میں دھوکہ خوردہ ہیں اور ان کا خیال ہے کہ اس کا حکم ہمارے جنگلات کے اعراب میں نافذ ہوتا ہے اور تحفہ آپ کو واپس کیا جاتا ہے اب رہی بات بلسان کے تیل کی تو ہم صحرائی لوگ ہیں ہم صرف تیل کو جانتے ہیں اور اسے تیل ہی خیال کرتے ہیں اب رہے تیرا عدا از غلام تو ہم نے ان کے ساتھ اشیاء کو فتح کیا ہے اور انہیں تمہاری طرف بھیج دیا ہے تاکہ تو ان کے ذریعے بغداد کو فتح کرے“ والسلام

ہمارے شیخ نے مجھے بتایا کہ اس وقت لوگ یقین رکھتے تھے کہ ان کا لوثا اسی کے حکم سے تھا اور یہ خط اس کے دل کی بات پر دلیل ہے اور تیرا اللہ ان باتوں کو جانتا ہے جو ان کے دلوں میں پوشیدہ اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔

فصل

ابن الاحمر کے بغاوت کرنے اور رئیس سعید کے

سبب پر قبضہ کرنے اور غمارہ میں عثمان بن العلاء

کے خروج کرنے کے حالات

جب سلطان نے سلطان ابن الاحمر کے ساتھ جو فقیہ کے نام سے مشہور ہے اس کے ملازم میں طغیان ہونے پہ اس کے ساتھ صلح اور دوستی کا پختہ معاہدہ کر لیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور اپنے دشمن کے لئے قاریغ ہو گیا تو ابن الاحمر نے اس کی اس دوستی سے تمسک کیا یہاں تک کہ وہ ماہ شعبان ۷۷۱ء میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اندلس کی امارت کو اس کے بیٹے محمد نے سنبھالا جو قلعوگ کے نام سے مشہور تھا اور اس کے کاتب ابو عبد اللہ بن الحکیم نے جو رعدہ کے مشائخ میں سے تھا اس پر قابو پا لیا اس نے اسے اپنے باپ کے دور حکومت میں اپنی کتابت کے لئے منتخب کیا تھا پس اس نے اس کے امور سے قوت حاصل کی اور اس پر غالب آ گیا اور یہ سلطان قلعوگ نابینا تھا اور اسے ابن الحکیم کہا جاتا تھا پس اس نے اس پر قابو پا لیا اور اس حد تک خود سر ہو گیا کہ ان دونوں کو اس کے بھائی ابو الجیوش نصر نے ۷۸۱ء میں قتل کر دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور جب اس نے اپنے باپ کے بعد امارت پر قبضہ کیا تو شروع شروع میں اس نے سلطان سے دوستی پختہ کرنے اور اس کے ساتھ ہتھی جوڑی کرنے میں جلدی کی تو اس نے اس کی حکمرانی کے دور میں اپنے باپ کے وزیر عزیز الدین اور اس کے وزیر کاہن ابو عبد اللہ بن الحکیم کو اس کے پاس بھیجا پس وہ دونوں سلطان کے پڑاؤ میں پہنچے جہاں وہ تھماں کا حاضرہ کئے ہوئے تھا اور وہ انہیں تپاک سے ملا اور اس کے لئے محبت و دوستی کے احکام کی تجدید کی اور وہ اپنے بیٹے والے کے پاس نہایت اچھی طرح اپس آئے۔

سلطان کا اندلس کے پیادوں اور تیراندازوں سے مدد دینا: اور سلطان نے انہیں اندلس کے پیادوں اور تیراندازوں کی مدد دی جو قلعوں سے جنگ کرنے اور پڑاؤ کو آواز دینے کے عادی ہیں تو وہ اس کی مدد کو دوڑے اور انہوں نے اپنی واپسی پر اپنا حصہ سلطان کی طرف بھیج دیا جو ۷۸۲ء میں پہنچ گیا اور انہیں دشمن کے قتل کرنے اور برباد شدہ شہر میں اثر حاصل تھا پھر محمد بن الاحمر اخلوگ کو سلطان کی دوستی میں مغاخرانہ مقابلوں سے کچھ بات معلوم ہوئی تو اس نے مراغہ بن شانجہ کو ادفونش کے پاس بھیجا اور اس نے اس کے ساتھ معاہدہ صلح کر لیا اور ان دونوں کے درمیان یہ معاہدہ ۷۸۳ء کو طے پا گیا اور اس کی خبر سلطان کو پہنچی تو سلطان اس سے ناراض ہوا اور ۷۸۳ء کے آخر میں ان کا حصہ ان کو واپس کر دیا اور سلطان کو اس کی خبر ان کے آنے سے ایک سال پہلے مل گئی حالانکہ انہوں نے جنگوں میں بڑی شجاعت اور خونریزی کا مظاہرہ کیا تھا اور

اس نے ان سے غم کو پوشیدہ رکھا۔

ابن الاحمر کا سلطان کی مذاقت کے لئے تیاری کرنا: اور ابن الاحمر اور اس کے مددگاروں نے سلطان کی مزاحمت کرنے اور اس پر حملہ کرنے کے لئے گھات لگانے کی تیاری کی اور اس نے اپنے ہم زاد رئیس ابوسعید فرج بن اسماعیل بن محمد بن نصر حاکم مالقہ کو اشارہ کیا جو قرابت کے لحاظ سے اس کا مددگار تھا کیونکہ وہ اس کی بہن کا رشتہ دار تھا اور غربہ کی سرحد میں اس کی وجہ سے طاقت ور تھا پس اس نے اسے سلطان کی اطاعت چھوڑنے اور ابن الغرنی سے گرفتار کرنے اور ابن الاحمر کی حکومت کی طرف رجوع کرنے کے بارے میں اہل سہب سے سازش کرنے کا اشارہ کیا اور ابراہیم الفقیہ ابوالقاسم الغرنی کے زمانے میں ۷۷۵ھ سے لے کر اہل سہب کی امارت اس کے بیٹے ابو حاتم کے پاس تھی اور ابو طالب حکم میں اس کا مددگار تھا مگر اس نے ریاست کی طرف میلان رکھنے اور ابو حاتم کے اپنے بڑے بھائی کے حق کو قبول کرنے کے باوجود گمناہی کو ترجیح دینے اور اس کے الداعی کے پاس گئے بغیر اس کی بات قبول کرنے کی وجہ سے اس کے خلاف سرکشی اختیار کر لی پس ایک عرصہ تک دونوں کا معاملہ درست رہا اور شروع شروع میں ان دونوں کی سیاست میں سلطان کی دعوت سے وابستگی اختیار کرنا اور اس کی مطاعت کرنا اور بادشاہ کے محلات میں رہائش سے کنارہ کشی کرنا لازمی المقدور سلطان کی نخوت سے بچنا شامل تھا پس انہوں نے قصبہ میں اشراف گھرانوں کے قائد عبداللہ بن طلحہ کو اتارا اور شہر کے احکام اور اس کے محافظوں کا کنٹرول اسے سپرد کیا لیکن وہ اس وجہ سے سالوں معتدد رہا پھر یحییٰ بن ابی طالب نے اسے ایک طوکی طعن سے ناراض کر دیا اور دعوے کی وجہ سے رشتہ داروں میں اس کے احکام کو روک دیا پھر اس نے اس کے باپ کو اس کے خلاف براہیختہ کیا اور اس سے محافظوں کو عطیات دینے کے لئے ٹیکس کا حساب مانگا اور اس کے مقام اور انس پر اعتماد کے باعث اس کے پیچھے جو بدظنی اور شک پایا جاتا تھا وہ اس سے قائل رہے اور اس کے باوجود وہ پہلے کی طرح سلطان کی دوستی اور اس کی دعوت اور اس کے اوقات میں اس کے پاس جانے کے پابند رہے اور جب سلطان سے ابن الاحمر کی دوستی بگڑ گئی اور اس نے سہب سے سازش کا معاہدہ کر لیا تو اس نے حاکم قصبہ کے پوشیدہ غم کی طرف راہ پایا۔

رئیس ابوسعید کی سازش: رئیس ابوسعید نے جو مالقہ کی سرحد کا حاکم اور سہب میں اس کا پڑوسی تھا اس سے سازش کی اور اس سے بنی الغرنی کے ساتھ خیانت کرنے کا وعدہ کیا اور یہ کہ وہ اپنے بحری بیڑوں کے ساتھ ان کی مصاحبت کرے گا پس رئیس ابوسعید بحری بیڑوں کے بنانے اور لوگوں کو سرحدوں کے بند کرنے کے لئے جمع کرنے میں لگ گیا اور یہ کہ مالقہ کے دشمن گھات میں ہیں اور اس نے انہیں سواروں پیادوں تیر اندازوں اور خوراک سے بھر دیا اور لوگوں سے اپنے ارادے کو پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ اس کے بحری بیڑوں نے ۲۷ شوال ۷۵۵ھ کو سہب کو چھوڑ دیا اور حاکم قصبہ کے مقررہ کردہ وقت کے مطابق اس کے میدان میں لنگر انداز ہو گیا پس اس نے اسے اپنے قلعے میں داخل کر دیا تو اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس کی فصیلوں پر اپنے جھنڈے لہرا دیے اور اس نے اپنی فوجوں کو یکے بعد دیگرے شہر میں بھیجا تو وہ ہر طرف سے آگئیں اور وہ سوار ہو کر بنی الغرنی کے گھروں میں گیا اور انہیں اور ان کے والد اور ان کے خواص کو گرفتار کر لیا اور سلطان کو غرناطہ میں خبر پہنچ گئی اور وزیر ابوعبداللہ بن اکلم پہنچ گیا اور اس نے لوگوں میں امان کا اعلان کر دیا اور عام انصاف کیا اور ابن الغرنی کو کشتی میں سوار کروا کر مالقہ بھجوا دیا پھر وہ غرناطہ گئے اور ابن الاحمر کے پاس آئے تو اس نے ان کی آمد کو بڑی بات قرار دیا اور لوگوں کو

ان کی پیشوائی کے لئے بھجوا دیا اور ان کے لئے بڑے بڑے جلسے کئے یہاں تک کہ انہوں نے اپنی بیعت دے دی اور اپنی پیغامبری کا فرض پورا کر دیا اور انہیں محلات میں اتارا گیا اور انہیں بہترین وظائف دیے گئے اور وہ اندلس میں ٹھہر گئے اور اس کے بعد مغرب کی طرف چلے گئے جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

رئیس ابوسعید کی خود مختاری: ابوسعید سید کی امارت میں خود مختار ہو گیا اور اس نے اس کی اطراف کو درست کیا اور اس کی سرحدوں کو بند کیا اور اپنے عم زاد حاکم اندلس کی دعوت کو اس کے اکتاف میں قائم کیا اور عثمان بن ابی العلاء بن عبد اللہ بن عبد الحق جو مرینی حکومت کے شریف الاصل لوگوں میں سے تھا وہ اس کی مصیبت میں مائعہ کے ساتھ جنگ کرنے والوں کا امیر بن کر اور اس کی محبت کے تحت ان کی پارٹی کا قائد بن کر سندھ پار کر گیا پس اس نے اُسے مغرب کا بادشاہ بنانے کے بارے میں طمع سازی کی اور اس بارے میں قبائل غمارہ سے گفتگو کی تو وہ متذبذب ہو گئے اور یہ تمام بات سلطان کو پہنچ گئی جب کہ وہ تلمسان کے محاصرہ میں اپنے پڑاؤ میں تھا تو وہ غضب ناک ہو گیا اور فریادی نے اس سے مدد مانگی تو اس نے اپنے بیٹے امیر ابوسالم کو اس شگاف کے بند کرنے کے لئے بھیجا اور وہ اس کے پاس فوجیں لے کر آیا اور قبائل ریف اور بلاد تافہ سے اسے فوجیں جمع کرنے کا حکم دیا پس وہ جلدی سے وہاں گیا اور اس کی فوجوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور محاصرہ وہاں سے ہٹا کر محاصرہ کئے رہا پھر عثمان بن ابی العلاء نے اس پر شب خون مارا تو اس کے پڑاؤ میں کھلی بج گئی اور وہ وہاں سے شکست کھا کر بھاگ گیا پس سلطان اس سے ناراض ہو گیا اور عثمان بن ابی العلاء سید کے نواح اور بلاد غمارہ میں چلا گیا اور نکلاس پر مطلب ہو گیا اور ۵۶ھ کے آخر میں سید پر اُن کے غلبہ کے ایک سال بعد سلطان کے حکم کو قائم کرتا اور اپنے لئے دعا کا اعلان کرتا ہوا قصر ابن عبد الکریم تک پہنچ گیا پس سلطان نے تلمسان کے معاملے میں اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا اس لئے کہ اگر اس کی ہلاکت میں قضا و قدر کی رکاوٹ نہ ہوتی تو وہ ہلاکت اور انتشار کے کنارے پر تھا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

بنی عبدالواد میں سے بنی کمی کے بغاوت کرنے

اور ارض سوس میں ان کے خروج کرنے کے

حالات

بنی عبدالواد کا یہ قبیلہ بنی علی کے بطون میں سے ہے جو ایت القاسم کی قوم میں سے ہیں اور یہ اپنی ریاست میں کندوز کی طرف رجوع کرتے ہیں اور جب زیان علی بن ثابت بن محمد کی اولاد کا جو طاع اللہ کی اولاد میں سے ہیں با اختیار امیر بن گیا تو اللہ نے اسے جو امارت دی تھی اس کندوز نے اس کے باوجود اس سے حسد کیا اور اس کی باگ دوڑ کے بارے میں

اس سے کش کش کی اور زیان نے اس کی پوزیشن کو معمولی خیال کیا اور اس کی پرواہ نہ کی پھر اس کی قوم کے ادباش لوگ اس کے خلاف جمع ہو گئے اور اس سے جنگ کی ٹھان لی اور زیان کندیہ کے ہاتھوں مارا گیا اور اولاد علی کی امارت جابر بن محمد بن یوسف نے سنبھال لی پھر امارت ابن علی ایک دوسرے کو خنجر ہوتی رہی یہاں تک کہ دوبارہ ثابت بن محمد کے لڑکے کو مل گئی اور ابو عروہ زکریا بن زیان خود مختار امیر بن گیا مگر اس کے دن تھوڑے تھے اور اولاد بنی کی اور اولاد طاع اللہ کے درمیان اتحاد پیدا ہو گیا اور وہ کیوں کو بھول گئے اور طاع اللہ کی امارت پھر اس بن زیان کے بیٹوں کو مل گئی اور انہوں نے عبدالواد کے تمام قبائل کو اپنے پیچھے چلا لیا اور پھر اس نے اپنے باپ زیان کے قاتل کندیہ سے بدلہ لینے کی کارروائی کی اور اسے اپنے گھر میں قتل کر دیا۔

کندیہ کا قتل: اس نے اسے ایک دعوت میں بلایا اور اپنے باپ کے بیٹوں کو جمع کیا اور جب وہ المنہان سے ایک جگہ پر پہنچے تو انہوں نے اس کے سر کو اپنی ماں کے پاس بھیجا تو اس نے اس سے اپنے دل کو شہدا کرنے کے لئے چوبیس کا تیسرا پایہ بنا کر اس پر باطنی رکودی اور پھر اس نے یقیناً کندیہ سے اپنے حق کا مطالبہ کیا تو وہ اس کے مطالبہ کے آگے بھاگ گئے اور بہت دور چلے گئے اور امیر ابی زکریا بن عبدالواحد بن ابی جعفر سے جا ملے اور کئی سال تک اس کی جو پال میں مقیم رہے اور وہ اپنی امارت کے بارے میں عبداللہ بن کندیہ کی طرف رجوع کرتے تھے پھر انہوں نے صحرائی دور کو یاد کیا اور زنا تہ کے قبیلے کے متعلق ہوئے اور مغرب کو واپس ہوئے اور اپنے ہمسر بنی مرین سے جا ملے اور عبداللہ بن کندیہ یعقوب بن عبدالحق کے ہاں اتر آئے وہ اس سے نہایت فراخ دلی اور حسن سلوک کے ساتھ ملا جس سے اس کا دل خوشی سے لبریز ہو گیا اور اس نے اس کی خوشحالی کے متعلق تاکید کی اور اسے مراکش کی جانب اس قدر جا گیر دی جو اس کو اور اس کی قوم کو کفایت کرنے والی تھی اور اس نے انہیں وہاں اتارا اور اس کے اونٹوں اور اونٹنیوں کے لئے چراگاہیں تلاش کرنے کے لئے حسان بن ابی سعید انجی اور اس کے بھائی موسیٰ کو مقرر کیا جو ان کے رشتہ داروں اور مددگاروں میں سے تھے اور اس نے عبداللہ سے مہربانی کی اور اپنی مجلس میں اس کے مقام کو بلند کیا اور اس کے بہت سے امور میں اس کے لئے کافی ہو گیا اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس نے ۶۶۵ھ میں اسے اس کے بھائی عامر بن ادریس کے ساتھ حاکم افریقہ المسلمین کے پاس بھیجا اور یہ بنو کندیہ مغرب اقصیٰ میں تک گئے اور ان کا یہی حال رہا اور یہ بنی مرین کے قبائل کے مددگاروں میں شامل ہونے لگے۔

عبداللہ بن کندیہ کی وفات: اور عبداللہ بن کندیہ فوت ہو گیا اور اس کی امارت اس کے بعد اس کے بیٹے عمر کو ملی اور جب سلطان یوسف بن یعقوب نے اپنے خزانہ کو بنی عبدالواد کی طرف پھیرا اور تلمسان سے مقابلہ کیا اور اس کا طویل محاصرہ کیا اور بنو مرین اور ان کے دشت داروں نے بنو عبدالواد پر احسان کیا اور ان سے حسن سلوک کیا تو انہیں غیرت نے گناہ میں لگا دیا اور تکبر نے انہیں آ لیا پس ان بنو کندیہ نے سلطان کی مخالفت کرنے اور اس کے خلاف بغاوت کرنے کی ٹھان لی اور ۵۳۰ھ میں حاحہ چلے گئے اور امیر مراکش یحییٰ بن یعقوب نے ۵۴۰ھ میں ان سے جنگ کرتے کے لئے اجتماع کیا اور انہوں نے تادرت میں اس سے جنگ کی اور ان کی مخالفت پر قائم رہے پھر ۵۴۰ھ میں یحییٰ اور اس کی فوجوں نے دوسری بار تادرت میں ان سے جنگ کی اور انہیں ایسی عظیم شکست دی جس نے ان کے بازو توڑ دیے اور ان کی امارت کو کمزور کر دیا اور بنی عبدالواد کی ایک جماعت ازغار اور تاکا میں قتل ہو گئی اور یحییٰ بن یعقوب نے بلا دسوس میں خوب قتل کیا اور اس کے

دار الخلافہ اور ام القرئی تارودانت کو تباہ و برباد کر دیا جہاں پر عبدالرحمن کے سون پر مقرر کردہ و قیہ امراء میں سے عبدالرحمن بن الحسن بن یدر موجود تھا اور ان کا تذکرہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور اس کے اور معظی عربوں اور بنی حسان کے جوانوں کے درمیان جب سے موحدین کی حکومت کا خاتمہ ہوا تھا جنگ چاہی تھی جس میں پانسہ پلٹتا رہتا تھا اور ان جنگوں میں سے ایک جنگ میں ۶۶۸ھ میں اس کا چچا علی بن یدر ہلاک ہو گیا اور کچھ وقت کے بعد اس کی امارت اس عبدالرحمن کو مل گئی اور وہ مسلسل اس سے برسر پیکار ہے یہاں تک کہ ہمیش میں یعقوب نے سون پر قبضہ کر لیا اور اس کے دار الخلافہ تارودانت کو تباہ و برباد کر دیا پھر اس کے بعد مدینہ میں عبدالرحمن نے اپنے اور اپنے تارودانت کے لوگوں کے معاملے میں غور و فکر کیا اور اپنی ہوشیاری کا خیال ہے کہ وہ اس محل میں پہلے عربوں کے عہد سے قیام پزیر ہیں اور وہ ہمیشہ سے اس کے امیر ہیں اور انہیں اس کی امارت وراثت میں ملتی آرہی ہے۔

ابن خلدون سے اولاد عبدالرحمن کے ایک بڑے شیخ کی ملاقات بعد میں نے سلطان ابی عثمان بن بھائی ابی سالم کے بعد اولاد عبدالرحمن کے ایک بڑے شیخ سے ملاقات کی تو اس نے بھی مجھے اسی قسم کی بات بتائی مگر یہ کہ وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں واللہ اعلم اور ہو کہ وہ ہمیشہ صحرا بے سون میں بگولہ سے رہتے ہیں جہاں تک کہ سلطان فوت ہو گیا اور اس کے بعد انہوں نے دوبار مدینہ مرین کے طوک کی لطاحت اختیار کر لی اور جو جرم وہ پہلے کرتے تھے انہیں معاف کر دیا اور انہیں دوبارہ دوستی کے مقام پر کھڑا کر دیا اور وہ اس دور تک ان کے خیر خواہ اور قلمی دوست ہیں جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

ابوالملیانی کی تلپیس سے مصادمہ کے مشائخ کی

وفات کے حالات

مفراوہ ثانیہ کے حالات میں ہم نے ابوالملیانی کی شان اور اس کی اولیت اور ملیانہ میں اس کے بغاوت کرنے اور اسے روندنے پھر وہاں سے اپنے لشکر کو ہٹانے اور سلطان بنی مرین یعقوب بن عبدالحق کے پاس چلے جانے کے حالات بیان کر چکے ہیں اور اس نے اسے جس مقام عزت پر اتارا اس کا بھی ذکر کر چکے ہیں اور اس نے اسے کمائی کے ذریعے کے طود پر اغاثات کا شہر جاگیر میں دیا تو وہ وہیں تک گیا اور جو کچھ اس نے موحدین کے اعضاء اور قبریں اکھیز کر ان کی توہین کی اس سے سلطان اور لوگ اس سے ناراض ہو گئے اور جب اس نے یہ کام کیا تو مصادمہ نے اس پر حملہ کے لئے گھات لگائی اور جب یعقوب بن عبدالحق فوت ہو گیا تو یوسف بن یعقوب نے اسے مصادمہ کے ٹکس پر عامل مقرر کیا مگر اس نے اس کے جمع کرنے کی سکت نہ پائی اور ان کے مشائخ نے سلطان کے پاس اس کی چٹلی کی کہ اس نے اپنے لئے مال کو روک رکھا ہے اور انہوں

نے اس کا محاسبہ کیا اور اس کے بارے میں چغلی کی تصدیق کی تو سلطان نے اسے قید کر دیا اور اسے دور بھجوا دیا اور ۶۸۶ھ میں وہ فوت ہو گیا اور سلطان نے اس کے بیٹے کو منتخب کر لیا اور اسے اپنی خط و کتابت پر مقرر کیا اور اس نے اس کے مددگاروں کے ساتھ اس کے دروازے پر قیام کیا اور سلطان مصادمہ کے مشائخ میں سے ہناتہ کے سردار علی بن محمد اور کرمہ کے سردار عبدالکریم بن عیسیٰ پر ناراض ہوا اور اپنے بیٹے امیر علی کو مراکش میں ان کے قید کرنے کا اشارہ کیا تو اس نے ان دونوں کو بیٹوں اور خواہم سمیت قید کر دیا اور اس بات کو احمد بن المسلیانی نے محسوس کیا اور بدلہ لینے میں جلدی کی اور حکومت کے خط پر سلطانی علامت ہوتی تھی جو ایک کاتب سے مختص نہ تھی بلکہ ان میں سے ہر کوئی چاہے خط کو مکمل کر لیتا تو وہ اس پر وہ علامت لگا لیتا کیونکہ وہ سب کے سب ثقہ اور امین تھے اور سلطان کے ہاں وہ کسی کے وعدوں کی طرح تھے۔

احمد بن المسلیانی کا امیر مراکش کو خط لکھنا: احمد بن المسلیانی نے سلطان کے بیٹے امیر مراکش کو ۶۸۹ھ میں اس کے واسطے حکم کے بارے میں ایک خط لکھا جس میں اس نے اسے مصادمہ کے مشائخ کے قتل کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ وہ انہیں آنکھ چھیننے کی بھی مصلحت نہ دے اور اس نے اس پر وہ علامت بھی لگائی جس سے احکام نافذ ہوتے تھے اور خط پر مہر لگا دی اور اسے ڈاک کے ساتھ بھیج دیا اور خود فتح کرتے شہر میں چلا گیا اور لوگوں نے اس کے معاملے میں تعجب کیا اور جب سلطان کے بیٹے کو مراکش میں خط ملا تو وہ مصادمہ کے مقید لوگوں کو ان کے مثل میں لے گیا اور اس نے علی بن محمد اور اس کے بیٹوں اور عبدالکریم بن عیسیٰ اور اس کے بیٹوں عیسیٰ علی منصور اور بیٹے عبدالعزیز کو قتل کر دیا اور امیر نے اپنے وزیر کو اپنے باپ کے پاس خبر دے کر بھیجا تو اس نے اسے ناراض ہو کر اسی وقت قتل کر دیا اور اپنی کو اپنے بیٹے کے قید کرنے کے لئے بھیجا اور اس نے ابن المسلیانی کو تلاش کیا تو وہ کم ہو گیا اور تلمسان چلا گیا اور آل زبان کے ہاں اترا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ پھر وہ اس کے بعد اسی سال سلطان کے اندلس سے چلے جانے پر اندلس چلا گیا اور وہیں فوت ہو گیا اور اس دن سے سلطان نے اپنی علامت کے بارے میں اسی پر اکتفا کیا جسے وہ اپنے پروردہ لوگوں میں سے چننا اور اس کی امانت پر اعتماد کرتا اور اس نے اس دور میں اس کام کے لئے عبداللہ بن ابی مدین کو اپنا خاص آدمی مقرر کیا جو اس کے امور مملکت کو سرانجام دیتا تھا پس اس کے بعد یہ اس دور تک مختص ہو گیا۔

سلطان یعقوب کا بچپن: سلطان یعقوب اپنے بچپن میں اپنی لذات کو ترجیح دیتا تھا اور انہیں اپنے باپ یعقوب بن عبدالحق سے اس کے دینی مقام اور وقار کی وجہ سے چھپاتا تھا وہ شراب نوشی کرتا تھا اور ہم نشین شراب نوشوں کے ساتھ ہمیشہ اسے چھپاتا تھا اور قاس کے معابد یہودیوں میں سے خلیفہ بن وقاصہ امراء کے دستور کے مطابق اس کے گھر میں اس کی آمدنی و مصارف کا ذمہ دار تھا اور وہ کئی قسم کی خدمات کی وجہ سے اس کے قریب تھا پس اس امیر نے اسے شراب کشید کرنے اور اس کی نگرانی کرنے پر مقرر کر دیا اور اسے اس وجہ سے اس کے ساتھ خلوت کا موقع بھی ملا تھا جو قسمت نے اس کے لئے مقرر کر دیا تھا یہاں تک کہ یعقوب بن عبدالحق فوت ہو گیا اور اس کے بیٹے یوسف نے اس کی حکومت کا بار اٹھالیا اور بادہ نوشوں کی بادہ نوشی میں بھی مسلسل اس کو خلوتیں حاصل رہیں اور اس وجہ سے ابن وقاصہ اس کی خلوت میں منفرد ہو گیا نیز اس کے وکیل آمدنی و مصارف ہونے کی وجہ سے اس کی ریاست کی عظمت بڑھ گئی اور حکومت میں اس کی شان بلند ہو گئی اور خواہم اس سے احکام حاصل کرتے ہیں اسے ان کے درمیان وجاہت حاصل ہو گئی اور حکومت کی بڑائی سے اس کی قدر بڑھ گئی۔

ابن خلدون کے شیخ کا بیان: اور مجھے میرے شیخ الایلی نے بتایا کہ اس خلیفہ کا ایک بھائی ابراہیم نام تھا اور ایک عم زاد خلیفہ کے نام سے موسوم تھا جسے لوگوں نے صغیر کا لقب دیا تھا کیونکہ وہ اس نام سے چھوٹے مقام کا حامل تھا اور بنی السجی میں اس کی رشتہ داری تھی جن کا سردار موکی تھا جو آمدنی و مصارف کی ذمہ داری میں اس کا نائب تھا پس سلطان اپنی جوانی اور کھیل کے نشہ سے ہوش میں نہ آیا یہاں تک کہ اس نے انہیں اس حال میں پایا جس میں انہوں نے دوزخاۃ علماء اور ایک پارٹی کو دھوکے سے قتل کرنے کا پروگرام بنایا تو اس بات نے اُسے پریشان کر دیا اور وہ ان کی نگرانی کرنے لگا اور اس نے اس کے مخلص دوست عبد اللہ بن ابی مدین تک پہنچنے کا راستہ معلوم کر لیا پس اس نے اس کے ہاں ان کا بندوبست کرنے کے لئے راہ نکالی اور اسے ان پر حملہ کرنے کی راہ بتائی تو اس نے ان پر ایک ہی زبردست حملہ کیا اور وہ شعبان ۷۷۱ء میں تلمسان کے محاصرہ میں اس کے پڑاؤ میں قید ہو گئے اور اس نے آزمائش میں ڈالنے کے بعد خلیفہ کبیر اور اس کے بھائی ابراہیم ہارموی بن السجی اور اس کے بھائیوں کو قتل کر دیا اور ان کا مسئلہ کیا اور ان کے خواص و اکابر اور رشتہ داروں پر بھی مصیبت آئی اور ان میں سے کوئی باقی نہ بچا اور اس نے ان میں سے خلیفہ اصغر کو اس کی حقارت کے لئے باقی رکھا یہاں تک کہ اس نے جن لوگوں کو بعد میں قتل کیا ہم ان کا ذکر کریں گے اور ان کے بقیہ لوگوں کی توہین کی اور حکومت ان کی گندگی سے پاک ہو گئی اور اس سے ان کی ریاست کی برائی دور ہو گئی۔ والامور بید اللہ سبحانه۔

فصل

سلطان ابو یعقوب کی وفات کے حالات

سلطان کے مددگاروں اور خواص میں ابوالمہدی کے آختہ غلاموں میں سے ایک غلام سجاد بن نامی تھا اور وہ سلطان کے پاس اس وقت آیا جب وہ خود مراکش کا عامل تھا اور وہ پرلے درجے کا جاہل اور نجی تھا اور سلطان آختہ غلاموں کو اپنے اہل سے ملاتا تھا اور محارم کو بھی ان سے پردہ نہیں کرواتا تھا اور جب اس کے غلام العز کا واقعہ ہوا اور اس پر ایک حرم کے ساتھ سازش کرنے کا اتہام لگایا گیا اور شک کی بنا پر قتل کر دیا گیا تو سلطان کو اپنے بہت سے خواص کے بارے میں جو اس کے گھر میں رہتے تھے شک پیدا ہو گیا اور اس نے تمام آختہ غلاموں کو قید کر دیا جن میں ان کا نمبر دار عزیر الکبیر بھی شامل تھا اور اس نے بقیہ غلاموں کو چھپا دیا تو وہ ڈر گئے اور اس خبیث خصی کے شیطانی نفس نے اسے سلطان پر اچانک حملہ کرنے کی بھائی تو یہ اس کے پاس گیا اور وہ اپنے محل کے ایک کمرے میں تھا اس نے اُسے اطلاع دی تو اس نے اسے آنے کی اجازت دے دی اس نے اسے دیکھا کہ وہ حنا لگا کر اپنے بستر پر لیٹا ہوا ہے تو اس نے اس پر حملہ کر کے نیرے مار مار کر اس کی آنکھیں کاٹ دیں اور بھاگتا ہوا باہر نکل گیا اور ایک مددگار نے اس کا تعاقب کیا تو اس نے اسے شام کے وقت تاسلہ کی جانب پا کر پکڑ لیا اور اُسے

فصل

سلطان ابو ثابت کی حکومت کے حالات

جب امیر ابو عامر بن سلطان ابو یعقوب اور اس کا ولی عہد بلا دینی سعید غمارہ اور الریف میں ۶۹۸ھ میں جلا وطنی کی حالت میں مر گیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں تو اس نے اپنے دو لڑکے عامر اور سلیمان ان کے دادا سلطان کی کفالت میں اپنے پیچھے چھوڑے اور وہ اس کی محبت اور اس کے دور ہونے کی وجہ سے ان دونوں سے محبت رکھتا تھا اور ان دونوں سے اس کی آنکھ بندھی تھی اور اس کے دل میں ان کی محبت پائی جاتی تھی پس وہ ان دونوں پر مہربان ہوا اور انہیں اپنے دل میں جگہ دی اور امیر ابو ثابت عامر نے اپنی قوم کو اقدام و جرأت اور شجاعت میں ذلیل کیا اور بنی ورتاجن میں اسے ماموں کا رشتہ تھا پس سلطان کی وفات کے وقت انہوں نے اسے قریش کی اور اس کی بیعت کر لی اور اس کے باپ عز کا چچا امیر ابونجی بن یعقوب بھی اتفاقاً وہاں آ گیا تو انہوں نے اسے اطاعت اختیار کرنے پر آمادہ کیا اور اگر اس کے پاس آدمی ہوتے تو اس سے امارت کا زیادہ حق دار تھا پس اس نے فرمانبرداری اختیار کر لی اور غم کو پوشیدہ رکھا اور سلطان کی وفات کے وقت خواص اور وزراء جلدی سے نئے شہر میں آئے اور اس کے بیٹے امیر ابوسالم کی بیعت کر لی اور قریب تھا کہ بنی مرین کا اتحاد پارا پارا ہو جاتا..... پس اسی وقت امیر ابو ثابت نے عثمان بن غفران کے بیٹوں امیر ابوزیان اور ابوحمو کو تلمسان کی طرف بھیجا اور ان دونوں سے ان سے الگ ہو جانے کا معاہدہ کیا پھر اس نے اسے حکم دیا کہ وہ اسے آلہ سے مدد دے اور اگر وہ بات نہ ہو جو وہ چاہتا ہے تو وہ دونوں گھر کا کونہ اسے دکھائیں اور معاہدہ کے لئے ابوحمو آیا تو اس نے اسے خوب مضبوط کیا اور بنی مرین کی اکثریت اور ارباب محل و عقد امیر ابو ثابت کی طرف مائل ہو گئے اور ابوسالم کی بیعت کے لئے صرف اہل دعیال و وزراء خواص فوجیں اور بے سمجھ لوگ رہ گئے اور نئے شہر میں اس کا بسیرا تھا اور انہوں نے اسے جنگ کا مشورہ دیا اور وہ فوجوں کو منظم کر کے نکلا اور کھڑا ہوا اور ڈر گیا اور جنگ کرنے سے بزدلی دکھائی اور ان سے کل پشیمدی کرنے کا وعدہ کیا اور پلٹ کر اپنے محل میں آ گیا تو وہ اس سے مایوس ہو گئے اور چپکے چپکے کھسک کر امیر ابو ثابت کے پاس آ گئے اور وہ ان پر جھانکنے والے پہاڑ کی ایک مگرانی چوکی میں تھا اور جب ابوسالم شہر میں رک گیا تو یک دم تمام مددگار اس کے پاس جمع ہو گئے اور جب اس کے پاس قبائل اور فوج پورے ہو گئے۔

جدید شہر پر حملہ: تو اس نے سلطان کے ٹھکانے جدید شہر اور اس کے محلات کی باڑاؤ اس کے عزم کی سکم پر حملہ کیا اور موقع پر اس کے چوک تک پہنچ گیا اور ابوزید مظلوم بن عمران القودوری اس کے مقابلہ میں نکلا تو وہ ابو یحییٰ کے حکم سے گھوڑے سے اتر کر پیادہ ہو گیا اور اس کے سامنے نیزوں کی ضربوں سے قتل ہو گیا اور ابھی اسے وزیر نے تھوڑا عرصہ ہی ہوا تھا اور سلطان نے اسے اس کی وفات سے قبل شعبان ۵۶۷ھ میں وزیر بنایا تھا اور ابوسالم مغرب کی طرف بھاگ گیا اور اس کے خاندان میں سے رحون بن عبد اللہ بن عبد الحق بن العباس اور رحو کے بیٹوں عیسیٰ اور علی اور ان کے بھتیجے جمال الدین بن موسیٰ نے اس کی مصاحبت کی اور امیر ابو ثابت نے اپنی فوج کے ایک دستے کے ساتھ ان کا تعاقب کیا اور انہیں مدروہ میں گرفتار کر لیا۔

ابوسالم اور جمال الدین کے قتل کا حکم: اور ابوسالم اور جمال الدین کے قتل کرنے اور دوسروں کے باقی رکھنے کے بارے میں سلطان کا حکم نافذ ہوا اور اس نے شہر کے دروازے کے جلانے کا حکم دیا تاکہ فوج اسے فتح کرے پس ان کے گھر کے وکیل آمدنی و مصارف عبد اللہ بن ابی مدین کاتب سلطان پر بھائی نکلا اور ابوسالم کے فرار کرنے اور اس کی اطاعت پر لوگوں کے اتفاق کرنے کی اطلاع دی اور وہ رات بھر اس خوف سے ان کے ساتھ صلح کی طرف مائل رہا کہ کہیں فوج نادانی سے ان کے گھر پر حملہ نہ کر دے حتیٰ کہ صبح ہو گئی پس اس نے صلح کر لی اور امیر ابو یحییٰ سے اسے ابوالفتح بن اسیلوہ کے قید کرنے کا حکم دیا تو اس نے قیدیم عداوت کی وجہ سے اسے قید کر لیا پھر اس نے اسے قتل کرنے اور اس کے سر کو بیچنے کا حکم دیا پس اسے قتل کر دیا گیا اور اس رات سلطان نے آگ جلانے کا حکم دیا یہاں تک کہ اس نے تاریکی کو دوشن کر دیا اور اس نے تھوڑے ہو کر رات گزاری اور اس کی صبح کو محل میں داخل ہوا اور اس نے نماز پڑھنے کے بعد اس کے جسم کو دفن کیا اور جب امیر ابو یحییٰ کی نمائندگی زیادہ ہو گئی تو وہ اس کے مقام سے ٹک ہو گیا اور اس نے اس کے بارے میں القزاجہ کے سردار عبد الحق بن عثمان بن امیر ابی یفرن محمد بن عبد الحق اور اس کے پاس جو وزیر موجود تھے جیسے ابراہیم بن عبد الجلیل النکاسی اور ابراہیم بن عیسیٰ الیرنیانی وغیرہ خواص سے گفتگو کی تو انہوں نے اس کے قتل کا مشورہ دیا اور اس کے بارے میں ایسے الفاظ میں حکایت کی گئی جن کا مفہوم سلطان اور اس کی حکومت کے بارے میں ناک رکھنا اور اس کی حکومت کے لئے پارٹی تلاش کرنا تھا اور امیر ابو یحییٰ بیعت کے تیسرے روز سوار ہو کر محل کی طرف گیا تو سلطان نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کے ساتھ بیویوں کی طرف چلا گیا تاکہ ان کے بھائی سلطان کی تعزیت کرے پھر وہ خواص سے جنگ کرنے کے لئے نکلا تو سلطان اس سے پیچھے رہ گیا اور اس نے عبد الحق بن عثمان کے ساتھ اسے گرفتار کرنے کے لئے سازش کی تھی تو اس نے ایسے ہی کیا پھر سلطان بڑے اعتماد کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلا تو اس نے اس کا کام تمام کرنے کا حکم دیا اور اس کو مہلت نہ دی اور اس نے اس کے وزیر عیسیٰ بن موسیٰ القودوری کو اس کے ساتھ ملا دیا اور اس گروہ کے ہلاک ہونے کی خبر پھیل گئی تو القزاجہ اس سے ڈر گئے۔

یعیش بن یعقوب اور اس کے بیٹے کا فرار: اور سلطان کا بھائی یعیش بن یعقوب اور اس کا بیٹا عثمان جو اپنی ماں قہصمت کے نام سے مشہور تھا اور مسعود بن امیر ابی مالک اور عباس بن رحون عبد اللہ بن عبد الحق فرار ہو کر سب کے سب عثمان بن ابی الکلاء کے پاس غمارہ میں اس کی جگہ پر پہنچ گئے اور نمائندگی سے فضا خالی ہو گئی اور سلطان اپنی قوم کی حکومت میں خود مختار ہو گیا اور جھگڑا کرنے والوں کے شر سے محفوظ ہو گیا اور جب اس کی حکومت مکمل ہو گئی اور ملک کا معاملہ مرتب و منظم ہو گیا تو اس نے بنی عثمان بن یفرن اس کے ساتھ ان کے پاس سے چلا جانے کا عہد پورا کیا اور وہ ان تمام بلاد سے ان کے لئے

دست بردار ہو گیا جو بلاد مغرب اوسط میں ان کے مضافات اور نئی توہین اور مغرب کے مضافات میں سے اس کی اطاعت میں آگئے تھے اور عثمان بن ابی العلاء بن عبداللہ بن عبدالحق نے سہم میں جو کھلی چٹائی تھی اور سلطان کی وفات پر اس نے جو دہنی طرف دعوت دی تھی اور بلاد غمارہ کی طرف جا کر قصر کتامہ پر اس نے جو قبضہ کر لیا تھا اس کی وجہ سے اس نے اسے مغرب کے دار الخلافہ میں بلایا تھا لیکن اس نے مغرب کی طرف سفر کرنے کا عزم نہ کر لیا اور سفر کے دوران جدیدہ شہر کے باشندوں کی رفاہت و وزیر ابیہم بن عبدالسلام کو سپرد کی کیونکہ ان دنوں وہ آبادی سے بھرپور اور بے کار لوگوں اور آلہ سے بھرا ہوا تھا پس اس نے ان کا اچھا انتظام کیا اور ان کے لئے میعادیں اور موعید مقرر کئے کہ وہ سفر کر جائیں اور اسے خالی چھوڑ جائیں جسے بنو عثمان بن مقران نے بنی مرین کے مغرب کی طرف کوچ کرنے کے وقت پر یاد کر دیا تھا اور انہوں نے اس کے لئے جنگوں کے وقت مقرر کئے تھے پس انہوں نے اس کے نشانات کو متا دیا اور پر باد کر دیا اور سلطان نے اپنے قرابت داروں میں سے حسن بن عامر بن عبدالحق انجون کو فوجوں کے ساتھ آگے بھیجا اور اسے ابوالعلاء کے ساتھ جنگ کرنے پر سالار مقرر کیا اور وہ جدیدہ شہر میں ان پہرے داروں کو ملنے کے لئے ٹھہرا جو مشرق کی سرحدوں پر تھے اور جب وہ ان تمام سرحدوں سے بنی عثمان بن مقران کے لئے دست بردار ہو گئے تو وہ ماوذہ الجبل میں کوچ کر گیا اور ۵۰۰ عہدے کے شروع میں فاس میں داخل ہو گیا۔

ابو ثابت کا مغرب جانا: اور جب ابوالثابت ان کے تلمسانی پڑاؤ سے الگ ہو کر مغرب کو گیا تو اس نے اپنے قرابت داروں میں سے حسن بن عامر بن عبدالحق انجون بن سلطان کو فوجوں کے ساتھ اپنے آگے بھیجا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نے اسے ابوالعلاء کے ساتھ جنگ کرنے پر سالار مقرر کیا اور بلاد مراکش اور اس کے نواح پر اپنے دوسرے عم زاد یوسف بن محمد بن ابی عیاد بن عبدالحق کو امیر مقرر کیا اور اس نے اسے حکم دیا کہ وہ ان کے احوال کی نگرانی کرے تو وہ وہاں گیا اور اتر اچھرا سے بغادت کا خیال آیا تو اس نے مراکش کے والی کو قتل کر دیا اور آلہ بنایا اور اعلانیہ عیاشی کی اور والی شہر کو پکڑ کر جمادی الاول ۷۰۰ھ میں کوڑا مار کر قتل کر دیا اور اپنی دعوت دی اور سلطان کو اپنی آمد کے آغاز میں ہی اطلاع مل گئی تو اس نے اس کی طرف اپنے وزیر یوسف بن عیسیٰ بن السعد زحسی اور یعقوب بن اصناک کو پانچ ہزار فوج کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا اور خود بھی ان کے پیچھے ان دستوں کے ساتھ نکلا اور یوسف بن ابی عیاد بھی نکلا اور ریج سے آگے چلے گئے پس وہ وزیر کے اور اس کی فوجوں کے آگے شکست کھا گیا اور وزیر نے اس کا تعاقب کیا تو وہ اغمات کی طرف بھاگ گیا پھر جبال مسکورہ کی طرف بھاگ گیا اور اغمات میں سے موسیٰ بن سعید الصیسی اس کی فیصل سے اتر کر اس کے پاس چلا گیا اور وزیر یوسف مراکش چلا گیا پھر اس کے پیچھے نکل کر اس سے مل گیا اور ان کے درمیان جنگ ہوئی رہی اور ان میں بہت سے آدمی مارے گئے اور وہ مسکورہ چلا گیا اور سلطان ابونابت ۱۵۰ھ جب ۷۰۰ھ کو مراکش میں داخل ہوا اور اس نے ان سازش کے چھپانے والوں کے قتل کا حکم دیا جو اس کی بغادت کے دوران اس کے ساتھ تھے پس انہیں قتل کر دیا گیا۔

یوسف بن ابی عیاد کا جبال مسکورہ میں جانا: اور جب یوسف بن ابی عیاد جبال مسکورہ میں گیا اور مخلوف بن ہوا کے ہاں اتر اور اس سے پناہ کا عہد لیا تو اس نے سلطان کے خلاف اسے پناہ نہ دی اور اسے گرفتار کر کے اس کے آٹھ ساتھیوں کے ساتھ مراکش لے آیا جنہوں نے اس سے معاملے میں بڑا پارٹ ادا کیا تھا پس سلطان نے انہیں کوڑوں کے ساتھ

عذابیہ دینے کے بعد ایک ہی قتل میں قتل کر دیا اور یوسف کے سر کو کھانسی بھجوا دیا جسے اس کی فیصل پر نصب کر دیا گیا اور اس کے سوا جن لوگوں نے بغاوت کے بارے میں اس سے سازش کی تھی ان میں خوب قتلام کیلئے ان میں سے کئی لوگ ہراکشی اور اغتات میں قتل کئے گئے اور اس دوران اس کا وزیر ابراہیم بن عبد الجلیل ناراض ہو گیا تو اس نے اسے اور اس کے بیروہین اور بنی دمکاس کے دوستوں کو قید کر دیا اور ان میں سے حسن بن روہین قتل ہو گیا پھر اس نے انہیں معاف کر دیا اور نصف شعبان کو سکسوی سے جنگ کر لیا اور ہراکشی کی جہات پر قبضہ کرنے کے لئے نکلا تو سکسوی نے اس کی اطاعت کر لی اور اس کو قیمتی تحائف دیے تو اس نے اس کی اطاعت و خدمت کو قبول کیا۔

یعقوب بن آصناد کا زکۃ کا تعاقب کرنا: پھر اس نے اپنے سالار یعقوب بن آصناد کو زکۃ کے تعاقب میں بھیجا یہاں تک کہ وہ بلاد سوس میں داخل ہو گیا اور وہ اس کے آگے الرمال کی طرف بھاگ گئے اور ان کے اثر و رسوخ کا تاثر ہو گیا اور وہ سلطان کے پڑاؤ میں واپس آ گیا اور سلطان اپنی فوجوں کے ساتھ ہراکشی کی طرف پلٹ آیا اور ماہ رمضان میں وہاں اترا پھر بنی وراء کی ایک جماعت کو قتل کرنے کے بعد قاس کی طرف لوٹ آیا اور بلاد صہبہ میں اپنا راستہ بنایا اور بلاد صہبہ میں گیا اور اسے قبائل کی غلط عقیدان بنی جابر اور عامر کے جسمی عرب نے قودہ انہیں آٹھ تک ساتھ ملے گیا اور ان کے ساتھ شیوخ کو گرفتار کر لیا اور انہیں میں سے جن میں شیوخ کے متعلق اس کے پاس چٹلی کی گئی تھی اس نے انہیں قتل کر دیا اور رمضان کے آخر میں رباط الفتح میں داخل ہو گیا اور اس نے وہاں اعراب کی ایک قوم کو قتل کر دیا جو اس سے جنگ کرنے کو تیار تھی پھر نصف شوال کو وہ آزار اور البیط کے ریاحی باشندوں سے جنگ کرنے کے لئے کوچ کر گیا اور اس نے قدم بچنے کو بھڑکایا اور ان میں خوب خونریزی کی اور قیدی بنائے اور قاس کی طرف لوٹ آیا اور نصف ذوالقعدہ کو وہاں اترا کساچل تک اپنے عبدالحق بن عثمان کی شکست اور رومیوں کے اس کی فوجوں کے ساتھ جنگ کرنے اور اس کے ارباب حکومت میں سے عبد الواحد الفوادری کے وفات پانے کی خبر ملی اور یہ کہ جہات غمارہ میں عثمان بن ابوالعلاء کا معاملہ اہمیت اختیار کر گیا ہے اس نے اس کے ساتھ جنگ کرنے کی ٹھان لی۔

فصل

بلا والہیظ میں عثمان بن ابوالعلاء کی مزاحمت

کے لئے سلطان کے جنگ کرنے اور غلبے

کے بعد طنجہ میں اس کے وفات پا جانے کے حالات

جب ۵۵۷ھ میں ریحس ابوسعید فرج بن اسماعیل بن یوسف بن نصر نے سہد پر قبضہ کیا تو اس نے وہاں اپنے عم زاد جلعج عمر بن یحییٰ بن محمد الشیخ بن یوسف بن نصر کی دعوت کو قائم کیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور اس کے مقام امارت مالقہ سے ریحس الجاہد بن عثمان بن ابوالعلاء اور یحییٰ بن عبد اللہ بن عبد الحق جو اس گھرانے کے شریف الاصل لوگوں میں سے تھا اس کے ساتھ گیا جسے ان میں حکومت کے لئے تربیت دی گئی تھی اور وہ اسے اس لئے اپنے ساتھ لے کر گیا تاکہ وہ اس کے ذریعے سہد کے دفاع کے لئے حکومت میں فتنہ پیدا کر کے مغرب کے اتحاد کو پارا پارا کر دے کیونکہ سلطان نے اپنی قوم کو برا بھونٹہ کیا تھا پس اس نے اسے قابو کر لیا اور اس کی حکومت درست ہو گئی اور عثمان نے ان کی مدد سے مغرب کی حکومت کے بارے میں لالچ کیا اور یہ بات اس کے نفس نے اسے خوبصورت کر کے دکھائی پس وہ سہد سے نکلا اور اس کے بعد غازیوں کی فوج پر عمر بن اس کے عم زاد اور جو بن عبد اللہ کو ختم مقرر کیا اور وہ بلا وغارہ میں ظاہر ہوا اور اس نے اپنی دعوت و غنی شروع کی اور ان میں سے قبائل نے اسے قبول کیا اور وہ ان کے مضبوط ترین پہاڑ کے قلعہ علودان میں اترے اور انہوں نے موت پر اس کی بیعت کی۔

اصیلا اور العریش پر قبضہ: پھر اس نے اصیلا اور العریش پر حملہ کر کے ان پر قبضہ کر لیا اور یہ سب خبر مرنے والے سلطان ابو یعقوب کو پہنچ گئی پس اس نے ان کے معاملے کی حقارت سے اسے حرکت نہ دی اور اس نے اپنے بیٹے ابوسالم کو فوجوں کے ساتھ بھیجا اور اس نے کئی روز تک سہد سے جنگ کی پھر وہاں سے چلا گیا اور اس کے بعد اس نے اس کے بھائی یحییٰ بن یعقوب کو بھیجا اور اسے طنجہ میں اتارا اور فوجوں کو اس کے پاس اکٹھا کیا اور اسے سرحد بنادیا اور عثمان بن ابوالعلاء نے اس پر حملہ کیا تو وہ طنجہ سے القصر تک پیچھے رہ گیا پھر اس نے اس کا تعاقب کیا تو قصر کے باشندے یحییٰ بن یعقوب کے ساتھ سوار پیادہ اور تیر انداز ہو کر نکلے اور وادی درامک جا پہنچے پھر شہر تک شکست کھا گئے اور عمر بن یاسین فوت ہو گیا اور عثمان کئی روز تک قصر میں ان کے ہاں مہمان رہا پھر دوسرے روز اس میں داخل ہو گیا پھر سلطان فوت ہو گیا اور یحییٰ بن یعقوب ابو ثابت کے خوف سے بھاگ گیا اور عثمان بن ابوالعلاء کے پاس چلا گیا اور کچھ وقت کے لئے ان جہات میں اس کی حکومت قائم ہو گئی اور جب سلطان ابو ثابت مغرب میں اترے تو اسے مراکش میں یوسف بن ابی عیاد کی بغاوت نے مشغول رکھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ پس اس نے اپنے چچا یحییٰ بن عبد الحق کی جگہ اپنے گھرانے کے جوانوں میں سے عبد الحق بن عثمان بن محمد بن

عبدالحق کو عثمان بن ابوالعلاء کے ساتھ جنگ کرنے پر سنا اور مقرر کیا پس وہ اس کی طرف گیا اور ۱۵ ذوالحجہ ۷۷۷ھ کو عثمان اس کے ساتھ جنگ کرنے کو آیا اور اس نے اُسے شکست دی اور اس کے ساتھ جو روپی سپاہی تھے وہ مارے گئے اور اس جنگ میں عبدالواحد الفودوری بھی ہلاک ہو گیا جو سلطان کے تربیت یافتہ جوانوں میں سے وزارت کے ریزرولوکوں میں سے تھا جو عثمان قصر کتامہ کی طرف گیا اور وہاں اتر کر اس کی جہات پر قابض ہو گیا اور اسی کے بعد سلطان مغرب کی جنگ سے واپس آیا اور اس نے بیماری اور نفاق کے اثر کا خاتمہ کر دیا پس اس نے بلاد غمارہ پر حملہ کرتے کا عزم کیا تا کہ وہ وہاں سے ابن ابوالعلاء کی اس دعوت کے نشان کو مٹا دے جو اس سے اس کے مغرب کے مقبوضات کے پارے میں جھگڑا کرتی تھی اور وہ اُسے اُلٹے پاؤں واپس کر دے اور ابن الاحمر کے ہاتھ سے سہہ کو لے لے کیونکہ وہ القراہہ اور ان حیاض میں تھے جو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے ماوراء البحر میں مقیم تھے بغاوت اور خروج کرنے والے کے لئے اڈہ بن گیا تھا پس وہ ۱۵ ذوالحجہ ۷۷۷ھ کو قاس سے اٹھا اور جب وہ قصر کتامہ پہنچا تو وہاں اس نے تین دن قیام کیا یہاں تک کہ اس کی فوجیں جمع ہو گئیں۔

عثمان بن ابوالعلاء کا فرار: اور عثمان بن ابوالعلاء اس کے آگے بھاگ گیا اور سلطان بھی اس کے تعاقب میں گیا اور قلعہ علودان سے جنگ کی اور اس میں بزدل قوت داخل ہو گیا اور وہاں اس نے تقریباً چار ہزار آدمیوں کو قتل کیا پھر اس نے الدمنہ شہر سے جنگ کی اور اس میں کھس گیا اور اس نے انہیں ابن ابوالعلاء کی اطاعت سے تمسک کرنے اور اس کی مدد کرنے کی وجہ سے خوب قتل کیا اور قیدی بنایا پھر اس نے اچانک القصر پر حملہ کر دیا اور اسے لوٹ لیا پھر طنجہ کی طرف چلا گیا اور آٹھویں ماہ وہاں اتر آیا اور ابن ابوالعلاء اپنے مددگاروں کے ساتھ سہہ میں رک گیا اور سلطان نے اپنی فوج کے بڑاؤ کے لئے علود سہہ کی ناکہ بندی کرنے کے لئے حیطادین شہر کی مدد بندی کرنے کا حکم دیا اور اپنی مجلس کے بڑے قیسا بونجی بن ابی البصر کو اس کے پاس بھیجا کہ وہ اس کے لئے شہر سے دست بردار ہو جائیں اور اس دوران میں سلطان چلا ہو گیا اور تھوڑے دنوں کو اسی سال کی آٹھویں صفر کو فوت ہو گیا اور طنجہ کے باہر دفن ہوا پھر کچھ دنوں کے بعد اس کے اصحاب کو اس کے آباء کے مدفن شالہ میں لا کر دفن کیا گیا۔ رحمۃ اللہ علیہ وعلیہم۔

فصل

سلطان ابوالریح کی حکومت اور اس میں

ہونے والے واقعات کے حالات

جب سلطان ابوطالب فوت ہو گیا تو اس کا چچا علی بن سلطان ابی یعقوب جو اپنی ماں رزیکہ کی وجہ سے مشہور تھا، حکومت کے قیام کے لیے ہو گیا اور بنی مرین کے دوسرے سردار جو اباب مل و متحد تھے وہ اس کے بھائی الریح کی طرف چلے گئے اور انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور اس نے اپنے چچا علی بن رزیکہ کو گرفتار کر لیا جو امارت کا بھاء دریافت کرتا پھر تا تھا پس اس نے اسے طائف میں قید کر دیا یہاں تک کہ وہ اسے میں فوت ہو گیا اور اس نے لوگوں کو خوب عطیات دیے اور فاس کی جانب کوچ کر گیا اور عثمان بن ابی العلاء نے ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ اس کا تعاقب کیا اور اس پر شب خون مارا اور اس نے فوج کو چھٹا کر دیا تو وہ علودان کے میدان میں ان سے ملا اور ان سے جنگ کی اور عثمان اور اس کی قوم کو شکست ہوئی اور اس دن اس کے بیٹوں اور اس کی بہت سی فوجیں گرفتار کر لیا اور سلطان کے مددگاروں نے ان میں خوب خوریزی کی اور قیدی ہانے اور اسے بے مثال فوج حاصل ہوئی۔

ابو یحییٰ بن ابوالعمر کا اندلس پہنچنا اور ابو یحییٰ بن ابوالعمر اندلس پہنچ گیا اور اس نے صلح کا پختہ معاہدہ کر لیا اور ابن الآخر سلطان ابوطالب کی ملاقات کے لئے آیا اور جزیرہ خضراء تک پہنچ گیا تو اسے اس کی وفات کی خبر ملی تو وہ آگے جانے سے رک گیا اور ابن ابی العمر کو آہ کے پختہ کرنے کے لئے بھیجا اور عثمان بن ابی العلاء اپنے اقرباء ساتھیوں کے ساتھ کنارے کی طرف چلا گیا اور فرناطہ پہنچ گیا اور سلطان جلدی سے اپنے دار الخلافہ کو گیا اور ریح الاول ۸۷۷ھ کے آخر میں فاس میں داخل ہو گیا اور حالات درست ہو گئے اور ملک استوار ہو گیا اور اس نے حاکم تلمسان موسیٰ بن عثمان بن یحییٰ اس کے ساتھ صلح کا معاہدہ کیا اور قیام کیا اور اپنے دار الخلافہ میں دعویٰ کیا اور اس کا دور حکومت کے باشندوں کے لئے صلح سکون اور ترقی کا بہترین دور تھا اور اس کے زمانے میں لوگوں نے جاگیروں کی قیمتیں بڑھادیں اور ان کی قیمتیں عام قیمت سے بڑھ گئی یہاں تک کہ فاس کے بہت سے گمراہ ہزار سنہری دینار کے عوض فروخت ہوئے اور لوگ تعمیرات میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے لگے پس انہوں نے اونچے مکانات بنائے اور پتھروں اور سنگ مرمر کے مضبوط محل تیار کئے اور انہیں نقوش اور چٹائی سے حرمین کیا اور ریشم زیب تن کرنے اور عمدہ گھوڑوں پر سوار ہونے اور اچھی غذائیں کھانے اور سونے چاندی کے زیورات جمع کرنے لگے اور آبادی میں اضافہ ہو گیا اور زینت اور ترقی نمایاں ہو گیا اور سلطان اپنے گھر میں اپنا تکیہ آراستہ کر کے آرام کرنے لگا یہاں تک کہ فوت ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

ابو شعیب بن مخلوف اور قنبر کیر کے پڑوس میں رہنے والے قبائل کتامہ سے تعلق رکھنے والے بنی ابی عثمان سے ابو

شعیب بن مخلوف بھی تھا جو دین کے اختیار کرنے کی وجہ سے شہر سے نکلتا تھا اور جب بنو مرین نے مغرب پر حملہ کیا اور اس کے میدان میں گشت کی اور اس کے نواح پر مہذب ہو گئے تو ابن کے نیکوکار نے نیکوکار کی اور بدکار نے بدکار کی محبت اختیار کی اور بنو عبدالحق دین دار دوستوں کے ساتھ اس ابو شعیب کے پاس آ گئے پس وہ ان کا امام الصلوٰۃ بن گیا اور یعقوب بن عبدالحق اس کے ساتھیوں میں سے سب سے زیادہ طاقتور اور سب سے زیادہ عہد کو پورا کرنے والا تھا جس کا اس کے ساتھ تعلق ہو گیا اور حکومت میں اس کی قدر بڑھ گئی اور لوگوں کے درمیان اس کے بیٹوں اکابر اور مددگاروں کی عزت بڑھ گئی اور اس شعیب کے بیٹوں عبد اللہ ابو القاسم اور محمد نے جو الحاج کے نام سے مشہور ہے اور ان کے بعد ان کے بھائیوں نے قصر کتامہ میں اس عزت کے ماحول میں پرورش پائی اور سلطان یعقوب بن عبدالحق فوت ہو گیا تو یوسف بن عبدالحق نے انہیں اپنی خدمت کے لئے جن لیا اور انہیں اپنے خاص مقامات پر عامل مقرر کیا پھر اس نے انہیں اپنی خدمت کے لئے مرتبہ میں ترقی دی اور درجہ بدرجہ ان کو اپنے خواص میں شامل کر لیا یہاں تک کہ ان کا باپ ابو مدین شعیب ۶۹۷ھ میں فوت ہو گیا اور ان میں سے سلطان کے ہاں عبد اللہ مقدم تھا اور وہ قوت و وزارت دوستی اور محبت کی گھاٹیوں پر چڑھ گیا اور اس نے اس کی مجلس میں اپنے نصیب کی وجہ سے ہر مرتبہ حاصل کیا اور اس نے اپنی طرف سے صادر ہونے والے بیانات اور احکام پر اپنی علامت لگانے کے لئے مخصوص کر لیا اور اسے خراج کا حساب لینے اور عمال کے ہاتھوں کو روکنے اور ان کے بارے میں بعض وسطی کے احکام نافذ کرنے کے لئے مقرر کیا اور اسے خلوت کی بات چیت اور سنے کے راز پہنچانے کے لئے منتخب کیا جس قبیلے قرابت داروں بیٹوں اور خواص کے اشراف نے اسے کھڑا کر کے سردار بنادیا اور اس کی بخشش پر خطبات دیے اور وہ بڑا وسیع اخلاق تھا اور اس کے ساتھ اس نے اس کے بھائی محمد کو مراکش میں مصافحہ کا ٹیکس جمع کرنے پر عامل مقرر کیا اور اس نے ابو القاسم کو قاسم پر آرام کرنے پر مبارک باد دی پس اس نے وہاں بڑے آرام و آسائش کے ساتھ قیام کیا اور عمال کے اموال تحائف کے طور پر اس کے پاس آتے تھے اور سواریاں اس کے دروازے پر کھڑی ہوتی تھیں یہاں تک کہ سلطان ابو یوسف فوت ہو گیا کہتے ہیں کہ اس نے الملیاتی کی چغلی کے ساتھ اس کے خون میں بھی خیانت کی تھی۔

اور جب سلطان ابو ثابت حکمران بنا تو اس نے اس کے رتبہ کو بڑھا دیا اور اس کا نصیب اس کے ساتھ مل گیا اور اس کی عزت بڑھ گئی اس کے بعد اس کا بھائی ابو الریح حکمران بنا اور اس نے اس بارے میں اپنے سلف کے طریق کو اختیار کیا اور جب رقاصہ یہودی کے بیٹوں نے مصیبت ڈالی تو اس کے حکم کے صادر کرنے کے مقام کی وجہ سے ان کی مصیبت ان کے ساتھ مل گئی اور ان کا خیال ہے کہ وہ ان میں چغلی کرتا تھا اور ان میں سے خلیفہ امغر باقی رہا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور جب سلطان ابو الریح کو حکومت ملی تو اس نے خلیفہ کو اپنے گھر کے بعض کام سپرد کئے اور اسے خادموں کے ساتھ رکھا یہاں تک کہ وہ سلطان کے ساتھ رہنے لگا اور اس کا انتہائی مقصد عبد اللہ بن ابی مدین کے بارے میں چغلی کرنا تھا اور وہ سلطان ابو الریح سے پیچھے رہتا تھا اس وجہ سے وہ اپنے رشتہ داروں کی مستورات سمیت اس کی ہلاکتوں سے مامون نہ تھا اور خلیفہ کو یہ باتیں لوگوں کی باتوں سے معلوم ہوئیں پس اس نے سلطان سے سازش کی کہ عبد اللہ بن ابی مدین سلطان پر اپنی بیٹی کے بارے میں اتہام لگاتا ہے اور یہ کہ اس کا سینہ اس وجہ سے بھرا ہوا ہے اور وہ حکومت کی تاک میں ہے اور وہ اپنے خلاف قبیلے کی سازش کے شر سے ڈرتا تھا کیونکہ وہ آل یعقوب کے داعیوں میں سے اس کا داعی تھا پس سلطان نے اس کے شر کو دور کرنے کے لئے

جلدی کی اور اسے اس کی بیٹی کی روانگی کی وجہ کو بلایا اس کے خاوند کے بارے میں ان کا خیال ہے کہ اُسے رومی سالار ابو یحییٰ بن العربی کے مقبرہ میں لے گیا اور وہاں پر پیچھے سے سالار نے اُسے نذر مارا جس نے اُسے ٹھوڑی کے تل گرادیا اور اس نے اسے حکومت میں جو مقام و مرتبہ حاصل تھا اس پر حسرت و افسوس کے باعث اس کی جان نکل گئی اور اس نے سلطان کو یہودی کے فریب سے آگاہ کیا اور وہ یہودی کے فریب کو معلوم کر کے تادم ہوا اور اس نے اسی وقت خلیفہ بن وقاصہ اور اس کے یہودی رشتہ داروں پر جو خدمت میں لگے ہوئے تھے حملہ کر دیا اور ان پر ایسا تباہ کن حملہ کیا کہ وہ دوسروں کے لئے عبرت بن گئے۔

فصل

اندلسیوں کے خلاف اہل سبتہ کے بغاوت کمرے اور سلطان کی دوبارہ اطاعت اختیار کرنے کے حالات

عثمان بن ابوالعلاء کو بھگانے اور سبتہ میں اسے روکنے کے بعد جب سلطان ابوالریح سبتہ کی جنگ سے واپس آیا اور وہاں سے اپنی ساتھی القرابہ کے ساتھ کتارے کی طرف چلا گیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں تو اسے اہل سبتہ کے اکتانے کے متعلق اطلاع ملی اور ان کے دل اندلسیوں کی دوستی اور ان کی بدسلوکی سے خراب ہو گئے اور اس کے شہر کے ایک مددگار نے بھی اس کے پاس اس قسم کی سازش کی تو اس نے اپنے پروردہ تاشفین بن یعقوب و طاسی کو جو اس کے وزیر کا بھائی تھا بنی مرین کی بہت بڑی فوج اور دیگر طبقات کے سپاہیوں کے ساتھ بھیجا اور اسے سبتہ کی طرف بڑھنے اور اس سے جنگ کرنے کا اشارہ کیا پس وہ جلدی سے اس کی طرف گیا اور اس کے میدان میں اتر اور جب اہل شہر کو اس کی آمد کا علم ہوا تو انہوں نے ان کے شعار سے ایک دوسرے کو بلایا اور ان میں امین الاحمر کے جو قائدین اور عمال موجود تھے ان پر حملہ کر دیا اور وہاں سے اس کے محافظوں اور فوجوں کو نکال دیا اور اس کی فوج اس میں گھس گئی اور تاشفین بن یعقوب ۱۰ صفر ۷۰۹ء کو وہاں اتر اور اس نے سلطان کو اطلاع دی تو اسے بڑی خوشی ہوئی اور اس نے قصبہ کے لیڈر ابوزکریا یحییٰ بن ملیحہ اور امیر البحر ابوالحسن بن کماشہ اور سالار جنگ عمر بن رحوم بن عبد اللہ بن عبد الحق کو گرفتار کر لیا جسے حاکم اندلس نے اپنے عم زاد عثمان بن ابوالعلاء کی جگہ سمندر پار کر کے جہاد کی طرف جانے کے وقت سالار مقرر کیا تھا اور اس نے سلطان کو فتح کا خط لکھا اور اس نے اہل سبتہ کے مشائخ کے سرداروں اور اہل شوریٰ کو اس کے پاس بھیجا اور امین الاحمر کو اطلاع ملی تو وہ خوف زدہ ہو گیا اور جب سلطان اور مغرب کی فوجیں بندر گاہ تک پہنچیں تو وہ ان کی زیادتی سے ڈبک گیا اور ان دنوں میں طاعنیہ نے جزیرہ خضرہ سے جنگ کی اور

اسے محاصرے کی شدت کا حرا چکھانے کے بعد صلح کر کے وہاں سے چلا گیا اس کے بعد اس نے جبل الفتح سے جنگ کی اور اس پر مغلب ہو گیا اور ان کا لیڈر جو الفتح بیرس کے نام سے مشہور تھا شکست کھا گیا اسے بالغہ کے سالار فوج ابو یحییٰ بن عبد اللہ بن ابی العلاء نے شکست دی وہ اسے اس وقت ملا جب وہ جبل پر قبضہ کرنے کے بعد بلاد کے درمیان گھومتا پھرتا تھا پس اس نے نصاریٰ کو شکست دی اور ابرح کو قتل کیا اور جبل کی پوزیشن نے مسلمانوں کو فخر مند کر دیا اور سلطان ابو الجوش نے اپنے ایلیوں کو صلح میں رغبت کرتے ہوئے اور دوستی کے لئے گفتگو کرتے ہوئے بھیجا اور وہ سلطان کو جہاد کی ترغیب دیتا ہوا رضا کارانہ طور پر الجزائر زندہ اور اس کے قلعوں سے دست بردار ہو گیا تو سلطان نے اس کی بات کو قبول کیا اور اس کی رغبت کے مطابق اس سے صلح کر لی اور اس کی بہن کا رشتہ طلب کیا تو اس نے اس کا نکاح اس کے ساتھ کر دیا اور اس نے عثمان بن عیسیٰ الیرنیانی کے ساتھ قتل گھوڑے اور اموال جہاد کی مدد کے لئے بھیجے اور سلطان کی وفات تک ان کی دوستی قائم رہی۔

فصل

وزیر اور مشائخ کی مدد سے عبد الحق بن عثمان

کے بیعت کرنے اور سلطان کے ان پر غالب

آنے اور پھر اس کے وفات پانے کے حالات

اس مصالحت اور خط و کتابت کے دوران امین الاحمر کے ایلچی سلطان کے دروازے پر آتے رہے اور ان کے سرمایہ داروں کی اولاد میں سے ایک آدمی ایک وقت اس کے پاس پہنچ گیا پس اس نے اطلاع کیا کہ اس کا ایک لڑکا اور شہزادہ نوشی پر مداومت کرنے سے پردہ اٹھایا اور سلطان نے جمادی الاوئی ۷۵۷ء کو فاس کے قاضی ابو غالب النخعی کو معزول کر دیا اور قضا کے احکام کا مفتی ابوالحسن کو ذمہ دار بنادیا جس کا لقب صغیر تھا اور وہ وہاں پر برائیوں اور زیادتیوں کی تہدیلی کے طریق پر چل رہا تھا حتیٰ کہ وہ اس بارے میں النسک الامجدی کے دوسرے سے اتفاق کرتا تھا اور دیگر شہروں میں اہل شریعت کے درمیان جو متعارف حدود ہیں ان سے بھی تجاوز کر جاتا تھا۔

ایک روز اس نے اس ایلچی کو سرمایہ داروں کی موجودگی میں اپنے ہاں بلایا اور مثل بھی حاضر تھے پس انہوں نے اسے سونگھا پھر اس نے اس کے بارے میں حکم الہی کو نافذ کیا اور اس پر حد قائم کی اور اس غم نے اسے جلا دیا پس وہ غصے سے بھڑک اٹھا اور جب وزیر جو بن یعقوب وطاسی اپنی جماعت کے ساتھ سلطان کے گھر سے واپس جا رہا تھا تو وہ اس کے درپے ہو گیا اور اس کی پشت سے کپڑا اٹھا دیا جسے کوڑے چھپائے ہوئے تھے اور ایلیوں کے ساتھ اس قسم کے سلوک کرنے والے پر عیب گیری کرنے لگا تو وزیر اس بات سے بے قرار ہو گیا اور اسے غصہ آ گیا اور اس نے اپنے محافظوں اور نوکروں کو بھی نہایت

برے حال میں ٹھوڑی کے بل حاضر کرنے کے لئے بھیجا پس وہ اس کام کے لئے گئے اور قاضی نے جامع مسجد میں پناہ لی اور مسلمانوں کو آواز دی پس عوام برا فروخت ہو گئے اور لوگوں کا معاملہ خراب ہو گیا اور سلطان کو خبر پہنچی تو اس نے وزیر کے محافظوں میں فوج بھیج کر اس کی حفاظت کی اور ان کو قتل کیا اور ان کے پھلوں کے لئے انہیں عبرت بتا دیا۔

وزیر کا حسن بن علی سے سازش کرنا: پس وزیر نے اس بات کو اپنے دل میں چھپائے رکھا اور اس نے حسن بن علی بن ابی اطلاق جو بنی عسکر بن محمد میں سے بنی مرین کا سردار تھا اور مسلم اور رومیوں کے سالار عسکالہ کے ساتھ سازش کی جو فوج کا منفرد رئیس تھا اور انہیں وزیر کے ساتھ خصوصی تعلق تھا اوصاف انہوں نے اسے اپنے لئے منتخب کر لیا تھا پس اس نے انہیں القراہ کے سردار اور تھکوں کے شیر عبدالحق بن عثمان بن محمد بن عبدالحق کی بیعت کرنے اور سلطان کی اطاعت کو خیر باد کہنے کی دعوت دی تو انہوں نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور اس کی بیعت کر لی اور مشورہ سے ان کا کام مکمل ہو گیا پھر وہ ۱۰ جمادی الاول ۵۱۷ھ کو جندہ شہر کے باہر نکلا اور انہوں نے اعلیٰ عیاشی کی اور آلہ کو قائم کیا اور سرداروں کی آنکھوں کے سامنے سلطان عبدالحق کی بیعت کی اور تازی کے دور کے کنارے پر پڑاؤ کر لیا اور سلطان ان کے تعاقب میں نکلا اور اس نے سبوا میں پڑاؤ کیا اور فوجوں کو روکنے اور کمزور یوں کو دور کرنے کے لئے ٹھہر گیا اور لوگ تازی کے پڑاؤ میں اترے۔

اور بنی عبدالواد کے سلطان موسیٰ بن عثمان بن نصر اس کو دعوت دینے گئے کہ وہ ان کی مدد کرے اور ان سے اتحاد کرے اور فوجی اور مالی مدد دے تو سلطان نے حکومت کے آغاز میں اس سے جو معاہدہ صلح تھا اس کی وجہ سے اس نے اس میں سستی دکھائی تاکہ قوم کی راہ واضح ہو جائے اور سلطان نے اپنے آگے یوسف بن عیسیٰ جشمی اور عمر بن موسیٰ الفودوری کو بنی مرین کی فوج کے ساتھ بھیجا اور خود ان کے ساتھ میں چلا پس لوگ تازی سے منتشر ہو گئے اور مدد کے لئے تلمسان چلے گئے اور سلطان نے ان کی مدد میں سستی کرنے کے بعد اس کا شکریہ ادا کیا اور ان پر حجت قائم کی کیونکہ ان کے مدد کرنے کا مقصد ان کو تازی پر قبضہ دلانا تھا اور وہ تازی سے منتشر ہو گئے تو وہ اس کی مدد سے مایوس ہو گئے اور عبدالحق بن عثمان اور رحو بن یعقوب اندلس چلے گئے اور رحو نے وہیں اقامت اختیار کر لی۔ یہاں تک کہ امین ابی العلاء کے لڑکوں نے اسے قتل کر دیا اور حسن بن علی امان حاصل کرنے کے بعد سلطان کی مجلس میں اپنی جگہ پر واپس آ گیا اور جب سلطان تازی میں اترتا تو اس نے بیماری کا قلع قمع کر لیا اور حقائق کا نشانہ دیا اور خوارج کے مددگاروں اور اس کے رشتہ داروں میں خوب خوریزی کی اور انہیں قیدی بنایا پھر اس دوران میں وہ بیمار ہو گیا اور ۵۱۷ھ کے جمادی الاول کے آخر میں اپنی بیماری کی چند راتوں بعد تازی کی جامع مسجد کے محن میں فوت ہو گیا اور سلطان ابوسعید کی بیعت ہو گئی جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

سلطان ابوسعید کی حکومت اور اس میں

ہونے والے واقعات کے حالات

جب سلطان ابوالریح تازی میں فوت ہو گیا تو اس کے چچا عثمان بن سلطان ابی یعقوب نے جو اپنی ماں قصبہ کی وجہ سے مشہور تھا، حکومت کی طرف دیکھنا شروع کیا اور منصب کی قیمت دریافت کی اور اس بارے میں پیش قدمی کی اور جھگڑا کیا اور کچھ رات گزرنے کے بعد وزراء اور مشائخ محل میں حاضر ہوئے اور عثمان بن سلطان ابی یعقوب ان کے پاس قیمت دریافت کرتا ہوا آیا تو انہوں نے اسے ڈانٹا اور سلطان ابوسعید کو بلا کر اسی رات اس کی بیعت کر لی اور نواح و جہات میں اس کی بیعت کے لئے خط بھیجے اور اس نے اپنے بڑے بیٹے امیر ابوالحسن کو فاس کی طرف بھیجا تو وہ ماہ رجب ۵۷۱ھ میں اس میں داخل ہو گیا اور محل کے اندر جا کر اس کے اموال اور ذخیرہ سے مطلع ہوا اور دوسرے دن رات کو تازی کے باہر بنی مرین اور دیگر زنائہ عربوں قبائل فوجوں مددگار غلاموں پروردہ لوگوں علماء صلحا نقباء عرفاء خواص اور مخلوق نے سلطان کی بیعت کی پس اس نے امارت سنبھالی اور حکومت اس کے لئے منظم ہو گئی اور اس نے عطیات و انعامات تقسیم کئے اور جہڑوں کو تلاش کیا اور نا انصافیوں کو دور کیا اور ٹیکسوں کو ساقط کیا اور قیدیوں کو رہا کیا اور اہل فاس سے جو تھائی ٹیکس اٹھا دیا اور ۲۰ رجب کو اپنے دارالخلافہ کی طرف کوچ کر گیا اور فاس میں اترا اور تمام بلاد مغرب سے اس کے پاس مبارک باد دینے والے وفد آئے پھر اس کے بعد رعایا کے احوال کا جائزہ لینے اور ان میں غور و فکر کرنے کے لئے رباط الحج کی طرف چلا گیا اور جہاد کا اہتمام کیا اور جہاد فی سبیل اللہ کے لئے بحری بیڑے بنائے اور جب وہ اس کے بعد عید الاضحیٰ کی قربانی کی عبادت کر چکا تو اپنے دارالخلافہ کی طرف واپس آ گیا پھر اس نے لائے میں اپنے بھائی امیر ابوالقیام یحییٰ کو اہل لیس کی سرحدوں اور جزیرہ رندہ اور اس کے ارد گرد کے قلعوں پر امیر مقرر کیا پھر اس نے لائے میں قلعوں سے براہ کس پر حملہ کیا کیونکہ وہاں کے حالات خراب تھے اور عدی بن ہند الہسکوری نے بغاوت کر دی تھی اور اس کی بیعت توڑ دی تھی پس اس نے اس کے ساتھ جنگ کی اور ایک مدت تک اس کا محاصرہ کئے رکھا اور بزور قوت اس کے قلعہ میں داخل ہو گیا اور زبردستی اسے اپنے دارالخلافہ میں لا کر اسے زمین دوز قید خانے میں بند کر دیا پھر تلمسان سے جنگ کرنے کے لئے واپس آیا۔

فصل

سلطان ابوسعید کے تلمسان پر پہلے

حملے کے حالات

جب مہدالحق بن عثمان نے سلطان ابوالریح کے خلاف خروج کیا اور بنی مسکر کے سردار حسن بن علی بن ابی الطلاق کی بدد سے تازی پر حطب ہو گیا اور ان کے اٹھنی بار بار بنی عبدالواد کے سلطان ابوحموی بن عثمان کے پاس جانے گئے تو اس بات نے بنی مرین کو ناراض کر دیا اور ان کے کہنے چاک اٹھے اور جب حکومت کے باغی سلطان ابوحمو کے پاس چلے گئے اور وہ ان کی طرف آیا تو اس سے بنی مرین کے کہنے بڑک اٹھے اور سلطان ابوسعید نے امارت سنجال لی اور ان کے دلوں میں بنی عبدالواد کے متعلق غصہ تھا اور جب سلطان کی امارت منظم ہو گئی اور اس نے مراکش کی جہات پر قبضہ کر لیا اور بلاد اندلس سے مقابلہ کر لیا اور مغرب کے کام سے فارغ ہو گیا تو اس نے تلمسان سے جنگ کرنے کا عزم کیا اور اسے جلدی سے اس کی طرف گیا اور جب وادی طویہ تک پہنچا تو اس نے اپنے دونوں بیٹوں ابوالحسن اور ابوطی کو دونوں بازوؤں کے عظیم لشکروں میں آگے بھیجا اور خود وہ ان دونوں کے ساتھ میں چلا اور اسی ترتیب کے ساتھ بلاد بنی عبدالواد میں داخل ہو گیا اور اس کے نواح کو لوٹا اور ان کی نعمتوں کو برباد کیا اور وہاں سے مقابلہ کیا اور اس سے شدید جنگ کی مگر اسے سر نہ کر سکا پھر جلدی سے تلمسان کی طرف گیا اور اس کے میدان میں ملحق میں اتر اور موسیٰ بن عثمان اس کی فسیلوں کے پیچھے رُک گیا اور اس کے پہاڑوں رعایا اور بقیہ مضافات پر غالب آ گیا پس اس نے انہیں خوب جاہ کیا اور اس کی جہات کو برباد کیا اور بنی یرناس کے جبال پر قبضہ کر لیا اور اس کے پہاڑوں کو فتح کیا اور ان میں خونریزی کی اور وہاں تک پہنچ گیا اور اس کے پڑاؤ میں اس کے ساتھ اس کا بھائی عیش بن یعقوب بھی تھا جس کے حلق اسے کچھ شک ہو گیا تو وہ تلمسان کی طرف بھاگ گیا اور ابوحمو کے ہاں اتر اور سلطان اسی ترتیب کے ساتھ تازی کی طرف واپس آ گیا اور وہاں قیام کیا اور اس نے اپنے بیٹے امیر ابوطی کو فاس کی طرف بھیجا اور اپنے باپ کے خلاف اس کے خروج کے حالات کو ہم بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

فصل

امیر ابو علی کے بغاوت کرنے اور اس کے

باپ کے درمیان ہونے والے واقعات

سلطان ابوسعید کے دولہ کے تھے۔ ان میں سے بڑا لڑکا اس کی حبشی لونڈی سے تھا جس کا نام علی تھا اور چھوٹا میسرانی قیدیوں کی ایک لونڈی سے تھا جس کا نام عمر تھا اور اس چھوٹے سے اسے اس کی پیدائش سے ہی بڑا پیارا اور تعلق تھا اور وہ اس پر بڑا مہربان اور اس کا بہت دلدادہ تھا اور جب اس نے مغرب کی حکومت پر قبضہ کیا تو اس نے اسے بھی اپنی ولی عہدی کے لئے تربیت دی حالانکہ اس وقت وہ جوان تھا اور ابھی اس کی میں بھی نہیں بھگی تھیں اور اس نے اس کے لئے مہارت کے القاب وضع کئے اور ہم نشینوں خواص اور فوجوں کو اس کے ساتھ کر دیا اور اسے اپنے خطوط میں علامت لگانے کا حکم دیا اور اس کی وزارت پر ابراہیم بن عیسیٰ الیرنیانی کو مقرر کیا جو ان کی حکومت کا پروردہ اور اس کے بڑے تربیت یافتہ لوگوں میں سے تھا اور جب اس کے بھائی نے دیکھا کہ اس کے باپ کا میلان اس کی طرف ہے اور وہ والدین کے ساتھ بہت حسن سلوک کرتے والا تھا تو وہ اس کے پاس آ گیا اور اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا اور اپنے آپ کو اپنے باپ کی اطاعت میں اس کا نوکر بنا دیا اور امیر ابو علی کی یہی حالت رہی اور نواح کے ملوک نے اس سے اور اس نے ملوک سے گفتگو کی اور انہوں نے اسے تحائف دیے اور اس نے جھنڈے باندھے اور رجسٹر میں نام لکھے اور مٹائے اور عطیات میں کی بیشی کی اور قریب تھا کہ وہ خود سر ہو جائے۔

سلطان ابوسعید کی تلمسان سے جنگ سے واپسی: اور جب ابوسعید ۵۷۱ھ میں اپنی تلمسان کی جنگ سے واپس آیا تو تازی میں ٹھہر گیا اور اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو قاس کی طرف بھیجا اور جب امیر ابو علی قاس میں ٹک گیا تو اس کے دل میں اپنے باپ کے خلاف بغاوت کرنے اور اسے امارت سے اتارنے کا خیال آیا اور سلطان کے ساتھ فریب کرنے والوں نے اسے پھسلا یا یہاں تک کہ اس نے اسے گرفتار کر لیا تو اس نے سرکشی کی اور مخالفت پر چل گیا اور اعلانیہ عیاشی کی اور اپنی دعوت دی تو لوگوں نے اس کی اطاعت کر لی کیونکہ سلطان نے ان کا معاملہ اس کے سپرد کیا تھا اور اس نے سلطان کے ساتھ جنگ کرنے کے ارادے سے جدید شہر کے میدان میں پڑاؤ کر لیا پس وہ تازی سے اپنی فوج کے ساتھ ایک آدمی کو آگے اور دوسرے کو پیچھے کرتا ہوا نکلا پھر امیر ابو علی کو اپنے وزیر کے بارے میں کوئی بات معلوم ہوئی تو شک کی بنا پر اس کے دل میں اسے گرفتار کرنے کا خیال آیا کیونکہ اسے اطلاع ملی تھی کہ اس کے اور سلطان کے درمیان خط و کتابت کا سلسلہ چل رہا ہے پس اس نے اس کام کے لئے عمر بن نجف الفردوری کو بھیجا اور وزیر بھی اس کی فریب کارانہ چال کو سمجھ گیا تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور سلطان ابوسعید کی طرف چلا آیا تو اس نے اسے قبول کیا اور اس سے راضی ہو گیا اور وہ اپنے بیٹے سے ملاقات کرنے کے

لئے کوچ کر گیا اور جب قاس اور تازی کے درمیان الترمذ میں دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو سلطان کے میدان کارزار میں کھلی جگہ گئی اور اس کی فوج شکست کھا گئی اور وہ ہاتھ میں زخم کھانے کے بعد جسے اس نے کمزور کر دیا تھا بھاگ گیا اور زخمی اور شکست خوردہ ہو کر تازی چلا گیا اور اس کا بیٹا امیر ابوالحسن بڑی مصیبت کے بعد اپنے باپ کے حق کی ادائیگی کے لئے اپنے بھائی ابوعلی کے مددگاروں سے نکل کر اس کے پاس چلا آیا۔ پس سلطان فتح اور غلبے اور اچھے انجام سے خوش ہوا اور امیر ابوعلی نے اپنی فوجوں کے ساتھ تازی میں پڑاؤ کر لیا اور خواص نے سلطان اور اس کے بیٹے کے درمیان اس شرط پر صلح کی کوشش کی کہ سلطان اسے امارت سے کچھ حصہ دے اور خود تازی اور اس کی جہات پر اکتفا کرے پس یہ صلح ان دونوں کے درمیان طے پا گئی اور عربوں اور زناتہ اور اہل امصار کے مشائخ کے سردار حاضر ہوئے اور پختہ معاہدہ ہو گیا۔

امیر ابوعلی کی قاس کی طرف واپسی: اور امیر ابوعلی قاس کے دارالحکومت کی طرف بادشاہ بن کر واپس آ گیا اور مغرب کے شہروں کی بیعت اور ان کے وفود اس کے پاس آئے اور اس کی امارت منظم ہو گئی پھر اس کے بعد وہ بیمار ہو گیا اور اس کا درد شدید ہو گیا اور فوت تک قوت کھنچ گئی اور لوگوں کو اپنے متعلق خدشہ ہو گیا کہ اس کی فوجیدگی سے امارت کمزور ہو جائے گی پس وہ ہر طرف سے تازی میں سلطان کے پاس آئے پھر امیر ابوعلی سے اس کے وزیر ابوبکر بن النوار اور اس کے کاتب منہیل بن محمد الککائی اور اس کے بقیہ خواص نے کشاکش کی اور سلطان کے پاس چلے گئے اور اسے تلافی امر کے لئے آمادہ کیا پس وہ تازی سے اٹھا اور تمام بنی مرین اور فوجیں اس کے پاس جمع ہو گئیں اور اس نے جدید شہر میں پڑاؤ کر لیا اور اس کے محاصرہ کے لئے ٹھہر گیا اور اپنی رہائش کے لئے گھر بنایا اور اپنے بیٹے امیر ابوالحسن کو اس کے بھائی ابوعلی کی طرح دلی عہد بنایا اور اسے امارت تفویض کی اور ابوعلی اپنی حکومت کی ایک خدمت گزار عیسائی پارٹی کے ساتھ الگ ہو گیا جس کا لیڈر اس کے ساتھ ناموں کا رشتہ رکھتا تھا اور اس نے اس کی بیماری کے دوران شہر کا کنٹرول کیا یہاں تک کہ اسے ہوش آ گیا اور اسے اپنی حکومت کا اختلال معلوم ہو گیا تو اس نے اپنے باپ کی طرف صلح کا پیغام بھیجا اور مال اور دراہم کا ذخیرہ اٹھا کر لے گیا۔ تو اس نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور ہمارے جو کے درمیان صلح ہو گئی اور امیر ابوعلی اپنے خواص اور قرابت داروں کے ساتھ نکلا اور شہر کے باہر زخون میں ڈیرہ ڈال دیا اور سلطان نے اس کے ساتھ جو شرط کی تھی اسے پورا کیا اور وہ سبھما سہ کی طرف کوچ کر گیا اور سلطان نئے شہر میں چلا گیا اور اس کے محل میں اترا اور اپنے ملک کے حالات کو درست کیا اور اپنے بیٹے ابوالحسن کو اس کے محلات میں سے قصر البیضاء میں اتارا اور اسے خود مختار بنایا اور اسے وزراء اور کتاب بنانے اور اپنے خطوط پر علامت لگانے کا حکم دیا اور باقی جو کچھ اختیارات اس کے بھائی کو دیے تھے اسے بھی دیے اور مغرب کے امصار کی بیعت اس کے پاس آئی اور وہ دوبارہ اس کی اطاعت میں واپس آ گئے۔

امیر ابوعلی کی سبھما سہ میں آمد: اور امیر ابوعلی سبھما سہ میں آیا اور وہاں بادشاہ بن کر ٹھہرا اور رجسٹر مدون کئے اور عطیات مقرر کئے اور محفل کے مسافر عربوں میں سے خدمت لی اور صحرا کے پہاڑوں اور تادرت تیکورارین اور تمنطیت کے محلات کو فتح کیا اور بلا دسوس سے جنگ کرنے کے انہیں فتح کیا اور ان کے نواح پر غلبہ ہو گیا اور ذوی حسان السفانات اور زکنہ کے اعراب میں خونریزی کی یہاں تک کہ وہ اس کی اطاعت پر قائم ہو گئے اور سوس کے امیر الانصار عبدالرحمن بن یدرنے تازو دانت کے ہیڈ کوارٹر پر شب خون بارا اور بزور قوت اس پر غالب آ گیا اور وہاں قتل عام کیا اور اس کی آسودگی اور سلطنت کو

برباد کر دیا اور اس نے بلا قبلہ میں بنی مرین کے لئے حکومت و سلطنت قائم کی اور ۳۰۰ھ میں سلطان کا باغی ہو گیا اور دودھ پر حطب ہو گیا اور مراکش کو حاصل کرنے کے لئے بڑھاپس سلطان نے اس کے بھائی امیر ابو الحسن کو اس کے ساتھ جنگ کرنے پر مقرر کیا اور اسے جنگ کے لئے بھیجا اور خود اس کے پیچھے گیا اور مراکش میں مشغول ہو گیا اور اس نے اس کی اطراف کی درستی کی اور اس کی کمزوریوں کو دور کیا اور اپنی حکومت کے پروردہ کندوز بن عثمان کو وہاں کا امیر مقرر کیا اور اپنی فوجوں کے ساتھ الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا پھر ۳۲۲ھ میں امیر ابو علی بھلاسہ سے اپنی فوجوں کے ساتھ اٹھا اور جلدی سے مراکش کی طرف گیا پس قبل اس کے کہ کندوز کے بارے میں اس کے امر کی تکمیل ہو اس کی فوجوں میں اختلاف پیدا ہو گیا پس اس نے اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا اور اسے نیرے پر چڑھا دیا اور مراکش اور اس کے بقیہ نواح پر قبضہ کر لیا۔

اور سلطان تک بھی اطلاع پہنچ گئی تو وہ فوج کو جمع کرنے اور اس کی کمزوریوں کو دور کرنے کے بعد اپنے دارالخلا نے سے فوجوں کے ساتھ نکلا اور اس نے خوب عطیات دیے اور اپنے بیٹے امیر ابو الحسن دلی عہد کو اپنے آگے بھیجا جس کا حکم اس کی فوجوں میں چلتا تھا اور خود وہ اس کے ساتھ میں آیا اور اسی ترتیب کے ساتھ چلا اور جب وہ وادی ملوچ کے بویو میں پہنچا تو وہ ابو علی اور اس کی فوجوں کے شب خون سے چوکنے ہو گئے پس انہوں نے ان کو ڈرایا اور وہ شب بھر بیدار رہے اور اس نے ان کے پڑاؤ میں شب خون مارا پس اسے شکست ہوئی اور اس کی فوج شکست کھا گئی اور دوسرے دن اس کے پیچھے چلی گئی اور وہ جبال درن میں داخل ہو گیا اور اس کی فوجیں اس کی سخت زمینوں میں ٹکرائیں اور انہیں فوج کی نادانیوں سے برائی پہنچی یہاں تک کہ امیر ابو علی اپنے گھوڑے سے اتر کر پیادہ ہو گیا اور اپنے قدموں پر دوڑا اور تھوک کے خشک ہونے کے بعد وہ اس پہاڑ کی الجھن سے نکل گیا اور بھلاسہ چلا گیا اور سلطان نے مراکش کے نواح کو درست کیا اور موسیٰ بن علی کو وہاں کا امیر مقرر کیا پس اس کی آسودگی اور طاقت زیادہ ہو گئی اور اس کی امارت کا دور بہار ہو گیا اور سلطان بھلاسہ کی طرف کوچ کر گیا پس امیر ابو علی نے عاجزانہ طور پر درگزر کرنے اور دوبارہ صلح کرنے کی درخواست کر کے اس کا دفاع کیا کیونکہ اس کی محبت کا گرویدہ تھا اور اس بارے میں اس سے عجیب و غریب باتیں نقل کی جاتی ہیں اور وہ الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا اور امیر ابو علی قبلہ کے ملک میں اپنی جگہ ٹھہرا یہاں تک کہ سلطان فوت ہو گیا اور اس کا بھائی سلطان ابو علی اس پر حطب ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

مندیل الکتانی کی مصیبت اور اس کے

قتل کے حالات

اس کا باپ محمد بن محمد الکتانی، محدثین کی حکومت میں ممتاز کاتبوں میں سے تھا اور جب بنی عبد المؤمن کا نظام ڈھلا

ہوا اور ان کی جمیعت پریشان ہو گئی تو یہ مراکش سے کناسہ کی طرف آ گیا اور بنی مرین کی حکومت میں اسے وطن بنا لیا اور یعقوب بن عبدالحق سے رابطہ کیا اور مغرب کے عظیم سرداروں میں سے جو لوگ اس کے ساتھی تھے ان کے ساتھ اس کے مصاحبین میں شامل ہو گیا اور وہ اسے چھوڑ کر لوگ کی طرف چلا گیا جیسا کہ ہم نے ۶۶۵ھ میں المستعصر کی طرف سفارت میں اس کا ذکر کیا ہے اور سلطان یعقوب بن عبدالحق فوت ہو گیا اور اس کے بیٹے یوسف بن یعقوب کے ہاں الکتانی کے مقام و اعزاز میں اضافہ ہو گیا یہاں تک کہ اس نے اسے ناراض کر دیا اور ۶۶۷ھ میں اس نے اسے برطرف کر دیا اور اس دن سے اسے دور بھجوا دیا اور اس کی ناراضگی کی حالت ہی میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا مندیل سلطان ابو یعقوب کے مددگاروں میں شامل ہو گیا وہ عبد اللہ بن ابی مدین کے مقام سے بہت زچ تھا جو سلطان کے گھر کے قہرمانوں پر مستولی تھا اور اس کی خلوتوں کا خاص دوست تھا یہ خاموشی سے اس کے زمانے میں اکثر مصیبت کی توقع رکھتا تھا اور اس کی پسلیاں اس کے حسد کے باعث جل رہی تھیں حالانکہ یہ کچھری کا نگران تھا جس میں اس کی سبقت معلوم تھی اور اس کے دوست اور دشمن سے بھی میل جول تھا۔

اور جب شلفہ اور مفرادہ کے نواح پر سلطان مطلب ہوا اور اس نے اسے نکلس کے حساب پر عامل مقرر کیا اور فوج کا رجسٹر بھی اسے دے دیا کہ وہ ان کی اچھائی بھلائی پر نظر رکھے تو وہاں جو امراء حلال علی بن محمد الخیری اور حسن بن علی بن ابی بلطاق العسکری موجود تھے ان کے ساتھ ملیانہ اتر آیا یہاں تک کہ سلطان ابو یعقوب فوت ہو گیا اور ابو ثابت بلاد کی طرف ابو زیان اور اس کے بھائی ابو جہو کے پاس لوٹ آیا اور ان دونوں کی آنکھوں میں جگہ پائی اور انہوں نے اس کی بہت نگریم کی اور یہ اپنے مغرب کی طرف لوٹ گیا اور سلطان یوسف بن یعقوب کا پڑاؤ تلمسان میں تھا اور اس نے اس کے بھائی ابو سعید عثمان بن یعقوب کی حالت گمنامی میں مصاحبت کی تھی اور ان کے درمیان پختہ دوستی تھی جس کا لحاظ سلطان ابو سعید نے کیا۔

ابو سعید کا مغرب کا حکمران بننا: اور جب اس نے مغرب کی امارت سنبھالی تو یہ اس کے پاس گیا تو اس نے اسے پہچان لیا اور اسے جن لیا اور اس کی دوستی کی اور اسے اپنی علامت لگانے اور نکلس کا حساب کرنے اور اپنے احوال اور دل کی باتوں کی گفتگو کے لئے پسند کیا اور اس کا مقام بلند کیا اور اپنے خواص سے مقدم کیا اور وہ امیر ابو علی کی بہت اطاعت کرتا تھا جو اپنی امارت کے آغاز سے قبل اپنے باپ کا مطلب بیٹا تھا اور جب اس نے خود سری کی اور اپنے باپ کو دستبردار کر دیا تو یہ مندیل اس کے پاس چلا گیا پھر جب اسے اس کی امارت کے اختلال کا علم ہوا تو اس سے الگ ہو گیا اور امیر ابو الحسن اس سے اپنے بھائی ابو علی کی دوستی کی وجہ سے ناراض تھا کیونکہ ان دونوں کے درمیان مقابلہ تھا اور اکثر اس کا سینہ اس وجہ سے بھڑکتا تھا کہ اس پر عمر کا حق واجب تھا اور اس نے اس کی خدمت میں کوتاہی کی تھی اور اس نے اس کے متعلق پوشیدہ کینہ رکھا یہاں تک کہ جب اس کے باپ کی مجلس میں بیٹھا ہو گیا اور عمر بھلا سہ چلا گیا تو اس نے اس کے بارے میں چغلی کرنے اور اس کے ہلاک کرنے کے بارے میں وہ فیصلہ کیا جس پر سلطان نے وہ فیصلہ دیا جسے یاد رکھنے والے کان یاد رکھیں گے تا آنکہ اللہ نے اس کے ہلاک کرنے کا حکم دیا اور یہ مندیل سلطان پر جرات اور تکبر کر کے اسے گفتگو میں بہت ناراض کر دیا کرتا تھا پس اس نے اس قسم کے کلمات اور احوال کو یاد رکھا اور اس نے اسے ناراض کر دیا اس نے اپنے بیٹے امیر ابو الحسن کو اس پر مصیبت ڈالنے کی اجازت دی تو اس نے اسے قید کر دیا اور اس کے اموال کا صفایا کر دیا اور اس کی کچھری کو بند کر دیا اور کئی

روز تک اسے جلائے مصیبت رکھا پھر قید خانے میں اس کا گلا گھونٹ کر اسے مار دیا اور بعض کہتے ہیں کہ بھوکا رکھ کر مار دیا اور وہ پیچھے آنے والوں کے لئے عبرت بن کر چلا گیا واللہ خیر الوارثین۔

فصل

سببہ میں الغرانی کے بغاوت کرنے اور جنگ

کرنے پر سلطان کی وفات کے بعد سببہ کے

اس کی اطاعت میں آنے کے حالات

جب رئیس ابوسعید نے بنو الغرانی پر غلبہ پایا اور ۵۰۵ھ میں انہیں غرناطہ لے گیا تو یہ وہاں پر مملوک کی حکومت میں رہے جو بنی الاحمر کا تیسرا بادشاہ تھا یہاں تک کہ سلطان ابوالفتح نے ۵۰۹ھ میں سببہ پر قبضہ کر لیا تو انہوں نے اس سے مغرب کی طرف جانے کے لئے بات چیت کی پس یہ قاس جا کر وہاں مقیم ہو گئے اور ابوطالب کے بیٹے یحییٰ اور عبد الرحمن ان کے سرداروں اور بڑے لوگوں میں سے تھے اور وہ اہل علم کی مجلس میں جاتے تھے کیونکہ وہ علم کے حصول کے متلاشی تھے اور سلطان ابوسعید اپنے باپ کے بیٹوں کی امارت میں القردین کی جامع مسجد میں شیخ الفتویٰ ابوالحسن صغیر کو بٹھایا کرتا تھا اور یحییٰ بن ابوطالب اس کے ساتھ رہتا تھا پس اس نے اس سے رابطہ کیا اور وہ اس کا وسیلہ بن گیا جسے وہ کافی سمجھتا تھا پس جب اس نے حکومت سنبھالی اور خود مختار ہوا تو اس نے ان کے ساتھیوں کی باگ دوڑ سنبھالنے میں ان کی رعایت کی اور ان کے مقاصد کو پورا کیا اور یحییٰ کو سببہ پر امیر مقرر کیا اور انہیں ان کی امارت کے ہیڈ کوارٹر میں لوٹایا اور ان کی ریاست انہیں دی تو وہ ۵۱۰ھ میں اس کی طرف کوچ کر گئے اور انہوں نے سلطان ابوسعید کی دعوت کو قائم کیا اور اس کی اطاعت سے وابستہ ہو گئے پھر امیر ابوعلی اپنے باپ کی امارت پر حطب ہو گیا اور اس نے سرکشی اختیار کی تو اس نے سببہ پر ابوذر کریا حیون بن ابی الطاء القرشی کو امیر مقرر کیا اور یحییٰ بن ابوطالب کو وہاں سے معزول کر دیا اور اسے قاس بلایا تو وہ اور اس کا باپ ابوطالب اور اس کا چچا حاتم قاس آئے اور سلطان کے مددگاروں میں شامل ہو گئے اور اس دوران میں ابوطالب قاس میں فوت ہو گیا یہاں تک کہ امیر ابوعلی نے اپنے باپ کے خلاف خروج کر دیا جسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں تو یحییٰ بن ابوطالب اور اس کا بھائی امیر ابوعلی کے مددگاروں سے الگ ہو کر سلطان کے پاس چلے گئے پس جب وہ جدید شہر میں مشغول ہو گیا اور سلطان نے اس سے جنگ کی تو اس وقت سلطان نے یحییٰ بن ابوطالب کو سببہ کا امیر مقرر کیا اور اسے وہاں بھیجا تا کہ وہ ان جہات میں اس کی دعوت کو قائم کرے اور اس نے اس کے بیٹے محمد کو اپنی اطاعت پر بطور برغمال پکڑ لیا پس وہ اس کا با اختیار امیر بن گیا اور اس نے سلطان کی اطاعت اور دعوت کو وہاں قائم کیا اور لوگوں سے اس کی بیعت لی اور وہ مسلسل دو سال تک یہ کام کرتا رہا اور اس کا چچا ابو حاتم

اس کے ساتھ مغرب سے واپس آنے کے بعد ۱۷۷۰ء میں وہیں فوت ہو گیا۔ پھر اس نے سلطان کی اطاعت چھوڑ دی اور امراء کی اطاعت کو خیر باد کہا اور اپنے اسلاف کے حال کی طرف واپس آ گیا کہ شہر میں شور مچا رہا تھا۔

اندلس سے عبدالحق بن عثمان کی آمد: اور اس نے اندلس سے عبدالحق بن عثمان کو طلب کیا تو وہ اس کے پاس آیا اور اس نے اسے جنگ پر امیر مقرر کیا تاکہ اختیار پیدا کرے اور اپنی جنگ سے سلطان کے عزائم کو کمزور کرے اور سلطان نے بنی مرین کی فوجیں اس کی طرف بھیجیں اور اس کے ساتھ جنگ کرنے پر وزیر ابراہیم بن عیسیٰ کو مقرر کیا پس اس نے اس پر چڑھائی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا اور ان سے اپنے بیٹے کی تلاش میں مشغولیت کا یہاں کیا۔ پس سلطان نے اسے اپنے وزیر ابراہیم کے پاس بھیجا تاکہ اسے اپنی اطاعت دے اور وہ اسے چھوڑ دے اور اسے فوجی جاسوسوں کے ذریعے اطلاع ملی کہ اس کا بیٹا سمندر کے گوشے میں وزیر کے خیمے میں ہے جہاں اسے گرفتار کرنے کا موقع مل سکتا ہے پس اس نے پڑاؤ پر شب خون مارا۔

عبدالحق کا وزیر کے خیمے پر حملہ: اور عبدالحق بن عثمان نے اپنے خواص اور رشتہ داروں کے ساتھ وزیر کے خیمے پر حملہ کر دیا اور اسے اس کے باپ کے پاس لے آیا اور فوج پر گھبراہٹ طاری ہو گئی مگر انہیں کوئی خبر نہ ملی یہاں تک کہ وزیر نے ابن الغرنی کو تلاش کیا اور انہوں نے اس بارے میں اپنے قائد ابراہیم بن عیسیٰ وزیر پر دشمن کی مدد کرنے کا اتہام لگایا پس ان کے مشائخ اکٹھے ہوئے اور انہوں نے اسے پکڑ لیا اور اس کی اطاعت کی آزمائش کرنے اور سلطان کی خیر خواہی دیکھنے کے لئے اسے سلطان کے پاس لے گئے تو اس نے ان کا شکریہ ادا کیا اور اپنے وزیر کو اس کی خیر خواہی آزمانے کے لئے رہا کر دیا اور اس کے بعد یحییٰ بن الغرنی سلطان کی رضا اور دوستی کی جستجو میں لگ گیا اور سلطان ۱۷۷۹ء میں اس کی اطاعت کی آزمائش کے لئے طنوہ گیا اور اسے سہد پر امیر مقرر کیا اور اس نے اپنے آپ پر سلطان کے لئے فیکس جمع کرنے کی شرط لگائی اور ہر سال اسے بہترین تحائف دیے اور مسلسل یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ یحییٰ بن الغرنی ۱۷۸۰ء میں فوت ہو گیا۔

محمد کی امارت: اور اس کے بعد اس کے بیٹے محمد نے اپنے چچا محمد ابن علی القصبہ ابی القاسم کی مگرانی کے لئے امارت سنبھالی جو ان کے قرابت داروں کا شیخ تھا نیز وہ سہد میں بحری بیڑوں کا قائد تھا اور اس نے قائد یحییٰ الراعدی کے اندلس جانے کے بعد سہد میں مگرانی سے نظر پھیر لی اور سہد میں کینے لوگوں نے اختلاف کیا اور سلطان نے موقع پا کر ۱۷۸۸ء میں اس پر حملہ کرنے کی ٹھان لی اور انہوں نے اپنی اطاعت دینے میں جلدی کی اور محمد بن یحییٰ مقابلے سے عاجز آ گیا اور محمد بن عیسیٰ نے اسے اپنی طرف سے گمان کیا اور نصیب کے چند بے وقوفوں کے ساتھ امارت سے معروض ہوا پس وہ اس کے پاس جمع ہو گئے اور سرداروں نے انہیں اس بات سے روکا اور انہیں اطاعت پر آمادہ کیا اور الغرنی کے بیٹوں کو سلطان کے پاس لے گئے تو انہوں نے اطاعت اختیار کر لی اور سلطان قصبہ سہد میں اترا اور اس کی جہات کو درست کیا اور اس کے شکافوں کو مرمت کیا اور اس کی خرابیوں کی اصلاح کی اور اپنے بڑے آدمیوں اور اپنی مجلس کے خواص کو اس کے مضافات پر عامل مقرر کیا پس اس نے اپنے حاجب عامر بن فتح اللہ الصدارتی کو اس کے محافظوں کا امیر مقرر کیا اور ابو القاسم بن ابی مدین کو اس کے فیکس اکٹھا کرنے اور اس کی عمارتوں کی دیکھ بھال کرنے اور اس میں اخراجات کے لئے مال نکالنے پر مقرر کیا اور مشائخ کے سرداروں

کو بڑے بڑے انعامات دیے اور ان کی جاگیروں اور وظائف کو بڑھایا اور سب سے بڑا انعام ان کی جاگیروں اور وظائف کو بڑھانے کا اعلان کیا جس کو وہ ۲۹ھ میں اس کی تعمیر میں مشغول ہو گئے اور وہ اپنے پاؤں اپنے دارالحکومت کی طرف لوٹ آیا۔

فصل

کتابت اور علامت کے لئے عبداللہ بن

کے آنے کے حالات

بنو عبداللہ بن سبہ کے اشراف گھرانوں میں سے تھے اور ان کا نسب حضرت موت میں ہے اور یہ بڑے صاحب عظمت و جلال اور اہل علم تھے اور ابوطالب اور ابو حاتم کے زمانے میں ابو محمد سبہ کا قاضی تھا اور اسے ان کے ساتھ قرابت داری بھی تھی اور اس کا یہ بیٹا عبداللہ بن سبہ عظمت و جلالت کی گود میں پروان چڑھا اور اس نے عربی زبان کا علم استاد قاضی سے سیکھا اور اس میں مہارت حاصل کی اور جب ۵۰ھ میں رئیس ابوسعید کی مصیبت ان پر نازل ہوئی اور انہیں غرام طاری کیا تو ان میں قاضی محمد بن عبداللہ بن سبہ اور اس کا بیٹا بھی لائے گئے اور عبداللہ بن سبہ نے غرام طے کے مشائخ سے علم حاصل کیا اور عربی زبان اور حدیث کے بارے میں اس کے علم و بصر میں اضافہ ہو گیا اور سلطان محمد بن خلوع کے گھر میں کاتب بن گیا اور اس کے وزیر محمد بن عبداللہ بن سبہ نے جو اس کی حکومت پر مطلب تھے اسے بنی النضر کے مخصوص رکن کے ساتھ خاص کر لیا پھر یہ ابن عبداللہ بن سبہ کی مصیبت کے بعد سب سے واپس آ گیا اور اس کے قاتل یحییٰ بن مسلمہ کا مدت تک کاتب رہا اور جب ۵۹ھ میں بنو مرین نے سب سے واپس لیا تو اس نے کتابت پر اکتفا کیا اور اپنے اسلاف کے طریق کے مطابق حصول علم اور مروت اختیار کرنے کے طریق پر گامزن رہا۔

سلطان ابوسعید کا مغرب پر قبضہ: اور جب سلطان ابوسعید مغرب پر قابض ہو گیا اور ولی مہدی میں ہا اختیار ہو گیا اور اس کا بیٹا ابوعلی جو علم دوست اور اہل علم کا مشاق اور اس کے فنون کو اختیار کرنے والا تھا حکومت پر مطلب ہو گیا اور اس کی حکومت موحدین کے زمانے سے اس بدادت کی وجہ سے جو ان کے آغاز میں پائی جاتی تھی مراسلت کے کام سے خالی تھی اور امیر ابوعلی کو بلاغت اور زبان میں کچھ بصیرت حاصل تھی جس کی وجہ سے اس نے اس کام کو سمجھ لیا کہ ان کی حکومت اچھے کاتبوں سے خالی تھی اور یہ کہ وہ اسی خط میں پختہ ہیں جس میں انہوں نے مہارت حاصل کی ہے اور اس نے دیکھا کہ اس فن میں اہلیاں عبداللہ بن سبہ کے سرخیل ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہیں پس وہ اس کا دلدادہ ہو گیا اور وہ اپنے اہل ملک کے آنے کے اوقات میں اکثر آیا کرتا تھا پس امیر ابوعلی نے اسے مزید نوازشات سے نوازا اور اس کے مقام کو بلند کیا اور اس سے کتابت کرنے کو کہا اور وہ اس کی بات نہ مانتا تھا مگر جب اس نے پختہ عزم کر لیا تو ۵۲ھ میں اپنے عامل سب سے اشارہ کیا کہ وہ اسے ان کے دروازے پر واپس بھیج دے پس اس نے اپنی کتابت اور علامت اسے سپرد کر دی یہاں تک کہ جب ابوعلی نے

اپنے باپ کے خلاف بغاوت کی تو عبدالہسین امیر ابوالحسن کے پاس چلا گیا اور جب ابوالحسن نے جدید شہر سے دستبردار ہونے پر صلح کر لی اور سلطان پر جو شرائط عاید کیں ان میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ عبدالہسین اس کے ساتھ رہے گا اور سلطان نے اس شرط کو پورا کر دیا اور امیر ابوالحسن نے اس بات کو ناپسند کیا اور اس نے قسم کھائی کہ اگر اس نے اس پر عمل کیا تو وہ ضرور اسے قتل کر دے گا تو عبدالہسین فیصلے کے لئے اپنا معاملہ سلطان کے پاس لے گیا اور اس کی پتاہ لی اور اپنے آپ کو اس کے سامنے ڈال دیا تو اس کی دردمندی پر اس کا دل نرم ہو گیا اور اس نے اسے ان دونوں سے علیحدگی اختیار کرنے اور اپنی خدمت میں واپس آنے کا حکم دیا اور اسے اپنے پڑاؤ میں اتارا اور وہ اسی حالت میں رہا اور حکومت کے عظیم اور خواص کے زعمین منہیل الکافی نے اسے اپنے لئے چن لیا اور اپنی بیٹی کا اس سے نکاح کر دیا اور جب منہیل برطرف ہوا تو سلطان نے اپنی علامت ابوالقاسم بن ابی مدین کو دے دی جو عاقل اور آداب سے خالی تھا اور وہ خطوط کے پڑھنے اور ان کی اصلاح کرنے اور ان کے لکھنے میں عبدالہسین کی طرف رجوع کیا کرتا تھا یہاں تک کہ سلطان کو اس کی اس بات کا پتہ چل گیا تو اس نے اسی پر اکتفا کر لیا اور ۸۱۷ء میں علامت اسے دے دی پس وہ اس سے طاقت ور ہو گیا اور سلطان کی مجلس میں اس کے قدم جم گئے اور اس کی شہرت بلند ہو گئی اور سلطان اور اس کے بیٹے ابوالحسن کے زمانے میں اسی حالت پر قائم رہا یہاں تک کہ ۸۳۹ء میں طاعون جارف سے تونس میں فوت ہو گیا۔

فصل

غرناطہ کے خلاف اہل اندلس کے فریادرس

اور بطرہ کے وفات پانے کا حالات

طاہر شاہجہ بن اوفونس نے اپنے باپ مراندہ التونی ۱۸۲ء کے بعد جب اس نے طریف پر غلبہ پایا تھا اہل اندلس پر حملے کئے اور سلطان یوسف بن یعقوب اس کے بعد بنی نصر اس کے ساتھ مشغول ہو گیا پھر اس کے بعد اس کا پوتا ان کے معاملے میں مشغول رہا اور ان کی مدد کم ہو گئی اور شاہجہ ۱۸۳ء میں فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا مراندہ حکمران بنا اور اس نے جزیرہ خضر سے جنگ کی جو بنی مرین کے لئے پورا سال جہاد کی بندرگاہ بنا رہتا تھا اور اس کے بحری بیڑوں نے جبل اللطیف سے جنگ کی اور مسلمانوں کا سخت محاصرہ ہو گیا اور مراندہ بن اوفونس نے حاکم برشلونہ کے ساتھ خط و کتابت کی کہ وہ اہل اندلس کو پیچھے سے مشغول رکھے اور انہیں روکے پس اس نے المریہ سے جنگ کی اور ۱۸۹ء میں اس کا مشہور محاصرہ کیا اور وہاں آلات نصب کئے اور ان میں وہ برج العود بھی تھا جو تین آدمیوں کے قد کے برابر لمبی فصیلیں رکھنے کی وجہ سے مشہور ہے اور مسلمانوں نے اس کے جلانے کا منصوبہ بنایا پس اسے جلادیا اور دشمن نے زیر زمین ایک راستہ بنایا تھا جس میں بیس سوار چل سکتے تھے اور مسلمان بھی اس بات کو سمجھ گئے انہوں نے ان کے سامنے اسی قسم کا ایک راستہ کھود دیا یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے سے آگے

بڑھ گئے اور انہوں نے زیر زمین ایک دوسرے کو قتل کر دیا۔

ابن الاحمر کا عثمان بن ابی العلاء کو سالار مقرر کرنا: اور ابن الاحمر نے شرقاء کے لیڈر عثمان بن ابی العلاء کو اس کی فوج کا سالار مقرر کیا جسے اس نے الریہ کے باشندوں کی مدد کے لئے بھیجا تھا۔ پس نصاریٰ کی ایک فوج نے جسے طاغیہ نے مرشانہ کا محاصرہ کرنے کے لئے بھیجا تھا اس سے جنگ کی تو عثمان نے انہیں شکست دی اور قتل کر دیا اور اس کے دوران وہ جبل الفتح پر طاغیہ کے پڑاؤ کے قریب اتر آیا اور اس کی فوجوں نے ساتھ اور اسطونہ پر قیام کیا اور عباس بن روح بن عبد اللہ اور عثمان بن ابی العلاء فوجوں کے ساتھ دونوں شہروں کی مدد کے لئے گئے۔ پس عثمان نے اسطونہ کی فوج پر حملہ کر دیا اور ان کا کامد انقش بیوش تین ہزار سواروں کے ساتھ قتل ہو گیا پھر عثمان عباس کی مدد کے لئے گیا جو حوجین میں داخل ہو چکا تھا پس نصاریٰ کی فوج نے وہاں اس کا محاصرہ کر لیا اور انہوں نے اس کی چڑھائی کی خبر پھیلا دی اور الجزیرہ کے باہر طاغیہ کو بھی اپنے مقام پر عثمان کے اپنی قوم کے ساتھ حملہ کرنے کی خبر پہنچ گئی تو اس نے نصرانی فوجوں کو اس کی طرف روانہ کیا اور عثمان نے ان کا سامنا کیا اور ان پر حملہ کر دیا اور ان کے زعماء کو قتل کر دیا اور طاغیہ ان کی ملاقات کے ارادہ سے کوچ کر گیا تو اہل شہر اس کے پڑاؤ میں آ گئے اور انہوں نے اس کی فرودگاہوں اور خیموں کو لوٹ لیا اور مسلمانوں کو ان پر فتح حاصل ہوئی اور ان کے ہاتھ ان کے تمام اور اسیروں سے بھر پور ہو گئے پھر ان شکستوں کے بعد طاغیہ ۱۷۷ھ میں فوت ہو گیا اور وہ ہراندہ بن شانجہ تھا اور اس نے اپنے بعد اپنے بیٹے الہیوہ کو حکمران بنایا جو چھوٹا بچہ تھا اور انہوں نے بطرہ بن شانجہ اور نصرانیوں کے زعمیم جو ان کو چھوڑ کر اسے اس کے چچا کی نگرانی پر مقرر کیا پس انہوں نے اس کی کفالت کی اور اس طرح ان کے حالات درست ہو گئے اور سلطان ابو سعید شاہ مغرب اپنے بیٹے کے معاملے اور اس کے خروج میں مشغول ہو گیا پس نصرانیوں نے اندلس میں حملہ کے موقع کو غنیمت جانا اور ۱۸۷ھ میں غرناطہ پر حملہ کر دیا اور انہوں نے اپنی فوجوں اور قوتوں کے ساتھ اس کا محاصرہ کر لیا اور اہل اندلس نے اپنا فریاد رس سلطان کے پاس بھیجا اور ان کی حکومت اور ریاست میں ابو العلاء کو جو مقام حاصل تھا اس پر ان سے مضررت کی اور یہ کہ وہ اپنی قوم بنی مرین میں امارت کا نمائندہ ہے جس سے انتشار کا بخندہ ہے اور اس نے ان پر شرط عائد کی کہ وہ اسے جہاد کے مکمل ہونے تک سب کچھ دے دیں اور اسے مسلمانوں کی حفاظت کے لئے ان کی طرف لوٹا دیں لیکن عثمان بن ابی العلاء کے مقام اور قوم میں اس کے جتنے اور قوت کی وجہ سے ان کے لئے یہ ممکن نہ ہو سکا پس ان کی کوشش ناکام ہو گئی اور وہ قتل ہو گئے اور نصرانی قوموں نے غرناطہ کا طویل محاصرہ کیا اور اسے ننگے کی خواہش کی پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی ناکہ بندی کو دور کیا اور اپنے دست قدرت سے ان کا دفاع کیا اور عثمان بن ابی العلاء اور اس کی جماعت کے لئے اس قسم کی عجیب و غریب جنگ کیسے ممکن تھی اور وہ اپنے جملہ مددگاروں کے ساتھ طاغیہ کے موقف کی طرف چل پڑے اور وہ دوسو کے قریب یا اس سے زیادہ تھے اور انہوں نے مستقل مزاجی سے ان کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ ان کے مراکز میں ان کے ساتھ رہنے لگے پس انہوں نے بطرہ اور جو ان کو قتل کر دیا اور انہیں پشتوں کے بل بھگا دیا اور ان کے پیچھے شعل سے پینے کے پانی کے راستے بند کر دیے پس انہوں نے اس میں باہم مقابلہ کیا اور ان کی اکثریت ہلاک ہو گئی اور ان کے اموال لوٹ لیے گئے اور اللہ نے اپنے دین کو عزت دی اور اس کے دشمن کو ہلاک کیا اور عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے شہر کی فسیل پر بطرہ کا سر نصب کر دیا گیا اور وہ اس زمانے تک وہاں موجود ہے۔

موحدین کے رشتہ کرنے اور اس کے پیچھے

تلمسان پر حملہ کرنے کے حالات اور اس

دوران میں ہونے والے واقعات

جب ۶۷۷ھ میں خراسان بن زبان کے بیٹے سے جو بنی عبدالواد کا ایک بادشاہ تھا محاصرہ ہٹا اور ابو ثابت ان کے بلاوے سے الگ ہو گیا اور جو مرین نے ان میں سے جن بلاد پر اپنی فوجوں سے قبضہ کیا تھا ان سے وہ ان کے لئے دستبردار ہو گیا اور سال کے سر پر ابو جونی عبدالواد کی حکومت میں با اختیار ہو گیا تو اس نے بلاد مغرب کی طرف اپنی توجہ منعطف کی اور مغراوہ اور بنی تو جین کے بلاد پر حطاب ہو گیا اور وہاں سے ان کی سلطنت کا نام و نشان مٹا دیا اور عبدالقوی بن علیہ کی اولاد میں سے ان کے شر قائمندیل بن عبدالرحمن کی اولاد اپنے قبیح رذائے قبائل کے ساتھ موحدین بنی ابی حفص کے ساتھ مل گئے اور ان کی فوجوں میں شامل ہو گئے اور ان میں سے مولانا سلطان ابو یحییٰ اور اس کے حاجب یعقوب بن عمر بہت بڑی فوج کے ساتھ جا ملے اور اس کا نام رجسٹر میں لکھا اور ان کے ساتھ خوارج اور حکومت سے جھگڑا کرنے والوں کے ساتھ مقابلہ کیا۔

ابو جہو کا الجزائے پر حملہ: پھر ابو جہو نے الجزائر پر حملہ کیا اور ابن ملان نے اس پر قبضہ کر لیا تھا اور وہ اسے تلمسان لے آیا اور سے وفاداری کی اور بنو منصور جو صہاجہ میں سے حنیچہ کے میدان میں ملکیش کے امراء تھے بھاگ گئے اور موحدین سے جا ملے اور انہوں نے انہیں منتخب کر لیا اور اس نے مغرب اوسط کی جہت پر قبضہ کر لیا اور موحدین کی عملداری کی سرحد اس کی عملداری سے مل گئی پھر وہ ۷۸۷ھ میں تلمس پر حطاب ہو گیا اور بجایہ میں ابن خلوف کی بغاوت کے ایام میں ان کے اور مولانا سلطان ابو یحییٰ کے درمیان جو خط و کتابت ہوئی تھی اس کی وجہ سے وہ اس پر مہربان ہو گیا جیسا کہ ہم نے اس کے حالات میں بیان کیا ہے پس اس کے مقام کی وجہ سے اور بلاد موحدین کی جستجو کے باعث اس نے اپنے عزائم کو اکسایا اور اس کی فوجوں نے ان کی زمین کو روند دیا اور اس نے ان کے شہروں بجایہ اور قسطنطینہ سے جنگ کی اور اس نے بجایہ کو اس کی قوت کی وجہ سے مخصوص کر لیا اور فوجوں کو اپنے چچا ابی عامر ابراہیم کے بیٹے مسعود کے ساتھ اس کی ناکہ بندی کے لئے بھیجا اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس دوران میں محمد بن یوسف بن خراسان اسے چھوڑ کر چلا گیا اور اس نے بنی تو جین میں اپنی امارت قائم کر لی اور اس نے اس کے مقبوضات سے جبل و انحریس کی عملداری کو حاصل کر لیا اور مسلسل یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ ۸۷۸ھ میں سلطان ابو جہو فوت ہو گیا اور ان کی امارت کو اس کے بیٹے ابو تاشغین عبدالرحمن نے سنبھالا اور اسے اپنے عزا محمد بن یوسف کے متعلق خیال آیا اور اس نے بنی عبدالواد کی فوجوں کے ساتھ اس پر چڑھائی کی یہاں تک کہ اس نے اس کی پناہ گاہ جبل

وانشریس میں اس سے جنگ کی اور بنی تغیرین کے سردار عمر بن عثمان نے اس کے ساتھ اس کے متعلق سازش کی تو اس نے اُسے گرفتار کر کے ۱۹۷۱ء میں اسے قتل کر دیا اور بجایہ کی طرف چلا گیا اور اس کے میدان میں اترا اور حاجب بن عمر اس کے سامنے ڈٹ گیا تو یہ ایک دن یا دن کا کچھ حصہ ٹھہرا پھر اگلے پاؤں تلمسان واپس آ گیا اور احاطان بجایہ کی طرف بار بار فوجیں بھیجیں اور فوجوں کے جمع کرنے کے لئے قلعے بنائے اور اس نے وادی بجایہ کے بالائی علاقے میں قلعہ بکر اور پھر قلعہ تا حریر دکت بنایا پھر ایک دن کی مسافت پر حیلکات میں اس پہاڑ کے نام پر جو جدہ کے سامنے جبل میں ان کا اولین پہاڑ تھا تا حریر دکت کے نام پر ایک قلعہ بنایا اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یحییٰ بن عمر اس نے سعید کے مقابلہ میں اس میں پناہ لے لی پس اس نے حیلکات شہر کی حد بندی کی اور اُسے خوراک اور افواج سے بھر دیا اور اُسے اپنے ملک کی سرحد بنادیا اور وہاں اپنی فوج اتاری اور اپنی اور اپنے باپ کی حکومت کے عظیم آدمی موسیٰ بن علی کردی کو اس کا امیر مقرر کیا اور بنی سلیم میں سے کعب نے جب وہ مولانا سلطان ابو یحییٰ لیمانی اور ابو محمد عبد اللہ بن ابی بکر بن ابی عمران اور ابو اسحاق بن ابی یحییٰ الشہید سے ناراض تھے اسے افریقہ کی حکومت کے بارے میں کئی بار اکسایا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں اور ان کی جنگوں میں پانسہ پلٹتا رہتا تھا یہاں تک کہ زنا تہ اور موحدین کی فوجوں کے درمیان ۲۹۷۱ء میں مراجنہ کے نواح میں ریاس مقام پر وہ مشہور معرکہ ہوا جس میں زنا تہ کی فوجوں نے امیر بنی کعب حمزہ بن عمر اور اس کے بدو ساتھیوں کے ساتھ جن کا سردار آل یحییٰ بن عمر اس کی حکومت کا پروردہ یحییٰ بن موسیٰ تھا سلطان ابو یحییٰ پر چڑھائی کی اور انہوں نے محمد بن ابی عمران بن ابی حفص کو بادشاہ مقرر کیا اور عبد الحق بن عثمان جو بنی عبد الحق کے شرفاء میں سے تھا وہ بھی اپنے رشتہ داروں اور بیٹوں سمیت ان کے ساتھ تھا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں وہ موحدین سے ان کے پاس آ گیا تھا پس مولانا سلطان ابو یحییٰ کے میدان کارزار میں کھلبلی مچ گئی اور وہ شکست کھا گیا اور وہ اس کے غیموں پر اور ان میں جو ذخیرہ اور مستورات تھیں ان پر قابض ہو گئے اور انہوں نے اس کے پڑاؤ کو لوٹ لیا اور اس کے دونوں بیٹوں احمد اور عمر کو گرفتار کر لیا اور انہیں تلمسان کی طرف واپس بھجوا دیا اور سلطان کے جسم میں زخم آئے جنہوں نے اُسے کمزور کر دیا اور وہ جان بچا کر بونہ چلا گیا اور وہاں سے کشتی پر سوار ہو کر بجایہ چلا گیا پس وہ اپنے زخموں کا علاج کرتا ہوا ٹھہر گیا۔

زنا تہ کا تونس پر قبضہ: اور زنا تہ تونس پر قابض ہو گئے اور محمد بن عمران اس میں داخل ہو گیا اور انہوں نے اسے سلطان کا نام دیا اور اس کی مہار امیر زنا تہ یحییٰ بن موسیٰ کے ہاتھ میں تھی اور مولانا سلطان ابو یحییٰ بن موسیٰ کے ہاتھ میں تھی اور مولانا سلطان ابو یحییٰ نے آل یحییٰ بن عمر اس کے خلاف فریادی بن کر شاہ مغرب سلطان ابو سعید کے پاس جانے کا عزم کیا اور اس کے حاجب محمد بن سید الناس نے اسے مشورہ دیا کہ وہ اپنے بیٹے امیر ابو زکریا حاکم سرحد کو اس کے پاس بھجوائے کیونکہ وہ اپنے ہمسرے برا مناتا ہے پس اس نے اس کے مشورہ کو قبول کیا اور اس کام کے لئے اپنے بیٹے کو سمندر پر سوار کر دیا اور موحدین کے مشائخ میں سے ابو محمد عبد اللہ بن تاشفین کو اس کے ساتھ گفتگو کرنے کے لئے اس کے پاس بھیجا اور وہ سواحل مغرب میں سے قسارہ کے ساحل پر اترے اور سلطان ابو سعید کے دار الخلافہ میں اس کے پاس آئے اور اُسے مولانا سلطان ابو یحییٰ کی مدد کی بات پہنچائی تو وہ اور اس کا بیٹا امیر ابو الحسن اس سے بہت خوش ہوئے اور اس نے اپنے بیٹے امیر سے اس محفل میں کہا اے میرے بیٹے ہماری اقوام کے سب سے بڑے آدمی نے تیرا قصد کیا ہے اور ہم بخدا میں ضرور تمہاری مدد میں اپنا مالی اپنی

قوم اور اپنی جان صرف کر دوں گا اور اپنی فوجوں کو تلمسان کی طرف بھیجوں گا پس تو اپنے باپ کے ساتھ وہاں اتر جا پس وہ خوشی خوشی اپنے گھروں کو لوٹ گئے اور سلطان ابوسعید نے ان پر شرط عائد کی کہ مولانا سلطان ابویحییٰ اپنی فوجوں سمیت اس کے ساتھ تلمسان سے جنگ کرنے کے لئے جائے تو انہوں نے یہ بات قبول کر لی اور سلطان ابوسعید ۳۰۷ھ میں تلمسان پر حملہ کے لئے گیا اور جب وہ وادی طویہ میں پہنچے اور سرہ میں پڑاؤ کیا تو ان کے پاس سلطان ابویحییٰ کے تونس کے دارالحکلافے پر قابض ہو جانے اور زناہ اور ان کے سلطان کو وہاں سے دور کرنے کی یقینی خبر آ گئی پس مولانا سلطان نے اپنے بیٹے امیر ابو زکریا یحییٰ اور اس کے وزیر ابو محمد عبداللہ بن تافراکین کو بلایا اور انہیں اپنے ساتھی کی طرف لوٹ جانے کا حکم دیا اور ان کی ضروریات کو پورا کیا اور انہیں بڑے بڑے انعامات دیے اور وہ غساسہ سے اپنے بحری بیڑوں پر سوار ہوئے اور اس نے ان کے ساتھ رشتہ کی منگنی کے لئے ابراہیم بن ابی حاتم القرنی اور اپنے دارالحکلافے کے قاضی ابو عبداللہ بن عبدالرزاق کو بھیجا اور اپنے دارالحکلافے کی طرف واپس پلٹ گیا اور جب امیر ابوالحسن اور سلطان ابویحییٰ کے درمیان اس کی بیٹی کا رشتہ ہوا جو امیر یحییٰ کی سگی بہن تھی اس نے اسے اپنی بحری بیڑے میں موحدین کے مشائخ سے تھا بھیجا جن کا سردار ابوالقاسم بن عبوتھا اور غساسہ کی بندرگاہ پر سلطان ابوسعید کی وفات سے پہلے ۳۱۱ھ میں اس کے ساتھ پہنچے پس اس کی تعظیم و تکریم کے لئے کھڑے ہو گئے اور انہوں نے غساسہ کی طرف اس کی سواری اور اس کے بوجھ اٹھانے کے لئے سواریاں بھیجیں اور سونے اور چاندی کی لگاں بنائی گئیں اور ریشم کے عرق گیر جو سونے سے ڈھکے ہوئے تھے بچائے گئے اور اس کے لانے والے اور دلہن بنائے والے کے لئے ایسا بے نظیر جشن کیا جس کی مثال ان کی حکومت میں نہیں سنی گئی اور گھر کے منتظمین کو عورتوں کی در ماندگی کی وجہ سے ایسے کام سپرد کئے گئے جن جیسے کام ان کے سپرد نہیں ہوئے تھے پس احسان مکمل ہو گیا اور لوگوں نے اس کی باتیں کی اور سلطان ابوسعید اس کے پہنچنے سے قبل فوت ہو گیا۔

فصل

سلطان ابوسعید غنی اللہ عنہ کی وفات اور

سلطان ابوالحسن کی ولایت اور اس کے

درمیان ہونے والے واقعات کے حالات

جب ۳۱۲ھ میں سلطان کو سلطان ابویحییٰ کی دلہن بیٹی کے پہنچنے کی اطلاع ملی تو حکومت اس کی آمد پر اس کی عظمت کے باعث جو اس کے باپ اور قوم کو حاصل ہوئی تھی مجہوم اٹھی اور سلطان ابوسعید نفس نفس تازی کے احوال کو جو دلہن کی عزت افزائی اور اس کے بیٹے کی شادی کی خوشی میں کئے گئے تھے دیکھنے گیا اور وہیں بیمار ہو گیا اور جب وہ قریب المرگ ہو گیا تو ولی

عہد امیر ابوالحسن اُسے لے کر الحضرۃ کی طرف چلا گیا اور اُسے اس کے بستر پر تو کروں کے کندھوں اور گھوڑوں پر سوار کرا کے لایا گیا یہاں تک کہ وہ سیو میں اترے پھر اس نے رات کو اسی طرح اسے اس کے گھر میں داخل کیا اور موت نے اُسے رات ہی میں آ لیا اور وہ فوت ہو گیا اللہ کی اس پر رحمت ہو پس انہوں نے اُسے گھر میں اس کی جگہ پر رکھا اور صالحین کو اس کو دفنانے کے لئے بلایا اور اسے ماہ ذوالحجہ ۳۷۱ھ میں دفن کر دیا گیا۔

اور جب سلطان ابوسعید فوت ہو گیا تو مشائخ کے خواص اور ارباب حکومت اس کے ولی عہد امیر ابوالحسن کے پاس جمع ہوئے اور انہوں نے اسے اپنا امیر بنالیا اور اس کی اطاعت و بیعت کی اور اس نے سیو سے اپنے پڑاؤ کے اٹھانے کا حکم دیا اور اس نے فاس کے میدان میں زیتون مقام پر خیمے لگائے اور جب سلطان دفن ہو گیا تو وہ تیار ہو کر اپنے پڑاؤ کی طرف نکلا اور لوگ اپنے طبقات کے مطابق بیعت کرنے کے لئے اس کے پاس آئے اور اس نے اپنے خیمے پر اور لوگوں سے بیعت لینے پر محافظین اور متصرفین کے سردار المزدہر بن قاسم اور دروازے کے حاجب کو جو سلطان یوسف بن یعقوب کے عہد سے ان کے گھر سے قدیم دوستی رکھتا تھا مقرر کیا اور اس دن اس کی بیوی دختر سلطان ابوبختی اس کے پاس گئی اور اس نے پڑاؤ میں اپنی جگہ پر اس کے ساتھ شب بسر کی اور اس نے دہن کے باپ کے دشمن سے انتقام لینے کا عزم کیا اور وہ اپنے بھائی ابوطی کا حال معلوم کرنے لگا اور ان دونوں کے باپ سلطان نے اسے اس کے متعلق وصیت کی تھی کیونکہ اس کے دل میں اس کی محبت تھی اور یہ ولی عہد مقدور بھراس کی رضا کو ترجیح دیتا تھا پس اس نے اس کے احوال کی گمرانی کے لئے بھلا سہ پر چڑھائی کرنے کا عزم کر لیا۔

فصل

سلطان ابوالحسن کے بھلا سہ پر چڑھائی کرنے

اور اپنے بھائی کے ساتھ صلح اور اتفاق

کرنے کے بعد وہاں سے تلمسان کی طرف

واپس جانے کے حالات

جب سلطان ابوسعید فوت ہو گیا اور سلطان ابوالحسن کی بیعت مکمل ہو گئی اور وہ اپنے بھائی ابوطی کے متعلق اکثر وصیت کرتا رہتا تھا کیونکہ اس پر مہربانی کرنے کے لئے مکلف تھا پس اس نے تلمسان کی طرف جانے سے قبل اس کے احوال

احوال کو دیکھنے کا ارادہ کیا اور وہ زیتون میں اپنے پڑاؤ سے بھلا یہ جانے کے ارادہ سے کوچ کر گیا اور راستے میں اسے اپنے بھائی امیر علی کے وفد ملے جنہوں نے اسے اللہ تعالیٰ کے حکومت عطا کرنے پر مبارکباد دی اور یہ کہ اس کا بھائی اس بارے میں اس سے جھگڑے سے الگ رہے گا اور اللہ نے اس کے باپ کی وراثت سے جو کچھ دیا ہے اس پر قانع رہے گا نیز اس نے اپنے بھائی سے اس بات پر معاہدہ کرنے کا مطالبہ کیا تو سلطان ابوالحسن نے اس کے مطالبے کا جواب دیا اور اسے اسی طرح بھلا رہا اور اس کے گرد و نواح کے بلاد قبلہ پر امیر مقرر کر دیا جیسے وہ اپنے باپ کے زمانے میں تھا اور قبیلے کے سردار اور بقیہ عرب اور زناہ بھی موجود تھے اور وہ موحدین کے فریادی کو جواب دینے کے لئے تلمسان لوٹ آیا اور اس نے اس کی طرف آنے میں جلدی کی اور جب وہ تلمسان پہنچا تو اس سے ایک طرف ہو کر مشرق کی جانب آگے چلا گیا کیونکہ اس نے مولانا سلطان ابونجی کے ساتھ تلمسان میں اکٹھے اترنے کا وعدہ کیا تھا جیسا کہ انہوں نے امیر ابوزکریا کے اس اہلچی سے شرط کی تھی جو ان کے پاس گیا تھا پس وہ شعبان ۷۳۲ھ میں تاسالت میں اترے اور وہاں ٹھہرا اور اس نے مغرب کی بندرگاہ کے بحری بیڑوں کو اشارہ کیا اور انہیں سواحل تلمسان کی طرف بھیجا اور اپنی فوج سے سلطان ابونجی کی مدد کے لئے فوج تیار کی اور انہیں سواحل دہران سے بحری بیڑوں پر سوار کر دیا اور اپنی حکومت کے پروردہ محمد بطوی کو ان کا سالار مقرر کیا اور وہ بجایہ میں اترے اور وہاں انہوں نے سلطان ابونجی سے ملاقات کی اور اس کے مددگاروں میں شامل ہو گئے اور اس کے ساتھ انہوں نے بنی عبدالواد کی سرحد میں کلات پر حملہ کیا جہاں بجایہ کے محاصرہ کے لئے دستے جمع تھے اور وہاں ان دنوں ان کے جرنیلوں میں سے ابن ہزرج بھی موجود تھا اور اس کے بچنے سے پہلے جو فوج وہاں موجود تھی وہ بھاگ گئی اور مغرب اوسط کی اپنی آخری عملداری میں چلی گئی اور مولانا سلطان ابونجی نے وہاں موحدین عربوں بربروں اور دیگر افواج کو بٹھا دیا پس انہوں نے اس کی آبادی کو برباد کر دیا اور مخزون خوراک کو لوٹ لیا اور وہ ناہید کنار سمندر تھا۔ کیونکہ جب سے سلطان ابوحمون نے اس کی حد بندی کی تھی اس نے بطحاء کی عملداری سے لے کر بقیہ بلاد شرقیہ کے عمال کو اشارہ کیا تھا کہ وہ غلے اور دیگر خوراک کی چیزوں کو یہاں لائیں اور اس کے بیٹے سلطان ابوناسفین نے بھی اس بارے میں اپنے باپ کے طریق کو اختیار کیا اور ہمیشہ ان کا یہی طریق رہا یہاں تک کہ ان پر یہ کروتوڑ مصیبت نازل ہوئی تو لوگوں نے ان بے شمار غلہ جات کو لوٹ لیا اور انہوں نے زمین میں اس کی حد بندی کو تباہ کر کے اسے چھیل میدان بنا دیا اور اس دوران میں سلطان ابوالحسن ان کے احوال کو دیکھتا ہوا تلمسان سے جنگ کرنے کے لئے سلطان ابونجی کی آمد کا خطرہ دیکھا یہاں تک کہ اسے اپنے بھائی کی بغاوت کی خبر ملی جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے پس وہ واپس پلٹ آیا اور مولانا سلطان ابونجی کو بھی اطلاع مل گئی تو وہ بھی اپنے دار الخلافہ کی طرف لوٹ گیا اور بطوی کو بھی اپنے ساتھ لے گیا اور اسے بہت انعام دیا اور اس کی فوج کو بھی انعامات دیے اور اسی وقت اسے اپنے بیٹے والے سلطان کی طرف پلٹ گئے اور سلطان ابوناسفین بلاد موحدین سے جنگ کرنے سے رک گیا۔

فصل

امیر ابوعلی کے بغاوت کرنے اور سلطان
ابوالحسن کے اس پر حملہ کر کے اس پر فتح

پانے کے حالات

جب سلطان ابوالحسن تلمسان کی جنگ میں کھس گیا اور مولانا سلطان ابوبیگی کے ساتھ وعدہ کی وجہ سے تاحالت تک چلا گیا تو ابوتاشفین نے امیر ابوعلی کے ساتھ جتہ جوڑی کرنے اور سلطان ابوالحسن کے خلاف قتل ہونے کے بارے میں سازش کی نیز یہ کہ دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کا دفاع کرے گا یہاں تک کہ ان دونوں کے درمیان سناہدہ طے پا گیا اور امیر ابوعلی نے اپنے بھائی سلطان ابوالحسن کے خلاف بغاوت کر دی اور اس نے بھلاسہ سے دورہ پر حملہ کر دیا اور وہاں پر سلطان کے عامل کو قتل کر دیا اور اپنے رشتہ داروں میں سے کسی آدمی کو وہاں عامل مقرر کیا اور بلا و مراکش کی طرف فوج روانہ کی اور سلطان کو اپنے پڑاؤ تاحالت میں اس کی خبر پہنچ گئی پس اس کے معاملے نے اُسے برا اثر و خستہ کر دیا اور اس نے اس سے انتقام لینے کی ٹھان لی اور اپنے پاؤں الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا اور اپنی عملداری کی ملحقہ سرحد تادیریت پر پڑاؤ کر لیا اور اپنے بیٹے تاشفین کو اس کا افسر مقرر کیا اور اس کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ اس کے وزیر مندیل بن حمامہ بن تیرہمین کی نگرانی کرنے اور وہ جلدی سے بھلاسہ کی طرف گیا اور وہاں اتر پڑا اور اس کی فوجوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کی تاکہ بندی کر دی اور اس نے آلات کے کام کے کاریگروں کو اس کے چوک کی تعمیر کے لئے اکٹھا کیا اور صبح و شام حولا کر تھا میں جنگ کرنے لگا اور ابوتاشفین اپنی فوجوں اور اپنی قوم کے ساتھ مغرب کی سرحد کو روندنے کے لئے گیا اور اس کے فوج میں فوجیں بھیجیں تاکہ وہ سلطان کے ساتھ اس کے محاصرہ کے مقام میں کشمکش کریں اور جب وہ تادیریت پہنچا تو ابن سلطان اپنے وزراء اور فوجوں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلا اور انہوں نے بھی منظم طور پر اس پر حملہ کیا تو اس کے میدان کارزار میں کھلبلی مچ گئی اور وہ شکست کھا گیا اور کسی کو بھی نہ ملا اور اپنی پناہ گاہ کی طرف واپس آ گیا اور اپنی فوج کے ساتھ امیر ابوعلی کی امداد کو بڑھا اور اپنے حصے کی فوج پر امیر مقرر کیا اور انہیں اس کی طرف بھیجا پس وہ اکیلے اکیلے اور ٹولیوں کی صورت میں شہر کی طرف گئے یہاں تک کہ وہ اس کے پاس جمع ہو گئے اور سلطان نے ان کا طویل محاصرہ کیا اور ان کو کئی قسم کی جنگوں اور عذابوں سے دوچار کیا یہاں تک کہ ان پر حنظل ہو گیا اور بزور قوت شہر میں داخل ہو گیا اور امیر ابوعلی کو اس کے محل کے دروازے پر گرفتار کر لیا اور اسے سلطان کے پاس لایا گیا تو اس نے اُسے مہلت دی اور قید کر دیا اور وہ اس کی حکومت پر قابض ہو گیا اور اس نے بھلاسہ پر امیر مقرر کیا اور اپنے پاؤں الحضرۃ واپس آ گیا اور ۳۳۳ھ میں وہاں اتر آیا اور اپنے بھائی کو قتل کے ایک کمرے میں قید کر دیا

یہاں تک کہ اس نے اسے قید کرنے سے چند ماہ بعد اس کے قید خانے میں اس کا گلا گھونٹ کر اسے قتل کر دیا اور اس نے فتح کو فتح جبل اور دشمن کے قبضے سے واپس لینا شمار کیا جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے ابوما لک کے قبضے سے تلے اس کی فوجوں کے ہاتھوں سے تباہ و برباد کر دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

جبل فتح سے جنگ کرنے اور امیر ابوما لک اور

مسلمانوں کے اسے مخصوص کر لینے کے حالات

جب سلطان ابوالولید ابن رئیس جو اندلس کی حکومت پر مطلب تھا اپنے عم زاد ابوالجوش کے ہاتھوں مارا گیا تو اس کے بعد اس کے بیٹے محمد نے جو ایک چھوٹا بچہ تھا اس کے وزیر محمد بن المحرق جو اندلس کے شرفاء اور حکومت کے پروردہ لوگوں میں سے تھا کی زیر نگرانی حکومت سنبھالی اور اس نے اس پر قابو پالیا مگر جب وہ جوان ہوا تو اس نے اپنے پر اس کے قبضہ کو ناپسند کیا اور اس کے خواص میں سے العلوی نے اسے وزیر کے خلاف بھڑکایا تو اس نے ۷۲۹ھ میں اسے فریب سے قتل کر دیا اور خود مختاری کے لئے تیار ہو گیا اور اس نے ملک کے تعلقات کو مضبوط کیا اور طاغیہ نے ۷۳۰ھ میں جبل الفتح کو حاصل کیا اور اس کے پڑوسی میں بندر گاہ کی سرحدوں پر نصرانیہ نے ڈیرے لگا لیے اور وہ ان کے سینے میں ایک پھانس تھا اور مسلمانوں کو اس کے معاملے نے پریشان کر دیا اور حاکم مغرب نے اس وجہ سے کہ اس میں اس کے بیٹے نے فتنہ پیدا کیا ہوا تھا ان سے غفلت کی پس انہوں نے الجزیرہ اور اس کے قلعے ابن الاحمر کو ۷۳۱ھ کے شروع میں واپس کر دیے اور اس کے بعد طاغیہ نے ان پر سختی کی تو انہوں نے ۷۳۹ھ میں الجزیرہ حاکم مغرب کو واپس کر دیا اور سلطان ابوسعید نے اپنے ارباب حکومت میں سے عرب الخلط میں سے جو اس کے ماموں تھے سلطان بن مہملہ کو اس کا امیر مقرر کیا۔

طاغیہ کا الجزیرہ کے قلعوں پر قبضہ کرنا: اور سلطان ابوسعید کی وفات کے نزدیک طاغیہ نے اس کے اکثر قلعوں پر قبضہ کر لیا اور سمندر کے راستے میں رکاوٹ کر دی اور اس کے ساتھ حاکم اندلس کی سرکشی اور اس کے وزیر ابن عمرو ن کا قتل بھی شامل ہو گیا اور اسے طاغیہ کے معاملے نے پریشان کر دیا پس اس نے سمندر سے گزرنے میں جلدی کی اور ۷۳۲ھ میں سلطان ابوالحسن کے دار الخلافہ فاس میں اس کے پاس گیا اور اس نے اس کی آمد کو بڑی اہمیت دی اور لوگوں کو اس کی ملاقات کے لئے بھیجا اور اسے اپنے گھر کے ساتھ روض المصارف میں اتارا اور اس کی بہت عکرم کی اور ابن الاحمر نے ماوراء البحر کے مسلمانوں کے معاملے میں اور ان کے دشمنوں نے انہیں جو پریشان کر رکھا تھا اس کے بارے میں اس سے گفتگو کی اور اس نے جبل کی حالت کے متعلق بھی اس سے شکایت کی اور یہ کہ وہ سرحدوں کے سینے میں ایک پھانس ہے پس سلطان نے اس کی شکایت کو دور کر دیا اور اللہ نے جہاد کے اسباب پیدا کر دیے اور وہ اس کا بہت دلدادہ اور اس بارے میں اپنے دادا

یعقوب کے طریق کو اختیار کئے ہوئے تھا۔

جبل سے جنگ: اور اس نے اپنے بیٹے امیر ابوما لک کو بنی مرین کی پانچ ہزار فوج پر سالار مقرر کیا اور اسے سلطان محمد بن اسماعیل کے ساتھ جبل سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا پس وہ الجزیرہ میں اتر اور اس کی مدد کو پے در پے بحری بیڑے آئے اور ابن الاحمر نے اندلس میں فوج جمع کرنے والوں کو بھیجا اور لوگ ہر جانب سے اس کے پاس آ گئے اور جبل کے میدان میں ان کی تمام چھاؤنی متحرک ہو گئی اور انہوں نے اس کے ساتھ جنگ کرنے میں بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا یہاں تک کہ انہوں نے ۳۳ھ میں اس پر قبضہ کر لیا اور مسلمان اس میں بزور قوت داخل ہو گئے اور نصرانیہ کے پاس جو کچھ تھا اللہ نے انہیں قیمت میں دیا اور اس کی فتح کے تیسرے دن طاعیہ نے کافروں کے ساتھ اس سے ملا کا حدی اور مسلمانوں نے اسے اس غلہ سے جو وہ الجزیرہ سے اپنے گھوڑوں پر اٹھا کر لائے تھے بھر دیا اور امیر ابوما لک اور ابن الاحمر بھی غلہ اٹھانے میں شامل تھے پس عوام نے بھی اسے اٹھایا اور امیر ابوما لک الجزیرہ چلا گیا اور اس نے اپنے باپ کے وزیر یحییٰ بن علی بن یحییٰ کو جبل میں چھوڑا اور تین ماہ بعد طاعیہ نے پہنچ کر وہاں پڑاؤ کر لیا اور ابوما لک اپنی فوجوں کے ساتھ نکلا اور اس کے بالقابل اتر پڑا اور اس نے حاکم اندلس امیر ابو عبد اللہ کو پیغام بھیجا تو وہ نصرانیہ کے علاقے پر قبضہ کرنے کے بعد مسلمانوں کی فوج کے ساتھ پہنچا اور باہر نکل کر طاعیہ کی فوج کے بالقابل اتر پڑا اور دشمن اپنی جگہوں پر قلعہ بند ہو گیا اور وہ بھی اس کے جلد واپس آئے اور محافظوں اور ہتھیاروں کی کمی کے باعث غصے میں تھے پس سلطان ابن الاحمر نے طاعیہ سے جنگ کرنے میں جلدی کی اور مسلمانوں کی رضامندی اور ان کے شکاف کو پُر کرنے کے لئے خدا کی خاطر اپنی جان کی بازی لگاتے ہوئے لوگوں سے آگے گئے جلدی سے اس کے خیمے کی طرف بڑھے پس طاعیہ پاپیادہ برہنہ سر اور اس کی آمد کا اعزاز کرتا ہوا اسے ملا اور اس نے جو اس سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ اس پہاڑ سے چلا جائے اس نے اسے قبول کیا اور اپنے ذخائر اسے تحفہ میں دیے اور فوراً کوچ کر گیا اور امیر ابوما لک سرحد کی اطراف کو درست کرنے اور اس کے شکافوں کو بند کرنے میں لگ گیا اور اس نے محافظوں کو وہاں اتارا اور غلہ جات وہاں لے گیا اور اس فتح نے سلطان ابوالحسن کی حکومت کو آخری ایام تک فخر کا ہار پہنا دیا پھر اس کے بعد وہ مہمستان سے جنگ کرنے کے لئے واپس آ گیا۔

فصل

تلمسان کے محاصرہ کرنے اور سلطان ابوالحسن

کے اس پر متغلب ہونے اور ابوتاشیفین

کی وفات سے بنی عبدالواد کی حکومت کے

ختم ہونے کے حالات

جب سلطان اپنے بھائی پر مطلب ہو گیا اور اس نے اس کی بغاوت اور کش مکش کی بیماری کا قلع قمع کر دیا اور مغرب کی سرحدوں کو بند کر دیا اور اللہ نے اس پر یہ عظیم احسان فرمایا کہ اس کی فوجوں نے نصرانیہ پر فتح پائی اور اس نے ان کے ہاتھوں سے جبل اللطیح کو واپس لیا حالانکہ وہ بیس سال تک طاغیہ کے قبضے میں رہا تھا تو وہ اپنے دشمن کے لئے فارغ ہو گیا اور اس نے تلمسان جانے کا ہمتہ ارادہ کر لیا اور امیر سلطان ابویحییٰ فتح کی مبارک باد دینے اور سرحدوں میں ابوتاشیفین کو روکنے کے لئے اس کے پاس آیا اور سلطان نے ابوتاشیفین کے پاس سفارشی بھیجے کہ وہ موحدین کی جملہ عملداریوں سے الگ ہو جائے اور ان سے تدلس کے بارے میں بات چیت کرے اور اپنی ابتدائی عملداری کی ملحقہ سرحد پر واپس چلا جائے خواہ اس سال تک واپس جائے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ بادشاہوں کے ہاں سلطان کی کیا عزت ہے اور وہ اس کی صحیح قدر کریں مگر ابوتاشیفین نے اس بات سے برا منایا اور اٹیچیوں سے سخت کلامی کی اور اس کی مجلس میں بعض احمقوں نے جواب میں ان سے بے ہودہ گوئی کی اور ان کے پیچھے والے کو برا بھلا کہا پس وہ اس کے پاس لوٹ گئے جس سے اُسے غصہ آ گیا اور اس نے ان کے مقابلہ کی ٹھان لی اور جدید شہر کے میدان میں پڑاؤ کر لیا اور اس نے اپنے وزراء کو بلا دیا مراکش کی جانب قبائل اور فوجوں کو جمع کرنے کے لئے بھیجا پھر اس نے جلدی کی اور اپنی فوجوں سے ملا اور ان کی کمزوریوں کو دور کیا اور اپنے دستوں کو تیار کیا اور اپنے قاس کے پڑاؤ سے ۳۵ میل کے وسط میں تمام اقوام مغرب اور افواج کے ساتھ چلا اور وجہ سے گزرا پس اس نے اس کے محاصرہ کے لئے فوجوں کو جمع کیا۔

ندرومہ سے جنگ۔ پھر وہ ندرومہ سے گزرا اور دن کا کچھ حصہ اس سے جنگ کی اور اس میں داخل ہو گیا اور اس کے محافظوں کو قتل کر دیا اور ۳۵ میل میں وجہ پر قبضہ کر لیا۔ پس اس نے اس کی فصیلوں کے برباد کرنے کا اشارہ کیا تو انہوں نے انہیں پیوند زمین کر دیا اور اس کے نواح و جہات کی فوجوں کی مدد آ گئی اور اس نے اپنے شکار کو دبوچ لیا اور مفرادہ

اور بنی تو جین کے قبائل اس کے پاس آئے اور انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی پھر اس نے اپنی فوجوں کو جہات کی طرف روانہ کیا اور وہ دہران اور جین پر حطب ہو گیا اور اسی طرح ۳۶۷ء میں ملیانہ، تیس اور الجزائر پر حطب ہو گیا اور اس کی عملداری کی شرقی جہت کا حاکم یحییٰ بن موسیٰ اس کے پاس آیا جو موحدین کی عملداری کی سرحد تھی اور موسیٰ بن علی کی مصیبت کے بعد بجایہ کا محاصرہ کرنے والا تھا پس اسے عزت و کبریم کے ساتھ بلا اور اس کے مقام کو بلکہ کیا اور اسے اپنے وزراء اور ہم نشینوں کے زمرہ میں منسلک کر دیا اور اس نے بلا و شرقیہ کی فتح کے لئے یحییٰ بن سلیمان کو مقرر کیا جو بنی عسکر بن محمد کا سردار اور بنی مرین کا شیخ اور سلطان کی مجلس شوریٰ کا مشیر اور سلطان کا مخصوص داماد تھا جس کے ساتھ اس نے اپنی بیٹی کا نکاح کیا تھا پس وہ فوجوں اور شرقی جانب کے رضا کاروں اور قبائل کے ساتھ چلا اور اس کے شہروں کو فتح کیا یہاں تک کہ المریہ پہنچ گیا اور اس نے شہروں کو سلطان کی اطاعت میں منسلک کر دیا اور اس کے جانباز اس کی چھاؤنی میں جمع ہو گئے پس وہ اس کے پاس چلے گئے اور اس کی فوجوں سے کثرت میں بڑھ گئے اور سلطان نے یحییٰ بن سلیمان اور حاتم کی عملداری پر بنی تو جین کے ایک آدمی کو امیر مقرر کیا اور بنی یلطن پر سعد بن سلامہ بن علی کو امیر مقرر کیا اور قلعہ کے والی کو اس کی نگرانی پر مقرر کیا اور وہ اس کے چلنے سے پہلے اپنے بھائی محمد کے مقام کی وجہ سے جو حکومت کا مقابلہ تھا ابو تاشفین سے الگ ہو کر مغرب میں اس کے پاس چلا آیا تھا اور اسی طرح سلطان نے شلف اور مغرب اوسط کے دیگر مضافات پر امیر مقرر کئے اور سلطان نے طحسان کے مغرب میں اپنی رہائش کے لئے جدید شہر کی حد بندی کی اور اپنی فوجوں کو اتارا اور اس کا نام منصور یہ رکھا اور اس نے البلد الحروب کے ارد گرد فصیلوں کی باڑ بنائی اور خندقوں کا حلقہ بنایا اور اس نے اس کی خندق کے پیچھے منجانیق اور آلات نصب کئے جس سے اس کے تیر انداز ان کے تیر اندازوں کو مارتے تھے اور انہیں اپنے بارے میں مشغول رکھتے تھے یہاں تک کہ ان نے اس کے قریب تر ایک برج بنایا جس کی چوٹیاں ان کی خندق سے بلند تھیں اور وہ ان کے اوپر سے جانبازوں کو گولہ باری سے مارتا تھا اور اس نے ان کی فصیلوں کو پتھر مارنے اور انہیں توڑنے کے لئے منجانیق اور آلات نصب کئے اور انہیں ان سے بہت نقصان پہنچایا اور جنگ سخت ہو گئی اور محاصرے کا قلعہ تنگ ہو گیا۔

اور سلطان ہر روز صبح کو ان کی مصاحبت کرتا تھا اور شہر کی تمام جہات میں جانبازوں کو ان کے مراکز میں تلاش کے لئے چکر لگاتا تھا اور کبھی کبھی اپنے خواص سے الگ ہو کر بھی چکر لگاتا تھا پس انہوں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور شہر پر جھانکنے والے پہاڑ کے ساتھ جو فصیل ہے اس کے پیچھے اپنی فوجوں کو صف بند کر دیا اور جب سلطان اپنے چکر میں اس کے سامنے آیا تو انہوں نے اپنے دروازے کھول دیے اور انہوں نے اپنی فوجوں کے عقابوں کو اس پر چھوڑ دیا اور اسے مجبور کر کے پہاڑ کے دامن میں لے گئے یہاں تک کہ وہ اس کی سخت زمینوں میں چلا گیا اور قریب تھا کہ وہ اس کا دوست امیر سویہ عریف بن یحییٰ گھوڑے سے اتر پڑتے اور ہر جانب سے پڑاؤ میں آواز دینے والا پہنچ گیا پس بنی عبدالواد کی فوجوں نے اپنے مراکز کا قصد کیا پھر انہوں نے ان کو وہاں سے ہٹا دیا اور انہیں خندق کی پست زمین میں لے گئے اور اس میں ان سے مقابلہ کیا اور ایک دوسرے کی مدد کی اور جتنے لوگ قتل سے مارے گئے اس سے زیادہ بھیڑ میں مارے گئے اور اس روز ان کے زعمائے ملت میں سے عمر بن عثمان جو بنی تو جین میں سے جسم کا سردار تھا اور بنی یلطن کا سردار محمد بن سلامہ بن علی وغیرہ بھی مارے گئے اور اس روز بنو مرین ان سے قوی ہو گئے اور بنو عبدالواد ان کے تغلب سے چوکنے ہو گئے اور مسلسل دو سال تک جنگ

جاری رہی پھر سلطان چکے سے ۲۷ رمضان المبارک ۷۳۷ھ کو اس میں داخل ہو گیا اور ابوتاشفین اپنے محل کے محن میں کھڑا ہو گیا اور وہاں جنگ کی۔

ابوتاشفین کے دو بیٹوں کا قتل: یہاں تک کہ اس کے دو بیٹے عثمان اور مسعود اور اس کا وزیر موسیٰ بن علی قتل ہو گئے اور اس کا دوست عبدالحق بن عثمان جو عبدالحق کے شہرہ میں سے تھا موحّد بن کے قتل کے بعد وہاں سے اس کے پاس آ گیا جیسا کہ ہم نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے اس کے حالات کو متصل بیان کیا ہے پس وہ اور اس کا بیٹا اور اس کا بھتیجا ہلاک ہو گئے اور سلطان ابوتاشفین کے زخم سے بہت خون بہہ گیا جس سے وہ کمزور ہو گیا لیکن اس نے اسے گرفتار کر لیا اور ایک سوار اسے چھپا کر سلطان کے پاس لے گیا لیکن امیر ابو عبد الرحمن اسے ان جنگوں میں ملا اور اس نے اپنی جان کو جنگ کے کھسمان میں داخل کیا تو اس نے اسے روکا اور اس نے اس کی جماعت سے آنکھ بند کر لی پس اس نے اسی وقت اس کے متعلق حکم دیا اور وہ قتل کر دیا گیا اور اس کا سر کاٹا گیا اور سلطان اس کے اس فعل سے غصہ ہوا کیونکہ وہ اس کو زبردستی کرنے اور ڈانٹنے کا خواہش مند تھا اور وہ پچھلوں کے لئے عہد کا نشان بن گیا اور سلطان اپنی تمام فوجوں کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا اور لوگوں نے باب کھٹوٹ میں بھڑے ایک طرف ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا پس ان میں سے بہت سے لوگ مارے گئے اور شہر میں لوٹ پڑ گئی اور شہر کے بہت سے باشندوں کے اموال اور مستورات کو تکلیف پہنچی اور سلطان اپنے خواص اور مددگاروں کی جماعت کے ساتھ جامع مسجد میں گیا اور اس نے شہر کے مفتیوں ابو زید اور اب موسیٰ کو جو امام کے بیٹے تھے اہل علم اور علم کا حق ادا کرنے کے لئے بلایا پس وہ بڑی مشقت کے بعد اس کے پاس آئے اور لوگوں کو لوٹ مار سے جو تکلیف پہنچی تھی اس کے متعلق انہوں نے اسے نصیحت کی پس اس نے اپنی فوجوں کو رعیت سے روکا اور ان کے ہاتھوں کو فساد سے روکا اور جدید شہر میں اپنے پڑاؤ میں واپس آ گیا اور مکمل فتح حاصل ہو گئی اور اس روز محمد بن تافراکین بھی آیا جسے سلطان ابو یحییٰ اور مجدد زمانہ کا اپنی ملاقات سلطان نے اسے اس کے بیٹے والے کے پاس جلد خبر دے کر بھیجا اور وہ سابقین سے بھی آگے چلا گیا اور نو بہ کی فتح سے سترہویں رات تونس میں داخل ہوا پس سلطان ابو یحییٰ کو اپنے دشمن کے مرنے اور اس سے اپنا بدلہ لینے کی بہت خوشی ہوئی اور اس نے اپنی مساعی میں شمار کیا اور سلطان ابوالحسن نے اپنے دشمن بنی عبدالواد کا قتل موقوف کر دیا اور اس نے ان کے سلطان کے قتل سے اپنے دل کو ٹھنڈا کیا اور انہیں محاف کر دیا اور درجہ میں ان کے نام لکھے اور ان کے عطیات مقرر کئے اور اس نے ان کے جھنڈوں اور مراکز کو پیچھے چلایا اور بنی مرین میں سے بنی واسین اور بنی عبدالواد اور تو جین اور بقیہ زناتہ کو متحد کیا اور انہیں بلاد مغرب میں اتارا اور اس نے ان میں سے ہر فریق کے ذریعے اپنے مضافات کی سرحد کو بند کیا اور وہ اس کے جھنڈے تلے جماعت در جماعت ہو کر چلے اور اس نے ان میں سے کچھ لوگوں کو بلاد غمارہ اور سوس کی جانب اتارا اور ان میں سے کچھ اس کی عمل داری اندلس میں محافظ اور پھرے دارین کر چلے گئے اور اس کے مددگاروں میں شامل ہو گئے اور اس کی حکومت کا دائرہ وسیع ہو گیا اور وہ بنی مرین کا ملک ہونے کے بعد زناتہ کا ملک بن گیا اور وہ مغرب کا سلطان ہونے کے بعد دونوں کناروں کا سلطان بن گیا۔

فصل

نتیجہ میں امیر عبدالرحمن کی مصیبت اور سلطان

کے اسے گرفتار کرنے اور بالآخر اس کے

ہلاک ہونے کے حالات

قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ سلطان ابوسعید نے موحدین سے یہ شرط طے کی تھی کہ وہ اس کی فوجوں کے ساتھ تلمسان سے جنگ کریں گے اور سلطان ابوالحسن مولانا سلطان ابوبکری کے انتظار میں تاسالت میں ٹھہرا اور جب اس نے دوسری بار اپنی فوجوں کے ساتھ تلمسان سے جنگ کی تو اس نے ان سے یہ مطالبہ نہ کیا اور ابومحمد بن تافراکین اس کے پاس آتا تھا جب کہ وہ تلمسان کے محاصرہ میں اپنے پڑاؤ میں اپنا حق ادا کر رہا تھا اور ان کے دشمن کا انجام معلوم کر رہا تھا پس جب تلمسان پر حطب ہو گیا تو اس کے سفیر ابومحمد بن تافراکین نے اسے خفیہ طور پر بتایا کہ اس کا سامان اس کی ملاقات کرنے اور اپنے دشمن پر فتح پانے کی مبارک باد دینے کے لئے اس کے پاس آ رہا ہے اور سلطان ابوالحسن چونکہ فخر کا دلدادہ تھا اس لئے وہ اس کی طرف دیکھنے لگا اور اس نے ۳۳ھ میں تلمسان سے کوچ کیا اور مولانا سلطان ابوبکری کی آمد کے انتظار میں طحہ میں پڑاؤ کر لیا اور سلطان نے اس میں سہل نگاری کی کیونکہ اس کی حکومت کے متصرف محمد بن عبدالکیم نے اسے اس کے انجام سے ڈرایا تھا اور اس نے اس کہا تھا کہ دو بادشاہوں کی ملاقات اسی روز درمت ہوتی ہے جس روز ایک دوسرے پر غالب ہو پس سلطان نے اس بات کو ناپسند کیا اور سستی کرنے لگا اور اس وعدہ کے انتظار میں جو محمد بن تافراکین نے اسے بتایا تھا سلطان ابوالحسن کا قیام طویل ہو گیا اور وہ کئی ماہ تک اس کی ملاقات سے محذرت کرتا رہا اور اپنے خیمے میں بیمار ہو گیا اور چھالانی والوں نے اس کی وفات کے متعلق گفتگو کی اور اس کے دونوں بیٹے امیر ابوعبدالرحمن اور ابوما لک اپنے دادا ابوسعید کے زمانے سے ہی اس کی دلی مہدی کے بارے میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے تھے اور سلطان نے اپنی حکومت کے آغاز سے ہی ان دونوں کو امارت کے القاب دیے تھے اور انہیں وزراء اور کاتب بنانے اور علامت لگانے اور رجسٹر لکھنے اور عطیات دینے اور سواروں سے اسلحہ ہاں کرنے اور تنہا فوجوں کو تیار کرنے کا کام سپرد کیا تھا اور اس بارے میں دونوں کا ایک طریق تھا اور اس نے ان کے لئے ادا امر سلطانی کی تنقید کے لئے الگ بیٹھنے کی جگہ مخصوص کی تھی اور اس طرح اس کی سلطنت میں اس کے مددگار تھے اور جب سلطان کی تکلیف میں اضافہ ہو گیا تو ان دونوں امیروں کے درمیان جنگ لے دلالوں نے چلتا پھرنا شروع کیا اور پڑاؤں والوں نے ان کے لئے دو پارٹیاں بنائیں اور ان میں سے ہر ایک نے مال تقسیم کیا اور پارٹیاں بن گئے اور امیر عبدالرحمن نے اپنے وزراء کے اکسائے پر قبل اس کے کہ سلطان کا حال اسے معلوم ہو امارت پر حملہ کرنے کی ٹھان لی اور

سلطان کے خواص کو بھی یہ بات معلوم ہو گئی پس انہوں نے اسے اس کی اطلاع دی اور معاملے کے بگڑنے سے قبل اسے لوگوں کے پاس جانے پر اکسایا پس وہ اس کے خیمے میں گیا اور پڑاؤ نے بھی اس کے متعلق سن لیا تو انہوں نے اس کی مجلس میں اور اس کے ہاتھ چومنے میں ازدحام کیا اور اس نے فوجوں کے بدگمان لوگوں کو گرفتار کر لیا اور پڑاؤ نے بھی اس بات کو سن لیا پس اس نے انہیں قید خانے میں ڈال دیا اور دونوں امیروں سے ناراض ہوا اور لوگ ان دونوں کے پڑاؤ سے کوچ کر گئے اور اس نے ان دونوں کو اپنے پڑاؤ میں لوٹا دیا پھر وہ اپنے خیمے کی طرف لوٹا تو دونوں امیروں کو شک پڑ گیا اور انہوں نے خاموشی اختیار کر لی اور ان دونوں کے قتل کی آگ بھجھ گئی اور مقصدین کی کوشش ناکام ہو گئی اور لوگ ان دونوں سے الگ ہو گئے پس امیر عبدالرحمن کے قید میں اضافہ ہو گیا اور وہ اپنے خیموں سے سوار ہوا اور رات کو چلا گیا اور صبح کو اولاد علی جو ارض جزہ میں رہنے والے زغہ کے امراء ہیں ان کے اترنے کی جگہ پہنچ گیا پس ان کے امیر موسیٰ بن ابوالفضل نے اسے پکڑ لیا اور اسے اس کے باپ کی طرف واپس کر دیا اور اس نے اسے دھدھ میں قید کر دیا اور اپنے خواص میں سے اس کی حفاظت پر جاسوس مقرر کئے یہاں تک کہ بعد میں اس نے اسے ۳۲ عیسوی میں قتل کر دیا اور اپنے خواص میں سے اس کی حفاظت پر جاسوس مقرر کئے یہاں تک کہ بعد میں اس نے اسے ۳۲ عیسوی میں قتل کر دیا اس نے داروغہ پر حملہ کر دیا تو اس نے اسے قتل کر دیا اور سلطان نے اپنے حاجب علان بن محمد کو بھیجا تو اس نے اسے مار دیا اور اس کا وزیر زیان بن عمرو طاسی موحدین سے جا ملا اور انہوں نے اسے پتادہ دی اور جس روز ابو عبدالرحمن اپنے بھائی ابومالک سے الگ ہوا سلطان اس کی صبح کو اس سے راضی ہو گیا اور اسے اپنی عملداری کی سرحد اندلس پر امیر مقرر کیا اور اسے وہاں بھیج دیا اور تلمسان کی طرف واپس آ گیا۔

فصل

ابن ہیدور کے خروج کرنے اور ابو عبدالرحمن

سے تلبیس کرنے کے حالات

جب سلطان نے اپنے بیٹے عبدالرحمن کو گرفتار کیا اور اسے قید خانے میں ڈال دیا تو اس کی مستورات اور خواص منتشر ہو گئے اور جہات میں مضطرب اور پریشان ہو گئے اور اس کے مبلغ سے جازر آزاد ہو گیا جو ابن ہیدور کے نام سے مشہور تھا اور اس کی قتل اس سے ملتی جلتی تھی پس وہ زغہ کے بنی عامر سے جا ملا جو ان دنوں اطاعت سے منحرف اور حکومت کے باغی تھے کیونکہ سلطان اور اس کے باپ نے امیر سوید عریف بن یحییٰ کو جب سے وہ ابوتاشغین کو چھوڑ کر ان کے پاس آیا تھا منتخب کر لیا تھا پس انہوں نے مخالفانہ طریقوں کو اپنایا اور منافقت کا لباس پہنا اور جنگوں میں چلے گئے اور ان دنوں ان کی امارت صغیر بن عامر اور اس کے بھائیوں کے پاس تھی اور سلطان نے وتر مار کو جو اس کے دوست عریف کا بیٹا تھا ان کے ساتھ جنگ کرنے پر مقرر کیا اور وہ ان دنوں بدوؤں کا سردار تھا پس اس نے ان کے لئے تیاری کی اور ان کی تلاش میں سرگرم ہوا اور وہ اس کے

آگے آگے دود بھاگ گئے اور اس نے کئی بار ان پر حملے کئے اور انہیں اس جازر کے پاس لے گیا اور اس نے ان کے سامنے اپنا نسب سلطان ابوالحسن کے ساتھ بیان کیا اور یہ کہ وہ اس سے الگ ہو جانے والا اس کا بیٹا عبدالرحمن ہے جس نے انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور انہوں نے اس کے ساتھ المریہ کے نواح پر حملہ کر دیا اور اس کا کاندہ مجاہدان کے مقابلہ میں نکلا تو انہوں نے اس کی فوج کو منتشر کر دیا اور وہ ان کے آگے شکست کھا گیا پھر وتر مارنے ان کے لئے تیاری کی اور انہوں نے ان کے نواح کی کرید کی اور ان کی جمیعت پریشان ہو گئی اور انہوں نے اس جازر کے عہد کو توڑ دیا تو دود وادہ کے بنی برناتن کے پاس چلا گیا اور ان کی لیڈر مس ششی کے ہاں اتر آ تو اس نے اس کی ذمہ داری لے لی اور اس کے بیٹوں نے بنی عہد احمد میں سے اپنی قوم کو اس کی اطاعت پر آمادہ کیا اور لوگوں میں اس کی خبر مشہور ہو گئی کوئی اس کی تصدیق کرتا اور کوئی اس کی تکذیب کرتا تھا یہاں تک کہ وہ واضح ہو گئی اور لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ اس نے اپنے استسلب میں جھوٹ بولا ہے پس انہوں نے اس کے عہد کو توڑ دیا اور وہ ریاح کے امراء زوادہ کے پاس چلا گیا اور ان کے سردار یعقوب بن علی کے ہاں اتر آ اور اس کے سامنے بھی اسی طرح اپنا نسب بیان کیا تو اس نے اس کے صحیح نسب بیان کرنے پر ایسے پتلا دے دی اور سلطان نے سلطان ابو یحییٰ حاکم افریقہ کو اس کے حال کے متعلق اشارہ کیا تو اس نے یعقوب کی طرف پیغام بھیجا اور اس نے اسے مع رشتہ داروں بنکے سلطان کی طرف واپس بھجوا دیا پس یہ سہمہ میں اس کے پاس چلا گیا۔ پس سلطان نے اس کی آزمائش کی اور اس کی شکست کا پتہ نہ کر دیا اور اس کی بیماری کا قلع قمع ہو گیا اور وہ مغرب میں حکومت کے وظیفہ پر متمم رہا یہاں تک کہ ۶۵۸ھ میں فوت ہو گیا۔

سلطان کا عزم جہاد: جب سلطان اپنے دشمن کے معاملے اور اس سے تعلق رکھنے والے احوال سے فارغ ہو گیا تو اس نے جہاد کا عزم کر لیا کیونکہ وہ اس کا بہت دلدادہ تھا اور طاغیہ نے جب سے یعقوب بن عبدالحق کے عہد سے بنو مرین کو جہاد سے غافل کیا تھا وہ کنارے کے مسلمانوں پر غالب آ گئے تھے اور انہوں نے ان کے پہاڑوں سے جنگ کی اور ان میں سے بہت سے پہاڑوں پر قبضہ کر لیا اور جبل کو واپس کر دیا اور انہوں نے سلطان ابوالولید سے اس کے محن غرناطہ میں اس سے جنگ کی اور اس پر ٹیکس لگایا جسے اس نے قبول کیا اور وہ اندلس کے مسلمانوں کو تنگنے کے لئے گئے پس جب سلطان ابوالحسن اپنے دشمن کے معاملے سے فارغ ہو گیا اور اس کا ہاتھ دوسرے ہاتھوں سے بلند ہو گیا اور اس کی حکومت کا دائرہ وسیع ہو گیا تو اس کے دل نے اسے دعوت جہاد دی اور اس نے اپنے بیٹے امیر ابو مالک کو جو کنارے کی سرحدوں کا امیر تھا ۳۰۰۰۰ میں دارالحرب کی طرف جانے کا اشارہ کیا اور اپنے دارالخلافے سے اس کے پاس فوج بھیجی اور وزراء کو بھی اس کے پاس بھیجا پس وہ ایک بڑی جماعت میں جنگ کے لئے گیا۔

امیر ابو مالک کا طاغیہ کے علاقے میں دور تک چلے جانا: اور طاغیہ کے علاقے میں دور تک چلا گیا اور اسے لوٹ لیا اور قیدیوں اور غنائم کے ساتھ ان کے علاقے کی نزدیکی اوچی جگہ پر چلا گیا اور وہاں پڑاؤ کر لیا اور اسے اطلاع پہنچی کہ نصاریٰ نے اس کے لئے تیاری کی ہے اور وہ اس کے تعاقب میں تیز تیز چل رہے ہیں اور سرداروں نے اسے ان کے علاقے اور اس وادی سے چلے جانے کا مشورہ دیا جو ارض اسلام اور دارالحرب کے درمیان ملحقہ سرحد تھی نیز یہ کہ وہ مسلمانوں کے شہروں میں جا کر وہاں محفوظ ہو جائے پس وہ اپنی واپسی میں لگ گیا اور اس نے شب کے پچھلے پہر آرام کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا اور وہ ایک ثابت قدم سردار تھا مگر وہ اپنی عمر کی وجہ سے جگوں میں مہارت نہیں رکھتا تھا پس نصرانیہ کی فوجوں نے ان کے

سوار ہونے یا واپسی کے بارے میں ان سے گفتگو کرنے سے قبل ہی ان کے بستر وں میں ان پر حملہ کر دیا اور امیر ابو مالک اپنے گھوڑے پر صحیح طور پر بیٹھنے سے قبل ہی زمین پر گر پڑا تو انہوں نے اسے زمین پر قتل کر دیا اور اس کی قوم کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور چھاؤنی میں ان کے اور مسلمانوں کے جو اموال تھے انہوں نے انہیں جمع کر لیا اور ایڑیوں کے بل واپس چلے گئے اور سلطان کو اپنے بیٹے کی ہلاکت کی اطلاع ملی تو وہ دردمند ہوا اور اس نے اس کے لئے رحم کی دعا کی اور راہ خدا میں اس کے مارے جانے کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے اس کے آخر کی امید کی اور خود جہاد کے لئے فوجوں کے بھیجنے اور بحری بیڑوں کے تیار کرنے میں مشغول ہو گیا۔

بحری بیڑوں کی تیاری کے لئے وزراء کی روانگی: جب سلطان کو اپنے بیٹے کے شہید ہونے کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے وزیر و وزراء کو بحری بیڑوں کی تیاری کے لئے سواحل کی طرف بھیجا اور عطیات کا دفتر کھولا اور فوجوں سے ملا اور ان کی انکسار و رجوع کو دور کیا اور اہل مغرب کو جمع کیا اور احوال جہاد میں حصہ لینے کے لئے سہد کی طرف کوچ کر گیا اور نصراہ یہ قوموں نے یہ بات سن لی تو وہ بھی دفاع کے لئے تیار ہو گئے اور طاہر نے سلطان کو گزرنے سے روکنے کے لئے اپنا بحری بیڑا آہٹائے جبرالٹر کی طرف بھیجا اور سلطان نے کنارے کی بندرگاہوں سے مسلمانوں کے بحری بیڑوں کو براہیختہ کیا اور موحدین کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنے بحری بیڑے کو اس کے پاس بھیجیں پس انہوں نے زید بن فرمون کو جو ان کی حکومت کا پروردہ تھا، بجا یہ کے بحری بیڑے کا سالار مقرر کیا اور افریقہ کے سولہ بحری بیڑوں کے ساتھ سہد آیا جن میں طرابلس، قابس، جربہ، تونس، بوت اور بنجانیہ کے بحری بیڑے شامل تھے سہد کی بندرگاہ پر سو سے زیادہ مغربین کے بحری بیڑے آئے اور سلطان نے محمد بن علی و ان کا سالار مقرر کیا جو سہد کی فتح کے دن سے اس کا حاکم تھا اور اس نے اسے آہٹائے جبرالٹر میں نصارٹی کے بحری بیڑے سے جنگ کرنے کا حکم دیا اور ان کی تعداد اور تیاری مکمل ہو گئی پس انہوں نے زہر ہیں پہنیں اور ہتھیاروں سے ایک دوسرے کی مدد کی اور نصارٹی کے بحرے بیڑے کی طرف بڑھے اور کچھ دیر ٹھہرے پھر انہوں نے بحری بیڑوں کو ایک دوسرے کے قریب کیا اور انہیں میدان کارزار کے ساتھ ملا دیا اور ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ فتح کی ہوا چلنے لگی اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کے دشمن پر کامیابی عطا فرمائی اور انہوں نے اپنے بحری بیڑوں میں ان سے میل ملاپ کیا اور انہیں تلواریں اور نیزوں سے نکلے نکلے کر دیا اور ان کے اعضاء کو سمندر میں پھینک دیا اور ان کے سالار المسلمند کو بھی قتل کر دیا اور ان کے بحری بیڑوں کو مطیع بنا کر سہد کی بندرگاہ کی طرف لے آئے اور لوگ ان کو دیکھنے کے لئے باہر نکلے اور ان کے بہت سے سرداروں کو شہر کی اطراف میں گھمایا گیا اور قیدیوں کی بیڑیاں دارالانشاء میں ترتیب سے رکھی گئیں اور بڑی فتح حاصل ہوئی اور سلطان مبارک باد کے لئے بیٹھا اور شعراء نے اس کے سامنے قصیدے پڑھے اور وہ دن بڑی عزت والا دن تھا اور احسان کرنا اللہ کا کام ہے۔

فصل

جنگ طریف اور مسلمانوں کی آزمائش

کے حالات

جب مسلمانوں نے نصاریٰ کے بحری بیڑے پر فتح پائی اور راستہ میں روکاوت کے بارے میں ان کی قوت کو توڑ دیا تو سلطان رضا کار اور تنخواہ دار غازیوں کی فوجوں کو بھیجنے میں مشغول ہو گیا اور ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک بحری بیڑوں کی ایک زنجیر بن گئی اور جب فوجوں کی روانگی مکمل ہو گئی تو وہ خود ہی کے آخر میں اپنے خواص اور اہل و عیال کے ساتھ روانہ ہوا اور طریف کے میدان میں اترا اور وہاں اس نے فوجوں کو ٹھہرا دیا اور اس کی فوج اس کے گھن میں حرکت کرنے لگی اور اس نے اس سے جنگ کا آغاز کر دیا اور سلطان اعلیٰ ابو الحجاج بن سلطان ابی الولید نے اعلیٰ کی فوج جو زناتہ کے غازیوں اور سرحدوں کے محافظوں اور صحرائی پیادوں سے تیار کی گئی تھی کے ساتھ اس سے ملاقات کی پس انہوں نے اس کے پڑاؤ کے بالمقابل پڑاؤ کر لیا اور طریف کو ایک حلقہ کی طرح گھیر لیا اور ان پر کئی قسم کی جنگیں مسلط کیں اور وہاں پر آلات نصب کئے اور طاغیہ نے ایک اور بحری بیڑہ تیار کیا جس سے اس نے آبنائے جبرالٹر کو روک لیا تاکہ پڑاؤ کو ضروریات کی چیزیں نہ مل سکیں اور شہر کے محاصرہ میں ان کا قیام طویل ہو گیا اور ان کے توٹے ختم ہو گئے اور انہوں نے چار بے تلاش کئے پس کامیابی کے آثار کمزور پڑ گئے اور چھاؤنی کے حالات قحط ہو گئے۔

طاغیہ کا نصرانی قوموں کو جمع کرنا: اور طاغیہ نے نصرانی قوموں کو جمع کیا اور اشبونہ اور غرب اعلیٰ کے حاکم برتقال نے اس کی مدد کی پس وہ اپنی قوم کے ساتھ اس کے پاس آیا اور وہ اپنے نزول سے چھ ماہ بعد ان کی طرف روانہ ہوا اور جب ان کی چھاؤنی قریب آئی تو اس نے طریف کی طرف نصاریٰ کی ایک فوج بھیجی جسے اس نے وہاں چھپا رکھا تھا پس وہ چونکداروں کی غفلت کے وقت اس میں رات کو داخل ہو گئے اور رات کے آخری حصے میں انہیں ان کے متعلق علم ہو گیا تو انہوں نے اپنی کمین گاہوں سے ان پر حملہ کر دیا اور شہر میں داخل ہونے سے قبل ہی انہیں پکڑ لیا اور ان میں سے خاصی تعداد کو قتل کر دیا اور انہوں نے سلطان کے حملہ کے خوف سے اس سے بات چھپائی کہ ان کے سوا کوئی آدمی شہر میں داخل نہیں ہوا اور دوسرے دن طاغیہ اپنی فوجوں کے ساتھ روانہ ہوا اور سلطان نے مسلمانوں کے دستوں کو صف بند کیا اور انہوں نے حملہ کیا اور جب جنگ ٹھن گئی تو شہر سے پوشیدہ لشکر نکل آیا اور چھاؤنی کی طرف چلا گیا اور سلطان کے خیمے کی طرف گیا اور جو تیرا انداز اس کی حفاظت پر مقرر تھے انہوں نے فوج کو اس سے ہٹایا پس انہوں نے محافظوں کو قتل کر دیا پھر عورتوں نے اُسے اپنے آپ سے ہٹایا تو انہوں نے عورتوں کو قتل کر دیا اور وہ سلطان کی پیاری لوٹھریوں عائشہ بنت ابویحییٰ بن یعقوب اور قاطمہ بنت مولانا سلطان ابویحییٰ شاہ افریقہ اور دیگر لوٹھریوں کی طرف گئے اور انہیں قتل کر دیا اور انہیں لوٹ لیا اور دیگر خیموں کو بھی لوٹ لیا اور

پڑاؤ کو آگ سے جلا دیا اور مسلمانوں کو اپنے پڑاؤ کے پیچھے جو فوج موجود تھی اس کے متعلق پتہ چل گیا تو ان کے میدان میں کھلی جگہ گئی اور وہ اپنی ایزدوں کے بل پھر گئے حالانکہ اس سے قبل ابن سلطان نے اپنی قوم اور رشتہ داروں کے ایک گروہ کے ساتھ ان سے جنگ کا پختہ ارادہ کیا تھا یہاں تک کہ وہ ان کی صفوں میں جا ملا پس انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور اسے گرفتار کر لیا اور سلطان مسلمانوں کے ایک گروہ کی طرف بھاگے ہوئے اور طاغیہ سلطان کے خیمہ میں پہنچ گیا اور اس نے عورتوں اور بچوں کے قتل کو ناپسند کیا اور اپنے بلاؤ کی طرف پلٹ آیا اور ابن الاخر غرناطہ چلا گیا اور سلطان الجزیرہ کی طرف چلا گیا پھر جبل کی طرف گیا پھر کشتی پر سوار ہو کر رات کو سہتہ چلا گیا اور اللہ نے مسلمانوں کی آزمائش کی اور ان کے ثواب میں اضافہ کیا۔

طریف سے طاغیہ کی واپسی: جب طاغیہ طریف سے واپس آیا تو اس نے اندلس میں مسلمانوں پر جرأت کی اور ان کے ننگے کی خواہش کی اور نصرانی افواج کو جمع کیا اور قلعہ بنی سعید سے جو غرناطہ کی سرحد ہے اور وہاں سے ایک دن کی مسافت ہے جنگ کی آلات اور لوگوں کو اس کے محاصرہ کے لئے جمع کیا اور اس کی خوب ناکہ بندی کی اور انہیں پیاس کی مشقت برداشت کرنی پڑی تو انہوں نے ۴۲ عیسوی میں اس کے حکم کو تسلیم کر لیا اور اللہ تعالیٰ نے طیب پر خبیث کو فتح دے دی اور وہ اپنے ملک کو واپس چلا گیا اور سلطان ابوالحسن جب سہتہ گیا تو اس نے دوبارہ غلبہ پانے کے لئے جہاد کی طرف واپس جانے کے لئے اپنے آپ کی نگرانی کی اور شہروں میں لوگوں کو جمع کرنے کے لئے آدمی بھیجے اور اس نے اپنے جرنیلوں کو بحری بیڑوں کی تیاری کے لئے سواحل کی طرف بھیجا یہاں تک کہ بحری بیڑوں کی خاصی تعداد مکمل ہو گئی پھر وہ سہتہ کے مشاہدہ کے لئے کوچ کر گیا اور اس نے اپنے وزیر عسکر بن تاحریت کے ساتھ اپنی فوجوں کو کنارے کی طرف آگے بھیجا اور وزیر کے قراہت داروں میں سے محمد بن طنجاس بن تاحریت کو الجزیرہ بیانے پر آما وہ کیا اور یحییٰ بن ابراہیم الیرنیانی جو نیابۃ وزارت کا نمائندہ تھا کے ساتھ کچھ فوج مدد کے لئے الجزیرہ بھیجی اور طاغیہ کو بھی اس کی اطلاع مل گئی تو اس نے اپنے بحری بیڑے کو تیار کیا اور اس کی مدافعت کے لئے اسے آبنائے جبرالٹر میں لے گیا اور بحری بیڑوں کی جنگ ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی آزمائش کی اور ان میں سے کچھ آدمی شہید ہو گئے اور طاغیہ کا بحری بیڑا آبنائے جبرالٹر پر حطوب ہو گیا اور مسلمانوں کی بجائے انہوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔

اشبیلیہ سے طاغیہ کی آمد: اور طاغیہ نصرانی فوجوں کے ساتھ اشبیلیہ سے آیا اور انہیں جزیرہ خضرہ میں بٹھا دیا جو مسلمانوں کے بحری بیڑوں کی بندرگاہ اور گزرگاہ کا دہانہ ہے اور اس نے اس کی پڑوسن طریف کے ساتھ اسے بھی اپنی مملکت میں شامل کرنے کی خواہش کی اور اس نے آلات کے کارنگروں کو جمع کیا اور لوگوں کو اس کے ساتھ جنگ کرنے پر متفق کیا اور اس کا طویل محاصرہ کیا اور چھاؤنی والوں نے طویل قیام کے لئے لکڑی کے گھریٹے اور سلطان ابوالحجاج اندلسی فوجوں کے ساتھ آیا اور طاغیہ کو رد کرنے کے لئے جبل اللطیع کے باہر اس کے سامنے اترا اور سلطان ابوالحسن نے سبتہ میں اپنی جگہ پر قیام کیا تاکہ اسے رات کو سواروں، مال اور بحری بیڑوں کے کارنگروں کی مدد بھیجے مگر اس بات نے انہیں کوئی فائدہ نہ دیا اور ان کا محاصرہ سخت ہو گیا اور انہیں تکلیف نے آیا اور سلطان ابوالحجاج طاغیہ کی اجازت کے بعد صلح کے بارے میں اس سے گفتگو کرنے کے لئے گیا طاغیہ نے اس سے دھوکہ کرنے کے لئے اسے یہ اجازت دی تھی اور اس نے ایک بحری بیڑے کو راستے

میں اس کی نگرانی پر لگا دیا، پس مسلمانوں نے بڑی بے جگری کے ساتھ ان سے جنگ کی اور بھوک کے پھندے کے بعد ساحل کی طرف نکل آئے اور الجزیرہ اور وہاں جو سلطان کی فوجیں تھیں ان کے حالات خراب ہو گئے اور انہوں نے شہر سے دست بردار ہونے کی شرط پر طاعیہ سے امان طلب کی تو اس نے انہیں امان دے دی اور وہ شہر سے نکل گئے تو اس نے ان سے اپنا عہد پورا کیا اور جو کچھ ان سے کھویا گیا تھا انہیں اس کا معاوضہ دے دیا اور انہیں خلعتیں دیں اور ان کو وہ کچھ دیا جس کا لوگوں میں چہ چاہا اور اپنے وزیر عسکر بن تاحضرت کو باوجود طاقت رکھنے کے مداخلت میں کو تباہی کرنے پر گرفتار کر لیا اور سلطان اس یقین پر اپنے دارالخلافہ کو واپس آ گیا کہ اللہ کا امر غالب ہو گا اور وہ دین کو سر بلند کرنے اور دوبارہ قلعہ دینے کے وعدے کو پورا کرے گا۔

عثمان بن ابی العلاء: آل عبدالحق کے شرفاء میں سے عثمان بن ابی العلاء اندلس میں زمانہ اور بڑی مجاہد خانوں کا لیڈر تھا اور اسے اندلس میں سرحدوں کی حفاظت کرنے، دشمن کی مداخلت کرنے، داؤد الحرب سے جنگ کرنے اور حاکم اندلس کے ساتھ جہاد میں حصہ لینے کی وجہ ایک خاص مقام حاصل تھا جیسا کہ ہم اس کے حالات کو مفصل بیان کریں گے اور جب سلطان ابوسعید نے اہل اندلس سے مدد مانگی تو ان میں سے جو مقام حاصل تھا اس کی وجہ سے اس نے محضرت کی اور ان پر شرط عائد کی کہ وہ جہاد کا وقت گزرنے تک اسے اپنی قیادت دے دیں مگر انہوں نے اس کی حاجت کو پورا نہ کیا اور جب عثمان بن ابی العلاء فوت ہو گیا تو اس کے بعد جہاد کے مراسم کو اس کے بیٹوں نے سنبھالا اور زور پاست میں اپنے بیٹے بھائی ابو ثابت کی طرف رجوع کرتے تھے اور غلاموں اور لا پرواہ لوگوں سے ان کی پارٹی مضبوط ہو گئی جس نے سلطان کے ہاتھ پر قبضہ کر لیا اور اکثر حالات میں وہ اس سے بے قابو ہو گئے اور اس نے اس سے برا منایا اور اس بات نے اسے سلطان ابوالحسن کے پاس جانے پر آمادہ کیا اور ابوالعلاء کے بیٹے اس کے ہاں جانے سے پریشان ہو گئے اور انہوں نے اپنے ہاتھ میں اپنی پر تہمت لگائی اور باوجود ناپسندیدگی کے اس نے انہیں جیل کے ساتھ جنگ کرنے سے بہرہ ور کیا اور جب مسلمانوں نے اس پر قبضہ کر لیا اور ابن الاحرار نے طاعیہ کی محبت سے اس کی جو مداخلت کی سو کی جیسا کہ ہم اسے بیان کر چکے ہیں۔

اور اس نے اپنے دارالخلافہ کو واپس جانے کا عزم کر لیا اور انہوں نے راستے میں اس پر حملہ کرنے کی ٹھان لی اور اس بارے میں انہوں نے اس کے غلام ابن المعلومی سے سازش کی کیونکہ اس نے اپنی دھار کی تیزی سے ان کو دور و مند کیا تھا اور ان کی جاہ و منزلت کے بارے میں ان پر تنگی وارد کی تھی، پس انہوں نے ارادہ کر لیا اور کینہ توڑی پر متفق ہو گئے اور جب انہوں نے ابوالعلاء کا میلان اس طرف پایا تو اسے قبول کرنے کو دوڑے اور محمد بن الاحرار نے انہیں چوکنا کر دیا، پس اس نے کشتیوں کو اسے راستے میں روکنے کے لئے بھیجا اور انہیں ملامت کی اور وہ اس کے گزرنے سے پہلے ہی اپنے کام کے لئے دوڑ گئے اور انہوں نے اسے قلعہ اصبطونہ سے دورے ہی پکڑ لیا اور اسے عتاب کیا تو وہ رضامندی طلب کرنے لگا اور انہوں نے اس سے سخت کلامی کی اور انہوں نے اس کے غلام عامم کو جو عطیات کے دفتر کا انچارج تھا اس پر زیادتی کرتے ہوئے اسے قتل کر دیا۔

سلطان کا قتل: اور سلطان نے اس بات سے برا منایا تو انہوں نے اسے تیر اور نیزے مار مار کر قتل کر دیا اور پڑاؤ کی طرف واپس آ گئے اور جن غلاموں کے ساتھ انہوں نے سازش کی تھی انہیں بلایا اور وہ اس کے بھائی ابوالحجاج بن یوسف بن

ابوالولید کو لائے تو انہوں نے اس کی بیعت کی اور اس کی تقدیم پر اتفاق کیا اور اس نے اسی وقت اپنے قائد ابن عزون کو بھیجا تو اس نے اس کی خاطر اس کے دار الخلافہ پر قبضہ کر لیا اور اس کا کام مکمل ہو گیا اور ان کے باپ کے غلام رضوان نے اُسے روکا اور وہ اس سے بے قابو ہو گیا اور اس کے دل میں ابوالعلاء کے بیٹوں کے متعلق کہ انہوں نے اس کے بھائی کو قتل کیا ہے کینہ بیٹھ گیا یہاں تک کہ جب سلطان ابوالحسن جہاد کی طرف گیا اور اس نے اپنی عملداری اندلس کی سرحدوں پر فوج بھیجی اور اپنے بیٹے ابومالک کو سالار مقرر کیا تو اس نے انہیں خفیہ طور پر ابوالعلاء کے بیٹوں کے بارے میں کچھ شرائط بتائیں جو اس کے باپ سلطان ابوسعید نے ان پر عائد کی تھیں۔

ابوالعلاء کے بیٹوں کی گرفتاری: پھر ابوالحجاج نے ان کو گرفتار کر لیا اور ان سب کو زمین دوز قید خانے میں بند کر دیا۔ پھر انہیں کشتیوں میں افریقہ کی بندرگاہوں کی طرف واپس بھیج دیا۔ تو اس میں مولانا سلطان ابوالحسن کے ہاں اترے اور سلطان ابوالحسن نے ان کے متعلق اسے پیغام بھیجا پس اس نے اُسے قید کر دیا پھر اس نے اپنے دروازے کے داروئے عریف کے ساتھ میمون ابن بکرون کو انہیں اس کے دار الخلافہ کی طرف واپس بھیجنے کا اشارہ کیا تو اس نے توقف کیا اور ان سے عہد شکنی کرنے سے انکار کیا اور اس کے وزیر ابو محمد بن تافراکین نے اُسے دوسرے ڈالا کہ ان کے بارے میں سلطان کا مقصد وہ نہیں جو وہ شر کے متعلق خیال کے بیٹھے ہیں اور وہ ان کے بھیجے اور ان کی پذیردور سفارش کرنے میں رغبت رکھتا ہے کہ نکلا سے اس بات کا علم ہے کہ اس کی سفارش رد نہیں ہوگی پس اس نے اس کی بات کو قبول کیا اور انہیں بکرون کے ساتھ اس کی طرف بھیج دیا اور ابو محمد بن تافراکین ان کے بارے میں سلطان کا سفارشی خط لے کر ان کے پیچھے پیچھے گیا اور جب سلطان ابوالحسن ۴۲ھ میں جہاد سے واپس آیا تو یہ اس کے پاس گئے تو اس نے ان کے سفارشی کے احترام کی وجہ سے انہیں خوش آمدید کہا اور انہیں اپنے پڑاؤ میں اتارا اور انہیں بھاری سواریوں کے لئے عہدہ گھوڑے دیے اور ان کے لئے خیمے لگوائے اور انہیں قیمتی خلعتیں اور انعامات دیے اور ان کے لئے اعلیٰ روزینے مقرر کئے اور وہ اس کے مددگاروں میں شامل ہو گئے اور جب وہ الجزیرہ کے حالات کے مشاہدہ کے لئے سہو میں اترے تو ان کے بارے میں اس کے پاس شکایت کی گئی کہ بہت سے مفسدین بغاوت کرنے اور بادشاہ پر حملہ کرنے کے بارے میں سازش کر رہے ہیں۔ پس اس نے انہیں گرفتار کر لیا اور مکنا سے انہیں قید میں ڈال دیا یہاں تک کہ اس کے اپنے بیٹے ابوعثمان کے ساتھ وہ حالات ہوئے جسے ہم بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ واللہ اعلم۔

فصل

مشرق کی طرف سلطان کے تحائف بھیجنے

اور حرمین اور قدس کی جانب اپنے تحریر کردہ

مصحف بھیجنے کے حالات

ملوک مشرق کی دوستی اور شریفانہ معاہدات کے بارے میں سلطان ابوالحسن کا ایک خاص مسلک تھا جسے اس نے اپنے اسلاف سے حاصل کیا تھا اور اس کی دیانت داری نے اسے حرید مضبوط کر دیا تھا اور جب اس نے تلمسان کے بارے میں جو فیصلہ کیا سو کیا اور مغرب اوسط پر مصلحت ہو گیا اور نواح کے باشندے اس کے رجحان کے ماتحت ہو گئے اور اس کی حکومت کا سایہ دراز ہو گیا تو اس نے اسی وقت حاکم مصر و شام محمد بن قلاوون الملک الناصر سے گفتگو کی اور اسے فتح اور حاجیوں کے راستے سے روکاؤں کے اٹھ جانے کے بارے میں بتایا اور اس نے فارس بن میمون بن ورداء کو یہ پیغام دے کر بھیجا تو وہ سلف کی محبت کے استحکام اور عطف کے جواب کے ساتھ واپس آیا۔

حرم شریف میں اپنا تحریر کردہ قرآن مجید رکھنا: اور سلطان نے پختہ ارادہ کیا کہ وہ اپنے ہاتھ کا تحریر کردہ ایک قدیم نسخہ حرم شریف کے لئے وقف کرے تاکہ اسے اللہ کی قربت حاصل ہو پس اس نے اسے نقل کروایا اور کاتبوں کو اسے سنہرا کرنے اور منقش کرنے اور قاریوں کو اس کے ضبط و تہذیب کے لئے جمع کیا یہاں تک کہ اس کا کام مکمل ہو گیا اور اس نے اس کے لئے آبنوس کی لکڑی اور ہاتھی دانت اور مندل کا ایک نہایت ہی شان دار برتن بنوایا اور سونے کے پتروں اور جواہرات و یاقوت کی لڑیوں سے اسے ڈھانپا اور اس کے لئے چڑے کا ایک مضبوط برتن بنایا جس کی کھال پر سونے کی تاروں سے لکھائی کی گئی تھی اور اس کے اوپر ریشم اور دیباچ کا غلاف تھا اور موتی غلاف بھی تھے اور اس نے اپنے خزانے سے اموال نکالے جنہیں اس نے مشرق میں جاگیریں خریدنے کے لئے مخصوص کیا تاکہ وہ قراء کے لئے وقف ہوں اور اس نے حاکم مصر و شام الملک الناصر محمد بن قلاوون کے پاس اپنی مجلس کے خواص اور اپنی حکومت کے بڑے بڑے آدمیوں مثلاً عریف بن یحییٰ امیر زغبہ اور ہر مخلص دوست سے سابق اور مقدم عطیہ بن مہلبیل بن یحییٰ جو بڑا ماموں تھا کو بھیجا اور اس نے اپنے کاتب ابوالفضل بن محمد بن ابی مدین اور اپنے دروازے کے داروغے عریف اور اپنی حکومت کے دوست عبو بن قاسم المزوار کو بھیجا اور اس نے حاکم مصر کے پاس تحائف لے جانے والے المزوار کے لئے جملہ منعقد کیا جس کا مدتوں تک لوگوں میں چرچا رہا اور مجھے گھر کے منتظمین میں سے ایک منتظم نے بتایا کہ اس میں پانچ سو بہترین گھوڑے جو سونے اور چاندی کی زینوں سے آراستہ تھے موجود تھے اور ان کی لگا میں بھی خالص سونے کی تھیں اور محتاج مغرب اور گمریلو استعمال کی چیزوں اور ہتھیاروں کے پانچ سو

سنہری بوجھ تھے اور پختہ بناوٹ کے اونی کپڑے لباس ٹوپیاں پکڑیاں اور نشان دار اور غیر نشان دار چادریں اور بہترین ریشم کے رنگ دار اور بے رنگ سادہ اور متعش کپڑے اور بلاد مصر کی سے لائے ہوئے رنگ دار چڑے جو لمط کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور مغرب کا ردی سامان اور گھریلو استعمال کی اشیاء اور مشرق میں جن کی بناوٹ کو اچھا سمجھا جاتا ہے حتیٰ کہ ان میں موتی اور یا قوت کے پھروں کا ایک پچانہ بھی تھا۔

اور اس کے باپ کی محبوبہ لوٹریوں میں سے ایک لوٹری نے اس کی رکاب میں حج کو جانے کا ارادہ کیا تو اس نے اسے اجازت دے دی اور اس کی علالت درجہ تکریم کی اور اس کے متعلق اپنے خط میں سلطان مصر کو وصیت کی اور وہ تلمسان سے روانہ ہو گئے اور انہوں نے الملک الناصر کو پیغام اور ہدیہ پہنچا دیا جسے اس نے قبول کیا اور مصر میں ان کی آمد کا روز جمعہ کا دن تھا جس کے متعلق لوگوں میں مدتوں چارہا اور راستے میں ان کی تعظیم و تکریم کی گئی یہاں تک کہ انہوں نے اپنا فرض ادا کر دیا اور جہاں پر ان کے صاحب نے انہیں قرآن کریم رکھنے کا حکم دیا تھا وہاں پر انہوں نے اسے رکھ دیا اور اس نے اپنے مغرب کے عجیب و غریب اشکال و بناوٹ کے خیموں سے سلطان کو قیمتی تحائف اور اسکندر یہ کے شان دار کپڑے جن میں سونے سے لکھا گیا تھا بھیجے اور انہیں ان کے بیچنے والے کی طرف بھیج دیا اور اس نے ان کی حد درجہ تکریم کی اور عطیات دیے اور اس عہد کے لوگوں میں اس ہدیہ کے متعلق چرچا ہوتا رہا مگر سلطان نے پہلے نسخے کے مطابق قرآن کریم کا ایک اور نسخہ لکھا اور اسے مدینہ کی قرأت پر لکھا اور اسے اپنی حکومت کے اس دور کے چند لوگوں کے ہاتھ بھیجا اور الملک الناصر اور اس کے درمیان مسلسل دوستی رہی یہاں تک کہ وہ اسے مدینہ میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے ابو الفداء اسماعیل نے امارت سنبھالی پس سلطان نے اس سے گفتگو کی اور اسے تحائف دیے اور اس سے اس کے باپ کی تعزیت کی اور اپنے کاتب اور دفتر خراج کے انچارج ابو الفضل بن عبد اللہ بن ابی مدین کو اس کے پاس بھیجا اور اس نے اپنے قاصد ہونے کے فرض کو ادا کیا اور سلطان کی بڑائی بیان کرنے اور راستے میں کمزور حاجیوں پر اس کے خرچ کرنے اور اپنے ہاتھ سے ترکی حکومت کے آدمیوں کو تحائف دینے اور جو کچھ ان کے ہاتھوں میں تھا اس سے بچنے میں وہ عجیب شان کا حامل تھا۔

اور جیسا کہ ہم بیان کریں گے پھر اس نے افریقہ پر قبضہ کرنے کے بعد قرآن کریم کا ایک اور نسخہ لکھنا شروع کیا تاکہ اسے بیت المقدس کے لئے وقف کرے مگر وہ اسے پورا نہ کر سکا اور اس کے لکھنے کی فراغت سے قبل ہی فوت ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے ان شاء اللہ۔

فصل

مغرب کے پڑوسی سوڈانیوں میں سے شاہ عالی کی خدمت میں سلطان کے تحفہ بھیجنے

کے حالات

سلطان ابوالحسن کے فخر کا ایک خاص طریق تھا جس سے وہ بڑے بڑے بادشاہوں سے مقابلہ کرتا تھا اور ہمسروں اور امصار کو تحائف دینے اور دور دراز کے نواح اور ملحقہ سرحدوں میں اپنی بھیجے میں ان کے طریق کا پابند تھا اور اس کے عہد میں مالی کا بادشاہ سوڈانیوں کے بادشاہوں میں سے سب سے بڑا تھا اور مغرب میں اس کے ملک کا پڑوسی تھا اور اس کے قبضہ کی جانب کے مقبوضات کی سرحدوں سے ایک سو مرحلہ پر جنگل میں رہتا تھا اور اس نے مغرب اوسط کے مقبوضات پر غلبہ پالیا اور لوگوں نے ابوتاشیفین کی شان اور اس کے محاصرہ کرنے اور قتل کرنے نیز سلطان کو غلبہ اور قوت کا جو نشان اور بڑبڑہ حاصل ہوا تھا کے بارے میں باتیں کیں اور اس بارے میں آفاق میں خبریں پھیل گئیں اور مالی کا سلطان غسانوہی جس کا ان کے حالات قبل ازیں ذکر ہو چکا ہے اس کے ساتھ مذاکرات کرنے کی طرف مائل ہوا پس اس نے اپنی مملکت کے باشندوں میں سے فرائقیس کو اپنے مقبوضات کے پڑوس میں رہنے والے ضہاجی ملثمین کے ایک ترجمان کے ساتھ اس کے ہاں بھیجا اور انہوں نے سلطان کے پاس جا کر اسے فتح اور غلبہ کی مبارک باد دی تو اس نے انہیں خوش آمدید کہا اور نہایت اچھی طرح رخصت کیا اور اپنے فخریہ طریق کی طرف مائل ہوا اور اس نے اپنے گھر کے ذخیرے سے مغرب کا عجیب و غریب متاع اور ہریلو استعمال کی چیزیں اور قیمتی سامان تحفہ میں دیا اور اپنی حکومت کے کچھ آدمیوں کو جن میں کاہب الدیوان ابوطالب بن محمد بن ابی مدین اور اس کا غلام عنبر انصاری شامل تھے مقرر کیا اور انہیں وہ سامان دے کر مالی کے بادشاہ غسان سلیمان کے پاس اپنے وفد کی واپسی سے قبل اس کے باپ کی فوجیدگی کے وقت بھیجا اور معقل کے صحرائی اعراب کو اشارہ کیا کہ وہ آمد و رفت کے وقت ان کے ساتھ آئیں جائیں پس معقل میں سے جارا اللہ کی اولاد کا امیر علی بن غانم تیار ہوا اور سلطان کے حکم کی اطاعت میں راستے میں ان کے ساتھ رہا اور طویل سفر اور بڑی تکلیف کے بعد یہ قافلہ جنگل میں مالی کے ملک تک دور تک چلا گیا تو اس نے انہیں خوش آمدید کہا اور ان کی عزت افزائی کی اور یہ لوگ مالی کے بڑے بڑے آدمیوں کے وفد میں جو اپنے سلطان کی تعظیم کرتے اور اس کے حق و اطاعت کو ادا کرتے تھے اپنے بھیجنے والے کی طرف واپس آ گئے اور انہوں نے اپنے بھیجنے والے کی مرضی اور حکم کے مطابق سلطان کا حق ادا کیا اور اپنا پیغام پہنچایا اور سلطان کو بادشاہوں پر ان کے تواضع کرنے کی وجہ سے بہت عزت حاصل ہو گئی۔

فصل

حاکم تونس کے ساتھ سلطان کے رشتہ داری

کرنے کے حالات

جب سلطان ابو یحییٰ کی بیٹی سلطان ابوالحسن کی محبوبہ لوٹے ہوئے کے ساتھ طریف میں اس کے خیموں میں فوت ہو گئی تو اس کے دل میں اس کا غم باقی رہ گیا کیونکہ وہ اس کی سلطنت کی عزت کرنے اور گھر کی نگرانی کرنے اور معاملات میں کامیاب ہونے اور ترقی کے اصولوں اور صحبت میں لذت بخش سے قائمہ اٹھانے کی بہت دلدلہ تھی پس اسے خیال آیا کہ وہ اس کی بہن کو اس کے عوض میں حاصل کرے اور اس کی معافی کے بارے میں اس نے اپنے ولی عریف بن یحییٰ امیر زغہ اور اپنی حکومت کی فوجوں اور فیکس کے کاتب ابوالفضل بن عبد اللہ بن ابی مدین اور اپنی مجلس کے فقیہ الفتویٰ ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان السلی اور اپنے غلام عزرائلی کو بھیجا پس وہ ۶۷۹ھ میں پہنچے اور ان کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کیا گیا اور اس نے ان کی حد درجہ مکریم کی۔

حاجب ابو عبد اللہ کی سلطان سے سازش: اور جب ابو عبد اللہ بن تافراکین نے ان کی آمد کی غرض کے بارے میں اپنے سلطان سے سازش کی اور اس نے اپنے حرم کو اطراف کے حملوں اور لوگوں کے حکم سے بچانے اور اس قسم کی دہن کی حکمت کی خاطر اس بات کے ماننے سے انکار کر دیا اور اس کا حاجب ابن تافراکین مسلسل اس کے سامنے اس کام کی اہمیت کم کرتا رہا اور اس معافی کے رد کرنے کے بارے میں اس پر سلطان ابوالحسن کے حق کی حکمت بیان کرتا رہا کیونکہ ان دونوں کے درمیان رشتہ اور دوستی کے کچھ گزشتہ عہد و بیان بھی تھے یہاں تک کہ اس نے اس کی بات مان لی اور اس کی ضرورت پوری کر دی اور اس نے یہ کام اس کے سپرد کر دیا پس ان دونوں کے درمیان رشتہ داری ہو گئی اور حاجب دہن کے سامان کی تیاری میں لگ گیا اور اسے احتیاط و حکمت سے سرانجام دیا اور جشن کیا اور اچھیوں کا قیام لبا ہوا گیا یہاں تک کہ اس نے پوری تیاری کر لی اور ربیع الاول ۷۰۹ھ میں وہ تونس سے چلے گئے اور مولانا سلطان ابو یحییٰ نے اپنے بیٹے فضل کو جو بونہ کا حاکم اور اس دہن کا حقیقی بھائی تھا اشارہ کیا کہ وہ دہن کو سلطان ابوالحسن کے پاس اس کے حق کے قیام کے لئے لے جائے اور اس نے اپنے دروازے سے موحدین کے مشائخ کو بھیجا جن کا لیڈر عبد الواحد بن محمد ابن کماز پر تھا وہ دہن کی رکاب میں اس کے پاس آئے اور سب کے سب سلطان کے پاس پہنچے اور راستے ہی میں انہیں مولانا سلطان ابو یحییٰ کی وفات کی خبر مل گئی اور جب وہ سلطان ابوالحسن کے پاس پہنچے تو اس نے ان سے تعزیت کی اور ان کی بہت عزت کی اور اس نے دہن کے بھائی فضل کے

ساتھ جو عہد کیا تھا کہ وہ اس کے باپ کی وراثت کے حصول میں مدد دے گا اسے بہت اچھی طرح پورا کیا پس وہ گھر میں اس کے ساتھ مطمئن ہو گئی یہاں تک کہ وہ سلطان کے مددگاروں میں شامل ہو کر اس کے جہنڈوں کے افریقہ چلا گیا۔ ان شاء اللہ۔

فصل

افریقہ پر سلطان کے چڑھائی کرنے اور

اس پر غالب آنے کے حالات

اگر سلطان ابویحییٰ کی دوستی اور رشتہ کا پاس نہ ہوتا تو سلطان ابوالحسن کی آنکھ افریقہ کی حکومت کی طرف اٹھی ہوئی تھی اور وہ اس کے لئے اوقات مقرر کرنے لگا اور جب اس نے رشتہ کے بارے میں اسے پیغام بھیجا اور تلمسان میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ موحدین نے اس کی مکتبی کو روک دیا ہے تو وہ منصور تلمسان سے اٹھا اور جلدی سے قاس کی طرف گیا اور عطیات کا رجسٹر کھولا اور فوج کی کمزوریوں کو دور کیا اور اس نے مغرب اقصیٰ پر اپنے پوتے منصور بن امیر ابوما لک کو امیر مقرر کیا اور حسن بن سلیمان بن تریکین کو پولیس کے مضبوط کرنے میں لگا دیا اور اسے نواح پر امیر مقرر کیا اور افریقہ پر چڑھائی کرنے کی نیت کو پوشیدہ رکھ کر تلمسان کی طرف کوچ کر گیا اور جب اسے ضرورت کی تکمیل اور زفاف کی جتنی خبر پہنچی تھی تو اس کا ارادہ ٹھٹھا پڑ گیا اور جب رجب ۷۴۷ھ میں سلطان ابویحییٰ فوت ہو گیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس نے اپنے بیٹے عمر کی امارت کے قیام اور حاجب ابو محمد بن تافراکین کے رمضان میں جانے کا کام کیا تو اس وجہ سے سلطان کے عزائم بیدار ہو گئے اور ابن تافراکین نے اسے موحدین کی حکومت میں رغبت دلائی اور اس کے پیچھے ہی خبر آ گئی کہ عمر نے اپنے بھائی احمد کو ولی عہد قبول کر لیا ہے حالانکہ وہ اپنے باپ کی تحریر کی رو سے اس کی ولی عہدی پر اور سلطان نے اپنی تحریر کی رو سے جو اسے مددگار دیے تھے وہ اس پر غالب تھا اور اس کے حاجب ابوالقاسم بن عتو نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ اس کے پاس سفیر بنا کر بھیجے تو سلطان ناراض ہو گیا اس لئے کہ عمر نے اپنے باپ کے عہد کو ضائع کیا اور اپنے بھائی کے خون کو رائیگاں کیا تھا اور ان کے بارے میں تافراکینی کا طریق اختیار کیا تھا اور اس باڑ کو توڑ دیا تھا جو اس نے اپنی تحریر کی رو سے ان پر قائم کی تھی۔

افریقہ پر چڑھائی: پس اس نے افریقہ پر چڑھائی کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا اور خالد بن حمزہ بن عمر بھی تیار ہو کر چلنے کے لئے اس کے پاس آ گیا پس اس نے عطیات کا رجسٹر کھول دیا اور لوگوں میں افریقہ کی طرف جانے کا اعلان کر دیا اور ان کی کمزوریوں کو دور کیا اور مولانا امیر ابویحییٰ کا پوتا المولیٰ ابو عبد اللہ جو بجایہ کا حاکم تھا۔ مآب کے قریب اپنے دادا کی وفات کے

بعد سلطان ابوالحسن کے پاس اپنے باپ کی سفارت لے کر اور اس سے اپنی عملداری پر قائم رہنے کا مطالبہ کرتے ہوئے آیا اور جب وہ اس سے مایوس ہو گیا اور اسے یقین ہو گیا کہ وہ خود افریقہ پر چڑھائی کرنے لگا ہے تو اس نے اس سے اپنے مقام کی طرف واپس جانے کا مطالبہ کیا تو اس نے اس کے مطالبہ کو پورا کر دیا اور وہ بجایہ کی طرف چلا گیا۔

اور جب سلطان نے ۴۹۹ھ کی عید الاضحیٰ کی رسم ادا کر لی تو اس نے اپنے بیٹے امیر ابوعثمان کو مغرب اوسط کا امیر مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ اس کے تمام امور کی نگرانی کرے اور اس کے ٹیکس جمع کرنے کا کام بھی اسے سپرد کیا اور خود افریقہ جانے کے ارادے سے کوچ کر گیا اور وہ اور صحرا کا امیر خالد بن حمزہ اپنے مددگاروں کے ساتھ چلے اور جب وہ دہران میں اترے تو وہاں اسے قسطنطینہ اور بلاد الجریڈ کا وفد ملا جس کی پیشوائی اس کا امیر جنگ اور اس کے بھائی عبدالملک کی امارت کا مددگار احمد بن مکی اور امیر توزر یحییٰ بن یملول جو امیر ابوعمر العباس ولی عہد کے خروج کے بعد توزر سے اس کے پاس آ گیا تھا اور وہیں تونس میں فوت ہو گیا تھا اور رئیس قسطنطینہ احمد بن عامر بن عابد کر رہے تھے یہ دونوں ولی عہد کی وفات کے بعد اسی طرح ان کے پاس واپس چلے آئے تھے پس یہ رؤساء اپنے ملک کے سربراہ اور وہ لوگوں کی جماعت کے ساتھ اسے دہران میں ملے اور اس کی بیعت کی اور اس کی اطاعت کا حق ادا کیا اور امیر طرابلس محمد بن ثابت ان کے ساتھ شامل نہیں ہو سکا تھا اس نے اپنی بیعت ان کے ساتھ بھیج دی تو اس نے ان کے وفد کی عزت کی اور انہیں ان کے امصار کا امیر مقرر کر دیا اور انہیں ان کی عملداریوں کی طرف بھیج دیا اور اس نے احمد بن مکی کو اپنی رکاب کے ساتھیوں اور اپنے مددگاروں میں شامل کرنے کے لئے پکڑ لیا اور جلدی جلدی چلتے لگا اور جب وہ بجایہ کے مضافات میں بنی حسن میں اترے تو وہاں اس کو امیر بسکرہ و بلاد الزاب منصور بن فضل بن حرثی اپنے اہل وطن کے ایک وفد کے ساتھ امیر زواوہ یعقوب بن علی بن احمد اور بجایہ اور قسطنطینہ کے مضافات کا صحرائی امیر طے پس وہ انہیں عزت و اکرام کے ساتھ ملا اور انہیں اپنے ساتھ شامل کر لیا اور اس نے اپنے باپ کے پروردہ قائد حموی بن یحییٰ عسکری کو اپنے آگے بھیجا اور جب اس نے بجایہ کے میدان میں پڑاؤ کر لیا تو ابو عبد اللہ اور اہل شہر نے سلطان کے خوف اور محبت سے اس کی بات نہ مانی اور اس کے ارد گرد سے منتشر ہو گئے اور ان کے مشائخ قضاء فتویٰ و شوریٰ سلطان کی مجلس میں گئے اور اس کا حاجب فارح بن سید الناس ان سے پہلے اس کے پاس پہنچ گیا اور اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اس نے اسے اس کی سوار یوں کی ملاقات کرنے باہر نکلنے کے لئے واپس بھیجا اور وہ چلا گیا اور جب اس کے جھنڈے شہر کے قریب ہوئے تو مولیٰ ابو عبد اللہ نے جلدی کی اور اسے شہر کے میدان میں ملا اور اپنے پیچھے رہنے کے بارے میں عذر کیا تو اس نے اس کا عذر قبول کیا اور عزیز بنی کی طرح اس سے حسن سلوک کیا اور سنن کے نواح میں کوسیہ کی عملداری اسے جاگیر میں دی اور تلمسان میں اس کا وظیفہ بڑھا دیا اور اسے اپنے بیٹے ابوعثمان حاکم مغرب کے ساتھ کر دیا اور اسے اس کے متعلق وصیت کی اور وہ بجایہ میں داخل ہوا تو اس نے ان سے بے انصافیوں کو دور کیا اور ٹیکس کا چوتھائی حصہ انہیں معاف کر دیا اور اس کی سرحدوں کے احوال پر غور و فکر کیا اور ان کو درست کیا اور ان کے شکافوں کو پر کیا اور وزراء کے طبقہ اور اس کے نمائندوں میں سے محمد بن النوار کو اس کا امیر مقرر کیا اور اس کے ساتھ بنی مرین کے محافظ اور اپنے دروازے سے خراج کے کاتب برکات بن حسون بن الیواق کو اتارا اور خود چلنے کے لئے تیار ہو کر کوچ کر گیا اور قسطنطینہ میں اترے۔

ایوزید کی بیعت: اور قسطنطینہ کے امیر ایوزید جو مولانا سلطان ابو یحییٰ کا پوتا تھا اس نے اور اس کے دونوں بھائیوں

ابوالعباس احمد اور ابوبکری زکریا اور ان کے بقیہ بھائیوں نے اس کی بیعت کی اس کی خاطر اپنی عملداری سے دست بردار ہو گئے اور سلطان نے تلمسان کی عملداری میں سے انہیں اندرومہ دے دیا اور مولیٰ ابوزید کو اس کا امیر مقرر کیا اور اس کے فیس کے جمع کرنے میں اسے اپنے بھائیوں کے لئے نمونہ بنایا اور شہر میں داخل ہو گیا اور محمد بن عباس کو اس کا امیر مقرر کیا اور عباس بن عمر کو اپنی قوم بنی عسکر کے ساتھ اس کے پاس اتارا اور زوادہ کی جاگیروں کو واگزار کیا اور وہیں پر اس کے دور کے کعب کے سردار اور صحرا کے امیر عمر بن حمزہ نے اپنی سوار یوں کو دوڑاتے ہوئے اس سے ملاقات کی اور وہیں اس نے اسے سلطان عمر ابن مولانا سلطان ابوبکری کے اولاد مہملہل کے ساتھ جو کعب میں سے ان کے ہمسرتھے تونس سے قابس کی جانب کوچ کر جانے کی اطلاع دی اور اس نے سلطان کو مشورہ دیا کہ وہ اس کے طرابلس کی طرف جانے سے پہلے اسے روکنے کے لئے فوج بھیجے تو اس نے اس کے ساتھ اپنے قائد حمون بن یحییٰ عسکری کو بنی مرین کی فوج کے ساتھ بھیجا اور وہ سلطان ابو حفص کے قہاقب میں کوچ کر گئے اور سلطان ابوالحسن نے قسطنطنیہ میں قیام کیا اور اس کی فوجوں نے سلجوقیہ میں رکاوٹ کی اور اس نے یوسف بن مزنی کو خلعت اور سواریاں دینے کے بعد اس کی عملداری الزاب کی طرف واپس کر دیا پھر اس نے مولیٰ فضل بن مولانا سلطان ابوبکری کو اس کی عملداری بونہ کا امیر مقرر کیا اور اس کے تحلیہ انعامات اور نفیس خلعتوں سے بھر دیے اور اسے بھیج دیا پھر وہ ان کے پیچھے کوچ کر گیا اور حمون بن یحییٰ اولاد ابواللیل کے چراگاہیں تلاش کرنے والوں کے ساتھ آگے بڑھا اور وہ قابس کی جانب سے امیر ابو حفص کے ساتھ جا ملے اور انہوں نے اس پر حملہ کر دیا اور وہ اور اس کا غلام ظافر السلطان جو مصلوبی میں سے اس کی حکومت کا ذمہ دار تھا ان کے گھمسان میں اپنے گھوڑے سے گر پڑا پس انہیں گرفتار کر لیا گیا اور دونوں کو ابو حمون کے پاس لایا گیا تو اس نے رات تک ان کو قید رکھا پھر دونوں کو قتل کر دیا اور ان کے سروں کو سلطان کے پاس بھیج دیا۔

ابوالقاسم بن عتو کی گرفتاری: اور ایک جماعت قابس چلی گئی اور عبدالملک بن مکی نے امیر ابو حفص کے ساتھی اور شیخ الموحدین ابوالقاسم بن عتو اور سدو یکش کے شیخ بنی سکین صخر بن موسیٰ کو اس جماعت کے لوگوں کے ساتھ گرفتار کر لیا اور انہیں پابجولاں سلطان کے پاس بھیج دیا اور سلطان نے اپنی فوجوں کو تونس کی طرف بھیجا اور بنی عسکر میں سے اپنی بیٹی کے رشتہ دار یحییٰ بن سلیمان کو ان کا سالار مقرر کیا اور احمد بن مکی کو اس کے ساتھ بھیجا پس وہ تونس میں اتر کر ان پر قابض ہو گئے اور ابن مکی وہاں سے اپنی عملداری میں چلا گیا کیونکہ سلطان نے اسے وہاں کا امیر مقرر کیا تھا اور اس سے اسے اور اس کے خواص کو سواریاں اور خلعتیں دینے کے بعد وہاں بھیجا تھا اور سلطان ناحیہ میں اتر اور وہاں اسے قاصد امیر ابو حفص کے سر کے ساتھ ملا اور بڑی فتح حاصل ہوئی پھر وہ تونس کی طرف کوچ کر گیا اور ۸ جمادی الآخرۃ ۵۷۷ھ کو بدھ کے روز وہاں اتر اور تونس کے وفد اور اس کے شیوخ شوری اور ارباب فتویٰ نے اس سے ملاقات کی اور اس کی اطاعت اختیار کی اور خوشی خوشی واپس آ گئے پھر ہفتے کے روز اس کی فوج نے اس میں داخل ہونے کی تیاری کی اور اس نے اپنے پڑاؤ سکوم سے شہر کے دروازے تک اپنی فوج کی دو قطاریں بنائیں جو تین چار میل سے زیادہ لمبی تھیں اور بنو مرین اپنی فوجوں کے ساتھ اپنے جھنڈوں تلے اپنے مراکز کی طرف گئے اور سلطان اپنے خیمے سے سوار ہوا اور اس کے دائیں ہاتھ اس کا دوست عریف بن یحییٰ امیر زغہہ اور اس کے ساتھ ابو محمد عبداللہ بن تافراکین سوار ہوئے اور اس کے بائیں ہاتھ مولانا سلطان ابوبکری کا بھائی ابو عبداللہ محمد اور اس کے ساتھ اس کے بھائی خالد کا بیٹا امیر ابو عبداللہ سوار ہوئے یہ دونوں جب سے اس کے بھائی امیر ابو قابس نے خروج کیا تھا

قسطینہ میں اپنے بیٹوں سمیت قید تھے پس سلطان ابوالحسن نے ان کو رہا کر دیا اور وہ اس کے ساتھ تونس گئے اور وہ اس جماعت کی زینت تھے جنہیں بنی مرین کے شرفاء اور کبراء میں شمار نہ کیا جاتا تھا اور اس کے ڈکے پٹ گئے اور جھنڈے لہرا گئے اور جماعتیں صف در صف اس سے موافقت کرتی تھیں یہاں تک کہ وہ شہر تک پہنچ گیا اور زمین فوجوں سے مومیں مارنے لگیں اور ہماری سمجھ کے مطابق اس جیسا دن کبھی نہیں دیکھا گیا۔

سلطان کا محل میں داخل ہونا: اور سلطان محل میں داخل ہوا اور ابو محمد بن تافراکین کو اپنی پوشاک بطور خلعت دی اور اپنے گھوڑے کو لگام اور زین سمیت اس کے قریب کیا اور لوگوں نے اس کے سامنے میر ہو کر کھایا اور منتشر ہو گئے اور سلطان ابو محمد بن تافراکین کے ساتھ محل کے کمروں اور خلفاء کے مساکن میں داخل ہوا اور ان کا چکر لگایا اور وہاں سے متعلقہ باغات میں چلا گیا جنہیں اس الطالبیہ کہا جاتا تھا پس اس نے اس کے باغات کا چکر لگایا اور وہاں سے اپنے پڑاؤ میں آ گیا اور یحییٰ بن سلیمان کو ایک فوج کے ساتھ قصبہ تونس میں اس کی حفاظت کے لئے اتارا اور امیر ابو حفص کی جماعت اور قابس کے قیدی پابجولاں اس کے پاس پہنچے تو اس نے ابوالقاسم بن عتو اور محضر بن موسیٰ کو ان سے جنگ کرنے کے بارے میں فقہاء کے اختلافی فتاویٰ کے متعلق خاموش کرانے کے بعد انہیں جیل میں ڈال دیا اور دوسرے دن صبح کو قیردان کی طرف روانہ ہو گیا اور اس کے نواح میں چکر لگایا اور اولین کے آثار اور اقدامین کے محلات اور ضہاجہ اور عبید بن کے مٹے ہوئے کھنڈرات پر کھڑا ہوا اور علماء اور صالحین کی قبور کی زیارت کی پھر مہدیہ کی طرف چلا گیا اور ساحل سمندر پر کھڑا ہوا اور ان لوگوں کے انجام پر غور کرنے لگا جو قتل از بس زمین میں بڑی قوت و طاقت کے مالک تھے اور اس نے ان کے احوال سے عبرت حاصل کی اور راستے میں اجم کے محل اور السیتر کے پڑاؤ سے گزرا اور تونس واپس لوٹ آیا اور ماہ رمضان میں وہاں اترا اور اس نے میگزینوں کو افریقہ کی سرحدوں پر اتارا اور بنو مرین کو شہر اور مضافات جاگیر میں دیے اور موحدین کی جاگیریں عربوں کو دیں اور جہات پر عامل مقرر کئے اور محل میں قیام کیا اور حکومتوں اور مضبوط سلطنتوں پر غلبہ پانے کے بارے میں بڑی فتح حاصل ہوئی اور اس کے مقبوضات سرسبز اور سواس افسی کے درمیان سے لے کر رمدہ تک جو اندلس کے کنارے واقع ہے متصل ہو گئے۔

وَالْمَلِكُ لِلَّهِ يُوْتِيهِ مِنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ.

اور شعراء فتح کی مبارک باد دینے کے لئے اس کے پاس تونس گئے اور اس دفعہ ابوالقاسم الرموی جو نو جوان ادیبوں میں سے تھا ان سب سے آگے تھا اس نے اس کی خدمت میں مندرجہ ذیل اشعار پیش کئے۔

”جب تو بلاتا ہے تو مشرق و مغرب تجھے جواب دیتے ہیں اور مکہ اور یثرب ملاقات سے خوش ہوتے ہیں اور مصر عراق اور اس کے شام نے تجھے آواز دی کہ جلدی آؤ کہ دین کی خرابی تمہارے ہاں درست ہوتی ہے میں نے تجھے اشارہ کیا ہے اور قریب کیا ہے کہ مبارک باد دیں اور ان پر داعیان حق تیرے نام کا خطبہ دیں پس ہمارے ہر دور و نزدیک کے آدمی نے اطاعت کے لئے جلدی کی اور وہ اطاعت اطاعت الہی شمار کی جاتی ہے اور روحوں نے محبت و رغبت سے تیرا اشتیاق کیا اور تو امیدوں کے لحاظ سے قریب و دور ہوتا ہے اور روشن شہر میں تجھے لوگوں نے لبیک کہا اور تو ناصر کے افق پر دیکھ رہا تھا اور ذات التحمل سے تیرے پاس وفد آئے اور تیرے ساتھیوں نے انہیں خوش آمدید کہا اور انہوں نے بجایہ کی سرکشی کی وجہ سے دیر نہیں کی بلکہ مشکلات ہموار

ہو گئیں بجایہ نے سرکشی کی مگر جب فوجیں آ گئیں تو تو نے پہاڑوں کو لٹے دیکھا اور ان میں سے فرماں بردار اور اطاعت گزار نے جلدی کی اور ان میں سے جھگڑالو اور فسادی نے اطاعت اختیار کر لی اور تونس ایک خوف زدہ شہر تھا اور تیرے پاس آ کر محفوظ و مامون ہو گیا اور اس کے باشندے شکاری کے لئے ایک پرندے کی طرح تھے اور اس کی قوت سے وہ صاحب عز و شرف ہو گئے اور اس سے قبل تو ان کے لیڈر کی پناہ گاہ تھا اور اب تو سب کی پناہ گاہ اور بھاگنے کی جگہ ہے اور وہ سمجھتا تھا کہ زمانے نے اسے تم پر فتح دی ہے پس اس نے زندگی کو جواب دیا اور زندگی خوشحالی تھی اور اسی طرح ابن طالع کا حال ہے اگرچہ عمر میں وہ زیادہ ہے مگر تو اس کا باپ ہے اور تیرا عدل و انصاف خلفائے راشدین کی طرف منسوب ہوتا ہے اور تو نے اس کے نصیب کے ملک اور قربانی کا بھاؤ تاؤ کیا اور محراب و مرکب نے تجھے نمایاں کیا اور جب بادشاہوں کو شراب لذت دیتی ہے تو اسی لئے قرآن لکھا اور پڑھا جاتا ہے اور اگر لوگوں کی جانب سے صیوحی ملتی ہے تو ٹو چاشت کی رکعات پر مداومت کرتا ہے اور اگر وہ شام کی شراب نوشی کی تعریف کرتے ہیں تو تیری شراب شام کو مرتب ذکر پڑھتا ہے اور اگر وہ بد اخلاق ہیں اور حجاب اختیار کر گئے ہیں تو تو نہ بد اخلاق ہے اور نہ حجاب اختیار کرنے والا ہے اور خصائل نے تجھ سے بزرگی حاصل کی ہے جب زمانہ کڑوا ہو جاتا ہے تو وہ شیریں اور میٹھے ہو جاتے ہیں جس طرح قوم کے پیشوا گھر کو مضبوط بناتے ہیں تو قحطان اور عرب ان کے غر میں اضافہ کر دیتے ہیں وہ بہادروں کے ولی کو مطلع کر چھوڑتے ہیں اور عبید اور اغلب ان کے مقابلہ سے گریز کرتے ہیں وہ ایسے لوگ ہیں کہ پادشاہ ان کی پناہ میں آتے ہیں وہی بڑے اور بڑی زمین والے ہیں اور وہی بڑی سلطنت کے مالک ہیں اور ان کا گھربا ت آسمانوں کے اوپر بنا ہوا ہے اور بغداد ان کی جنگ سے حسد کرنے لگا ہے اور اختیار چاہتے ہیں کہ وہ ان کے رشتہ دار ہوں ان کے بیت الحجہ سے ستارے روشن ہو گئے ہیں اور مشرق و مغرب ان سے بڑے مرتبے والے ہو گئے ہیں حیرت ہے کہ ان کا ایک گروہ غریبہ میں ہے جسے نجی بنانے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ عرب میں جاتا ہے اور عید الحق طالب حق بن کر کھڑا ہوا ہے پس جس چیز کی طلب میں وہ کھڑا ہوتا ہے وہ اس سے ضائع نہیں ہوتی اور اس نے یعقوب کو پیچھے چھوڑا ہے جو اس کے راستے کی اقتداء کرتا ہے اور وہ اس میں غلطی نہیں کرتا اور وہ اچھا راستہ ہے اور اس نے عثمان کو پیچھے چھوڑا ہے خدا کی قسم وہ اس بات پر پختہ یقین رکھتا ہے کہ اسلام ایک راستہ ہے اور اس نے خدا کی راہ میں کئی حملے کئے ہیں اور جن چیزوں کو کفار نے بلند کیا تھا وہ برباد ہو گئی ہیں اور جب اللہ تعالیٰ نے اپنے احسان کو پورا کرنا چاہا۔ تو ہم سے اطاعت گزار اور گنہگار نے اس کی ذمہ داری لے لی۔ دین حنیف کے نشان نے تجھ سے انکار کیا کہ تار کئی حق کی کرن سے خالی ہو پس تو وہ چیز لایا ہے جسے اللہ اپنی رضامندی کے رستہ پر چلنے والے کے لئے پسند کرتا ہے اللہ کے حکم سے یہ حق کے قیام کا وقت ہے اور تیری طرف سے ایک ماہر تیرا انداز اس کی حفاظت کرتا ہے اور اللہ کے بندے تمہارے پیروکار ہو گئے ہیں اور انہیں تمہاری جانب سے مراتب و مناصب ملے ہیں اور فریب کاری سے حملہ کرنے والوں پر مصیبت آئی ہے جس نے ان کے عزائم کمزور کر دیے ہیں اور ان کے پاس ایک نگران و اعظ کھڑا ہے اور تو نے راہ خدا میں صحیح کوشش کی ہے اور کفار تیری جنگ سے خائف ہو گئے ہیں اور تو نے غارت گروں کے ہاتھ سے امت کو بچایا ہے اور یہ بہتر جہاد بلکہ واجب جہاد ہے اور دنیا دہن بن گئی ہے جسے حیرے حکم سے نافذ تقدیر لئے جاتی ہے اور ہر شہر کے لوگوں نے

تیری تمنا کی ہے اور ہر زمین تیرے ذکر سے سرسبز ہو جاتی ہے اور زمین ایک منزل ہے جس کا تو مالک ہے اور وہاں محبت کرنے والا معتمد علی فردکش ہوتا ہے تو نصف زمین پر وراثت کے ذریعے اور نصف کو حاصل کر کے مالک ہوا ہے پس وراثت اور کمائی کی سب زمین اچھی ہے اور ایک فوج پانی اور کشتیوں پر سوار ہوتی ہے اور دوسری فوج تیز رفتار پتلی کر والے گھوڑوں پر سوار ہوتی ہے اور ایک فوج عدل و انصاف اور تقویٰ کی ہے اور خدا کی قسم یہ سب سے قیمتی اور غالب فوج ہے ہر سواری سواری کو زینت دیتی ہے اور سوار سے سواری زینت حاصل کرتی ہے اور ہر نیزہ ہار یک اور فخر سے لٹنے والا ہے اور ہر کوار چک دار اور کاٹ کرنے والی ہے اور کتنے ہی کاتب ہیں جن کی لکھائی اور روایت موجود ہے اور وہ صبح کو خط لکھتے ہوئے اسے پڑھتا نہیں وہ بہادروں کے پاس سے شیر کی طرح گزرتا ہے اور شہسوار نخل گایوں کے گلہ کی طرح ہوتے ہیں اور کتنے ہی کاتب ہیں جن کی نیزہ زنی کا عربوں کی جنگوں کا ماہر انکار نہیں کرتا اور وہ کئی قسم کے عجیب سا حرا نہ کلام سے بات کرتا ہے اور مارنے والی قوم کی کھوپڑی پر مارتا ہے دیکھئے وہ اقوال میں کتنا خوش کلام ہے اور امثال میں تجربہ کار ہے اور علم و تقویٰ کی چادر کو گھسیٹتا پھرتا ہے اور اس پر داؤد کی دامن ناز کرتے ہیں اور اسے علم ایک رنگ حاصل ہے جو کئی لوگوں کا حاصل ہے اور ایسا حیرت انگیز ہے جسے ستارے سوگ بھی نہیں سکتے اسے وہ فوج جس میں دنیا کے بڑے بڑے لوگ شامل ہیں اور اس کی وجہ سے دنیا میں ہمارا پھرنا اچھا ہوا ہے اور یہی بلند شان گروہ ہے کہ جب کسی گھائی میں اترتا ہے تو حق کی طرف رخ کرتا ہے۔

اور تجھے دنیا کے ہر مقیم اور مسافر پر جو آتا جاتا ہے فضیلت حاصل ہے اور اسے عادل! رضامند اور متقی مالک اس کے بلند مناقب پڑھے اور لکھے جائیں گے تو نے ہم میں احسان کا وہ طریقہ اختیار کیا ہے جس سے تو نس دور و نزدیک کے آدمی کو برابر کر دیا ہے اور تو نے عبادت گزاروں میں سے ہوتے ہوئے انہیں بلند کر دیا ہے اور متقی تیرے قریب ہوتا ہے اور تو نے عالم ہوتے ہوئے علم کی قدر کو بلند کیا ہے پس علم اور طالبان علم کو تیری ضرورت ہے پس ہر قافل پر تیری مدد فرض ہے اور کون شخص ریت کو شمار کر سکتا ہے اور تعجب ہے کہ تو کس قدر دیتا ہے سوار یاں عطا کرتا ہے اور پسند کرتا ہے اور سمندر کو تیرے ہاتھوں سے صبح نسبت ہے اور تیرے ہاتھ ہمیشہ ہی زمین میں بادل بن کر رہیں جس سے لوگوں کا کھانا پینا خوشگوار ہو اور تو ہمیشہ ہی اپنی بزرگی کی بلند یوں پر چڑھتا رہے اور تیرا جھوٹا دشمن مصیبت زدہ اور مقتول رہے۔ تو نے اس کے ساتھ اپنی انتہائی خواہشات کو پالیا ہے پس نہ کوئی اچھا کام دشوار ہوتا ہے اور نہ مشکل ہوتا ہے۔

فصل

قیروان میں سلطان ابوالحسن کے ساتھ عربوں کے جنگ کرنے اور اس دوران میں ہونے

والے واقعات کے حالات

بنی سلیم کے یہ کعبہ افریقہ میں صحرا کے رؤساء تھے اور انہیں حکومت پر فخر حاصل تھا اور وہ اس کے آغاز سے بلکہ اس سے بھی پہلے کسی دوسرے کو نہ جانتے تھے اور جب سے مصری عرب آغاز اسلام میں حکومتوں اور سلطنتوں پر حملہ ہوئے یہ بنو سلیم مضافات اور جنگلات کی طرف چلے گئے اور اپنے صدقات بڑی مشکل سے دیتے اس وجہ سے خلفاء ان سے پریشان ہو گئے یہاں تک کہ منصور نے اپنے بیٹے مہدی کو وصیت کی کہ وہ ان میں سے کسی کی مدد نہ لے جیسا کہ طبری نے بیان کیا ہے۔ پس جب عباسی حکومت منتشر ہو گئی اور نجی موالی خودمر ہو گئے تو یہ بنو سلیم ارض نجد کے جنگل میں طاقت ور ہو گئے اور انہوں نے حرمین کے حاجیوں پر حملے کئے اور انہیں تکلیف پہنچائی اور جب اسلامی حکومت عباسیوں اور شیعوں میں ختم ہو گئی اور انہوں نے قاہرہ کی حد بندی کی تو فتح اور طاقت کے بازار گرم ہو گئے اور انہوں نے دونوں حکومتوں سے ظلم کیا اور راستوں کو بند کر دیا پھر عبیدیوں نے انہیں مغرب کے بارے میں اکسایا اور یہ ہلاکیوں کے پیچھے برقہ چلے گئے اور اس کی آبادی کو برباد کر دیا اور اس کے خلاؤں میں حکم چلایا۔

ابن غانیہ کی بغاوت: حتیٰ کہ ابن غانیہ نے موحدین کے خلاف بغاوت کی اور طرابلس اور قابس کی شرقی حدود میں کودنے لگا اور ملوک مصر و شام بنی ایوب کا غلام قراقش الغزی اس کے ساتھ مل گیا اور بنی سلیم وغیرہ عربوں کی پارٹیاں بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئیں تو انہوں نے اس کے ساتھ مل کر نواح و امصار پر حملے شروع کر دیے اور سب فتح کو ہوا دینے لگے اور جب ابن غانیہ اور قراقش فوت ہو گئے اور آل ابی حفص افریقہ میں خود مختار ہو گئی اور زواوہ امیر ابوزکریا یحییٰ بن عبدالواحد بن ابی حفص پر بھاری ہو گئے تو اس نے ان کے خلاف ان بنی سلیم سے مدد مانگی اور اس نے ان کے مسافروں کو تنگ کیا اور انہیں افریقہ میں جاگیریں دیں اور انہیں ان کی طرابلس کی جولاں گاہوں سے لے گیا اور انہیں قیروان میں اتارا اور وہاں انہیں حکومت میں ایک مقام اور اعزاز حاصل تھا اور جب بنی ابی حفص کی سلطنت میں انتشار ہوا اور کعبہ نے صحرا کی ریاست مخصوص کر لی اور ان کے شرقاء میں فساد کروادیا اور ان میں انتشار پیدا کرنے کی کوشش کی اور ان دونوں نے ایک دوسرے سے نقصان اٹھایا اور مولانا امیر ابویحییٰ اور امیر کے بھائی حمزہ بن عمر کے درمیان جھگڑا اور جنگ ہو رہی تھی جس میں پانسہ پلٹا رہتا تھا تو اس نے اس جنگ میں بنی عبدالواد کے افریقہ سے رخصت رکھے اور اس کی سرحدوں پر قبضہ کرنے کے لالچ سے ان

کے خلاف مددی اور اس کے لئے اپنی فوجوں کو لایا تھا اور بنی ابی حفص کے شرفاء کو ان سے ٹکراؤ کرنے کے لئے مقرر کرتا تھا پھر آخر میں مولا ناصر سلطان ابو بکر نے اسے مغلوب کر لیا اور مولا ناصر سلطان ابو یحییٰ کے بارے میں احمقانہ باتوں سے روک کر اور اس کے دوست اور مددگار سلطان ابو الحسن کی نکوار سے اس کے آل و عیال کے دشمن کو ہلاک کر کے اسے اطاعت کی طرف لے آیا پس اس نے اطاعت اختیار کر لی اور اس کے غلبے کی تیزی رک گئی اور اس نے بنی سلیم کو اپنے صدقات دینے پر آمادہ کیا تو انہوں نے اس کے مجبور کرنے سے صدقات دے دیے پھر حکومت کی دھوکہ بازی سے قتل ہو کر مر گیا اور اس کے بیٹوں نے امارت سنبھالی تو نہ ہی انہوں نے امور کے عواقب کو سمجھا اور نہ ہی انہیں حکومت کے ظلم سے پالا پڑا اور نہ ہی انہوں نے اپنے اسلاف کے اعتزاز کے سوا کوئی بات دیکھی اور سنی تھی پس انہیں جنگ کر کے حکومت کے قائد پر غلبہ پانے کی سوجھی اور انہوں نے اس سے جنگ کر کے اسے مغلوب کر لیا اور سلطان کی حکومت میں اس پر حملہ کیا اور ۳۲۲ھ میں اس کے گھر کے محن میں اس سے جنگ کی اور جب امیر ابن مولا ناصر سلطان ابی یحییٰ اپنے باپ کی وفات کے بعد ان پر ظلم کیا تو یہ اس کے ولی عہد کے پاس آ گئے پس وہ تونس آیا اور اس پر قبضہ کر لیا پھر اس کے بھائی امیر ابو حفص نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔

ابوالہول بن حمزہ کا قتل: اور جس روز وہ شہر میں داخل ہوا اسی روز اس نے ان کے بھائی ابوالہول بن حمزہ کو گرفتار کر لیا اور قصبہ میں اپنے گھر کے دروازے پر باندھ کر اسے قتل کر دیا اور وہاں ان کے پیچھے پڑ گیا اور وہ سلطان ابو الحسن کے پاس چلے آئے اور انہوں نے اسے افریقہ کی حکومت کے متعلق رغبت دلائی اور اس سے اس کے بارے میں مدد طلب کی اور جب سلطان نے وطن پر قبضہ کیا تو اس کے غلبے کا حال موحّدین کے غلبے کے حال سے اور صحرا پر اس کی شامی ان کی شامی سے مختلف تھی اور جب اس نے حکومت پر ان کے غلبے اور نواح و امصار میں اس نے انہیں جو بکثرت جاگیریں دی تھیں انہیں دیکھا تو اسے ناپسند کیا اور موحّدین نے جو امصار انہیں جاگیر میں دیے تھے اس کے بدلے میں انہیں مقررہ عطیات دیے اور ان کا ٹکس زیادہ کر دیا اور صحرائی رعیت نے اس کے پاس شکایت کی اور ٹکس کے عائد ہونے سے جسے وہ خفا رہتے تھے ان کے ساتھ جو بے انصافی اور ظلم ہوا تھا اس کی بھی شکایت کی تو اس نے انہیں اس سے روک دیا اور رعایا کو بھی اشارہ کیا کہ وہ انہیں اس سے روک دیں تو وہ پریشان ہو گئے اور ان کے ارادے خراب ہو گئے اور حکومت کا دباؤ ان پر بڑھ گیا تو اس کی نگرانی کرنے لگے اور ان کے ذہان اور بوادی نے بھی یہ بات سن لی اور انہوں نے بنی مرین کے خدام اور افریقہ کی سرحدوں اور ان کے شگافوں کے میگزینوں پر حملہ کر دیا اور ان کے اور سلطان اور حکومت کے درمیان ماحول تاریک ہو گیا اور مہدیہ سے واپسی کے بعد وہاں کے مشائخ کا ایک وفد تونس میں اس کے پاس آیا جن میں خالد بن حمزہ اور اس کا بھائی احمد اور خلیفہ بن عبد اللہ بن مسکین اور اس کا عم زاد خلیفہ بن بوزید جو اولاد قوس میں سے تھا شامل تھے پس سلطان نے انہیں خوش آمدید کہا اور ان کی عزت کی پھر امیر عبد الرحمن بن سلطان ابو یحییٰ نے زکریا بن المہمائی کو جو اس کے مددگاروں میں شامل تھا اس کے قریب کر دیا اور اس کے حالات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ مصر میں اپنے باپ کی وفات کے بعد ۳۳۲ھ میں مشرق سے واپس آ گیا تھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں پس اس نے جہات طرابلس میں اپنی دعوت دی اور ذباب کے اعراب نے اس کی تابعداری کی اور حاکم قابس عبد الملک بن مکی نے اس کی بیعت کی اور سلطان کی غیر حاضری میں تاحزیز دکت کو برباد کرنے کے لئے اس کے ساتھ تونس گیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور کئی روز تک اس پر قبضہ کئے رکھا اور جب اسے سلطان

کی واپسی کا علم ہوا تو وہاں سے بھاگ گیا اور تلمسان میں عبدالواحد بن المہیانی سے چٹ گیا یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن اپنی فوجوں کے ساتھ اس کے قریب آ گیا تو اس نے انہیں چھوڑ دیا اور اس کے پاس گیا اور اس نے اسے عزت کے مقام پر اتارا اور یہ اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا یہاں تک کہ اس نے تونس پر قبضہ کر لیا اور اس وفد کی آمد کے بارے میں اس کے پاس شکایت کی گئی کہ انہوں نے اس کے بعض نوکروں کے ساتھ سازش کی ہے اور اس سے اپنے ساتھ جانے کا مطالبہ کیا ہے تا کہ وہ اسے افریقہ کی امارت دے دیں اور اس نے سلطان کے پاس اس امر سے بیعت کا اظہار کیا پس انہیں محل میں حاضر کیا گیا اور حاجب علاء بن محمد بن محمود نے انہیں زجر و توبخ کی اور اس کے حکم سے انہیں جیل میں ڈال دیا گیا اور سلطان نے عطیات کا دفتر کھول دیا اور عید الفطر کی عبادت کی ادائیگی کے بعد شہر کے گوشے میں سکھ مقام پر پڑاؤ کر لیا اور میگزینوں اور فوجوں میں اطلاع بھیجی تو وہ اس کے پاس آ گئے۔

اولاد ابواللیل اور اولاد قوس کے وفد کی گرفتاری: اور اولاد ابواللیل اور اولاد قوس کو اپنے وفد کے قید ہونے اور ان کی خاطر سلطان کے پڑاؤ کرنے کی خبر ملی تو زمین باد جو اپنی وسعت کے ان پر ٹک ہو گئی اور انہوں نے موت کا معاہدہ کیا اور انہوں نے اولاد بھلیل بن قاسم بن احمد کی طرف جو ان کے ہمسرتھے پیغام بھیجا جو اپنے سلطان ابوالحسن کی وجہ سے اہل صحرا میں چلے گئے تھے اور سلطان کے مطالبہ سے فرار کرتے ہوئے افریقہ سے الگ ہو گئے تھے کیونکہ وہ ان کے دشمن کے مددگار تھے پس ابواللیل بن حمزہ اپنی جان پر کھیل کر انہیں سلطان کے خلاف خروج کرنے پر متفق کرنے کے لئے ان کے پاس گیا تو انہوں نے اس کی بات مان لی اور اس کے ساتھ چل پڑے اور بلاد الجریڈ میں توڑ مقام پر بنی کعب اور چکھ کے سب قبائل آئے اور انہوں نے آپس کے تمام خون معاف کئے اور ایک دوسرے کو ملامت کی اور موت پر بیعت کی اور انہوں نے ملک کے شرفاء میں سے امیر مقرر کرنے کے لئے آدمی تلاش کیا اور انہیں جنگ کے دلالوں نے ابی دیوس کی اولاد میں سے ایک آدمی کے متعلق بتایا جو اس وقت سے جب سے خلفائے بنی عبدالحمز میں سے بنی مرین نے مراکش پر قبضہ کیا تھا ان کا شکار تھا اور اس کے حالات میں سے یہ بھی ہے کہ اس کا باپ عثمان بن ادریس بن ابی دیوس اپنے باپ کی وفات کے وقت اندلس چلا گیا اور وہاں برشلونہ میں بنی ذباب کے شیخ مرغم بن صابر کے ساتھ رہنے لگا اور جب وہ اس کے بندھن سے آزاد ہوا تو برشلونہ سے روگردانی کرنے کے بعد ان دونوں کے درمیان معاہدہ ہوا تو وہ اس کے ساتھ وطن ذباب کو چلا گیا اور ان اس نے ان دونوں کو اس مال کے معاوضہ میں جو ان دونوں نے اپنے ذمہ لیا تھا بحری بیڑے سے مدد دی اور طرابلس کے نواح اور جبال بربر میں اترا اور وہاں اپنی دعوت دی اور ذباب کے تمام عرب اس کی دعوت کے ذمہ دار بن گئے اور اس نے طرابلس سے جنگ کی مگر اسے سر نہ کر سکا۔ پھر احمد بن ابواللیل نے جو افریقہ میں کھوب کا سردار تھا اس کی بیعت کی اور وہ اسے تونس سے آیا مگر افریقہ میں خصی دعوت کے رسوخ اور بنی عبدالحمز کی امارت کے خاتمے کی وجہ سے اس کا کام نہ بن سکا پس یہ ان کے معاملے کو بھول گیا اور یہ عثمان بن ادریس خارش سے فوت ہو گیا پھر اس کے بعد اس کا بیٹا عبدالسلام بھی فوت ہو گیا اور اس نے تین بیٹے چھوئے جن میں سب سے چھوٹا احمد تھا اور وہ ماہر کار گیر تھا اور سیر کی صحبتوں کے بعد وہ تونس چلے گئے اور انہوں نے خیال کیا کہ ان کے باپ کا حال بھلا دیا گیا ہے۔

سلطان ابویحییٰ کا انہیں گرفتار کرنا: پس سلطان ابویحییٰ نے انہیں گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا پھر انہیں ۳۳۳ھ میں

اسکندریہ کی طرف جلا وطن کر دیا اور احمد افریقہ کی طرف لوٹ آیا اور توزر میں اتر کر سلائی کا کام کر کے گزارہ کرنے لگا اور جب بنی کعب اور ان کے حلیفوں اولاد قوس اور دیگر قبائل علاق کے خیالات ہم آہنگ ہو گئے تو انہوں نے اسے بلایا اور یہ توزر سے ان کے پاس گیا تو انہوں نے اسے امیر مقرر کر لیا اور اس کے لئے کچھ خیمے آل قاخرہ لباس اور عمدہ گھوڑے جمع کئے اور اس کے لئے علامت سلطان قائم کی اور اپنے خیموں سمیت اس کے ارد گرد جمع ہو گئے اور سلطان سے جنگ کرنے کے لئے کوچ کر گئے اور جب اس نے ۳۸ھ کو عید الاضحیٰ کی عبادت ادا کر لی تو ان سے جنگ کرنے کے لئے تونس کے میدان سے کوچ کر گیا اور بڑی خوشی کے ساتھ تونس اور قیروان کے درمیان صحیر کے میدان میں ان سے ملا تو وہ اس کے آگے بھاگ اٹھے اور انہوں نے شکست کھا کر بھی بڑی بے جگری کے ساتھ اس سے جنگ کی اور اس نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے قیروان کو حاصل کر لیا اور انہوں نے دیکھا کہ اس سے بچنے کی کوئی جگہ نہیں اور انہوں نے ایک دوسرے کو جنگ پر بھڑکایا اور موت قبول کرنے پر اتفاق کیا اور سلطان کی فوج میں سے بنو عبد الواد مفر اوہ اور بنو تو جین نے ان کے ساتھ سازش کی پس وہ بنی مرین پر غالب آ گئے اور انہوں نے اس دن کی صبح کو ان سے جنگ کرنے کا وعدہ کیا تاکہ اپنے جہنڈوں کے ساتھ ان کے پاس آ جائیں اور انہوں نے سلطان کے پڑاؤ پر حملہ کر دیا اور یہ آل اور فوجی تیاری کے ساتھ ان کے پاس گیا پس میدان کارزار میں کھلبلی مچ گئی اور بہت سے لوگ ان کے پاس آ گئے اور سلطان قیروان کی طرف چلا گیا اور ۸ محرم ۳۹ھ کو اپنی فوج کے ایک دستے کے ساتھ اس میں داخل ہو گیا اور عربوں کے پچھلے دستے اس کے تعاقب میں گئے اور انہوں نے پڑاؤ کی طرف سہقت کر کے اسے لوٹ لیا اور سلطان کے خیمے میں داخل ہو گئے اور اس کے ذخیرے اور اس کی بہت سی مستورات پر قبضہ کر لیا اور قیروان کا گھیراؤ کر لیا اور ان کے خیموں نے ایک باڑھا کر اس کا گھیراؤ کر لیا اور ان کے بھیڑیے زمین کی اطراف میں شور کرنے لگے اور ہر جگہ سے جنگ کو آواز دینے والے آ گئے اور تونس میں اطلاع پہنچ گئی پس سلطان کے مددگار اور مستورات قصبہ میں محفوظ ہو گئے۔

ابن تافراکین کلان کے پاس جانا: اور سلطان کے مددگاروں میں سے ابن تافراکین قیروان سے ان کے پاس گیا تو انہوں نے اسے اپنے سلطان احمد بن ابی دبوس کی حاجت پر مقرر کر دیا اور اسے قصبہ تونس کی طرف جنگ کرنے کے لئے بھیج دیا اور وہ جلدی سے اس کی طرف گیا اور موحدین کے شیوخ اور عوام اور فوج کے قلو ط گردہ اس کے پاس آ گئے اور انہوں نے قصبہ کا محاصرہ کر لیا اور بار بار اس سے جنگ کی اور اس کے محاصرہ کے لئے منہجی نصب کی اور اس کا سلطان احمد بھی اس کے پیچھے پیچھے گیا مگر وہ اسے فتح نہ کر سکے اور وہاں ان کا کوئی کام نہ بنا اور کعب میں انتشار پیدا ہو گیا اور ایک دوسرے سے اختلاف کر کے سلطان کے پاس چلے گئے اور پے در پے اس کے پاس گئے اور قیروان سے محاصرے کی سختی دور ہو گئی اور اولاد مہملہل کے ایلچی اس کے پاس آئے اور اولاد ابواللیل بن حمزہ نے خود ان سے حسن سلوک کیا اور سلطان سے چلے جانے کا عہد کیا مگر انہوں نے اس کے عہد کو پورا نہ کیا اور سلطان نے اولاد مہملہل کے ساتھ سوسہ کی طرف جانے کے بارے میں سازش کی تو انہوں نے اس کے ساتھ معاہدہ کر لیا اور اس نے اپنے بحری بیڑے کو اس کی بندرگاہ پر جانے کا اشارہ کیا اور رات کو تیاری کر کے ان کے ساتھ نکل گیا اور سوسہ پہنچ گیا اور ابن تافراکین کو قصبہ کا محاصرہ کئے ہوئے اپنے مقام پر خبر پہنچ گئی تو وہ رات کو کشتی پر سوار ہو کر اسکندریہ آ گیا اور اس کی خبر ملنے پر ان کا سلطان ابن ابی دبوس پریشان ہو گیا۔ پس ان کی جمعیت پریشان ہو

گئی اور وہ قصبہ سے بھاگ گئے۔

تونس کی فسیلوں کی درستی: اور سلطان سوسہ سے اپنے بحری بیڑے پر سوار ہوا اور جمادی الاول کے آخر میں تونس اترا اور اس کی فسیلوں کو درست کیا اور اس کے ارد گرد خندق بنائی اور اس کی مضبوطی کے لئے ایک علامت قائم کی جو اس کے بعد بھی قائم رہی اور اس کے ذریعے اس نے اپنے دشمن کے سینے میں چوٹ لگائی اور اس نے قیروان کی مصیبت اور لغزش کو حقیر سمجھا اور اس کے گڑھے سے نکل آیا اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اولاد ابواللیل اور ان کا سلطان احمد بن ابی دبوس تونس پہنچ گئے اور انہوں نے ان سلطان کا گھیراؤ کر لیا اور اس کا خوب محاصرہ کیا اور اولاد مہملہل کی سلطان سے مخلصانہ دوستی ہو گئی تو اس نے ان پر بھروسہ کیا پھر بنو حمزہ نے سلطان کی اطاعت کے بارے میں غور و فکر کیا اور ان کا سردار عمر شعبان میں اس کے پاس آیا تو انہوں نے ان کے سلطان احمد بن ابی دبوس کو گرفتار کر لیا اور اسے اطاعت اور دوستی کے خلوص کے اظہار کے لئے سلطان کے پاس لے گئے تو اس نے ان کے رجوع کو قبول کیا اور ابن ابی دبوس کو جیل میں ڈال دیا اور عمر کے بیٹے ابوالفضل سے رشتہ داری کی اور اپنی بیٹی کا اس سے نکاح کر دیا اور اطاعت و انحراف میں ان کے حالات مختلف ہو گئے یہاں تک کہ وہ صورت ہوئی جسے ہم بیان کریں گے۔ واللہ غالب علی امرہ۔

فصل

مغربی سرحدوں کے بغاوت کرنے اور موحدین کی دعوت کی طرف ان کے رجوع کرنے کے حالات

جب مولیٰ فضل بن مولا سلطان ابویحییٰ جب کہ راستے میں اسے اپنے باپ کی وفات کی خبر مل چکی تھی اسے مدینہ اپنی سگی بہن کی شادی کے سلسلہ میں سلطان ابوالحسن کے پاس تلمسان آیا تو سلطان نے اپنے سایہ اس کے لئے وسیع کر دیا اور اس سے حسن سلوک کیا اور اس کے باپ کی حکومت کے بارے میں اس کی مدد کرنے کا وعدہ کیا اور اس کی وفات پر اس سے تعزیت لی اور سلطان افریقہ کی طرف کوچ کر گیا اور مولیٰ فضل امید رکھتا تھا کہ وہ اس کی حکومت اسے دے گا حتیٰ کہ جب سلطان نے بجایہ اور قسنطینیہ کی سرحدوں پر قبضہ کیا اور تونس کی طرف گیا تو اس نے اسے اس کے باپ کے زمانے میں اپنی مارت کے مقام بونہ پر امیر مقرر کیا تو اس نے اسے اس کی طرف پھیر دیا اور اس کی امید منقطع ہو گئی اور اس کا ضمیر خراب ہو گیا اور اس نے دل میں کینہ رکھا یہاں تک کہ قیروان کی مصیبت کا واقعہ ہوا تو وہ اپنے اسلاف کے ملک پر قبضہ کرنے کی طرف نکل ہوا اور بجایہ اور قسنطینیہ کے باشندے حکومت سے آکر دو تھے اور حکومت کے دباؤ کو بوجھ سمجھتے تھے کیونکہ وہ بادشاہ سے

مہربانی کے عادی تھے پس جب انہیں مصیبت کی خبر پہنچی تو وہ گردن لمبی کر کے بغاوت کی طرف دیکھنے لگے اور اس وقت وفود افواج کی ٹولیوں میں مغرب سے سواریاں قسطنطنیہ میں آچکی تھیں اور سلطان کے بیٹوں میں سے چھوٹا بیٹا بھی ان میں شامل تھا جسے اس نے اہل مغرب کی فوج پر افسر مقرر کیا تھا اور اسے تونس جانے کا اشارہ کیا تھا اور ان میں مغرب کے عمال بھی تھے جو سال کے سر پر اپنے ٹیکس اور حساب کے لئے آئے تھے اور اسی طرح ان میں نصاریٰ کا ایک وفد بھی تھا جسے طاغیہ بن ادفونش نے تاشیفین ابن سلطان کے ساتھ اس وقت بھیجا تھا جب اس نے اسے مصالحت کے بعد قید سے رہا کیا تھا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں وہ جنگ طریف کے وقت سے ان کے ہاں قیدی تھا اور اسے جنون کا عارضہ ہو گیا تھا اور جب سلطان اور طاغیہ کے درمیان مخلصانہ دوستی ہو گئی اور ان کے ہاں تحائف و ہدایا بڑھ گئے اور اسے سلطان کے افریقہ پر قابض ہونے کی اطلاع ملی تو اس نے اس کے بیٹے تاشیفین کو رہا کر دیا اور ان زعماء کے ساتھ مبارک باد کے لئے بھیجا اور اسی طرح ان میں مالی کے باشندوں کا بھی ایک وفد تھا جو مغرب میں سوڈان کے بادشاہ ہیں جسے ان کے بادشاہ خسا سلیمان نے سلطان افریقہ کو مبارک باد دینے کے لئے بھیجا تھا اور اسی طرح الزاب کا عامل اور امیر یوسف بن حرنی بھی ان کے ساتھ تھا جو اپنی عملداری کے ٹیکس لئے آیا تھا اسے قسطنطنیہ میں سواریوں کی اطلاع پہنچی تو وہ ان کی محبت کو ترجیح دیتا ہوا سلطان کے دروازے تک پہنچا اور یہ سب وفود قسطنطنیہ میں آئے اور سلطان کے بیٹے کے ارد گرد جمع ہو گئے۔

عوام کی بغاوت: اور جب مصیبت کی خبر پہنچی تو شہر کے عوام گردن بلند کر کے بغاوت کی طرف دیکھنے لگے اور ان کے ہاتھوں میں ٹیکس کے جو اموال اور بغاوت کے احوال تھے ان پر ان کے منہ رال چکانے لگے پس انہوں نے اس بری عادت پر ملامت کی اور ان کے مشائخ نے مولیٰ فضل ابن مولانا سلطان ابی یحییٰ کے ساتھ بونہ میں سازش کی اور اس نے اپنی عملداری کی بغاوت اور اپنی دعوت کے بارے میں نقاب کشائی کی تو انہوں نے امارت کے متعلق اس سے گفتگو کی اور اسے آنے پر آمادہ کیا پس ۱۱ جلدی سے چلا اور اس کی اطلاع سلطان کے مددگاروں نے بھی سن لی تو ابن حرنی کو اپنی جان کا خوف پیدا ہوا اور وہ اولاد یعقوب بن علی امیر زواوہ کے حملہ میں اس کے پڑاؤ کی طرف چلا گیا اور ابن سلطان اور اس کے مددگاروں نے قصبہ میں پناہ لی اور اہل شہر نے ان کے دفاع میں ان سے فریب کیا اور جب مولیٰ فضل کے جھنڈے قریب آئے تو انہوں نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں قصبہ میں روک دیا اور اس کا گھیراؤ کر لیا یہاں تک کہ انہوں نے انہیں امان دے دی اور ۱۱ اہل شہر کی عہد شکنی کے بعد یعقوب کے محلہ میں چلے گئے اور وہاں پڑاؤ کر لیا اور انہوں نے اسے لوٹ لیا اور ابن حرنی نے انہیں ہسکرہ جانے کا مشورہ دیا تا کہ ان کی سواریاں سلطان کے پاس جائیں پس وہ سب کے سب یعقوب کی پناہ میں کوچ کر گئے کیونکہ اسے اس نواح میں قوت حاصل تھی یہاں تک کہ ہسکرہ پہنچ گئے اور ابن حرنی کے ہاں فروکش ہوئے جہاں ان کی خوب پزیرائی ہوئی اور ان کے مقامات و طبقات کے مطابق جو بات انہیں فکر مند کئے ہوئے تھی اس کے بارے میں ۱۱ انہیں کافی ہو گیا یہاں تک کہ یعقوب بن علی انہیں سلطان کے پاس لے گیا اور وہ اسی سال کے رجب میں انہیں اس کے پاس لے گئے اور اہل بجایہ کو اہل قسطنطنیہ کے فعل کی اطلاع ملی تو انہوں نے بغاوت میں ان کا مقابلہ کیا اور سلطان کے مددگاروں اور عمال کے گھروں میں داخل ہو کر انہیں لوٹ لیا اور انہیں اپنے سامنے بربہ کر کے نکال دیا اور وہ مغرب چلے گئے اور انہوں نے مولیٰ فضل کو اطلاع دی اور اسے آنے کی ترغیب دی تو وہ ان کے پاس آیا اور اس نے قسطنطنیہ اور بونہ پر اپنے خواص اور اپنی حکومت کے

آدمیوں میں سے ان کو جو اس کام میں کفایت کر سکتے تھے امیر مقرر کیا اور اسی سال کے مارچ الاؤل میں بجایہ اتر اور اپنے اسلاف کی حکومت کو لوٹایا اور ان سرحدوں میں اس کی امارت منظم ہو گئی یہاں تک کہ بجایہ سے خروج کے بعد اس کے سلطان کے ساتھ وہ حالات ہوئے جنہیں ہم بیان کریں گے۔

فصل

مغرب اوسط واقصی میں اولاد سلطان کے بغاوت کرنے اور پھر مغرب کی حکومت میں ابوعثمان کے مختار ہونے کے حالات

جب امیر ابوعثمان بن سلطان کو جو تلمسان اور مغرب اوسط کا حاکم تھا، قیردان کی مصیبت کی خبر پہنچی اور اس کے باپ کی فوج کی پارٹیاں اجتماعی اور انفرادی صورت میں برہنہ حالات میں پے درپے اس کے پاس پہنچیں اور لوگوں نے قیردان میں سلطان کی وفات کی جھوٹی خبر اڑادی تو امیر ابوعثمان نے بیٹوں کو چھوڑ کر خود ہی اپنے باپ کی سلطنت کو مخصوص کرنے کے لئے مقابلہ کیا کیونکہ اسے اپنے صیانت و محنت اور قرآن کو ازبر پڑھنے کی وجہ سے اپنے باپ کے ہاں ترجیح حاصل تھی اور وہ اپنے باپ کی نگاہ میں آنکھ کی طرح تھا اور عثمان بن یحییٰ بن جرار بنی عبدالواد کے مشائخ میں سے تھا اور اولاد ہندو کس بن طاع اللہ بھی ان میں تھے اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اسے حکومت میں ایک مقام حاصل تھا سلطان نے اسے مغرب کی طرف واپس جانے کی اجازت دی تھی پس وہ اس کے مہدیہ کے پڑاؤ سے واپس آ گیا اور تلمسان کے عابدین کے زاویہ میں اتر اور وہ راست روڈ باوقار اور اپنی باتوں میں مبالغہ کرنے والا اور حوادث کے جاننے کے بارے میں انکل بچہ باتیں کرنے والا تھا اور امیر ابوعثمان اپنے باپ کی اطلاع کی طرف دیکھ رہا تھا پس اس نے اس کے معلوم کرنے کے لئے عثمان بن جرار کی پناہ لی اور اسے بلایا اور اس سے مانوس ہوا اور اس کے دل میں سلطان کے بارے میں خفاق پایا جاتا تھا اس نے سلطان کو ہلاکت کی مشکل میں پھنسانے کے لئے امیر ابوعثمان کے کان میں اپنی من مانی خواہشات ڈال دیں اور اسے خوشخبری دی کہ امارت اسے ملے گی پس اس نے یاد رکھنے والے کانوں سے اس کی باتیں سنیں اور اس کے بعد سلطان کی مصیبت کی خبر آنے پر امن جرار نے اسے گھیر لیا اور اسے حکومت پر قبضہ کرنے کے لئے اکسایا اور اسے یہ بات خوبصورت کر کے دکھائی کہ سلطان کی وفات پر یقیناً اسے دوسرے بھائیوں پر ترجیح ہوگی پھر لوگوں نے سلطان کی موت کے بارے میں جو جھوٹی خبر اڑائی تھی اس نے اسے اس کے سچا ہونے کا وہم ڈال دیا پس اسے سلطان منصور بن امیر ابو مالک کے پوتے جو مضائق مغرب اور قاس کا حاکم تھا، کے بارے میں جو خبر پہنچی کہ اس نے اس کی عملداری کو روند دیا ہے اس کے بارے میں اس نے اپنے عزم کو تیز کیا اور

یہ کہ اس نے عطیات کا دفتر کھول دیا ہے اور بنی مرین کے اپنے بلاد سے غیر حاضر ہونے اور ان کی فوجوں سے اس کے ماحول کے حال ہونے کی وجہ سے ان میں گھس گیا ہے اور اس نے سلطان کو قیردان کے گڑھے سے بچانے کے لئے فوجوں کو نمایاں کیا اور حسن بن سلیمان بن ریزیکن جو قصبہ قاس کا عامل اور نواح کا پولیس افسر تھا اس نے اس کا حال معلوم کر کے اس سے سلطان کے پاس جانے کی اجازت طلب کی تو اس نے خوشی سے اجازت دے دی اور مصادمہ اور مراکش کے نواح کے عمال کو اس کے ساتھ کر دیا تاکہ انہیں ان کے ٹیکسوں کے ساتھ سلطان کے حضور پیش کرے پس وہ امیر ابو عثمان کے پاس اس وقت پہنچا جب اس نے حملہ کرنے اور اپنی دعوت دینے کا عزم کر لیا تھا پس اس نے ان کے اموال پر قبضہ کر لیا اور سلطان کی جگہ منصورہ میں جو مال اور ذخیرہ تھا اسے نکال لیا اور اعلانیہ اپنی دعوت دی اور ربیع الاول ۷۹۷ھ میں سلطان کے محل میں اس کی جگہ پر بیعت کے لئے بیٹھا پس سرداروں نے اس کی بیعت کی اور ان کی بیعت کی تحریر کو گواہوں کے سامنے پڑھا پھر عوام نے اس کی بیعت کی اور مجلس پر خواست ہو گئی اور اس نے اپنی سلطنت کو مضبوط کیا اور اس کی حکومت کی بنیادیں استوار ہو گئیں اور وہ فوج اور آلہ کے ساتھ تیار ہو کر چلا اور قبۃ السلب میں اتر اور لوگوں نے سیر ہو کر کھایا اور منتشر ہو گئے۔

حسن بن ریزیکن کی وزارت: اور اس نے اپنی وزارت پر حسن بن ریزیکن کو مقرر کیا پھر قاس بن میمون بن وردار کو مقرر کیا اور اسے اس کا مددگار اور جانشین بنایا اور ابن حدار کو ان پر فوقیت دی اور اپنے کاتب ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن ابی عمرو کو اپنی دوستی اور خلوت کی گفتگو کے لئے مختص کر لیا اور اس کے حالات کو ہم مختصر بیان کریں گے پھر اس نے فوجیوں کے وظیفہ خواروں کا رجسٹر کھولا اور اس کے باپ کی جماعت سے جو آدمی پے در پے اس کے پاس آئے تھے انہیں مرتب کیا اور انہیں خلعتیں دیں اور ان کے عطیات انہیں دیے اور ان کی کمزوریوں کو دور کیا اور اس دوران میں کہ وہ مغرب کی طرف جانا چاہتا تھا اسے اطلاع ملی کہ وتر مار بن عریف جو سلطان کا مددگار تھا اور اس کا قلعہ دوست تھا عریف بن یحییٰ جو اپنے عہد میں زعب کا امیر تھا اور دیگر خانہ بدوشوں سے مقدم تھا وہ اس سے جنگ کا عزم کئے ہوئے ہے اور اس کے باپ کے خلاف بغاوت میں غالب آنا چاہتا ہے اور یہ کہ اس نے اپنی عرب اور مغرب اوسط کی زناہ فوجوں کے ساتھ تلمسان جانے کا قصد کیا ہے پس اس نے اپنے وزیر حسن بن سلیمان کو اس کے ساتھ جنگ کرنے پر مقرر کیا اور اسے آلہ دیا اور اسے اس کے ساتھ لے بھیڑ کرنے کے لئے بھیجا اور سوید کے ہمسری عامر میں سے جو لوگ موجود تھے انہیں اس کے ساتھ بھیجا اور وہ اپنی فوج کے ساتھ کوچ کر گیا۔

تسالہ میں جنگ: اور تسالہ میں اتر اور وتر مار نے اس سے جنگ کی تو اس کی فوج بھاگ گئی اور اس نے اپنے ہاتھ اٹھا دیے اور وزیر نے ان کی فوج کا تعاقب کیا اور ان کے اموال اور خیمات کو لوٹا اور فتح و غنائم کے ساتھ اپنے سلطان کی طرف لوٹ آیا اور امیر ابو عثمان مغرب کی طرف کوچ کر گیا اور اس نے تلمسان پر عثمان بن جرار کو امیر مقرر کیا اور اسے قصر قہیم میں اتارا یہاں تک کہ عثمان بن عبد الرحمن کے ساتھ وہ حال ہوا جسے ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں۔

وزیر حسن بن سلیمان کے متعلق چغلی: اور جب وہ وادی زیتون میں پہنچا تو وزیر حسن بن سلیمان کے متعلق چغلی کی گئی کہ وہ سلطان کا قرب حاصل کرنے اور اس کی اطاعت گزاری کے لئے تازی میں دھوکے سے اس پر حملہ کر کے قتل کرنا چاہتا ہے اور اس بارے میں اس نے مغرب کی عملداریوں کے حاکم منصور سے سازش کی ہے کیونکہ وہ اپنے دادا کی اطاعت کا

اظہار کرتا ہے پس امیر ابو عثمان کو اس کے متعلق شک پڑ گیا اور اس کے چٹل خوروں نے اس بارے میں اس کے خط سے مدد حاصل کی پس جب اس نے اسے پڑھا تو اسے گرفتار کر لیا اور شام کو اسے گلا گھونٹ کر مار دیا اور جلدی سے مغرب کی طرف گیا اور جاکم فاس منصور بن ابی مالک کو اطلاع ملی تو وہ اس سے جنگ کرنے کے لئے چلا اور دونوں فوجوں نے تازی کی جانب ابوالا جراف کی وادی میں ٹڈ بھڑکی اور منصور کے میدان کارزار میں کھلبلی مچ گئی اور اس کی فوج کو شکست ہوئی اور وہ فاس چلا گیا اور جدید شہر میں پناہ لے لی اور امیر ابو عثمان اس کے پیچھے گیا اور لوگ اپنے طبقات کے مطابق اس کی طرف اٹھ پڑے اور اس کی اطاعت اختیار کی اور اس نے ربیع الثانی ۴۹۹ھ میں جدید شہر میں اپنی فوجیں بٹھادیں اور اس کی ناکہ بندی کر دی اور لوگوں کو اس کے محاصرہ کے لئے آلات لگانے کے لئے اکٹھا کر دیا۔

اولاد ابو العلاء کی رہائی: اور اس نے جدید شہر میں آتے ہی اس کے والی کو اشارہ کیا کہ قصبہ میں اولاد ابو العلاء کے جو آدمی قید ہیں انہیں رہا کر دے اور وہ اس کے پاس چلے آئے اور جدید شہر کے محاصرہ میں اس کے ساتھ رہے اور اس کا ان کے ساتھ طویل مقابلہ ہوا یہاں تک کہ ان کے حالات خراب ہو گئے اور ان کے خیالات میں انتشار پیدا ہو گیا اور ان میں سے طاقتور لوگ اس کے پاس آ گئے اور عثمان بن اور یس بن ابی العلاء اپنے مددگاروں کے ساتھ اس کی اجازت سے اس کے پاس آ گیا تاکہ اس کے لئے سہولت پیدا کرے پس اس نے اس سے اور اس سے شہر میں بغاوت کرنے کا وعدہ کیا پس اس نے اس پر حملہ کیا اور امیر ابو عثمان نے ان پر بزور قوت قابو پالیا اور منصور بن ابی مالک نے اس کے حکم کو تسلیم کیا تو اس نے اسے قید کر دیا اور پھر اسے اس کے قید خانے میں قتل کر دیا اور دارالخلافت اور مغرب کے بقیہ مضافات پر قابض ہو گیا اور شہروں کے وفود اسے بیعت کی مبارک باد دینے آئے اور اہل سید نے سلطان کی اطاعت اور اپنے قائد عبداللہ بن علی بن سعید کی فرماں برداری سے تمسک کیا جو طبقہ وزراء میں سے تھا پھر انہوں نے اس پر حملہ کیا اور امیر ابو عثمان کو امیر مقرر کیا اور اپنے عامل کو اس کے پاس لے گئے اور ان کے لیڈر شریف ابو العباس احمد بن محمد بن رافع نے جو آل حسین میں سے ابو اشرف کے گھرانے سے تعلق رکھتا تھا بغاوت میں بڑا پارٹ ادا کیا اور یہ لوگ سسلی سے یہاں آئے تھے اور مغرب کی حکومت امیر ابو عثمان کے لئے مرتب و منظم ہو گئی اور اس کی قوم بنی مرین بھی حکومت کے لئے اس کے پاس آ گئی اور اس نے سلطان کے حق کو پورا کرنے کے لئے تونس میں اس کے ساتھ قیام کیا اور اس نے عہد شکنی اور اطاعت سے منحرف کھوپ پر حملہ کر کے اپنے باپ کا بازو توڑ دیا اور وہ غلبے کی امید میں تونس میں ٹھہر گیا اس حال میں کہ اطراف بغاوت کرتی تھیں اور خوارج نت نیا روپ اختیار کرتے تھے یہاں تک کہ وہ مایوس ہونے کے بعد مغرب کی طرف کوچ کر گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے ان شاء اللہ۔

فصل

نواح کی بغاوت اور بنی عبدالواد کے تلمسان

میں اور مفراوہ کے شلف میں اور تو جین کے

المریہ میں بغاوت کرنے کے حالات

جب قیروان میں سلطان پر مصیبت پڑی اور زمانہ کی حکومت منتشر ہو گئی اور ان کی سلطنت کی بنیادیں ہل گئیں تو تمام قوم اپنے معاملے کے پختہ کرنے اور اپنی جماعت کے حالات پر غور کرنے کے لئے اکٹھے ہوئی اور وہ سب کے سب سلطان کے باغی کعب کے پاس آ گئے تھے اور ان کے آنے سے ابے مکمل شکست ہو گئی تھی اور وہ حاجب محمد بن تافراکین کے ساتھ تونس چلے گئے تاکہ وہاں سے اپنی اپنی عملداریوں کو چلے جائیں اور ان کے شرقاء کی ایک جماعت سلطان کے مددگاروں میں شامل تھیں جس میں عثمان اور اس کے بھائی زعیم یوسف اور ابراہیم شامل تھے جو بنی عبدالواد کے سلطان عبدالرحمن بن یحییٰ بن نصر اس بن زیان کے بیٹے تھے جو تلمسان کے فتح کے موقع پر سلطان کی حکومت میں چلا آیا تھا اور اس سے انہیں الجزیرہ میں پڑاؤ کرنے کے لئے اتارا تھا پھر جب طاغیہ نے اپنی حکومت میں اسے اپنے لئے مخصوص کر لیا تو وہ واپس آ گئے اور اس کے جھنڈے تلے قیروان چلے گئے۔

اور ان میں علی بن راشد بن محمد بن مندیل بھی تھا جس کے باپ کے حالات کو ہم بیان کر چکے ہیں اور اس نے سلطان کی حکومت کی فضا میں جیم ہونے کی حالت میں پرورش پائی اور پیدائش کے وقت سے ہی حکومت کی آسائش نے اس کی کفالت کی یہاں تک کہ وہ اس کے سوا کچھ جانتا ہی نہ تھا پس بنو عبدالواد تونس میں جمع ہوئے اور انہوں نے عثمان بن عبدالرحمن کو اپنا امیر مقرر کیا کیونکہ وہ اپنے بھائیوں میں سے بڑا تھا اور انہوں نے قدیم عید گاہ کے مشرق میں جو شہر کے میدان سے سچم پر جھانکتا ہے اس کی بیعت کی اور انہوں نے لمط کے چوڑے کی ایک ڈھال اس کے لئے زمین پر رکھی اور اسے اس پر بٹھایا پھر بیعت کے لئے اس کے ہاتھ کو چومتے ہوئے جھک کر اس پر ازدحام کرنے لگے پھر ان کے بعد مفراوہ نے علی بن راشد کے پاس جا کر اس کی بیعت کر لی اور خوشی کا اظہار کیا۔

بنو عبدالواد اور مفراوہ کا معاہدہ: اور بنو عبدالواد اور مفراوہ نے دوستی اتحاد اور خونوں کے باطل کرنے پر معاہدہ کر لیا اور مغرب اوسط میں اپنے مضافات میں چلے گئے اور علی بن راشد شلف کے مضافات میں اپنی قوم کے ہاں ان کی عملداری میں اتر اور وہ اس کے امصار پر مغلوب ہو گئے اور اندلس کو فتح کر لیا اور وہاں سے سلطان کے مددگاروں اور اس کی فوج کو نکال دیا اور قاضی کو مازونہ میں صبح کا زپ کے وقت قتل کر دیا جو وہاں سلطان کی دعوت کے لئے قیام پزیر تھا پھر اسے بغاوت

کی سوجھی تو اس نے اپنی دعوت دی اور علی بن راشد اور اس کی قوم نے اسے قتل کر دیا اور بنی عبدالوادمی سے عبدالرحمن اور اس کی قوم اپنی دارالسلطنت تلمسان میں چلے گئے تو انہوں نے دیکھا کہ امیر ابو عثمان کی واپسی کے بعد عثمان بن جرار نے وہاں بغاوت کر دی ہے اور اپنی دعوت دی ہے تو لوگ اس سے ترش روئی کے ساتھ پیش آئے کیونکہ اس نے ازراہ قلم اس منصب پر قبضہ کیا تھا جو اس کے باپ کا نہ تھا اور وہ کئی دوزخ اس امید پر شہر سے چٹا رہا کہ اس کی قوم اس کے پاس آ جائے گی۔

بنو عبدالوادمی اور ان کے سلطان کی چڑھائی: پھر بنو عبدالوادمی اور ان کے سلطان نے اس پر چڑھائی کی اور اس کے ساتھ بے جگری سے جنگ کی اور بہت سے مختلف لوگوں نے اس پر حملہ کر دیا اور شہر کے دروازے ٹھٹھ کر دیے اور سلطان کی طرف چلے گئے اور اسے محل میں داخل کر دیا اور وہ جمادی الاول ۹۳۷ء میں وہاں اترا اور لوگ ایک ایک دودو کر کے اس کی مجلس کی طرف آئے اور انہوں نے اس کی عام بیعت کی پھر اس نے ابن جرار کو تلاش کیا پھر اس نے اس کی تلاش کی ترغیب دی تو اسے معلوم ہوا کہ وہ محل کے ایک گوشے میں ہے۔

ابن جرار کی موت: تو وہ اسے زمین دوز قید خانے کی طرف لایا اور اسے اس میں بند کر دیا پھر اس کی طرف پانی چھوڑ دیا تو وہ اس کی پست زمین میں غرق ہو کر فوت ہو گیا اور سلطان ابوسعید عثمان نے اپنے بھائی ابوطابت زحیم کو اپنی سلطنت میں حصہ دار بنایا اور اسے اپنی حکومت میں شریک کیا اور اسے اپنی سلطنت میں اپنا نائب بنایا اور جنگ مضافات اور صحرائے معاندہ کو اس کے سپرد کیا اور اس کے رشتہ دار یحییٰ بن داؤد بن مکن کو جو محمد بن عبد کس بن طاع اللہ کی اولاد میں سے تھا وزیر بنایا اور ان کی حکومت منظم ہو گئی اور انہوں نے اپنے مشائخ کو امیر ابو عثمان حاکم مغرب اور سلطان بنی مرین کے پاس بھیجا اور اس سے معاہدہ صلح کیا اور انہوں نے اس پر شرط عائد کی کہ وہ ان کی جانوں کا سلطان سے دفاع کرے۔

دہران پر حملہ: اور انہوں نے اپنے مضافات کی سرحد دہران پر چڑھائی کی اور وہاں پر سلطان کے مددگاروں اور اس کی فوجوں سے جنگ کی اور ان دنوں وہاں کا عامل عبداللہ بن اجانا تھا جو سلطان ابوالحسن کا پروردہ تھا یہاں تک کہ انہوں نے اس پر غلبہ پالیا اور انہوں نے دہران کے محاصرہ کے کئی ماہ بعد اسے وہاں سے اتار لیا اور الجزائر کے باشندے سلطان کی اطاعت سے وابستہ ہو گئے اور اس کی پناہ لے لی اور اس نے اپنے قائد محمد بن یحییٰ عسکری کو جو اس کے باپ کا پروردہ تھا وہاں کا امیر مقرر کر دیا اس نے اسے قیردان کی مصیبت کے بعد ان کی طرف بھیجا اور لمدیہ میں علی بن یوسف بن زیان بن محمد بن عبدالقوی اپنی دعوت دینے لگا اور اپنے اسلاف کی سلطنت طلب کرنے لگا۔

اور جبل و انشریس میں ان کی حکومت کا پہاڑ عمر بن عثمان کی اولاد اور ان کی قوم بنی حضرین کی ریاست کی وجہ سے اس سے سر نہ ہو سکا اور لمدیہ کے مضافات میں رہنے والے بنی تو جین میں سے اولاد عزیز اس کے پاس جمع ہو گئی پس انہوں نے اس کے معاملہ کو سنبھال لیا اور اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس کے اور عمر بن عثمان بن الشریس کے درمیان جنگ ہوتی رہتی تھی جس میں پانسہ پلٹتا رہتا تھا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا اور بنی تو جین کی حکومت خالصہ عمر بن عثمان کے بیٹوں کے لئے ہو گئی اور وہ سلطان کی اطاعت اور اس کی دعوت سے وابستہ تھے اور اس دوران میں وہ تونس میں مقیم تھا یہاں تک کہ اس نے

سفر کا پختہ ارادہ کر لیا اور الجزائر میں اتر آجیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

بجایہ اور قسطنطنیہ کے امرا موحدین کو

مغربی سرحدوں کے واپس ملنے کے حالات

جب امیر ابو عثمان نے اپنے باپ کی حکومت پر قبضہ کر لیا اور طرابلس میں اس کی بیعت ہوئی اور وہ حاکم بجایہ امیر ابو عبد اللہ محمد بن امیر ابی زکریا کا اس وقت سے دوست تھا جب سے سلطان نے اسے بجایہ سے اپنا حکم دے کر اس کی طرف بھیجا تھا اور اسے طرابلس میں اتارا تھا پس ساجت نے اسے آواز دی اور اس نے امارت میں اسے ترجیح دی اور اس نے اسے اس کے مقام امارت بجایہ میں امیر مقرر کر دیا اور اسے اس کے پسندیدہ ہتھیاروں اور اموال سے مدد دی اور اسے بجایہ بھیج دیا تا کہ وہ تونس میں سلطان کی راہ میں رکاوٹ بنے اور اس امیر نے اسے گارنٹی دی کہ وہ اسے اس کی طرف آنے سے روکے گا اور اس کے راستوں کو بند کر دے گا اور ابو عثمان نے اپنے بھائی کے بھائی بھائیوں کو اشارہ کیا تو امیران پر سوار ہو کر تلس آیا اور اس میں داخل ہو گیا اور بجایہ کے نواح کے ضہائی باشندے اس کے چچا امیر ابو العباس کو چھوڑ کر اس کے پاس آ گئے اور اس کے قدیم احسان اور اس کے باپ کی گزشتہ امارت کی وجہ سے ان کے معاملے کے ذمہ دار بن گئے اور جب امیر ابو عثمان مغرب کی طرف گیا تو اس کے مددگاروں میں امیر ابو یزید عبدالرحمن بن امیر ابو عبد اللہ حاکم قسطنطنیہ بھی گیا اور اس کے بھائی بھی اس کے ساتھ تھے پس ان دنوں اس نے اسے جلا وطن کرنے کے لئے نقشہ بکریا اور انہیں اپنے ساتھ ملا لیا اور جب امیر ابو عثمان نے اپنے پیچھے منصور بن ابومالک پر جہاد شہر میں غلبہ پالیا اور مغرب پر قابض ہو گیا تو اس نے سوچا کہ وہ ملوک موحدین کو ان کے علاقوں کی طرف بھیج دے اور اپنے باپ کے سینے میں ان کے مقام کو داخل کرے پس اس نے امیر ابو یزید اور اس کے بھائیوں کو بھیجا اور ان میں سلطان ابو العباس بھی شامل تھا جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے دراز کو درست کیا اور یہ پراگندگی کو منظم کیا تھا پس وہ ان کی حکومت کے وطن اور امارت کے مقام میں پہنچے اور ان کا غلام نبیل جو ان کے باپ کا ساتھی تھا بجایہ آیا اور اس کے محاصرہ میں امیر ابو عبد اللہ کے پاس چلا گیا پھر قسطنطنیہ آیا جہاں سلطان کے غلاموں میں سے ایک غلام امیر ابو العباس فضل مغلوب تھا پس جب اس نے اس کی جہات پر جھانکا اور اس کے باشندوں نے اس کے مقام کو سمجھا تو ان میں محبت کے جذبات بھڑک اٹھے اور سب نے حکومت کا ذکر کیا اور اپنے دالی پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔

نبیل کا قسطنطنیہ سے باہر اترنا اور نبیل قسطنطنیہ سے باہر اتریں حوام اس کی امارت کے اور اس کے موالی کی دعوت کی
ذمہ داری کے فریض بن گئے اور ان کے نوکروں نے ان کے چچا کے مددگاروں پر حملہ کر دیا اور انہیں نکال باہر کیا اور قائد نبیل قسطنطنیہ اور اس کے نواح پر قابض ہو گیا اور اس نے پہلے کی طرح امیر ابو یزید اور اس کے بھائیوں کی دعوت کو قائم کیا اور وہ

مغرب سے ان کی امارت کے مراکز کی طرف آئے جہاں ان کی دعوت قائم تھی اور ان کے جھنڈے اس کی اطراف میں لہرا رہے تھے پس وہ وہاں اس طرح اترے جیسے شیر اپنی کچاروں میں اور ستارے اپنے آفاق میں اترتے ہیں اور امیر ابو عبد اللہ محمد اپنے دوستوں اور مددگاروں کے ساتھ بجایہ شہر کے محاصرہ کے لئے تیار ہوا اور اس نے اپنے چچا کو شہر میں روک دیا اور کئی روز تک اس کی ناکہ بندی کیے رکھی پھر وہاں سے چلا گیا پھر اس کے محاصرہ کی جگہ پر واپس آ گیا اور شہر میں سے اس کے ایک مددگار نے اس سے سازش کی اور اس نے مختلف لوگوں میں مال اس کے پاس بھیج دیا تو انہوں نے اس سے وعدہ کیا کہ وہ رمضان ۷۴۹ھ کی ایک رات کو آباد گاؤں کے دروازے کھول دیں گے اور وہ شہر میں داخل ہو گیا اور اس کے ڈھولوں کی آواز سے فضا بھر گئی اور لوگ اپنی آرام گاہوں سے گھبرا کر اٹھے اور امیر اور اس کی قوم شہر میں داخل ہو گئی اور امیر فضل پہاڑ کی گھاٹیوں اور اس کے ان پرگنہ جات کی طرف برہنہ پا پیدل بھاگ گیا جو قصبہ میں جھانکتے ہیں اور وہاں دو پوش ہو گیا یہاں تک کہ چاشت کے وقت اس کا پتہ چلا گیا اور اسے اس کے بھتیجے کے پاس لایا گیا تو اس نے اس پر مہربانی کی اور اسے اس کے مقام امارت بوندہ تک کشتی پر سوار کرایا اور بجایہ کی حکومت خالصہ اس امیر ابو عبد اللہ کے لئے ہو گئی اور وہاں اپنے آباء کے تخت پر بیٹھا اور انہوں نے امیر ابو عثمان کو فتح تجدد دوستی موالات اور اس کے باپ کی جہات کی مدافعت کے لئے کام کرنے کے بارے میں لکھا۔

فصل

الناصر بن سلطان اور اس کے دوست عریف

بن یحییٰ کے تونس سے مغرب اوسط پر

حملہ کرنے کے حالات

جب سلطان کو مغرب کی اطراف کے بغاوت کرنے اور اس کی قوم کے شرقاء اور دوسرے لوگوں کے اس کے مضامعات پر مطلب ہونے کی اطلاع ملی اور امیر زواودہ یعقوب بن علی اپنے بچوں عمال اور وفد کے ساتھ اس کے پاس پہنچا تو اس نے تلافی امر کے لئے اپنے بیٹے الناصر کو مغرب اوسط کی طرف اپنی حکومت کے واپس لینے اور ان کے مضامعات سے خوارج کے آثار کو مٹانے کے لئے بھیجنے کے بارے میں غور و فکر کیا پس وہ یعقوب بن علی کے ساتھ اٹھا اور اس نے اپنے دوست عریف بن یحییٰ امیر زغہ کو بھی ساتھ لیا تاکہ مغرب پر غالب آنے کے لئے اس سے مدد مانگے اور اس نے اس کے آگے ایک ہراول دستہ بھیجا اور الناصر بمکرہ کی طرف گیا اور ان کے عرب اور زناتہ اور اہل و انشریس کے بنی تو جین مددگار اس کے پاس جمع ہو گئے اور تلمسان سے زعم ابو ثابت اپنی قوم بنی عبد الوادو غیرہ کے ساتھ حراحت کے لئے ان کی طرف گیا۔

وادی ورک میں جنگ: اور وادی ورک میں دونوں فوجوں نے جنگ کی اور الناصر کی فوج تتر بتر ہو گئی اور گھبرا گئی اور وہ اٹے پاؤں بکھرہ کی طرف گیا اور امیر ابو عثمان سے ملا اور اس نے اسے شاعر مقام دیا اور الناصر بکھرہ کی طرف لوٹ آیا اور اپنے مددگاروں اور اولاد مہملہل کے ساتھ اولاد ابو اللیل اور ان کے سلطان مولیٰ فضل کو تونس سے روکنے کے لئے گیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور انہیں بھی اس کے متعلق معلوم ہو گیا تو اس نے ان پر حملہ کر دیا اور یہ اس کے آگے بھاگ اٹھے یہاں تک کہ الناصر دوبارہ بکھرہ آیا اور اسے اپنا ٹھکانہ بنالیا یہاں تک کہ اپنے باپ کی وفات کے وقت اس کے پاس تونس چلا گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

سلطان ابوالحسن کے مغرب کی طرف جانے

اور مولیٰ فضل کے تونس پر متغلب ہونے

اور اس کی طرف دعوت دینے والے

واقعات کے حالات

جب مولیٰ فضل بن مولانا سلطان ابوبکری نے بجایہ کی مصیبت سے نجات پائی اور اس کے بھتیجے نے اس پر احسان کیا تو وہ اپنے مقام امارت بونہ میں چلا گیا جہاں اس سے اولاد ابو اللیل کے مشائخ ملے جنہیں بنو حمزہ بن عمر نے اس کے پاس بھیجا تھا کہ وہ اسے افریقہ کی حکومت کے لئے براہیئت کریں اور اسے اس میں رغبت دلائیں تو اس نے ان کے داعی کی بات کو قبول کیا اور وہ ۳۹۹ھ کی عید الفطر کی عبادات کی ادائیگی کے بعد حمزی سے ان کی طرف گیا اور ان کے خیموں میں اتر آیا اور انہوں نے اپنے گھوڑوں اور سواروں کو افریقہ کے مضائق میں دوڑایا اور تونس کی طرف گئے اور اس سے جنگ کی اور کئی روز تک اس کی ناکہ بندی کئے رکھی پھر اولاد مہملہل میں سے سلطان کے مددگاروں اور اس کے بیٹے الناصر نے مغرب اوسط سے پابجولاں واپس ہونے پر ان کو تونس سے روکنے کی ذمہ داری لے لی پس انہوں نے انہیں بھاگ دیا پھر اس کے محاصرہ کی جگہ پر واپس آ گئے پھر وہاں سے چلے گئے اور خالد بن حمزہ اولاد مہملہل اور اس کی قوم کے ساتھ سلطان ابوالحسن کے مددگاروں کی طرف آ گیا پس وہ طاقت ور ہو گئے اور عمر بن حمزہ اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے مشرق کی طرف گیا اور اس کا بھائی ابو اللیل مولیٰ فضل کے ساتھ صحرا کی طرف بھاگ گیا یہاں تک کہ الجریہ کے باشندے اس کی اطاعت میں شامل ہو گئے جس کا تذکرہ

ہم کریں گے ان شاء اللہ۔

سلطان کی تونس کو روانگی: اور جب سلطان قیروان سے تونس گیا تو احمد بن مکی مبارک باد دیتے ہوئے اور سرحد اور اطراف کی بغاوت اور رعیت کے فساد سے جو اسے واسطہ پڑا تھا اور تمام لوگوں کو اکٹھا کرنے اور ان کی اطاعت کو باقی رکھنے کے لئے جب اہل قطر سے اس کی حکومت جاتی رہی تو سلطان نے اس کے معاملے کا جو تذکرہ کیا اس کے بارے میں مذاکرات کرتا ہوا اس کے پاس آیا تو اس نے اسے قابس جزیہ اور الحامہ کا امیر بنادیا اور اس کے گرد و نواح کا علاقہ عبدالواحد بن سلطان زکریا بن احمد اللیبانی کو دے دیا اور اسے احمد بن مکی کے ساتھ اس کی عملداری میں بھیجا تو وہ اپنی آمد کے چند روز بعد طاعون جارف سے جزیہ میں فوت ہو گیا اور اس نے شیخ ابو القاسم بن عتو کو جسے اس نے اس کے مد مقابل محمد بن تافراکین کے فرار کے بعد اپنا مخلص دوست بنالیا تھا باوجودیکہ اس کے دل میں کینہ پوشیدہ تھا تو زرقنطہ اور بقیہ بلاد الجریہ کا امیر مقرر کر دیا پس وہ تو زرا ترا اور اہل الجریہ کو دوستی اور محبت پر متفق کیا۔

مولیٰ فضل کی تونس سے جنگ: اور جب مولیٰ ابوالعباس فضل بن تونس سے دوبارہ جنگ کی اور اولاد مہملہ کو بھاگایا اور تونس کو فتح نہ کر سکا تو وہ ۵۳۵ھ میں جزیہ کی طرف حکومت کے بارے میں حیلہ کرتے ہوئے گیا اور ابوالقاسم بن عتو سے گفتگو کی جس میں اسے اس کا عہد اور اس کے اسلاف کا عہد اور حقوق یاد کروائے تو اس نے اسے بڑا کو یاد کیا اور اس پر رقت طاری ہو گئی اور سلطان سے اسے جو عتوبت پہنچی تھی اس پر غور کیا تو اس کا پوشیدہ کینہ بھڑک اٹھا پس وہ منحرف ہو گیا اور اس نے لوگوں کو مولیٰ فضل بن مولانا سلطان ابویحییٰ کی اطاعت اختیار کرنے پر آمادہ کیا تو انہوں نے اس بات کے قبول کرنے میں جلدی کی اور تو زرقنطہ، قفصہ، قفصہ اور الحامہ کے لوگوں نے اس کی بیعت کر لی پھر اس نے ابن سکین کو اس کی اطاعت کی طرف دعوت دی تو اس نے اس کی اطاعت کر لی اور جزیہ کے باشندوں نے بھی اسی طرح اس کی بیعت کر لی اور سلطان کو مولیٰ فضل کے امصار افریقہ پر قابض ہونے کی اطلاع ملی اور یہ کہ وہ تونس پر حملہ کرنے والا ہے تو وہ فکر مند ہو گیا اور اسے اپنی حکومت کے متعلق خوف پیدا ہو گیا اور اس کے رازدار اسے دوسرے ڈالتے تھے کہ وہ مغرب کی طرف کوچ کر جائے کیونکہ اس کی حکومت کی واپسی سے ان کی آسائش واپس آ جائے گی تو اس نے ان کی بات مان لی۔

سلطان کی تونس سے روانگی: اور اس نے بحری بیڑوں کو غوراک سے بھر اور مسافروں کی کثرت اور یوں کو دور کیا اور جب وہ ۵۳۵ھ کی عید الفطر کی عبادات ادا کر چکا تو وہ موسم سرما کی شدت میں سمندر پر سوار ہو گیا اور اپنے بیٹے ابوالفضل کو اس اعتماد پر تونس کا امیر مقرر کیا کہ اس کے اور اولاد حمزہ کے درمیان رشتہ داری کا تعلق پایا جاتا ہے اور وہ اس کے مقام کی وجہ سے اسے عوام کی اذیت اور بغاوت سے بچائیں گے اور وہ تونس کی بندرگاہ سے چلا اور پانچ کو بجایہ کی بندرگاہ میں داخل ہوا اور انہیں پانی کی ضرورت محسوس ہوئی تو حاکم بجایہ نے انہیں آنے سے روکا اور اس نے اپنے بقیہ سواحل کو بھی انہیں روکنے کا اشارہ کیا پس وہ ساحل کی طرف بڑھے اور جنہوں نے ان کو پانی سے روکا ان سے جنگ کی یہاں تک کہ انہوں نے ان کو مغلوب کر لیا اور پانی پیا اور چلے گئے اس رات ہوا انہیں تیزی سے لے گئی اور ہر جگہ سے ان کے پاس موجیں آئیں اور نیاموں کے ٹوٹ جانے کے بعد سمندر نے انہیں ساحل پر پھینک دیا اور اس کے بہت سے دوست اور عوام الناس غرق ہو گئے

اور موج نے سلطان کو اس کے بعض برہنہ فوکروں کے ساتھ بلالوز وادہ کے ساحل کے قریب الجزیرہ میں پھینک دیا پس وہ رات وہاں ٹھہرے اور صبح کو ان بحری بیڑوں کو جو اس آبدی سے بچ گئے تھے ان پر حملہ کر دیا اور جب انہوں نے اسے دیکھا تو اس کے قریب ہوئے اور پھاڑوں پر سے برہیوں نے اس پر آوازے کئے اور یک دم اس کے پاس آئے اور قتل اس کے کہ مدبری اس کے پاس پہنچیں اس کے خفیہ دیکاروں نے اسے اٹھالیا اور اسے الجزائر کی طرف لے گئے پس وہ وہاں اتر اور اس کے شگاف کو درست کیا اور بحری بیڑوں کی جماعت اور اس کے دوستوں میں جو اس کے پاس آیا اس نے انہیں خلعت دیے۔

الناسر کا بسکرہ سے اس کے پاس جانا: اور اس کا بیٹا الناصر بسکرہ سے اس کے پاس گیا اور اسے بلاد البحرید میں یہ اطلاع ملی کہ مولیٰ الفضل توکس سے کوچ کر گیا پس وہ تیزی سے توکس گیا اور وہاں اپنے بیٹے اور اپنے باقی ماندہ دوستوں کے ہاں اترائیں انہوں نے اس پر غلبہ پالیا اور اہل شہر نے ان سے رابطہ کیا اور انہوں نے منی کے روز قصبہ کو گھیر لیا اور انہوں نے قصبہ کے امیر امین السلطان ابو الفضل کو ملین پر اتار لیا تو وہ ابو الملک بن حمزہ کے گھر کی طرف گیا اور اس نے اس کے مامن تک پہنچانے کے لئے اس کے ساتھ آدمی بھیجے پس وہ اپنے باپ کے پاس الجزائر چلا گیا اور بنی عبدالقوی میں سے علی بن یوسف نے جس نے لہدہ میں بغاوت کی ہوئی تھی سلطان کے پاس جانے میں جلدی کی اور اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا اور اس کی خاطر امارت چھوڑ دی اور اس نے خیال کیا کہ یہ تو صرف اس کی دعوت کا قائم کرنے والا ہے تو اس نے اس کی بات قبول کر لی اور اسے اس کی عملداری پر قائم رکھا اور اس کے سویدی، حرئی اور حبشی عرب دوست اور ان کے ہوا خواہ جو اس کے مطیع دوست و ترمار بن عریف کے پاس جمع ہو گئے تھے اس کے پاس گئے اور اسی طرح امیر مفراوہ علی بن راشد بھی اس کے پاس گیا اور اسے بنی عبدالواد نے بھیجا اور اس پر شرط عائد کی کہ جب اس کا کام مکمل ہو جائے تو وہ اپنے وطن اور عملداری پر قائم رہے تو اس نے عہد شکنی کے خوف سے اس شرط کے قبول کرنے سے انکار کیا اور بنی عبدالواد کی مدد کے لئے گیا اور حاکم تلمسان ابو سعید عثمان نے امیر ابو عثمان کو کمک کا پیغام بھیجا تو اس نے بنی مرین کی فوج اس کی طرف بھیج دی اور اس پر یحییٰ بن رحو بن تاشفین بن معلیٰ کو جو تیرہ مہینے سے تھا سالار مقرر کیا اور زعمیم ابو ثابت بنی مرین اور مفراوہ کی فوج کے ساتھ سلطان ابو الحسن سے جنگ کرنے کے لئے گیا اور سلطان الجزائر سے نکلا اور اس نے معجم میں پڑاؤ کیا اور ترمار نے بقیہ عربوں کو ان کے خمیوں میں اکٹھا کیا اور وہ وہاں ان سے ملا اور وہ سلف کی طرف کوچ کر گئے اور جب شدیونہ میں دونوں فوجوں کی جنگ ہوئی تو مفراوہ نے بے جگری سے حملہ کیا اور اس کے بیٹے الناصر نے پامردی دکھائی اور جولانی میں اسے نیزہ لگا اور وہ ہلاک ہو گیا اور سلطان کے میدان کارزار میں کھلبلی مچ گئی اور اس کا پڑاؤ اور خیمے لوٹ لئے گئے اور وہ اپنے خیام کے لٹ جانے کے بعد اپنے دوست و ترمار بن عریف اور اس کی قوم کے ساتھ بھاگ گیا پس وہ جبل و انشریس کی طرف چلے گئے پھر جبل راشد میں گئے اور لوگ ان کے تعاقب سے لوٹ آئے اور الجزائر کی طرف پلٹ گئے اور اس پر مغلط ہو گئے اور وہاں جو سلطان کے دوست تھے انہوں نے ان کو وہاں سے نکال دیا اور مغرب اوسط سے اس کی دعوت کے جملہ آثار کو مٹا دیا۔ والا مرید اللہ یوحیٰ من یشاء۔

فصل

سجلماسہ پر سلطان کے غلبہ پانے پھر وہاں سے
اپنے بیٹے کے آگے مراکش کی طرف بھاگے
اور اس پر قبضہ کرنے اور اس کے درمیان
ہونے والے واقعات کے حالات

جب شد بوند سے سلطان کی فوج تیز ہو گئی اور اس کی فوجوں میں کی ہو گئی اور اس کا بیٹا الناصر فوت ہو گیا تو وہ
اپنے دوست و ترمار کے ساتھ صحرا کی طرف نکل گیا اور اپنی قوم سوید کے غیموں اور جبل و انشریس کے سامنے ان کے اوطان
میں چلا گیا اور اس نے اپنی قوم کے موطن اور اپنے دارالخلافت مغرب کی طرف جانے کا ارادہ کیا اور اس کے ساتھ اس کا
دوست و ترمار بھی اپنی قوم کے مسافروں کے ساتھ کوچ کر گیا اور وہ جبل راشد کی طرف گئے پھر انہوں نے دور دراز کے
راستے اختیار کئے اور جنگلات کو طے کر کے صحرا میں سجلماسہ آئے اور جب انہوں نے سجلماسہ پر جھانکا اور اس کے باشندوں
نے سلطان کو دیکھا تو وہ پر دانوں کی طرح اس پر ٹوٹ پڑے اور دو شیرانیں اپنے پردوں کے پیچھے سے اس کی طرف میلان
کرتی ہوئیں اور اس کی حکومت کو ترجیح دیتی ہوئیں اس کے پاس آ گئیں اور سجلماسہ کا عامل اپنی نجات گاہ کی طرف بھاگ گیا
اور جب امیر ابو عثمان کو سجلماسہ جانے کی اطلاع ملی تو وہ اپنی فوج کے ساتھ اس کی کمزوریوں کے دور کرتے اور انہیں بے شمار
عطیات دینے کے بعد اس کی طرف کوچ کر گیا اور بنی مرین کو سلطان سے اعراض تھا اور وہ جنگوں میں ان کے امداد ترک
کرنے اور شدائد میں فرار اختیار کرنے گناہ کے باعث ان کے شر سے ڈرتا تھا اور جب وہ سفروں میں ان کے ساتھ دور جا رہا
تھا اور ان کے ساتھ ہلاکتوں کی تکالیف برداشت کر رہا تھا تو اس وجہ سے وہ اس کی مخالفت پر متعلق تھے اور جھگڑے میں اس کے
بیٹے کی خیر خواہی میں مخلص تھے جو بنی سلطان وہاں ٹھہرا اسے اطلاع ملی کہ وہ بے شمار فوجوں کے ساتھ اس کے پاس پہنچ رہے
ہیں اور اس کے دفاع کے لئے تیزی سے آرہے ہیں اور اسے اپنی حالت سے معلوم ہو گیا کہ وہ ان کے دفاع کی طاقت نہیں
رکھتا اور اس کا دوست و ترمار بھی اپنی قوم سوید کے ساتھ اسے چھوڑ کر بھاگ گیا اور اس کے حالات میں سے یہ ہے کہ عریف
بن یحییٰ امیر ابو عثمان کے پاس آیا اور اس نے اسے ان کے شرف و دوستی کی وجہ سے قابل عزت مقام دیا یہاں تک کہ اسے
اطلاع ملی کہ و ترمار سلطان کا خیر خواہ اور اس کا مددگار ہے اور اپنے چہرہ اگا ہوں کے متلاشی سمیت جس سے وہ کسی وجہ سے

معارض تھا اس کے ساتھ مغرب کو جا رہا ہے اور اس نے اُسے قسم دی کہ اگر تو نے سلطان کو نہ چھوڑا تو میں تجھ پر اور تیرے
دسیوں بیٹوں پر حملہ کروں گا اور وہ امیر ابو عثمان کے مددگاروں میں اس کے ساتھ تھا اور اس نے اُسے حکم دیا کہ وہ اُسے یہ
بات لکھ دے تو ترمار نے اپنے باپ کی رضامندی کو ترجیح دی اور اُسے معلوم ہو گیا کہ وہ مغرب کے وطن میں سلطان کو کم ہی
کفایت کرے گا پس وہ اسے چھوڑ گیا اور بسکرہ میں اپنا سفر ختم کر دیا اور وہ امیر ابو عثمان کے پاس جانے تک وہیں رہا جیسا کہ
ہم بیان کریں گے اور جب سلطان نے بھلا سر کو چھوڑ دیا تو امیر ابو عثمان اس میں داخل ہو گیا اور اس نے اس کے اطراف کو
استوار کیا اور اس کے شکافوں کو بند کیا اور بنی دنگاسن کے سردار عیاق بن عمر بن عبدالمومن کو اس کا امیر مقرر کیا اور اُسے
اطلاع ملی کہ سلطان مراکش جانے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس نے وہاں جانے کا عزم کر لیا اور اس کی قوم کے پاس پلٹ آئی تو وہ
انہیں لے کر فاس واپس آ گیا یہاں تک کہ سلطان کے ساتھ ان کے وہ واقعات ہوئے جن کو ہم بیان کریں گے۔

فصل

مراکش پر سلطان کے غالب آنے پر امیر ابو عثمان کے آگے شکست کھانے اور جبل بنتا

میں وفات پانے کے حالات

جب سلطان افسر میں امیر ابو عثمان اور بنی مرین کی فوج کے آگے بھلا سر سے بھاگا تو اس نے مراکش کا قصد کیا
اور جبال مصامہ کی وحشت ناک جگہوں کو عبور کرتا ہوا اس کی طرف گیا اور جب اس کے قریب گیا تو ہر طرف سے اہل جہات
نے اس کی اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی اور وہ ہر جلدی سے دوڑے اور مراکش کا گورنر امیر ابو عثمان سے ملا اور ٹیکس
آفیسر ابو محمد بن ابی مدین ٹیکس کے جمع شدہ مال کے ساتھ سلطان کے پاس آ گیا تو اس نے اُسے منتخب کر لیا اور اُسے کاتب بنا
لیا اور اسے اپنی علامت پر دردی اور اس نے اموال کو جمع کیا اور عطیات تقسیم کئے اور جسم کے عرب قبائل اور بقیہ مصامہ
اس کی اطاعت میں شامل ہو گئے اور مراکش میں اسے وہ حکومت ملی جس کے ساتھ اس نے اس کی سلطنت پر قابض ہونے کی
آرزو کی نیز یہ کہ فارطہ اپنی حکومت کو چھیننے والے کے ہاتھ سے واپس لے اور امیر ابو عثمان جب فاس کی طرف واپس آیا تو
اس نے اس کے میدان میں پڑاؤ کیا اور عطیات دینے اور کمزوریوں کے دور کرنے میں لگ گیا اور اس نے ٹیکس کے کاتب
یحییٰ بن حمزہ بن شعیب بن محمد بن ابی مدین کو گرفتار کر لیا اور اس پر الزام لگایا کہ وہ اس کے بھلا سر سے مراکش جانے کی وجہ سے
اس پر حملہ کرنے کے لئے بنی مرین کی مدد کر رہا ہے اور اس کا چچا ابو الجعد ٹیکس کے جو اموال لے کر سلطان کے پاس گیا تھا اس
کی وجہ سے اس کا قصہ بھڑک اٹھا اور اس کے کاتب اور قلعہ دوست ابو عبد اللہ محمد بن ابی محمد بن عمر نے اس کے متعلق چغلی کر

کے اُسے دوسو سو ڈال دیا کیونکہ ان دونوں کے درمیان حسد پایا جاتا تھا پس اس نے اُسے گرفتار کر لیا اور اُسے جلائے آلام کیا پھر اس کی زبان قطع کر دی اور وہ اس آزمائش میں ہلاک ہو گیا اور امیر ابو عثمان اور بنی مرین کی فوجیں مراکش کی طرف کوچ کر گئیں۔

امیر ابو عثمان اور سلطان کی جنگ: اور سلطان ان کے مقابلہ و محاربت کے لئے باہر نکلا اور دونوں فریق وادی الریح میں پہنچ گئے اور ہر ایک اپنے ساتھی کے وادی سے گزرنے کا انتظار کرنے لگا پھر سلطان ابو الحسن نے اسے پار کیا اور سب تیاری میں لگ گئے اور آخر صفر ۵۷۷ھ میں تامر غوست کے مقام پر فریقین کی جنگ ہوئی اور سلطان کے میدان میں کھلبلی جھج گئی اور اس کی فوج شکست کھا گئی اور بنی مرین کے بہادر اسے آٹے اور میت اور حیا کی وجہ سے اسے چھوڑ کر واپس ہو گئے اور اس کے فرار کے وقت اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی تو وہ زمین میں گر پڑا اور شہسوار اس کے ارد گرد چکر لگا رہے تھے اور ابو یزید سلیمان بن علی بن احمد امیر زواوہ اور اس کا بھائی یعقوب کے نائب نے انہیں روکا اور اس نے سلطان کے ساتھ الجزائر سے ہجرت کی تھی اور اس وقت تک اس کے مددگاروں میں شامل تھا پس اس نے اس کا دفاع کیا یہاں تک کہ وہ اس کا مددگار بن کر اس کے پیچھے چلا اور اس نے اس کے حاجب علال بن محمد کو گرفتار کر لیا اور وہ امیر ابو عثمان کے ہاتھ میں آ گیا جسے اس نے قید خانے میں ڈال دیا یہاں تک کہ اس نے اپنے باپ کی وفات کے بعد اس پر احسان کیا۔

سلطان کی جبل بنتاہ کی طرف روانگی: اور سلطان جبل بنتاہ کی طرف روانہ ہو گیا اور اس کے ساتھ ان کا سردار عبدالعزیز بن محمد بن علی بھی تھا پس وہ اس کے ہاں اترے اور اس نے اُسے پٹھانی اور اس کی قوم سے صلہ کے سردار اور معاہدہ کے جو لوگ ان کے ساتھ شامل تھے وہ اس کے پاس آئے اور انہوں نے اس کے دفاع کے بارے میں مشورہ اور معاہدہ کیا اور اس کی موت پر بیعت کی اور ابو عثمان بھی اس کے پیچھے پیچھے آیا اور مراکش میں اترے اور اس نے اپنی فوجوں کو جبل بنتاہ پر اتارا اور اس کے محاصرہ کے لئے اور اس سے جنگ کرنے کے لئے میگزین مرتب کئے اور اہل کا قیام لبا ہو گیا اور سلطان نے اپنے بیٹے سے رحم کی اپیل کی اور اپنے حاجب محمد بن ابی عمر کو بھیجا تو وہ اس کے پاس گیا اور اس نے امیر ابو عثمان کی طرف سے اچھی طرح معذرت کی اور اس سے اس کے ساتھ رضامند ہونے کا مطالبہ کیا تو وہ اس سے راضی ہو گیا اور اس نے اس کو دلی مہمانی کا پروانہ لکھ دیا اور اُسے اشارہ کیا کہ وہ اُسے مال اور چادریں بھیجے پس اس نے حاجب بن ابی عمر کو بھیجا کہ وہ ان چیزوں کو اپنے ملک کے دارالحکومت کے خزانے سے نکالے اس دوران میں سلطان بیمار ہو گیا اور اس کے مددگاروں اور خواص نے اس کا علاج کیا اور اس نے خون نکلوانے کے لئے فصد کر دئی پھر اس نے اپنی فصد سے طہارت کے لئے پانی استعمال کیا تو اُسے درم ہو گیا اور وہ چند راتوں بعد ۲۳ ربیع الثانی ۵۷۲ھ کو فوت ہو گیا اور اس کے دوستوں نے اس کے جے کو اطلاع دی جو مراکش کے میدان میں اپنے پڑاؤ میں تھا اور اسے چار پائی پر ڈال کر اس کے پاس بھیج دیا پس وہ اسے برہنہ سر برہنہ پاہو کر ملا اور اس کی چار پائی کو بوسہ دیا اور رویا اور انا اللہ وانا الیہ راجعون کہا اور اس کے دوستوں اور خواص سے راضی ہو گیا اور اپنی حکومت میں ان کا پسندیدہ مقام انہیں دیا اور اپنے باپ کو مراکش میں دفن کر دیا یہاں تک کہ اسے شالہ میں اپنے اسلاف کے مقبرہ میں لے گیا جو فاس کے راستے میں ہے اور اس نے ابو یزید بن علی بن احمد کا شان دار استقبال کیا اور اسے کثادہ جگہ پرانا اور اسے اعلیٰ انعام دیا اور اُسے خلعت اور سواریاں دیں اور فاس سے اپنی قوم کی طرف واپس آیا اور انہیں مہمان میں

سلطان ابوعنان سے ملاقات کرنے پر آمادہ کرنے لگا کیونکہ اس نے اپنے باپ کی وفات کے بعد اس کی طرف آنے کا قصد کیا تھا اور اس نے امیر ابوبہناد عبدالحریز بن محمد کا لحاظ کیا جس نے سلطان کو پناہ دی اور اس کی حفاظت میں موت کو قبول کیا تھا پس اس نے اسے اس کی قوم پر امیر مقرر کر دیا اور اپنی حکومت اور مجلس میں اعلیٰ مقام دیا اور اس کی بہت تکریم کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصل

سلطان ابوعنان کے تلمسان کی طرف جانے اور انکا دمیں بنی عبدالواد پر حملہ کرنے اور ان کے سلطان سعید کے وفات پانے کے حالات

جب سلطان ابوالحسن فوت ہو گیا اور محاصرہ کا کام ختم ہو گیا تو سلطان ابوعنان قاس کی طرف کوچ کر گیا اور اس نے اپنے باپ کے اعصاب کو لے جا کر غزوہ میں اپنے مقبرہ میں اپنے اسلاف کے ساتھ دفن کر دیا اور جلدی سے قاس کی طرف آیا اور وہاں اختیار امیر تھا اور حکومت چھڑا کرنے والے سے خالی تھی پس وہ قاس میں اتر اور اس نے بنی عبدالواد کے ہاتھوں سے اس ملک کو واپس لینے کے لئے بنی عبدالواد سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا جسے چھڑانے کے لئے وہ میلان رکھتے تھے اور جب ۳۵۳ھ کی فتح ہوئی تو اس نے عطیات دینے کا اعلان کیا اور کمزوریوں کو دور کیا اور جدیدہ شہر کے میدان میں پڑاؤ کر لیا اور فوجوں پر سوار ہوا اور تلمسان جانے کے ارادے سے کوچ کر گیا اور ابوسعید اور اس کے بھائی کو خبر ملی تو انہوں نے اپنی قوم اور اپنے بدو گاروں اور زبانیہ عربوں کے گرد ہوں کو جمع کیا اور اس سے جنگ کرنے کے لئے کوچ کر گئے اور سلطان اپنی فوجوں کے ساتھ وادی طوبہ میں اتر اور کئی روز تک فوجوں اور عربوں کو روکنے کے لئے ٹھہرا رہا پھر تیاری کے ساتھ کوچ کر گیا یہاں تک کہ انکاہ کے میدان میں اتر اور دونوں فوجیں ایک دوسرے کے سامنے آ گئیں اور چھاؤنی میں جو لوگ سب سے آگے تھے وہ بھاگ گئے اور عربوں کے پاس چلے گئے اور سلطان پوری تیاری کے ساتھ بحرقال میں کود پڑا اور جنگ سے فضا تاریک ہو گئی اور جب وہ اس کی سختی سے نکل کر ان کی طرف آیا اور ان کی صفوں میں جا گھسا تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور ہاتھ بلند کر دیے اور بنو مرین نے ان کا تعاقب کیا اور ان کے پڑاؤ پر قابض ہو گئے اور اسے لوٹ لیا اور قتل و قید سے ان کی بے گنی کر دی اور انہیں قیدی بنا کر جھکڑیاں ڈال دیں اور رات نے انہیں آ لیا اور وہ ان کے تعاقب میں ہمارے جا رہے تھے اور اس نے ان کے سلطان ابوسعید کو گرفتار کر لیا پس اسے سلطان کے پاس لایا گیا تو اس نے اس کے قید کرنے کا حکم دے دیا اور دوسرے دن بنی مرین کے ہاتھوں کو معطلی عربوں کے خیموں پر کھول دیا پس انہوں نے انہیں لوٹ لیا اور ان کے اموال کو اس

بدلے میں لوٹ لیا کہ انہوں نے اس میدان کی وسعت میں محلہ میں لوٹنے کا لالچ کیا تھا، پھر وہ تیاری کر کے تلمسان چلا گیا اور اسی سال کے ربیع الاول میں وہاں اتر اور اس کی حکومت میں اس کا قدم استوار ہو گیا اور اس نے ابو سعید کو بلا کر زبردستی کی اور حسرت پیدا کرنے کے لئے اسے اس کے مضامات دکھائے اور اس نے فقہاء اور اربابِ فتویٰ کو بلایا تو انہوں نے اس سے جنگ کرنے اور اسے قتل کرنے کا فتویٰ دیا پس اس نے اس کے بارے میں حکم الہی کو نافذ کیا اور اسے اس کے قید خانے میں قید سے نویں دن قتل کر دیا گیا اور اسے دوسروں کے لئے عبرت بنا دیا اور اس کا بھائی زعمیم ابو ثابت مشرق کی جانب چلا گیا اور اس کے حالات کو ہم بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

فصل

ابو ثابت کے حال اور وادی شلف میں بنی

مرین کے اس پر حملہ کرنے اور بجایہ میں

موحدین کے اس کو گرفتار کرنے کے حالات

جب سلطان نے انکاد میں بنی عبد الواد پر حملہ کیا اور ان کے سلطان ابو سعید کو گرفتار کیا تو اس کا بھائی ابو ثابت ایک جماعت کے ساتھ بیچ گیا اور تلمسان سے گزرا تو اس نے لن کی مستورات اور باقی مائیدہ سامان کو اٹھا لیا اور مشرق کی طرف بھاگ گیا اور بلا و مفراوہ میں شلف مقام پر اتر اور وہیں پڑاؤ کر لیا اور زمانہ کے ابو باش لوگ اس کے پاس آئے اور اس کے دل میں جنگ کرنے کا خیال آیا اور اس نے مبروثات وعدہ کیا اور سلطان نے اپنے وزیر فارس بن میمون بن دور اور کو بنی مرین کی فوجوں کے ساتھ بھیجا پس وہ جلدی سے ان کے پاس گیا اور تلمسان سے اس کے پیچھے کوچ کر گیا اور جب دونوں فریق آمنے سامنے ہوئے تو دونوں نے بڑی بے جگری سے جنگ کی اور قراع سے دریا میں گھس گئے۔

پھر بنو مرین نے بے جگری سے حملہ کیا اور نہر عبور کر کے ان کے پاس چلے گئے تو وہ منتشر ہو گئے اور انہوں نے لن کا تعاقب کیا اور انہیں قتل کر دیا اور ان کے پڑاؤ کو لوٹ لیا اور ان کے اموال اور چوپایوں اور عورتوں کو ہانک کر لے گئے اور ان کے پیچھے چلے گئے اور وزیر نے سلطان کو فتح کا خط لکھا اور ابو ثابت رات کو الجزائر سے گزرا اور مشرق کی جانب چلا گیا پس قبائل زواوہ نے ان کو روکا اور انہیں گھوڑوں سے اتار کر پیدل چلایا اور ان کے سلطان کو لوٹ لیا اور وہ ننگے پاؤں ننگے بدن گزرے اور وزیر الجزائر میں اتر اور اس پر قبضہ کر لیا اور ان سے سلطان کی بیعت کا تقاضا کیا تو انہوں نے بیعت کر لی اور وزیر لمدیہ میں اتر اور اس نے امیر ابو یحییٰ کے پوتے مولیٰ ابی عبد اللہ امیر بجایہ اور اس کے دوست و ترمار اور قلعہ دوست یعقوب بن علی کو ابو ثابت کو گرفتار کرنے کے متعلق اشارہ کیا تو انہوں نے ان کے متعلق اپنی آنکھیں تیز کر دیں اور ان کی

گھات میں بیٹھے اور بعض ملازموں کو ابوابت اور اس کے پیچھے ابی زیان بن ابی سعید اور ان کے وزیر یحییٰ بن داؤد کے متعلق اطلاع مل گئی تو انہوں نے ان کو امیر بجایہ کے پاس پہنچا دیا تو اس نے انہیں قید کر دیا اور خود لدیہ میں سلطان کی ملاقات کو چلا گیا اور انہیں اپنے ہر اقل کے ساتھ بھیجا اور آپ ان کے پیچھے آیا اور سلطان نے اس سے اعزاز و اکرام سے ملنے کے بعد اپنے لدیہ کے پڑاؤ میں اس کی خوب مہمان نوازی کی اور اس کی ملاقات کے لئے سوار ہوا اور وہ سلطان کی خاطر اپنے گھوڑے سے اتر پڑا اور سلطان بھی اس کے بدلے میں اتر پڑا اور اس نے ابوابت کو جیل میں ڈال دیا اور لدیہ میں اس کے مقام کی وجہ سے زواودہ کے وفد اس کے پاس آئے تو اس نے اس کے وفد کا اعزاز کیا اور انہیں خلعوں، سوار یوں اور سونے کے قیمتی عطیات دیے اور وہ اچھی طرح واپس گئے اور اسے اپنے اسی مقام پر الخراب کے عامل ابن حرنی اور ان کے وفد کی بیعت موصول ہوئی تو اس نے ان کا اکرام کیا اور ان سے حسن سلوک کیا اور سلطان مغرب اوسط کے کام سے فارغ ہو گیا اور محال کو اس کے نواح میں بھیجا اور اس کی اطراف کو استوار کیا اور وہ افریقہ کی حکومت کی طرف مائل ہوا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

بجایہ پر سلطان ابو عثمان کے قبضہ کرنے اور وہاں کے حکمران کے مغرب کی طرف

جانے کے حالات

جب بجایہ کا حکمران سلطان ابو عبد اللہ محمد بن امیر ابو زکریا یحییٰ اس سال کے شعبان میں لدیہ میں سلطان کے پاس پہنچا تو سلطان اس کے پاس آیا اور اسے عزت و احرام کے ساتھ جگہ دی تو امیر نے اس سے علیحدگی میں گفتگو کی اور اس کی عملداری کے باشندوں سے ٹیکس روکنے، فساد کرنے، محافظوں کے ہٹانے اور بھید یوں کی خود سری سے اسے جو تکلیف پہنچی تھی اس کی اس کے پاس شکایت کی اور سلطان اس قسم کی باتوں کو دیکھ رہا تھا اس نے اسے دست بردار ہونے کا مشورہ دیا نیز یہ کہ وہ اسے اس کے بدلے میں اپنے ملک سے جسے وہ پسند کرے گا وہ علاقہ دے دے گا تو اس نے فوراً اس مشورہ کو قبول کر لیا اور اس نے اپنے حاجب محمد بن ابی عمر کے ساتھ اس سے سازش کی کہ وہ لوگوں کی موجودگی میں اس کی شہادت دے تو اس نے ایسے ہی کیا اور اس کے بھید یوں نے اس بات پر اسے ملامت کی اور ان میں سے بعض اس کے پڑاؤ سے بھاگ گئے اور افریقہ چلے گئے اور ان میں کچھ علی بن قاسم محمد بن انگیم کے پاس چلے گئے اور سلطان نے اسے حکم دیا کہ وہ خود شہر کے عامل کو وہاں سے دستبردار ہونے اور سلطان کے عامل کو قبضہ دینے کا خط لکھا تو اس نے ایسے ہی کیا اور سلطان نے عمر بن علی و طاسی کو

وہاں کا امیر مقرر کیا جو وزیر کے ان لڑکوں میں سے تھا جن کے بازو طاقتور بننے کے حالات ہم قتل ازیں بیان کر چکے ہیں اور جب سلطان نے مغرب اوسط سے اپنی حاجت پوری کر لی اور بجایہ پر قابض ہو گیا تو عید الفطر ادا کرنے کیلئے تلمسان واپس آ گیا اور جمعہ کے روز اس میں داخل ہو گیا اور اس نے ابو ثابت اور اس کے وزیر یحییٰ بن داؤد کو دو اونٹوں پر سوار کروایا جو اس محفل میں دو قطاروں کے درمیان ان دونوں کے ساتھ قدم اٹھاتے تھے پس یہ دونوں حاضرین کے لئے عبرت بن گئے اور دوسرے دن انہیں ان کے قتل میں لا کر نیزے مار مار کر قتل کر دیا گیا اور سلطان نے بجایہ کے حکمران مولیٰ امیر ابو عبد اللہ کی بہت پزیرائی کی اور اس کی عزت افزائی کے لئے اپنی مجلس میں اس کے لئے فرش بچھایا یہاں تک کہ ضہاجہ اور اہل بجایہ نے عمر بن علی کے خلاف بغاوت کر دی جسے ہم بیان کرنے والے ہیں۔

فصل

اہل بجایہ کے بغاوت کرنے اور حاجب کے

فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کرنے کے حالات

یہ ضہاجہ لکانہ کی اولاد میں سے جو قلعہ اور بجایہ کے بادشاہ علی ان سنی کے اولین موحدین کی حکومت کے آغاز میں وادی بجایہ میں وہاں کے کتائی برابرہ کے قبائل کے درمیان بنی دریا کل کے موطن میں اترے تھے اور موحدین نے انہیں ان کے ساتھ خشک سالی کی وجہ سے جاگیریں دی تھیں جس کی وجہ سے انہیں حکومت میں اجتہاد و قوت حاصل تھی اور اس امیر ابو عبد اللہ نے اپنی حکومت کے آغاز میں ان میں کئی آدمیوں کو مارا اور ان کے اکابر مشائخ میں سے محمد بن تمیم کو قتل کر دیا اور اس کا ساتھی 'فارج' جو ابن سید الناس کا غلام تھا اس کے باپ امیر ابو زکریا کے عہد سے ان کا نمبر دار تھا اور وہ مولیٰ ابی عبد اللہ سے بے قابو تھا پس جب وہ سلطان ابی عنان کے لئے اپنی امارت سے دست بردار ہوا تو وہ اس بات سے ناراض ہوا اور اسے اس پر ملامت کی اور اس نے اس بات کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھا اور اپنے کمال کی وجہ سے اسے ظاہر نہ کیا اور اس کے امیر نے اسے عمر بن علی و طاسی کے ساتھ اپنی مستورات سامان اور گھریلو استعمال کی چیزوں کو لانے کے لئے بھیجا پس جب یہ وہاں پہنچا تو ضہاجیوں نے بدسلوکی اور پامالی کے بوجھ سے اپنے انجام کے بارے میں اس سے شکایت کی تو اس نے ان کی شکایت کو قبول کیا اور انہیں بنی مرین پر حملہ کرنے اور قسطنطنیہ کے حکمران مولیٰ ابی زیان کے لئے موحدین کی دعوت قائم کرنے کے لئے آمادہ کیا تو انہوں نے اس کی بات مان لی اور قصبہ میں عمر بن علی کی نشست گاہ پر اچانک حملہ کرنے پر ایک کر لیا اور ان کے مشائخ میں سے منصور بن الحاج نے اس میں بڑا پارٹ ادا کیا اور امراء کے دستور کے مطابق صبح سویرے اس کے گھر گیا اور جب اس کے ہاتھ چومنے کے لئے جھکا تو اسے اپنا خنجر گھونپ دیا اور وہ زخمی ہو کر اپنے گھر کی طرف بھاگا تو انہوں نے اندر داخل ہو کر اسے قتل کر دیا اور شہر کے اوباشوں نے ذوالحجہ ۵۳۷ھ کو بغاوت کر دی اور حاجب فارج سوار ہوا اور متادینی کرنے

والے نے قسطنطنیہ کے حکمران مولیٰ ابی زید کی دعوت کا نعرہ لگایا اور خبر کو لے کر اس کے پاس گئے اور اُسے دعوت دی تو اس نے انہیں جواب دینے میں سستی سے کام لیا اور مولیٰ ابن المعلو جی کو ان کا معاملہ سنبھالنے کے لئے بھیجا۔

ابو عبید اللہ کی گرفتاری: اور سلطان کو خبر ملی تو اس نے مولیٰ ابو عبد اللہ پر تہمت لگائی کہ اس نے اپنے حاجب سے سازش کی ہے پس اس نے اس کو اس کے گھر میں قید کر دیا اور بجایہ کے سرداروں کا جو وفد اس کے دروازے پر تھا اسے بھی قید کر دیا اور اہل بجایہ کے مشائخ کی آراء معلوم ہو گئیں اور ان کے آدمیوں اہل الرائے اور اہل مشورہ نے حملہ کے بارے میں ضہاجہ اور عجمی کافروں کے متعلق چغلی کی اور قائد ہلال مولیٰ ابن سید الناس نے ان سے سازش کی اور انہوں نے قسطنطنیہ کے حکمران کی جانب سے نائب کے پہنچنے کے روز قاریح پر حملہ کرنے کا ایسا کر لیا پس انہوں نے اعلانیہ حاجب کی برائی کی اور اسے مسجد میں مشورہ کے لئے بلایا اور وہ ان کے معاملے میں چو کنا ہو گیا اور شیخ الفتویٰ احمد بن ادریس کے گھر میں گھس گیا پس اس کے گھر میں داخل ہو گئے اور اس کے غلام محمد بن سید الناس نے تل کر اُسے نیزہ مارا اور اُسے غدار حال کر دیا اور اس کے اعضاء کو گھر کی چھت سے پھینک دیا اور اس کا سر کاٹ کر سلطان کے پاس بھیج دیا۔

منصور کا فرار: اور منصور بن الحاج اور اس کی قوم ضہاجہ شہر سے بھاگ گئے اور بندر گاہ پر سلطان کے خواص میں سے احمد بن سعید القرمونی اپنے کسی کام کے لئے تونس سے کشتی پر آیا ہوا تھا اور اس دن وہ بجایہ کی بندر گاہ پر آیا تو انہوں نے اُسے اتار لیا اور اس کے پاس جمع ہو گئے اور سلطان کی دعوت و اطاعت کی آواز دی اور احمد القرمونی نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ بنی مرین کے مشائخ میں سے عیسیٰ بن عمر بن عبد المؤمن یا ابو نکاسی کو تونس کے قائد کے پاس بھیجیں پس انہوں نے اُسے بلایا تو وہ ایک فوج کے ساتھ ان کے پاس پہنچ گیا اور انہوں نے ان کے حالات سلطان کو بھیجے اور انتظار کرنے لگے اور جب سلطان کو اپنے حاجب محمد بن ابی عمر کے متعلق اطلاع ملی کہ وہ بجایہ پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو اس نے تلمسان کے میدان میں پڑاؤ کر لیا اور سلطان نے اپنی قوم اور سپاہیوں سے پانچ ہزار سواروں کو اس کے لئے چن لیا اور ان کی کمزوریوں کو دور کیا اور انہیں خوب عطیات دیئے پس وہ عید الاضحیٰ کی عبادات کی ادائیگی کے بعد اٹھا اور تیزی سے بجایہ کی طرف گیا اور جب وہ بنی حسن میں اترا تو انہوں نے ضہاجہ کو اس کے لئے اکٹھا کیا پھر انہوں نے جنگ سے بزدلی دکھائی اور قسطنطنیہ چلے گئے اور وہاں سے گزر کر تونس چلے گئے اور حاجب ان کے ہتھکڑیوں کے پڑاؤ میں اترا اور مشائخ اور وزراء اس کے پاس آئے پس اس نے قائد ہلال کو گرفتار کر لیا اور اسے واپس سلطان کے پاس بھیج دیا اور تیاری کے ساتھ شہر آیا اور شروع محرم ۵۳۷ھ میں اس کے قصبہ میں اترا اور لوگوں کو تسلی دی اور مشائخ کو خلعت دیے اور علی اور محمد بن سید الناس کو منتخب کر لیا اور اپنے معاملے میں ان سے مدد مانگی اور اس نے ادباشوں کی ایک پارٹی اور ان کے دوسو سے زیادہ ماتحتوں کو جن پر بغاوت کا الزام تھا گرفتار کر لیا اور انہیں قید کر دیا اور انہیں کشتیوں پر سوار کروا کر مغرب کو بھیج دیا پس لوگ پر سکون ہو گئے اور ہر جانب سے زواودہ کے وفود آنے لگے اور اس نے انہیں خوب عطیات دیے اور ان سے اطاعت کا مطالبہ کیا اور الزاب کے عامل سے حسن سلوک کیا اور اس کے حکاموں کو بند کیا اور اپنے داخلہ سے دو ماہ بعد یکم جمادی الاول کو تلمسان کی طرف کوچ کر گیا اور اس کے ساتھ جو عرب اور وفود تھے ان کو تیزی سے لے گیا۔

ابن خلدون کی عزت افزائی: اور ان دنوں میں بھی ان میں شامل تھا اس نے مجھے خلعت دیا اور سواری دی اور میرے عطیہ کو زیادہ کیا اور میرے لئے خیمے لگوائے اور میں اس کے سواروں میں گیا اور وہ مجھ کی الاؤل کے آخر میں تھساں میں آیا اور سلطان وفد کے لئے بیٹھا اور جو گھوڑے اور تحائف لائے گئے تھے اس کے سامنے ایک ایک کر کے پیش کئے گئے اور وہ جمعہ کا دن تھا پھر سلطان نے وفد کو قیمتی انعامات دیے اور یوسف بن حرنی اور یعقوب بن علی کو مزید حسن سلوک اور نگی کے لئے مختص کیا اور انہیں خاصی عزت دی گئی اور اس نے انہیں افریقہ اور قسطنطنیہ سے جنگ کرنے کے بارے میں حکم دیا اور حاجب بن ابی عمرو باوجود اس کی ناپسندیدگی کے ان کے ساتھ واپس آ گیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے اور وہ یکم شعبان ۷۵۲ھ کو اپنے موطن کی طرف واپس لوٹ آئے اور سلطان سے قیمتی انعامات خلعتیں اور سواریاں حاصل کرنے کے بعد اس نے اپنی قوم کے ساتھ اپنے شہر میں جاگیریں دینے کے لئے دھڑے کئے۔

فصل

حاجب بن ابی عمرو کے واقعات اور سلطان

کے اسے بجایہ کی سرحد پر امیر مقرر کرنے اور

قسطنطنیہ سے جنگ کرنے پر سالار مقرر کرنے

اور اس کے لئے اس کے تیار ہونے کے حالات

اس آدمی کے سلف مہدیہ کے باشندے تھے جو افریقہ میں بنی حمیم کے عرب اخیاء میں سے تھے اور اس کا دادا اعلیٰ سلطان المستعصر کے بلانے سے تونس آ گیا تھا جو فقیہ اور فتویٰ و احکام کو جاننے والا تھا اور اس سے اسے الحضرة میں قضاء کا محکمہ سپرد کیا اور اسے خطوط اور چھوٹے موٹے احکام پر اپنی علامت کے لئے مقرر کیا، پس اس وجہ سے اس نے قوت حاصل کر لی اور وہ بڑائی اور منصب کی حالت ہی میں فوت ہو گیا اور اس نے اس کے بعد اس کے بیٹے عبد اللہ کو اس کے باپ کی طرح ابو حفص عمر بن امیر ابو زکریا کے زمانے میں دو علامتیں سپرد کیں جس کی وجہ سے اس نے قوت حاصل کر لی اور اس کا بھائی احمد بن علی عمر سیدہ باوقار اور علم دوست آدمی تھا اور اس کے بیٹے محمد نے پرورش پائی اور تونس میں پڑھا اور وہاں کے مشائخ سے فقہ حاصل کی۔

اور جب ان کے امور پیچیدہ ہو گئے اور ان کی حالت کمزور ہو گئی تو محمد بن احمد بن علی رزق و معاش کی تلاش میں نکلا

اور اسے مصائب نے القل شہر کی طرف پھینک دیا اور وہ طلب علم و کتابت سے منسوب تھا جس سے حاجب بن ابی عمرو کی ریاست کے زمانے میں القل کی بندرگاہ پر شاہد مقرر کیا گیا اور وہ حسن بن محمد السجی کے ساتھ محبت رکھتا تھا جو نسب اشرف کی طرف منسوب تھا اور یہ دونوں اپنے سفر کے پھینکنے کی جگہوں کے رفیق تھے پس اس نے اس کے لئے شہرت میں مرافت کے لئے کوشش کی اور دونوں نے مدد کی اور ابن عمرو سے رابطہ کر لیا تو اس نے ان کے طریقوں کی تعریف کی اور جب تدلس کا زعم شریف عبدالوہاب موحدین کی اطاعت کی طرف آ گیا یہ ان دونوں کی بات ہے جب ابو حمو کے حالات محمد بن یوسف کے خرچ اور حکومت کے کمزور ہو جانے کے باعث خراب ہو گئے تھے اور یہ ابن ابی عمرو کے معاملے اور اس کے مددگاروں میں داخل ہو گیا۔ پس اس نے اس محمد بن ابی عمرو اور اس کے ساتھی کو تدلس کی طرف بھیجا اور اس نے حسن الشریف کو قضا اور محمد بن ابی عمرو کی کچھری کی شہادت پر ملازم رکھ لیا اور جب حکومت کی کمزوری دور ہو گئی اور ابو حمو کی حالت مضبوط ہو گئی اور تدلس پر مطلب ہو گیا اور تدلس کی اطاعت حاصل کرنے اور اس کے باشندوں کو وفد میں سلطان کے پاس بھیجنے کی وجہ سے امام کی طرف سے مفتی اعظم بن گیا اور ان دونوں تلمسان میں ٹھہرا اور ان دونوں کو باری باری بنی عبدالواد اور سلطان ابوالحسن کے زمانے میں قضا کا کام سپرد کیا گیا اور اس کی قضاء کے زمانے میں شہر کے مشائخ کی ایک جماعت نے ابن ابی عمرو کا مقابلہ کیا اور انہوں نے سلطان ابوالحسن کے پاس اس کی چٹلی کی اور فریاد کی تو اس نے اپنے علم کی بناء پر ان کی شکایت دور کر دی اور اسے اپنے جیسے فارس کی تعلیم و تربیت کے لئے مختص کر لیا تو اس نے اس بارے میں اپنی پوری قوت صرف کی اور اس کے اپنے جیسے محمد نے جو حاجب تھا سلطان ابوعثمان کے ساتھ اکٹھے اور دوست بن کر پرورش پائی اور اس نے اسے اپنی محبت عطا کی۔

محمد بن ابی عمرو کا رتبہ: اور جب اسے حکومت مل گئی تو اس نے اسے محمد بن ابی عمرو کا رتبہ بلند کر دیا اور اسے ایک عہدے سے دوسرے عہدے تک ترقی دیتا گیا حتیٰ کہ جب وہ اسے بقیہ مراتب تک ترقی دے چکا تو اس نے علامت 'قیادت' حجابت' سفارت' فوج اور حساب کا رجسٹر' گھر کے اخراجات کی ذمہ داری لی اور اپنی حکومت کے بقیہ القاب اور اپنے گھر کے خصوصی کام اس کے سپرد کر دیے تو چہرے اس کی طرف پھر گئے اور اعیان قبائل 'شرقاء' علا کے شریف الاصل اس کے دروازے پر کھڑے ہونے لگے اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے عمال اس کی طرف ٹیکس کے اموال بھیجنے لگے اور سلطان پر دیر تک اس کا غلبہ رہا اور اللہ نے جو رتبہ اسے عطا فرمایا تھا اس پر حکومت کے آدمی اور اس کے وزراء حسد کرنے لگے اور جب وہ بجایہ گیا تو لوگوں کے لئے سلطان کا چہرہ خالی ہو گیا اور چٹلی کے مقاصد اس کے مکان کا طواف کرنے لگے اور سلطان نے چٹلیوں کے سننے کی طرف کان لگایا اور جب وہ بجایہ سے واپس آیا تو سلطان بدل چکا تھا اور اسے ناراض ہو کر ملا اور اس کے لئے اجنبی بن گیا اور اس نے اپنی حاجت پوری کرنے کے لئے سلطان کے پاس جانے میں جلدی کی تو اس نے اس سے اعراض کیا جس کا اسے گمان بھی نہ تھا اور وہ اس سے بات کرنے کی رغبت میں لوٹا مگر اس نے اس کی حاجت پوری نہ کی۔

جنگ قسطنطینہ: اور اس نے اسے قسطنطینہ کی جنگ پر مقرر کیا اور اسے مال اور فوج میں متصرف بنایا اور وہ شعبان ۵۴۳ھ میں کوچ کر گیا اور اس کے آخر میں بجایہ اتر اور موحدین نے تاشفین بن سلطان ابوالحسن کو جو مولیٰ فضل کے عہد سے ان کے ہاں قید تھا اسے بنی مرین کے اتحاد کو ختم کرنے کے لئے مقرر کیا اور اس کے لئے آلہ اور خیمے جمع کئے اور اس کی ذمہ داری میمون بن علی نے لی جسے اس کے بھائی یعقوب سے حسد تھا اور یعقوب نے بھی اس کے حالات سن لئے تو وہ اسی وقت بلاد الزاب

سے جلدی جلدی گیا اور اس نے ان کی فوج کو پریشان کر دیا اور انہیں اپنے پاؤں والیں کر دیا اور انہیں شہر میں بند کر دیا اور جب موسم سرما ختم ہو گیا اور اس نے عید الاضحیٰ کے مناسک ادا کر لئے تو شہر کے میدان میں پڑاؤ کر لیا اور فوجوں کو بلایا اور ان کی کمزوریوں کو دور کیا اور ان کے عطیات تقسیم کئے اور قسطنطنیہ سے جنگ کرنے کے لئے کوچ کر گیا اور زواوہ اپنے خیموں کے ساتھ اس کے پاس آ گئے اور قسطنطنیہ کے حکمران موئی ابو زید نے قویہ کے قبائل اور میمون بن علی بن احمد اور اس کے زواوہ مددگاروں کو جو اس کی دعوت پر قائم تھے جمع کیا اور اپنے حاجب نبیل کو ان کا سالار مقرر کیا اور اسے ابن ابی عمر اور اس کی فوجوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا جس حاجب نے جمادی الاول ۵۹۵ھ میں ان پر حملہ کیا اور ان کے اموال کو لوٹ لیا اور قسطنطنیہ سے جنگ کی یہاں تک کہ انہوں نے تاشفین بن سلطان ابوالحسن کو جو امارت کے لئے مقرر تھا قبضہ دے کر اس سے اپنی جان چھڑائی پس وہ اسے اس کے پاس لے گئے اور اس نے اسے اس کے بھائی سلطان کے پاس واپس بھیج دیا اور موئی ابو زید نے اپنے بیٹے کو سلطان ابوعثمان کے پاس بھیجا تو اس نے اس کی آمد کو قبول کیا اور اس کی مراجعت کا شکریہ ادا کیا اور حاجب ابن ابی عمرو بجایہ کی طرف چلا گیا اور وہاں قیام پزیر ہو گیا یہاں تک کہ محرم ۵۹۶ھ میں فوت ہو گیا اور اہل شہر کے ہاں وہ نیک سیرت ہو کر فوت ہوا اور انہیں اس کی وفات سے دکھ ہوا اور سلطان نے اس کے عیال و اولاد کے سفر کے لئے اپنے جانور بھیجے اور اس کے اعضاء کو تلمسان میں اس کے باپ کے مقبرہ میں لے جائے گئے اور اس نے اس کے بیٹے ابو زیان کو بنی مرین کی فوجوں کے ساتھ اسے وہاں دفن کرنے کے لئے بھیجا اور اپنے وزیر عبداللہ بن علی بن سعید کو بجایہ کا امیر مقرر کیا پس وہ ماہ ربیع الاول ۵۹۶ھ کو اس کی طرف گیا اور وہاں شہر اور اس نے حاجب کے ان اطوار اور سیرت کو اپنایا جن کی لوگ تعریف کرتے تھے جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور اس نے قسطنطنیہ کے محاصرہ کے لئے فوجوں کو بھیجا یہاں تک کہ اس نے اسے فتح کر لیا جس کا ذکر ہم ابھی کریں گے ان شاء اللہ۔

فصل

ابوالفضل بن سلطان ابوالحسن کے جبل سکسیوی

میں بغاوت کرنے اور درعہ کے گورنر کے

اس کے ساتھ فریب کرنے اور اس کے

فوت ہونے کے حالات

سلطان ابوعنان کے باپ کی وفات کے بعد اس کے بھائی ابوالفضل محمد اور ابوسالم ابراہیم بھی اس کے مددگاروں میں شامل ہو گئے اور اس نے ان کی نمائندگی کے حلق غور و فکر کیا اور اس پر اس کا انجام بھی ظاہر ہو گیا تو اس نے ان دونوں کو آمدن کی طرف واپس بھیج دیا اور یہ دونوں وہاں پر ابوالحجاج بن سلطان ابوالولید بن رئیس ابی سعید کی حکومت میں رہے پھر وہ اپنے کئے پر پشیمان ہوا اور جب اس نے تلمسان اور مغرب اوسط پر قبضہ کیا تو اس نے دیکھا کہ اس کی امارت مضبوط ہو گئی ہے اور وہ سلطنت کے باعث طاقتور ہو گیا ہے تو اس نے تیزی سے ابوالحجاج کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ ان دونوں کو اس کے پاس واپس بھیج دے کیونکہ اس کے پاس ان کا قیام کرنا زیادہ بہتر ہے کہ کہیں فتنوں کے دلال ان دونوں میں تفریق نہ کر دیں اور ابوالحجاج کو ان دونوں پر اس کے شر کے بارے میں خوف پیدا ہوا تو اس نے انہیں سپرد کرنے سے انکار کر دیا اور اس نے اچیوں کو جواب دیا کہ وہ مسلمان مجاہدین کی پناہ اور اپنا عہد نہیں توڑ سکتا پس سلطان کو اس کی بات نے برا فروخت کر دیا اور اس نے اپنے حاجب محمد بن ابی عمرو کو اشارہ کیا کہ وہ اسے اس بارے میں زجر و توبیخ اور ملامت کرے اور اس نے اسے ایک ڈانٹ ڈپٹ کا خط لکھا اور مجھے حاجب بجایہ میں اس خط سے مطلع کیا جن دنوں میں اس کے ساتھ رہتا تھا پس میں اس کی فصول اور اغراض سے بہت متعجب ہوا اور جب ابوالحجاج نے اسے پڑھا تو اس نے ان دونوں میں سے بڑے بھائی کے ساتھ طاغیہ سے مل جانے کی سازش کی اور ان دونوں کے درمیان جب سے اس کا باپ الہنہ جبل فتح میں آئے وہیں فوت ہوا دوستی اور مخلصانہ تعلقات پائے جاتے تھے پس ابوالفضل اس کے پاس گیا اور اس نے ایک بھری بیڑے کے ساتھ اسے مغرب کی بندرگاہوں کی طرف بھیجا اور اسے سوس کے میدان میں اتارا پس وہ سکسیوی میں عبد اللہ سے ملا اور اپنی دعوت دی اور سلطان کو یہ خبر اس وقت پہنچی جب اس کا حاجب ابن عمرو ۴۵۷ھ میں بجایہ کی فتح کی خبر لے کر آیا پس اس نے اپنی فوجوں کو مغرب کی طرف بھیجا اور اپنے وزیر قارس بن میمون کو سکسیوی کے ساتھ جنگ کرنے پر مقرر کیا اور اسے اس کی طرف بھیجا پس ■

۵۴ھ میں تلمسان سے اٹھا اور تیزی کے ساتھ سکسیو کی طرف گیا اور اس کا گھیراؤ اور ناکہ بندی کر دی اور اپنے پہاڑ کے دامن میں اپنی فوج کے پڑاؤ اور دستوں کی تیاری کے لئے ایک شہر کی حد بندی کی جس کا نام اس نے قاہرہ رکھا اور سکسیو کی محاصرہ سخت کر دیا اور اس نے وزیر کی طرف معروف اطاعت کا پیغام بھیجا اور یہ کہ وہ ابو الفضل سے عہد شکنی کرے گا پس اس نے اسے چھوڑ دیا اور جبال مصادہ کی طرف چلا آیا۔

فارس کا سوس پر قبضہ کرنا: اور وزیر فارس ارض سوس کی طرف چلا آیا اور اس نے اس کے علاقے پر قبضہ کر لیا اور حالات کو درست کیا اور حکومت اور فوجیں اس کی جہات میں پھیل گئیں اور اس نے اس کی سرحدوں اور شہروں میں میگزین قائم کئے اور اس کی اطراف کو درست کیا اور اس کے شکافوں کو بند کیا اور ابو الفضل جبال مصادہ میں چلا گیا یہاں تک کہ وہ منا کہ پہنچ گیا اور اس نے بلاد درہ کے قریب اپنے آپ کو ابن حمیدی کے آگے ڈال دیا تو اس نے اسے پناہ دی اور اس نے اپنی امارت سنبھال لی اور درہ کے گورنر عبداللہ بن مسلمہ زردالی نے جو بنی عبدالوہابی حکومت کے مشائخ میں سے تھا اس سے جنگ کی جسے سلطان ابوالحسن نے ۵۳۷ھ میں تلمسان کے فتح کرنے اور ان پر مصلوب ہونے کے وقت سے جن لیا ہوا تھا پس وہ ان کی حکومت میں ٹھہرا رہا اور وہ ان کے پروردہ لوگوں میں سے تھا اور لکن نے ابن حمیدی کی ناکہ بندی کر دی اور اسے ڈرایا کہ فوجیں اور وزراء اس کے پاس پہنچ رہے ہیں اور اس نے اس کے ساتھ ابو الفضل کی گرفتاری کر لئے سازش کی اور یہ کہ وہ اس بارے میں اس قدر مال خرچ کرے گا جتنا وہ چاہے گا تو اس نے اس کی بات قبول کر لی اور عبداللہ بن مسلم نے امیر ابو الفضل سے نرمی کا برتاؤ کیا اور اپنی طرف سے اس سے وعدہ کیا کہ وہ اس معاملہ میں دخل دے گا اور اس کی ملاقات کی خواہش کی پس ابو الفضل سوار ہو کر اس کے پاس گیا اور جب عبداللہ بن مسلم نے اس پر قابو پالیا تو اسے گرفتار کر کے اس مال کے عوض جو اس نے اس کے ساتھ ملے کیا تھا ابن حمیری کے پاس بھیج دیا اور اس نے ۵۴۵ھ میں اسے اپنے بھائی سلطان ابوعثمان کے پاس بھیج دیا جس نے اسے قید خانے میں ڈال دیا اور قاصد کی طرف فتح کے بارے میں لکھا پھر اسے قید کرنے سے چند راتوں بعد اس کے قید خانے میں گلا گھونٹ کر قتل کر دیا اور خوارج کا معاملہ ختم ہو گیا۔

اور حکومت استوار ہو گئی یہاں تک کہ وہ حالات ہوئے جن کا ہم ذکر کریں گے ان شاء اللہ۔

فصل

جبل الفتح میں عیسیٰ بن حسین کی بغاوت اور

اس کی وفات کے حالات

یہ عیسیٰ بن حسین بن علی بن ابی الطحان بنی مرین کے مشائخ میں سے تھا اور اپنے زمانے میں ان کا مشیر تھا اور ہم نے

ابو الریح کی حکومت کے تختہ کسے کے وقت اس کے باپ حسن کے حالات بیان کئے ہیں اور سلطان ابوالحسن نے اسے اپنی اندلس کی عملداری کی سرحدوں پر افسر مقرر کیا اور جب جبل الفتح کی تعمیر مکمل ہو گئی تو اس نے اسے جبل الفتح میں اتارا اور اسے سرحدوں کے پہرے داروں کی نگرانی اور ان کی جماعتوں پر عطیات تقسیم کرنے کا کام سپرد کیا۔ پس اس کی حکومت کا زمانہ عداوز ہو گیا اور اس کے پاؤں جم گئے اور سلطان ابوالحسن کو جب کوئی دشواری پیش آتی تو وہ اسے مشورے کے لئے بلاتا اور اس نے اسے اپنے سفر افریقہ کے وقت بلایا اور اس نے اسے ہا ز رہنے کا مشورہ دیا اور بتایا کہ جب سرحدی پہرے داروں کی جماعتوں کو شرقاً غرباً اور سمندر کے کنارے پر مرتب کیا جائے تو قبائل بنی مرین کی تعداد پوری نہیں ہوتی، کیونکہ افریقہ پر عربوں کے مہلب ہونے کی وجہ سے افریقہ کو اس سے بھی زیادہ تعداد طاقتور غری کی ضرورت ہے چونکہ سلطان کو افریقہ پر قبضہ کرنے کی شدید خواہش تھی اس لئے اس نے اس کے مشورہ پر کوئی توجہ نہ دی اور اسے اندلسی سرحدوں میں اس کے مقام پر واپس بھیج دیا۔

قاس اور تلمسان کی بغاوت: اور جب قیردان کی مصیبت کا واقعہ پیش آیا اور قاس اور تلمسان کے باشندوں نے بغاوت کر دی تو اس نے بیماری کے قلع قمع کے لئے سمندر کا گھیراؤ کر لیا اور قاسہ میں اترا پھر وہاں سے اپنے تازی میں چلا آیا اور اپنی قوم بنی عسکر کو جمع کیا اور سلطان ابوعثمان نے اپنے بھتیجے کی فوجوں کو گھست دی اور اس کی ناکہ بندی کر دی پس اس نے اپنے پڑاؤ سے جو جدید شہر کے میدان میں تھا اس پر اور اس کے گھر پر چڑھائی کر دی اور سلطان ابوعثمان نے اپنے پروردہ سعید بن موسیٰ اٹھسی کو اس کے ساتھ جنگ کرنے پر مقرر کیا اور اسے بلا دینی عسکر کی سرحد پر وادی دطلو میں اتارا اور دونوں کئی روز تک ایک دوسرے سے مقابلہ کھڑے رہے یہاں تک کہ سلطان ابوعثمان جدید شہر پر مہلب ہو گیا پھر اس نے عیسیٰ بن حسن کو اطاعت کی طرف رجوع کرنے کا پیغام بھیجا اور افریقہ کے سلطان ابوالحسن کے دادخواہ نے اس کے پاس پہنچنے میں دیر کی تو اس نے اس سے گفتگو کی تو اس نے اس پر شرط عائد کی جسے اس نے قبول کیا اور وہ چل کر اس کے پاس گیا تو سلطان نے اس سے ملاقات کی اور اس کی آمد سے خوشی سے لبریز ہو گیا اور اسے بھروسہ دیا اور اسے اپنی مجلس میں شوریٰ کا کام سپرد کیا اور مسلسل اس کی یہی حالت رہی اور جب ابن عمرو نے حیلہ کیا اور سلطان سے دوستی کرنے اور اس سے رازدارانہ گفتگو کرنے میں منفرد ہو گیا اور اس نے خواص اور اہل و عیال سے روک دیا تو اس بات نے اسے برا فروختہ کر دیا لیکن اس نے اس بات کو ظاہر نہ کیا اور سلطان سے حج کرنے کی اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دے دی اور اس نے اپنا فرض ادا کیا اور ۶۷۵ھ میں سلطان کے ہاں اپنی جگہ پر واپس آ گیا۔

ابن ابی عمرو سے ملاقات: اور ابن ابی عمرو سے بجایہ میں ملاقات کی اور اس سے اصرار کیا کہ وہ سلطان کے ہاں اس کی پوزیشن کو درست کر دے تو اس نے اس کے ساتھ وعدہ کیا کہ وہ ایسا کر دے گا اور جب یہ سلطان کے ہاں گیا تو اس نے اسے شوریٰ میں خود رائے اور خواص اور ہم نشینوں سے بگڑا ہوا پایا تو اس نے اس سے جہاد کے نشان کو قائم کرنے کے لئے اپنے سرحدی مقام پر واپس جانے کی اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دے دی تو یہ اسی سال سمندر پار کر کے جبل الفتح کو چلا گیا اور جبل میں یحییٰ حر قاجی عطیات کا رجسٹرار تھا جو عمال پر غالب تھا اور اس کا بیٹا ابو یحییٰ اس کے مقام سے تنگدل تھا پس جب عیسیٰ جبل پہنچا تو سلطان نے اسے اپنی حکومت کے پروردہ مسعود بن کندوس کے ساتھ پہرے داروں کے

عطیات لاحق کر دیے اور فرقاتی نے اس کے کئے کے لئے آدمی بھیجے تو عیسیٰ نے اس بات سے برا مٹایا تو اس نے اسے گرفتار کر کے زمین دوز قید خانے میں ڈال دیا اور ابن کندوس کو واپس بھیج دیا اور اسے اسی رات کشتی پر سوار کروا کر سہی کی طرف روانہ کر دیا اور اس نے اعلانیہ علیحدگی اختیار کر لی اور سلطان ابو عثمان کو یہ اطلاع ملی تو وہ مضطرب ہوا اور اس نے بحری بیڑوں کو تیار کرنے کا اشارہ کیا اور خیال کیا کہ یہ طاغیہ اور ابن الاحمر کی سازش ہے اور اس نے طنجد کے امیر البحر احمد بن خطیب کو ان کے حالات کی جاسوسی کے لئے بھیجا پس وہ جبل کی بندرگاہ پر پہنچا اور جب سے عیسیٰ بن حسین نے اعلانیہ علیحدگی اختیار کی تو جبل میں رہنے والے غمارہ کے پیادہ عازموں کے نمبر دہائیوں اور سرحدوں کے جوانوں نے چلنا پھرنا شروع کیا اور اس کے بارے میں باتیں کیں اور سلطان کے خلاف خروج کرنے سے رکے اور آپس میں مشورے کئے اور فوج کے نمبر دہائیوں میں سے سلیمان بن داؤد نے جو اس کے خواص اور مشیروں میں سے تھا اس کی مخالفت کی اور عیسیٰ نے اپنی قوم کو سلطان کے ہاں اختیار دیا تھا اور اس نے اسے رندہ کا گورنر مقرر کیا اور جب عیسیٰ نے اعلانیہ علیحدگی اختیار کی اور غدار کی تو اس سلطان نے اس کی مخالفت کر کے سلطان کی اطاعت اختیار کر لی اور اپنے خطوط اور اطاعت اسے بھیج دی اور اس پر معاملہ مشتبه ہو گیا پس وہ شرمندہ ہوا کیونکہ اس کی امارت کی بنیاد رائے پر نہ تھی اور جب احمد بن الخطیب کا بحری بیڑا جبل کی بندرگاہ پر نظر آیا تو وہ اس کے پاس آیا اور اسے اللہ تعالیٰ اور عید کا واسطہ دے کر اس سے اکیل کی کہ وہ سلطان کے پاس اس کی اطاعت اور اہل جبل نے جو کچھ کیا ہے اس سے اس کی برأت کا پیغام پہنچا دے۔

غمارہ کا عیسیٰ پر حملہ: پس اس وقت غمارہ کو اپنی جانوں کے متعلق خوف پیدا ہو گیا تو انہوں نے اس پر حملہ کر دیا اور اس نے قلعہ کی پناہ لی تو انہوں نے اس میں داخل ہو کر اسے اور اس کے بیٹے کو مضبوطی سے بندھ کر ابن الخطیب کے بحری بیڑے میں پھینک دیا اور اس نے اسے سہہ میں اتارا اور سلطان کو اطلاع ملی تو اس نے اسے خلعت دیا اور اس نے اپنے خواص کو حکم دیا تو انہوں نے بھی اسے خلعت دیے اور عمر نے اپنے وزیر کے بیٹے عبداللہ بن علی اور نصاریٰ کی فوج کے سالار عمر بن احمد کو حکم بھیجا تو انہوں نے ان دونوں کو ۶۵۰۰ کے یوم منیٰ کو سلطان کے گھر میں حاضر کیا اور سلطان نے ان کے لئے نشست کی اور یہ دونوں اس کے سامنے کھڑے ہوئے اور معذرت کرنے لگے مگر اس نے ان کی معذرت کو قبول نہ کیا اور ان کو قید خانے میں ڈال دیا اور ان کے بندھنوں کو سخت کر دیا اور عید الاضحیٰ کی قربانی ادا کی اور جب سال کا اہتمام ہوا تو اس کے حکم سے ان دونوں کو قتل میں لایا گیا عیسیٰ کو نیزہ مار کر اور اس کے بیٹے ابو یحییٰ کو مخالف اطراف سے ہاتھ پاؤں قطع کر کے قتل کر دیا گیا اور اس کے قطع میں نرمی کرنے سے انکار کر دیا پس وہ اپنے خون میں تڑپا رہا یہاں تک کہ قطع سے تیسرے دن مر گیا اور یہ دونوں دوسرے لوگوں کے لئے عبرت بن گئے اور اس نے جبل الفتح اور بقیہ سرحدوں پر سلیمان بن داؤد کو امیر مقرر کیا یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جسے ہم بیان کریں گے ان شاء اللہ۔

فصل

قسنطینیہ اور تونس کی فتح کے لئے سلطان کی

روانگی کے حالات

جب حاجب محمد بن ابی معروف ہو گیا اور سلطان نے اپنے وزیر عبداللہ بن علی بن سعید کو بجایہ کی سرحدوں اور اس کے ماوراء افریقہ کے علاقوں پر امیر مقرر کیا اور اسے ان علاقوں کی طرف بھیجا اور فیکس اور بخشش میں اس کے ہاتھوں کو کشادہ کر دیا تو قسنطینیہ کے مضائقہ جبال پر سلطان نے قبضہ کر لیا کیونکہ زوادودہ ان پر مطلب تھے اور اس وطن کے عام باشندے سد و نکش قبائل سے تھے۔

اور سلطان نے موسیٰ بن ابراہیم بن یحییٰ کو ان کا گورنر مقرر کیا اور اسے بجایہ کی آخری عملداری تادیرت میں اتارا اور اس نے قسنطینیہ کی ناکہ بندی کر دی پھر وہ مولیٰ امیر ابو زید کے ساتھ مصالحت کر کے وہاں سے کوچ کر گیا اور اس نے موسیٰ بن ابراہیم کو حیلہ میں اتارا جس وہ وہاں ٹھہر گیا اور جب اس نے وزیر عبداللہ بن علی کو افریقہ کی امارت دی تو سلطان نے اسے قسنطینیہ سے جنگ کرنے کا اشارہ کیا جس وہ ۵۷۱ھ میں وہاں اترا اور اس نے اس کی ناکہ بندی کر دی اور وہاں متعینق نصب کر دی اور اس کے باشندوں کا محاصرہ سخت کر دیا اور اگر فوج کو سلطان کی وفات کی جھوٹی خبر نہ پہنچتی تو قریب تھا کہ وہ ہاتھ ڈال دیتے پس وہ وہاں سے بھاگ گئے اور مولیٰ ابو زید بونہ چلا گیا اور جب اس کا بھائی مولانا امیر ابوالعباس افریقہ سے اس کے پاس پہنچا تو اس نے شہر کو اس کے سپرد کر دیا جو عربوں کے ساتھ تونس میں ان کی حکومت کا جو یاں تھا اور جب سے انہوں نے ۵۷۳ھ سے تونس سے جنگ کی تھی وہ انہیں ابن تافراکین پر چڑھا کر لانے والا تھا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے پس جب اب کی بار وہ خالد بن حمزہ کے ساتھ قسنطینیہ کی جانب لوٹا تو اس نے تونس کے محاصرہ کے لئے جانے اور مولانا ابوالعباس کو قسنطینیہ میں ٹھہرانے کے بارے میں مولیٰ ابو زید سے سازش کی تو اس نے اس کی بات مان لی اور اس کے ساتھ گیا۔

مولانا ابوالعباس کا قسنطینیہ میں اپنی دعوت دینا: اور مولانا ابوالعباس نے قسنطینیہ جا کر اپنی دعوت دی اور قسنطینیہ کو قابو کر لیا اور اسے اپنی جنگ اور دلیری پر بڑا ناز تھا اور ابو سعید اور سد و نکش کی اولاد میں سے بنی مرین کے بعض منخرنین نے اس سے موسیٰ بن ابراہیم پر میلہ کے پڑاؤ میں شب خون مارنے کی سازش کی پس انہوں نے اس پر شب خون مارا اور اس کے پڑاؤ کو لوٹ لیا اور اس کے لڑکوں کو قتل کر دیا اور وہ تادیرت کی طرف چلا گیا پھر بجایہ گیا اور پابہ زنجیر مولانا سلطان سے ملا اور جو کچھ موسیٰ بن ابراہیم کے ساتھ ہوا تھا اس پر سلطان اپنے وزیر عبداللہ بن علی سے ناراض ہوا کہ اس نے اس کی امداد خواہی

میں کوتاہی سے کام لیا ہے پس اس نے شعیب بن مامون کو بھیجا تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور قید کر کے اسے سلطان کی طرف واپس بھیج دیا اور اس نے اس کی جگہ بجایہ پر اپنی حکومت کے پروردہ یحییٰ بن میمون بن محمود کو امیر مقرر کیا اور اس دوران میں مولیٰ ابوزید حاجب نے ابو عبد اللہ بن تافراکین جو اس کے چچا ابراہیم پر حطب تھا سے خط و کتابت کی کہ وہ ان کی خاطر اپنی قوم سے دست بردار ہونے اور ان کے پاس آنے کے لئے تیار ہے تو انہوں نے اس کی بات کو قبول کیا اور اسے ولی عہد کے مقام پر اتارا اور اسے بونہ کا عامل مقرر کیا اور جب ۷۵۸ھ کے ایام تشریق میں سلطان کو موسیٰ بن ابراہیم کی خبر ملی تو اس نے افریقہ جانے کا عزم کر لیا اور جدیدہ شہر کے میدان میں اس نے پڑاؤ کر لیا اور مراکش کی طرف فوج اکٹھی کرنے کے لئے پیغام بھیجا اور بنی مرین کو سفر کی تیاری کا اشارہ کیا اور جب سے اسے خبر پہنچی کہ اس وقت سے لے کر صبح الاوّل ۷۵۸ھ تک وہ حلا و بخشش اور ملاقات کے لئے بیٹھا پھر وہ قاس سے کوچ کر گیا اور اس نے اپنے ہر اول میں اپنے وزیر فارس بن میمون کو فوجوں کے ساتھ بھیجا اور خود پوری تیاری کے ساتھ اس کے ساتھ میں چلا یہاں تک کہ بجایہ میں اترا اور کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے وہاں ٹھہرا۔

قسنطینہ سے جنگ: اور وزیر نے قسنطینہ سے جنگ کی پھر سلطان اس کے پیچھے پیچھے آیا اور جب اس کے جھنڈے قریب ہوئے اور زمین اس کی فوجوں سے لرزنے لگی تو اہل شہر خوف زدہ ہو گئے اور اطاعت اختیار کر لی اور وہ دوڑتے ہوئے اپنے سلطان سے الگ ہو کر سلطان کی طرف چلے گئے اور حاکم شہر اپنے خواص کے ساتھ قصبہ کی طرف چلا گیا اور اس کا بھائی مولیٰ فضل بھی پہنچ گیا اور امان طلب کی تو سلطان نے انہیں امان دی اور چلے گئے اور اس نے انہیں کئی روز تک اپنے پڑاؤ میں اتارا پھر اس نے سلطان کو بحری بیڑے میں سب سے طرف بھیجا تو اس نے اسے وہاں قید کر دیا جس کے حالات کو ہم ابھی بیان کریں گے اور اس نے منصور بن الحاج خلوف الباہانی کو جو بنی مرین کے مشائخ اور ان کے اہل شوریٰ میں ہے تھا قسنطینہ پر امیر مقرر کیا اور اس نے اسی سال کے شعبان میں اسے قصبہ میں اتارا اور اسے قسنطینہ کے میدان میں اپنے پڑاؤ میں حاکم تو زریجی بن یسول اور حاکم نقطہ علی بن الخلف کی بیعت پہنچی اور ابن کی اپنی اطاعت کی تجویز کے لئے آیا اور اولاد مہملہ جو کعب کے امراء تھے اور بنی ابی اللیل کے سردار اس کے پاس اسے تونس کی حکومت کے لئے ترغیب دیتے ہوئے آئے پس اس نے ان کے ساتھ فوجیں بھیجیں اور یحییٰ بن رحو بن تاشفین کو ان کا سالار مقرر کیا اور اس نے ان کی مدد کے لئے اپنا بحری بیڑا سمندر میں بھیجا اور رئیس محمد بن یوسف اکبم کو ان کا امیر مقرر کیا اور وہ تونس کی طرف گئے اور اس نے حاجب محمد ابن تافراکین کو اس کے سلطان ابواسحاق ابن مولانا سلطان ابو یحییٰ کو اولاد ابواللیل کے ساتھ نکال دیا اور اس کے ساتھ فوجیں بھیجیں اور جب اس نے سلطان کی فوجوں کی آمد کو محسوس کیا اور بحری بیڑا بھی تونس کی بندرگاہ پر پہنچ گیا تو اس نے ان سے ایک آدھ دن جنگ کی اور رات کو مہدیہ چلا گیا اور وہاں قید ہو گیا اور سلطان کے مددگار رمضان ۷۵۸ھ کو تونس میں داخل ہوئے اور انہوں نے وہاں اس کی دعوت کو قائم کیا اور یحییٰ بن رحو قصبہ میں اترا اور اس نے احکام کو نافذ کیا اور انہوں نے سلطان کو فتح کے بارے میں لکھا اس کے بعد سلطان نے اس کے احوال میں غور و فکر کیا اور عربوں کے ہاتھوں کو اس ٹکس سے روکا جسے وہ خوارہ کہتے تھے پس وہ شک میں پڑ گئے اور اس نے ان سے ضمانت طلب کی اور انہوں نے مخالفت کرنے کی ٹھان لی تو اس نے اپنی دھار کو ان سے تیز کیا اور ان کا امیر یعقوب بن علی تھا۔ جس ان کے ساتھ نکلا اور وہ اکٹھے اتر اب پہنچے اور وہ ان کے پیچھے گیا اور

التراب کا گورنر یوسف بن حرنی ایک راستے سے اُس کے آگے آگے گیا اور بسکرہ میں اترا پھر طولقہ کی طرف کوچ کر گیا اور ابن حرنی کے مشورہ سے عبدالرحمن بن احمد نے اس کے ہر اول دستے پر گرفت کی اور یعقوب بن علی کے قلعوں کو برباد کر دیا اور وہ اس کے آگے صحرا کی طرف بھاگ گئے اور وہ انہیں چھوڑ کر واپس آ گیا اور ابن حرنی التراب کا ٹیکس اس کے پاس لے گیا حالانکہ اس سے قبل اس کے عام پڑاؤ پہنچے جزائے گندم بار برداری کے جانور اور چارے تین رات تک بستیوں کو واپس کر دیے تھے اور سلطان نے آتے اس کے کارنامے کا صلہ دیا اور اسے اور اس کے عیال و اولاد کو خلعتیں اور قیمتی انعامات دیے اور قسطنطنیہ کی طرف واپس آ گیا۔

تونس کی طرف جانے کا عزم: اور اس نے تونس جانے کا عزم کر لیا اور اخراجات اور دور تک چلا جانے اور افریقہ میں داخل ہونے کے خطرات مول لینے کے بارے میں فوج کا دل تک پڑ گیا تو ان کے جوانوں نے سلطان سے علیحدگی کے بارے میں چٹلی کی اور انہوں نے وزیر قارس بن میمون سے سانہاز کی تو اس نے اس بات میں ان کے ساتھ اتفاق کیا اور مشائخ اور فقہاء نے اپنے ماتحت قبائل کو مغرب جانے کا حکم دیا تا کہ وہ الگ ہو جائیں اور اس نے سلطان کو اطلاع دی کہ انہوں نے آپس میں اس کے قتل کا مشورہ کیا ہے اور اس نے اور یس بن ابی عثمان بن ابی عثمان بن ابی العلاء کو امیر مقرر کیا تو اس نے اس بات کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھا اور ان کے سامنے اسے ظاہر نہ کیا اور اس کے ساتھ تھوڑی سی فوج دیکھی اور اسے ان کی علیحدگی کا علم ہو گیا تو وہ قسطنطنیہ سے مشرق کی طرف دو دن سفر کرنے کے بعد مغرب کی طرف واپس لوٹا اور تیزی کے ساتھ قارس کی طرف گیا اور اسی سال کے ماہ ذوالحجہ کو وہاں اترا اور اس نے اپنی آمد کے روز ہی اپنے وزیر قارس بن میمون کو گرفتار کر لیا اور اس پر الزام لگایا کہ اس نے بنی مرین کے ساتھ اس کے بارے میں سازش کی ہے کہ اسے ایام التشریق کے چوتھے روز یزہار کر قتل کر دیا جائے اور اس نے بنی مرین کے مشائخ کو بھی گرفتار کر لیا اور انہیں قتل کر دیا اور ان میں سے بعض کو قید خانے میں ڈال دیا اور اس کے قسطنطنیہ سے مغرب کی طرف واپس آ جانے کی خبر جہات میں پہنچی تو ابو محمد بن تافراکین مہدیہ سے تونس کی طرف آیا اور جب وہ اس کے قریب آیا تو اس کے مددگاروں نے سلطان کی اس فوج پر جو وہاں موجود تھی حملہ کر دیا اور وہ کشتیوں کی طرف چلے گئے اور فوج کو مغرب کی طرف آگے اور یحییٰ بن رحو جو اولاد بھلہل کی فوجوں کے ساتھ ان کے پیچھے آیا جو اپنا ٹیکس حاصل کرنے کے لئے الجریہ کی جانب آیا ہوا تھا اور وہ سب کے سب سلطان کے دروازے پر جمع ہو گئے اور اس نے اپنی روانگی کو آئندہ سال تک مؤخر کر دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے ان شاء اللہ۔

فصل

سلیمان بن داؤد کی وزارت اور فوجوں کے

ساتھ افریقہ پر اس کے حملہ کرنے کے حالات

جب سلطان افریقہ کی تمام فتح کے بعد واپس آیا تو اس کے دل میں اس کے بارے میں کچھ خلجان باقی تھا اور اُسے قسطنطنیہ کے مضامات کے بارے میں یعقوب بن علی اور اس کے ساتھ جو مخالف زواوہ تھے ان سے خوف پیدا ہو گیا پس ان کے معاملہ نے اسے پریشان کر دیا تو اس نے سلیمان بن داؤد کو اندلس کی سرحدوں سے اس کے مقام پر بلایا اور اسے اپنے وزارت پر مقرر کیا اور فوجوں کے ساتھ اسے پریشان کر دیا تو اس نے سلیمان بن داؤد کو اندلس کی سرحدوں سے اس کے مقام سے بلایا اور اسے اپنی وزارت پر مقرر کیا اور فوجوں کے ساتھ اسے افریقہ بھیجا پس وہ ربح الاقل ۵۹۹ھ میں افریقہ کی طرف کوچ کر گیا اور جب یعقوب بن علی نے اپنی مخالفت کا اظہار کیا تو سلطان نے اس کی جگہ اس کے بھائی میمون کو کھڑا کر دیا جو اس سے جھگڑا کرتا تھا اور زواوہ میں سے اولاد محمد پر اُسے مقدم کیا اور اُسے صحرا اور مغلطات کی امارت دی اور اس کی قوم کے بہت سے آدمی اس کے بھائی یعقوب سے الگ ہو کر اس کے پاس آ گئے اور سہار بن یحییٰ کی اولاد میں سے بہت سے گروہ سلطان کی اطاعت سے وابستہ ہو گئے اور ان دنوں ان کا سردار عثمان بن یوسف بن سلیمان تھا پس وہ سب کے سب وزیر کے پاس اکٹھے ہو گئے اور اپنے خیموں سمیت اس کے پڑاؤ میں آ گئے اور سلطان اس کے پیچھے گیا اور تلمسان میں اترا اور وہاں ٹھہر کر ان کے احوال کی نگرانی کرنے لگا اور وزیر سلیمان قسطنطنیہ کے وطن میں اترا اور حمزی کے ساتھ الزاب کے عامل یوسف بن حزنی کے پاس گیا تاکہ اس کی حمایت حاصل کرے نیز یہ کہ وہ اسے زواوہ کے حالات کے بارے میں مشورہ دے کیونکہ وہ انہیں خوب جانتا تھا پس وہ بسرہ سے اس کے پاس گیا اور انہوں نے جبل اور اس سے جنگ کی اور اس کے ٹیکس اور تاوان کو حاصل کیا اور مخالف زواوہ کو وطن میں فساد پھیلانے سے بھگا دیا اور اس سے ان کی غرض پوری ہو گئی اور وزیر اور سلطان کی فوجیں افریقہ کے پہلے وطن میں پہنچیں جو ریاح کی جولاٹکا ہوں کے آخر میں واقع ہے اور مغرب کی طرف واپس لوٹا اور تلمسان میں سلطان کے ساتھ ملاقات کی اور اس کے ساتھ عرب کے وفد بھی پہنچے جنہوں نے خدمت میں بڑی بہادری دکھائی تھی پس سلطان نے ان سے حسن سلوک کیا اور انہیں خلعت اور سواریاں دیں اور الزاب میں ان کا عطیہ مقرر کیا اور انہیں لکھ کر بھی دیا اور وہ اپنے اہل کی طرف واپس لوٹ آئے اور ان کے بعد احمد بن یوسف بن حزنی آیا جسے اس کے باپ نے سلطان کے ہدیہ کے ساتھ بھیجا جو گھوڑوں غلاموں اور رزق پر مشتمل تھا تو سلطان نے اُسے قبول کیا اور اُسے خوش آمدید کہا اور اُسے اپنے ساتھ قاس لے گیا تاکہ اُسے اپنا شرف دکھائے اور اس کے اعزاز میں حد درجہ خوشی کا اظہار کرے اور وہ ۱۵ ذوالقعدہ ۵۹۹ھ کو اپنے دار الخلافہ میں اترا۔

فصل

سلطان ابو عنان کے وفات پانے اور

وزیر حسن بن عمر کے بے قابو ہو جانے سے

سعید کو امارت پر مقرر کرنے کے حالات

جب سلطان اپنے دار الخلافہ قاس میں پہنچا تو وہاں بڑی عید سے پہلے آیا اور جب اس نے عید الاضحیٰ کی نماز ادا کی تو اسے مرض نے آ لیا اور حسب عادت عید کے روز اپنے درونے بیٹھنے سے روک دیا پس وہ اپنے محل میں داخل ہوا اور رہیں بستر و بالش ہو گیا اور اس کا دکھ بڑھتا گیا اور عورتیں اس کی حصار داری میں اس کے ارد گرد چکر لگانے لگیں اور اس کا بیٹا ابو زیان اس کا ولی عہد تھا وہاں کا وزیر یحییٰ بن موسیٰ قیولی ان کی حکومت کا پروردہ اور ان کے وزراء کے بیٹوں میں سے تھا جسے سلطان نے اپنی وزارت پر مقرر کیا تھا اور اسے اس کے بارے میں وصیت کی تھی پس اس نے جلد بازی سے کام لیا اور بنی مرین کے رؤساء سے ان کے امراء پر اکٹھا ہونے اور وزیر حسن بن عمر پر حملہ کرنے کی سازش کی اور اس بارے میں عمر بن میمون نے بھی اس سے سازش کی کیونکہ ان دونوں اور وزیر کے درمیان عداوت تھی پس حسن بن عمر کو اپنی جان کے متعلق خوف پیدا ہوا اور اس نے اس بارے میں اہل مجلس سے اپنے دل کی بات پر گفتگو کی اور ولی عہد سے ان کا اعراض بہت پختہ تھا کیونکہ انہیں اس کی بد عادات اور بد اخلاقی سے واسطہ سپرد تھا پس انہوں نے اس سے امارت ختم کرنے پر اتفاق کر لیا پھر ان کے پاس چٹل کی گئی کہ سلطان لا محالہ قریب المرگ ہے اور یہ کہ وہ اپنی وفات سے پہلے ان پر حملہ کرنے والا ہے پس انہوں نے اس پر حملہ کرنے اور اس کے پانچ سالہ بھائی سعید کی بیعت کرنے پر اتفاق کر لیا اور انہوں نے صبح سویرے سلطان کے گھر جا کر اس کے وزیر موسیٰ بن عیسیٰ اور عمر بن میمون کو پکڑ کر قتل کر دیا اور بیعت کے لئے بیٹھ گئے اور انہوں نے اس کے وزیر مسعود بن روح بن ماسی کو محل کے کونے میں ابو زیان کے گرفتار کرنے پر اکسایا پس اس کے پاس گیا اور اس کی عورتوں کے درمیان سے نکالنے میں نرم رویہ اختیار کیا اور اسے اس کے بھائی کے پاس لے آیا پس اس نے بیعت کی اور وہ اسے محل کے ایک کمرے میں لے گیا اور اس میں اس کی جان تلف کر دی۔

حسن بن عمر کی خود مختاری: اور ۲۳ ذوالحجہ بروز بدھ ۵۹۹ھ کو حسن بن عمر با اختیار امیر بن گیا اور اس دوران میں سلطان اپنے بستر پر اپنی جان دے رہا تھا اور لوگوں نے بدھ اور اس کے بعد جمعرات کو اس کے دفن کا انتظار کیا پس انہیں شک پڑ گیا اور بات پھیل گئی اور جماعت منتشر ہو گئی پس وزیر کو داخل کیا گیا جس کے متعلق لوگوں کا خیال تھا کہ وہ اپنے مقام کے باعث اس کی ہلاکت کے روز اس کے گھر میں تھا اور اسے بیٹھنے کے روز دفن کیا گیا اور حسن بن عمر نے اس لڑکے کو جسے امارت پر مقرر

کیا گیا تھا روک دیا اور اس پر اس کا دروازہ بند کر دیا اور خود امر ونہی کا مالک بن گیا اور عبدالرحمن بن سلطان ابی عثمان اپنے بھائی کی بیعت کے روز جبل مالکائی میں گیا اور وہ اس سے عمر رسیدہ تھا اور انہوں نے اُسے اُس کے عم زاد مسعود بن ماسی کے مقام وزارت کی وجہ سے ترجیح دی تھی پس انہوں نے اُسے اس کے پاس بھیجا اور اس نے اس سے ملاطفت کی اور اُسے امان پر اتارا اور اُسے اُس کے بھائیوں کے پاس لایا تو حسن نے اُسے قاس کے ملک قصبہ میں قید کر دیا اور سلطان کے چھوٹے بیٹوں کو جو سرحدوں کے امراء تھے اکسایا تو معظم بھلا سے آیا اور المعتمد مراکش میں قلعہ بند ہو گیا جہاں وہ عامر بن محمد البختائی کی کفالت میں تھا جسے سلطان نے اس کے متعلق وصیت کی تھی اور اسے اس کا نگران مقرر کیا تھا پس اس نے اسے پہنچنے سے روک دیا اور مراکش سے اس کے ساتھ جبل بختاہ میں اپنے پناہ کی طرف چلا گیا اور دوازدہ روز رہنے کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے فوجیں بھیجیں اور وہ وہیں پر ٹھہرا رہا یہاں تک کہ اس کے چچا سلطان ابوسالم نے مغرب کی حکومت پر قابض ہوتے وقت اسے برطرف کر دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

فصل

مراکش کی طرف فوجیں بھیجنے اور وزیر سلیمان

بن داؤد کے عامر بن محمد سے جنگ کرنے

کے لئے تیار ہونے کے حالات

قبائل معاصہ میں سے عامر بن محمد بن علی حناہ کا شیخ تھا اور سلطان یعقوب نے اس کے باپ محمد بن علی کو ان کے ٹیکس اکٹھا کرنے پر عامل مقرر کیا تھا اور سلطان ابوسعید نے اس کے چچا موسیٰ بن علی کو عامل مقرر کیا تھا اور اس عامر نے حکومت کی کفالت میں پرورش پائی تھی اور یہ سلطان کے مددگاروں میں افریقہ گیا اور سلطان نے تونس میں اسے پولیس کے احکام سپرد کئے اور جب وہ سمندر پر سوار ہو کر مغرب کی طرف گیا تو اس نے اپنی بیویوں اور چھیتی لونڈیوں کو کشتیوں میں سوار کرایا اور انہیں عامر بن محمد کی نگرانی میں دے دیا اور سمندر پار کر کے اعلیٰ گیا اور انہیں سلطان ابوالحسن اور اس کی فوج کے غرق ہو جانے کی اطلاع ملی پس اس نے انہیں لدیہ میں اس کی جگہ ٹھہرایا اور سلطان ابوعثمان کی دعوت دی پس اس کے داعی نے اس کے باپ کی بیعت کو پورا کرتے ہوئے جواب نہ دیا اور جب سلطان ابوعثمان نے ان کے لئے اُسے بلایا اور اس کی خوب پزیرائی کی پھر اس نے اسے ۵۴ھ میں معاصہ کے ٹیکس پر افسر مقرر کر دیا اور اُس کے لئے اُسے تلمسان سے بھیجا یہاں تک کہ وہ اس دوستی سے طاقت ور ہو گیا اور اس نے اس میں اچھی طرح کفایت کی یہاں تک کہ سلطان ابوعثمان کہا کرتا تھا کہ کاش مجھے میری مشرقی سلطنت میں کوئی ایسا آدمی ملتا جو مجھے اس طرح کفایت کرتا جس طرح عامر بن محمد نے مجھے مغرب

کی جانب کفایت کی ہے اور میں آرام کرتا اور سلطان کے ہاں اُسے جو مقام حاصل تھا اس کی وجہ سے وزراء نے اس سے حسد کیا اور آخر الامر حسن بن عمر سلطان کی وزارت میں اکیلا رہ گیا اور اس کا حسد شدت اختیار کر گیا اور عداوت اور چغلی تک پہنچ گیا۔

وفات سے قبل سلطان کا چھوٹے بیٹوں کو والی بنانا: اور سلطان نے اپنی وفات سے قبل اپنے چھوٹے بیٹوں کو اپنے ملک کی عملداریوں کا والی مقرر کیا پس اس نے اپنے بیٹے محمد المعتمد کو مراکش کا والی مقرر کیا اور اس کا وزیر بنایا اور اُسے عامر کی نگرانی میں دے دیا اور اُسے اس کے متعلق وصیت کی اور جب سلطان فوت ہو گیا تو حسن بن عمر خود مختار امیر بن گیا اور اس نے سعید کو بادشاہی کے لئے مقرر کیا اور اس نے جہات سے بیٹوں کی آمد کی خواہش کی پس اس نے مراکش سے معتمد کے بارے میں پیغام بھیجا تو عامر نے ان کے پاس جانے کے متعلق اس کی بات کو قبول نہ کیا اور جبل بخاندہ میں اُسے اُس کے قلعے میں لے گیا اور حسن بن عمر کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے اس کی طرف فوجیں بھیجیں اور ملن کی کمزوریوں کو دور کیا اور اس کے ساتھ جنگ کرنے پر وزیر سلیمان بن داؤد کو مقرر کیا جو امارت کے قیام میں اس کا حصہ دار تھا اور اس نے اسے محرم ۵۰۰ھ میں بھیجا پس تیزی کے ساتھ مراکش گیا اور اسی پر قابض ہو گیا اور عامر پر فوجی وارد کردی اور اس سے طویل مقابلہ کیا اور اس کے قلعے میں داخل ہوا چاہتا تھا کہ اسے بنی مرین کے افتراق اور ملک کے شرفاء میں سے منصور بن سلیمان کے حکومت کے خلاف خروج کرنے کی اطلاع ملی نیز یہ کہ وہ جدید شہر سے جنگ کرنے والا ہے پس فوج اس کے ارد گرد سے منتشر ہو گئی اور وہ ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہوئے منصور بن سلیمان کے پاس آ گئے اور وزیر سلیمان بن داؤد بھی اس کے ساتھ مل گیا اور عامر سے محاصرہ ہٹ گیا یہاں تک کہ سلطان ابوسالم نے شعبان ۵۰۰ھ میں مغرب کی حکومت پر قبضہ کر لیا اور اس نے عامر اور اپنے بھتیجے معتمد کو جبل سے ان کے مقام سے بلایا پس اس نے اس پر دلیری کی اور اس نے اُسے اس کے سپرد کر دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

اور اس کی زواوہ قوم کے ساتھ قسطنطنیہ سے جنگ کرنے اور اسے واپس لینے کا قصد کیا اور ان کے مددگاروں میں یہ موسیٰ بن یوسف بھی اپنی زناہ قوم کے ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے پاس موجود تھے چلا اور جب سے بنو عبدالود نے سلطان ابو عثمان کو مغلوب کیا تھا اس وقت سے زغبیہ کے بنو عامر سلطان ابو عثمان کے باغی تھے اور ان کی امارت صغیر بن عامر بن ابراہیم کے پاس تھی جو اپنی قوم کے ساتھ افریقہ چلا گیا تھا اور یہ یعقوب بن علی کے ہاں اترے اور اپنی سوار یوں اور خیموں کے ساتھ اس کے پڑوس میں رہنے لگے پس جب وہ قسطنطنیہ کو فتح نہ کر سکتے کی وجہ سے وہاں سے ہٹ گئے تو صغیر نے اپنی قوم کے ساتھ صحرائے مغرب میں اپنے وطن کی طرف جانے کا عزم کر لیا اور انہوں نے اس موسیٰ بن یوسف کو بھی اپنے ساتھ سفر کرنے کے لئے بلایا تا کہ اسے امیر مقرر کریں اور وہیں کے ساتھ تلمسان پر چڑھائی کریں پس موثقہ بن نے اس کا راستہ چھوڑ دیا اور وقت کے مطابق اور باوجود سفر میں ہونے کے مقدور بھر اس کی اعانت کی اور اسے آلہ اور خیمے دیئے اور یہ بنی عامر کے ساتھ کوچ کر گیا اور اس نے مولہ بن یعقوب بن علی اور زیان بن عثمان بن سہاج جو زواوہ کے امراء تھے اور صفار بن عیسیٰ کے ساتھ سعید کے خیموں میں جو ریاح کا ایک وطن ہے کوچ کیا اور یہ تیزی کے ساتھ مغرب کی طرف گئے تاکہ اس کے نواح میں فساد کریں اور ان کے سویہ کے سرداروں نے ان کے لئے سلطان اور حکومت کے مددگاروں کو اکٹھا کیا اور تلمسان کی جانب جنگ ہوئی جس میں سویہ کو شکست ہوئی اور ان کا بڑا سردار عثمان بن وثرماز ہلاک ہو گیا اور اس دوران میں سلطان بھی فوت ہو گیا اور جب غرب میں سلطان کی وفات کی خبر پہنچی تو وہ تیزی کے ساتھ تلمسان آئے اور اس کے مضامقات پر قبضہ کر لیا۔

حسن بن عمر کا تلمسان کے لئے فوج تیار کرنا: اور حسن بن عمر نے تلمسان کے لئے فوج تیار کی اور اس پر اور وہاں جو محافظ موجود تھے ان پر سعید بن موسیٰ انکسی کو سالار مقرر کیا جو سلطان کا پروردہ تھا اور اس نے اسے تلمسان کی طرف بھیجا اور اس کے مددگاروں میں احمد بن مری بھی اپنی عملداری کی طرف جاتا ہوا چلا اور اس سے قبل اس نے اس سے حسن سلوک کیا تھا اور اسے خلعت اور سواری دی تھی اور سعید بن موسیٰ فوجوں کے ساتھ تلمسان کی طرف گیا اور مغرب سے وہاں اتر اور بنی عامر کی فوجوں اور ان کے سلطان ابو موسیٰ بن یوسف نے اس پر چڑھائی کی اور مضامقات میں ان پر غالب آ گئے اور انہیں شہر میں روک دیا پھر ان سے کئی روز تک جنگ کی اور ربیع الاول کی چند راتیں گزرنے کے بعد تلمسان میں ان پر غالب آ گئے اور جو فوج وہاں موجود تھی اس کی تلخ کئی کردی اور ان کے کپڑوں اور قیمت سے ان کے ہاتھ بھر گئے اور سعید بن موسیٰ ابن سلطان کے ساتھ جو صغیر بن عامر کے خیمہ میں چلا گیا تو اس نے اسے اور اس کی قوم کے ان لوگوں کو جو اس کے پیچھے آئے ہناہ دی اور اس نے بنی عامر کے جوانوں کو بھیجا جو اس کے آگے آگے اس کا راستہ بناتے جاتے تھے یہاں تک کہ انہوں نے اس کو اپنی حکومت کے دار الخلافہ میں اس کے مامن تک پہنچا دیا اور ابو موسیٰ نے تلمسان کی حکومت پر قبضہ کر لیا اور اس پر یہ کو شخص کر لیا جو اس نے امانت خانے میں پایا جسے سلطان باقی چھوڑ گیا تھا اور اس نے اسے حاکم برشلونہ کے پاس بھیج دیا اور اس نے اس کی طرف اپنے اصیل گھوڑوں میں سے سواری کے لئے ایک سیاہ گھوڑا اور دو سنہری قیمتی لگا میں بھیجیں پس ابو موسیٰ نے اس گھوڑے کو اپنی سواری کے لئے رکھ لیا اور یہ کو اپنے معارف میں خرچ کر لیا۔

فصل

وزیر مسعود بن ماسی کے تلمسان پر حملہ کرنے

اور اس پر متغلب ہونے پھر اس کے

بغاوت کرنے اور سلیمان بن منصور کے

امیر مقرر کرنے کے حالات

جب وزیر حسن بن عمر کو تلمسان اور اس پر ابو حمو کے قبضہ کرنے کی خبر پہنچی تو اس نے بنی مرین کے مشائخ کو جمع کیا اور انہیں تلمسان کی طرف جانے کا حکم دیا تو انہوں نے خود جانے سے انکار کر دیا اور فوجوں کی تیاری کا مشورہ دیا اور انہوں نے اس سے وعدہ کیا کہ وہ سب کے سب جائیں گے پس اس نے عطیات کا رجسٹر کھولا اور اموال تقسیم کئے اور قیمتی انعامات دیے اور کمزوریوں کو دور کیا اور جدید شہر کے میدان میں پڑاؤ کر لیا پھر اس نے ان پر مسعود بن رحو بن ماسی کو سالار مقرر کیا اور اس کے ساتھ مال لدوایا اور اسے آلہ دیا اور وہ جہنڈوں اور فوجوں کے ساتھ چلا اور اس کے مددگاروں میں منصور بن سلیمان بن منصور ابی مالک بن یعقوب بن عبدالحق بھی شامل تھا اور لوگ یہ جھوٹی خبر اڑا رہے تھے کہ سلطان مغرب ابو عثمان کی وفات کے بعد اس تک پہنچنے والا ہے اور یہ بات زبان زد عوام ہو گئی جسے داستان سراؤں اور ساتھیوں نے بیان کیا جس کی وجہ سے منصور کو اپنی جان کے متعلق خوف پیدا ہو گیا۔ پس وہ وزیر حسن کے پاس آیا اور اس کے پاس اس کی شکایت کی تو اس نے اسے اس وسوسہ کے بارے میں سوچنے کے متعلق ایسی ڈانٹ پلائی جو سیاست سے خالی تھی پس وہ رک گیا اور میں بھی اس جنگ میں حاضر تھا اور مجھے اس کی عاجزی اور انکساری پر رحم آیا اور وزیر مسعود تیاری کے ساتھ کوچ کر گیا اور ابو حمو تلمسان کو چھوڑ گیا اور ربیع الثانی میں مسعود اس میں داخل ہو گیا اور اس پر قابض ہو گیا اور ابو حمو صحرایہ کی طرف چلا گیا اور زغہ اور معقل کی عرب فوجوں نے اس پر اتفاق کر لیا پھر بنی مرین مغرب کی طرف چلے گئے اور اپنی سوار یوں اور خیموں کے ساتھ انکا دمیں اترے۔

مسعود بن رحو کا فوج بھیجنا: اور مسعود بن رحو نے اپنی سپاہیوں کی فوج ان کی طرف بھیجی جس میں اس نے بنی مرین کے امراء اور مشائخ کو منگنی کر دیا اور ان پر عامر کو سالار مقرر کیا جو اس کے چچا عبو بن ماسی کا بیٹا تھا اور اس نے ان کو بھیجا پس وہ وجہ کے میدان میں اس کی طرف بڑھے اور عربوں نے بڑی بے جگری سے حملہ کیا تو وہ منتشر ہو گئے اور ان کی چھاؤنی لوٹ لی گئی اور ان کے مشائخ بھی لٹ گئے اور اپنے گھوڑوں سے اتر کر پیدل ہو گئے اور وجہ کی طرف بڑھنے حالت میں آئے

اور تھمان میں بنی مرین کو خبر پہنچی جن کے دلوں میں وزیر کی تختی اودان کے سلطان کو روکنے کی وجہ سے بیماری پائی جاتی تھی اور وہ حکومت کی تاک میں تھے پس جب خبر پہنچی اور لوگ اس کے لئے گدھوں کی طرح بھاگنے لگے اور ان میں سے کچھ لوگ الگ ہو کر شہر کے میدان میں مشورہ کرنے لگے اور انہوں نے عیش بن علی بن ابی زیان بن سلطان ابی یعقوب کی بیعت پر اتفاق کر لیا پس انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور وزیر مسعود بن جو کفر پہنچی جسے سلطان منصور بن سلیمان نے بیعت پر مجبور کیا تھا اور اس کے ساتھ بنی احمر کے رئیس ابکم اور نصاریٰ کی فوج کے قائد ہتھم دور نے بھی بیعت کی اور لوگ ہر سمت سے اس کے پاس آئے اور بنی مرین کے سرداروں نے یہ خبر سنی تو یہ وہ ہر جانب سے اس کی طرف دوڑ پڑے اور عیش بن ابی زیان سیدھا چلا گیا اور سمندر پر سوار ہو کر اٹل لے چلا گیا اور امارت منصور بن سلیمان کے لئے چکی ہو گئی اور بنی مرین نے اس کی بات کو برداشت کیا اور وہ تھمان سے ان کے ساتھ مغرب جانے کے لئے کوچ کر گیا اور راستے میں انہیں عرب فوجوں نے روکا تو انہوں نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کی سواروں اور کپڑوں سے ان کے ہاتھ بھر گئے اور وہ تیزی سے ساتھ مغرب کی طرف گئے اور ۱۵ جمادی الاول ۵۸۰ خرقہ کو سب میں اترے اور حسن بن عمر کو خبر پہنچی تو شہر کے میدان میں اس کے پڑاؤ میں حرکت پیدا ہو گئی اور سلطان نے آلہ اور تیاری کے ساتھ اسے نکالا اور اسے اپنے خیمے میں اتارا اور جب رات چھا گئی تو سردار اس سے الگ ہو کر سلطان منصور بن سلیمان کے پاس آ گئے تو اس نے خیمے کے ارد گرد شمعیں اور آگیں روشن کر دیں اور موالی اور سپاہیوں کو اکٹھا کیا اور سلطان کو سواری دی اور اس کے محل کی طرف گیا اور جدید شہر میں رک گیا اور صبح کو منصور بن سلیمان نے تیاری کے ساتھ کوچ کیا اور ۲۲ جمادی الاول خرقہ کو کدیہ العرائس میں اتر آیا جہاں اس کا پڑاؤ حمرک ہو گیا اور صبح کو اس نے جنگ شروع کر دی اور اس نے اس کے تاوان روک دیے لیکن اس دن وہ اسے فتح نہ کر سکا پھر اس نے محاصرہ کے لئے آلات تیار کرنے کے لئے لوگوں کو اکٹھا کیا اور بیعت کے لئے شہروں کے وفد مغرب میں اس کے پاس آئے اور اس کے ساتھ بنی مرین کے دسے بھی مل گئے جو مراکش میں وزیر بن سلیمان بن داؤد کے ساتھ عامر کے محاصرہ کے لئے رکے ہوئے تھے پس اس نے اسے وزیر بنالیا اور سلطان ابو عثمان کے وزیر عبداللہ بن علی کو سب کے قید خانے سے رہا کر دیا تو وہ اس کے ساتھ ایسے خالص ہو گیا جسے سونا پچھلنے کے بعد خالص ہو جاتا ہے اور منصور بن سلیمان نے قیدیوں کے چھوڑنے کا حکم دیا پس بجایہ اور قسطنطنیہ کے بڑے لوگ وہاں موجود تھے وہ کل گئے جو اس وقت سے وہاں قید تھے جب سلطان ابو عثمان نے ان کے علاقوں پر قبضہ کیا تھا اور وہ اپنے موطن کو چلے گئے اور وہ صبح و شام جدید شہر سے جنگ و قتال کرنے لگا اور بنی مرین کی ایک پارٹی اس سے الگ ہو کر وزیر حسن بن عمر کے پاس چلی گئی اور دوسرے اپنے اپنے شہروں میں چلے گئے اور انہوں نے اس کی امارت کے انجام کو دیکھتے ہوئے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور وہ ماہ شعبان تک اسی حالت میں رہا اور سلطان ابو سالم کے مغرب میں اپنے اسلاف کی حکومت کے لئے آنے اور اس پر غلبہ پانے کے حالات کو ہم بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

فصل

مولیٰ ابوسالم کے جبال غمارہ میں آنے اور مغرب کی حکومت پر اس کے قابض ہونے اور منصور بن سلیمان کے قتل ہونے کے حالات

سلطان ابوسالم اپنے باپ کے مرنے اور اندلس میں ٹھہرنے اور سوس میں امارت کی طلب میں ابوالفضل کے خروج کرنے پھر سلطان ابوعمان کے اس پر فتح پانے اور اس کے مرنے کے بعد جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے پرسکون ہو گیا تھا پھر جب سلطان اندلس ابوالمحاج ۵۷۵ھ میں عید الفطر کے روز عید گاہ میں فوت ہوا جسے اسود مدسوس نے نیزہ مارا تھا وہ اس کے بھائی محمد کی طرف ان کے محل کی بعض لونڈیوں کو منسوب کرتا تھا اور انہوں نے اس کے بیٹے محمد کو امارت کے لئے مقرر کیا اور اس کے غلام رضوان نے اسے روکا تو اس نے اس پر زیادتی کی اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں سلطان ابوعمان کو قوت حاصل تھی اور وہ اندلس کی حکومت کی امید رکھتا تھا اور جب اسے ۵۷۵ھ میں بیماری کا حملہ ہوا تو اس نے انہیں اشارہ کیا کہ وہ اس کی طرف اپنے گھریلو طبیب ابراہیم بن زور والذی کو بھیجیں تو اس نے اس یہودی سے بچاؤ اختیار کیا اور معذرت کی تو انہوں نے اسے واپس کر دیا تو سلطان نے ان کا شکریہ ادا کیا۔

وزیر اور مشائخ کا قتل: اور جب وہ قسطنطنیہ اور افریقہ کو فتح کر کے قاسم پینچا تو اس نے اپنے وزیر اور مشائخ کو گرفتار کر لیا اور انہیں ناکردہ گناہ سے متہم کر کے قتل کر دیا کہ انہوں نے سلطان اور اس کے حاجب کو جلدی سے مبارک باد نہیں دی اور ان کے درمیان فضا تاریک ہو گئی اور اس نے ان پر حملہ کرنے کا عزم کر لیا اور وہ سب کے سب طاغیہ بطمرہ بن اوفونس حاکم تھمالہ کے پاس اس کے باپ الہنشہ کی وفات کے وقت سے جمع ہوئے تھے جو ۵۷۵ھ میں جبل الفتح میں ہوئی تھی پھر ابوالمحاج کی وفات کے بعد رضوان نے حکومت سے سرکشی اختیار کر لی اور وہ اس کا قصد کئے ہوئے تھا اور بظاہر وہ مسلمانوں کو ان کے دشمن کے ساتھ مصالحت کی مہلت دے رہی تھی اور سلطان ابوعمان اس بات کو ان کے خلاف سمجھتا تھا اور اسے معلوم ہو گیا تھا کہ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے بحری بیڑوں سے ان کو مدد دے اور وہ اسے ان کے پاس جانے سے روکیں اور طاغیہ بطمرہ اور قمص برشلونہ کے درمیان جنگ برپا تھی جس میں ان کے ہم مذہب ہلاک ہو گئے تھے پس سلطان نے اپنے ارادے کو قمص برشلونہ کی طرف پھیر دیا اور اسے ابن اوفونس کے خلاف جتھ جوڑی کرنے کے لئے اس سے گفتگو کی۔

آبنائے جبرالٹر میں بحری بیڑوں کا اجتماع: اور مسلمانوں کے بحری بیڑے اور قمص کے نصاریٰ کے بحری بیڑے

آئے جبرالٹر میں اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے اس کے لئے جگہ اور وقت مقرر کیا اور سلطان نے اسے نہایت قیمتی تحفہ دیا جس میں مغرب کا متاع اور گھریلو سامان اور مصنوعی سنہری مرکب اور اصل گھوڑے شامل تھے پس یہ چیزیں تلمسان پہنچیں اور وہ ان کے اپنے مقام پر پہنچنے سے پہلے ہی فوت ہو گیا۔

اور جب سلطان ابو عثمان فوت ہو گیا تو اس کے بھائی مولیٰ ابو سالم نے اپنے بھائی کی حکومت کی آرزو کی اور اس بارے میں اہل اندلس کی مدد کی خواہش کی کیونکہ ان کے اور اس کے بھائی کے درمیان تعلق پایا جاتا تھا اور اسے اہل مغرب کے مددگاروں نے بلایا اور ان میں سے ایک اس کے پاس غرناطہ میں اس کے مقام پر پہنچا اور اس نے رضوان سے آنے کی اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دینے سے انکار کر دیا تو وہ برا فروختہ ہو گیا اور اپنی جان پر کھیل کر تھلاہ کے بادشاہ کے پاس چلا گیا کہ وہ اسے مغرب کی طرف جانے کے لئے بحری بیڑہ دے تو اس نے اس پر شرط عائد کی جسے اس نے قبول کر لیا اور اس نے اپنے بحری بیڑے میں مراکش کی طرف بھیجا تو عامراً سے قبول کرنے سے رکا کیونکہ اس میں سلیمان بن داؤد کے دارالخلافہ کا محاصرہ ہوتا تھا اور اس پر بھی وارد ہوتی تھی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں پس وہ اگلے پاؤں واپس آ گیا اور جب طنجہ اور بلاد فہارہ کے سامنے آیا تو اس نے اپنے آپ کو ان کے سامنے ڈال دیا اور ان کے علاقے کے چوڑے پتھروں میں اتر اور ان کے قبائل اس کے پاس جمع ہو گئے اور ہر جانب سے اس کی طرف اٹھ پڑے اور موت پر اس کی بیعت کی اور اس نے سبھ اور طنجہ پر قبضہ کر لیا جہاں ان دنوں حاکم قسطنطین سلطان ابو العباس بن ابی حفص موجود تھا جو سبھ سے اپنی قید سے نکل کر وہاں چلا گیا تھا جیسا کہ ہم اسے بیان کر چکے ہیں پس مولیٰ ابو سالم نے اسے اپنی صحبت دوستی اور اپنے اس سفر میں ٹھہرنے کے لئے جن لیا یہاں تک کہ اس نے اس کے ملک پر قبضہ کر لیا اور اس نے طنجہ میں حسن بن یوسف البورتاجنی اور سپاہیوں کے رجسٹر کے کاتب ابو الحسن بن علی بن السعد اور شریف ابو القاسم تلمسانی کو پایا اور منصور بن سلیمان کو ان کے متعلق شبہ تھا اور اس نے ان پر وزیر حسن بن عمر کے ساتھ سازش کرنے کی تہمت لگائی جو حدیدہ شہر میں اس کے مکان میں کی گئی تھی پس اس نے ان کو اپنے پڑاؤ سے اندلس کی طرف بھیج دیا اور یہ امیر ابو سالم کو طنجہ پر قبضہ کرنے کے وقت ملے پس وہ اس کی حکومت میں پہنچ گئے اور اس نے حسن بن یوسف کو وزیر بنایا اور اپنی علامت کے لئے ابو الحسن بن علی بن السعد کو کاتب بنایا اور شریف کو ہم نشین اور ہم رکابی کے لئے مختص کیا پھر اندلس کی سرحدوں کے باشندوں نے اس کی دعوت سنبھال لیا اور جبل اللطیع کا حاکم یحییٰ بن عمر اپنی موجودہ فوج کے ساتھ چلا گیا اور مولیٰ ابو سالم کا پڑاؤ بھی وسیع ہو گیا۔

منصور بن سلیمان کا دفاع کے لئے فوج تیار کرنا: اور حدیدہ شہر کے باغی منصور بن سلیمان کے پاس خبر پہنچی تو اس نے اس کے دفاع کے لئے فوج تیار کی اور اس پر اپنے دونوں بھائیوں عیسیٰ اور طلحہ کو سالار مقرر کیا اور انہیں قصر کتامہ میں اتارا اور انہوں نے اس سے جنگ کر کے اسے شکست دی اور اس نے جبل میں پناہ لے لی اور حسن بن عمر نے دیواروں کے پیچھے سے اس پر حملہ کرنے میں جلدی کی تو اس نے اپنی اطاعت اس کو بھیج دی اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ اس کے دارالخلافہ پر اسے قبضہ دلائے گا اور اس نے مولیٰ ابو سالم کے ایک مددگار مسعود بن رحو بن ماسی جو منصور کا وزیر تھا کے ساتھ سلطان کے پاس جانے کے بارے میں سازش کی اور اس نے منصور اور اس کے بیٹے علی پر تہمت لگائی تھی پس وہ الگ ہو گیا اور لوگ منصور کے ارد گرد سے چھٹ گئے اور اس کے بنی مرین کے مددگاروں نے بھی چھوڑ دیا اور وہ سواہل مغرب میں بادیں چلا گیا اور

تمام اہل فوج ان کے ساتھ چلے اور ان کے دستے پوری طرح تیار تھے جس وہ سلطان ابومسلم کے پاس چلے گئے اور اسے اپنے دار الخلافہ کی طرف لے جانے کے لئے تیار کر لیا جس وہ تیزی سے چلا اور حسن بن عمر نے اپنی خلافت کے نویں مہینے میں اس کے سلطان سعید کو اس کی امارت سے معزول کر دیا اور اسے اس کے چچا کے سپرد کر دیا اور وہ اس کے پاس آیا تو اس نے اس کی بیعت کر لی۔

جدید شہر میں سلطان کا داخلہ: اور سلطان جدید شہر میں ۱۵ شعبان ۳۰۷ھ کو آیا اور مغرب کی حکومت پر قابض ہو گیا اور نواح کے وفود بیعتوں کے ساتھ آنے لگے اور اس نے حسن بن عمر کو مراکش کا امیر مقرر کیا اور اس کے مقام سے پریشان ہونے کی وجہ سے اسے فوجوں کے ساتھ مراکش بھیج دیا اور مسعود بن رحو بن ماسی اور حسن بن یوسف اللورنا جینی کو وزیر بنایا اور اپنے باپ کے خطیب فقیر ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن مرزوق کو اپنے خواص میں چنا اور اس کتاب کے مؤلف کو اپنی مہر اور اپنی پرائیویٹ تحریرات سپرد کیں اور جب میں نے کدیہ الغرائس میں منصور بن سلیمان کے احوال کے اختلال اور امارت کو سلطان کے پاس جاتے دیکھا تو میں اس کے پڑاؤ سے اس کی طرف آ گیا تو وہ میری طرف آیا اور اس نے مجھے تعظیم کے مقام پر اتارا اور مجھے اپنی کتابت کے لئے جن لیا اور مغرب میں اس کی امارت منظم ہو گئی اور سلطان کے مددگاروں نے بادلیں میں منصور بن سلیمان اور اس کے بیٹے علی کو گرفتار کر لیا اور انہیں پابجولاں اس کے دروازے پر لے آئے اور اس نے انہیں ہلا کر ڈانٹ ڈپٹ کی اور انہیں اسی سال کے شعبان میں ان کے قتل میں لے جا کر خیزے مار مار کے قتل کر دیا گیا اور اس نے اپنے باپ کی اولاد میں سے نمائندہ بیٹوں اور قرابت داروں کو اکٹھا کیا اور انہیں اعلیٰ کی سرحد رعدہ میں واپس بھجوا دیا اور انہیں پھر بے داروں کی نگرانی میں دے دیا اور ان میں سے اس کا بھتیجا محمد بن ابو عبد الرحمن فرناطہ چلا گیا جہاں وہ ظاہر سے مل گیا اور اس کے پاس اس کے مغرب پر قبضہ کرنے تک ٹھہرا جسے ہم بیان کریں گے ان شاء اللہ اور باقی لوگ سلطان کی سلطنت کے پناہ دینے کے مدت بعد سمندر میں غرق ہو گئے۔ اس نے انہیں کشتیوں میں سوار کر دیا کہ مشرق کی طرف بھیجا پھر انہیں غرق کر دیا اور ملک خوارج اور جھگڑا کرنے والوں سے خالی ہو گیا اور اس کی حکومت منظم ہو گئی اور سلطان نے مولانا سلطان ابوالعباس کی عزت افزائی کے لئے ایک جشن کیا۔

فصل

غرناطہ کے حکمران ابن الاحمر کے معزول ہونے اور رضوان کے قتل ہونے اور اس کے

سلطان کے پاس آنے کے حالات

جب ۵۵۷ھ میں سلطان بوالجناح فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹے محمد کو امیر مقرر کیا اور اس کے باپ کا غلام رضوان اس سے بے قابو ہو گیا۔ حالانکہ اس نے اس کے چھوٹے بیٹے اسماعیل کو تربیت دی تھی کیونکہ اس نے اس کے ماں باپ کو اپنی محبت دی تھی پس جب انہوں نے اس کی امارت سے اعراض کیا تو اسے اپنے ایک محل میں چھپا دیا اور اس کی اپنے عم زاد محمد بن اسماعیل ابن الرکس ابی سعید سے رشتہ داری تھی اور وہ اسے خفیہ طور پر حکومت میں موقع ملنے پر اپنی امارت کی دعوت دیتا تھا پس سلطان اپنے باغات کی ایک سیرگاہ کی طرف نکل گیا تو وہ ۱۲ رمضان ۵۵۷ھ کی رات کو بعض اوباشوں کے ساتھ جسے اس نے کھانے پر جمع کیا تھا، الحمراء کی دیوار پر چڑھ گیا اور حاجب رضوان کے گھر کی طرف گیا اور اس کے گھر میں داخل ہو کر اسے اس کی بیویوں اور بیٹیوں کی موجودگی میں قتل کر دیا اور انہوں نے اسماعیل کا گھوڑا اس کے قریب کیا تو وہ سوار ہو گیا پس انہوں نے اسے محل میں داخل کر دیا اور اس کی بیعت کا اعلان کر دیا اور الحمراء کی فصیل پر اپنے ڈھول بجائے اور سلطان اپنی سیرگاہ سے اپنے حاجب رضوان کے قتل کے بعد وادی آس کی طرف بھاگ گیا اور سلطان مولیٰ ابوسالم کو اطلاع ملی تو وہ رضوان کی ہلاکت سے غضب ناک ہو گیا اور سلطان نے ان کی گزشتہ پناہ کا لحاظ رکھتے ہوئے خلعت دیا اور اسی وقت اپنے ہم نشینوں میں سے ابوالقاسم شریف کو اس کے ہا اختیار بنانے کے لئے بھیجا پس اندلس پہنچا اور اس نے ارباب حکومت سے قلعوں کے وادی آس سے مغرب کی طرف جانے کا معاہدہ کیا اور وزیر کاتب ابو عبد اللہ خطیب کو ان کی قید سے رہا کروا دیا جس کو انہوں نے اپنی امارت کے آغاز میں قید کیا تھا کیونکہ وہ حاجب رضوان کا نائب اور قلعوں کی حکومت کا رکن تھا پس مولیٰ ابوسالم نے انہیں اس کے رہا کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے اسے رہا کر دیا اور اپنی ابوالقاسم شریف اس کے سلطان قلعوں سے مغرب کی طرف جانے کے لئے وادی آس میں ملا اور اسی سال کے ذوالقعدہ میں چلا گیا اور قاسم میں سلطان کے پاس آیا اور اس نے اس کی آمد کو بڑی بات قرار دیا اور اس کی ملاقات کو سوار ہو کر گیا اور اس کے ساتھ اپنی قومی اسبلی میں آیا اور اس نے اس کے لئے جشن کیا اور مشائخ اور صاحب شرف لوگوں کو ناراض کر دیا اور اس کے وزیر ابن الخطیب نے کھڑے ہو کر اپنا شان دار قصیدہ سلطان کو سنایا جس میں اس سے اپنی امارت کے لئے اس سے مدد مانگتا تھا اور اس نے اس انداز سے اس سے مہربانی اور رحم طلب کیا جس نے لوگوں کو رحمت و شفقت سے رلا دیا قصیدہ کی عبارت یہ ہے:

قصیدہ

اے میرے دودو ستو! دریافت کرو کیا اس کے پاس کوئی یاد کی دوات ہے اور کیا دادی میں سرسبز گھاس ہو گئی ہے اور پھولوں کی خوشبو پھیل گئی ہے اور کیا موڑ پر جو گھر واقع ہے اسے موسم بہار کی پہلی یادیں صبح بچھی ہے جس کے نشانات سوائے توہم اور ذکر کے مٹ چکے ہیں۔ میرے ملک نے اپنے اطراف سمیت عشق میں اپنے ہوئے آدمی کی خدمت کی ہے اور زندگی خوبصورت لیے بالوں چڑھے اور میرے ماحول نے میرے گھونسلے کے دونوں بازوؤں کی پرورش کی ہے اور اب میری یہ حالت ہے کہ میرا کوئی بازو ہے اور نہ گھونسلہ لیکن اس دنیا کا متاع قلیل ہے اور اس کی لذات ہمیشہ دگرگوں ہوتی رہتی ہیں اس نے مجھے اپنے قرب سے مشقت میں ڈال دیا ہے اور اس کا ایک دن ہمارے ہاں ایک سو باہ کے برابر ہوتا ہے اور ہماری پرکھلی میں آگ کا ایک شعلہ روشن ہے اور جدائی کے ہاتھ نے اشکوں کے موتیوں کو نکھیر دیا ہے اور جدائی کے بہت سے غم ہیں جن سے سینہ تنگ ہو جاتا ہے اور ہم شام کو سردی کی نہر پر روئے تو اس کے بعد یہ نہر کھاری ہو گئی۔ میں نے ہودہ میں بیٹھی ہوئی عورتوں سے کہا جب کہ شب روی نے انہیں محتاج کر دیا تھا اور حدی خوان نے انہیں تسلی دی اور ڈانٹ نے انہیں گھبرا دیا، ذرا نرمی اختیار کرو ہر غمی کے بعد آسائش ہوتی ہے اور اللہ کے وعدے کے پورا ہونے سے خوش ہو جا کہ اب غمی چلی گئی ہے اور اگر زمانہ بزدلی اختیار کرے تو محض بزدلی نہیں کرتی اور اگر لوگ چھوڑ جائیں تو صبر نہیں چھوڑتا اور اگر مجھ جیسے تجربہ کار سے مصائب مقابلہ کریں تو تلخ و شیریں اس کے ہاں برابر ہوتے ہیں اور انہوں نے سیدھی لکڑی کو دانٹ سے کاٹ کر اس کی تختی اور نرمی معلوم کی اور اس کا عزم ہندی تلواری کی طرح کارگر ہے اور جب تو نے بیضا میں میرا گھر مقرر کر دیا تو وہاں نہ سواریاں اور نہ لگائیں آئیں اور ہم نے ابراہیم کو اپنے ہوم کے برابر ڈانٹا اور جب ہم نے اس کے چہرے کو دیکھا تو ڈانٹ درست معلوم ہوئی اور سواروں نے اس کی اچھی باتوں کو روایت کیا اور جب انہوں نے اسے دیکھا تو خبر کی حقیقت کی تصدیق کر دی اور اس کے حوسے کی شیرینی نے سمندر کی تلخی کو دور کر دیا اور کبھی اس کی جزیرے کا تعاقب نہیں کیا اور وہ ایسی جنگ کرتا ہے جس کے خوف سے ہلاکت ڈرتی ہے اور اس کے سخت دامنوں میں دو شیرہ تجھ سے چلتی ہے لوگوں نے اس کی اطاعت کی حتیٰ کہ نیلوں کی چوٹیوں پر جانوروں نے بھی اس کی اطاعت کی اے بادشاہ کے آقا ہم نے باوجود دوری کے تیرا قصد کیا ہے تاکہ زمانے نے تیرے بندے پر جو ظلم کیا ہے تو اس کے بارے میں ہم سے انصاف کرے ہم نے تیرے ذریعے زمانے کو زیادتی سے روکا، حالانکہ ہم نے اس کے ظلم اور کبر کو دیکھا ہے اور ہم نے اس بزرگی کی پناہ لی ہے پس ہلاکت چلی گئی اور ہم نے اس عزت کی پناہ لی تو شکست کھا گیا اور جب ہم سمندر کے پاس آئے تو ہم اس کی موجوں سے خوفزدہ ہونے لگے اور ہم نے تیری بے شمار بخشش کا ذکر کیا تو سمندر حقیر ہو گیا اور جو شخص تیری عظیم خلافت کے قریب نہ ہو تو اس کا اشارہ لغو اور اس کا عرفان چالاک ہے اور تیری تعریف مدح کو صحیح راہ دکھاتی ہے جب کہ تجھ سے کمتر آدمی کے اوصاف میں شعر بھک جاتے ہیں تجھے مسلمانوں کے دل نے پکارا اور اخلاص دکھایا اور ان کا سر و چہرہ اللہ کے لئے اچھا ہو گیا۔

اور انہوں نے عاجزی سے اللہ کے آگے ہاتھ پھیلائے تو اللہ نے انہیں کہا: اللہ نے فیصلہ کر دیا ہے اور اس نے تیری بیعت کے ذریعے انہیں نعمتیں عطا کیں اور انہیں خوش قسمتی حاصل ہو گئی اور سرحد کے اگلے دانت چسنے لگے حالانکہ جو تکلیف اسے پہنچی تھی اس میں کمی نہ ہوئی تھی اور تو نے صلح کے ساتھ شہروں اور اس کے باشندوں کو امن دیا پس نہ کوئی ظلم زیادتی کرنا اور نہ ذرِ مخالفت کرتا ہے اور تیرے باپ مولانا نے تصریح کے ساتھ کہا تھا کہ اس کی اولاد میں ایک نیک لڑکا ہوگا اور تو اس کے فوراً بعد خلافت کا حق رکھتا تھا لیکن ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے اور تو نے خلافت کے باشندوں کو وہاں سے نکال دیا جو ایک زمانہ تک ٹھہرے رہے جہاں چاند ظاہر نہیں ہوتا تھا اور اللہ نے تیرا حق واپس کر دیا جب اس نے یہ فیصلہ کیا کہ تو نعمتوں کو اوزار لے اور پردوں کو لٹکا لے اور وہ مخلوق سے نرمی کر کے حکومت کو تیرے پاس لے آیا حالانکہ وہ امامت کے رکن کو کھوپکے تھے اور مجبور ہو کر گئے تھے اور اس نے آزمائش سے تیری عزت و رفعت اور اجر میں اضافہ کر دیا اگر کھٹلانا نہ ہوتا تو سونے کی پیمان نہ ہوتی جب ہلاکتیں آتی ہیں تو تجھے عی آواز دی جاتی ہے اور جب بارش نہیں ہوتی تو تجھ سے امید کی جاتی ہے اور جب زمانہ اپنے حکم سے ظلم کرتا ہے تو امر و نہی اور خرابی اور درستی تیرے ہاتھ میں ہوتی ہے اور یہاں نصرت تیرے پاس آیا تھا تو پر شکستہ تھا اور تیرے اشراف سے مدد مانگتا تھا اور وہ مسافر تھا اور تجھ سے اس امر کی امید رکھتا تھا جس کا تو اہل ہے اور تو فخر کرنا چاہتا ہے تو فخر تیرے پاس آچکا ہے اے امیر المؤمنین دوبارہ پختہ بیعت لے کیونکہ عہد شکنی نے اس کی گرہ کو کھول دیا ہے اور تیرے جیسا شخص غیر قوم کے آدمی کا لحاظ کرتا ہے اور جو آل مرین کو پکارتا ہے اس کے پاس عزت اور مدد آ جاتی ہے اے امام برحق حق کا بدلہ لے اور جو کچھ تو کرے گا اس کے ضمن میں عزت اور اجر ملے گا اور اے حق کے مددگار تو عی اس کا اہل ہے پس تو حق کے ساتھ کھڑا ہو اور زیہ اور عمر سے کوئی امید نہیں کی جاتی اور اگر کہا جائے کہ تیرے مالک کا مال بہت ہے اور یہ تیری فوج بہت بڑا لشکر ہے تو تیرے ذریعے زیادتی کرنے والے کو روکا جاتا ہے اور تیرے ذریعے ہدایت زندہ ہوتی ہے اور جس چیز کو کفر نے گرا دیا ہے تیرے ذریعے اسلام اُسے تعمیر کرتا ہے اُسے دوبارہ اس کے وطن کی طرف بھیج اور اُسے اپنی نعمتیں دے جن کا کوئی شمار نہیں ہے اور لوگوں کے دلوں کو جلدی سے درست کر کیونکہ تیرے غلبے اور دباؤ نے انہیں توڑ دیا ہے اور وہ تیرے فعل کو دیکھ رہے ہیں اور تیرا دہانا ہاتھ ان سے جو چاہتا ہے اس کے بعد کوئی خسارہ نہیں تیرا متحد آسمان ہے جس کی کلمات تجھے درمائدہ نہیں کرتی سوائے اس کے کہ اسے بلند یوں میں رکاوٹ پیش آ جاتی ہے اور عمر ایک مستعار زینت ہے جسے واپس کیا جائے گا لیکن اصل عمرِ ثناء ہے اور جو شخص فنا ہونے والی چیز کو ہمیشہ رہنے والی چیز کے بدلے فروخت کرے تو اس کی کوشش کامیاب اور اس کی تجارت فائدہ بخش ہے اور اُسے بلند یوں کے مالک جو تو باقی چھوڑے گا اس کے سوا پوری قوت والے اور سفید ہاتھ پاؤں والے گھوڑے ہیں اور سرخ اور زرد رنگ کے گھوڑے ہیں جن کے داغ واضح ہیں اور ان کے جسم سونا اور ٹانگیں ہوتی ہیں اور حرمین کے معزز لوگوں نے خوش کیا جن کے عمائے ملواریں اور عادات گندم گوں نیزے ہیں اور ان پر لوہے کی زر ہیں جن کی اطراف میں بڑے بڑے لشکر داخل ہو جاتے ہیں وہ ایسے لوگ ہیں اگر وہ کسی مصیبت کے دور کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں تو کوئی اتار چھاؤ مشکل نہیں رہتا جب ان سے سوال کیا جائے تو وہ عطا کرتے ہیں اور جھگڑا کیا جائے تو جملہ کرتے ہیں اور اگر وعدہ کریں تو اسے پورا کرتے

ہیں اور اگر معاہدہ کریں تو سچ کر دکھاتے ہیں اور اگر وہ آواز سنیں تو معزز جانوں کے ساتھ پہنچے ہیں جن کی کھوپڑیوں پر مخلوق سے نیکی کرنا فرض ہوتا ہے اور اگر ان کی مدح کی جائے تو وہ راحت محسوس کر کے جھوٹے ہیں گو یادہ نشہ میں ہیں جن کی کھواروں میں شراب چلتی ہے اور ان کے سینے غزروں کے درمیان سکر رہتے ہیں اور درخت کی لکڑیوں کے درمیان پھول مسکرائے ہیں اے میرے آقا میری سوچ کم ہو گئی ہے اور میری طبیعت بدل گئی ہے پس میرا یقین اور سوچ طبیعت نہیں ہے اور اگر تیری مہربانی نہ ہوتی جس سے تو نے مجھے پایا اور زنجیر کیا ہے تو میرا کوئی نام و نشان نہ ہوتا تو نے مجھے کھوئی ہوئی چیزوں کو موجود کر دیا ہے اور تو نے ایسے مردہ کو زندہ کیا ہے جس کے اعضاء کو قبر نے سیٹ لیا تھا تو نے ایسے فضل سے آغاز کیا جس کی عظمت کے باعث میں اس کا اہل نہ تھا پس لطف اور انشراح صدر حاصل ہو گیا اور تو نے بڑی بڑی نعمتیں میرے گلے میں ڈال دیں جن کے متعلق میری تعریف اور شکر کم ہے اور تو احسانات کی تحمیل کا ضامن ہے یہاں تک کہ عزت جاوہر و قہر و انیس آجائے وہ ذات جس نے اپنی رحمت سے تیرا مقام بلند کیا ہے تجھے جزا دے جس کے ذریعے تو قیدی کو چھڑاتا ہے اور مضطر تسلی پاتا ہے اور جب ہم مدح سے تیری شاکر تے ہیں تو ریت اور بادش کے قطرے کہاں شمار ہو سکتے ہیں بلکہ ہم تو اپنی استطاعت کے مطابق تعریف کرتے ہیں اور جو کوشش کرتا ہے اسے جزا کا حق بھی ہوتا ہے۔

پھر مجلس درخواست ہو گئی اور ابن الاحمر اپنے ٹھکانوں کی طرف چلا گیا اور اس کے لئے محلات میں فرش بچھائے گئے اور سنہری زینوں کے ساتھ گھوڑے اس کے قریب ہوئے اور اس نے اس کی طرف قیمتی چادریں بگھیں اور اس کے لئے اس کے معلوم جی موالی اور تربیت یافتہ دوستوں کے لئے وظائف مقرر کئے اور اس نے سواروں اور پیادوں میں اس کی شاہانہ رسم کی نگرانی کی اور اس نے سلطان کے ادب کی وجہ سے اس کے ملک کے القاب کو آلہ کے سوا خالص نہیں کیا اور اس کے مددگاروں میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ ۷۳۷ھ میں اندلس چلا گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

حسن بن عمرو کے تادلہ میں خروج کرنے اور

سلطان کے اس پر متغلب ہونے اور

وفات پانے کے حالات

جب وزیر حسن بن عمرو مراکش گیا اور وہاں ٹھہرا تو اس کی سلطنت اور ریاست وہاں جڑ پکڑ گئی جس سے سلطان کی مجلس کے لوگ حسد کرتے تھے اور انہوں نے کوشش کی کہ سلطان اس سے بگڑ جائے یہاں تک کہ دونوں کے درمیان فحشاء تاریک ہو گئی

اور وزیر بھی اس کو سمجھ گیا جس وہ اس کے مقام سے پریشان ہو گیا اور اپنے بارے میں سلطان کے حملے سے خوفزدہ ہو گیا اور ماہ صفر ۷۷۱ء میں مراکش سے نکلا اور اطاعت سے منحرف ہو کر تادلہ چلا گیا اور چشم کے بنو جابر اسے ملے اور اس کے پاس جمع ہو گئے اور انہوں نے اسے پناہ دے دی اور سلطان نے اپنی فوجوں کو اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا اور اپنے وزیر حسن بن یوسف کو ملان کا سلازمقرر کیا اور اسے اس کی طرف بھیجا جس وہ تادلہ میں اترا اور حسن بن عمرو جبل چلا گیا اور ان کے سردار حسین بن علی الوردی کے ساتھ وہاں کھد بند ہو گیا اور فوجوں نے ان کا گھیراؤ کر لیا اور ان کی ناکہ بندی کر دی اور وزیر نے ان پر حملہ کرنے کیلئے جبل کے منا کہ باشندوں کے ساتھ سازش کی اور انہیں مال دیا جس انہوں نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کی فوج منتشر ہو گئی اور اس نے حسن بن عمرو کو گرفتار کر لیا اور اسے سب کچھ سمیت سلطان کی فوج میں لے آیا جس وزیر نے اسے قید کر دیا اور انصرا کی طرف لوٹ آیا اور جمعہ کے روز سلطان کے حضور پیش ہوا اور سلطان نے اس میں فوج کو سوار کر دیا اور خود اپنی فوج کو ملنے کے لئے شہر کے چوک میں لہٹی جگہ پر سونے کے برج میں بیٹھا اور سلطان نے حسن بن عمرو کو ایک اونٹ پر سوار کرایا جو ان جمع شدہ لوگوں میں بٹے کر اسے پھرا اور سلطان کی نشست کے قریب ہوا تو اس نے اونٹ کے اوپر سے زمین کو چومنے کا اشارہ کیا اور سلطان سوار ہو کر اپنے محل کی طرف چلا گیا اور مجمع اکڑ گیا اور وہ رسوا ہو چکے تھے اور دنیا کے لئے عبرت بن گئے تھے اور سلطان اپنے محل میں داخل ہوا اور اپنے آستانہ تخت پر بیٹھا اور اپنے خواص اور ہم نشینوں کو بلایا اور اسے بھی بلایا اور ڈانٹا اور اس نے جو کچھ کیا تھا اس کا اس سے اعتراف کر دیا تو وہ معذرت اور انکار کرنے لگا۔

مجلس میں ابن خلدون کی موجودگی: اور شرقاہ اور خواص کے ساتھ میں بھی اس مجلس میں موجود تھا اور یہ ایک ایسا مقام تھا جس میں رحمت و معذرت کے باعث آنکھیں اشک بار تھیں پھر سلطان کے حکم سے اسے منہ کے بل گھسیٹا گیا اور اس کی ڈاڑھی نوچی گئی اور ڈنڈوں سے مارا گیا اور اسے اس کے قید خانے لے جایا گیا اور قید کرنے سے چند راتوں بعد اسے شہر کے چوک میں نیزے مار مار کر قتل کر دیا گیا اور اس کے اعضاء باب محروق کے پاس شہر کی فصیل پر نصب کر دیے گئے اور وہ دوسروں کے لئے عبرت بن گیا۔

فصل

سوڈانی وفد اور اس کے ہدیے اور اس

میں نادر زرافے کے حالات

جب سلطان ابوالحسن نے شاہ سوڈان غنا سلیمان بن غنا موسیٰ کو ہدیہ بھجوایا جس کا ذکر اس کے حالات میں آتا ہے تو اس نے اس کا بدلہ دینے کی کوشش کی اور اسے ہدیہ دینے کے لئے اپنے علاقے کی عجیب و غریب چیزوں کو جمع کیا اور اس دوران میں سلطان ابوالحسن کی وفات ہو گئی اور ہدیہ اس کی دور دراز سرحد تک پہنچ گیا اور غنا سلیمان بھی اس کی روانگی سے قبل

فوت ہو گیا اور اہل مالی میں اختلاف و انتشار پیدا ہو گیا اور ان کے ملوک امارت کے بارے میں ایک دوسرے پر حملے کرنے لگے اور قتل کرنے لگے اور فتنہ میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ ان میں مساوات کھڑا ہو گیا اور ان کا معاملہ اس کے لئے مرتب ہو گیا اور اس نے اپنے ملک کی اطراف پر غور کیا اور اسے ہدیہ کے بارے میں بتایا گیا کہ اسے ولایت میں ذخیرہ کیا گیا ہے تو اس نے حکم دیا کہ اسے مغرب کی حکومت میں بھجوا دیا جائے اور اس عظیم الجثہ عجیب و غریب شکل کے زرافے کا اضافہ کیا جائے جو حیوانات سے مختلف صورت رکھتا ہو اور وہ اس ہدیہ کے ساتھ اپنے علاقے سے روانہ ہوئے اور صفر ۱۱۷۱ء میں قاس پینچے اور جمعہ کاروزان کی آمد کا دن تھا اور سلطان ان کے لئے سنہری برج میں سامنے کی نشست پر بیٹھا اور لوگوں میں متادی کی گئی کہ وہ صحرا کی طرف چلے جائیں پس وہ ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے چلے گئے یہاں تک کہ ان سے قضا تنگ ہو گئی اور عجیب و غریب شکل کے زرافہ کو دیکھنے کے لئے اس قدر بھیڑ ہو گئی کہ لوگ ایک دوسرے پر سوار ہو گئے اور شعراء نے مبارک باد اور مدح کے اشعار پڑھے اور وفد سلطان کے سامنے حاضر ہوا اور انہوں نے نہایت محبت و اخلاص کے ساتھ پیغام رسائی کی اور اہل مالی کے اختلاف اور امارت کے حصول کے لئے ان کے ایک دوسرے پر حملے کرنے کے باعث ہدیہ میں تاخیر ہونے پر معذرت کی اور اپنے سلطان کی عظمت بیان کی اور ترجمان ان کی طرف ترجمانی کرتا جاتا تھا اور وہ معروف دستور کے مطابق اپنی کمانوں کی تانت اتار کر اس کی تصدیق کرتے جاتے تھے نیز انہوں نے ملوک عجم کے طریق کے مطابق اپنے سروں پر مٹی ڈال کر سلطان کو سلام کیا پھر سلطان سوار ہو گیا اور یہ مجمع منتشر ہو گیا اور اس کی شہرت پھیل گئی اور یہ وفد سلطان کی حکومت اور اس کے بعد وظیفے کے تحت ٹھہرا رہا اور سلطان ان کی واپسی سے قبل فوت ہو گیا اور اس کے بعد جس آدمی نے امارت سنبھالی اس نے ان پر حسن سلوک کیا اور یہ مراکش کی طرف لوٹ آئے اور وہاں سے ذوی حسان کے پاس آ گئے جو سوس کے مصلی عربوں میں سے ہیں اور ان کے بلاد کے ساتھ متصل ہیں اور وہاں سے یہ اپنے سلطان کے پاس چلے آئے۔

فصل

سلطان کے تلمسان کی طرف آنے اور اس پر

قابض ہونے اور ابوتاشیفین کے پوتے ابو

زیان کو اس پر قبضہ کرنے کے لئے ترجیح

دینے اور اس کے ساتھ امرائے موحدین

کے ان کے بلاد کی طرف جانے کے حالات

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب ۵۷۰ھ میں سلطان مغرب کا خود مختار بادشاہ بن گیا تو درعہ کا عامل عبداللہ بن مسلم دروہلی تھا جو بنی عبدالواد کے اسلاف اور ابی زیان کے مددگاروں میں سے تھا جسے سلطان ابوالحسن نے تلمسان پر حطب ہوتے وقت منتخب کر لیا تھا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس کے بعد سلطان ابوعثمان نے اسے بلاد درعہ پر عامل مقرر کیا اور جب ابوالفضل بن سلطان ابوالحسن نے اپنے بھائی سلطان ابوعثمان کے خلاف جبل حمیدی میں خروج کیا تو اس نے اس کے ساتھ دھوکہ کیا پس وہ مولیٰ ابوسالم کے با اختیار امیر بننے پر پریشان ہو گیا اور اس کے حملے سے خوفزدہ ہو گیا کیونکہ اس نے دیکھا کہ وہ اپنے بھائی ابوالفضل کی وجہ سے اس سے کینہ رکھتا ہے کیونکہ ان دونوں کے درمیان سفر کی قرابت پائی جاتی تھی پس اس نے اپنے ان دوستوں کے ساتھ جو عرب السهل سے تھا سازش کی اور اپنے ذخائر اموال اور اہل کو اٹھایا اور صحرا کو طے کر کے تلمسان پہنچ گیا اور ۵۷۰ھ کے آخر میں سلطان ابوحمو کے پاس چلا گیا اور اس نے اس کی خوب پزیرائی کی اور اس کے پہنچنے ہی سے اپنا وزیر بنا لیا اور اس پر اور اس کے مقام پر فخر کا اظہار کیا اور تہذیب اور حل و عقد کے تمام کام اس کے سپرد کر دیے اور اس نے خوب جانفشانی سے خدمت کی اور معطلی عربوں کو ان کے موطن سے اس کی حکومت کی رغبت اور حکومت میں اس کے مقام کی عظمت اور سلطان مغرب کے خوف کی وجہ سے بلا لیا کیونکہ انہوں نے یکے بعد دیگرے بنی مرین کے ساتھ اتفاق کرنے کی وجہ سے اس سے زیادتی کی تھی پس وہ تلمسان میں ٹھہر گئے اور سب کے سب بنی عبدالواد کے پاس اکٹھے ہو گئے۔

سلطان ابوسالم کا عبید اللہ بن مسلم کے بارے میں پیغام بھیجنا: اور سلطان ابوسالم نے ابوحمو کی جانب ان کے عامل عبداللہ بن مسلم کے بارے میں پیغام بھیجا تو اسے اس کی طرف سے جواب نہ ملا اور اس کے اہل وطن اس کے سامنے

معتقل کی دوستی کو پیش کیا تو وہ ان کے کام میں لگ گیا تو سلطان نے ان پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا اور اس نے شہر کے میدان میں اپنا پڑاؤ بنالیا اور عطیات کا رجسٹر کھول دیا اور لوگوں میں تلمسان کی طرف جنگ کے لئے جانے کا اعلان کر دیا اور کمزوریوں کو دور کیا اور اپنے وزراء کو فوج اکٹھی کرنے کے لئے مراکش کی طرف بھیجا پس جہات کی فوجیں آ گئیں اور وہ جمادی الاول ۷۷۱ھ کو فاس سے روانہ ہوا اور ابوحمزہ نے اپنی حکومت کے لوگوں اور اپنی حکومت کے مددگار زنا تہ اور بنی عامر اور معتقل کے تمام عربوں کو سوائے عمازنہ کے جمع کیا ان کا امیر زبیر بن طلحہ سلطان کی طرف نکل تھا اور وہ تلمسان سے بھاگ گئے اور صحرا کی طرف چلے گئے اور سلطان ۳ رجب کو تلمسان گیا اور ابوحمزہ اور اس کے مددگار مغرب کی طرف چلے گئے اور وتر مار بن عریف کے شہر کرسیف میں اترے اور اسے جاہ و برباد کر دیا اور وتر مار اور اس کی قوم کے بنی مرین کے ساتھ دوستی رکھنے پر ناراضگی کی وجہ سے جو کچھ وہاں موجود تھا اسے لوٹ کر لے گئے اور حطاط کی طرف بھی بڑھے اور اس کے نواح میں فساد برپا کیا اور انکاہ کی طرف واپس لوٹ آئے اور سلطان کو ان کی اطلاع ملی تو اس نے مغرب کے معاملے کا تذکرہ کیا اور تلمسان پر ابو تاشفین کے اس پوتے کو عامل مقرر کیا جس نے ان کی گود میں ان کی نعمتوں کے تحت پرورش پائی تھی اور وہ ابو زیان محمد بن عثمان تھا اور جوانی ہی میں وہ مشہور ہو چکا تھا اور اس نے اسے تلمسان کے قصر قدیم میں اتارا اور مشرق کے تمام زنا تہ اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس کے عم زاد عمر بن محمد بن ابراہیم بن مکی کو اس کا وزیر بنایا اور حق کے وزراء کے بیٹوں میں سے سعید بن موسیٰ بن علی بھی تھا اور اس نے اسے دنانیر و دراہم کے دس بوجھ دیے اور اسے آلہ دیا اور اس وقت مولانا سلطان ابو العباس کے سامنے اس کی سلاطین اور سخت مقامات سے اس کی محبت کو بیان کیا گیا پس وہ اس کی خاطر اپنی قسطنطنیہ کی امارت سے دستبردار ہو گیا اور اس طرح اس نے حاکم بجایہ موٹی ابو عبد اللہ کو اپنے ملک بجایہ کو واپس لینے کے لئے بھجوایا تو اس نے ان دونوں کو امیر مقرر کیا اور خلعت دیے اور دونوں کو دو بوجھ مال دیا اور اس نے قسطنطنیہ کے عامل منصور بن الحاج خلوف کو لکھا کہ وہ مولانا سلطان ابو العباس احمد کے شہر سے دستبردار ہو جائے اور اس پر قابو دلائے اور اس نے ان امراء کو الوداع کہا اور خود مغرب کی سرحدوں کو بند کرنے اور دشمن کی بیماری کے قلع قمع کے لئے اپنے دارالخلافت کی طرف واپس آ گیا اور اسی سال کے شعبان میں فاس آ گیا اور ابھی اس کے قدم نکلے بھی نہیں تھے کہ ابو زیان تلمسان سے بھاگنے کے بعد اس کے پیچھے پیچھے واپس آ گیا اور دانشریں چلا گیا اور ابوحمزہ اس پر حطب ہو گیا اور اس کی فوج منتشر ہو گئی پس وہ سلطان کے پاس چلا گیا اور ابو حمزہ تلمسان کا خود مختار بادشاہ بن گیا اور اس نے مصالحت کے بارے میں سلطان کو پیغام بھیجا تو اس نے اس کی مرضی کے مطابق مصالحت کر لی۔

فصل

سلطان ابوسالم کے وفات پانے اور مغرب کی حکومت پر عمر بن عبداللہ کے قابض ہونے اور اس کے بکے بعد دیگرے ملوک کو مقرر کرنے اور وفات پانے کے حالات

سلطان کی خواہش پر خلیفہ ابو عبداللہ بن مرزوق کو غلبہ حاصل تھا اور اس کے حالات میں سے یہ بات بھی ہے کہ اس کے اسلاف شیخ ابی مدین کے پڑاؤ سے تعلق رکھنے والے لوگوں میں سے تھے اور اس کا دادا اس کی قبر کی خدمت کا نگران تھا۔ اس نے اُسے خادم بنایا اور اس کی اولاد بھی اس پڑاؤ کی مسلسل نگران رہی اور اس کا تیسرا دادا محمد حکومت میں مشہور و معروف تھا اور جب وہ فوت ہوا تو عمر اس نے اُسے قصر قدیم میں دفن کیا تاکہ اس کی قبر سے برکت حاصل کرنے کے لئے اس کے پڑوس میں رہے اور اس کا یہ بیٹا احمد ابو محمد مشرق کی طرف چلا گیا اور وفات تک حرمین کے پڑوس میں رہا اور اس کے بیٹے محمد نے مشرق میں حجاز اور مصر کے درمیان پرورش پائی اور تلاش و جستجو میں کچھ چیزوں کو باندھ کر مغرب کی طرف لوٹ آیا اور امام کے لڑکوں سے علم فقہ میں بڑھ گیا اور جب سلطان ابوالحسن نے مسجد العباد تعمیر کی تو اسے اس کی خطابت سپرد کی اور اس نے اُسے منبر پر خطبہ دیتے سنا تو اس نے نہایت اچھی طرح اس کا ذکر کیا اور اس کے لئے دعا کی تو وہ اس کی آنکھ کو بھلا معلوم ہوا اور اس نے اسے اپنے لئے جن لیا اور اسے اپنا مقرب بنالیا اور اسے خلیفہ بنایا جہاں وہ مغرب کی مساجد میں نماز پڑھاتا اور اسے چھوڑ کر بادشاہوں کے پاس چلا گیا اور جب قیردان کی مصیبت کا واقعہ ہوا تو وہ مغرب کی طرف چلا گیا اور اپنے اسلاف کے جبل میں ان احوال کے بعد جن کے بیان سے ہم نے پہلو تہی کی ہے عباد کی خانقاہ میں ٹھہر گیا اور جب سلطان الجزائر کی طرف گیا تو حاکم تلمسان ابوسعید نے اس سے ساز باز کی کہ وہ اس کی جانب سے سلطان ابوالحسن کے پاس اس کی سفارت کرے اور ان دونوں کے مابین جو خرابی ہے اسے درست کر دے پس وہ اس کام کے لئے گیا اور ابوطاہت اور بنو عبدالواد نے اسے ملامت کی اور انہوں نے اُسے اپنے سلطان سے بدظن کر دیا اور صغیر بن عامر کو اس کے پیچھے بھیجا تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور انہوں نے اسے زمین دوز قید خانے میں ڈال دیا پھر انہوں نے کچھ عرصے بعد اسے اندلس کی طرف واپس بھیج دیا تو اس نے حاکم فرناط ابو الجاج سے رابطہ کیا تو اس نے اسے اپنی خطابت سپرد کر دی کیونکہ اس کے متعلق مشہور ہو چکا

تھا کہ وہ بادشاہوں کے لئے ان کے خیال کے مطابق اچھا خطبہ دیتا تھا اور سلطان اباس کے ساتھ ان دونوں کے غربت کے ٹھکانے میں مانوس ہو گیا اور ابوالحجاج کے ہاں اس کا حصہ دار بن گیا پس سلطان نے اس کے قدیم و جدید تعلقات اور وسائل کا جو اسے اس کے باپ کے پاس حاصل تھے لحاظ کیا پس جب مغرب کی حکومت اس کے لئے منظم و مرتب ہو گئی تو اس نے اسے اپنی دوستی کے لئے جن لیا اور اسے اپنی محبت و عنایت عطا کی اور وہ اس کا مشیر اور اس کی خلوت کا راز دار اور اس کی خواہش پر غالب تھا پس چہرے اس کی طرف پھر گئے اور مطیع ہو گئے اور بہت سے اشراف اور وزراء اس کے قمعین میں سے تھے اور اس کے دروازے پر سالار اور امراء آتے تھے اور حکومت کی باگ دوڑ اس کے ہاتھ میں آ گئی اور وہ برے انجام کے خوف سے اکثر اوقات اس سے الگ رہتا تھا اور جو شخص تکلیف میں قریض کرتا تھا اسے ڈانٹتا تھا اور اصحاب مراتب پر سلطان کے دروازے پر جانے کی تہمت لگاتا تھا اور وہ جانتے تھے کہ وہ انہیں روک رہا ہے پس انہوں نے اس سے برا مانایا اور اس کی وجہ سے حکومت سے ناراض ہو گئے اور اس کی آمد سے ہر باب حل و عقد کے دل بیلد ہو گئے اور سلطان کے ہاں اسے جو پہرہ حاصل تھا اس کی وجہ سے وزراء اس پر حسد کرنے لگے اور حکومت کی تاک میں رہنے لگے اور عوام و خواص کو اس بیماری نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

وزیر عبد اللہ بن علی کی وفات: جب عمر بن عبد اللہ بن علی کا باپ وزیر عبد اللہ بن علی سلطان کے اس کے ملک پر قبضہ کرنے کے وقت جمادی الاول ۷۱۰ھ میں فوت ہوا تو اباب حکومت کے منہ سے اس کے ورثہ پر رال پکے لگی اور وہ بڑا مال دار آدمی تھا پس اس نے ان میں سے ابن مرزوق کی پناہ طلب کی اور اس نے بعد اس کے کہ انہوں نے سلطان کو اسے تکلیف پہنچانے اور اس کی توہین کرنے پر آمادہ کیا تھا اسے اپنے باپ کے ورثہ میں حصہ دینا یا تو اس نے اسے پناہ دی اور سلطان کے ہاں اس کے مقام کو بلند کیا اور اسے اس کے ساتھ جو اپنی بہن کے ورثہ کرنے پر آمادہ کیا اور جب سلطان کو سفر در پیش ہوتا تو سلطان اسے جدید شہر یعنی اپنے دار الخلافہ کی سیکرٹری شب سپرد کرتا اور عمر نے حکومت کے وزیر مسعود بن ماسی کے ساتھ اس کے غم کو دور کرنے اور اس سے مخلصانہ محبت کرنے کے لئے رشتہ داری کی اور شعبان ۷۱۲ھ میں سلطان کو چھوڑ کر تلمسان کے پاس چلا گیا اور اس کے متعلق چغلی کی گئی کہ اس نے حاکم تلمسان کے ساتھ دھوکہ کرنے کے لئے سازش کی ہے پس اس نے اس کو مصیبت میں ڈالنے اور اس کے قتل کرنے کا ارادہ کیا اور ابن مرزوق کو اس سے دور کر دیا اور اس کے عذاب سے بچ گیا اور دل میں کینہ رکھا اور حکومت کی تاک میں رہا اور اسے کیم ذوالقعدہ کو تلمسان سے واپسی پر دوبارہ دار الخلافہ کی سیکرٹری شب دی گئی کیونکہ سلطان وہاں سے قصبہ قاس کو آ گیا تھا اور اس نے اپنے محلات کی تنگی کی وجہ سے وہاں اپنے بیٹھنے کے لئے ایک بڑا ایوان بنایا اور جب عمر نے دار الخلافہ پر قبضہ کیا تو اسے حملہ کرنے کی سوچھی اور جب اسے پتہ لگا کہ ابن مرزوق کے مقام کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں حکومت کے متعلق بیماری پائی جاتی ہے تو اس کے نفس نے یہ بات اسے خوب مزین کر کے دکھائی۔

عمر اور غریسہ کی سازش: تو اس نے فوج کے سالار غریسہ بن الظلول سے سازش کی اور انہوں نے اس کام کے لئے ۲۳ ذوالقعدہ ۷۱۲ھ کی رات کا تعین کیا اور وہ تاشفین الموسوس ابن سلطان ابی الحسن کے پاس جدید شہر میں اس کے مکان پر گئے پس انہوں نے اسے خلعت دیے اور اسے بادشاہ کا لباس پہنایا اور اس کی سواری اس کے قریب کی اور اسے سلطان کے تخت

کی طرف لے گئے اور اسے اس پر بٹھا دیا اور محافظوں اور تیر اندازوں کے شیخ محمد بن زرقاء کو اس کی بیعت پر مجبور کیا اور انہوں نے اعلانیہ علیحدگی اختیار کر لی اور دھول بجائے اور مال کے خزانے میں گئے اور کسی انداز سے اور حساب کے بغیر عطیات مقرر کئے اور جدید شہر کے باشندوں نے فوج پر حملہ کر دیا اور جو عطیات ان کے پاس پہنچے تھے انہوں نے اچک لئے اور خارجی خزانوں میں جو ساز و سامان تھا اسے لوٹ لیا اور جو کچھ ان خزانوں سے ضائع ہو چکا تھا اس پر پردہ ڈالنے کے لئے خزانوں کو آگ لگا دی اور سلطان نے قصبہ میں اپنی جگہ پر صبح کی پُلیں وہ سوار ہوا اور اس کے جوہر دگار اور قبائل موجود تھے۔ اس کے پاس آگئے اور وہ جدید شہر کو گیا اور اس کے ارد گرد راستہ کی تلاش میں چکر لگایا اور اس کے محاصرہ کے لئے کدیہ العرائس میں اپنا پڑاؤ لگایا اور لوگوں میں اعلان کر دیا کہ وہ اس کے پاس آجائیں اور دوپہر کے قیلولہ کے وقت اپنے خیمے سے آیا اور لوگ اس کے دیکھتے دیکھتے اس سے الگ ہو کر فوج در فوج جدید شہر کی طرف جانے لگے یہاں تک کہ وہ خود بھی اپنے ہمنشیوں اور خواص کے ساتھ اس کی طرف گیا اور خود بھاگنا چاہا اور سواروں کی جماعت میں اپنے وزیراء مسعود بن رہو اور سلیمان بن داؤد اور اپنے دروازے کے مولیٰ اور سپاہیوں کے افسر سلیمان بن نصار کے ساتھ سوار ہو کر گیا اور اس نے ابن مرزوق کو اپنے گھر جانے کی اجازت دی اور خود سیدھا چلا گیا اور جب رات نے انہیں ڈھانپ لیا تو وہ اس سے الگ ہو گئے اور وزیر دار الخلافہ کی طرف واپس آ گیا پس اس نے عمر بن عبداللہ اور اس کے حصہ دار غریبہ بن المظلول کو گرفتار کر لیا اور دونوں کو الگ الگ قید کر دیا اور اس نے علی بن مہدی اور بدر بنیٰ کو سلطان کی تلاش میں بھجوا دیا تو اسے پتہ چلا کہ وہ وادی ورغہ میں لوگوں کے جمع ہونے کی جگہ پر سویا ہوا ہے اور اس نے اپنے وجود کو چھپانے کے لئے اپنا لباس اتارا ہوا ہے اور اپنی جگہ پر جاسوسوں سے چھپا ہوا ہے تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے ایک نچر پر سوار کرایا اور عمر بن عبداللہ کو خبر پہنچ گئی پس وہ اس کے شعیب بن میمون بن دردار اور فتح اللہ بن عامر بن فتح اللہ سے ملنے سے گھبرا گیا اور اس نے دونوں کو اس کے قتل کرنے کا اور اس کے سر کے بیچے کا حکم دیا تو انہوں نے کدیہ العرائس کے سامنے اسے خندق اور القصب میں لٹا دیا اور ایک عیسائی سپاہی کو حکم دیا کہ وہ اس کو ذبح کرے اور وہ اس کے سر کو تو پرے میں ڈال کر لے گیا اور اس نے اسے وزیر اور مشائخ کے سامنے رکھ دیا اور عمر بن امیر بن گیا اور اس نے تاشغین الموسوس کو لوگوں کے خلاف واقعہ خبر سنانے پر مقرر کیا۔

فصل

ابن النطول کے نصاریٰ کی فوج کے سالار پر حملہ کرنے پھر یحییٰ بن رحو اور بنی مرین کے

اطاعت سے خروج کرنے کے حالات

جب عمر بن عبد اللہ نے وزیر کو گرفتار کر لیا تو سلیمان بن داؤد کا قید خانہ نصاریٰ کے سالار غریہ کے گھر میں تھا اور ابن ماسی کا قید خانہ اس کے گھر میں تھا اس نے اس کی رشتہ داری کی وجہ سے اس کی اہانت کرنا چھوڑ دی نیز اس لئے کہ اس میں اپنے بیٹوں بھائیوں اور قرابت داروں سے مدد مانگ سکتا تھا اور غریہ بن النطول سلیمان بن و نصار کا دوست تھا انہیں جب اس نے ان کی علیحدگی کی رات کو سلطان کو چھوڑا تو اسکے پاس آیا اور وہ اسے ہمیشہ شراب پلایا کرتا تھا اور وہ شہر کے وقت اس کے پس آیا اور ان دونوں نے عمر کی قید کے بارے میں اسے قید کرنے والے سلیمان بن داؤد کے وزارت میں قائم کئے جانے کے متعلق گفتگو کی کیونکہ وہ عمر اور امارت میں راسخ القوم ہوئے تھے اس سے جوہر تھا اور عمر کو اس بات کی اطلاع ملی تو اسے شک پڑ گیا اور وہ پارٹی سے الگ تھا پس اس نے اندلسی پیادوں کے مرکب سلطان کے قائد ابراہیم الطرطوسی کی پناہ لی اور موت پر اس کی بیعت کی پھر ان کی پارٹی با اختیار ہو گئی تو اس نے بنی مرین کے شیخ اور ان کے شیر بھائی بن رحو کی پناہ لی پس اس نے اس کے پاس شکایت کی تو اس نے اس کی شکایت کا ازالہ کر دیا اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ ابن النطول اور اس کے ساتھیوں کو پکڑے یا قتل کرے گا اور ابن النطول اور سلیمان بن و نصار نے بھی ان کے بارے میں پختہ معاہدہ کر لیا اور وہ محل کی طرف گئے۔

ابن النطول کی سازش: اور ابن النطول نے نصاریٰ کی ایک پارٹی سے مدد مانگنے کے لئے سازش کی اور جب بنو مرین حسب دستور سلطان کی مجلس میں آئے کہ عمر بن عبد اللہ القائد ابن النطول یحییٰ بن رحو کے سامنے بیٹھا ہے اور گھر سے قید خانے کی طرف منتقل کرنے کے بارے میں پوچھا تو اس نے انکار کیا اور اس نے اس کی اہانت کرنے سے گریز کیا اور اسی طرح اس نے اس سے ابن ماسی کے متعلق پوچھا پس عمر نے اسے گرفتار کرنے کا حکم دیا تو وہ لوگوں کے سرداروں کے ساتھ بھاگ گیا اور اس نے مدافعت کے لئے اپنی چھری تان لی اور بنو مرین نے حملہ کر کے اسی وقت اسے قتل کر دیا اور ان کے داخل ہونے کے وقت جو نصاریٰ کے سپاہی گھر میں موجود تھے انہیں قتل کر دیا اور وہ اپنے پڑاؤ کی طرف بھاگ گئے اور جدید شہر کے پڑوس میں ملاح نام سے مشہور تھا اور عوام نے شہر میں یہ جھوٹی خبر مشہور کر دی کہ ابن النطول نے وزیر سے خیانت کی ہے پس شہر کے کوچوں میں جہاں بھی عیسائی سپاہی ملے لوگوں نے انہیں قتل کر دیا اور وہ ملاح کی طرف بڑھے تاکہ وہاں جو سپاہی موجود ہیں انہیں قتل

کریں اور بنی مرین عوام کی تکلیف سے اپنی فوج کو بچانے کے لئے سوار ہوئے اور اس روز ان کے بہت سے اموال برتن اور سامان لوٹ لئے گئے اور نصاریٰ نے بہت سے لوگوں کو حراج کرتے ہوئے قتل کر دیا جو طراح میں شراب نوشی کر رہے تھے اور عمر نے گمر کو اپنے لئے مختص کر لیا اور سلیمان بن و نصار کورات تک قید کر دیا اور قید خانے میں ایک آدمی کو اسے قتل کرنے کے لئے بھیجا اور سلیمان بن داؤد کو ایک گمر سے دارالخلافت میں غفل کر دیا اور وہاں اسے قید کر دیا اور اس کے امر پر مستولی ہو گیا اور مشورہ کے لئے یحییٰ بن رحو کی طرف رجوع کیا اور بنو مرین اس کے پاس جمع ہو گئے اور وہ اعراء اور حکومت پر غالب آ گیا اور وہ سلطان ابوسالم کے خواص کا دشمن اور ان کے قتل کرنے کا حریص تھا اور عمران کی زندگی کا خواہاں تھا کیونکہ وہ ابن ماسی کے بارے میں بڑی امید تھا پس وہ اس پر غضب ناک ہو گئے اور اس کے متعلق سازش کی اور اس نے عامر بن محمد سے ہتھ جوڑی کرنے اور مغرب کی حکومت کو تقسیم کرنے کے بارے میں گفتگو کی اور اسے ابوالفضل بن سلطان ابوسالم کو اس کے پاس بھجوا دیا جسے اس نے اس کا صرہ کے بندھن سے رہائی کے لئے دوست بنایا تھا جس کا ارادہ بنی مرین کے مشائخ نے کیا تھا اور یہ ابوالفضل قصبہ میں زیر نگرانی تھا پس اس نے اس کے مکان کو تلاش کیا اور مشائخ نے اس بارے میں عمر پر سخت عتاب کیا مگر وہ نہ مانا اور ان سے عہد شکنی کر دی اور جدید شہر میں قلعہ بند ہو گیا اور انہیں اس میں آنے سے روک دیا تو وہ باب الفتوح میں اپنے سردار یحییٰ بن رحو کے پاس جمع ہو گئے اور انہوں نے عبدالحلیم بن سلطان ابی علی کو بلایا اور ہم اس کے ساتھ اس کے حالات کو بیان کریں گے اور اس نے عمر بن عبد اللہ بن ماسی کو اس کے قید خانے سے رہا کر کے مراکش کی طرف بھیج دیا اور اس نے اس سے وعدہ کیا کہ اگر انہوں نے اس کا محاصرہ کیا تو وہ ان پر چڑھائی کرے گا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

تلمسان سے عبدالحلیم بن سلطان کے پہنچنے

اور جدید شہر کے محاصرہ کرنے کے حالات

جب سلطان ابوالحسن نے اپنے بھائی سلطان ابی علی کو قتل کر دیا اور اس کے ذمہ جو حق تھا اس نے ادا کر دیا تو اس نے اس حق پر عمل کیا جو اسکے بیٹوں اور بیویوں کے بارے میں اس پر واجب تھا پس اس نے ان کی کفالت کی اور انہیں اپنی کفالت سے شاد کام کیا اور انہیں اپنے تمام کاموں میں اپنے بیٹوں کے برابر ٹھہرایا اور اپنی چیتنی بیٹی تا حضرت کو ان میں سے علی کے ساتھ بیاہ دیا جس کی کنیت ابوسلوس تھی اور قیروان کی مصیبت کے زمانے میں اس سے الگ ہو کر عربوں کے پاس چلا گیا اور ان کے ساتھ قیروان اور تونس میں سلطان کے پاس آیا پھر افریقہ سے واپس پلٹا اور تلمسان چلا گیا اور اس کے سلطان ابوسعید عثمان بن عبد الرحمن کے پاس اترتا تو اس نے اس کی عزت افزائی کی پھر وہ اندلس جانے کے لئے مصروف ہو گیا اور اس کے جانے سے پہلے سلطان ابوعثمان نے اس کے متعلق حکم بھیجا تو انہوں نے اسے واپس اس کے پاس بھیج دیا تو اس نے اسے قید کر

دیا پھر اس نے سلطان ابوالحسن کے ساتھ جو فعل کیا تھا اور اس کے حق کے انکار کرنے پر اسے بلا کر ڈانٹا اور اسے قتل کی دو راتیں گزرنے پر اسے قتل کر دیا اور جب سلطان ابوالحسن فوت ہو گیا اور اس کے خواص اور بیٹے سلطان ابو عثمان کے پاس چلے گئے اور اس نے اس کے بھائیوں کو اندلس بھجوا دیا اور ان کے ساتھ امیر ابو علی کے بیٹوں عبدالحلیم عبدالمؤمن، منصور ناصر اور ان کے بھتیجے سعید بن زیان کو بھی بھجوا دیا پس وہ ابن الاحمر کی پناہ میں اندلس میں رہے پھر ابو عثمان نے اپنے بھائی کی طرح ان کے بھجوانے کا مطالبہ کیا تو ابن الاحمر نے سب کو پناہ دے دی اور انہیں اس کے سپرد کرنے سے باز رہا اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس وجہ سے ان دونوں میں ناراضگی پائی جاتی تھی۔

ابوسالم کا نمائندہ بیٹوں کو قید کرنا: اور جب ابوسالم نے نمائندہ بیٹوں کو قید کر دیا تو جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں وہ اس وقت زندہ میں تھا تو ان میں سے عبدالرحمن بن علی بن ابی طلوس غرناطہ کی طرف چلا گیا اور اس کے مضافات میں گیا اور سلطان ابوسالم ان کے مقام کی وجہ سے ان کے متعلق شک رکھتا تھا حتیٰ کہ اس نے اپنی بہن تا حضرت کے بیٹے محمد بن ابی طلوس کو قتل کر دیا جب کہ وہ اس کی گود میں تھا اور جب ابو عبد اللہ قلوغ بن ابی حجاج مغرب کی طرف گیا تو اس کے ہاں اتر اور اس کی حکومت میں آ گیا اور اس نے دیکھا کہ وہ ان نمائندوں کی موجودگی میں غرناطہ میں اپنے معاملے کو سنبھال لے گا اور اس نے رئیس محمد بن اسماعیل کو امراء پر حملہ کرنے اور سلطان ابوالحجاج کے بیٹوں سے جنگ کرنے کے وقت بھیجا تو اس نے اس سے ان کے قید کرنے کے متعلق خط و کتابت کی پھر رئیس اور طاغیہ کے حالات خراب ہو گئے اور اس نے مسلمانوں کے بہت سے قلعے اس سے لے لیے اور سلطان ابوسالم کو پیغام بھیجا کہ وہ اس کے پاس آنے کے لئے قلوغ کا راستہ چھوڑ دے مگر وہ رئیس سے وفاداری کے باعث رک گیا پھر اس نے طاغیہ کی ضرورت کو پورا کر کے اس کی سرحدوں سے دور کر دیا پس اس نے قلوغ کو تیار کیا اور اس کے تھیلوں کو انعامات سے بھر دیا اور اسے آلہ دیا اور اس نے اپنے سپہ کے بحری بیڑے کو اشارہ کیا اور اپنے باپ کے قابل اعتماد آدمی علال بن محمد کو بھیجا اور اسے بحری بیڑے پر سوار کرایا اور اس کے ساتھ طاغیہ کے پاس گیا اور رئیس کو بھی غرناطہ میں اس کی خبر مل گئی اور حاکم تلمسان ابوحمو اس سے اولاد دینی علی کے متعلق خط و کتابت کیا کرتا تھا کہ وہ ان کو اس کی طرف بھیج دے تاکہ وہ انہیں سلطان کے مقابلہ میں رکاوٹ بنادے پس اس نے جلدی سے انہیں رہا کر دیا اور عبدالحلیم عبدالمؤمن اور ان کے بھتیجے عبدالرحمن کو بحری بیڑے میں سوار کروا کر ابی طلوس کے پاس بھیجا اور انہیں سلطان ابوسالم کی وفات سے پہلے حنین کی بندرگاہ کی طرف بھیج دیا پس حاکم تلمسان نے ان کی خوب مدارات کی اور ان میں سے عبدالحلیم کو مغرب کا امیر مقرر کیا اور محمد السمیع بن موسیٰ بن ابراہیم عمر سے الگ ہو کر تلمسان آ گیا اور ان کے ساتھ آ کر انہیں سلطان کی وفات کی اطلاع دی اور اس کی بیعت کی اور اسے مغرب کی طرف جانے کی ترغیب دی پھر پے درپے بنی مرین کے وفود آئے پس ابوحمو نے اسے بھیجا اور اسے آلہ دیا اور محمد السمیع کو اس کا وزیر بنایا اور تیزی سے اس کے ساتھ کوچ کر گیا اور راستے میں اولاد علی کے محمد بن زکریا سے ملا جو اہل دبدو اور مغرب کی سرحد کے اس وقت سے بنی دنکاس کے شیوخ ہیں جب بنی مرین اس کی طرف آئے تھے پس اس نے اس کی بیعت کی اور اپنی قوم کو اس کی اطاعت اختیار کرنے پر آمادہ کیا اور تیزی سے گیا اور جب عمر بن عبد اللہ نے ان سے عہد شکنی کی تو یحییٰ بن رحو اور مشائخ نے باب الفتوح میں پڑاؤ کر لیا اور انہوں نے ان میں سے مشائخ کو سلطان عبدالحلیم کو بلانے کے لئے تلمسان بھیجا تو اسے تازی میں ملے اور اس کے ساتھ واپس آ گئے اور سوہو شہر میں بنی مرین

کی ایک جماعت اسے ملی اور وہ ۷ محرم ۷۳۷ھ کو فتح کے روز جدید شہر میں اترے اور کدیہ العرائس میں ان کا پڑاؤ لگا اور انہوں نے سات روز صبح و شام ان سے جنگ کی اور ان کے وفود اور لشکر پے درپے ان کے پاس آنے لگے پھر آئندہ ہفتے عمر بن عبد اللہ سلطان ابو عمر کے ہراول میں مسلمانوں اور نصاریٰ کی تیر انداز اور نیزہ باز فوج کے ساتھ نکلا اور جو پوری تیاری کے ساتھ اس کے پاس آئے اس نے انہیں ساقہ میں سلطان کے سپرد کر دیا اور ان سے جنگ کی پس وہ اس کے قریب ہوئے پس اس نے حملہ کیا تا کہ تیر انداز فیلوں میں مضبوطی سے ٹھہر اڑے یہاں تک کہ انہیں زخم لگے پھر اس نے ان کی جانب جانے کا ارادہ کیا اور قلب کھل گیا اور فوج منتشر ہو گئی اور سلطان ساقہ کے ساتھ بڑھا تو وہ جہات میں خوفزدہ ہو گئے اور بنو مرین اپنے میواطن میں منتشر ہو گئے اور یحییٰ بن روح الخطیب مبارک بن ابراہیم کے ساتھ مراکش چلا گیا اور عبد الحلیم اور اس کے بھائی شجاعت اور مردانگی دکھانے کے بعد تازی آگئے اور عمر بن عبد اللہ نے محمد بن ابی عبد الرحمن کی آمد کا بڑے صبر سے انتظار کیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

امیر محمد بن امیر عبد الرحمن کے آنے اور

عمر بن عبد اللہ کی کفالت میں جدید شہر

میں اس کی بیعت ہونے کے حالات

جب بنو مرین نے عہد شکنی کی اور اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس نے ابو عمر کی جو بیعت کی اس پر انہوں نے برا منایا کیونکہ اس میں عقل نہ تھی جو شرعاً اور عادتاً شرط خلافت ہے اور انہوں نے اس پر عیب لگایا اور اس نے اپنی نگاہ میں اپنے آپ کو معمم کیا اور نمائندوں کی تلاش کا قصد کیا تو سلطان ابوالحسن کے پوتے محمد بن امیر ابی عبد اللہ پر اس کی نظر پڑی جو سلطان ابو سالم کی حکومت کے آغاز میں زندہ سے طاغیہ کے پاس چلا گیا تھا اور اسے اس کے پاس بہترین ٹھکانہ ملا تھا پس اس نے اپنے غلام حقیق النحسی کو اس کے پاس بھیجا پھر اس کے پیچھے عثمان بن یاسین پھر ان دونوں کے پیچھے بنی احمر میں اس کے رئیس الالبکم کو بھیجا ان میں سے ہر ایک نے اسے آنے پر اکسایا اور اس نے مخلوع بن احمر سے گفتگو کی جو طاغیہ کی پناہ میں تھا جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں کہ اس نے تھوڑی مدت ہوئی اس کی پناہ لی تھی پس اس نے اس سے اکسانے اور طاغیہ کے ہاتھ سے چھڑانے کے لئے گفتگو کی اور مخلوع مسلمانوں کی سرحدوں میں اپنے لئے ٹھکانہ تلاش کر رہا تھا کیونکہ اس کے اور طاغیہ کے تعلقات خراب ہو چکے تھے اور اس نے اس کی حکومت کو چھوڑنے کا ارادہ کر لیا تھا پس اس نے وزیر عمر پر شرط عائد کی کہ وہ اس کی خاطر زندہ سے دست بردار ہو جائے تو اس نے اس کی شرط کو قبول کیا اور اسے بنی مرین کے سرداروں خواص شرفاء اور

فقہاء کی مہروں کے ثبت کرانے کے بعد زندہ سے دست برداری کا خط بھیجا پس ابن احمد طاغیہ کے پاس گیا اور اس سے اس محمد کو اس کے ملک کی طرف بھیجنے کا مطالبہ کیا اور یہ کہ اس کے قبیلے نے اسے اس کام کے لئے بلایا ہے تو اس نے اس پر شرط عائد کرنے کے بعد اسے چھوڑ دیا اور اس کی آمد کے متعلق خط لکھا اور وہ ماہ محرم ۳۱۷ھ کے آغاز میں اشبیلیہ سے روانہ ہوا اور سبتہ میں اتر ا جہاں عمر بن عبد اللہ کے قرابت داروں میں سے سعید بن عثمان اس کی آمد کا خطر تھا پس خبر اس کے پاس پہنچی تو اس نے عمر کو اس کی بیعت کے سال معزول کر دیا اور اسے اپنی بیوی کے ساتھ اس کے گھر میں اتارا اور سلطان ابو زیان محمد کو بیعت آلہ اور خیمے بھیجے پھر اس کی ملاقات کے لئے اس نے فوج تیار کی تو وہ اسے طنز میں ملے اور وہ تیزی سے انصرۃ کی طرف گیا اور ۱۵ صفر کو کدیہ العرائس میں اتر اور وہاں اس کا پڑاؤ حرکت کرنے لگا اور ان دنوں وزیر اسے ملا اور اس کی بیعت کی اور اس نے اپنا خیمہ نکالا اور اسے اپنے پڑاؤ میں لگایا اور سلطان وہاں تین ماہ ٹھہرا رہا پھر چوتھے مہینے اپنے محل میں داخل ہوا اور اپنے تخت پر بیٹھا اور اپنے ملک میں مشغول ہو گیا اور عمر اس سے بے قابو تھا وہ اسرونی کو اس کے سپرد نہ کرتا اور اس موقع پر جھگڑا کرنے والوں نے ابو علی کے لڑکوں پر زیادتی کی۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے ان شاء اللہ۔

فصل

سلطان عبد الحلیم اور اس کے بھائیوں کے مکناسہ کی جنگ کے بعد سجناسہ کی طرف

جانے کے حالات

جب عبد الحلیم نے سنا کہ محمد بن ابی عبد الرحمن سبتہ سے قاس آ رہا ہے تو اس وقت وہ تازی میں اپنی جگہ پر تھا اس نے اپنے بھائی عبد المؤمن اور اپنے بھتیجے عبد الرحمن کو اُسے روکنے کے لئے بھیجا تو وہ مکناسہ پہنچے اور اس کے مقابلہ سے بزدلی دکھائی اور جب وہ جدید شہر میں داخل ہوا تو انہوں نے نواح پر غارتگری کر دی اور بڑا فساد کیا اور وزیر عمر نے فوجوں کے ساتھ ان کی طرف جانے کا ارادہ کیا پس وہ منظم فوج اور آلہ کے ساتھ نکلا اور وادی نجا میں شب باش ہوا پھر اس نے سی تتلم کے ساتھ صبح کی اور تیزی کے ساتھ مکناسہ کی طرف گیا تو عبد المؤمن اور اس کا بھتیجا عبد الرحمن دونوں اپنی فوجوں کے ساتھ اس کی طرف بڑھے تو اس نے کچھ دیر دونوں سے دفاعی جنگ کی پھر مضبوط ارادے کے ساتھ ان کی طرف بڑھا اور انہیں مکناسہ سے دور کر دیا اور یہ منتشر ہو کر اپنے بھائی سلطان عبد الحلیم کے پاس تازی آ گئے اور وزیر عمر مکناسہ کے میدان میں اتر اور سلطان کے پاس فتح کی خبر لے کر گیا اور میں اس دن اسے اس کے پاس لے گیا پس خوش خبری کی اطلاع پھیل گئی اور سلطان کو اپنی حکومت کے متعلق سرور اور مبارک باد ملی اور اس دن سے وہ اپنی حکومت میں مشغول ہو گیا اور جب عبد المؤمن شکست کھا

کراپنے بھائی عبدالخلیم کے پاس تازی پہنچا تو اس کے پڑاؤ نے بغاوت کردی اور اس سے الگ ہو کر قاس آگئے اور وہ اس کے بھائی اور ان کے ساتھ جو عقلی عرب تھے اپنے وزیر السبع بن محمد کے ساتھ سیدھے چلے گئے اور بجلہا سر پہنچ گئے اور وہاں کے باشندے ان کی بیعت میں داخل ہو چکے تھے اور ان کی اطاعت کر چکے تھے پس یہ وہاں غالب آگئے اور انہوں نے ملک و سلطنت کی علامت کو از سر نو اختیار کیا یہاں تک کہ ان کا خروج ہوا جسے ہم بیان کریں گے۔

فصل

عامر بن محمد اور مسعود بن ماسی کے مراکش

سے آنے اور ابن ماسی کی وزارت کے

واقعات اور عامر کے مراکش میں خود مختار

بن جانے کے حالات

جب سلطان ابوسالم مغرب کا خود مختار بادشاہ بن گیا تو اس نے عمال کے بیٹوں میں سے مصادمہ کے فیکس اور مراکش کی حکومت پر محمد بن ابی العلاء بن ابی طلحہ کو مقرر کیا اور وہ وہاں کا واقف تھا اور ذوی عامر میں سے کبیر نے مناقشہ کیا تو اس بات نے اسے برا فروختہ کر دیا اور بعض اوقات اس نے سلطان کے پاس بار بار عامر کی چغلی کی مگر اس نے اس کی بات نہ مانی اور جب عامر کو سلطان ابوسالم کی وفات اور عمر کی امارت کے قیام کی خبر ملی اور ان دونوں کے درمیان دوستانہ تعلقات پائے جاتے تھے تو محمد بن ابی العلاء نے شب خون مار کر اسے پکڑ لیا اور اسے آزمائش میں ڈالا اور اسے قتل کر دیا اور مراکش کی امارت کو اپنے لئے مختص کر لیا اور وزیر عمر نے ابوالفضل بن سلطان ابی سالم کو اس کے پاس بھیجا کہ اس نے بنی مرین کا جو محاصرہ کیا ہے اس کا خیال کرے اور عامر ان پر حملہ کرے اور اسے ختم کر دے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ پھر اس نے مسعود بن ماسی کو بھیجا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور جب بنو مرین نے جدید شہر کا گھیراؤ کر لیا تو عامر کے پاس جو فوج تھی اس نے انکشی کی اور ابوالفضل بن سلطان ابوسالم کو مراکش کی طرف بھیجا اور وہ وادی ام الربیع میں اترا اور جب جدید شہر سے ان کی فوج تتر بتر ہو گئی تو وہ یحییٰ بن رحو کے پاس چلا گیا جو اس کا مہربان دوست تھا تو عمر بن عبداللہ کے عہد کی پاسداری کی وجہ سے اس کے لئے اجنبی بن گیا اور مسعود نے اس کی مصاحبت کی اور اس نے اسے جبل کی طرف بھیجا اور اس نے فوج کو نہ دیکھا تو وہ ناراض ہو کر چلا گیا اور بجلہا سر میں سلطان عبدالخلیم سے جا ملا اور عربوں کے ساتھ ایک جنگ میں ہلاک ہو گیا۔

عبدالحمید کا تازی سے بھاگنا: اور جب عبدالحمید من الگ ہو گیا اور عبدالحمید تازی سے بھاگ گیا اور وہ سجلماسہ چلے گئے اور عمر بن عبداللہ کی حکومت منظم ہو گئی اور وہ جھگڑا کرنے والوں کے کام اور ان کے ٹک کرنے سے فارغ ہو گیا تو اس نے مسعود بن ماسی اور اس کے بھائیوں اور اقارب سے اپنے معاملے میں مدد مانگنے کی طرف رجوع کیا کیونکہ ان دونوں کے درمیان رشتہ داری تھی پس اس نے بنی مرین کی رضامندی کے لئے اسے وزارت کے لئے طلب کیا کیونکہ انہوں نے اس سے جو قلام کی تکلیف پائی تھی ان سب امور سے چشم پوشی کرتے ہوئے وہ اس کی طرف مائل تھے اور عامر بن محمد بھی سلطان کے پاس جانے کا ارادہ کئے ہوئے تھا پس وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ آیا اور حکومت کی طرف سے اس کی خوب پزیرائی ہوئی اور سلطان نے وزیر عمر کے مشورہ سے مسعود بن رحو کو اپنی وزارت پر مقرر کیا پس وہ اس سے طاقت ور ہو گیا اور عمر نے اس کی طرف میلان رکھتے ہوئے اور اس کے مقام پر اعتماد کرتے ہوئے اور اس کی پارٹی سے مدد طلب کرتے ہوئے اسے وزارت دی تھی اور اس نے عامر بن محمد سے مغرب کی ہر چیز کی تقسیم کا حلیہ معاہدہ کیا اور عامر بن محمد کی غرض کی تکمیل کے لئے مراکش کی امارت ابوالفضل بن سلطان ابوسالم کو دی اور عامر نے سلطان ابویحییٰ کی دختر سے رشتہ داری کی جس کا خاوند سلطان ابوعنان فوت ہو چکا تھا اور انہوں نے اس کے اولیاء کو اس کے نکاح پر آمادہ کیا اور وہ دنیا کی عزت و ثروت کو اپنے پیچھے کھینچتے ہوئے ۳۷۳ھ میں اپنی مراکش کی عملداری کی طرف واپس آ گیا اور عمر نے عبدالحمید اور اس کے بھائیوں کو سجلماسہ سے بھاگنے کی طرف اپنا ارادہ پھیر لیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے ان شاء اللہ۔

فصل

وزیر عمر بن عبداللہ کے سجلماسہ پر حملہ کرنے

کے حالات

جب عبدالحمید اور اس کے بھائی سجلماسہ میں اترے تو تمام معقلی عرب اپنے غیموں سمیت ان کے پاس آ گئے اور انہوں نے شہر کا ٹیکس طلب کیا اور انہوں نے اسے آپس میں تقسیم کر لیا اور انہوں نے اطاعت پر اپنی ضمانت کو بوسیدہ کیا اور اس نے ان کو تمام مخصوص باغات جاگیر میں دے دیے اور وہ اس کے پاس جمع ہو گئے اور یحییٰ بن رحو اور وہاں جو بنی مرین کے مشائخ تھے انہوں نے اسے مغرب کی طرف جانے پر آمادہ کیا تو اس نے اس کی بیعت کر لی اور وزیر عمر نے بھی اپنے معاملے میں سوچا اور ڈرا کہ اس کا چچا اسے مجبور کرے گا پس اس نے اس کی طرف جانے کا ارادہ کر لیا اور لوگوں میں عطیے اور سفر کا اعلان کر دیا اور وہ اس کے پاس آ گئے اور اس نے ان میں عطیات تقسیم کئے اور فوجوں کا معائنہ کیا اور کمزوریاں دور کیں اور قاس کے میدان سے شعبان ۳۷۳ھ میں کوچ کر گیا اور اس کے ساتھ اس کے مددگار مسعود بن ماسی نے بھی کوچ کیا اور سلطان عبدالحمید ان کے مقابلہ میں نکلا اور جب تا عز و طیت میں اس کے درے کے قریب دونوں فوجیں آمنے سامنے

ہوئیں جو مغرب کے ٹیلوں سے صحرا تک پہنچتا ہے تو انہوں نے جنگ کا ارادہ کیا پھر کئی دن تک ٹھہرے رہے اور عرب کے جوان ان کے درمیان صلح کرانے اور عبدالحلیم کو اپنے باپ کی وراثت بھلا سہ سے الگ کرنے کے لئے دوڑنے لگے پس ان دونوں کے درمیان معاہدہ ہو گیا اور دونوں الگ الگ ہو گئے اور ہر کوئی اپنی عملداری میں واپس آ گیا اور عمر اور وزیر مسعود اسی سال کے رمضان میں جدید شہر میں داخل ہوئے اور ان دونوں کے بادشاہوں نے ان کا بہت اکرام و اعزاز کیا اور وزیر محمد بن السبع، سلطان عبدالحلیم سے الگ ہو کر وزیر عمر اور اس کے بادشاہ کے پاس آ گیا تو اس نے اسے قبول کیا اور اسے نائب وزیر بنا کر اس کی عزت افزائی کی اور ہر کوئی اپنی جگہ پر ٹھہر گیا اور ان کے درمیان مصالحت رہی یہاں تک کہ عبدالمؤمن نے اپنے بھائی عبدالحلیم کو معزول کر دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

عربوں کے عبدالمؤمن کی بیعت کرنے اور

عبدالحلیم کے مشرق کی طرف جانے کے حالات

جب عبدالحلیم وزیر عمر کے ساتھ مصالحت کرنے کے بعد بھلا سہ کی طرف واپس آیا اور وہاں ٹھہرا تو ذوی منصور کے معقلی عرب دو فریق تھے اہلاف اور اولاد حسین اور بھلا سہ اہلاف کا وطن تھا اور ان کے آغاز امر اور دخول مغرب کے وقت سے ہی ان کی جولا ٹکاہوں میں شامل تھا اور جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں اولاد حسین وزیر عمر کی مددگار تھی اور اسی سبب سے سلطان عبدالحلیم کا زیادہ میلان اہلاف کی جانب تھا اس بات نے اولاد حسین کو اہلاف پر غصہ دلا دیا اور اس وجہ سے از سر نو فتنہ پیدا ہو گیا اور دونوں ایک دوسرے کی طرف بڑھے اور سلطان عبدالحلیم نے اپنے بھائی عبدالمؤمن کو اس شگاف کے پُر کرنے کے لئے بھیجا جو ان دونوں کے درمیان پایا جاتا تھا پس جب وہ اولاد حسین کے پاس آیا تو انہوں نے اُسے بیعت لینے اور اپنی امارت قائم کرنے کی دعوت دی تو اس نے انکار کیا پس انہوں نے اسے اس بات پر مجبور کیا اور اس کی بیعت کر لی اور وہ صفر ۳۷۱ھ میں بھلا سہ کی طرف بڑھے اور عبدالحلیم اپنے اہلاف مددگاروں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلا اور کچھ دیر دونوں ٹھہرے رہے اور اپنی سوار یوں کو باندھا اور اہلاف منتشر ہو گئے اور شکست کھائی اور اس دن بنی مرین کے مشائخ کا سردار یحییٰ بن رحو جنگ میں ہلاک ہو گیا اور وہ بھلا سہ پر مغلوب ہو گئے اور عبدالمؤمن بھلا سہ میں آیا اور اس کا بھائی عبدالحلیم اس کے لئے امارت سے دست بردار ہو گیا اور اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے مشرق کی طرف چلا گیا پس اس نے اُسے الوداع کہا اور اس نے جو چاہا اسے زاوراہ دیا اور وہ حج کے لئے چلا گیا اور سوڈان کے شہر مالی تک صحرا کو طے کیا اور وہاں سے حج کی سوار یوں کے ساتھ مصر چلا گیا اور وہاں کے امیر کے ہاں اترا جو اس کے ہاں اترا جو اس کے سلطان پر مغلوب تھا اور اس کا نام ملیفا الحاکمی تھا اور اس کی اطلاع اس تک پہنچی اور وہ اس کے مقام

سے آگاہ ہوا تو اس نے اس کے مناسب حال اس کی عایت درجہ تعظیم و مکرم کی اور اس نے اپنا جج کیا اور مغرب کی طرف لوٹ آیا اور ۶۱۷ھ میں اسکندریہ کے قریب فوت ہو گیا اور عبدالمؤمن سجلماسہ کا با اختیار امیر بن گیا یہاں تک کہ فوج نے اس پر حملہ کیا جس کا ذکر ہم کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

ابن ماسی کے فوجوں کے ساتھ سجلماسہ پر

حملہ کرنے اور اس پر قابض ہونے اور

عبدالمؤمن کے مراکش جانے کے حالات

جب سلطان ابو عثمان کے بیٹوں کا اتحاد نہ رہا اور عبدالمؤمن نے اپنے بھائی کو معزول کر دیا تو وزیر عمران پر مطلب ہونے کے لئے بڑھا اور اولاد حسین کے دشمن احلاف اور عبدالحلیم مخلوع کے مددگار اس کے پاس آ گئے پس اس نے فوجوں کو تیار کیا اور عطیات تقسیم کئے اور کمزوریاں دور کیں اور اپنے مددگار مسعود بن ماسی کو سجلماسہ کی طرف بھیجا پس وہ ربیع الاول ۶۱۷ھ میں اس کی طرف گیا اور احلاف اسے اپنے خیموں اور چراگاہیں تلاش کرنے والوں کے ساتھ ملے اور وہ حمزی کے ساتھ گیا اور اولاد حسین اور بہت سے آدمی وزیر مسعود کی طرف مائل ہو گئے اور عامر بن محمد نے عبدالمؤمن کو سجلماسہ کے بارے میں پیغام بھیجا تو اس نے سجلماسہ کو چھوڑ دیا اور عامر کے پاس چلا گیا تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے جبل بھٹاتہ میں اپنے گھر میں قید کر دیا اور وزیر مسعود نے سجلماسہ آ کر اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں سے اولاد ابی علی کی دعوت کے افتراق سے جو شقاق کا جرثومہ پیدا ہو گیا تھا اکٹرا گیا اور اپنی روانگی کے دو ماہ بعد مغرب کی طرف واپس آ گیا اور قاسم میں اتر آیا یہاں تک کہ عمر کے خلاف اس کے بغاوت کرنے اور ان دونوں کے حالات خراب ہونے کی اطلاع آ گئی جسے ہم بیان کریں گے۔

فصل

عامر کے بغاوت کرنے اور اس کے بعد

وزیر بن ماسی کے بغاوت کرنے کے حالات

جب جبال مصادہ اور مراکش کی غربی جانب اور اس کے قرب و جوار کے مضافات پر عامر با اختیار ہو گیا اور انہیں اپنے لئے مخصوص کر لیا تو اس نے اپنے کام کے لئے ابوالفضل بن سلطان ابی سالم کو مقرر کیا اور اس نے اس کا بار اٹھالیا اور اس کے معاملے کو کافی ہو گیا اور غربی جانب آزاد حکومت کی طرح ہو گئی اور بنی مرین میں سے جو لوگ حکومت سے کشاکش کرتے تھے انہوں نے اپنے چہرے اس کی طرف پھیر دیے اور اس کی پناہ لے لی تو اس نے انہیں حکومت سے ہٹا دیا اور ان میں سے کچھ سردار اس کے پاس آ گئے اور انہوں نے اسے عبدالمؤمن کے آنے کا اشارہ کیا اور یہ کہ وہ ابوالفضل سے نسب اور قیام امر اور بنی مرین کے اس کی طرف میلان کے لحاظ سے نمائندگی کے لئے نہایت اچھا ہے تو اس نے اسے بلایا اور اس نے عمر کو بتایا کہ اس سے اپنے مفاد اور عبدالمؤمن کے ساتھ فریب کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور اس نے اس ساری بات کو عمر کی طرف منسوب کر دیا تو وہ اس سے پریشان ہو گیا اور آخر کار السبع بن موسیٰ بن ابراہیم جو عبدالحلیم کا وزیر تھا اس کے پاس آ گیا اور اس نے اپنے ہمرازوں میں پردہ اٹھایا اور اس کی طرف فوج بھیجی اور اپنی حکومت کے باشندوں سے پریشان ہو گیا اور اسے وزیر مسعود بن ماسی کے اس خط کے متعلق پتہ چلا جس میں اس نے اس سے دوستی اور خیر خواہی کا اظہار کیا تھا تو اس نے نامہ بردار کو گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا تو مسعود بگڑ گیا اور اسے بنی مرین کے ان ساتھیوں نے جو اسے خروج کرنے اور عمر کے ساتھ امارت کے بارے میں جھگڑا کرنے کے لئے ڈھونڈتے پھرتے تھے اکسایا اور اسے اس پر فتح کا وعدہ دیا پس اس کا پڑاؤ فاس کے باہر زیتون میں ربیع کے درمیان سیر کا تو یہ کر کے متحرک ہو گیا اور ماہ رجب ۵۷۱ھ میں زمین سرسبز ہو گئی اور اس کے ساتھیوں نے اس کے پڑاؤ میں خیمے لگائے اور جب ان کی فوج مکمل ہو گئی اور اس نے خروج کا عزم کر لیا تو وہ مخالفت کی ناشائستہ باتیں کرتا ہوا کوچ کر گیا اور اس نے وادی نجا میں ان لوگوں کے ساتھ جو بنی مرین میں سے اسے خروج کے لئے تیار کرتے تھے پڑاؤ کر لیا پھر وہ مکناسہ کی طرف کوچ کر گیا اور اس نے عبدالرحمن بن علی بن یخلفوس کو بیعت کے لئے تادل آنے کے لئے لکھا حالانکہ وہ بھلا سہ سے ان کے پلٹ جانے کے بعد وہاں سے چلا گیا تھا اور عبدالمؤمن سے پیچھے رہ گیا۔

عامر کا ان کی طرف فوج بھیجنا: اور عامر نے ان کی طرف فوج بھیجی تو انہوں نے اسے شکست دی پھر وہ بنی دنکاس کے پاس چلا گیا تو اس نے اس کی طرف ابن ماسی اور اس کے اصحاب کو بھیجا تو وہ ان کے پاس آیا اور انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور عمر نے اپنے سلطان محمد بن ابی عبدالرحمن کو نکالا اور کدیہ العرائس میں پڑاؤ کر لیا اور عطیات دیے اور کمزوریاں دور

کیں اور پھر وادی نجا کی طرف کوچ کر گیا تو مسعود اور اس کی قوم نے اس پر شب خون مارا تو وہ اور اس کی فوج اپنے مراکز پر ڈٹے رہے یہاں تک کہ تاریکی چھٹ گئی اور وہ ان کے آگے بھاگ اٹھے تو انہوں نے ان کا تعاقب کیا اور ان کی فوج تتر بتر ہو گئی اور لوگوں نے سلطان اور اس کے وزیر عمر کے ساتھ جو سودے بازی کی تھی اور اس کی اطاعت سے وابستگی کا جو عہد کیا تھا وہ ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا پس وہ خوف زدہ ہو گئے اور مسعود بن ماسی بن وحوٹا دلا چلا گیا اور امیر عبدالرحمن بن وٹکاس کے بلاد میں چلا گیا اور عمر اور سلطان الحضرة میں اپنی اپنی جگہوں پر لوٹ آئے اور بنی مرین کے مشائخ مہربانی کے خواہاں ہوئے اور اس کی طرف پلٹ آئے اور اس نے انہیں معاف کر دیا اور ان کی دوستی چاہی اور ابو بکر بن حمامہ نے عبدالرحمن بن ابی یغلوں کی دعوت کے ساتھ وابستگی اختیار کر لی اور اسے اس کی نواح میں قائم کیا اور موسیٰ بن سید الناس نے اس دعوت پر اس کی بیعت کی اور اس کی قوم وزیر عمر کے پاس چلی گئی اور انہوں نے اس سے ابو بکر بن حمامہ پر حملہ کرنے کا وعدہ کیا پس وہ اٹھا اور اس کے بلاد پر غالب آ گیا اور اس کے قلعے و نکادان میں داخل ہو گیا اور وہ اور موسیٰ کا داماد بھاگ گئے اور انہوں نے اپنے سلطان عبدالرحمن کو چھوڑ دیا اور اس سے عہد شکنی کی اور حاکم فاس کی اطاعت کی طرف واپس آ گئے اور وہ سلطان ابو حمو کے ہاں اترا جس نے اس کی غایت درجہ مکرم کی اور اس کا وزیر مسعود بن ماسی دیر چلا گیا اور اس کے امیر محمد بن زکرازی کے ہاں اترا جو اس سرحد کا حاکم تھا اور اس نے تلمسان سے امیر عبدالرحمن کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ موقع پا کر اس کا تعاقب کرے اس نے مغرب میں بیٹھ کر اس سے فائدہ اٹھانے کا خیال کیا مگر ابو حمو نے اس کی بات نہ مانی تو وہ بھاگ کر ابن ماسی اور اس کے اصحاب کے پاس چلا گیا تو انہوں نے اسے امیر مقرر کر لیا اور تازی پر چڑھائی کر دی اور وزیر نے فوجوں کے ساتھ ان پر حملہ کیا اور تازی میں اترا اور وہ اس سے جنگ کرنے کے لئے معترض ہوئے تو اس نے ان کی فوج کو منتشر کر دیا اور انہیں اپنے پاؤں جبل دبر کی طرف واپس کر دیا اور ان کے درمیان و تر مار بن عریف ولی الدولہ نے کشاکش سے ان کی لگام پکڑنے اور امارت کی جستجو سے علیحدگی اختیار کرنے کے بارے میں چغلی کھائی اور یہ کہ وہ جہاد کے لئے انگلس چلے جائیں پس عبدالرحمن بن ابی یغلوں اور اس کا وزیر ابن ماسی غساسہ سے لڑنے کے آغاز میں چلے گئے اور فضا ان کے شور و غل اور عناد سے خالی ہو گئی اور وزیر واپس آ گیا اور مراکش پر فوج کشی کی جیسا کہ ہم بیان کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

وزیر عمر اور اس کے سلطان کے مراکش

پر حملہ کرنے کے حالات

جب عمر مسعود اور عبدالرحمن بن ابی یغلوں کے معاملے سے فارغ ہو گیا تو اس نے مراکش کی جانب توجہ کی اور عامر بن محمد نے وہاں بغاوت کر دی اور اس نے اس کی طرف جانے کی نیت کر لی پس اس نے عطیات دیے اور عامر سے

جنگ کرنے کے لئے سفر کرنے کا اعلان کر دیا اور کمزوریاں دور کیں اور جب ۷۸۷ھ میں اس کی طرف کوچ کر گیا اور عامر اور اس کا سلطان ابوالفضل جبل کی طرف چلے گئے اور وہاں پناہ لے لی اور اس نے عبدالمؤمن کو قید خانے سے رہا کر دیا اور اس کے لئے آلہ نصب کیا اور اسے ابوالفضل کے تخت کے سامنے تخت پر بٹھایا جس سے وہ وہم میں ڈالنا چاہتا تھا کہ اس نے اس کی بیعت کر لی ہے اور یہ کہ اس نے اس کی امارت کو پختہ کر دیا ہے اس طرح وہ بنی مرین سے بچنا چاہتا تھا کہ وہ جانتا تھا کہ ان کا میلان اس کی طرف ہے اور وہ اس کے انجام سے خوف زدہ ہو گیا پس اس نے اس سے نرمی کے ساتھ بات کی اور خطاب میں نرم رویہ اختیار کیا اور حسون بن علی الصنعی نے ان کے درمیان صلح کی چٹلی کھائی تو جو وہ چاہتا تھا اس کے لئے عمر ضامن ہو گیا اور قاس کی طرف واپس آ گیا اور عامر نے عبدالمؤمن کو اس کے قید خانے میں واپس کر دیا اور حالات پہلے سے بھی زیادہ خراب ہو گئے یہاں تک کہ انہیں اطلاع ملی کہ وزیر نے اپنے سلطان کو قتل کر دیا ہے جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

سلطان محمد بن عبدالرحمن کے وفات پانے اور عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن کی بیعت

ہونے کے حالات

اس سلطان پر اس وزیر عمر کے قابو پانے کا معاملہ بھی عجیب ہے یہاں تک کہ وہ بچوں کی طرح اسے روک دیتا تھا اور اس نے اس پر جاسوس اور نگران مقرر کئے ہوئے تھے یہاں تک کہ اس کی بیویاں اور اس کے محل کے آدمی بھی اس کے جاسوس تھے اور سلطان اکثر اپنے شراب نوش رفیقوں اور اپنی مخصوص بیویوں کے ساتھ غم سے لے لے سانس لیا کرتا تھا یہاں تک کہ ایک روز اسے وزیر کے قتل کرنے کی سوجھی اور اس نے غلاموں کی ایک مخصوص پارٹی کو اس بات کا حکم دے دیا پس اس بات کی چٹلی ہو گئی اور ایک بیوی نے جو اس پر جاسوس مقرر تھی وزیر کو اس کی اطلاع دی تو اسے اپنی جان کا خوف لاحق ہوا اور وہ قابو پانے اور حکومت پر کنٹرول کرنے میں اس حد تک پہنچ چکا تھا کہ سلطان کی خلوتوں اور بیویوں کا پردہ اس سے اٹھا ہوا تھا پس وہ اپنے خواص کے ساتھ اس کے پاس گیا تو وہ اپنے شراب نوش رفیقوں کے ساتھ شراب پی رہا تھا پس اس نے ان کو اس کے پاس سے بھگا دیا اور اسے زور سے دیوچ لیا یہاں تک کہ وہ مر گیا اور انہوں نے اسے غزلان کے باغ کے کنوئیں میں پھینک دیا اور اس نے خواص کو بلا کر اس کی جگہ دکھائی کہ وہ اپنی سواری کے جانور سے گر پڑا ہے اور وہ اس کنوئیں میں شراب سے مخمور پڑا تھا اور یہ محرم ۷۸۸ھ کے آغاز کا واقعہ ہے جب اس کی خلافت پر چھ سال گزر چکے تھے اور اس نے اسی وقت عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن کو بلا پایا جو قصبہ کے ایک گھر میں وزیر کے مکرانوں کی حراست میں تھا کیونکہ سلطان محمد اس کے

حکومت کے نمائندہ ہونے کی وجہ سے غیرت کھا کر اس کو قتل کرنا چاہتا تھا۔

عبدالعزیز کی محل میں آمد: پس وہ محل میں آیا اور بادشاہ کے تخت پر بیٹھا اور بنی مرین اور خواص و عوام کے لئے دروازے کھول دیے گئے اور انہوں نے اس کی اطاعت کرتے ہوئے اس کا ہاتھ چومنے میں ازدحام کیا اور اس کا کام مکمل ہو گیا اور وزیر نے اسی وقت مراکش کی طرف افواج بھیجے میں جلدی کی اور عطیات کا اعلان کر دیا اور فوجی سپاہیوں کا وظفہ خواروں کا رجسٹر کھول دیا اور ضروریات کو پورا کیا اور اپنے سلطان کے ساتھ ماہ شعبان میں قاس سے کوچ کر گیا اور تیزی کے ساتھ مراکش کی طرف گیا اور عامر بن محمد کے ساتھ جبل بناتہ میں اس کے پہاڑ میں جنگ کی اور اس کے ساتھ امیر ابو الفضل بن سلطان ابی سالم اور عبدالحمومن بن سلطان ابو علی بھی تھے جسے اس نے اسی طرح قید سے رہا کیا اور اسے اپنے عم زاد کے مقابل بٹھایا اور اس کے لئے آلہ بنایا اور وہ اس کی پہلی حالت کے بارے میں مصنوعی باتیں کرنے لگا پھر اس کے اور عمر کے درمیان صلح کی کوشش ہوئی اور صلح ہو گئی اور وہ اپنے سلطان کے ساتھ ماہ شوال میں قاس کی طرف پلٹ آیا اور اس کے بعد اس کی وفات ہو گئی جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

وزیر عمر بن عبداللہ کے قتل ہونے اور سلطان

عبدالعزیز کے خود مختار امیر ہونے کے حالات

سلطان عبدالعزیز پر عمر کا بہت قابو تھا پس اس نے اپنے معاملے میں دخل اندازی کرنے سے روکا اور لوگوں کو بھی منع کیا کہ وہ اپنے معاملات کے لئے اس کے پاس نہ جائیں اور اس کی ماں محبت اور خوف کے باعث اس کے بارے میں خوف زدہ رہتی تھی اور جب عمر نے اپنی عمارت سنبھالی اور اس پر قابو پالیا تو وہ سلطان ابو عثمان کی دختر کے رشتہ کے بارے میں ان کی طرف مائل ہوا اور اس کی شرط کو لازم ٹھہرایا اور سلطان کے پاس چغلی کی گئی کہ عمر لا محالہ اسے دھوکے سے قتل کرنے والا ہے اور اس کے ساتھ یہ بات بھی شامل کر لی کہ عمر نے سلطان کو اشارہ کیا ہے کہ وہ اپنے محل کو چھوڑ کر قصبہ کی طرف چلا جائے پس اس نے مضطر ہو کر عہد شکنی کی اور اسے قتل کرنے کے عزم کر لیا اور اپنے گھر کے کونوں میں جوانوں کی ایک پارٹی کو چھپا دیا اور انہیں اس پر حملہ کرنے کے لئے تیار کیا پھر اس نے اسی سال اسے اپنے گھر میں مشورہ کے لئے بلایا تو وہ اس کے ساتھ داخل ہوا اور خفی غلاموں نے اس کے پیچھے سے محل کا دروازہ بند کر لیا پھر سلطان نے اس سے سخت کلامی کی اور اسے ملامت کی اور گھر کے کونوں سے نکل کر جوان اس کے قریب ہو گئے اور انہوں نے اسے تلواریں سے لکڑے لکڑے کر دیا اور اس نے اپنے خواص کو

آواز دی جہاں سے اس نے ان کو اپنی آواز سادی تو انہوں نے دروازے پر حملہ کر دیا اور اس کی بندش کو توڑ دیا اور انہوں نے اس کو خون میں لت پت دیکھا تو پیٹھ پھیر گئے اور کل سے باہر نکل گئے اور خوف زدہ ہو گئے اور سلطان اپنی نشست گاہ کی طرف آیا اور اپنے تخت پر بیٹھا اور اپنے خواص کو بلایا اور بنی مرین میں سے عمر بن مسعود بن مندیل بن حمامہ اور خواص میں سے شعیب بن میمون بن وردان اور مولیٰ میں سے یحییٰ بن میمون بن محمود کو رخص بنایا اور ۵ اذوالقعدہ ۸۷۸ھ کو اس کی بیعت مکمل ہو گئی اور اس نے علی بن وزیر عمر اور اس کے بھائی اور چچا اور ان کے نوکروں اور ان کی جماعت کو گرفتار کر لیا اور قید کر دیا یہاں تک کہ چند راتوں بعد انہیں قتل کر دیا اور ان کی بیخ کنی کر دی اور تہ امن اور تہ سکون ہو گیا اور بھاگنے والوں کو اپنی امان دی اور ان سے خوش ہوا پھر اس نے کچھ دنوں بعد سلیمان بن داؤد اور محمد السبع کو گرفتار کر لیا جنہیں عمر سے بہت دوستی تھی پس اس نے دونوں کو شک کی وجہ سے قید کر دیا اور ان دونوں کے متعلق میں کسی چیز کے بارے میں اس کے پاس شکایت کی گئی تو اس نے ان کو قید خانے میں ڈال دیا یہاں تک کہ وہ دونوں مر گئے اور اس نے ان دونوں کے ساتھ علال بن محمد اور شریف ابوالقاسم کو ان کے ساتھ محبت رکھنے کے شک کی وجہ سے قید کر دیا پھر اس نے ابن الاحمر کے وزیر ابن الخطیب کی سفارش پر ان دونوں پر احسان کیا اور انہیں دور بھجوا دیا پھر اس نے اپنے اختیار کی باگ ڈھیلی چھوڑ دی اور خواص اور راز داروں کو اپنی حکومت میں اپنی اجازت کے بغیر کسی چیز میں دخل اندازی کرنے سے روک دیا اور وزیر کے اختیار کے چند ماہ بعد شعیب بن میمون فوت ہو گیا پھر یحییٰ بن میمون بھی فوت ہو گیا۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے ان شاء اللہ۔

فصل

ابوالفضل بن مولیٰ ابی سالم کے بغاوت

کرنے پھر سلطان کے اس پر حملہ کرنے

اور وفات پانے کے حالات

جب سلطان عبدالعزیز نے عمر بن عبداللہ کو جو اس پر حطب تھا قتل کر دیا تو ابوالفضل بن سلطان ابی سالم کو بھی عامر بن محمد کے متعلق اسی قسم کی بات سوجھی کیونکہ وہ بھی اس پر حطب تھا اور اس کام پر اس کے خواص نے اسے اکسایا جس سے عامر ڈر گیا اور اپنے گھر میں حطب بیمار بن گیا اور اس نے اس سے جبل میں اپنی پناہ گاہ کی طرف جانے کی اجازت طلب کی

کہ وہاں اس کے اقارب اور بیویاں اس کی تجارت داری کریں اور وہ اپنے مددگاروں کے ساتھ کوچ کر گیا اور ابو الفضل اس پر قابو پانے سے مایوس ہو گیا اور اس کے خواص نے اسے عبد المؤمن سے راحت حاصل کرنے پر اکسایا اور عامر کی واپسی سے کچھ راتوں بعد ایک شب ابو الفضل شراب سے مدہوش تھا اور اس نے نصاریٰ کی فوج کے سالار کو اطلاع بھیجی اور حکم دیا کہ عبد المؤمن کو قصبہ مراکش میں اس کے قید خانے میں قتل کر دے پس وہ اس کا سر اس کے پاس لے آیا اور عامر کو بھی خبر مل گئی تو وہ خوف زدہ ہو گیا اور اس کے شر سے بچنے پر اللہ کا شکر ادا کیا اور اپنی بیعت سلطان عبد العزیز کے پاس لے کر گیا اور اسے ابو الفضل کے خلاف اکسایا اور اسے مراکش کی حکومت میں رغبت دلائی اور اسے مدد دینے کا وعدہ کیا پس سلطان نے مراکش پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا اور لوگوں میں عطیات کا اعلان کر دیا اور اپنی روانگی کے اسباب کو پورا کیا اور ۹۷۹ھ میں قاس سے روانہ ہو گیا اور عبد المؤمن کی وفات کے بعد ابو الفضل خود مختار بن گیا اور اس نے طلحہ نوری کو وزیر بنایا اور اپنی علامت محمد بن محمد مندیل کتانی کو سپرد کی اور مبارک بن ابراہیم بن عطیہ الخطمی کو اپنا مشیر بنایا پھر اس نے کتانی کی شکایت پر طلحہ نوری کو واپس بھیجا تو اس نے اسے قتل کر دیا اور اس نے عمر کے مقابلہ پر اعتماد کیا اور جب اس کام کے لئے وہ مراکش سے روانہ ہوا تو اسے اطلاع ملی کہ سلطان عبد العزیز اس کی طرف آ رہا ہے تو اس کا پڑاؤ منتشر ہو گیا اور وہ تادلہ چلا گیا تاکہ وہاں بنی جابر کے پہاڑ میں پناہ لے لے اور سلطان اپنی فوج کو مراکش سے ہٹا کر اس کی طرف لایا اور اس سے مقابلہ کیا اور اس کی ناکہ بندی کر دی اور اس سے جنگ کی۔ پس اس نے اس کی فوج کو شکست دی اور بنی جابر کے بعض آدمیوں نے اس شرط پر کہ وہ انہیں مالی دے جنگ کے روز اس کے میدان میں کھلبلی ڈال دینے کے لئے سازش کی تو انہوں نے ایسے ہی کیا۔

ابو الفضل کی فوجوں کو شکست: اور ابو الفضل کی فوجیں شکست کھا گئیں اور اس نے اس کے مددگاروں کو پکڑ لیا اور مبارک بن ابراہیم کو سلطان کے پاس لایا گیا تو اس نے اسے قید کر دیا یہاں تک کہ اس نے اپنی وفات کے قریب عامر کے ساتھ اسے قتل کر دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور کتانی معلوم نہیں کس طرف بھاگ گیا پھر وہ عامر بن محمد کے پاس چلا گیا اور ابو الفضل ان کے پیچھے قبائل ضاکہ سے جا ملا اور بنی جابر میں سے سلطان کے مددگاروں نے ان سے سازش کی اور اس کے سپرد کرنے کے بارے میں انہوں نے ان کو بہت مال دیا تو انہوں نے اسے سپرد کر دیا اور سلطان نے اپنے وزیر یحییٰ بن میمون کو ان کی طرف بھیجا تو وہ اسے قیدی بنا کر لے آیا اور سلطان نے اسے جلا کر ڈھٹ ڈپٹ کی اور اپنے نزدیکی خیمے میں اسے قید کر دیا اور پھر زور سے بھیج کر اسے مار دیا اور اس کی وفات مراکش پر آٹھ سال امامت کرنے کے بعد رمضان ۹۷۹ھ میں ہوئی اور سلطان نے عامر کی اطاعت کا امتحان لینے کے لئے اسے اطاعت کرنے کا پیغام بھیجا تو اس نے انکار کیا اور اعلانیہ مخالفت کی یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔

فصل

وزیر یحییٰ بن میمون بن مسمور کی مصیبت اور

اس کے قتل کے حالات

یہ یحییٰ بن میمون ان کی حکومت کے جوانوں میں سے تھا اور اس نے سلطان ابوالحسن کی حکومت میں پرورش پائی اور اس کا چچا علال اس کے باپ کے ساتھ عداوت رکھنے کی وجہ سے اس کا دشمن تھا اور جب سلطان ابوعثمان اپنے باپ کی حکومت پر چھٹا تو اس نے بقیہ ایام میں اس یحییٰ کو چن لیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ عمر اس کی وفات کے روز مر گیا تھا اور اس نے اس یحییٰ کو بجایہ کا عامل مقرر کیا اور یہ ہمیشہ وہیں رہا یہاں تک کہ موحدین نے اسے اس وقت گرفتار کر لیا جب انہوں نے بجایہ کو اس کے ہاتھ سے چھڑایا اور یہ تونس آ گیا اور مدت تک وہاں قید رہا پھر انہوں نے اسے عمر کے زمانے میں مغرب کی طرف بھیج دیا تو اس نے اسے چن لیا اور جب سلطان عبدالعزیز نے اسے اپنی وزارت پر مقرر کیا تو یہ بڑا غیرت مند بڑا دانا سخت عداوت والا اور تیز دھار والا تھا اور اس کے چچا علال نے جب کہ سلطان نے اسے قید سے آزاد کر دیا تھا اس کی اجازت سے اسے ہٹا دیا اور اس نے اسے اپنے سامنے متصرف بنا دیا پس اس نے سلطان کے سامنے یحییٰ کی خود سری کو پیش کیا اور اسے اس کے حال سے ڈرایا اور اسے یہ بات پہنچائی کہ وہ دعوت کو آل عبدالحق کے القراۃ کے ایک آدمی کی طرف منتقل کرنا چاہتا ہے اور یہ کہ اس نے اس بارے میں نصاریٰ کی فوج کے سالار سے ساز باز کی ہے اور وزیر کو تکلیف پہنچی جس سے وہ سلطان کی مجلس سے رک گیا پس لوگ اس کی ملاقات کو گئے اور نصاریٰ کے سالار اس کے دروازے پر بیٹھ گئے تو اسے ان کے معاملے میں شک پڑ گیا اور اسے ان کے بیٹھنے سے معاملے کے متعلق یقین ہو گیا پس سلطان نے اپنے خواص میں سے ایک آدمی کو بھیجا جس نے اسے گرفتار کر لیا اور اس نے اسے قید خانے میں ڈال دیا پھر دوسرے روز اسے قتل میں لے جایا گیا اور نیزے مار مار کر قتل کر دیا اور تہمت لگانے والوں نے القراۃ اور فوج کے سالاروں کو قتل کر دیا اور وہ سب قتل ہو گئے اور دوسروں کے لئے عبرت بن گئے۔

فصل

سلطان کے عامر بن محمد کی طرف جانے اور

اور اس کے جبل میں اس سے جنگ کرنے

اور اس پر فتح پانے کے حالات

جب سلطان ابوالفضل کے معاملے سے فارغ ہوا تو اس نے اپنی حکومت کے پروردہ علی بن محمد بن اہانا کو مراکش کا امیر مقرر کیا اور اسے عامر کو جنگ کرنے اور اس کی ناکہ بندی کرنے اور اسے اطاعت پر مجبور کرنے کا اشارہ کیا اور اس کی طرف لوٹ آیا اور تلمسان کی طرف جانے کا عزم کر لیا اور اسی اثناء میں کہ وہ جنگ کے لئے لوگوں کو جمع کر رہا تھا اسے اطلاع ملی کہ علی بن اہانا نے عامر پر حملہ کر دیا ہے اور اس کا کئی روز تک محاصرہ کئے رکھا اور یہ کہ عامر بھی اس کی طرف گیا ہے پس اس نے اس کے پڑاؤ کو منتشر کر دیا اور علی بن اہانا اور بہت سی فوج کو گرفتار کر کے قید کر دیا پس سلطان اپنی سوار یون میں پریشان ہو گیا اور اس نے تمام بنی مرین اور اہل مغرب کے ساتھ اس کی جانب جانے کی ٹھان لی پس اس نے فوجوں کے بارے میں پیغام بھیجا اور عطیات تقسیم کئے اور شہر کے باہر پڑاؤ کر لیا یہاں تک کہ مقصد پورا ہو گیا اور اس نے ابوبکر بن غازی بن یحییٰ بن کاس کو اپنی وزارت پر مقرر کیا کیونکہ اس میں امارت و ریاست کی نشانیاں پائی جاتی تھیں اور اس کا مقام بلند ہو گیا اور وہ بحریہ میں کوچ کر گیا اور مراکش میں اترا پھر وہ جبل سے جنگ کے لئے گیا اور اس سے جنگ کی اور عامر بن محمد نے ابو ثابت بن یعقوب کی اولاد سے آل عبدالحق کے شرفاء میں سے تاشفین کو مقرر کیا تھا اور علی بن عمرو و علان جو بنی ورتاجن کے شیوخ میں سے بنی مرین کا سردار اور اپنے زمانے میں ان میں صاحب مشورہ تھا اس سے جا ملا جس سے اس کی طاقت مضبوط ہو گئی اور سلطان کی جنگ کے خوف سے اور اس کی بدسلوکی یا عامر کے پاس جو کچھ تھا اس کی رغبت کے باعث بہت سے سپاہی سلطان کو چھوڑ کر اس کے پاس آ گئے تو اس نے ان کو منظم کیا اور اللہ نے بخشش سے اس کے ہاتھ کو روک دیا اور وہ ایک قطرہ کو بھی نہ بھولا اور اس کے میدان اور اس کے محاصرہ میں سلطان کا قیام طویل ہو گیا اور اس نے جنگ کے لئے پوٹیں مقرر کیں اور صبح و شام اس سے جنگ کی اور آہستہ آہستہ اس کے قلعوں پر حمله ہو گیا یہاں تک کہ تاسکروٹ پہاڑ کی چوٹی سے چٹ گیا اور ابوبکر بن غازی کی مالداری ایک مشہور بات تھی اور عامر کے اصحاب اور مددگار اس کی عطا سے مایوس ہو گئے اور اس کے اور اس علی بن عمر کے درمیان حالات خراب ہو گئے تو اس نے امان طلب کرنے کے بارے میں سلطان سے سازش کی اور اپنے لئے عہد لیا پھر اس کی طرف چلا گیا اور عامر کے بھائی فارس بن عبد العزیز نے اس کے ساتھ سلطان کی دعوت قائم کرنے اور اس کے چچا کی مخالفت کرنے کے بارے میں سازش کی کیونکہ اس میں دھار کے تیز کرنے اور اپنے بیٹے ابوبکر کو اس پر

فضیلت دینے کی بات پائی جاتی تھی پس سلطان کو اس کی اطلاع پہنچی تو اس نے اس سے امان اور عہد کا پروانہ طلب کیا جو اس نے اسے بھیجا تھا پس اس نے اس کے چچا پر حملہ کر دیا اور جبل سے قبل کو بلایا تو انہوں نے اسے جواب دیا اور اس نے سلطان کو ان کی طرف جانے پر آمادہ کیا پس فوجوں نے مارچ کیا اور جبل کی پناہ گاہ پر قبضہ کر لیا۔

عامر کا گھیراؤ: اور جب عامر کو یقین ہو گیا کہ اس کا گھیراؤ ہو گیا ہے تو اس نے اپنے بیٹے کو اشارہ کیا کہ وہ سلطان کے پاس اشتیاق کی طبع سازی کرتا ہوا جائے پس اس نے اپنے آپ کو اس کے آگے ڈال دیا اور اس نے اسے امان دے دی اور اسے اپنے مددگاروں میں شامل کر لیا اور عامر لوگوں سے الگ ہو گیا اور سوس جانے کے لئے سیدھا چلا گیا پس برف نے اسے واپس کر دیا اور آسمان کئی روز سے اترے اور برف باری کر رہا تھا یہاں تک کہ جبل میں تہ بہ تہ ڈھیر لگ گئے اور راستے بند کر دیے گئے پس عامر اس میں گھس گیا اور اس میں اس کی ایک بیوی فوت ہو گئی اور اس کی سواری بھی مر گئی اور اس نے عاجل موت کو دیکھا اور پوشیدہ طور پر..... اس کے پیچھے غار کی طرف لوٹ آیا اور راہنماؤں کے ساتھ اس میں پناہ لی اور اس نے ان کے لئے مال خرچ کیا اور وہ اسے پہاڑ کی چوٹی پر سے صحرائے سوس کی طرف لئے جاتے تھے اور وہ برف کے رکنے کا انتظار کرتے ہوئے ٹھہر گئے اور وہ بھی ٹھہر گیا اور سلطان اس کی تلاش کے پیچھے پڑ گیا تو کچھ برہمنوں نے جنہیں اس کا پتہ تھا اس سے حلق نہیں بتایا تو اسے سلطان کے پاس لایا گیا اور اس نے اسے اپنے سامنے بلا کر زبرد توخی کی تو اس نے معذرت کی اور اطاعت کرنی چاہی اور درگزر میں رغبت کی اور گناہ کا اعتراف کیا پس اسے ایک خیمے کی طرف لایا گیا جو اس کے لئے سلطان کے خیمے کے سامنے بنایا گیا تھا اور وہاں اسے قید کر دیا گیا اور اس نے ان دنوں محمد الکسانی کو بھی پکڑا اور قید کر دیا اور عامر کے پہاڑ اور دیار پر ہاتھ آڑا وہ گئے اور اس قدر اموال، ہتھیار، ذخائر، کھیتیاں، غلہ جات لوٹے گئے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھے اور نہ ان میں سے کسی کے دل میں ان کا خیال گزرا اور سلطان جبل اور اس کے پہاڑوں پر رمضان الح کے میں محاصرہ کھینا سے ایک سال بعد غالباً گیا۔

بغاثہ میر قاضی کی ماریت: اور اس نے بغاثہ پر قاضی بن عبد المعز بن محمد بن علی کو امیر مقرر کیا اور قاس کی طرف کوچ کر گیا اور آخر رمضان میں وہاں اتر اور جمعہ کے روز اس میں داخل ہوا اور لوگ اس روز باہر نکلے اور عامر اور اس کے سلطان تاشفین کو دو اونٹوں پر سوار کرایا گیا اور انہیں بوسیدہ کپڑے دیے گئے اور ان کی توجہ کی گئی اور یہ منظر دیکھنے والوں کے لئے عبرت کا باعث تھا اور جب اس نے عید الفطر کی عبادت ادا کر لی تو عامر کو بلایا اور اسے اس کے گناہوں پر توبیخ کی اور اس کے ہاتھ کا تحریر کردہ خط لایا گیا جس میں اس نے ابو حمو کو مخاطب کرتے ہوئے سلطان کے خلاف اس سے مدد طلب کی تھی پس اس نے اس کے خلاف گواہی دی اور سلطان کے حکم سے اسے آزمائش میں ڈالا گیا اور اسے مسلسل کوڑے مارے گئے یہاں تک کہ اس کا گوشت بدبودار ہو گیا اور اسے ڈنڈے مارے گئے یہاں تک کہ اس کے اعضاء متورم ہو گئے اور وہ بادشاہ کے محافظوں کے سامنے مر گیا اور اس نے کتانی کو بلا کر اس سے بھی یہی سلوک کیا اور اس کے سلطان تاشفین کو اس کے مقتل میں لایا گیا اور نیزے مار مار کر قتل کر دیا گیا اور مبارک بن ابراہیم کو قید کرنے کے بعد اس کے قید خانے سے لایا گیا اور اسے بھی ان کے ساتھ ملا دیا گیا اور ہر موت کے لئے ایک وقت مقرر ہے اور سلطان کے لئے جھگڑا کرنے والوں سے فضا صاف ہو گئی اور وہ تلمسان سے جنگ کرنے کے لئے فارغ ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

جزیرہ خضراء کی واپسی کے حالات

قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ طاغیہ ابن الہنہ نے ۳۳ھ میں الجزیرہ پر قبضہ کر لیا تھا اور اس کے بعد اس نے ۳۵ھ میں جبل الفتح سے جنگ کی اور جب اس کی قوت و شوکت میں اضافہ ہو گیا تو وہ اس کے محاصرہ کی حالت ہی میں طاعون سے فوت ہو گیا اور اللہ اس کے کام کو کافی ہو گیا اور اس کے بعد امر خلافت کو اس کے بیٹے بطرہ نے سنبھالا اور اس نے اپنے بقیہ بھائیوں پر حملہ کر دیا اور اس کا بھائی القمط بن خلیہ ابیہ جسے ان کی زبان میں الرقیق صرہ کہتے ہیں قمط پر شلبہ کی طرف بھاگ گیا تو اس نے اسے پناہ دی اور اس کی عزت افزائی کی اور زعماء میں سے الریکس بن خالہ اور دوسرے اقباط اس کے پاس چلے گئے اور کھنالہ کے بادشاہ بطرہ نے اپنے بھائی کی فرمانبرداری کے متعلق اس کے پاس پیغام بھیجا تو اس نے عہد شکنی کرنے سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے ان دونوں کے درمیان طویل جنگ برپا ہو گئی جس میں بطرہ نے حاکم پر شلبہ کے بہت سے قلعے فتح کر لئے اور اس کی فوجوں نے اس کے علاقے کے نواح کا محاصرہ کر لیا اور اس نے شرق اندلس کے دارالحکومت ہلنسیہ کا کئی دفعہ محاصرہ کر لیا اور اپنی فوجوں کے ساتھ اس پر چڑھائی کی اور اپنے بحری بیڑوں سے سمندر کو پہنچ کر کے اس کی طرف گیا یہاں تک کہ نصرانیہ پر اس کا بوجھ بڑھ گیا اور اس کی عادت خراب ہو گئی تو انہوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی۔

القمط کی آمد: اور انہوں نے اپنے بھائی القمط کو بلایا تو اس نے قرطبہ کی طرف مارچ کر دیا اور اہل ہشلیہ نے بطرہ پر حملہ کر دیا اور اسے یقین ہو گیا کہ نصاریٰ کا میلان اس کی طرف ہے تو اس نے اس کے مقبوضات کی کھوج کر لینے کی اور حلیہ سے پرہیز جو ف میں شاہ افرنگ کے پاس چلا گیا جو انکطرہ کا مالک تھا اور اس کا نام الفس غلس تھا اور یہ علاقہ اس کے پاس فریادی بن کر گیا تو اس نے اپنی قوم کو جمع کیا اور اس کی مدد میں نکل گیا یہاں تک کہ اس کے مقبوضات پر قابض ہو گیا اور شاہ افرنگ واپس آ گیا تو نصاریٰ نے بھی بطرہ کے ساتھ پہلے والا سلوک شروع کر دیا اور القمط نے بقیہ مقبوضات پر قبضہ کر لیا تو بطرہ اس کی سرحدوں کی طرف چلا گیا جو بلاد مسلمین کے قریب تھیں اور اس نے ابن الاحمر سے مدد طلب کی تو اس نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور مسلمانوں کی فوجوں کو اندر لے گیا اور اس نے نصرانیہ کے علاقے میں خوب خونریزی کی اور ان کے قلعوں اور شہروں جیسے ایرہ اور جیان وغیرہ کو برباد کر دیا جو ان کے شہر کی اصل تھے پھر وہ غرناطہ کی طرف واپس آ گیا اور بطرہ اور اس کے بھائی القمط کے درمیان مسلسل جنگ جاری رہی یہاں تک کہ القمط نے اس پر غلبہ پالیا اور اسے قتل کر دیا اور ان جنگوں کے دوران میں ان کی وہ سرحدیں جو مسلمانوں کے علاقے کے قریب تھیں غیر محفوظ رہیں اور مسلمانوں نے اس جزیرہ کو واپس لینے کے متعلق نگاہ کی جو قریب زمانے میں مسلمانوں کے انتظام میں تھا اور حاکم مغرب اس سے بے پرواہ تھا کیونکہ اس میں اس کے بھتیجے ابو الفضل اور عامر بن محمد نے بغاوت کی ہوئی تھی پس اس نے حاکم اندلس سے خط و کتابت کی کہ وہ اس شرط پر

اپنی فوجوں کے ساتھ اس کے پاس آئے کہ اس پر ان کو عطیات دینے اور مال اور بحری بیڑوں کی امداد دینے کی ذمہ داری ہو گی تاکہ اس کے جہاد کا بدلہ خالصہ اسی کے لئے ہو تو اس نے اس کی بات کو قبول کیا اور اس کی طرف مال کے بوجھ بھیجے اور اپنے سببہ کے بحری بیڑوں کو اشارہ کیا تو وہ تیار ہو گئے اور الجزیرہ کی بندرگاہ سے اس کے محاصرہ کے لئے روانہ ہو گئے۔

ابن الاحمر کا مسلمان فوجوں کے ساتھ اس کا تعاقب کرنا: اور ابن الاحمر بھی مسلمان فوجوں کے ساتھ ان میں عطیات تقسیم کرنے اور کمزوریاں دور کرنے اور محاصرہ کے لئے آلات تیار کرنے کے بعد اس کے پیچھے روانہ ہو گیا پس اس نے تھوڑے دن تک اس سے جنگ کی پھر نصاریٰ کو داد خواہ کے دور ہونے اور اپنے طوک کی مدد سے ناامید ہونے کے بعد ہلاکت کا یقین ہو گیا اور انہوں نے ہاتھ اٹھا دیے اور ان سے مصالحت کا مطالبہ کیا تو سلطان نے ان کی بات مان لی اور وہ شہر سے دست بردار ہو گئے اور اس نے اس میں شعار اسلامی کو قائم کیا اور وہاں سے کفر کی باتوں اور اس کے طواغیت کو مٹا دیا اور جو شخص اللہ کے معاملے میں اخلاص سے کام لیتا ہے اللہ نے اس کے لئے اجر مقرر کیا ہے یہ صحیح کا واقعہ ہے اور ابن الاحمر نے اس سے قبل بھی اس پر قبضہ کیا تھا اور وہ ہمیشہ اس کی نگرانی میں رہا یہاں تک کہ اس نے اس پر نصرانیہ کے غالب آ جانے کے خوف سے اسے گرانے پر توجہ مرکوز کر دی پس صحیح میں اسے گرا دیا گیا اور وہ بے آباد ہو گیا گویا یہ کبھی آباد ہی نہ تھا۔
والبقاء اللہ۔

فصل

سلطان کے تلمسان کی طرف جانے اور اس پر اور اس کے بقیہ بلاد پر غالب آنے اور ابوحمو کے وہاں سے بھاگ جانے کے حالات

معتقل عرب صحرائے مغرب میں 'سوس' درعہ تاضیلات طویہ اور صاد کے پاس رہتے تھے اور بنو منصور میں سے اولاد حسین اور اہل اف بنی مرین کی اطاعت کے ساتھ مختص تھے اور ان کے وطن میں رہتے تھے اور وہ بادشاہ کے دباؤ کے تحت حکومت سے مغلوب تھے اور جب بنو عبد الواد نے ابوحمو کے ہاتھ سے اپنی تلمسان کی حکومت واپس لی اور اہل اف مغرب میں تھے تو ان معتقل نے خرابی کی اور وطن میں بہت فساد کیا اور جب حکومت نے ان کی لغزش سے درگزر کیا تو وہ بنی عبد الواد کے پاس چلے گئے اور انہوں نے ان کو ان کے اوطان میں جاگیریں دیں اور وہ عامل درعہ عبد اللہ بن مسلم کے ابوحمو کی طرف آنے کے وقت وہاں ٹھہر گئے اور سلطان مغرب اور ابوحمو کے درمیان اس وجہ سے حالات خراب ہو گئے۔

ابوحمو کی مغرب کی طرف روانگی: اور ابوحمو ۱۶۷ھ میں مغرب کی طرف گیا اور اس نے دبرہ اور مغرب کی سرحد میں فساد کیا جس کی وجہ سے اس کے اور حاکم سرحد محمد بن زکریا کے درمیان اس کے دای کے باعث جس پر حاکم مغرب ظلم کرتا رہتا تھا عداوت کی آگ بھڑک اٹھی اور جب سلطان عبدالعزیز با اختیار ہو گیا اور ان کا ساتھی عبداللہ بن مسلم فوت ہو گیا اور ابوحمو اور سلطان عبدالعزیز کے درمیان اپنی آنے جانے لگے اور اس نے اس پر یہ شرط بھی عائد کی کہ وہ اس کے وطنی عربوں یعنی عرب المہقل کو قبول نہ کرے کیونکہ اس طرح انہیں اس پر غلبہ حاصل ہو جائے گا اور ابوحمو نے ان کی بات ماننے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ اپنے اہل وطن زغبہ کے خلاف ان سے مدد مانگتا تھا اور اس بارے میں جھگڑا بڑھ گیا اور اس نے سلطان کو ناراض کر دیا اور ۱۷۰ھ میں اس کی طرف جانے کا قصد کر لیا اور اس نے عامر کے خلاف جو رکاوٹ پیدا کی تھی اس میں کمی کر دی اور اس دوران میں حاکم سرحد محمد بن زکریا سے ابوحمو کی طرف جانے پر اکسایا اور اسے تلمسان کی حکومت میں رجعت دلانا اور جب سلطان نے مراکش کی روانگی کا کام مکمل کر لیا اور عامر کے معاملے سے فارغ ہو گیا اور قاس کی طرف واپس آ گیا تو وہاں اسے امیر سویڈ اپنی قوم بنی مالک کے ساتھ ملا جو اپنے خیموں اور چراگاہیں تلاش کرنے والوں کے ساتھ ابوحمو کے خلاف فریادی بن کر آیا تھا کیونکہ اسے ان سے تکلیف پہنچی تھی اور اس نے ان کے بھائی محمد کو جو بنی مالک کا سردار تھا اس بات کے عوض گرفتار کر لیا تھا کیونکہ اسے علم تھا کہ انہیں اور اس کے اسلاف کو حاکم مغرب کی دوستی حاصل ہے اور اہل جزائر کے اٹلی اس کے پاس ان کی بیعت لے کر گئے اور وہ سلطان کو آمادہ کرنے لگے کہ وہ انہیں اس کے بہلاوے سے نجات دے اور سلطان نے اپنے دوست و ترمار اور حاکم دبرہ و محمد بن زکریا کو اس بارے میں حکم دیا تو وہ اس بارے میں اس کے ضامن بن گئے۔

سلطان کی تلمسان کو روانگی: اور اس نے تلمسان کی طرف روانگی کا عزم کیا اور فوج اکٹھی کرنے والوں کو مراکش کی طرف بھیجا اور لوگ ملے ۱۷۰ھ کے ایام میں ان میں حبیب بن اس کے پٹن آئے تو اس سے خوب عطیات دیے اور کمزوریوں کو دور کیا اور جب وہ عید الاضحیٰ کی عبادت ادا کر چکا تو وہ فوجوں سے ملا اور تلمسان کی طرف کوچ کر گیا اور تازا میں اتر اور اس کی روانگی کی خبر ابوحمو کو پہنچی تو مشرق کے زبائہ اور عرب المہقل کے بنی عامر اور بنی مالک نے جمع کیا اور اہل کی فوجیں تلمسان کے میدان میں آگئیں اور وہاں اس کا پڑاؤ متحرک ہو گیا اور وہ اپنی فوجوں سے ملا اور مہقل کی پوزیشن پر اعتماد کرتے ہوئے اس نے بنی مرین سے جنگ کرنے کا عزم کر لیا اور اس کے ساتھ مہقلی عربوں میں ہے اہلاف اور عبید اللہ اپنے دوست و ترمار کی سازش سے سلطان عبدالعزیز کے پاس چلے گئے اور اس نے ان کے ساتھ اپنے پروردوں کو بھیجا پس وہ اس کے سامنے کوچ کر گئے اور صحرا کے راستے پر چلے اور ان کے آنکھیں ہونے اور آنے کی خبر ابوحمو کو پہنچ گئی تو وہ اور اس کی فوجیں اور اس کے مددگار بنی عامر بھاگ گئے اور وہ کشادہ نالے میں داخل ہو گئے پھر وہ وہاں سے کوچ کر گئے اور متدول پر غبار ڈالا اور بلادِ یالم کی طرف چلے گئے پھر وطنِ ریاح میں چلے گئے اور اولادِ سباع بن یحییٰ کے ہاں اترے۔

سلطان عبدالعزیز کی تازا میں آمد: اور سلطان عبدالعزیز تازا میں اتر اور اس نے اپنے وزیر ابو بکر بن غازی کو اپنے آگے بھیجا اور اس نے تلمسان میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا اور سلطان اس کے پیچھے پیچھے کوچ کر گیا اور ۱۷۲ھ کو عاشورہ کے روز تلمسان میں اتریا اور جمعہ کے روز اس میں داخل ہوا اور اس پر قابض ہو گیا اور اس نے اپنے وزیر ابو بکر بن

ہازی کو بنی مرین کی فوجوں سپاہیوں اور مہمل اور سوید کے عربوں پر سالار مقرر کیا اور اسے اس کے تعاقب میں بھیج دیا اور اپنا لباس اپنے دوست و ترمار کے سپرد کیا پس وہ محرم کے آخر میں تلمسان سے کوچ کر گئے۔

ابن خلدون کا ابوحمو کے پاس جانا: اور میں ابوحمو کے پاس گیا پس جب وہ تلمسان سے بھاگا تو میں نے اسے الوداع کہا اور اندلس جانے کے لئے مہنین کی طرف لوٹ آیا اور ایک مفسد نے سلطان کے پاس چٹلی کی کہ میں اندلس کے لئے مال لے گیا ہوں اس نے میری گرفتاری کے لئے فوج کا ایک دستہ بھیجا جو مجھے تلمسان میں داخل ہونے سے قبل وادی زیتون میں ملا تو اس نے مجھے بلا کر پھانسی چھوڑ دی اور مجھے خلعیت دیا اور جب وزیر ابوحمو کے تعاقب میں روانہ ہو گیا تو اس نے مجھے ریاح کی طرف جانے اور اس میں اپنی دعوت و اطاعت کے قائم کرنے اور انہیں ابوحمو اور ان کے بھائیوں کی اطاعت سے پھیرنے کا حکم دیا تو میں اس حکام کے لئے تیار ہو گیا اور بطحا میں وزیر سے جا ملا اور میں نے بلاد اطراف کی وادی درک تک اس کے ساتھ سفر کیا پس میں نے اسے الوداع کہا اور خود سیدھا چلا گیا اور میں نے ریاح کو سلطان کی اطاعت پر اکٹھا کر لیا اور انہیں ابوحمو کی اطاعت سے ہزیمت کر دیا اور ابوزیان حصین کی اپنی فردگاہ سے نکلا اور زدادوہ میں سے محمد بن علی بن سراج کی اولاد سے جا ملا اور ابوحمو مسیلہ سے کوچ کر گیا اور الدون میں اتر اور وہاں ٹھہرا اور میں نے زدادوہ میں سے و ترمار کو وزیر کے پاس بھیجا اور وہ اس کے پاس آنے میں ان کے راہنما تھے اور وہ الدون میں اسے اس کے زناد کے پڑاؤ اور بنی حاص کے ٹھکانوں میں ملے اور وزیر علی بن علی میں تھا اور زہلی تو میں مہمل زغہ اور ریاح کے عرب اسے خوفزدہ کرتے تھے پس انہوں نے اسے اس کے مال اور پڑاؤ سے الگ کر دیا اور اسے مکمل طور پر لوٹ لیا اور جو عرب اس کے ساتھ تھے ان کے اموال بھی لوٹ لئے گئے اور وہ اپنی جان بچا کر غصاب چلا گیا اور اس کے بیٹے اور اس کی قوم متفرق جنگلات میں سے ہو کر اس کے پاس چلے گئے۔

الدون میں وزیر کا قیام: اور وزیر کئی روز تک الدون میں ٹھہرا جس کی وجہ سے بنی مرین اس کے پاس پہنچ گئے اور وہ مغرب کی طرف پلٹ آیا اور صحرا میں بنی حاص کے محلات کے پاس سے گزرا اور انہیں لوٹ لیا اور ان کو وہاں سے دیرانے اور بیا سے جنگل کی طرف بھگا دیا اور ربیع الثانی میں تلمسان پہنچ گیا اور میں زدادوہ اور ان کے رئیس ابو دینار بن علی بن احمد کے ساتھ سلطان کے پاس آیا تو سلطان نے اسے خوش آمدید کہا اور اس کے بھائی کے ساتھ جو اس نے حسن سلوک کیا اس کا لحاظ کیا اور اسے اور تمام وفد کو خلعیت دیے اور وہ اپنے موطن کو پلٹ آئے اور سلطان نے اپنے عمال کو شہروں کی طرف جانے پر اکسایا اور اپنے پروردوں کے لئے نواح کا ضامن ہوا اور اس نے اپنے وزیر عمر بن مسعود بن مندیل بن حمامہ کے ساتھ فوجوں کو حمزہ بن علی بن راشد کے محاصرہ کے لئے بھیجا جو آل ثابت بن مندیل میں سے تھا اس نے حکومت کے ناز و نعمت میں پرورش پائی تھی اور ان کے ہاں اس کی حالت خراب ہو گئی تو وہ اپنے مفراوی اسلاف کے وطن کی طرف آ گیا اور جبل بنی بو سعید میں اتر اتوا انہوں نے اسے پناہ دے دی اور اس کی حفاظت میں موت پر اس کی بیعت کی اور سلطان نے اپنے وزیر کو ان کی ناکہ بندی کے لئے بھیجا تو وہ ان کے پاس گیا اور ان سے جنگ کی اور وہ اپنے پہاڑ کی چوٹی پر قلعہ بند ہو گئے تو وزیر وادی غلب کے انہیں مقام پر ٹھہر گیا اور انہیں ان کی پناہ گاہ میں بند کر دیا اور تلمسان سے اس کے پاس فوج آ گئی تو اس نے اس کے دستے بنائے اور انہیں محاصرے کے لئے جگہیں دیں اور اس نے وہاں قیام کیا اور سلطان نے بقیہ وطن یعنی شہروں اور

مضافات پر قبضہ کر لیا اور ان پر امیر مقرر کئے اور مغرب کی حکومت اس کے اسلاف کی طرح اس کے لئے منظم و مرتب ہو گئی۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصل

مغرب اوسط کے اضطراب اور ابی زیان
کے تیپڑا کی طرف واپس آنے اور عربوں کے ابی جمو
کو تلمسان لانے اور سلطان کے ان سب کو
حکومت پر غالب کرنے اور ملک کے
اس کے لئے منظم ہو جانے کے حالات

جب ابو جمو اور اس کے مددگار بنی عامر کے قبائل نے الدوسن کی جنگ سے نجات پائی تو وہ صحرا میں چلے گئے اور اپنے
محلات کو چھوڑ کر اس میں دور تک جبل راشد کی طرف چلے گئے اور وزیر و تمار بن حریف نے تمام عرب قبائل کو جو زطہ اور
معتقل سے تعلق رکھتے تھے جمع کیا اور سلطان جب تلمسان میں اترا تو عربوں نے اس سے مطالبہ کیا کہ ابو جمو نے دفاع اور
بزرگی کے باعث انہیں وطن میں جو جاگیریں دی ہیں وہ ان پر ان کے ہاتھ آزاد کر دے تو اس نے اپنی سلطنت کی عظمت اور
اپنی حکومت کی خود مختاری کے باعث اس سے برا منایا پس ان کے حالات خراب ہو گئے اور انہوں نے ابو جمو کے طلبہ کی خواہش
کی تاکہ جس چیز کی انہوں نے اس سے خواہش کی ہے اس سے حاصل کریں پس جب وہ شکست کھا گیا اور اس کی فوجیں کم ہو
گئیں اور سلطان اپنے ہم عمروں پر غالب آ گیا تو رحو بن منصور نے جو معتقل کا ایک بطن عبید اللہ میں سے الخراج کا امیر تھا
سلطان کے خلاف خروج کرنے کا ارادہ کیا اور جب عرب نے

سرمائی مقامات کی طرف گئے تو وہ ابو جمو اور بنی عامر کے قبائل کے پاس چلا گیا اور وہ ان پر غالب آ گئے اور انہیں
ادھان میں فساد کرنے کے لئے لے گئے پس وہ سلطان کے مقبوضات کی طرف بڑھے اور جب ۲۷۰ھ میں وجہہ سے جنگ
کی اور تلمسان سے ان کی جانب فوجیں بڑھیں تو وہ بھاگ گئے اور بطحاء کی طرف چلے آئے اور اس کے اوطان کو لوٹ لیا اور

وزیر نے فوجوں کے ساتھ ان پر حملہ کیا تو وہ اس کے آگے بھاگ اٹھے اور اس نے ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ وہ صحرا میں چلے گئے۔

حمزہ بن علی کا شب خون: اس دوران میں حمزہ بن علی بن راشد نے وزیر کے پڑاؤ پر جو سلف کے محاصرہ کی جگہ پر تھا شب خون مارا اور اس نے اس کی فوج کو منتشر کر دیا اور وہ شکست کھا کر بظلم چلا گیا اور حصین کو خبر پہنچی تو وہ سلطان سے خائف تھے کیونکہ ان کے متعلق مشہور ہو چکا تھا کہ وہ خوارج کے حکم سے حکومتوں کی طرف بڑھتے اور کمزے ہوتے ہیں تو انہوں نے باغی ابوزیان کو بلایا جو ان کے ہاں اولاد بھی بن علی بن سباع کے قبائل میں جو زوادہ میں سے تھے رہتا تھا پس ان کے پاس آ گیا۔

لمدیہ کے مضافات میں جنگ: اور وہ لمدیہ کے نواح کی طرف بڑھے اور انہوں نے وہاں پر سلطان کی فوجوں سے جنگ کی اور مغرب اوسط آگ سے بھڑک اٹھا اور جب ۳ محرم ۳۰۷ کا سال آیا تو سلطان نے رحو بن منصور کو ابوحمو سے علیحدہ کر لیا اور اس کے لئے مال خرچ کیا اور اس کے پسندیدہ نواح اسے جاگیر میں دیے اور ان کے بقیہ لوگوں سے بھی یہی سلوک کیا اور ان کے دلوں میں بھرپور دلچسپی پیدا کر دی اور فساد کی پیاریوں کا قلع قمع کرنے اور باغیوں کو نواح سے نکال باہر کرنے کے لئے فوجوں کو ان کے ساتھ بھیجنے کا عزم کر لیا اور اس نے مغراوی کے معاملے میں اپنے وزیر پر مدافعت کرنے کی تہمت لگائی اور اس نے اپنی حکومت کے ایک آدمی کو گرفتار کرنے کے لئے بھیجا اور اس نے اسے پابجولاں دارالخلافہ کی طرف بھیجا اور اس نے اسے قاس میں قید کر دیا اور اس نے اپنی فوجوں کو تیار کر لیا اور اپنے سپاہیوں سے ملا۔

سلطان کا ابن خلدون سے مذاکرات کرنا: اور اس نے اپنے وزیر ابو بکر بن عازی کو باغیوں اور خوارج سے جنگ کرنے پر مامور کیا پس وہ رجب ۳۰۷ میں تلمسان سے اٹھا اور حمزہ بن راشد نے جبل بن بوسعید میں اپنی پناہ گاہ کا قصد کیا اور اس سے سخت جنگ کی اور جنگ نے ان کو کھل ڈالا اور ان پر رعب چھا گیا اور انہوں نے اپنے مشائخ کو وزیر کے پاس اپنی اطاعت اور حمزہ کی عہد شکنی کے ساتھ بھیجا تو اس نے ان کی مرضی کے مطابق ان سے معاہدہ کر لیا اور حمزہ حصین میں ابوزیان کے پاس اس کی جگہ پر چلا گیا پھر وہ اپنے ارادے سے باز آ گیا اور بعض مددگاروں کے ساتھ شلف کے نواح اور اپنے گھر میں واپس آ گیا پس وہ اپنے مراکز میں ڈٹ گئے اور اس کی فوج منتشر ہو گئی اور اس نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے وزیر کے پاس لایا گیا تو اس نے اسے قید کر دیا اور اس کے متعلق سلطان کو اطلاع بھیجی اور ان کے اعضاء کو ملیانہ کی فصیل پر لٹکا دیا پھر حصین کی طرف بڑھا اور ان کو ان کے معیڑا کے قلعے میں بند کر دیا اور زعبہ کے تمام قبائل اس کے پاس آ گئے اور اس نے ان کو ہر جانب سے گھیر لیا اور ان کا طویل محاصرہ کیا اور انہوں نے ان سے بار بار جنگ کی۔

سلطان عبدالعزیز کے ساتھ سازش: اور سلطان نے الزاب میں میرے مکان پر مجھ سے مذاکرات کئے اور مجھے اشارہ کیا کہ میں جلدی سے تمام ریاح کو وزیر کے پڑاؤ کی طرف لے جاؤں پس اس نے ان کے قبائل اور چراگاہیں تلاش کرنے والوں کو اتارا اور ہم نے صحرا کی جانب سے جو ریاح کے مضافات کے قریب ہے جبل سے جنگ کی تو انہیں تکلیف پہنچی اور ان پر رعب چھا گیا پس وہ پہاڑ سے بھاگ گئے اور جو کچھ اس میں تھا لوٹ لیا گیا اور اس نے اطاعت پر حصین سے

ضمانت طلب کی اور ان پر ٹیکس اور نادران لگائے تو انہوں نے اچھے ہاتھوں سے انہیں نادران کیا اور اس دوران میں ابو حمو سلطان سے فوج کو علیحدہ کرنے کا موقع تلاش کرتا ہوا تلمسان کی طرف بڑھا اور اس کا دوست خالد بن عامر جو زعمہ میں سے بنی عامر کا امیر تھا اطاعت میں نفاق رکھتا تھا کیونکہ ابو حمو نے اس پر الزام لگایا تھا کہ وہ اسے چھوڑ کر نائب عبد اللہ بن عسکر بن معروف سے دوستی رکھتا ہے تو اس بات نے اسے برا فروختہ کر دیا۔

سلطان عبدالعزیز کے ساتھ سازش: اور اس نے سلطان عبدالعزیز کے ساتھ سازش کی کہ وہ اس مابقی کے عوض میں جو اس نے اس کے پاس بھیجا ہے ابو حمو کو چھوڑ کر اس کے پاس آ جائے گا لیکن اس نے اسے چھوڑ دیا اور سلطان نے ذوالقعدہ ۳۷۳ھ میں بنی عامر اور معقل میں سے اولاد و مہمور کی فوج اس کے لئے بھیجی اور ابو بکر بن عازی کے قرابت دار محمد بن عثمان کو ان کا سالار مقرر کیا اور وہ ان سے جنگ کرنے کے درپے ہوئے تو اس نے ان کی فوج کو منتشر کر دیا اور انہیں اپنے ہاتھ اٹھا دیے اور ابی حمو کے پڑاؤ اور عربوں کے خیموں کو گھیرا ہوا گیا پس اس نے جو کچھ ان میں تھا لوٹ لیا اور بنو مزین اس کے اموال اولاد اور بیویوں پر قابض ہو گئے اور وہ انہیں سلطان کے پاس لے گئے اور اس نے انہیں قاس کی طرف واپس بھجوا دیا اور اس نے انہیں اپنے محلات میں اتارا اور اس نے اپنے غلام علیہ بن یسویٰ حاکم شلف کو بکرا لیا اور اس پر احسان کیا اور اسے اس کے پیچھے بھیج دیا اور اس نے اس کے ساتھ بلاد قبلہ میں سے تیکورارین تک راجع بھیجے پس وہ وہاں اترا اور یہ تھرا کی فتح سے چند راتوں پہلے کا واقعہ ہے اور سلطان کا قدم اپنے ملک میں استوار ہو گیا اور وہ مغرب اوسط پر قابض ہو گیا اور اس نے باغیوں اور خوارج کو وہاں سے نکال دیا اور اس نے تمام عربوں کو اپنی اطاعت کی طرف بائیں کیا تو انہوں نے رنجیت و خوف سے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور مشرق کی جانب سے وزیر ابو بکر بن عازی عربوں کے تمام قبیلوں کے مشائخ کے ساتھ اس کے پاس آیا تو اس نے ان سے حسن سلوک کیا اور ان کی آمد کا اعزاز کیا اور وزیر کی بلا قات گئے لئے سوار ہو کر گیا اور مشائخ سے اطاعت اور ابو حمو کو تیکورارین سے نکالنے پر براہیختہ کرنے کے لئے ضمانت طلب کی اور ان کا خوب اعزاز و اکرام کیا اور وہ تیکورارین کی طرف روانگی کے اسباب کو تیار کرتے ہوئے اپنے سرمائی مقامات کی طرف لوٹ گئے جیسا کہ ہم بیان کریں گے ان شاء اللہ۔

فصل

ابن الخطیب کے اپنے سلطان حاکم اندلس

ابن الاحمر کو چھوڑ کر تلمسان میں سلطان کے

پاس آنے کے حالات

اس شخص کا اصل مقام لوشہ ہے جو غرناطہ سے ایک دن کی مسافت پر شمال میں واقع ہے جس میں اس کا مرج نامی میدان میں ہے جو وادی بنجیل پر واقع ہے اور جسے منیل بھی کہتے ہیں اس علاقے میں ایک موڑ ہے جو جنوب سے شمال کی طرف جاتا ہے جہاں پر اس کے اسلاف رہتے تھے جو اپنی وزارت کی وجہ سے مشہور تھے اور ابو عبد اللہ غرناطہ آیا اور بنی احمر کے ملوک کا خدمت گار بن گیا اور کھانے کے ستورز پر عامل بن گیا اور اس کے بیٹے محمد نے غرناطہ میں پرورش پائی اور اس کے مشائخ سے پڑھا اور ادب و تہذیب سیکھی اور مشہور فلاسفر یحییٰ بن ہذیل کو اپنی محبت کے لئے منتخب کیا اور اس سے فلسفیانہ علوم حاصل کئے اور طب و ادب میں نمایاں مقام حاصل کیا اور اس کے اشیاء سے ادب سیکھا اور اس کے منتخب کلام نظم و نثر سے سلطان کا حوض بھر گیا اور وہ شعر گوئی اور خوش الحانی کے ساتھ شعر پڑھنے میں اس مقام تک پہنچا کہ کوئی اس کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا اور اس نے ملوک بنی الاحمر میں سے سلطان ابو الحجاج کی مدح کی اور حکومت کو اپنی مدائج سے بڑھ کر دیا اور آفاق میں اس کی شہرت پھیل گئی تو سلطان اسے اپنی خدمت میں لے آیا اور اسے ابو الحسن بن الحباب کی سرکردگی میں جو نظم و نثر اور دیگر علوم ادیبہ میں دونوں کناروں کا شیخ تھا اپنے دروازے پر کاتبوں کے دفتر میں مقرر کر دیا اور سلطان نے غرناطہ سے محمد مملوک کے زمانے کے قریب جب اس نے اپنے بے قابو وزیر محمد بن الگیم کو قتل کر دیا تھا خط و کتابت کی جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہو چکا ہے پس ابن الحباب نے اس دن سے لے کر اپنی وفات تک جو طاعون جارف سے ۴۹۷ھ میں ہوئی کاتبوں کی ریاست کو اپنے لئے مخصوص کر لیا پس سلطان ابو الحجاج نے اس وقت اس محمد بن الخطیب کو اپنے دروازے کے کاتبوں کی سرداری عطا کی اور پھر اسے وزارت بھی دی اور اسے وزیر کا لقب دیا پس وہ اس کام میں با اختیار ہو گیا اور ان کے دونوں کناروں کے پڑوسی ملوک کے ساتھ خط و کتابت میں اس سے عجیب و غریب درستی کی باتیں صادر ہوئیں پھر سلطان نے شروط کے ساتھ اس کے ہاتھوں عمال کے حاکم مقرر کرنے کے بارے میں ساز باز کی پس اس نے وہاں اس کے لئے اموال جمع کئے اور اس کی دوستی میں اس مقام تک پہنچ گیا کہ کوئی شخص اس سے پہلے اس مقام تک نہ پہنچا تھا اور وہ اس کی جانب سے کنارے کے بنی مرین کے سلطان ابو عثمان کے پاس اس کے باپ سلطان ابو الحسن کو براہینتہ کرتے ہوئے سفیر بن کر گیا پس وہ اپنی اغراض سفارت میں نمایاں ہو گیا۔

سلطان ابوالحجاج کی وفات: پھر سلطان ابوالحجاج ۵۹۵ھ میں فوت ہو گیا اس پر ایک مظلوم گروہ نے عید الفطر کے دن مسجد میں نماز کے لئے سجدہ کرتے ہوئے حملہ کر دیا اور اسے نیزہ مارا پس اس نے اسی وقت اسے ٹھہرا دیا اور یکے بعد دیگرے مغلوجی غلاموں کی تلواریں اس قاتل پر پڑیں اور انہوں نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اس کے بیٹے محمد کی اسی وقت بیعت ہوئی اور اس کے کام کو ان کے غلام رضوان نے سنبھالا جو ان کے لشکریوں کی قیادت اور ان کے ملوک کے اصاغر کی کفالت میں بڑا تجربہ کار تھا اور اس نے حکومت کو اپنے لئے مخصوص کر لیا اور خطیب اس کی وزارت میں بیکار ہو گیا جیسا کہ وہ اس کے باپ کے ہاں وزیر تھا اور اس نے دوسرے شخص کو اپنی خط و کتابت کرنے پر مقرر کر دیا اور ابن الخطیب کو کام میں اپنا نائب بنایا اور وہ دونوں اختیارات میں شریک ہو گئے اور حکومت نہایت شان دار طریق پر چلنے لگی پھر انہوں نے وزیر ابن الخطیب کو سلطان ابوعنان کے پاس سفیر بنا کر بھیجا کہ وہ انہیں ان کے دشمن طاغیہ کے خلاف مدد دے جیسا کہ اس کے اسلاف کا ان کے ساتھ دستور تھا پس جب وہ سلطان کے پاس آیا اور اس کے سامنے بیٹھا تو اندلس کے وزراء فقہاء کا جو وفد اس کے ساتھ تھا آگے آیا اور اس نے اس سے کچھ شعر پڑھنے کی اجازت طلب کی جو وہ اپنے ہر ازون کے سامنے پیش کرنا چاہتا تھا تو اس نے اسے اجازت دی اور اس نے کھڑے ہو کر یہ اشعار پڑھے:

”اللہ کا خلیفہ قضا و قدر کا سردار ہے اس نے تجھے اس قدر بلند کیا ہے جہاں چاند بھی تاریکی میں نہیں چمکتا اور اس کے دست قدرت نے ایسے مصائب کو تجھ سے دور کیا ہے جن کو دور کرنے کی بشر طاقت نہیں رکھتا۔ تیرا چہرہ مصائب میں ہمارے لئے چاند اور قحط میں تیرا ہاتھ ہمارے لئے بارش ہے اور اگر تو نہ ہوتا تو اندلس کے تمام باشندے نہ اندلس کو وطن بناتے اور نہ وہاں آباد ہوتے اور جن کے ساتھ تو نے تعلق پیدا کیا ہے انہوں نے کسی احسان کا انکار اور ناشکری نہیں کی اور ان کی جانوں نے انہیں فکر مہم کیا ہے تو انہوں نے مجھے تیری طرف بھیجا ہے اور خود انتظار کر رہے ہیں۔“

پس سلطان ان اشعار سے جھوم گیا اور اسے بیٹھنے کی اجازت دی اور اس کے بیٹھنے سے قبل اسے کہا تو ان کے تمام عطیات کو لئے بغیر ان کی طرف واپس نہیں جائے گا پھر اس نے احسانات کے ساتھ ان کے کندھوں کو گرجا کر دیا اور جو کچھ انہوں نے مانگا انہیں دے کر واپس کر دیا۔

قاضی ابوالقاسم شریف کا بیان: ہمارے قاضی ابوالقاسم شریف بھی اس کے ساتھ تھے ان کا بیان ہے کہ کبھی کسی سفیر کے متعلق نہیں سنا گیا کہ اس نے سلطان کو سلام کرنے سے قبل اپنی سفارت کھل کر لی ہو مگر اس شخص نے ایسے ہی کیا اور ان کی یہ حکومت اندلس میں پانچ سال رہی پھر ان کے ساتھ محمد الرکس نے جنگ کی جو سلطان کا عم زاد تھا اور اس کے دادا رکس ابو سعید میں اس کے ساتھ شامل ہو جاتا تھا اور سلطان نے الحمراء کے باہر اپنی سیرگاہ کی طرف جانے کا وقت مقرر کیا اور وہ دار الخلافہ نے پر جو الحمراء کے نام سے مشہور تھا چڑھ گیا پس اس نے اسے نکالا اور اس کی بیعت کی اور اس پر قابو پا کر اس کی حکومت سنبھال لی اور سلطان محمد نے باغ میں ڈھول بجنے کو محسوس کیا تو وہ جرات کے ساتھ وادی آش کی طرف آیا اور اس کو قابو کر لیا اور اس نے مغرب میں سلطان ابوسالم کے آباء کے ملک پر قابض ہونے کے بعد سلطان کو اطلاع بھیجی اور اس کے بھائی ابوعنان کے زمانے میں اس کا ٹھکانہ ان کے ہاں اندلس میں تھا۔

ابن الخطیب کی اسیری: اور حکومت کے ذمہ داری رئیس نے اس وزیر آئین الخطیب کو قید کر دیا اور اس کے قید خانے میں اسے تنگ کیا اور جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ اس کے اور خطیب بن مروزی کے درمیان اندلس کے زمانے میں نہایت اچھے دوستانہ تعلقات تھے اور وہ سلطان ابوسالم کی خواہش پر غالب تھا پس اس نے وادی آش کے اس دستبردار سلطان کی پکار کو اسے خوبصورت کر کے دکھایا کہ وہ اس سے اہل اندلس کو دور کرنے اور اقرباء کے دشمنوں کو جو وہاں نمائندہ ہیں جب وہ مغرب کی حکومت کی خواہش کریں گے روکنے کا وعدہ کرتا ہے تو اس نے اس کی بات قبول کر لی اور اس نے اہل اندلس سے گفتگو کی کہ وہ اس کے پاس آنے کے لئے اس کے راستے میں سہولت پیدا کریں اور اس نے اپنے ہم نشینوں میں سے شریف ابوالقاسم تلمسانی کو بھیجا اور اس کے ساتھ ابن الخطیب کی سفارش اور اسے قید خانے سے آزاد کرنے کا پیغام بھی بھیجا تو اس نے اسے آزاد کر دیا اور وہ وادی آش تک شریف ابوالقاسم کے ساتھ آیا اور وہ سلطان کے سواروں میں چلا اور وہ سلطان ابوسالم کے پاس آئے پس ابن الاحرر کی آمد پر خوش ہوا اور ایک دستے کے ساتھ اس کی ملاقات کو گیا اور اسے اپنی کرسی کے سامنے بٹھایا اور جیسا کہ بیان ہو چکا ہے ابن الخطیب نے اپنا قصیدہ سنایا جس میں وہ سلطان سے مدد مانگتا ہے پس اس نے اس سے وعدہ کیا اور وہ جمعہ کا دن تھا اور اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے پھر اس نے اس کی تعظیم و تکریم کی اور اسے خوشحال کر دیا اور اس کے ساتھ آنے والوں کے روزینے زیادہ کر دیے اور اس پر غالب آ گیا اور وظیفے اور جاگیروں کے لحاظ سے ابن الخطیب کی زندگی خوشحال ہو گئی اور اس نے سلطان سے مراکش کی جہات کی طرف جانے اور وہاں پر حکومت کے آثار سے مطلع ہونے کی اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دے دی اور عمال کو لکھا کہ وہ اسے تحفے دیں تو انہوں نے بڑھ چڑھ کر تحفے دیے اور سلطان ابوالحسن کی قبر پر کھڑا ہوا اور راء موصولہ کے قافہ میں اپنا قصیدہ کہا جس میں اس کا مرثیہ کہتا ہے اور غرناطہ کی اس کی جاگیر کی واپسی کو ترجیح دیتا ہے جس کا مطلع یہ ہے:

”اگر اس کا گھر اور منزل دور ہو گئی ہے تو اس کے حالات اس کی شخصیت کے قائم مقام ہو گئے ہیں اپنے زمانے کو عبرت یا خاک میں تقسیم کرے یہ اس کی غناک مٹی ہے اور یہ اس کے آثار ہیں۔“

سلطان ابوسالم کی سفارش: پس سلطان ابوسالم نے اس بارے میں اہل اندلس کو سفارش کی تو انہوں نے اس کی سفارش کی اور جتنا عرصہ کنارے میں ٹھہرا ہوا سلطان سے سلام میں علیحدہ رہا پھر سلطان محمد مخلوع ۳۷۱ھ میں اپنے ملک اندلس کی طرف واپس آ گیا جیسا کہ اس کے حالات میں بیان ہو چکا ہے اور قاسم میں جو اس کے اہل واولاد پیچھے رہ گئے تھے اس نے ان کے متعلق پیغام بھیجا اور ان دنوں حکومت کا ختم عمر بن عبداللہ بن علی تھا پس اس نے ابن الخطیب کو سلا سے بلایا اور انہیں اس کی نگرانی کے لئے بھیجا تو سلطان اس کی آمد سے خوش ہوا اور اسے دوبارہ اس کا مقام دیا جیسا کہ وہ اپنے کفیل رضوان کے ساتھ تھا اور عثمان بن یحییٰ عمر غازیوں کا شیخ اور ان کے اشیاء کا بیٹا تھا جب اس نے حاکم غرناطہ رئیس سے برائی محسوس کی تو وہ اپنے باپ کے سواروں کے ساتھ طاغیہ کے پاس چلا گیا اور یحییٰ وہاں سے کنارے کی طرف آ گیا اور عثمان دارالحرب میں ٹھہر گیا اور اس نے غربت میں سلطان کی مصاحبت کی اور اس کی خوب خدمت گزاری کی اور وہ طاغیہ کے ہاتھوں پر فتح پانے سے مایوس ہونے کے بعد اس سے منحرف ہو گئے اور اسے چھوڑ کر اس کے ملک کی سرحدوں پر آ گئے اور انہوں نے عمر بن عبداللہ سے اس بارے میں گفتگو کی کہ وہ انہیں ان سرحدوں میں سے جنہوں نے ان کی اطاعت کی ہے کسی

ایک سرحد پر قبضہ دلادے جہاں سے وہ فتح کا انتظار کریں۔

ابن خلدون کے ساتھ سلطان مخلوع کی گفتگو: اور اس بارے میں سلطان مخلوع نے مجھ سے گفتگو کی اور میرے اور عمر بن عبد اللہ کے درمیان ایک پختہ قابل لحاظ عہد تھا جس میں نے عمر بن عبد اللہ کی جانب سے سلطان کے ساتھ وفاداری کی اور اسے اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ زندہ کا شہر اسے واپس کر دے کیونکہ وہ اس کے اسلاف کا ورثہ ہے تو اس نے میرے مشورے کو قبول کیا اور سلطان مخلوع اس پر چڑھ گیا اور عثمان بن یحییٰ اپنے مددگاروں کے ساتھ وہاں اترے اور اس کے ہرازوں کا سردار تھا پھر انہوں نے وہاں سے مالقہ سے جنگ کی اور وہ فتح کے لئے سوار یوں کے پاؤں رکھنے کی جگہ تھی اور سلطان نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے دارالحکومت غرناطہ پر قابض ہو گیا اور عثمان بن یحییٰ حکومت میں قوم کا سردار اور دوستی میں قدیم تھا اور اسے سلطان کی خواہشات پر غلبہ حاصل تھا اور جب ابن الخطیب سلطان کے اہل واداد کے ساتھ الگ ہوا اور سلطان نے اپنی بالادستی اور اس کے مشورہ کو قبول کرتے ہوئے حکومت میں دوبارہ اسے اس کا مقام دے دیا تو اسے عثمان پر غیرت آئی اور وہ سلطان سے اس کفایت کی درخواست کرنے اور ان اشراف سے اس کی حکومت کے متعلق ڈرنے کی وجہ سے گھڑ گیا تو سلطان نے اسے اجناہ کیا اور اس کے خلاف سازش کرنے لگا یہاں تک کہ اس نے اسے اور اس کے آباء اور بھائیوں کو رمضان ۷۳۷ھ میں ہٹا کر زمین دوز قید خانے میں ڈال دیا پھر اس کے بعد انہیں جلاوطن کر دیا اور ابن الخطیب کے لئے ماحول صاف ہو گیا اور وہ سلطان کی خواہش پر غالب آ گیا اور اس نے مملکت کا انتظام اس کے سپرد کر دیا اور اس نے اس کے بیٹوں کو اپنے شراب نوش ہم نشینوں اور خلوتیوں کے ساتھ ملا دیا اور مل و عقد میں ابن الخطیب منفرد ہو گیا اور چہرے اس کی طرف مڑنے لگے اور اس سے امیدیں وابستہ کی جانے لگیں اور خواص اور سب لوگ اس کے دروازے پر آنے لگے اور سلطان کے ہرازو اور مددگار اس سے تنگی محسوس کرنے لگے پس انہوں نے اس کی چٹلیاں کرنے پر اتفاق کر لیا اور سلطان ان کے قبول کرنے سے بہرا ہو گیا اور یہ خبر ابن الخطیب کو بھی پہنچ گئی تو اس نے اس کے پاس چلے جانے کی تیاری کر لی اور ان دونوں کنارے کے بادشاہ سلطان عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن نے اسے اپنے عزا عبد الرحمن بن ابی یغلاوس بن سلطان ابو علی کو پکڑنے کے لئے نوکر رکھ لیا جسے انہوں نے اندلس میں غازیوں کا سردار مقرر کیا ہوا تھا اور جب وہ بادشاہ کی ملاش میں گھومنے کے بعد کنارے سے گزرا اور اس نے وہاں پر ہر جانب قہقہے کی آگ بھڑکادی اور وزیر عمر بن عبد اللہ نے جو بنی مرین کی حکومت کا ختم تھا اس کا نہایت اچھی طرح دفاع کیا تو وہ اندلس جانے کی طرف مجبور ہو گیا پس وہ اس کا وزیر مسعود بن ماسی چلے گئے اور ۷۳۷ھ میں سلطان علی مخلوع کے ہاں اترے تو اس نے ان کی تعظیم و تکریم کی۔

شیخ الغزاة علی بن بدر الدین کی وفات: اور شیخ الغزاة علی بن بدر الدین کی وفات ہو گئی تو عبد الرحمن اس کی جگہ پر آیا اور سلطان عبدالعزیز اپنے وزیر عمر بن عبد اللہ کے قتل کے بعد اپنی حکومت میں خود مختار ہو چکا تھا تو سلطان مخلوع نے جو کچھ کیا اس سے وہ تنگ ہو گیا اور ان سے اپنے معاملے کے بگڑنے کی توقع کرنے لگا اور ابن عبد الرحمن کے مذاکرات کو دیکھنے لگا تا کہ بنی مرین کو خوش کرے اور ابن الخطیب کو اس کے سلطان نے ابن ابی یغلاوس اور ابن ماسی کے گرفتار کرنے پر اکسایا تو اس نے انہیں گرفتار کر لیا اور اس دوران میں ابن الخطیب کی نفرت مستحکم ہو گئی کیونکہ اسے ہرازو دوستوں سے یہ اطلاع ملی تھی کہ اس بارے میں نکتہ چینی اور چٹلی ہو رہی ہے اور بسا اوقات یہ خیال بھی آیا کہ سلطان ان چٹلیوں کو قبول کرنے کی طرف

مائل ہے اور انہیں نے اسے اس کے متعلق برا فروختہ کر دیا ہے پس اس نے اندلس سے مغرب جانے کا ارادہ کر لیا اور سلطان نے غریبی سرحدات کی دیکھ بھال کے لئے اجازت طلب کی اور اپنے سواروں کی ایک جماعت کے ساتھ ان کی طرف روانہ ہو گیا اور اس کے ساتھ اس کا وہ بیٹا بھی تھا جو سلطان کا دوست تھا اور وہ اپنے ارادے کے مطابق چلا گیا اور جب وہ جبل الفتح کے سامنے اس بندرگاہ پر آ پا جو کتارے کی طرف جانے کی گزرگاہ ہے تو وہ اس کی طرف مائل ہو گیا پس سواروں کا لیڈر اسے ملنے کے لئے نکلا اور سلطان عبدالعزیز نے اسے اس بات کا اشارہ کیا ہوا تھا اور اسی وقت اس کی طرف بحری بیڑے کو بھیجا تو وہ سہتہ کی طرف چلا گیا جہاں اس کی بہت پذیرائی ہوئی پھر وہ سلطان کے پاس جانے کے لئے چلا اور ۳۷۷ھ میں تلمسان میں اس کے پاس آیا پس حکومت اس کی آمد کی خوشی میں جھوم اٹھی اور سلطان نے اپنے خواص کو اس کی ملاقات کے لئے بھیجا اور اسے اپنی مجلس میں ایک قابل رشک جگہ دی اور اپنی حکومت میں ایک باعزت مقام عطا کیا۔

ابو یحییٰ بن مدینہ کو اس کے اہل و عیال کی تلاش میں روانہ کر دیا اور اسی وقت اپنے کاتب ابو یحییٰ بن مدینہ کو اس کے اہل و عیال کی تلاش کے لئے سفیر بنا کر اندلس کی طرف روانہ کیا اور وہ انہیں نہایت عزت کے ساتھ اور پُر سکون حالات میں لے گیا پھر ماسدوں نے اس کی شان میں شور و غل کیا اور اس کے سلطان کو اس کی لغزشوں کی جستجو کے لئے اکسایا اور انہوں نے اس کی طبیعت کی لغزشوں اور پارٹی کی قوت کو جسے وہ اپنے دل میں پوشیدہ کئے ہوئے تھا ظاہر کر دیا اور اس کے دشمنوں کی زبان پر وہ باتیں پھیل گئیں جو زندقہ (بے دینی) کی طرف منسوب ہوتی ہے انہوں نے انہیں شمار کیا اور اس کی طرف منسوب کیا اور ان باتوں کو دارالمخلانے کے قاضی حسن بن حسن کے پاس فیصلے کے لئے لے جایا گیا تو اس نے ان کی طرف توجہ کی اور اس پر زندقہ کا فیصلہ دیا اور حاکم اندلس نے بھی اس کے بارے میں اپنی رائے پر نظر ثانی کی اور قاضی ابوالحسن نے سلطان عبدالعزیز کو اس جوڈیشل ریکارڈ کے مطابق اسے سزا دینے اور اس کے بارے میں حکم الہی نافذ کرنے کا حکم بھیجا تو وہ جبرہ ہو گیا اور اپنی پناہ اور اپنے مہد کے توڑنے پر برا منایا اور انہیں کہنے لگا تم نے اس وقت اس سے کیوں انتقام نہ لیا جب وہ تمہارے پاس تھا اور تم اس کے حال کے واقف تھے اور اب رعبی میری بات تو جب تک وہ میری پناہ میں ہے کوئی آدمی اس تک نہیں پہنچ سکتا پھر اس نے اسے اور اس کے بیٹوں اور اس کے ساتھ آنے والے اندلسی سواروں کو بہت سے وظائف اور ریوز دیے۔

سلطان عبدالعزیز کی وفات: اور جب سلطان عبدالعزیز ۳۷۷ھ میں فوت ہوا اور بنو مرین مغرب کی طرف لوٹ آئے اور انہوں نے تلمسان کو چھوڑ دیا تو وہ حکومت کے ختم و زیر ابو بکر بن غازی کی رکاب میں چلا اور قاسم میں اتر اور اس نے بہت سی جاگیریں خریدیں اور مکانات کی تعمیر اور باغات کے لگانے میں احتیاط و حکمت کے ساتھ منہمک ہو گیا اور حکومت کے ختم نے ان علامات کی نگرانی کی جن کے لئے سلطان مرحوم نے اس کے لئے حکم دیا تھا اور مسلسل اس کی یہی حالت رہی یہاں تک کہ وہ بات ہوئی جسے ہم بیان کریں گے۔

فصل

سلطان عبدالعزیز کے فوت ہونے اور

اس کے بیٹے سعید کی بیعت ہونے اور ابو بکر

بن غازی کے اس پر قابو پانے اور بنی مرین

کے مغرب کی طرف واپس جانے کے حالات

سلطان ابوالحسن کو پیدائش کے آغاز سے ہی حزن بھارتھا جس سے وہ لاغری کی بیماری میں مبتلا تھا اور اسی وجہ سے سلطان ابوسالم اسے بیٹوں کے ساتھ زندہ نہیں لے گیا تھا اور جب وہ جوان ہوا تو اپنی بیماری سے صحت یاب ہو گیا اور اس کا جسم تندرست ہو گیا پھر تلمسان میں دوبارہ بیماری نے اسے آ لیا اور اس کی لاغری میں اضافہ ہو گیا اور جب فتح مکمل ہو گئی اور اس کی سلطنت مضبوط ہو گئی تو اس کی تکلیف بڑھ گئی اور اس نے بڑے صبر سے مرض کا مقابلہ کیا اور افواہوں کے خوف سے اسے لوگوں سے چھپائے رکھا اور تلمسان سے باہر اس کا پڑاؤ مغرب جانے کے لئے متحرک ہو گیا اور وہ ۲۲ ربیع الثانی ۷۴۷ھ کو اپنے اہل و اولاد کے درمیان آرام سے فوت ہو گیا اور بیوی نے یہ خبر وزیر کو پہنچائی تو وہ سلطان کے بیٹے محمد سعید کو کندھے پر اٹھائے ہوئے لوگوں کے پاس آیا اور اس نے لوگوں کو ان کے خلیفہ کی خلافت کے ساتویں سالوں کے متعلق تسلی دی اور اس کے بیٹے کو ان کے سامنے ڈال دیا تو وہ درد مندی کے ساتھ روتے ہوئے اس کے ارد گرد اکٹھے ہو گئے اور اس سے عہد کرنے لگے اور بیعت کے لئے اس کی دست بوسی کرنے لگے اور انہوں نے اسے پڑاؤ کے لئے باہر نکالا پھر وزیر نے سلطان کے جسم کو اس کی لکڑیوں پر نکالا اور اسے اس کے خیموں میں اتارا اور پڑاؤ کی نگرانی کے لئے رات بھر جاگتا رہا اور اس نے لوگوں کو جانے کی اجازت دی تو وہ فوج در فوج اترنے کی جگہ کی طرف گئے پھر تین ماہ کے لئے سفر کر گئے اور حیزی کے ساتھ مغرب کی طرف گئے اور تازا میں اترے پھر تیزی سے قاس کی طرف گئے اور ابن السلطان اپنے دارالحکومت میں اترے اور اپنے محل میں عوام کی بیعت کے لئے بیٹھا اور حسب دستور شہروں کے وفود اپنی بیعت کے ساتھ آئے اور وزیر ابو بکر بن غازی نے اس پر قابو پالیا اور اسے اس کے محل میں چھپا دیا اور اسے اپنی سلطنت کی کسی چیز میں دخل دینے سے روک دیا اور وہ ہی وہ تصرف کرنے کی عمر میں تھا اور اس نے جہات میں عامل مقرر کئے اور فیصلے کی نشست پر بیٹھا اور مغرب کی حکومت کی ادھیڑ بن میں مشغول ہو گیا یہاں تک کہ وہ حال ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔

فصل

تلمسان اور مغرب اوسط پر ابوحمو کے قابض

ہونے کے حالات

سلطان عبدالعزیز کی وفات کے بعد جب بنو مرین تلمسان سے روانہ ہوئے اور تازا میں اترے تو مشائخ اکٹھے ہوئے اور انہوں نے ابراہیم بن سلطان کی وفات کے بعد جب بنو مرین تلمسان سے روانہ ہوئے اور تازا میں اترے تو مشائخ اکٹھے ہوئے اور انہوں نے ابراہیم بن سلطان ابو تاشفین کو شخص نے اپنے باپ کی وفات کے وقت سے لے کر ان کی حکومت کی کفالت میں پرورش پائی تھی تلمسان کا امیر مقرر کیا جس نے اس کے خلوص کی وجہ سے اسے اس بات پر ترجیح دی اور اسے محل کے عبید اللہ کے امیر رجو بن منصور کے ساتھ بھیجا اور مغرب میں جو مفراوہ موجود تھے انہیں ان دونوں کے ساتھ شلف میں ان کی حکومت کے وطن میں بھیجا اور ان پر علی بن مروان بن مندیل بن عبدالرحمن کو امیر مقرر کیا اور وہ اپنے شہروں کو واپس چلے گئے اور ابوحمو کا غلام علیہ بن موسیٰ سلطان عبدالعزیز تک پہنچ گیا تھا اور اس نے اسے اپنے ہمرازوں اور مددگاروں میں شامل کر لیا تھا اور جب سلطان کی وفات ہو گئی تو یہ نکل سے نکل کر شہر میں روپوش ہو گیا اور جب بنو مرین ان کے پڑاؤ سے نکل کر شہر سے باہر چلے گئے تو یہ اپنے روپوش ہونے کی جگہ سے نکلا اور اپنے آقا ابوحمو کی دعوت کو قائم کرنے لگا اور شہر کے باشندوں میں سے ایک پارٹی غلوٹ لوگوں کے ساتھ اس کے پاس آ گئی اور انہوں نے خواص کو ابوحمو کی بیعت پر آمادہ کیا اور ابراہیم بن ابی تاشفین نے رجو بن منصور اور اس کی قوم عبید اللہ کے ساتھ ان سے نیک سلوک کیا تو انہوں نے اس کا عہد توڑ دیا اور اس کے سامنے ڈٹ گئے تو وہ ان کو چھوڑ کر مغرب کی طرف واپس آ گیا اور اولاد دھمور جو عبید اللہ میں سے ابوحمو کے مددگار تھے انہوں نے یہ اطلاع اس تک پہنچائی اور وہ اپنے نیکواریں کے ٹھکانے میں تھا اور اس نے اپنے بیٹے تاشفین سے رابطہ کیا جو یحییٰ بن عامر کے پاس تھا تو وہ اپنے بنی عبدالواد کے ساتھیوں کے ساتھ تلمسان آیا اور ہر جانب سے ان کی جماعت اس پر ٹوٹ پڑی اور سلطان ان کے بعد پہنچا جب کہ اس کی آمد سے مایوسی ہو چکی تھی اور وہ تلمسان میں جمادی الاول ۴۷۷ھ میں آیا اور اس کا خود مختار بادشاہ بن گیا اور اس نے اپنے ہمراز دوستوں کو گرفتار کر لیا جنہوں نے غربت میں اسے آزر دہ خاطر کیا تھا اور ان کے متعلق اس کے پاس چغلی کی گئی تو اس نے انہیں قتل کر دیا اور بنو عبدالواد کی حکومت اور سلطنت واپس آ گئی اور بنی مرین کے مددگاروں نے مفراوہ پر شلف میں حملہ کیا پس اس نے پانسہ پلٹنے والی جنگوں کے بعد وہاں ان پر غلبہ پا لیا جن میں دھون بن مروان جو مغرب اوسط کے مضافات اور شہروں میں بنو مرین کی دعوت کا احیاء کرنے والا تھا فوت ہو گیا اور جیسا کہ ہم نے اس کے حالات میں بیان کیا ہے وہ خود مختار امیر بن گیا اور وزیر ابو بکر بن غازی کو اطلاع پہنچی تو اس نے

اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا پھر اس نے بطویہ کی جانب امیر عبدالرحمن کے خروج کی وجہ سے اپنا ارادہ بدل لیا اور اس کام نے اسے اس بات سے غافل کر دیا۔

فصل

امیر عبدالرحمن بن ابی یغلاوس کے مغرب کی طرف جانے اور بطویہ کے اس کے پاس آنے

اور اس کے کام کے ذمہ دار بننے کے حالات

محمد قلع ابن الاحمر رندہ سے جمادی ۳۱۳ء میں اپنے ملک غرناطہ کی طرف واپس آ گیا اور طاعین نے اس کے لئے اس کے دشمن الرئیس کو جو ان کی حکومت مہنین کا باغی تھا اور قلع کے عہد کو پورا کرنے کے لئے غرناطہ سے بھاگ کر ان کے پاس آ گیا تھا قتل کر دیا اور اس کے تخت پر بیٹھ گیا اور اس کی حکومت کا با اختیار ختم بن گیا اور اس کے باپ کا نائب محمد بن خلیف بھی اس کے پاس پہنچ گیا اور اس نے اسے جن لیا اور اسے اپنی وزارت پر مقرر کیا اور اسے اپنے ملک کی لامدادی سپرد کی تو وہ اس پر غالب آ گیا اور اس کی خواہشات پر قابض ہو گیا اور اس کی آنکھ مغرب اور اس کی رہائش گاہ تک پہنچی ہوئی تھی یہاں تک کہ اس کی ریاست پر آفت آئی اور اسی لئے وہ اپنے بادشاہوں کے گھوڑے پیش کیا کرتا تھا اور سلطان ابو الحسن کے تمام بیٹے اپنے چچا سلطان ابو علی کے بیٹوں پر غیرت کھاتے تھے اور اپنے معاملے کے بارے میں ان سے خائف تھے۔

امیر عبدالرحمن کا اندلس پہنچنا: اور جب امیر عبدالرحمن اندلس پہنچا تو ابن الخلیف نے اسے پسند کر لیا اور اپنے معہرہ کے لئے جن لیا اور حکومت میں اس کے مقام و مرتبہ کو بلند کر دیا اور سلطان کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنے عم زاد شرفاء کی بجائے اسے زمانہ کے مجاہد غازیوں پر سالار مقرر کر دے اور اس نے قوت حاصل کر کے کارنامے دکھائے اور جب سلطان عبدالعزیز خود مختار امیر اور اپنے ملک کا ختم بن گیا اور ابن الخلیف اس کے سلطان کے ہاں اس کی رضامندی کے لئے کوشاں تھا پس اس نے اس کے ساتھ عبدالرحمن بن ابی یغلاوس کے قید کرنے اور اس کے وزیر مسعود بن ماسی کو جو اس کا بیچھا کرنے والا تھا قید کرنے کے لئے سازش کی اور اس بارے میں ابن الخلیف نے اپنے مکر کا چکر چلایا اور سلطان کو ان دونوں کے خلاف اکسایا یہاں تک کہ ابن الاحمر نے ان دونوں پر حملہ کر دیا اور اس نے سلطان عبدالعزیز جو ۲۱۷ھ میں مغرب کا سلطان تھا کے بقیہ ایام میں ان دونوں کو قید کر دیا کیونکہ اس نے وسائل اور گھوڑے پیش کئے تھے پس سلطان نے اسے مقدم کیا اور اسے اپنے مقربین میں جگہ دی اور ابن الاحمر نے اپنے اہل و اولاد کے متعلق گفتگو کی۔ تو اس نے انہیں اس کے پاس بھیج دیا اور وہ سلطان کے مددگاروں میں شامل ہو گیا۔

سلطان اور ابن الاحمر کے درمیان عداوت: پھر سلطان اور ابن الاحمر کے درمیان پختہ عداوت ہو گئی اور سلطان نے اندلس کی حکومت میں دلچسپی لی اور اُسے اس امر پر اکتایا اور انہوں نے تلمسان سے مغرب کی طرف اس کی واپسی پر اس بات کا وعدہ کیا اور یہ بات ابن الاحمر کی طرف منسوب کی گئی تو اس نے سلطان کی طرف بے مثل تحائف بھیجے جن کے متعلق کبھی سنا بھی نہیں گیا جن میں اس نے اندلس کا چیدہ متاع اور گہرے لٹو ساز و سامان اور خوبصورت نچر اور مملو جی قیدی اور لونڈیاں منتخب کیں اور اس نے اپنے ایلچیوں کو یہ تحائف دے کر بھیجا اور اس سے تقاضا کیا کہ وہ اپنے وزیر ابن الخطیب کو اس کے سپرد کر دے جس سلطان نے اس بات کو تسلیم نہ کیا اور اس سے ناواقف بن گیا اور جب وہ فوت ہو گیا تو وزیر ابن غازی خود مختار امیر بن گیا اور ابن الخطیب اس کے پاس آ گیا اور ابن الاحمر نے جس طرح سلطان کے ساتھ اس کے بارے میں بات کی تھی اسی طرح اس سے بھی ساز باز کی لحد تک اکریت کئے مگر اس نے رجوع نہ کیا اور اس سے برا منایا اور اس کا بہت برا جواب دیا اور اس کے اچھے اس کے پاس واپس آ گئے اور وہ اس کی سطوح سے خوفزدہ ہو گیا پس ابن الاحمر نے اسی وقت عبدالرحمن بن ابی یحییٰ کو رہا کر دیا اور اسے بحری بیڑے پر سوار کرایا اور وہ اسے ساحل بلویہ پر لے گیا اور اس کے ساتھ وزیر مسعود بن ماسی بھی تھا۔

جبل الفتح پر حملہ: اور اس نے جبل الفتح پر حملہ کیا اور اس نے اپنی فوجوں کے ساتھ اس سے جنگ کی اور عبدالرحمن ذو القعدہ ۴۷۱ھ میں بلویہ گیا اور اس کے ساتھ اس کا وزیر مسعود بن ماسی بھی تھا پس بلویہ قبائل اس کے پاس آ گئے اور انہوں نے اس کی دعوت کے قیام اور اس کی حفاظت میں موت پر اس کی بیعت کی اور وزیر ابو بکر بن غازی کو خبر پہنچی تو اس نے اپنے عم ہذا محمد بن عثمان کو سہ ماہیہ مقرر کیا اور اس کی سرحدوں کو بند کرنے کے لئے بھیجا کیونکہ اسے ان کے متعلق ابن الاحمر کا خوف تھا اور وہ قاس سے آلودہ فوجوں کے ساتھ گیا اور اس نے بلویہ میں عبدالرحمن سے مقابلہ کیا اور کئی روز تک اس سے جنگ کی پھر تازا کی طرف لوٹ آیا پھر قاس آیا اور امیر عبدالرحمن تازا میں داخل ہو کر اس پر قابض ہو گیا اور وزیر قاس آ کر فیصلے کی نشست پر بیٹھ گیا اور وہ اپنے دشمن کو بھگانے کے لئے تازا کی طرف واپس کا ارادہ کئے ہوئے تھا کہ اسے سلطان ابو العباس احمد بن ابی سالم کی بہت ہونے کی خبر مل گئی جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

فصل

سلطان ابوالعباس احمد بن ابی سالم کی بیعت

ہونے اور حکومت میں اس کے خود مختار اور اس

کے درمیان ہونے والے واقعات کے حالات

جب محمد بن عثمان سبہ کی سرحد پر اس کے حکاموں کو پکڑ کر نے اور ابن الاحرر کی جس مذہب یا دینی کے متعلق خلف طلائع کی مدافعت کے لئے آیا تھا اس وقت ابن الاحرر نے جبل الفتح کا طویل کا صبرہ کیا تھا اور اس کی ناکہ بندی کر دی تھی اور اس کے اور محمد بن عثمان کے درمیان بار بار عتابانہ مراسلت ہوئی تو اس نے اسے رضامند کر لیا اور اس کے ہم زمانوں نے اس کے ساتھ جو تھی کی تھی اسے برا قرار دیا اس طرح ابن الاحرر نے اپنے مقصد کی طرف راہ پائی اور اس کے ان بیٹوں کے متعلق جو طنبوہ میں زیر نگرانی تھے سلطان ابی سالم کی بیعت کے بارے میں سازش کی کہ وہ اسے مسلمانوں کا سلطان بنادیں جو ان کی ہڈی کی گھرائی کرے گا اور ان کا دفاع کرے گا اور انہیں غیر منظم اور آزاد نہیں چھوڑے گا اور اس بچے کی بیعت کو ختم کر دے گا جس کی شرعا بیعت نہیں ہو سکتی اور اس نے ان بیٹوں میں سے سلطان کو اس کے باپ کے حقوق کو پورا کرنے کے لئے چن لیا اور اس بات سے میں اسے مدد دینے کا وعدہ کیا اور اس نے اس پر شرط لگائی کہ جب ان کا معاملہ طے ہو جائے تو وہ اس کی خاطر جبل سے دست بردار ہو جائیں اور جب ابن الخطیب پر قابو پائیں تو اسے واپس بھیج دیں اور بقیہ بیٹوں اور القراہہ کو اس کے پاس بھیج دیں تو محمد بن عثمان نے ان کی شرط قبول کر لی اور اس کام میں اس کا سفیر احمد المرغنی تھا جو سبہ میں کتاب الاشغال کے طبقات میں سے تھا اور سلطان ابوالحسن سے جنگ طریف سے روانگی کی شب اور اپنی چیمٹی لوٹنے کی تلاش کرتے ہوئے اس کی ماں سے شادی کی تھی تا آنکہ قاس سے اس کی بیوی اس کے پاس آ گئی تو اس نے اسے اس کے اہل وطن کی طرف واپس کر دیا اور المرغنی نے اسی کفالت کے وہم میں پرورش پائی جس سے اس کا سینہ پھول گیا اور وہ اس بات کو سلطان ابوالحسن کے بیٹوں کے ساتھ تعلق کا ذریعہ سمجھتا تھا اور وہ محمد بن عثمان اور ابن الاحرر کے درمیان سفیر تھا پس اس نے اس حکومت میں ریاست کی امید کی۔

محمد بن عثمان کی سبہ کو روانگی: اور محمد بن عثمان سبہ سے سوار ہو کر طنبوہ گیا اور اس نے ان کے قید خانہ کا قصد کیا اور

ابوالعباس احمد بن سلطان ابوسالم کو اس کی جگہ سے بیٹوں کے ساتھ بلایا تو اس نے اس کی بیعت کی اور لوگوں کو اس کی اطاعت پر آمادہ کیا اور اس نے اہل سبتہ سے بیعت کی تحریر طلب کی تو انہوں نے پیش کر دی اور اس نے اہل جبل سے گفتگو کی تو انہوں نے بیعت کر لی اور ابن الاحمر ان سے علیحدہ ہو گیا اور محمد بن عثمان نے اسے جبل الفتح سے دست بردار ہونے کا پیغام بھیجا اور انہوں نے اس کے باشندوں سے اس کی اطاعت کی طرف رجوع کرنے کی بات کی تو وہ مالقہ سے اس کی طرف گیا اور اس میں داخل ہو کر اس پر قابض ہو گیا اور اس نے ماوراء النہر کے علاقے سے بنی مرین کی دعوت کا نشان مٹا دیا اور اس سے سلطان ابوالعباس کو تختہ دیا اور اندلسی غازیوں کی فوج سے مدد دی اور اس کے امر کی اعانت کے لئے اس کے پاس مال لے کر گیا اور محمد بن عثمان نے قاس سے چلتے اور اپنے عم زاد وزیر کو الوداع کرتے وقت اس سے سلطان کے بارے میں گفتگو کی کہ وہ لوگوں کے لئے ایسا امام بنائے جس کی طرف لوگ رجوع کریں اور اپنا معاملہ اس پر چھوڑ دیں اور اس نے اس بارے میں اس سے مشورہ کیا اور وہ کسی قطعی فیصلے پر ناک نہ ہوئے پس جب وہ اس سواری پر سوار ہوا اور یہ معاملہ پیش ہوا تو وزیر نے اسے خلاف واقعہ بات سنائی کہ اس نے مشورے کے مطابق یہ کام کیا ہے اور اس کی اجازت سے کیا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان دونوں کے درمیان کیا گفتگو ہوئی اور وزیر اس کی تکذیب کرنے لگا اور لوگوں کے سامنے اس تہمت سے بریت کا اظہار کرنے لگا جو اس نے اس پر لگائی تھی اور اس نے اس امر کی خرابی کے بارے میں اس سے ملاطفت کی اور اس نے ابوالعباس کو بیٹوں کے ساتھ اس کی جگہ پر نگرانی کے تحت واپس کر دیا اور محمد بن عثمان نے اس بات سے انکار کیا اور لوگوں کو اس پر متفق ہونے سے روکا۔

قیدی بیٹوں کو اندلس بھیجنا: اور اسی دوران میں کہ وزیر اس بات کا قصد کر رہا تھا کہ اسے اطلاع ملی کہ محمد بن عثمان نے تمام قیدی بیٹوں کو اندلس واپس بھیج دیا ہے اور وہ ابن الاحمر کی کفالت میں ہیں تو اس نے غم کے باعث سر جھکا لیا اور اپنے عم زاد اور اس کے سلطان سے اعتراض کر لیا اور اس نے تازہ پر حملہ کیا تاکہ اپنے دشمن سے فارغ ہو کر ان کی طرف جائے پس اس نے امیر عبدالرحمن سے مقابلہ کیا اور اس کی ناکہ بندی کر دی اور محمد بن عثمان نے مغرب کی حکومت کے بارے میں موقع سے فائدہ اٹھایا اور اسے ابن الاحمر اور اس کی فوج کی اس جھڑپ سے تھک چکی تھی جسے یوسف بن سلیمان بن عثمان بن ابی العلاء نے جو مجاہد غازیوں کے مشائخ میں سے تھا باندھا تھا اور وہیں اندلس کے حیرانہ ازوں میں سے آخری آدمی بھی اکٹھا ہو گیا اور ابن الاحمر نے اپنے اچھیوں کو امیر عبدالرحمن کی طرف اپنے عم زاد سلطان ابوالعباس احمد کے ساتھ ہتھ جوڑی کرنے اور اس کے اسلاف کے ملک قاس کے بارے میں اس کی مدد کرنے اور اس سے جنگ کرنے کے لئے ان دونوں کے اکٹھا ہونے کے لئے اور ان دونوں کے درمیان اتفاق اور تعلق پیدا کرنے کے لئے بھیجا اور یہ کہ وہ عبدالرحمن کو اپنے اسلاف کے ملک کے لئے جن لے تو وہ دونوں رضامند ہو گئے اور سلطان محمد بن عثمان اور اس کا سلطان قاس کی طرف گئے اور انہوں نے اس کی طرف جانے میں وزیر کی مخالفت کی اور وہ قصر بن عبدالحلیم کے پاس پہنچ گئے اور وزیر کو تازا کے محاصرہ میں اپنی جگہ پر خبر پہنچ گئی تو اس کا پڑاؤ منتشر ہو گیا اور قاس کی طرف لوٹ آیا اور کدیہ العرائس میں اتر اور سلطان ابوالعباس احمد زرہون میں پہنچ گیا پس وزیر اپنی فوجوں کے ساتھ اس کے پاس آیا اور وہ بھی پہاڑ کی چوٹی سے پورے ارادے کے ساتھ اس کی طرف بڑھا پس اس کے میدان میں کھلبلی مچ گئی اور اس کے پیچھے سے فوج کا ساقہ ٹکست کھا گیا اور ٹکست کھا کر لٹے پاؤں واپس آ

گیا اور پڑاؤ لوٹ لیا گیا اور جدید شہر میں آ گیا اور اس نے اولاد حسین کے عربوں کو بلایا کہ اس کے لئے زمینوں میں قاس کے باہر پڑاؤ کریں اور اپنی فوجوں کے ساتھ ان کے خیموں کی طرف نکلیں۔

امیر عبد الرحمن کا حملہ: پس امیر عبد الرحمن نے اپنے ساتھی اہل عربوں کے ساتھ تازا سے ان پر حملہ کیا اور انہیں صحرا کی طرف بھگا دیا اور انہیں عرب اور زناتہ فوجوں کے ساتھ سلطان ابو العباس احمد کے قریب ہو گیا اور انہوں نے اپنے اسلاف کے مددگار و ترمار بن عریف کو اس کی جگہ پر جو قصر مراد میں تھی پیغام بھیجا اس قصر کی حد بندی اس نے طویہ میں کی تھی پس وہ ان کے پاس آیا اور انہوں نے اُسے اپنے پوشیدہ اسرار پر آگاہ کیا تو اس نے انہیں اتفاق و اجتماع کا مشورہ دیا پس وہ وادی نجا میں جمع ہو گئے اور وہ ان کے اتفاق کرنے اور اپنے دشمن کے خلاف ان کے چہ جوڑی کرنے پر حلف اٹھائے اور جدید شہر کے ساتھ اس کے جنگ کرنے کے وقت موجود تھا تا کہ اللہ اسے اس پر قدرت دے دے اور وہ ذوالقعد ۵۵۷ھ میں اپنی فوجوں کے ساتھ کدیہ العرائس کی طرف چلا گیا اور وزیر اپنی فوجوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلا پس مہستان کا رن پڑا اور کچھ دیر تک سخت جنگ ہوئی پھر دونوں فوجیں اپنے اپنے ساقہ اور آلہ کے ساتھ اس کی طرف بڑھیں تو اس کے میدان میں کھلبلی مچ گئی اور اس کی فوجیں شکست کھا گئیں اور اس کا گیراؤ ہو گیا اور وہ قحوک کے جنگ ہونے کے بعد جدید شہر کی طرف چلا گیا اور سلطان ابو العباس نے کدیہ العرائس میں اپنا پڑاؤ لگایا اور امیر عبد الرحمن اس کے مقابل میں اتر آیا اور انہوں نے محاصرہ کرنے کے لئے جدید شہر پر باڑ بنادی اور وہاں انواع و اقسام کی جنگ کی اور انہیں سلطان ابن الاخر کے حیرانہ انداز جوانوں کی مدد پہنچی اور انہوں نے ابن الخلیب کی قاس کی جاگیروں کے متعلق ثالث منظور کیا پس انہوں نے ان کو برباد کر دیا اور ان میں فساد کیا اور جب ۵۶۱ھ کا آغاز ہوا تو محمد بن عثمان نے اپنے عم زاد ابو بکر کے ساتھ جدید شہر سے دست بردار ہونے اور سلطان کی بیعت لینے کے لئے ساز باز کی کیونکہ محاصرہ سخت ہو چکا تھا اور وہ دادخواہ سے مایوس ہو چکا تھا اور مال نے اسے عاجز کر دیا تھا تو اس نے اس کی بات قبول کی اور امیر عبد الرحمن نے ان پر مراکش کے مضامات سے دست برداری کی شرط عائد کی اور یہ کہ وہ اسے بھلا سہ پر فتح دلائیں۔ تو وہ کراہت کے ساتھ اس کے ضامن ہوئے اور دل میں دھوکے کو پوشیدہ رکھا اور وزیر ابو بکر سلطان ابو العباس احمد کی خاطر نکلا اور اس کی بیعت کی اور اس نے اس سے امان طلب کی اور وزارت کے لئے اس کا راستہ چھوڑ دیا تو اس نے اسے امان دی۔

سلطان ابو العباس کا جدید شہر میں داخلہ: اور سلطان ابو العباس احمد جدید شہر میں ۷ محرم کو داخل ہوا اور امیر عبد الرحمن اس دن مراکش کی طرف گیا اور اس پر قابض ہو گیا اور شیخ بنی مرین علی بن وعلان اور وزیر ابن ماسی اس کے ساتھ کوچ کر گئے پھر اس سے الگ ہو کر ابن ماسی اس مہد کی وجہ سے جو سلطان ابو العباس نے اس سے لیا تھا قاس کی طرف آ گیا اور سمندر پار کر کے اندلس چلا گیا اور وہاں ابن الاخر کی حکومت میں ٹھہر گیا اور سلطان ابو العباس اور اس کا وزیر محمد بن عثمان مغرب کی حکومت میں باختیار ہو گئے اور اس نے اس کے کام اس کے سپرد کر دیے اور وہ اس کی خواہش پر غالب آ گیا اور شوری کا معاملہ سلیمان بن داؤد کے پاس آ گیا جو جدید شہر سے ابو بکر بن غازی کے مددگاروں میں اس کے پاس آ گیا تھا اور اس سے قبل اس نے اُسے اُس کے قید خانے سے آزاد کر دیا تھا اور اُسے منتخب کر لیا تھا اور اپنا کام اس کے سپرد کر دیا تھا تو اس نے زیادہ محتاج کر کے چھوڑ دیا اور وہ سلطان ابو العباس کے پاس جدید شہر میں اس کے محاصرے کی جگہ پر چلا گیا پس جب اس

کی حکومت منظم ہوگئی تو اس نے وزیر محمد بن عثمان کو اپنی حکومت کی تمام تہادی اور شہری کا معاملہ اور مشائخ کی ریاست اس کے پاس آگئی اور اس کے اور ابن الاحمر کے درمیان محبت مستحکم ہوگئی اور انہوں نے اس کی حکومت کے نمائندہ بیٹوں کے مقام کی وجہ سے اپنے نقص و ایرام کا کام اس کے سپرد کر دیا اور جب امیر عبدالرحمن مراکش کی طرف گیا تو انہوں نے اس سے عہد شکنی کی اور اس سے عذر کیا کہ پہلا معاہدہ اس کے اسلاف کی حکومت اور مراکش کے بارے میں ہے اور اس نے انہیں معاہدہ پر مجبور کیا اور انہوں نے اس پر حملہ کرنے کی ٹھان لی پھر انہوں نے کوتاہی کی اور ۶۷۰ھ میں ان کے درمیان صلح ہوگئی اور ازموور ملحقہ سرحد بن گیا اور انہوں نے اس کی سرحد پر حسان بھیجی کو امیر مقرر کیا اور وہ اپنی وفات تک وہیں رہا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

ابن الخطیب کے قتل کے حالات

اور جب سلطان ابوالعباس نے اپنے دارالحکومت فی حدیدہ شہر پر ۶۷۰ھ میں قبضہ کیا اور اس کا خود مختار حکمران بن گیا اور وزیر محمد بن عثمان اس پر حاوی تھا اور سلیمان بن داؤد اس کا مددگار تھا اور اسکے اور سلطان ابن الاحمر کے درمیان جب طنبجہ میں اس کی بیعت ہوئی یہ شرط ہوئی تھی کہ وہ ابن الخطیب کو مصیبت میں ڈالے گا اور اسے اس کے سپرد کرے گا کیونکہ اس کے بارے میں اس کے پاس شکایت کی گئی تھی کہ وہ سلطان عبدالعزیز کو اندلس کی حکومت کے لئے برا بیعت کرتا ہے۔

سلطان ابوالعباس کا وزیر ابو بکر کو شکست دینا: جب سلطان ابوالعباس طنبجہ سے روانہ ہوا اور حدیدہ شہر کے میدان میں وزیر ابو بکر سے جنگ کی تو سلطان نے اسے شکست دی اور وہ محاصرہ کی پناہ میں آ گیا اور وہ اپنی جان کے خوف سے ابن الخطیب کو بھی اپنے ساتھ حدیدہ شہر میں لے گیا پس جب اس نے شہر پر قبضہ کیا تو کئی روز تک ٹھہرا رہا پھر سلیمان بن داؤد نے اسے اس کے گرفتار کرنے پر اکسایا تو انہوں نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے قید خانے میں ڈال دیا اور انہوں نے سلطان ابن الاحمر کو اطلاع پہنچائی اور سلیمان بن داؤد ابن الخطیب سے بہت عداوت رکھتا تھا کیونکہ سلطان نے ابن الاحمر کے ساتھ اندلس کے غازی مشائخ کے بارے میں موافقت کی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس کی حکومت واپس لوٹا دی اور جب اس کی سلطنت مستحکم ہوگئی تو سلیمان عمر بن عبداللہ کا سفیر بن کر اور سلطان سے اپنے عہد کا تقاضا کرتا ہوا آیا پس ابن الخطیب نے اسے اس بات سے روک دیا کیونکہ یہ ریاست صرف آل عبدالحق کے شاہی شرفاء کے لئے تھی اس لئے کہ وہ زنانہ کے سردار تھے پس وہ مایوس ہو کر واپس آ گیا اور اس وجہ سے ابن الخطیب سے غصے ہو گیا پھر وہ جبل الطح میں اپنے مقام امارت اندلس کے قریب چلا گیا اور اس کے اور ابن الخطیب کے درمیان مراسلت ہوتی رہتی تھی اور دونوں ایک دوسرے کو ایسی باتیں لکھتے تھے جو اسے برا فردختہ کر دیتی تھیں کیونکہ ان دونوں کے سینوں میں کینہ پوشیدہ تھا۔

سلطان کو ابن الخطیب کی گرفتاری کی اطلاع ملنا: اور جب سلطان کو ابن الخطیب کی گرفتاری کی اطلاع ملی تو اس

نے اپنے کاتب اور وزیر ابو عبد اللہ بن زوک کو جو ابن الخطیب کے بعد وزیر بنایا تھا بھیجا تو وہ سلطان ابوالعباس کے پاس آیا اور اس نے ابن الخطیب کو خواص اور اہل شوریٰ کی مجلس میں بلایا اور اس کے سامنے کچھ باتیں پیش کیں جو اس کے خط میں بیان ہوئی تھیں پس اسے یہ عیب چینی گراں گزری اور اس نے ان سرداروں کی موجودگی میں ڈانٹ ڈپٹ کی اور سزا دی اور جلائے عذاب کیا پھر اسے اس کے قید خانے کی طرف بھیج دیا اور انہوں نے ان تحریر شدہ باتوں کے مطابق اسے قتل کرنے کا مشورہ کیا اور بعض فقہاء نے اس کے قتل کا فتویٰ دیا اور سلیمان بن داؤد نے اپنے مددگاروں میں سے بعض کم عقل لوگوں کے ساتھ اس کے قتل کے بارے میں سازش کی پس وہ رات کو قید خانے میں گئے اور ان کے ساتھ کچھ غلو ملوک بھی تھے جو خادموں کے گروہ میں سلطان ابن الاحمر کے سفراء کے ساتھ آئے تھے اور انہوں نے اسے اس کے قید خانے میں گلا گھونٹ کر قتل کر دیا اور دوسرے دن انہوں نے اس کے جسم کو لالہ کرباب الحروق کے قبرستان میں دفن کر دیا پھر دوسرے دن وہ اپنی قبر کی بنیاد کے پاس پھینکا پڑا تھا اور اس کے لئے لکڑیاں جمع کی گئیں اور اس پر آگ جلائی گئی تو اس کے بال جل گئے اور اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا اور دوبارہ اسے اس کی قبر کی طرف لایا گیا اور اس میں اس کی تکلیف کا خاتمہ ہو گیا اور لوگ سلیمان کی اس حماقت پر متعجب ہوئے اور انہوں نے اسے اس کی خوشی سمجھا اور اس بارے میں اس پر اور اس کی قوم پر براہِ باپ حکومت پر بہت عیب چینی ہوئی اور اللہ جو چاہے کرتا ہے اور اللہ نے قید خانے میں اس کی آزمائش کے ایام میں ہی اسے معاف کر دیا تھا وہ موت کی مصیبت کی توقع کرتا تو اپنے آپ پر روتے ہوئے اس کے خیالات شعر کی صورت میں جوش مارنے لگے اس بارے میں اس نے جو اشعار کہے ان میں سے یہ اشعار بھی ہیں:

”ہم دور ہو گئے ہیں اگرچہ گمروں نے ہمیں قریب کر دیا ہے اور ہم خاموشی کے ساتھ ایک نصیحت لائے ہیں اور ہمارے سانس یک طرفہ ٹھہر گئے ہیں جیسے جبری نماز کے بعد قوت ہوتی ہے ہم بڑے غم میں ہیں ہم ہڈیاں ہو گئے ہیں ہم خوراک کھاتے تھے اب ہم خود خوراک بن گئے ہیں۔ ہم بلند یوں کے آسمان کے آفتاب تھے ہیں گمروں نے ان پر نوحہ کیا اور کتنے ہی نکواردالوں کو ہزروں نے دو گلوے کر دیا اور کتنے ہی محققین سے کہنوں نے جھگڑا کیا اور کتنے ہی جوانوں کو چیتھروں میں قبر کی طرف لایا گیا جو جامہ دانوں کی چادروں سے بھر پور تھے دشمنوں سے کہہ دو ابن الخطیب فوت ہو گیا ہے اور کون ہے جسے موت نہیں آئے گی پس تم میں سے جو شخص اس کی موت پر خوش ہوتا ہے اسے کہہ دو کہ آج وہ خوش ہوتا ہے جو نہیں مرے گا۔“

فصل

سلیمان بن داؤد کے اندلس جانے اور ٹھہرنے

اور وہاں پر وفات پانے کے حالات

اس سلیمان بن داؤد کو جب سے مصائب نے دکھ دیا وہ ان پر کالیف آئیں یہ اپنی قوم کے مجاہد غازیوں کے ساتھ

اندلس میں قیام کرنے کے لئے بھاگ جانے کا ارادہ کر رہا تھا اور جب سلطان ابن الاحمر اپنے معاہدے اور الے میں سلطان ابی سالم کے پاس جانے کے وقت قاس میں ٹھہرا اور سلیمان بن داؤد نے اس کے ذمہ دار بننے کی امید پر اس سے ساز باز کی تو اس نے اس بارے میں اس سے معاہدہ کیا کہ وہ اسے اپنی قوم کے مجاہد غازیوں پر مقدم رکھے گا اور جب وہ اپنے ملک کی طرف واپس آیا تو سلیمان بن داؤد ۷۶۷ھ میں عمر بن عبد اللہ کی طرف سے سفیر بن کر غرناطہ میں اس کے پاس گیا اور یہ کہ وہ سلطان سے اس کا مضبوط تعلق کروادے گا مگر ابن الخطیب بیچ میں حائل ہو گیا اور اس بارے میں سلطان سے جھگڑا کیا کہ غازیوں کی سرداری ملک کے شرعاً جو بنی عبد الحق سے ہوں گے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ اندلس میں ان کی پارٹی کا ایک مقام ہے پس اس وقت سلیمان کی امید کا کام ہو گیا اور وہ اس کی وجہ سے ابن الخطیب سے غصے ہو گیا اور اپنے بھیجنے والے کی طرف واپس آ گیا پھر سلطان عبدالعزیز کے زمانے میں اس پر مصیبت آئی اور وہ اپنی موت کے بعد ہی اس سے نجات پاسکا اور اسے ابو بکر بن غانہ نے جس نے اس کے بعد امدت کو اپنے لئے مخصوص کر لیا تھا رہا کر دیا تا کہ اس کی جگہ اپنے کاموں میں اس سے مدد لے لیں جب ابن غازی کا سخت محاصرہ ہوا تو سلیمان اسے چھوڑ کر سلطان ابوالعباس بن مولیٰ ابی سالم کے پاس اس کے مکان میں جو جدید شہر کے باہر تھا چلا گیا اور یہ بھی فتح کا ایک سبب تھا۔

سلطان کی دارالخلافہ میں آمد: اور جب ۷۶۷ھ کے آغاز میں سلطان جدید شہر کے اپنے دارالخلافہ میں آیا اور اس کی حکومت میں منظم ہو گئی تو اس نے سلیمان کا مقام بلند کر دیا اور اسے شورٹی میں جگہ دی اور اس کے وزیر محمد بن عثمان نے اس سے مدد مانگی اور اسے اپنے لئے جن لپا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور وہ اس کے مشورے کی طرف رجوع کرنا تھا اور اس دوران میں وہ اندلس جانے کی کوشش کرتا رہا اور وزیر محمد بن عثمان کے ابن الوزیر مسنویہ کے قتل پر اکسانے کے باعث اس کا پہلا کام سلطان ابن الاحمر کا تقرب حاصل کرنا تھا پس یہ کام حکومت کے آغاز میں ہی مکمل ہو گیا اور اس کے بعد اس کی مرضی کے مطابق کام ہوتے رہے یہاں تک کہ اس نے اپنے سلطان کے مقاصد کے بارے میں ۷۸۸ھ میں وتر مار بن عریف کی مصاحبت میں اس کی طرف سفیر بن کر جانا چاہا پس سلطان ابن الاحمر ان دونوں کو عزت کے ساتھ ملا جیسے کہ وہ ان لوگوں سے ملا کرتا تھا اور وتر مار پیٹا مہری کے فرائض کی ادائیگی کے آغاز میں ہی لوٹ آیا اور سلطان سے اس کے بحری بیڑے کے قاعدین کے ساتھ اپنا حصہ طلب کرنے لگا کہ وہ جب چاہے آسانی کے ساتھ اس کی طرف جاسکے اور وہ شکار کے لئے نکلا پس موسیٰ نے مالتہ میں ملا اور سلطان کا تحریری حکم بحری بیڑے کے سالار کو دیا تو وہ اسے سید لے گیا اور وہ اس کی جگہ پر پہنچ گیا اب رہا سلیمان تو اس نے ابن الاحمر کے پاس قیام کرنے کا ارادہ کر لیا اور وہاں دوست اور مشر بن کر رہا یہاں تک کہ ۷۸۸ھ میں فوت ہو گیا۔

فصل

وزیر ابو بکر بن غازی اور اس کے مایقہ کی

طرف جلاوطن کئے جانے پھر واپس آنے

اور اس کے بعد بغاوت کرنے کے حالات

جب وزیر ابو بکر بن غازی کا محاصرہ سخت ہو گیا اور اس کے اور اس کے سلطان کے احوال ختم ہو گئے اور اس نے خیال کیا کہ اس کا گھیراؤ ہو گیا ہے تو وزیر محمد بن عثمان نے اس کے محاصرہ کی جگہ سے اس کے ساتھ امان اور زعمی کی شرط پر شہر سے دستبردار کے متعلق ساز باز کی تو اس نے اسے قبول کر لیا اور وہ سلطان ابو العباس بن ابی سالم کے پاس چلا گیا تو اس نے اسے تحریری امان دے دی اور وہ اپنے گھر کی طرف لاس آ گیا اور اس نے اس کے مقرر کردہ امیر کو چھوڑ دیا جسے وزیر محمد بن عثمان نے قبول کیا اور اس کی بہت حفاظت کرنے لگا یہاں تک کہ اس نے اسے سلطان ابن الاحمر کے پاس بھیجا اور وہ اس کے ہاں اس کے بیٹوں میں شامل تھا اور سلطان ابو العباس اپنے دار الخلافہ میں آیا اور اپنے تخت پر بیٹھا اور مقبوضات میں اس کے اوامر نافذ ہوئے اور ابو بکر بن غازی اپنے گھر میں اپنے حال پر ٹھہرا اور خواہش بھیج سویرے اس کے پاس آئے اور دل اس کے امید دلانے پر بیچ و تاب کھا رہے تھے پس از باب حکومت اس سے شک پڑ گئے اور بار بار اس کے متعلق چٹیاں ہونے لگیں اور سلطان نے اسے پکڑ کر خسارہ کی طرف واپس بھیج دیا اور وہ وہاں سے کشتی پر سوار ہو کر ۷۷۷ھ کے آخر میں مایقہ چلا گیا اور ایک ماہ تک وہاں ٹھہرا اور وزیر محمد بن عثمان کے پاس اس کی باتیں پہنچتی رہیں پھر اس نے اس پر مہربانی کی اور اس نے اسے مغرب کی طرف آنے اور خسارہ میں قیام کرنے کی اجازت دی پس وہ ۷۷۷ھ کے آغاز میں وہاں آیا اور اس کی امارت کو مخصوص کر لیا اور اسے حملہ کرنے کی رائے معلوم ہوئی اور وہ اپنے عم زاد کے ساتھ جو پوشیدہ حسد رکھتا تھا وہ ظاہر ہو گیا پس اس نے ابن الاحمر سے سمندر سے پرے بات چیت کی اور تحائف و ہدایا کے ساتھ اس سے ملاطفت کی تو اس نے اپنے عم زاد محمد بن عثمان کو لکھا اور اسے آمادہ کیا کہ وہ اس کی مصیبتوں کو دور کرنے کے لئے اسے اس کی جگہ کی طرف لوٹا دے تو اس نے انکار کر دیا۔

وتر مار کی سازش: اور وتر مار بن عریف نے اسی طرح اس سے ایک سازش کی تو اس نے رکنے میں اصرار کیا اور اس نے اپنے سلطان کو ابو بکر سے عہد شکنی کرنے پر آمادہ کیا تو وہ اس سے بگڑ گیا اور عرب فوجوں کے ساتھ اس کی طرف جانے کی نیت کر لی پس وہ ۹۷۷ء میں قاس سے چلا اور ابو بکر بن عازی کو بھی اطلاع مل گئی تو اس نے عربوں سے کمک طلب کی اور انہیں پہنچنے پر اکسایا پس معقل کے اطراف اس کے پاس پہنچ گئے اور اس نے اپنے اموال کو ان میں تقسیم کیا اور وہ غسارہ سے نکلا اور اس نے اپنے آپ کو ان کے درمیان ڈال دیا اور اس نے بعض مسافروں کی طرف جانے کا قصد کیا تو انہوں نے اُسے سلطان ابو الحسن کے ایک بیٹے سے مشابہ ہونے کی وجہ سے امیر مقرر کر لیا اور سلطان اس کی طرف گیا اور تازا میں اتر اور عرب قبائل بنی مرین کی فوجوں کے آگے جھاک گئے ابو بکر بن عازی نے ان کے ساتھ اپنی جان بچائی پھر وتر مار بن عریف نے اختلاف کے بارے میں سلطان کی بات قبول کرنے کے متعلق ساز باز کی تو اس نے اُسے قبول کر لیا اور اس نے اسے بادشاہ کے تخت تک پہنچا دیا اور سلطان نے اُسے حفاظت کے ساتھ قاس کی طرف بھجوا دیا جہاں اسے قید کر دیا گیا اور فوج کے ہراول دستے وادی طویہ میں اترے جس سے حاکم تلمسان خوفزدہ ہو گیا پس اس نے اپنی قوم اور اپنی اسبلی کے بڑے آدمیوں کو سلطان کے پاس ملاقات پر کہتے ہوئے بھیجا تو اس نے اس کی بات مان لی اور صلح کر لی اور اپنا تحریر کردہ عہد اور خط اسے بھیجا اور عمال کو ان نواح میں بکھلے اکٹھا کرنے کے لئے بھجوانے کے بعد اپنے دارالخلافت کی طرف پلٹ آیا تو انہوں نے ان نواح سے اس کے لئے ۴۰ تانکے جمع کیا جس سے وہ راضی ہو گیا اور جب وہ اپنے دارالخلافت میں آیا۔

ابو بکر بن عازی کا قتل: تو اس نے ابو بکر بن عازی کے قتل کے متعلق اپنا حکم نافذ کیا پس اسے اس کے قید خانے میں نیرے مار مار کر ہلاک کر دیا گیا اور سلطان کی امارت منظم ہو گئی اور اس نے امیر عبدالرحمن بن ابی یخوس حاکم مراکش کے ساتھ پختہ معاہدہ کیا اور دونوں نے ایک دوسرے کو اور حاکم اندلس کو تحائف دیے ان میں عامل مغرب بھی شامل تھا اور اس نے خوشی اور رشک کیا اور ۱۰۷۷ء کے آخر تک جب کہ ہم یہ تالیف کر رہے ہیں ان کا یہی حال تھا۔

فصل

حاکم مراکش امیر عبدالرحمن فاس سلطان
ابوالعباس کے درمیان مصالحت کے خاتمے
اور عبدالرحمن کے ازموں پر قابض ہونے اور

اس کے عامل حسون بن علی کے قتل ہونے کے حالات

بنی ورتاجن کا سردار اور بنی وعللان کا شیخ علی بن عمران میں سے اس وقت امیر عبدالرحمن کے پاس آ گیا تھا جب وہ اندلس گیا تھا اور اس نے تازا پر قبضہ کر لیا تھا اور اس نے سلطان ابوالعباس کے ساتھ جدید شہر کے محاصرہ کے لئے واپس کر دیا تھا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے پس وہ اس کے مددگاروں میں شامل ہو کر مراکش پہنچا اور وہ اس کا حشر اور اس کی حکومت کا بڑا آدمی تھا اور وہ قبائل مصادمہ میں سے شیخ جلیجہ خالد بن ابراہیم کے پاس مراکش اور سوس کے درمیان سفر کیا کرتا تھا اور عمر بن علی نے وزیر ابن غازی کے خلاف بغاوت کر دی تھی جو سلطان عبدالعزیز کے بعد خود مختار بن گیا تھا اور سوس چلا گیا تھا اور وہ اس خالد بن ابراہیم کے پاس سے گزرا تو اس نے اسے راستے میں روکا اور اس کے تہمت سے بوجہ آوارہ نشیاں کا بوجہ کر لیں اور وہ اپنی نجات گاہ سوس کی طرف چلا گیا اور اس وجہ سے وہ خالد سے غصے ہو گیا پھر جب امیر عبدالرحمن اندلس سے تازا کی طرف گیا تو اس نے معتقل کے شیوخ کو اکسایا کیونکہ وہ ان سے ملنا چاہتا تھا پس وہ اس کے پاس گئے اور وہ ان کے ساتھ ان کے قبائل کی طرف گیا اور ان کے ساتھ ٹھہرا حالانکہ وہ امیر عبدالرحمن کی اطاعت اور دعوت سے وابستہ تھا یہاں تک کہ وہ اس سے سلطان ابوالعباس کے ساتھ اس کے جدید شہر کے محاصرہ کرنے سے قبل مل گیا۔

سلطان کا جدید شہر کو فتح کرنا: اور جب سلطان نے جدید شہر کو ۶۷۱ھ کے آغاز میں فتح کیا اور اس نے وہاں ان کی حکومت پر قبضہ کر لیا اور حسب معاہدہ عبدالرحمن مراکش چلا گیا اور علی بن عمر بھی سلطان عبدالرحمن کے مددگاروں میں شامل ہو کر مراکش چلا گیا تو اس نے اس کے ساتھ خالد کے قتل کے بارے میں اس سے اجازت طلب کی مگر اس نے اسے اجازت نہ دی تو اس بات نے اسے برا فروختہ کر دیا اور اس نے اس کے خلاف دل میں کینہ پوشیدہ رکھا اور کچھ دنوں کے بعد کسی حکومتی غرض کے لئے جبل دریکہ پر چڑھا اور اس کے پوتے عامر کو خالد کے قتل کا حکم دیا تو اس نے اسے بیرون مراکش قتل کر دیا اور اس کا دادا علی بن عمرو دریکہ میں تھا پس امیر عبدالرحمن نے اس سے تعلق کیا اور نرمی اور مہربانی کے ساتھ اس سے مراسلت کی پھر خود

سوار ہو کر اس کے پاس گیا اور اس سے دوستی کرنا چاہی اور اسے مراکش اتارا اور کئی روز تک اس کے ساتھ ٹھہرا رہا پھر اسے شک پڑ گیا اور ازموور چلا گیا ان دونوں وہاں کا عامل حسون بن علی الصیقلی تھا پس اس نے اسے مراکش کی عملداری پر حملہ کرنے پر اکسایا اور سب کے سب ضہاجہ کی عملداری کی طرف چلے گئے اور امیر عبدالرحمن نے اپنی حکومت کے بڑے آدمی اور اپنے عم زاد عبدالکریم بن یحییٰ بن منصور بن ابی مالک عبدالواحد بن یعقوب بن عبدالحق کو اس کی مدافعت کے لئے بھیجا پس وہ فوج کے ساتھ نکلا اور امیر عبدالرحمن کا غلام منصور بھی اس کے ساتھ تھا پس انہوں نے عمر بن علی سے جنگ کی اور اسے شکست دی اور اس کا علاقہ لے لیا اور وہ ازموور کی طرف گیا پھر وہ اور حسون بن علی سلطان کے پاس قاس گئے اور اس اثناء میں دونوں سلطانوں کے درمیان مراسلت ہوئی اور دونوں کے درمیان صلح طے پا گئی پس علی بن عمر قاس میں ٹھہرا اور حسون بن علی اپنی عملداری ازموور میں واپس آ گیا پھر دوبارہ دونوں سلطانوں کے درمیان حالات بگڑ گئے اور محمد بن یعقوب بن حسان الصیقلی کی اولاد میں سے دو بھائی امیر عبدالرحمن کے پاس تھے احمد و علی اور احمد تھے جو فساد اور بغاوت کے جرثومے تھے اور ان دونوں میں سے بڑے پر علی بن یعقوب بن علی بن حسان نے حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کے بھائی موسیٰ نے سلطان سے مدد مانگی تو اس نے اسے مدد دی اور اسے اجازت دی کہ وہ اس سے اپنے بھائی کا بدلہ لے لیں تو اس نے اسے قتل کر دیا۔ پس اس کام کے لئے علی کا بھائی احمد نکلا اور موسیٰ کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے بنی دنکاسن کے سردار اور امیر عبدالرحمن کے داماد موسیٰ بن یعقوب بن موسیٰ بن سید الناس سے پناہ طلب کی اور کئی روز تک اس کی پناہ میں رہا پھر ازموور کی طرف بھاگ گیا پس قندہ کی آگ بھڑک اٹھی۔

امیر عبدالرحمن کا ازموور پر حملہ: اور امیر عبدالرحمن نے ازموور پر حملہ کیا اور حسان بن علی اس کا دفاع نہ کر سکا تو اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور اسے قتل کر دیا اور ازموور کو لوٹ لیا اور سلطان کو قاس میں اطلاع ملی تو وہ اپنی فوجوں کے ساتھ اٹھا اور سلا تک پہنچ گیا اور امیر عبدالرحمن مراکش کی طرف لوٹ آیا اور سلطان اس کے تعاقب میں گیا اور مراکش کے قلعہ اکمیم میں اترا اور قریباً تین ماہ تک وہاں ٹھہرا اور ان کے درمیان جنگ جاری رہی پھر اس نے دونوں سلطانوں کے درمیان مصالحت کی کوشش کی تو انہوں نے پہلے عملداریوں کی حدود پر صلح کی اور حاکم قاس اپنی عملداری اور ملک کی طرف واپس آ گیا اور حسون یحییٰ بن حسون ضہاجی کو ازموور کی سرحد کا عامل بنا کر بھیجا پس وہ وہاں ٹھہرا اور اس کی اصل ضہاجہ تھی جو وطن ازموور کے باشندے ہیں اور اس نے بنی مرین کی حکومت کے آغاز میں سبقت حاصل تھی اور اس کا باپ یحییٰ سلطان ابوالحسن کی حکومت میں ازموور وغیرہ میں ٹیکس کا عامل تھا جو تونس میں جب کہ سلطان وہاں مقیم تھا اس کی خدمت میں فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹے کو چھوڑا جو اس قسم کے کاموں میں عامل مقرر ہوتا تھا اور ان میں سے یہ حسن البحد یہ کی طرف آ گیا اور اس کا لباس پہن لیا اور اس کے مناسب حال حکومت میں دخل دینے لگا اور جب شروع شروع میں سلطان ابوالعباس کی طغیہ میں بیعت ہوئی تو اس کی خدمت میں پہنچ گیا اور ان دونوں یہ قصر کبیر میں عامل تھا اور اس کی دعوت میں داخل ہو گیا اور اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا اور فتح میں اس کے ساتھ حاضر ہوا اور اس نے اسے السیف کی مقبوضہ زمین میں عامل مقرر کیا یہاں تک کہ اس نے اسے ازموور کی یہ ولایت دی پس اس نے اس کا انتظام کیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

صیقلی کے حالات: ان کی اولیت کے حالات یہ ہیں کہ ان کا دادا حسان سوید کے قبائل میں سے قبیلہ صبیح کے ساتھ تعلق

رکھتا تھا اور جب بنی عبدالواد کا عبداللہ بن کندوز لکمی تونس سے آیا تھا تو یہ اس کے ساتھ آیا تھا اور سلطان عبدالحق کے پاس جا کر اسے ملا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اور حسان اس کے اونٹوں کا چرواہا تھا پس جب عبداللہ بن کندوز مراکش کی جانب ٹھہر گیا اور سلطان یعقوب نے اس کے مضافات میں اسے جاگیر دی اور وہ اونٹ جن پر سلطان بار برداری کرتا تھا وہ مغرب کی جماعت میں متفرق تھے پس اس نے ان کو اکٹھا کیا اور انہیں عبداللہ بن کندوز کی نگرانی میں دے دیا پس اس نے ان کے لئے چرواہے جمع کئے اور ان دنوں چرواہوں کا سردار حسان لکمی تھا اور وہ ان اونٹوں کے بارے میں سلطان سے ملا کرتا تھا اور اس کے سامنے اپنی مہمات کو بیان کیا کرتا تھا پس خوش قسمتی سے ہمرازی حاصل ہو گئی یہاں تک کہ وہ بلند اور بڑا ہو گیا اور انہوں نے حکومت کے زیر سایہ پرورش پائی اور ریاستوں میں دخل اندازی کی اور شادیہ میں مغرور ہو گئے اور ہمیشہ ہی ان کی حکومت ان میں متواتر اور اس دور تک ان میں منقسم رہی یہاں تک کہ وہ دوسری ریاستوں میں بھی دخل اندازی کرنے لگے اور علی یعقوب اور طلحہ وغیرہ حسان کے بیٹے تھے اور اس حسان سے اس کے بیٹوں میں قبائل متفرع ہوئے اور وہ اس دور تک حکومت میں دخل انداز ہیں حالانکہ ان کے اسلاف کو شادیہ کی حکومت اور سلطان کی سوار یوں اور ان اونٹوں کی نگرانی حاصل تھی جن پر بار برداری کی جاتی تھی اور انہیں حکومت میں تعداد کثرت اور شرافت حاصل تھی۔

فصل

حاکم فاس اور حاکم مراکش کے درمیان

تعلقات کا بگاڑ اور حاکم فاس کا جا کر اس

کا محاصرہ کرنا اور پھر دونوں کا دوبارہ صلح کرنا

صلح کے استقرار کے بعد جب سلطان فاس کی طرف لوٹا تو امیر عبدالرحمن نے مطالبہ کیا کہ وہ ضہاجہ اور دکالہ کی عملداری کو اس کے مضافات میں شامل کرے اور سلطان نے حسن بن یحییٰ کو جواز مور اور اس عملداری کا عامل تھا لکھا کہ اس کے پاس آئے اور اس کے راستوں کو مسدود کر دے اور حسن بن یحییٰ حکومت پر احسان کرنے والا تھا پس جب اس کے پاس پہنچا تو اس نے اس سے مخالفت کرنے کے بارے میں سازش کی اور یہ کہ وہ اس عملداری پر قبضہ کرے پس اس سے امیر عبدالرحمن کی اپنے معاملے میں قوت بڑھ گئی اور وہ حاکم فاس کو بہلانے لگا کہ دونوں حکومتوں کے درمیان حد ہونی چاہیے اور حاکم فاس اس سے مسلسل انکار کرنے لگا پس امیر عبدالرحمن مراکش سے اٹھا اور حسن بن یحییٰ اس کی اطلاع میں داخل ہو گیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور اس نے اپنے غلام منصور کو فوجوں کے ساتھ انطاہ کی طرف بھیجا اور اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے اعیان قاضی اور والی سے مطالبہ کیا اور سلطان کو بھی خبر پہنچ گئی تو وہ فاس سے اپنی فوجوں کے ساتھ اٹھا اور سلاہیج گیا تو

منصور انعام سے بھاگ گیا اور اسے چھوڑ گیا اور اپنے آقا عبدالرحمن کے پاس چلا گیا جس وہ اندر سے مراکش بھاگ گیا اور سلطان اس کے پیچھے پیچھے تھا یہاں تک کہ وہ وادی کے بل تک پہنچ گیا جو شہر سے تیر مارنے کے انتہائی قاصد پر ہے اور اس نے پانچ ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رکھا اور حاکم اندلس سلطان ابن الاحمر کو خبر پہنچی تو اس نے اپنے دوست وزیر ابوالقاسم الحکیم الرندی کو دونوں کے درمیان صلح کروانے کے لئے بھیجا جس نے اس شرط پر اس سے صلح کی کہ سلطان اس سے بنی مرین کے امیر عبدالرحمن وغیرہ کی اولاد کو ضمانت کے طور پر مانگے جو اسے چھوڑ گئے تھے اور محمد بن یعقوب الصنعی راستے میں عبدالرحمن کے غلام سے ملا جسے مجبور کر کے سلطان کے پاس لایا گیا تھا اور اسی طرح آنے والوں میں بنی وکاسن کا سردار یعقوب بن موسیٰ بن سید الناس اور ابو بکر بن رحون بن حسن بن علی بن ابی اطلاق اور محمد بن مسعود الادویسی اور زیان بن عمر بن علی الطاسی اور دیگر مشاہیر شامل تھے یہ سلا میں سلطان کے پاس آئے تو اس نے ان کی عزت کی اور قاس واپس جانے کے لئے کوچ کر گیا۔

فصل

شیخ الہسا کرہ علی بن زکریا کے امیر عبدالرحمن

کے خلاف بغاوت کرنے اور اس کے

غلام منصور پر حملہ کرنے اور امیر عبدالرحمن

کے قتل ہونے کے حالات

جب سلطان قاس سے واپس آیا اور امیر عبدالرحمن کی حکومت میں انتشار کا آغاز ہوا اور لوگوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں تو اس نے فوجوں پر بھروسہ کرنا چھوڑ دیا اور شہر کو مضبوط کرنے اور قصبہ کے ارد گرد فصیلیں بنانے اور خندقیں کھودنے میں لگ گیا اور اس سے اس کی حکومت کا انتشار واضح ہو گیا اور علی بن زکریا مسکورہ کا شیخ اور مصائدہ کا سردار تھا اور جب سے وہ مراکش آیا تھا اس کی دعوت میں شامل تھا اس نے حاکم قاس کے ساتھ اپنے معاملے کا تدارک کر لیا اور اپنی اطاعت کا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا پھر اس نے امیر عبدالرحمن کے خلاف بغاوت کر دی اور سلطان کی دعوت میں شامل ہو گیا اور امیر عبدالرحمن نے اس کی طرف اپنے غلام کو دوستی کرنے کے لئے بھیجا جس نے اس کے راستے میں اپنے خواص میں ایک آدمی گھات لگانے کے لئے کھڑا کر دیا جس نے اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو قاس بھیج دیا۔

سلطان کا مراکش پر حملہ: پس سلطان نے اپنی فوجوں کے ساتھ مراکش پر حملہ کیا اور امیر عبدالرحمن نے قصبہ میں پناہ لے لی اور اس نے فیصلوں کے ذریعے اسے شہر سے الگ کر دیا تھا اور وہاں خدق بن علی تھیں پس سلطان نے شہر پر قبضہ کر لیا اور اس نے قصبہ کی ہر جہت میں جانناز مقرر کر دیے اور آلہ نصب کیا اور شہر کی جہت سے اس کے ارد گرد دیوار بنادی اور نو ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رہا اور صبح و شام اس سے جنگ کرتا رہا اور احمد بن محمد اسکی ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے اس سے جنگ کرنے کے لئے مورچے بنائے تھے پس اس نے بغاوت کرنے کا ارادہ کیا اور سلطان سے غداری کرنے اور اس پر حملہ کرنے کا سوچا اور سلطان کے پاس اس بات کی چٹلی کی گئی تو اس نے اسے گرفتار کر کے قید کر دیا اور سلطان نے اپنے مضافات میں لام بندی کا حکم بھیج دیا پس ہر جہت سے فوجیں آئے لگیں اور حاکم اندلس نے بھی اسے فوجی اور لڑائی کی خبریں بھیجیں جب امیر عبدالرحمن کے ساتھ جنگ اور محاصرہ سخت ہو گیا اور خوراک ختم ہو گئی اور اس کے ساتھیوں کو موت کا یقین ہو گیا اور انہیں اپنی جانوں کی فکر پڑ گئی اور اس کا وزیر محمد بن عمر شیخ الہسا کرۃ والمصاہدہ سلطان ابوالحسن اور اس کے بیٹے کے عہد کے پابست اسے چھوڑ کر بھاگ گیا جس کا ذکر بیان ہو چکا ہے۔

وزیر محمد بن عمر کا سلطان ابوالحسن کے پاس جانا: پس جب یہ سلطان کے پاس پہنچا اور اسے معلوم ہو گیا کہ یہ مضر ہو کر آیا ہے تو اس نے اسے پکڑ کر قید کر دیا پھر لوگ امیر عبدالرحمن سے الگ ہو گئے اور سلطان کی طرف دھڑتے ہوئے فیصلوں سے اتر آئے اور وہ اپنے قصبہ میں اکیلا ہی رہ گیا اور اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو موت قہلی کرنے پر آمادہ کرتے ہوئے رات گزاری اور وہ ابو عامر اور سلیم تھے اور دوسرے روز سلطان فوج کے ساتھ قصبہ کی طرف پلٹ آیا اور اس میں اپنی ہراول فوج کے ساتھ داخل ہو گیا اور امیر عبدالرحمن اور اس کے دونوں بیٹے انہیں اس حیدر میں ملے جو ان کے گھروں کے دروازوں کے درمیان تھا پس انہوں نے ان کے ساتھ مقابلہ کیا جس میں اس کے دونوں بیٹے مارے گئے ان کو علی بن اور یان بن عمر الوطاسی کے درمیان تھا پس انہوں نے ان کے ساتھ مقابلہ کیا جس میں اس کے دونوں بیٹے مارے گئے ان کو علی بن اور یان بن عمر الوطاسی نے قتل کیا اور زیادہ لمبا عرصہ تک ان کے ہاتھوں سے نعشیں حاصل کرتا رہا اور ان کی جاہ میں تکبر سے اپنا دامن کھینچتا رہا پس وہ کفران نعمت اور برے بدلے کی مثال بن کر چلا گیا اور اللہ کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا۔

یہ واقعہ مراکش پر اس کی امارت کے دسویں سال جمادی الآخرہ ۵۴۷ھ میں ہوا پھر سلطان فاس کی طرف پلٹ گیا اور اس نے مغرب کے بقیہ مضافات پر قبضہ کر لیا اور اپنے دشمن پر فتح پائی اور جھگڑا کرنے والوں کو اپنے ملک سے دور کر دیا۔

فصل

سلطان کی غیر حاضری میں ابو علی کے بیٹوں اور ابوتاشیفین بن ابی جموحا کم تلمسان کی خواہش پر عربوں کے مغرب پر حملہ کرنے اور ابو جموحا کے ان کے پیچھے آنے کے حالات

معتلی عربوں میں سے ابوالاحسن سلطان کے مراکش روانہ ہونے سے قبل اس کے مخالف تھے اور ان کا شیخ یوسف بن علی بن قائم تھا اس کے اور حکومت کے نگران وزیر محمد بن عثمان کے درمیان منافرت اور فتنہ پیدا ہو گیا اور اس نے سبھاسہ کی طرف تو جیس بھیجیں پس وہاں اس کی جو اہلاک اور جاگیریں موجود تھیں ان کو اس نے برباد کر دیا اور وہ باغی ہو کر صحرا میں قیام پزیر ہو گیا پس جب سلطان نے مراکش میں امیر عبدالرحمن کا محاصرہ کر لیا اور اس کی ناکہ بندی کر دی تو اس نے اپنے چچا منصور کے بیٹے ابوالعشار کو یوسف بن علی اور اس کی قوم کی طرف بھیجا تاکہ اس سے مغرب پر حملہ کروائیں اور سلطان کو اس کے محاصرہ سے روکیں پس وہ اس کام کے لئے چلا اور جب یوسف کے پاس آیا تو وہ اسے اس مقصد کے لئے سلطان ابو جموحا سے کمک مانگنے کے لئے تلمسان لے گیا اس لئے کہ اس کے اور امیر عبدالرحمن کے درمیان اس بارے میں معاہدہ ہو چکا تھا پس ابو جموحا نے اپنے بیٹے ابوتاشیفین کو ان کے ساتھ کچھ فوج دے کر بھیجا اور خود بقیہ لوگوں میں ان کے پیچھے چلا اور ابوتاشیفین اور ابوالعشار عرب قبائل کی طرف گئے اور احواز مکناسہ میں داخل ہو گئے اور اس میں فساد کیا اور سلطان نے اپنے مراکش کے سفر کے موقع پر اپنے دارالحکومت فاس پر علی بن مہدی العسکری کو فوج کے ایک دستے کے ساتھ قائم مقام بنایا اور اس نے سویہ کے شیخ اور حکومت کے دوست جو طویہ کے قبائل میں مقیم تھا وتر مار بن عریف سے مدد مانگی پس اس نے معتلی عربوں کے درمیان معاہدہ کروایا اور اس نے ان میں سے اعمارنہ اور المعبات سے دوستی کرنا چاہی اور وہی احلاف تھے اور وہ علی بن مہدی کے ساتھ مل گیا اور وہ مکناسہ کے نواح میں دشمن کی مدافعت کے لئے گئے اور انہوں نے ان کو ان کے مقصد سے روک دیا اور انہیں ملک میں داخل نہ ہونے دیا پس وہ کئی روز تک جم کر کھڑے رہے اور ابو جموحا ایک فوج کے ساتھ تازی شہر کو گیا اور سات ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رکھا اور بادشاہ کے محل اور اس کی مسجد کو جو قصر تازرودت کے نام سے مشہور ہے برباد کر دیا اور ابھی وہ اسی حالت میں تھے کہ مراکش کی فتح اور امیر عبدالرحمن کے قتل کی یقینی خبر پہنچ گئی تو وہ طرف سے بھاگ گئے اور ابوالاحسن

حسین ابوالعشار ابو تاشفین اور عرب الاطاف ان کے تعاقب میں نکلے اور ابوحمو تلمسان کی طرف لوٹتے ہوئے تازی سے بھاگ گیا اور بطویہ کے نواح میں قعر و ترمار کے پاس سے گزرا جسے المرادہ کہتے ہیں تو اس نے اسے برباد کر دیا اور سلطان قاس پہنچ گیا اور اسے مکمل فتح اور غلبہ حاصل ہو گیا یہاں تک کہ وہ حال ہوا جسے ہم بیان کریں گے ان شاء اللہ۔

فصل

سلطان کے تلمسان پر حملہ کرنے سے فتح کرنے اور اسے برباد کرنے کے حالات

عربوں اور ابوحمو نے مغرب میں جو کچھ کیا جب اس کی خبر سلطان کو پہنچی تو اس بات نے اسے اس کے کام سے غافل نہیں کیا اور اس نے ابوحمو کے فعل پر برا منایا کہ اس نے بلا تاجب اپنا عہد قولا دیا ہے جس جب وہ اپنے دارالحلائے قاس میں اتر تو چند روز آرام کیا پھر اس نے تلمسان پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا اور حسب دستور اپنی فوجوں کے ساتھ نکلا اور تاور پرت پہنچ گیا اور ابوحمو کو بھی اطلاع پہنچ گئی تو وہ مضطرب ہو گیا اور اس نے حاضرے کا عزم کر لیا اور اہل شہر کو اس بات پر متعلق کر لیا اور وہ اس کے لئے تیار ہو گئے پھر وہ ایک شب اپنے بیٹوں اہل اور خواص کے ساتھ نکل گیا اور مصحف میں خیمہ زن ہو گیا اور اہل شہر میں سے کچھ لوگ اپنے اہل و عیال اور بیٹوں کے ساتھ اس سے متمسک ہو کر اور فوجوں کے حملے کے عیب سے بچ کر حاصل کرنے کے لئے اس کے پاس چلے آئے مگر اس بات نے اسے اس کے ارادے سے درود کا اور وہ بطحا کی طرف چلا گیا پھر اس نے بلاد مغراوہ کا قصد کیا اور شلف کے قریب بنی بوسید میں اتر اور اپنے چھوٹے بچوں اور اہل کو تاجموت کے گلے میں اتارا اور سلطان نے تلمسان آ کر اس پر قبضہ کر لیا اور کئی روز تک اس میں قیام کیا پھر اس نے اپنے دوست و ترکان کے اکھٹانے پر اس کی فصیلیں اور بادشاہ کے محلات برباد کر دیے اور یہ سب کچھ اس نے ابوحمو کے فعل کے بدلے میں کیا کیونکہ اس نے قعر تازردت اور قلعہ مرادہ کو برباد کر دیا تھا پھر وہ ابوحمو کے تعاقب میں تلمسان سے نکلا اور ایک دن کی مسافت پر اتر اور وہاں اسے اپنے چچا کے بیٹے سلطان موسیٰ بن ابی عنان کے اعلیٰ سے مغرب کی طرف جانے کی اطلاع ملی اور یہ کہ اس نے دارالحلائے کا قصد کر لیا ہے پس یہ پلٹا اور تیزی کے ساتھ مغرب کی طرف گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور ابوحمو تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور وہاں اپنے ملک میں ٹھہر گیا۔ جیسا کہ ہم نے اس کے حالات میں بیان کیا ہے۔

سلطان موسیٰ بن سلطان ابو عثمان کے اندلس

سے مغرب کی طرف جانے اور بادشاہت

پر قابض ہونے اور اپنے عمر اور سلطان

ابو العباس پر فتح پانے اور اسے اندلس

کی طرف بھگانے کے حالات

قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ سلطان محمد بن الاحمر خلوع کو حاکم مغرب سلطان ابو العباس بن ابی سالم کی حکومت میں
مین مانی حاصل تھی کہونکہ اس کے مشورہ سے محمد بن عثمان نے اس کی بیعت کی تھی حالانکہ وہ طنوخہ میں قید تھا پھر اس وجہ سے کہ اس
نے اسواں و افواج سے اس کی امارت تک اسے بددوی تھی اور جدیدہ شہر پر قابض ہو گیا تھا جیسا کہ ہم اس کے حالات کے
آغاز میں پہلے بیان کر چکے ہیں پھر اسے ان نمائندگان القرباہ پر غلبہ حاصل تھا جو طنوخہ میں سلطان ابو العباس کے ساتھ جو
سلطان ابی الحسن کی اولاد میں سے ابو عثمان ابو سالم فضل ابو عامر اور ابو عبدالرحمن وغیرہ کے بیٹوں میں سے تھے قید تھے اور
انہوں نے اپنے قید خانے میں باہم یہ عہد کیا تھا کہ ان میں سے جس کو بھی اللہ تعالیٰ نے بادشاہت دی تو وہ انہیں قید سے
نکالے گا اور اندلس لے جائے گا جب سلطان ابو العباس کی بیعت ہوئی تو اس نے ان سے یہ عہد پورا کیا اور انہیں اندلس بھجوا
دیا تو وہ سلطان ابن الاحمر کے ہاں اترے اور ان کی خوب پذیرائی ہوئی اس نے انہیں الحمراء میں اپنے شاعی محلات میں اتارا
اور سواریاں ان کے قریب کیں اور انہیں عطیات دیے اور ان کے وظائف اور روزینوں میں اضافہ کر دیا اور وہ وہاں بہت
آسودگی کے ساتھ رہے اور انہوں نے مغرب کی بادشاہت پر قبضہ کر لیا اور اس کے منتظم وزیر محمد بن عثمان نے اس کا اندازہ
کر لیا تھا پس وہ اپنے اغراض و مقاصد کے مطابق چلتا تھا اور حکومت میں جو چاہتا تھا فیصلہ کرتا تھا یہاں تک کہ بنی مرین اور
مغرب کے اشیاء نے سمندر سے پرے ابن الاحمر کی طرف رخ کر لیا اور مغرب اندلس کی ایک عملداری کی طرح ہو گیا۔

سلطان کا تلمسان پر حملہ: اور جب سلطان نے تلمسان پر حملہ کیا تو انہوں نے اس سے مذاکرات کئے اور اسے مغرب
کے بارے میں وصیت کی اور محمد بن عثمان نے اپنے دارالحکلافے میں اپنے کاتب محمد بن الحسن کو چھوڑا جو بجایہ کے موحدین کے

بقیہ پیر و کاروں میں سے اس کے نزدیک باادب تھا پس اُس نے اسے چن لیا اور اسے ترقی دی اور اپنے اس سفر میں اسے دارالخلافہ میں اپنا نائب مقرر کیا پس جب وہ تلمسان پہنچے اور اسے جو فتح حاصل ہوئی تھی تو انہوں نے عبوبن قاسم مروانی کی اولاد میں سے ایک شیطان کے ہاتھ جو ان کے گھر میں تھا فتح کی خبر لکھ کر سلطان ابن الاحمر کو بجوائی جس کا نام عبدالواحد بن محمد بن عبوتھا اور وہ ان عظیم کاموں کی طرف مائل ہوتا تھا جن کا وہ اہل نہ تھا اور اس وجہ سے حکومت کی تاک میں رہتا تھا اور ابن الاحمر اپنی بہت سن مافی کی وجہ سے بعض اوقات ان پر اعتماد کرتا تھا کیونکہ جب وہ کسی معاملے میں سفارت یا مخالفت کے سوا کوئی راستہ نہ پاتے تو اس میں سستی کرتے تھے پس وہ اس وجہ سے ان سے حسن سلوک کرتا تھا پس جب یہ عبدالواحد اس کے پس فتح کی خبر لے کر آیا اور اسے واقعہ بتایا تو انہیں نے اس سے وسیعہ کاوسی کی کہ اہل مملکت اپنے سلطان کے بارے میں پریشان ہیں اور اگر انہیں طاقت حاصل ہو تو وہ اسے بدلنا چاہتے ہیں اور اس نے ادھر ادھر کی باتیں کر کے اسے اشارہ کیا کہ وہ مغرب کو تمام محافظوں سے صاف کر دے اور وہ اس سے زیادہ جانتا ہے بلکہ ابن الاحمر نے اس موقع کو غنیمت جانا اور اس کے پاس جو اسباب موجود تھے ان میں سے موسیٰ بن سلطان ابو عثمان کو تیار کیا اور مسعود بن روح بن ماسی کو اس کا وزیر بنایا جو بنی مرین کے وزراء کے طبقہ میں سے اور بنی قودر کے حلیفوں میں سے تھا اور اسے اس بارے میں بہت حاصل تھی اور اس نے قبل ازیں اسے امیر عبدالرحمن بن ابی یغلاوس کا اس وقت وزیر بنا کر بھیجا تھا جب کہ ابوبکر بن عازمی کے خود مختار ہونے کے زمانے میں مغرب کی طرف گیا تھا اور ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا آجکے جد پھر کا محاصرہ ہو گیا اور سلطان ابوالعباس نے اس پر قبضہ کر لیا۔

عبدالرحمن کی مراکش کو روانگی: اور عبدالرحمن مراکش کی طرف گیا پس مسعود نے اس سے صلح کی طرف جانے کی اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دے دی اور وہ اسے چھوڑ کر قاسم آ گیا پھر اس نے قاسم کو بھی چھوڑ دیا اور سب سے دوستی اور صلح کرتے ہوئے اور ابن الاحمر پر اعتماد کرتے ہوئے اعلیٰ چلا گیا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور خوب پزیرائی کی اور وظیفہ میں اضافہ کیا اور اسے اپنے ساتھ ملا لیا اور اسے اپنے شراب نوش ہم نشینوں کے ساتھ بلایا اور وہ ہمیشہ اسی حال میں رہتا آجکے اس نے اسے وزیر بنا کر سلطان ابو عثمان کے ساتھ مغرب کی طرف بھیجا اور ان دونوں کے ساتھ کچھ بھیجی پھر کشتی پر سوار ہو کر سب سے چلا گیا اور اس کے اور اس کے شرقاء اور رؤسائے شوزئی کے درمیان تعلق تھا پس انہوں نے سلطان موسیٰ کی دعوت کو قائم کیا اور اسے داخل کیا اور اس کے عامل مدح بن زعمیم انکدولی کو پکڑ لیا اور اسے سلطان کے پاس لے آئے پس اس نے ماہ صفر ۵۶۶ھ میں اس پر قبضہ کر لیا اور اسے ابن الاحمر کے سپرد کر دیا پس سب سے اس کی اطاعت میں داخل ہو گیا اور قاسم آ گیا پس وہ تھوڑے دنوں میں وہاں پہنچ گیا اور دارالخلافہ کا گھبراؤ کر لیا اور عوام نے اس پر اتفاق کر لیا اور عوام نے اس پر اتفاق کر لیا اور الدہس محمد بن حسن کے پاس گیا تو اس نے اس کی اطاعت میں جلدی کی اور سلطان دارالخلافہ میں آ گیا اور اسی وقت اسے پکڑ لیا اور یہ تاریخ الاول ۵۶۶ھ کا واقعہ ہے اور لوگ ہر جانب سے اس کی اطاعت میں آ گئے اور تلمسان کے نواح میں سلطان ابوالعباس کو اپنی جگہ پر خبر پہنچی کہ سلطان موسیٰ سب سے آیا ہے اور اس نے علی بن منصور اور فوج کے ترجمان اور اپنے دروازے کے نصاریٰ سپاہیوں کو ان کی ایک پارٹی کے ساتھ تیار کیا اور انہیں دارالخلافہ کے لئے محافظ بنا کر بھیجا پس وہ تازا پہنچے اور انہیں اس فتح کی خبر پہنچی اور وہ وہاں ٹھہر گئے۔

تاریخ ابن خلدون
سلطان کی فاس کو روانگی: اور سلطان ابوالعباس تیزی کے ساتھ فاس گیا اور انہیں تاودیرت میں اس کی فتح کی خبر ملی تو وہ ملایہ آیا اور وہ مغرب سے بھلا سہ جانتے یا مغرب جانے کے بارے میں اچھا رائے میں متردد ہوا پھر اس نے اپنا عزم مضبوط کیا اور تازا میں اترا اور چاد ماہ تک وہاں رہا اور الرکن کی طرف آیا اور اس دوران میں ابن کے لیل حکومت اس کے خلاف بغاوت کرنے میں مشغول ہو گئے بعد اس کے عم زاد موسیٰ کی طرف کھسکے گئے جو فاس کا متولی تھا اور جب اس نے الرکن میں صبح کی تو انہوں نے اس کے متعلق جھوٹی خبر اڑادی اور فاس کی طرف آنے والے گروہوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور وہ اپنے پڑاؤ کے لئے کے بعد تازا کی طرف واپس آ گیا اور اس کے خیاں اور خزان میں آگ بھڑک اٹھی پھر اس رات کی صبح کو تازا گیا اور اس میں داخل ہو گیا اور ان دنوں ابنی کا حال سلطان ابوالحسن کا غلام الخیر تھا اور محمد بن عثمان حکومت کے دوست و تر باز بن مریف اور متقیل کے احرائے مغرب کے پاس چلا گیا اور جب سلطان ابوالعباس تازا کی طرف گیا تو اس نے اپنے عم زاد سلطان موسیٰ کو لکھ کر اس کا وہ عہد یاد کر لیا جو دنوں کے درمیان تھا اور سلطان ابن الاحمر نے اسے وصیت کی کہ اگر اسے ابن پر فتح ہوئی تو وہ اسے اس کی طرف بھیج دے لیکن سلطان موسیٰ نے اسے بنی مسکر کی ایک جماعت کے ساتھ جو اس طرف کے باشندے تھے بلانے میں جلدی کی اور وہ ذکر یابن یحییٰ بن سلیمان اور محمد بن سلیمان بن داؤد بن اعراب تھے اور ان کے ساتھ ابوالعباس بن عمر الوشانی بھی تھا جس وہ اسے لائے اور اسے فاس کے باہر حص کے قلاب پر زانو یہ میں اتار آئیں اس نے اسے وہاں بیڑی ڈال دی پھر اس نے اسے وزیر مسعود بن ماسی کے بھائی عمر بن رحو کے ساتھ اس پر بھروسہ کرتے ہوئے عامر لس کی طرف بھیج دیا اور اس کے بیٹے ابوقاس کو ساتھ رکھا اور ان کے بقیہ لوگوں کو فاس میں چھوڑ دیا اور سہ سے سمندر کو پاؤں کیا لیکن سلطان ابن الاحمر نے اسے اپنے ملک کے قلعے انجرام میں اتارا اور اس کی بیڑیاں کھول دیں اور اس پر بھروسہ کیا بعد اس کے دغینہ میں اضافہ کر دیا تو وہ وہاں اس کی عمرانی میں رہا۔ یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔

فصل

وزیر محمد بن عثمان کی مصیبت اور اس

کا قتل

اس وزیر کی اصل محمد بن الکاس ہے جو بنی ورتاجن کا ایک نطن ہے اور جب بنو عبد الحق کی حکومت مغرب میں مستحکم ہو گئی تو وہ ان میں سے اس کو وزارت پر مقرر کرتے تھے اور بسا اوقات ان کے اور بنی اور لیس اور بنی عبد اللہ کے درمیان حسد پیدا ہو جاتا تھا جس میں بعض بنی الکاس سلطان ابوسعید اور اس کے بیٹے ابوالحسن کی حکومت میں مارے گئے پھر سلطان ابوالحسن نے اپنے وزیر یحییٰ بن طلحہ ابن مکی کی وفات کے بعد اس کو تلمسان کے محاصرے کی جگہ پر اپنا وزیر بنایا اور وہ کئی روز تک اس کی

وزارت کا ذمہ دار رہا اور اسی میں جنگ طریف میں اسکے ساتھ شامل ہوا اور شہید ہو گیا اور اس کے بیٹے ابو بکر نے حکومت کے زیر سایہ حسن کفالت اور فراخی رزق سے فیض یاب ہوتے ہوئے پرورش پائی اور اس کی ماں اُم ولد تھی اور اس کے عم زاد محمد بن عثمان نے اس وزیر کو اس کا جانشین بنایا اور ابو بکر نے اس کی گود میں پرورش پائی اور وہ اپنے باپ اور سلف کی اذیت کی وجہ سے بلند مرتبت تھا اور جب یہ جوان ہوا تو حالات نے اسے بلند کر دیا اور وہ اپنے انتخاب اور نمائندگی کے لئے بادشاہوں کے شہروں میں گھومایاں تک کہ سلطان عبدالعزیز نے اسے اپنا وزیر بنالیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور اس نے اس کی وزارت کو بہت اچھی طرح سنبھالا اور یہ محمد بن عثمان اس کا نائب بن گیا۔

اور سلطان عبدالعزیز فوت ہو گیا تو ابو بکر نے اس کے بیٹے سعید کو بادشاہ مقرر کر دیا وہ بچہ تھا اور ابھی اس کے دانت بھی نہیں ٹوٹے تھے اور اس کی حکومت کے بگڑنے اور اس کے ہمدیہ شہر کے محاصرہ کرنے اور سلطان ابو العباس کے پاس پر غالب آنے کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں محمد بن عثمان نے سلطان ابو العباس کی وزارت کو اس پر غالب آنے کو سنبھالا اور اس نے اپنی حکومت کے امور کو اس کے سپرد کر دیا اور خود اپنی لذت میں مشغول ہو گیا پس محمد بن عثمان نے سلطان ابو العباس کی حکومت کے ان امور کو سنبھالا جنہوں نے اسے مشقت میں ڈال دیا تھا حتیٰ کہ سلطان ابھی کالین کے دور الحلا فے پر قیصر ہو گیا جو پہلے بیان ہو چکا ہے اور بنو مرین سلطان ابو العباس کی خاطر اس سے الگ ہو گئے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور وہ مظنہ ابی طرف لوٹ آیا پس سلطان ابو العباس اس میں داخل ہو گیا۔

اور محمد بن عثمان انہیں چھوڑ کر حکومت کے دوست و ترما بن طریف کے پاس چلا گیا جو ہمارا میں قہم تھا اور اس کی پناہ لی تو وترما اس سے ترش روئی کے ساتھ پیش آیا اور اس سے اعراض کیا پس وہ تیار ہو کر مصلیٰ عربوں کے المہات قبائل کی طرف چلا گیا جو وہاں تازا کے سامنے ان ساتھیوں کی امان میں رہتے تھے جو اس کے اور ان کے شیخ احمد بن عبو کے درمیان تھی پس وہ اس کے ہاں پناہ لیتے ہوئے اتر آوا اس نے اسے دھوکا دیا اور سلطان کو اس کی اطلاع بھیج دی تو اس نے المزدار عبدالواحد بن محمد بن عبو بن قاسم بن ورزوق بن بومرطہ اور موالیٰ میں سے حسن عوفی کے ساتھ اس کی طرف فوج بھیجی تو عرب اس سے الگ ہو گئے اور انہوں نے اسے ان گئے سپرد کر دیا پس وہ اسے لے آئے اور انہوں نے اس کے قاس میں داخل ہونے کے روز اسے رسوا کیا اور کئی روز تک قید رکھا اور پراصرار مطالبہ کے بارے میں اسے آزمائش میں ڈالا گیا پھر اس کے قید خانے میں اسے ذبح کر کے قتل کر دیا گیا۔

فصل

غمارہ میں حسن بن الناصر کے بغاوت کرنے اور

وزیر علی بن ماسی کے فوجوں کے ساتھ لڑنے پر

حملہ کرنے کے حالات

جب سلطان موئی مغرب کا پناہ اختیار بادشاہ بن گیا اور مسعود بن ماسی نے اس پر حاوی ہو کر اس کی وزارت سنبھال لی اور ان کے سلطان ابوالعباس کو اندلس کی طرف جلا وطن کرنے اور اس کے وزیر محمد بن عثمان کو قتل کرنے اور وزیر محمد بن عثمان کے مددگاروں قربت داروں اور رازداروں کے منتشر ہو جانے کے باعث انہوں نے زمین کے اندر چھپنا چاہا اور ان میں سے اس کا بھتیجا عباس بن مقداد اندلس چلا گیا پس اس نے حسن بن الناصر بن سلطان ابوعلی کو وہاں پایا اور وہ حکومت کی جستجو میں وہاں اندلس میں اس کے ٹھکانے میں چلا گیا اور اس نے اس کی رائے کو کہ مغرب کی طرف واپس جا کر وہاں امارت طلب کی جائے ہوادی پس اس نے اسے تونس سے نکلا اور صحراؤں اور صوبوں کو پھانٹتا ہوا جبل غمارہ تک پہنچ گیا اور وہ ان میں سے اہل الصلیحہ کے ہاں اترا تو انہوں نے اس کی آمد و رفت پر تعظیم و تکریم کی اور اس کی دعوت کے قیام کا اعلان کیا اور اس نے عباس بن مقداد کو وزیر بنایا اور مسعود بن ماسی کو خبر پہنچی تو اس نے اپنے بھائی مہدی بن ماسی کے ساتھ فوج بھیجی پس اس نے کئی روز تک جبل الصلیحہ میں اس کا محاصرہ کر لیا اور ان کے سامنے ڈٹ گیا پس وزیر مسعود بن ماسی نے دار الخلافہ سے فوجوں کو تیار کیا اور اس کے محاصرے کے لئے گیا پھر راستے سے ہی واپس آ گیا کیونکہ اسے اس کے بعد سلطان کی وفات کی خبر پہنچ گئی تھی۔

فصل

سلطان موسیٰ کے وفات کا پانے اور مختصر بنی سلطان ابوالعباس کی بیعت ہو جانے کے حالات

سلطان موسیٰ جب مغرب کا یہ اختیار بادشاہ بن گیا تو اس نے اپنی مائیں کے اپنے اوپر حاوی ہونے کو برا سمجھا اور اس کے ہمرازوں سے اس پر حملہ کرنے کے بارے میں سازش کی اور اکثر وہ اس بارے میں اپنے کاتب اور دوست محمد سے جو اس کے باپ کا کاتب کا بیٹا تھا اپنے دوست محمد بن ابی عمر سے گفتگو کیا کرتا تھا اور سلطان موسیٰ کے کچھ شراب نوش ساتھی تھے جن کو وہ اپنے بہت سے امور سے آگاہ رکھتا تھا اور ان میں عباس بن عمر بن عثمان الوہبانی بھی تھا اور وزیر مسعود بن ماسی نے ابو عمر کو اپنی ماں کا قائم مقام بنایا اور اس نے اس کی گود میں پرورش پائی جس وہ اس کے پاس یہ باتیں لے جاتا تھا اور سلطان کی مجلس میں اس کے متعلق جو گفتگو ہوتی تھی اسے اس کے پاس پہنچتا تھا جس کی وجہ سے وزیر کو نفرت ہو گئی جس کی وجہ سے اس نے سلطان سے دور ہونا چاہا اور غمارہ کے ختم حسن کی مدافعت کے لئے جلدی سے نکلا اور دار الحکومت پر اپنے بھائی یحییٰ بن برحو بن ماسی کو جانشین بنایا جس جب وہ قصر کبیر تک پہنچا تو اسے سلطان موسیٰ کی وفات کی خبر ملی اور اس کی وفات جمادی الاخریٰ میں ہوئی اسے ایک مرقع لاحق ہو گیا تھا اور وہ اپنی خلافت کے تین سال اور ایک دن رات بعد فوت ہو گیا اور لوگ وزیر کے بھائی یحییٰ پر تہمت لگاتے تھے کہ اس نے اسے زہر دے دیا ہے اور یحییٰ نے جلدی سے اپنے عم زاد کو بادشاہ مقرر کر دیا اور وہ مختصر ابن سلطان ابی العباس تھا اور محل سے وزیر مسعود کے لئے واپس پلٹ آیا اور مسیح نے طبقہ وزراء میں سے محمد بن موسیٰ کو قتل کر دیا اور اس کا اور اس کی قوم کا ذکر بیان ہو چکا ہے اور اس نے سلطان موسیٰ کے زمانے میں اسے قید کیا اور اس کی وفات کے بعد اسے قتل کر دیا اور حکومت اپنی آزادی پر قائم رہی۔

فصل

اندلس سے واثق محمد بن ابی الفضل بن سلطان ابی الحسن کی روانگی اور اس کی بیعت کے حالات

وزیر مسعود بن ماسی جب سلطان موسیٰ سے وحشت محسوس کرنے لگا تو اس نے اپنے بیٹے یحییٰ اور عبدالواحد المرزدار کو سلطان ابن الاحمر کے پاس بھیجا کہ وہ اس سے سلطان ابوالعباس کو اس کے ملک کی طرف واپس کرنے کے بارے میں دریافت کرے۔ پس ابن الاحمر نے اسے قید سے نکالا اور اسے جیل الفتح میں لے آیا وہ اسے کنارے کی طرف روانہ کرنے کا اناوہ رکھتا تھا۔ پس جب سلطان موسیٰ فوت ہو گیا تو وزیر مسعود کو اپنے حلق سازش کی ماوریہ کہ وہ واثق محمد بن ابی الفضل بن سلطان ابوالحسن کو ان القراہ سے جو اس کے پاس مقیم ہیں اس کے پاس بھیجے اور اس نے اسے خود رانی اور رکاوٹ کے لحاظ سے زیادہ قابل سمجھا پس ابن الاحمر نے اس کی یہ حاجت پوری کر دی اور سلطان احمد کو اس کی جگہ المرزادہ واپس بھیج دیا اور واثق کو لایا پس وہ جیل الفتح میں اس کے پاس آیا اور اس دوران میں اس کے پاس اہل حکومت کی ایک جماعت پہنچ گئی اور انہوں نے وزیر مسعود کے خلاف بغاوت کر دی اور سید بختی گئے اور سلطان ابن الاحمر کے پاس چلے گئے اور وہ ہمیشہ بن علی بن قارش سید بن یحییٰ بن عمر الوٹکاسی اور احمد بن محمد الصمعی تھے پس اس نے واثق کو ان کی طرف بھیجا اور وہ اس کے ساتھ اس شرط پر کہ وہ وزیر کی خدمت میں رہیں گے مغرب کو واپس آ گئے حتیٰ کہ وہ جیل زدہ ہون پہنچ گئے اور انہوں نے ان کے پہاڑ کی پناہ لے لی اور جو لوگ ان کی طرح ابن ماسی کے خلاف تھے وہ بھی ان کے پاس پہنچ گئے اور طلحہ بن زبیر الورتاجینی سیور بن سحبات بن عمر الوٹکاسی بنی ابی الطلاق سے محمد تونسلی اور سلطان کے معلومی سے قارح بن مہدی کی مانند ان کے مددگار بن گئے اور اس کی اصل بنی زبان ملک تلمسان کے موالی ہیں۔

احمد بن محمد الصمعی کی آمد اور جب احمد بن محمد الصمعی واثق کے ساتھ آیا تو وہ اس کے اصحاب پر احسان کرنے لگا اور خود رانی کا اظہار کرنے لگا کیونکہ خدمت گار سپاہیوں کا ایک دستہ اس کے پاس تھا پس اہل حکومت اس سے تنگ ہو گئے اور سلطان واثق کے لئے اس سے الگ ہو گئے۔ پس اس نے بھی ان کے لئے اس سے برأت کا اظہار کیا تو انہوں نے اس پر حملہ کر کے اسے سلطان کے خیمہ کے پاس قتل کر دیا اور اس میں بنی مرین کے سردار ہمیشہ بن علی بن قاس الیابانی نے بڑا پارٹ ادا کیا اور وہ پھلوں کے لئے عبرت بن گیا اور اس پر آسمان رویانہ زمین اور رزوق بن بوفریطہ جو بنی علی بن زبان کے موالی میں سے تھا جو اعیان حکومت میں سے بنی وٹکاسن کے شیوخ اور فوج کے پیشوا تھے اس نے سلطان موسیٰ کے زمانے میں

حکومت کے خلاف بغاوت کردی اور سلطان موسیٰ کے زمانے سے مخالف مہمل عربوں میں سے اولاد حسین کے قبائل میں سے اولاد حسین کے قبائل میں چلا گیا اور ان کے شیخ یوسف بن علی بن عاتم کے ہاں اس عہد کی وجہ سے اتر اجدادوں کے ساتھیوں کے درمیان موطن میں ان کے پڑوس کی وجہ سے تھا اور وہ اس بات میں محمد بن یوسف بن علال بھی اس کے ساتھ تھا جس کا باپ یوسف سلطان ابوالحسن کے پروردوں اور اس کی حکومت کے جوانوں میں سے تھا۔ یہ دونوں وزیر سے ڈر گئے اور عربوں کے ساتھ جا ملے پس جب یہ سلطان واثق آیا تو یہ دونوں اس کے پاس آئے تو یہ انہیں عزت کے ساتھ ملا اور ان کو حکومت میں مقام دیا۔

وزیر مسعود بن ماسی کی فوجوں کے ساتھ روانگی: اور وزیر مسعود بن ماسی فوجوں کے ساتھ روانہ ہوا اور جبل مغلیہ میں ان کے قبائل میں گیا اور کئی روز تک ان سے جنگ کی اور واثق کے ساتھ جو لوگ تھے ان کے ساتھ ساز باز کی اور ان سے مہربانی چاہی اور مکنا سر کی طرح ایک فوج بھیجی جس نے اس کا حاصر کر لیا اور دھمکیاں دیں عبدالحق بن الحسن بن یوسف اور تاجنی موجود تھا پس اس نے اس سے مدد مانگی اور اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے اور واثق اور اس کے اصحاب کے درمیان بار بار خط و کتابت ہوئی کہ وہ اسے امیر مقرر کر دیں اور وہ مقرر کردہ امیر انصر کو اس کے باپ سلطان ابوالحسن کے پاس اندلس بھیج دے اور اس نے واثق کے ساتھیوں کی ایک جماعت کو پکڑ لیا جس میں ابو عبد الواحد جیسے لوگ شامل تھے اس نے اس کو قتل کر دیا اور فارح بن مہدی کو پکڑ کر قید کر دیا اور امیر عبد الرحمن بن علی کو پکڑ لیا اور اسے جلائے حبس کیا اور ان کے سوا دوسرے لوگوں کو بھی جلائے عذاب کیا پھر اس نے سلطان موسیٰ کے ہراڑوں کی ایک جماعت کو پکڑا جو اس کے پکڑنے اور قتل کرنے کے بارے میں اس سے سازش کرتے تھے پس اس نے ان کو قید کر دیا اور بعض کو قتل کر دیا اور ان اندلسی سپاہیوں کو بھی پکڑ لیا جو واثق کی مدد کے لئے آئے تھے اور ان کے قائدین کو بھی پکڑ لیا جو مطوچی ابن الاخر میں سے تھے اور ان کو قید خانے میں ڈال دیا پھر اس نے سلطان موسیٰ بن ابی الفضل بن ابی عمر کے کاتب کو اپنے سلطان کی سفارت سے اندلس واپس آتے ہوئے گرفتار کر لیا اور قید کر دیا اور اس سے یہ اصرار مطالبہ کیا پھر اسے چھوڑ دیا پھر اس نے غبارہ کے جبل صلیح میں اور یس بن موسیٰ بن یوسف الیابائی کے ساتھ بغاوت کرنے والے حسن بن الناصر کے پاس بھیجا پس اس نے اس کو ملک اور بیعت کے لئے بلانے میں اس سے دھوکا کیا اور اسے لا کر کئی روز تک قید کر دیا پھر اسے اندلس جانے کی اجازت دے دی اور معاملہ اسی حالت پر قائم رہا۔

فصل

وزیر ابن ماسی اور سلطان ابن الاحمر کے درمیان جنگ اور سلطان ابوالعباس کے اپنے طرف کی حکومت کی جستجو میں سبب کی طرف سے اپنے اور اس پر قبضہ کرنے کے حالات

جب وزیر ابن ماسی کو واقع کے بارے میں اطلاع ملی اور اس نے دیکھا کہ اس نے حکومت کو سنبھال لیا ہے اور اس سے فتنہ و فساد پھیل رہا ہے اور اس نے حکومت کے مضائقہ کے بارے میں جو کوتاہیاں کی ہیں ان کی طرف اپنی توجہ کو پھیرا ہے اور اس نے سب سے اپنے کام کا آغاز کیا اور سلطان موسیٰ نے اپنی پہلی آمد پر اسے ابن الاحمر کو عطا کیا تھا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے جسے اب اس نے وزیر ابن ماسی کو اس کے پاس بھیجا کہ وہ اسے اس سے ملاطفت کے ساتھ واپس لے لے تو ابن الاحمر اس کے لئے براہِ فروخت ہو گیا اور اس کے رد میں لگ گیا جس کی وجہ سے فتنہ پیدا ہو گیا اور ابن ماسی نے عباس بن عمر بن عثمان بن الوسانی بھیجی بن علال بن اصفود اور بنی الاحمر کے رئیس محمد بن احمد ابکم کے ساتھ سب سے محاصرہ کے لئے فوجیں بھیجیں پھر سلطان الشیخ کے گھر سے جو ان کی امارت کا آغاز کرنے والا اور ان کی حکومت کا ہموار کرنے والا ہے اور اس نے اشبیلیہ اور جلائد کے سلطان سے جو سمندر پرے پرے رہنے والے بنی ادونش میں سے ہے خط و کتابت کی کہ وہ ان کی طرف سلطان ابن الاحمر کے عم زاد محمد بن اسحاق کو رئیس ابکم کے ساتھ بھیجے تاکہ وہ دونوں اس کی جانب سے اندلس پر چڑھائی کریں اور وزیر کی فوجوں نے آ کر سب سے محاصرہ کر لیا اور بڑی قوت اس میں داخل ہو گئیں اور اندلس کے جو محافظین وہاں موجود تھے انہوں نے قصبہ میں پناہ لے لی اور شہر کے وسط میں فریقین کے درمیان مسلسل جنگ جاری رہی اور اہل قصبہ نے پہاڑ پر اپنے معاملے کی نشانی کے طور پر آگ روشن کر دی تاکہ ابن الاحمر اسے دیکھ لے جو واقعہ میں مقیم تھا پس اس نے بحری بیڑے کو جانہازوں سے بھر کر ان کی مدد کے لئے بھیجنے میں جلدی کی پھر سلطان ابوالعباس نے اس کے مقام الحمراء سے بلایا اور اسے ماہ صفر ۵۹۷ھ میں کشتی میں سوار کرا کر قصبہ کی طرف بھیجا اور وہ دوسرے دن ان کے پاس پہنچ گیا اور اس نے فیصل سے انہیں پکار کر اپنی اطاعت کی دعوت دی پس جب انہوں نے اسے دیکھا تو وہ مضطرب ہو گئے اور منتشر ہو گئے اور وہ ان کے پاس گیا اور ان کے علاقے کو لوٹ لیا اور وہ دوڑتے ہوئے اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے اور فوج کی اکثریت اور ان کے سربراہ طنجد کی طرف واپس آ گئے اور سلطان سب سے شہر پر قابض ہو گیا اور ابن الاحمر نے اسے پیغام بھیجا کہ وہ اس سے دست بردار ہو کر اسے اس کی طرف واپس کر دے پس وہ اس کی حکومت میں شامل ہو گیا اور وہاں اس کی بیعت مکمل ہو گئی اور وہ آنے والے مہمانوں کا انتظام کرتا رہا۔

فصل

سبب سے سلطان ابوالعباس کے اپنی فاس

کی حکومت کے طلب کرنے کے لئے چلے

اور ابن ماسی کے اس کے دفاع کے لئے

تیار ہونے اور شکست کھا کر واپس آنے کے حالات۔

جب سلطان ابوالعباس نے سبب پر قبضہ کر لیا اور اس کی حکومت اس کے لئے مکمل ہو گئی اور اس نے اپنی فاس کی حکومت کو حاصل کرنے کا عزم کیا اور ابن الاحمر نے اسے اس بات پر اکسایا اور اس سے مدد کا وعدہ کیا کیونکہ ابن ماسی نے اس کے دوستوں کی ایک جماعت کے ساتھ سازش کی تھی کہ وہ اسے قتل کر دیں اور رئیس اکلم کو بادشاہ بنادیں کہتے ہیں کہ ابن الاحمر کے دوستوں میں جس نے اس کے ساتھ سازش کی تھی وہ یوسف بن مسعود بلنسی اور محمد بن وزیر ابوالقاسم بن الکیم الزمری تھے اور سلطان ابن الاحمر نے ان کو معلوم کر لیا اور وہ ان دنوں جبل الفتح پر سلطان ابوالعباس کے امور کی دیکھ بھال کر رہا تھا پس اس نے ان سب کو اور ان کے بھائیوں کو قتل کر دیا کہتے ہیں کہ یہ اس کے غلام خالد کی چٹلی پر ہوا تھا۔ جو اس کی حکومت کا نگران تھا اور وہ ان سے غصہ اور عداوت رکھتا تھا پس اس نے ان سے یہ بات چلی رکھی اور ان کے متعلق اس کی چٹلی مکمل ہو گئی پس ابن الاحمر ابن ماسی پر غصے سے بھڑک اٹھا اور اس نے سلطان ابوالعباس کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنی حکومت کی جستجو کے لئے سفر کے لئے تیار ہو جائے اور اس نے سبب پر رحو بن زعیم المکرونی کو جانشین بنایا جو قبل ازیں اس کا عامل تھا جیسے کہ بیان ہو چکا ہے اور وہ طنجہ کی طرف روانہ ہو گیا اور واثق کی طرف اس کے عامل صالح بن رحو الیابانی تھا اور فوجوں کی طرف سے رئیس اکلم بھی وہاں اس کے ساتھ تھا تو اس نے کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا مگر اسے سر نہ کر سکا پس اس نے وہاں سے فوجیں اکٹھی کیں اور وہاں سے اسیلا چلا گیا پس وہ اس کی دعوت میں شامل ہو گیا اور اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور وزیر اپنے بھائی یعیش کو دارالکلائے پر جانشین بنانے کے بعد فاس سے فوجوں کے ساتھ چلا اور اس کا ہراول اسیلا پہنچ گیا تو سلطان ابوالعباس اسیلا کو چھوڑ کر جبل الصغیر کی طرف چلا گیا اور اس کی پناہ لے لی۔

ابن ماسی کا ابوالعباس کا محاصرہ کرنا: اور ابن ماسی آیا اور جبل میں اس کے محاصرہ کے لئے بڑھا اور طنجہ میں جو پیادہ انداز تھے ان کو اکٹھا کیا اور دو ماہ تک صغیر میں اس کا محاصرہ کئے رکھا اور معتلی عربوں میں سے اولاد حسین کا شیخ

یوسف بن علی بن غانم وزیر مسعود کا مخالف اور سلطان ابوالعباس کا داعی اور مددگار تھا اور وہ اس کے بارے میں ابن الاحر سے خط و کتابت کرتا رہتا تھا پس جب اس نے اس کے سب سے پر قابض ہونے اور قاس کی طرف آنے کے متعلق سنا تو اس نے اپنے عرب مددگاروں کو اکٹھا کیا اور اس کی اطاعت میں شامل ہو کر بلاد مغرب کی طرف قاس اور مکناسہ کے درمیان چلا گیا اور اس نے علاقے پر حملے کئے اور اسے لوٹا اور رعایا نے جھوٹی افواہیں اڑائیں اور وہ قلعوں کی طرف بھاگ گئے اور حکومت کا دوست و تر مار بن عریف سلطان کا مددگار تھا اور وہ اس سے جب کہ وہ اٹلس میں تھا خط و کتابت کرتا اور ابن الاحر سے بھی اس کے میں خط و کتابت کرتا تھا پس جب صفیہ میں سلطان کا محاصرہ سخت ہو گیا تو اس نے اپنے بیٹے ابوقاس کو و تر مار کی طرف بھیجا جو نواح تازا میں اپنے مقام پہنچا اور اس نے سیور میں بھیا تھیں عمر کو بھی اس کے ساتھ بھیجا پس و تر مار ابن کی دعوت کا ذمہ دار بن گیا اور اسے تازا شہر کی طرف لے آیا اور اس کا عامل سلیمان العودودی وزیر ابن ماسی کے قرابت داروں میں سے تھا پس جب ابوقاس بن سلطان وہاں گیا تو اس نے فوراً اس کی اطاعت کر لی اور اسے شہر پر قابو دے دیا اور اس نے اس سلیمان کو وزیر بنایا اور صفیردا کی طرف گیا اور اس کے ساتھ و تر مار بھی متعلق عربوں کو نکلنے کے لئے گیا اور وہ انہیں قاس کے محاصرہ کے لئے لے گیا اور محمد بن الدمغہ و رندہ کا عامل تھا پس سلطان نے وزیر محمد بن عثمان کے بھانجے عباس بن مقداد کے ساتھ فوج بھیجی تو انہوں نے اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو لے کر آئے اور جدید شہر کی ہر جانب عیش کی مخالفت ہو گئی اور یہ تمام حالات اس کے بھائی کے پاس پہنچ گئے جو صفیہ میں سلطان کا محاصرہ کئے ہوئے تھا پس فوجوں نے اسے چھوڑ دیا اور وہ قاس کی طرف دوڑا تاں ہوا و آپس آیا اور سلطان اس کے تعاقب میں گیا اور مکناسہ کا عامل اس کی اطاعت میں شامل ہو گیا اور الخیر موسیٰ امیر عبدالرحمن کی طرف آیا اور یوسف بن غانم اور اس کے ساتھ جو عرب قبائل تھے وہ اسے ملے اور سب کے سب قاس کی طرف آئے اور ابوقاس ابن سلطان تازا سے اپنے باپ کی ملاقات کے لئے صفیردا چلا گیا تھا پس ابن ماسی نے اس امید پر کہ اسے شکست دے گا فوجوں کے ساتھ اسے روکا اور بنی بھلول کے ساتھ اس سے جنگ کی پس اہل فوج ابوقاس بن سلطان کی طرف آ گئے اور سلطان مکناسہ میں تھا پس وہ تیزی کے ساتھ قاس کی طرف آیا اور اس کا بیٹا ابوقاس وادی النجا میں اس کی ملاقات کو گیا اور وہ صبح کو جدید شہر پہنچ گئے اور وہاں اپنی فوجوں کے ساتھ اتر گئے جہاں وزیر نے اپنے مددگاروں اور دوستوں کے ساتھ پناہ لی ہوئی تھی اور اس کے ساتھ فخر ابن بن محمد السافی اور بنی مرین کے وہ برغالی بھی تھے جن کو اس نے اصیلا میں سلطان کی ملاقات کے لئے چلتے وقت طلب کیا تھا۔

فصل

مراکش میں سلطان ابوالعباس کی دعوت کے غالب آنے اور اس کے مددگاروں کے اس پر قبضہ کرنے کے حالات

وزیر مسعود بن ماسی نے مراکش اور مصادہ کے مضافات پر جو اس کی اطاعت میں شامل تھے اپنے بھائی عمر بن رحو کو والی مقرر کیا پس جب سلطان کے سوتے پہنچنے اور اس پر قابض ہونے کی اطلاع پہنچی تو اس کے سرکردہ دوست ان لوگوں میں اس کی دعوت کے اظہار کے لئے کھڑے ہو گئے اور جبل الہسا کرہ میں علی بن زکریا اس کی دعوت کا ذمہ دار بن گیا اور وزیر مسعود نے اپنے مقام سے جہاں وہ صلیحہ میں سلطان کا محاصرہ کئے ہوئے تھا مراکش سے اس کی امداد کے لئے فوج بھیجنے کا پیغام بھیجا پس مخلوف بن سلیمان الوارثی جو مراکش اور سوس کے درمیان مضافات کا حاکم تھا اس کی طرف گیا اور باقی لوگ اس کی مدد کرنے سے رک گئے اور متفرق ہو گئے اور علی بن عمر کا پوتا ابو ثابت جبل الہسا کرہ کی طرف چلا گیا اور یوسف بن یعقوب بن الصیجی بھی اس کے ساتھ تھا پس علی بن زکریا نے مدد مانگی اور مراکش کی طرف علی بن رحو پر چڑھائی کرتے ہوئے لوٹ آیا اور اس نے مکناسہ میں سلطان کو فاس کی طرف جاتے ہوئے یہ بات لکھ دی تو اس نے اس کی طرف لکھا کہ وہ دارا نکلائے کے محاصرہ کے لئے مراکشی فوجوں کے ساتھ اس سے مل جائے پس اس نے فوجوں کو اکٹھا کیا اور مراکش پر اپنے ایک عم زاد کو نائب مقرر کیا اور سلطان کے پاس چلا گیا اور جدید شہر کے محاصرہ میں اس کے ساتھ ٹھہر گیا۔

فصل

مراکش پر المختصر بن سلطان ابوعلی کی حکومت

اور وہاں پر اس کے بااختیار ہونے کے حالات

جب سلطان ابوالعباس نے مغرب پر قبضہ کیا تو اس نے اپنے بیٹے المختصر کو سندر میں سلا کی طرف بھیجا اور عبدالحق بن یوسف الوردی جانی کو اس کا وزیر بنایا اور اقامت اختیار کی جس وقت سلطان جدید شہر میں آیا اس وقت رزوق بن توفریط

و کالہ سے واپسی پر اس کے پاس سے گزرا تو اس نے نرمی سے اسے بلایا پھر اسے پکڑ لیا اور اُسے پانچولاں اپنے باپ کے پاس بھیج دیا جس نے اُسے قید خانے میں ڈال دیا اور اس کے بعد قید خانے میں اُسے قتل کر دیا پھر سلطان نے اپنے بیٹے المنصر کو مراکش کی حکومت کی طرف جانے کا حکم بھیجا جس کی وجہ سے وہ مراکش پہنچا تو نائب نے قصبہ میں پناہ لے لی اور اس نے المنصر کے وزیر عبدالحق سے فریب کیا کہ نائب نے اس کے قتل کا ارادہ کر لیا ہے اور اس وقت المنصر قصبہ پر غلبہ پائے گا پس وہ المنصر کے ساتھ بھاگ گیا اور جیل بھانڈے کی طرف چلا گیا اور سلطان کو بھی اطلاع مل گئی تو وہ ابو ثابت سے بگڑ گیا اور اُسے حکم دیا کہ وہ اس کے بیٹے کو قصبہ میں قبضہ دینے کے بارے میں اپنے نائب کو خط لکھے اور اس نے سعید بن عبدون کو اس کا وزیر بنایا اور اُسے خط دے کر بھیجا اور عبدالحق کو اپنے بیٹے کی وزارت سے معزول کر دیا اور اُسے قاس بلایا جس نے سعید بن عبدون مراکش پہنچا اور اس نے قصبہ کے نائب کو اس کے نائب بنانے والے کا خط عملدرآمد کے لئے دیا اور اس نے اُسے قصبہ پر قبضہ دے دیا اور وہاں سے الگ ہو گیا پس وہ اس میں داخل ہو گیا اور اس نے المنصر کے بارے میں اطلاع بھیجی تو انہوں نے قصبہ پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے نائب عامر اور اس کے دیگر مددگاروں اور دوستوں کو پکڑ لیا اور انہیں جلائے مصائب کیا اور ان کا صفایا کر دیا یہاں تک کہ وہ ہوا جتنے ہم بیان کریں۔

فصل

جدید شہر کے محاصرے اس کی فتح، وزیر ابن ماسی کی مصیبت اور اس کے قتل کے حالات

جب سلطان جدید شہر میں آیا اور اس کے بقیہ قبائل اور مددگار اور دوست اس کے پاس آ گئے تو وزیر مسعود کو بنی مرین پر اس کو چھوڑ دینے کی وجہ سے غصہ آ گیا تو اس نے ان کے ان بیٹوں کو قتل کرنے کا حکم دے دیا جن کو اس سے وفاداری پر یغمالی بنایا گیا تھا پس طہر ابن السالسی نے نرمی کے ساتھ اُسے اس بات سے روکا تو وہ اس کام سے رک گیا اور سلطان نے تین ماہ تک اس کا محاصرہ کر کے اس کا گلا گھونٹ دیا یہاں تک کہ اس نے دست برداری اور اطاعت کی طرف بلایا تو اس نے اس کی طرف حکومت کے دوست و ترمار بن عریف اور اپنے غلصہ دوست محمد بن علال کو بھیجا تو انہوں نے اُسے اور اس کے ساتھیوں کو اس شرط پر امان دی کہ وہ وزارت پر قائم رہے گا اور اپنے سلطان و ائق کو ائیس کی طرف بھیج دے گا اور اس نے اس امر پر ان کو قسم دی اور سلطان کی خاطر ان کے ساتھ نکل گیا اور سلطان ۵ رمضان ۸۹۷ھ کو اپنی علیحدگی کے تین سال چار ماہ بعد جدید شہر میں داخل ہوا اور اس نے داخل ہوتے ہی وائق کو گرفتار کر لیا اور اُسے قید کر کے طنخہ بھیج دیا اور اس کے بعد وہیں اسے قتل کر دیا اور جب وہ اپنی امارت پر قابض ہو گیا تو اس نے اپنے دخول کے دوسرے دن وزیر ابن ماسی کے بھائیوں اور اس کے مددگاروں کو پکڑ لیا اور سب کو جلائے عذاب کیا اور وہ عذاب ہی میں مر گئے پھر اس نے مسعود پر وہ انتقام و عذاب

مسلط کیا جسے بیان نہیں کیا جاسکتا اور اس نے سلطان کی طرف آنے والے بنی مرین کے گھروں میں جو کچھ کیا تھا اسے اس پر ملامت کی اور جب کبھی وہ ان میں سے کسی کے پاس بھاگ کر جاتا تو اس کے گھروں کی طرف جاتا اور انہیں لوٹ لیتا لیکن سلطان نے حکم دیا کہ اسے ان کے کھنڈرات میں سزا دی جائے اور اسے وہاں کے ہر گھر میں لایا جاتا اور وہ اسے جس کوڑے مارتا یہاں تک کہ عذاب نے اسے مار دیا اور حد سے بڑھ گیا تو اس کے چار اعضاء قطع کئے گئے اور دوسرے عضو کے قطع ہونے پر مر گیا اور دوسروں کے لئے عبرت بن گیا۔

فصل

محمد بن علال کی وزارت

اس کا باپ یوسف بن علال حکومت کے رؤساء اور سلطان ابوالحسن کے رفقاء میں سے تھا اور اس نے اس کے گھر میں پرورش پائی تھی اور جب اس کی پوزیشن مضبوط ہو گئی تو اس نے اسے مضافات کی حکومت دے دی اور اسے درہ کا والی مقرر کیا اور اس نے حکومت کے مددگار منتخب کئے پھر سلطان ابوالحسن نے اسے طنجا اور اس کے دسترخوان اور اس کے مہمانوں کا کام سپرد کیا اور اس نے اسے اس کام میں کفایت کی اور اس کے بعد اس کے بھائی ابوسالم نے بھی اسی طرح اس کو والی بنایا پھر اسے جلماسہ کی طرف بھیجا جہاں اس نے عربوں کے امور میں بہت مشقت برداشت کی تو اس نے اسے وہاں سے معزول کر دیا اور قاسم میں فوت ہو گیا اور اس کے بہت سے لڑکے تھے جنہوں نے آسائش میں پرورش پائی تھی انسان میں سے محمد مذکور کی شرافت کی وجہ سے اس پر مہربانی ہوئی پس جب سلطان ابوالعباس نے قبضہ کر لیا تو اس نے اسے دسترخوان اور مہمانوں کے امور پر اس کے باپ کی طرح مقرر کیا پھر اسے ترقی دے کر اپنا دوست علی بن ابی اسحاق بنی ساتھ ملا لیا۔

اور جب سلطان دستبردار ہو گیا اور مغرب پر وزیر ابن ماسی کا قبضہ ہو گیا اور اس کے بھائی یحییٰ کے درمیان قدیم کینے تھے تو وہ ان کے غلبے کی وجہ سے سکون پزیر ہو گیا اور جب مغرب میں فتہ کی آگ بھڑک اٹھی اور مقلی عربوں نے مخالفت شروع کر دی تو یہ محمد خوفزدہ ہو گیا اور رزوق ابن توفریط کے ساتھ ان کے قیام میں چلا گیا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اور اولاد حسین کے شیخ یوسف بن علی بن غانم کے ہاں اتر آیا اور اس کی مخالفت میں اس کے ساتھ رہا اور جب سلطان داثق اندلس کی طرف گیا اور اپنے اصحاب کے ساتھ جبل زہون پہنچا اور انہوں نے ابن ماسی کی مخالفت کا اظہار کیا تو اس محمد اور رزوق نے سلطان کی طرف جانے میں جلدی کی اور اس نفاق سے اظہار بیزاری کرتے ہوئے جس پر انہیں وزیری عداوت نے آمادہ کیا تھا اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے یہاں تک کہ داثق اور ابن ماسی کے درمیان صلح طے پا گئی اور وہ اسے اور اس کے اصحاب کو قاسم لے گیا اور وہ ابن ماسی کے قبضہ میں آ گئے تو جو کچھ انہیں کیا تھا اس نے انہیں معاف کر دیا اور انہیں ان کی حکومت کے گہواروں میں عامل مقرر کر دیا اور پھر سلطان ابوالعباس کے سبب جانے کی اطلاع آئی تو محمد بن یوسف مضطرب ہو گیا اور اس نے سلطان کی دوستی اور ابن ماسی کی منافرت کا ذکر کیا پس اس نے اپنے کام کا ابراہہ کر لیا اور سبب چلا گیا تو سلطان اسے عزت کے ساتھ ملا اور اس کی آمد سے خوش ہوا اور اس نے اسے اپنی حکومت کی ذمہ داری سونپ دی اور یہ

ہمیشہ ہی اس کے رویہ و متصرف رہا یہاں تک کہ وہ جدید شہر کی طرف آ گیا اور اس نے اس کے محاصرے کے کچھ دن بعد اسے وزارت دے دی جسے اس نے بہت اچھی طرح نبھایا پھر فتح ہوئی اور حکومت کی پوزیشن درست ہو گئی اور یہ محمد حکومت کو نہایت اچھی طرح چلاتا رہا یہاں تک کہ وہ ہوا جسے ہم بیان کریں گے۔

فصل

سجلماسہ میں محمد بن سلطان عبدالحلیم کے

غلبہ کے حالات

اس سے قبل ہمارے سامنے سلطان عبدالحلیم بن سلطان ابی علی کا تذکرہ بیان ہو چکا ہے اور اسے علی کہہ کر بلایا جاتا تھا اور بنو مرین نے کیسے اس کی بیعت کی اور ۶۳۷ھ میں اس سے عمر بن عبد اللہ پر چڑھائی کروادی جن دنوں وہ سلطان ابی عمر بن سلطان ابی الحسن کے لئے بھیجا گیا تھا اور انہوں نے اس کے ساتھ جدید شہر کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ وہ ان کے دفاع کے لئے نکلا اور ان سے جنگ کی تو وہ شکست کھا گئے اور منتشر ہو گئے اور سلطان عبدالحلیم تازا اور اس کا بھائی عبدالمؤمن مکناسہ چلا گیا اور اس کے ساتھ ان کا بھانجا عبد الرحمن بن ابی یغلاس بھی تھا پھر روز پر عمر بن عبد اللہ نے محمد بن ابی عبد الرحمن بن سلطان ابی الحسن کی بیعت کر لی اور ابی عمر کے بدلے میں اسے لے لیا اور جب بنو مرین اس پر جنون اور دوسوہ کی تہمت لگاتے تھے تو اس نے محمد بن ابی عبد الرحمن کو اس کی غربت گاہ اشبیلیہ سے بلایا اور اس کی بیعت کی اور عبدالمؤمن اور عبد الرحمن کو مکناسہ سے روکنے کے لئے فوجوں کے ساتھ نکلا پس اس نے ان دونوں سے جنگ کر کے ان کو شکست دی اور یہ دونوں سلطان عبدالحلیم کے پاس تازا چلے گئے اور سب کے سب سجلماسہ کی طرف روانہ ہو گئے اور وہاں سلطان عبدالحلیم کے ساتھ مقیم ہو گئے اور قبل ازیں یہ تمام حالات اپنی اپنی جگہوں پر بیان ہو چکے ہیں۔

پھر عرب المعطل یعنی اولاد حسین اور احواف کے درمیان اختلاف ہو گیا اور عبدالمؤمن ان کی اصلاح کے لئے نکلا تو اولاد حسین نے اس کی بیعت کر لی اور بادل نخواستہ اسے بادشاہ مقرر کر لیا اور سلطان عبدالحق احواف کی فوجوں کے ساتھ ان کی طرف گیا تو انہوں نے اس سے جنگ کی اور اسے شکست دئی اور اس کی قوم کے بڑے بڑے آدمیوں کو قتل کر دیا جن میں یحییٰ بن رحو بن تاشفین بن معطل بھی شامل تھا جو بنی تیرغین کا شیخ اور بنی مرین کی حکومت کا بڑا آدمی تھا جنگ نے اس کے قتل سے پردہ اٹھایا اور عبدالمؤمن شہر میں منفرد بادشاہ بن کر داخل ہوا اور سلطان نے اپنے بھائی عبدالحلیم کو رغبت کے ساتھ اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے مشرق کی طرف بھیجا پس وہ صحرا کے راستے تکرور سے حاجیوں کے راستے پر چلا اور قاہرہ پہنچ گیا اور ان دنوں وہاں شاہ الناصر محمد بن قلاوون کی اولاد میں سے بلغ الحاکمی علی الاشراف شعبان بن حسین خود مختار حکمران تھا پس اس نے اسے خوش آمدید کہا اور اس کے وظیفے میں اضافہ کیا اور اس کے خواص کو خوب روزینے دیے

پھر اس نے حج میں اس کی مدد کے لئے توئے، خیمے، گھوڑے اور اونٹ دیے اور جب وہ اپنے حج سے لوٹا اور مغرب کی طرف سفر کے لئے چلا تو ۷۹ھ میں فوجہ مقام پر فوت ہو گیا اور اس کے نوکر اس کی بیویوں اور بچوں کے ساتھ مغرب کی طرف واپس آ گئے اور اس نے اس محمد کو شیر خواری کی حالت میں چھوڑا چونکہ سلطان ابوالحسن کو اپنے چچا سلطان ابوالعلی کے بیٹوں سے غیرت آتی تھی اس لئے یہ اپنی قوم سے الگ ہو کر ملک در ملک پھرتا ہوا جوان ہوا اور تلمسان میں بنی عبدالواد کے سلطان ابی حمو کے نزدیک اس کا مقام سب سے بڑا تھا کیونکہ اس نے اس سے مغرب پر حملہ کروایا تھا اور اس نے اس سے بنو مرین کے دشمنوں کو دور کیا تھا۔

مسعود بن ماسی کے خلاف عرب الممقل کی بغاوت بناور جب مغرب میں عرب الممقل نے ۷۹ھ میں وزیر مسعود بن ماسی کے خلاف بغاوت کی اور وہ مخالفت پر ڈٹ گئے تو ابو حمو نے موقع سے فائدہ اٹھایا اور اس محمد بن عبداللیم مقل کی طرف بھیجا تا کہ ان سے مغرب پر حملہ کروائے اور وہ حتی المقدور ملک کے گلے بکڑے کر دیں پس وہ ان کے قبائل میں گیا اور ان احلاف کے ہاں اترا جو سب سے زیادہ قیمتی تعلق دار اور وطن کے لحاظ سے قریب تر تھے اور وزیر ابن ماسی نے اپنے اقارب میں سے علی بن ابراہیم بن عبو بن ماسی کو ان کا والی مقرر کیا تھا پس جب سلطان ابوالعباس نے اس پر غلی وارد کی اور جدیدہ شہر میں اس کا گھونٹ دیا تو اس نے احلاف اور اپنے قرابت دار علی بن ابراہیم سے سازش کی کہ وہ محمد بن سلطان عبداللیم کو امیر مقرر کرے اور اسے بھلا سہ پر قبضہ دلائے اور مغرب کی ملحقہ سرحدوں پر اس سے حملہ کر دے تا کہ سلطان ابوالعباس کی مدد مانگے اس سے دور ہو اور وہ اس کے محاصرہ سے راحت حاصل کریں تو انہوں نے ایسے ہی کیا اور محمد بن بھلا سہ میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا اور علی بن ابراہیم نے اس کی وزارت سنبھال لی اور جب سلطان ابوالعباس نے جدیدہ شہر پر قبضہ کر لیا اور وزیر مسعود بن ماسی اس کے بھائیوں اور اس کے دیگر قرابت داروں پر حملہ کیا تو علی بن ابراہیم پریشان ہو گیا اور اس کے اور اس کے سلطان محمد کے درمیان حالات خراب ہو گئے تو وہ بھلا سہ کو چھوڑ کر چلا گیا اور پہلے کی طرح سلطان تلمسان ابی حمو کی طرف دھمکتے ہوئے لگا پھر اس کی پریشانی میں اضافہ ہو گیا تو وہ بھلا سہ کو چھوڑ کر چلا گیا اور عرب قبائل سے جلا اڈواں میں سے ایک پارٹی اس کے ساتھ گئی جس نے اسے اس کی امن گاہ تک پہنچا دیا اور یہ سلطان ابی حمو کے ہاں اترا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا پھر یہ تو فتنہ ہو گیا اور وہاں ۷۹ھ میں سلطان ابوالعباس وفات پا گیا اور محمد بن سلطان عبداللیم ابی حمو کی مدد کے بعد تونس چلا گیا پھر سلطان ابوالعباس کی وفات کے بعد فریضہ حج ادا کرنے کے لئے مشرق کی طرف چلا گیا۔

فصل

ابن ابی عمر کی مصیبت اور ہلاکت اور ابن حسون کے دستے

جب سلطان اپنی حکومت میں خود مختار ہو گیا اور اپنے تخت پر بیٹھا تو اس نے اس حکومت کے مددگاروں اور ان لوگوں کی طرف جن پر اسے شک تھا توجہ کی اور محمد بن ابی عمر کا ذکر اور اس کے خواص اور مددگاروں اور شیراب نوش ہم نشینوں

میں اس کی اولیت کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے اور سلطان اسے اپنی عنایات اور حسن نظر سے حصہ دیتا تھا اور اسے اس کے ہمسروں سے اعلیٰ مقام دیتا تھا پس جب سلطان موسیٰ نے حکومت سنبالی تو اس نے اپنے باپ سلطان ابو عثمان کے ساتھ اس کی دوستی کے جذبہ سے اس کی طرف میلان اختیار کیا اور اس کا باپ اس کا نہایت عزیز دوست تھا جیسے کہ بیان ہو چکا ہے پس سلطان موسیٰ نے شوریٰ کے لئے منتخب کر لیا اور اسے اہل حکومت کے محابر پر چڑھا دیا اور سلطان فرامین پر اپنی علامت لگانا بھی اس کے سپرد کر دیا جیسے کہ اس کا باپ کرتا تھا اور وہ اپنے اہم امور کے متعلق اس سے مذاکرات بھی کرتا تھا اور اپنے امور کے معاملہ میں اس کی طرف رجوع کرتا تھا یہاں تک کہ اہل حکومت اس سے ناراض ہو گئے اور وزیر مسعود بن ماسی کے پاس اس کے متعلق چغلی کی گئی کہ وہ سلطان کے ساتھ اس کی مصیبت کے بارے میں غناز باز کر رہا ہے اور بسلاوقات اس کے سلطان کے پاس سلطان احمد کے دوستوں کی ایک جماعت کے بارے میں چغلی کی گئی تو اس نے انہیں ان باتوں کی وجہ سے عذاب دیا اور قتل کیا جو ان کے اور اس کے درمیان سلطان کے ہاں شراب کی مجلسوں میں ہوتی تھیں۔ پس جب خوش قسمتی سے اسے اس کی سلطنت میں حصہ ملا تو اس نے ان کے متعلق چغلی کی تو اس نے انہیں قتل کر دیا اور قاضی ابواسحاق الیرناسی سلطان احمد کے دوستوں میں سے تھا اور وہ اس کے شراب نوش دوستوں کے ساتھ حاضر ہوتا تھا پس ابن ابی عامر نے اسے کینہ رکھا اور اس کے خلاف اپنے سلطان کو اکسایا تو اس نے اسے مارا اور اسے گھمایا اور اس کے ساتھ نہایت برا سلوک کیا اور وہ اس کی سلطنت کو چھوڑ کر اندلس چلا گیا اور وہ سلطان احمد کی مجلس اور اس کے قید خانے کے پاس سے گزرتا تھا اور بعض اوقات وہ اسے ملا بھی کرتا تھا پس وہ اس کے قریب ہوتا اور نہ اس سے گفتگو کرتا اور نہ اس کے حق میں رعایت کرتا تو اس بات نے سلطان کو برا فروخت کر دیا۔

ابن ابی عمر کی گرفتاری: اور جب وہ ابن ماسی سے فارغ ہوا تو اس نے اس ابن ابی عمر کو گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا۔ پھر اس کے بعد اسے جلائے آلام کیا یہاں تک کہ وہ کوڑے کھا کھا کر مر گیا اور اسے اس کے گھر لایا گیا اور اسی اثناء میں کہ اس کے گھر والے اسے قبر کی طرف لئے جاتے تھے کہ اچانک سلطان نے حکم دیا کہ عذاب کو مکمل کرنے کے لئے اسے شہر کے نواح میں گھسیٹا جائے پس اسے چار پائی سے اٹھایا گیا اور اس کی ٹانگ میں سی بانڈمی ٹنی اور تمام شہر میں اسے گھسیٹا گیا پھر اسے ایک سنڈ اس کے ڈھیر پر پھینک دیا گیا پھر اس نے ابن حسون کے دستوں پر قابو پایا جو فتنہ پرور تھے اور جب سلطان سبتہ کی طرف گیا اور اس کے دستے تادلہ میں تھے تو معتقل کے مخالف عربوں نے اسے سلطان کی اطاعت کی ترغیب دی تو شروع شروع میں وہ اطاعت کرنے سے رکا پھر انہوں نے اسے مجبور کیا اور اسے سلطان کے پاس لائے تو اس نے اس بات کو دل میں پوشیدہ رکھا اور جب اس کی امارت قائم ہو گئی اور اس نے جدیدہ شہر پر قبضہ کر لیا تو اس نے اسے گرفتار کر کے جلائے آلام کیا یہاں تک کہ اس کی وفات ہو گئی۔

فصل

جیل الہسا کرہ میں علی بن زکریا کی مخالفت

اور اس کی مصیبت

جب سلطان نے جدید شہر پر قبضہ کر لیا اور اپنی حکومت پر حاوی ہو گیا تو شیخ مسکورہ علی بن زکریا اپنے ساتھ کامیوں کی وجہ سے اس کی دوستی چاہتا ہوا اس کے پاس گیا اور یہ جدید شہر کے محاصرہ میں بھی اس کے ساتھ تھا اور اس نے اسے بلایا تو وہ حکومت کے دستور کے مطابق اپنی قوم اور مصائدہ کی فوجوں کے ساتھ آیا پھر شیوخ مصائدہ میں سے محمد بن ابراہیم المہراری اس کے ساتھ گیا اور اسے وزیر محمد بن یوسف بن علال کے ساتھ بہمن کے رشتے کی وجہ سے امان حاصل تھی پس سلطان نے علی بن زکریا کی جگہ اسے والی بنا دیا تو وہ برا فروختہ ہو گیا اور بغاوت اور مخالفت کرنے میں جلدی کی اور بنی عبدالحق میں سے القراہہ کے ایک آدمی کو مقرر کر دیا پس سلطان نے محمد بن یوسف بن علال اور صالح بن حمو الیابانی کے ساتھ اس کی طرف فوجیں بھیجیں اور حاکم ورمہ عمر بن عبدالمومن بن عمر کو حکم دیا کہ وہ قبلہ کی جہت سے ورمہ کی فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کرے پس وہ اس کی طرف گئے اور انہوں نے اس کے پہاڑ میں اس کا محاصرہ کر لیا اور انہوں نے کئی بار کوشش کی کہ وہ تمام صحیت نکلتے کھا جائے یہاں تک کہ انہوں نے اسے پہاڑ میں مغلوب کر لیا اور وہ ابراہیم بن عمران ضاکی کے پاس چلا گیا جو اس کے پہاڑ میں اس کا پڑوسی تھا اور اس نے امان طلب کی اور ابراہیم مخالفت اور غلبہ کی ذلت سے ڈر گیا اور وزیر محمد بن یوسف نے اس کے لئے جو خرچ دیا تھا اسے اس پر برتری دی تو اس نے اس پر غلبہ پالیا اور وزیر کو پکڑ کر قاس لے آیا اور جمعہ کے روز اسے شہر میں داخل کیا اور اس کو رسوا کیا اور قید کر دیا اور سلطان ابوالعباس کی وفات تک قید میں رہا اور اس کے بعد اہل حکومت نے اس پر تہمت لگا کر اسے قتل کر دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

ابوتا شغین کا اپنے باپ کے خلاف فریادی بن

کر سلطان ابوالعباس کے پاس جانا اور

فوجوں کے ساتھ اس کی روانگی اور اس کے

باپ سلطان ابوحمو کا قتل ہونا

ابوتا شغین بن سلطان ابی حمو نے ۸۷۸ء کے آخر میں اپنے باپ پر حملہ کر دیا کیونکہ وہ دوسرے بھائیوں کی مدد کرتا تھا اور اسے دھران میں قید کر دیا اور فوجیں لے کر اپنے بھائیوں المسخر ابو زیان اور عمر کی تلاش میں نکلا پس وہ جبل عیطری کے قلعے میں قلعہ بند ہو گئے تو اس نے کئی روز تک ان کا محاصرہ کئے رکھا پھر اسے اپنے باپ کے شرکاء کا خیال آیا تو اس نے اپنے بیٹے ابو زیان کو اپنے ہر از دوستوں کی ایک پارٹی کے ساتھ بھیجا جس میں وزیر عمران اور عبداللہ بن جابر خراسانی بھی شامل تھے تو انہوں نے تلمسان میں اس کے بعض لڑکوں کو قتل کر دیا اور دھران میں اس کے قید خانے میں اس کے پاس گئے پس جب اسے ان کے حلق..... معلوم ہوا تو اس نے قلعے سے جھانکا اور اس نے اہل شہر میں منادی کر دی کہ وہ ان کی امان میں ہے تو وہ دوڑ کر اس کی طرف آئے اور وہ اپنے عمائے کو کمر میں باندھ کر ان کی طرف لٹکا تو انہوں نے اسے اتارا اور اسے گھیر لیا اور اس کے تخت پر بٹھایا اور اس میں شہر کے خطیب ابن حذور نے بڑا پارٹ ادا کیا۔

ابو زیان کا فرار اور ابوحمو کا تعاقب: اور ابو زیان بن ابی تا شغین بھاگ کر تلمسان آیا اور سلطان ابوحمو نے اس کا تعاقب کیا تو وہ وہاں سے اپنے باپ کے پاس بھاگ گیا اور ابوحمو تلمسان میں اس حال میں داخل ہوا کہ وہ کھنڈر بن چکا تھا اور اس کی فصیلیں برباد ہو چکی تھیں پس اس نے اس میں اپنی رسم حکومت قائم کی اور ابوتا شغین کو بھی اطلاع پہنچ گئی تو وہ عیطری سے بھاگا اور تیزی کے ساتھ تلمسان میں داخل ہو گیا اور اس کے باپ نے مسجد کی اذان گاہ میں پناہ لی تو اس نے اسے وہاں سے اتارا اور اس کے قتل سے باز رہا اور اس کے باپ نے اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے مشرق کی طرف سفر کرنے کے بارے میں اس سے التجا کی تو اس نے اس کی مدد کی اور اسے ایک عیسائی تاجر کو سپرد کرتے ہوئے کشتی میں سوار کروا کر اسکندریہ کی طرف بھیج دیا اور جب وہ بجایہ کی بندرگاہ کے سامنے پہنچا تو اس نصرانی نے اس کا راستہ چھوڑنے کے

بارے میں نرمی سے بات کی تو اس نے اس کی حاجت پوری کر دی اور اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا اور اس نے بجایہ کے حکمران کو پیغام بھیجا اور اسے وہاں اترنے کی اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دے دی اور وہ وہاں سے الجزائر کی طرف چلا گیا اور عربوں سے خادم مانگے اور تلمسان کا معاملہ اس کے لئے مشکل ہو گیا پس وہ صحرا کی طرف چلا گیا اور مغرب کی جہت سے تلمسان کی طرف آیا اور اپنے بیٹے تاشفین کی فوجوں کو شکست دی اور تلمسان پر قبضہ کر لیا اور ابوتاشفین وہاں سے بھاگ کر نکلا اور سویڈ کے قبائل کے سرمائی مقامات میں چلا گیا اور ابوحمو جب ۹۰۹ء میں تلمسان میں داخل ہوا اور ان واقعات کی مکمل تفصیل پہلے گزر چکی ہے پھر ابوتاشفین شیخ سویڈ بن محمد بن عریف کے ساتھ سلطان ابوالعباس کے پاس اپنے باپ کے خلاف فریادی بن کر اس کی امداد سے حملہ کی امید کرتے ہوئے گیا پس سلطان نے اس سے بہت شاندار وعدے کئے اور ابوتاشفین ان کا انتظار کرنے لگا اور وزیر محمد بن یوسف بن علال اسے وعدے دینے لگا اور اسے تمنائیں دلانے لگا اور اس سے وفاداری کے وعدے کرنے لگا اور سلطان ابوحمو نے ابن الاحمر کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ بنی مرین کی حکومت پر اس کے احسانات کو معلوم کرے جیسے کہ وہ حیلے کے ساتھ اسکے پاس پہنچا کہ انہیں ابوتاشفین کی امداد سے روکے پس ابن الاحمر نے اس بارے میں وضاحت کی اور اسے اپنے اپنی اہم حاجات میں سے قرار دیا اور سلطان ابوالعباس سے گفتگو کی کہ وہ ابوتاشفین کو اس کی طرف بھیج دے تو اس نے اس بارے میں یہاں سے کام لیا کہ اس نے اس کے بیٹے ابو فارس کی پناہ اور امان لی ہے اور وزیر ابن علال ہمیشہ ہی اپنے سلطان اور ابن الاحمر کو فریب دینے کے لئے چکر لگاتا رہا یہاں تک کہ اس کا کام مکمل ہو گیا اور سلطان نے اس سے نگرانی کا وعدہ پورا کیا اور اپنے بیٹے امیر ابو فارس اور وزیر ابن علال کو اس کے داد خواہ بنا کر بھیجا اور یہ تازا پہنچ گئے۔

ابوحمو کی تلمسان سے روانگی: اور ابوحمو کو اطلاع ملی تو وہ فوجوں کے ساتھ تلمسان سے نکلا اور اس نے عبید اللہ کے اپنے مددگاروں سے دوستی کی اور جبل بنی راشد جو تلمسان پر جھانکتا ہے کے پیچھے الغیر ان مقام پر اتر اور وہاں پہاڑ میں قلعہ بند ہو کر ٹھہر گیا اور جاسوس تازا میں بنی مرین کی فوجوں کے پاس اس کی جگہ پر آئے اور الغیر ان سے اس کے اعراب بھی آئے اور انہوں نے اس سے جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا اور وزیر علال اور ابوتاشفین اور وہ صحرا میں چلے گئے اور ان کا راہنما سلیمان بن ناجی تھا جو احوال میں سے تھا یہاں تک کہ انہوں نے ابوحمو اور اس کے ساتھ جو الجراح کے قبائل تھے ان پر الغیر ان میں صبح کو حملہ کر دیا پس انہوں نے ایک گھنٹہ تک ان سے نبرد آزما کی اور شکست کھا کر بھاگ گئے اور سلطان ابوحمو کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ گر پڑا۔

ابوحمو کا قتل: اور ابوتاشفین کے چند اصحاب نے اسے پکڑ لیا اور نیزے مار مار کے قتل کر دیا اور اسکے سر کو اس کے بیٹے تاشفین اور وزیر ابن علال کے پاس لے آئے جسے انہوں نے سلطان کی طرف بھجوا دیا اور اس کا بیٹا عمیر قیدی بنا کر لایا گیا تو اس کے بھائی ابوتاشفین نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو بنو مرین نے کئی دنوں تک اسے روکے رکھا پھر انہوں نے اسے اس پر قابو دے دیا تو اس نے اسے قتل کر دیا اور اسے ۹۱۰ء کے آخر میں تلمسان میں داخل ہوا اور وزیر اور بنی مرین کی افواج نے شہر سے باہر خیمے لگائے یہاں تک کہ اس نے انہیں وہ مال دے دیا جس کی اس نے ان کے ساتھ شرط کی تھی پھر وہ مغرب کی طرف واپس لوٹ گئے اور ابوتاشفین حاکم مغرب سلطان ابوالعباس کی دعوت کو قائم کرتے ہوئے تلمسان

میں ٹھہر گیا اور تلمسان اور اس کے مضافات کے مناہر پر اس کا خطبہ دینے لگا اور ہر سال اسے وہ ٹیکس بھیجنے لگا جو اس نے اپنے آپ پر لازم کیا تھا اور ابو حوئے جب تلمسان پر قبضہ کیا تو اس نے اپنے بیٹے ابوزیان کو الجزائر کا والی مقرر کیا پس جب اسے اپنے باپ کے قتل ہونے کی اطلاع ملی تو وہ غضب ناک ہو گیا اور حمصین کے قبائل کے پاس گفتگو کرنے اور مدد طلب کرنے کے لئے گیا اور زغہ کے بنی عامر کا وفد اس کے پاس اُسے حکومت کی دعوت دیتا ہوا آیا تو وہ ان کے پاس گیا اور ان کا شیخ مسعود بن صفیر اس کی دعوت کا ذمہ دار بن گیا اور ان سب نے رجب ۹۷۲ھ میں تلمسان پر حملہ کر دیا اور کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر ابوتاشفین نے عربوں میں مال تقسیم کیا تو وہ ابوزیان سے الگ ہو گئے اور ابوتاشفین نے اسی سال کے شعبان میں اسے جا کر شکست دی اور محفل کے قبائل سے دوستی کی اور شوال میں دوبارہ تلمسان کا محاصرہ کیا اور ابوتاشفین نے اپنے بیٹے کو داد خواہ بنا کر مغرب کی طرف بھیجا تو وہ فوجوں کی مدد کے ساتھ آیا اور جب تاویریت پہنچا تو ابوزیان تلمسان سے ہٹ گیا اور صحرا کی طرف بھاگ گیا پھر اس نے حاکم مغرب کی طرف جانے کا ارادہ کیا پس وہ داد خواہ بن کر اس کے پاس گیا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور اس کے دشمن کے مقابلہ میں اُسے مدد دینے کا وعدہ کیا اور ابوتاشفین کی وفات تک اس نے وہیں قیام کیا۔

فصل

ابوتاشفین کی وفات اور حکمران مغرب کا تلمسان پر قبضہ کرنا

یہ امیر ابوتاشفین ہمیشہ ہی تلمسان پر قابض رہا اور اس میں حاکم مغرب ابو العباس بن سلطان ابی سالم کی دعوت قائم کرتا رہا اور اس نے جو ٹیکس قبضہ کے وقت سے اپنے پر لازم قرار دیا تھا اسے ادا کرتا رہا اور اس کا بھائی امیر ابوزیان حاکم مغرب کے پاس اس کے خلاف اس کی مدد کا خطرہ پایا ہاں تک سلطان ابو العباس بعض شاہانہ وسوسوں کے بارے میں ابوتاشفین پر بگڑ گیا تو اس نے ابوزیان کے داعی کی بات کو قبول کیا اور اسے تلمسان کی حکومت کے لئے فوجیں تیار کر کے دیں پس وہ ۹۷۵ھ کے نصف میں اس کام کے لئے گیا اور تازا پہنچا اور ابوتاشفین کو ایک مژمن مرض نے آلیا پھر وہ اسی مرض سے اس سال رمضان میں فوت ہو گیا اور اس کی حکومت کا منتظم ان کا پروردہ احمد بن العز تھا پس اس نے اس کے بیٹوں میں سے ایک بچے کو اس کے بعد حکمران بنادیا اور خود اس کی کفالت کرنے لگا اور یوسف بن ابی حوئے ابن الزابیہ کہتے ہیں وہ ابوتاشفین سے پہلے الجزائر کا والی تھا پس جب اسے اطلاع ملی تو وہ عربوں کے ساتھ تیزی کے ساتھ چلا اور تلمسان میں داخل ہو گیا اور احمد بن العز اور اپنے بھائی ابوتاشفین کے مکمل بیٹے کو قتل کر دیا اور جب حاکم مغرب سلطان ابو العباس کو اطلاع ملی تو وہ تازا کی طرف آیا اور وہاں سے اس نے اپنے بیٹے ابو فارس کو فوجوں کے ساتھ بھیجا اور ابوزیان بن ابی حمو کو قاس کی طرف واپس کر دیا اور اس پر بھروسہ کیا اور اس کے بیٹے ابو فارس نے جا کر تلمسان پر قبضہ کر لیا اور اس میں اپنے باپ کی دعوت کو قائم کیا اور اس کے باپ کا وزیر صالح بن حوملیانہ آیا اور اس نے ملیانہ اور اسکے بعد جزائر پر قبضہ کر لیا اور حدود بجایہ تک آ گیا اور یوسف بن الزابیہ قلعہ تاجموت میں قلعہ بند ہو

گیا اور وزیر صالح نے اس کا محاصرہ کر لیا اور مغرب اوسط سے بنی عبدالواد کی دعوت کا خاتمہ ہو گیا۔

فصل

حاکم مغرب ابوالعباس کی وفات اور ابوزیان بن ابوحمو کا

تلمسان اور مغرب اوسط پر قبضہ کرنا

جب سلطان ابوالعباس بن ابی سالم پر اپنے بیٹے ابوقارس کو تلمسان کی طرف بھیجا تو اس نے تلمسان پر قبضہ کر لیا اور وہ خود تازا میں ٹھہر کر اپنے بیٹے اور اپنے وزیر صالح کے حالات کی نگرانی کرنے لگا جو بلاد شرقیہ کی فتح کے لئے آیا تھا اور معتقل میں سے اولاد حسین کے امیر یوسف بن علی بن غانم نے ۳۷۳ھ میں حج کیا اور مصر کے ترکی بادشاہ ملک الظاہر سے رقوق میں ملا اور سلطان کو تحائف پیش کئے اور اسے اپنی قوم میں اپنے مقام کے متعلق بتایا تو اس نے اس کی عزت افزائی کی اور ادائیگی حج کے بعد اسے حاکم مغرب کے پاس تحائف لے جانے کے لئے سواریاں دیں جن میں اس نے بادشاہوں کے دستور کے مطابق اسے اپنے ملک کا نادر سامان دیا۔ پس جب یوسف ان تحائف کے ساتھ سلطان ابوالعباس کے پاس آیا تو اس نے ان کی قدر کی اور ان کی نمائش کی مجلس میں بیٹھا اور ان پر فخر کیا اور ان کے جوہلے میں بہترین گھوڑے، کپڑے اور سامان دینے لگا۔ تیاری میں لگ گیا یہاں تک کہ اس نے اپنی مرضی کے مطابق تیاری مکمل کر لی اور انہیں ان کے حامل اول یوسف بن علی کے ساتھ بھیجنے کا عزم کر لیا اور یہ کہ وہ اسے تازا میں اپنے قیام کے دنوں میں بھیجے گا۔ پس وہاں اسے مرض نے آیا اور اسی مرض سے محرم ۳۷۶ھ میں اس کی وفات ہو گئی اور انہوں نے اس کے بیٹے ابوقارس کو تلمسان سے بلایا اور تازا میں اس کی بیعت کی اور اس کی جگہ اسے حکمران بنایا اور اس کے ساتھ قاس واپس آ گئے اور ابوزیان بن ابی حمو کو قید سے رہا کر دیا اور اسے تلمسان کا امیر اور اس میں سلطان ابی قارس کی دعوت کا منتظم مقرر کر کے بھجوایا پس اس نے وہاں جا کر اس پر قبضہ کر لیا اور اس کا بھائی یوسف بنی عامر کے قبائل سے جا ملا جو تلمسان کی حکومت کا خواہاں تھا اور اس پر حملہ کرنا چاہتا تھا پس جب اسے پتہ چلا تو اس نے ابوزیان کو ان کی طرف بھیجا اور ان کے لئے بہت مال خرچ کیا کہ وہ اسے اس کے پاس بھجوادیں تو انہوں نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور اسے ابوزیان کے لئے آدھ آدھوں کے سپرد کر دیا اور وہ اسے لے کر چل پڑے تو عرب کے بعض قبائل نے انہیں روکا تا کہ اسے ان سے چھڑالیں تو انہوں نے جلدی سے اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو اس کے بھائی ابوزیان کے پاس لے آئے پس ان کے احوال پتہ سکون ہو گئے اور اس کے مرنے سے فتنہ ختم ہو گیا اور اس کی حکومت کے امور درست ہو گئے اور وہ اس زمانے تک اسی حال میں ہیں۔ واللہ غالب علی امرہ و هو علی کل شئی قدير۔

فصل

اندلس کے مجاہد غازیوں میں سے آل عبدالحق
 کے ان نمائند و القرباء کے حالات جنہوں
 نے ابن الاحمر کی حکومت میں حصہ داری کی
 اور اس کے جہاد کی بے نظیر سیادت کی

جب سے بنی عبدالمومن کی امارت کا خاتمہ ہوا اور ابن الاحمر نے جزیرہ اندلس کی امارت سنبھالی سمندر سے پرے
 جزیرہ اندلس کے حالات خراب تھے اور اس کے محافظ کم ہو گئے تھے ہاں قبائل زہدہ جو دوبارہ حکومت کے خواہش مند تھے اور
 مغرب کے مقبوضات کو تقسیم کرنے والے تھے ان کے حالات عمل جہاد کی وجہ سے درست تھے خصوصاً بنی مرین کے جو مغرب
 اقصیٰ کے باشندے تھے اور اندلس کے کنارے کے علاقوں سے تعلق رکھتے تھے اور وہ کناروں کے قریب آئے جبرالٹر میں
 متعدد فرائض سرانجام دیتے تھے اور ہمیشہ سے جبرالٹر کے باشندے قدیم زمانے سے اسی وجہ سے سواحل مغرب کے ورے
 دہانہ پر رہے ہیں۔

اور جب بنو مرین نے اس کے مقبوضات پر قبضہ کیا اور اندلس میں مسلمانوں کے حال ابھی خراب ہو گئے اور طاغیہ
 نے ان کا گلا گھونٹ دیا یہاں تک کہ انہیں سمندر کے کنارے کی طرف جاتے پھرتے مجبور کر دیا اور قوسرہ اور اس کے ماوراء علاقے
 کو مخصوص کر لیا اور بنو قنص نے شرق اندلس میں یرشلونہ اور قلاووس کے باشندوں کو ترجیح دی اور قرطبہ اشبیلیہ اور بلنسیہ کا معاملہ
 علاقوں میں پھیل گیا جس کی وجہ سے مسلمان غضب ناک ہو گئے اور جہاد اور مال و جان سے اندلس کی امید کرنے میں رغبت
 کرنے لگے اور امیر ابوزکریا بن حفص نے اس وجہ سے کہ وہ حاکم وقت تھا اور غلبہ کا امیدوار تھا لوگوں سے اس بارے میں
 سبقت کی اور جب انہوں نے اس کی دعوت کے قیام کو ترجیح دی اور مشائخ کو اپنی بیعت کے ساتھ اس کے پاس بھیجا تو اس
 کے بعد اس نے اپنے بہت سے اموال کو ان کی امداد میں خرچ کر دیا اور یعقوب بن عبدالحق کو جہاد کا بہت شوق تھا پس اس
 نے اپنے بھائی ابویحییٰ کی حکومت میں اس کام کے لئے جانے کا عزم کیا تو اس نے اس کی جگہ کی وجہ سے کہ وہ اس سے دور چلا
 جائے گا اسے روک دیا اور حاکم سید ابوعلی بن خلاص کو بھی اسے روکنے کا اشارہ کیا پس اس نے اس کے لئے راستہ کو سخت کر دیا
 اور اس کے راستے بند کر دیے۔

اور جب یعقوب بن عبدالحق نے اپنے بھائی ابو یحییٰ کے بعد مغرب کی سلطنت سنبھالی تو اس نے بالکل دیر نہ لگائی اور اس کے بھتیجے اور لیس بن عبدالحق کے معاملے نے اسے فکر مند کر دیا کیونکہ ان میں نمائندگی اور اس کے بیٹوں سے حسد پایا جاتا تھا۔

عامر بن اور لیس کا اذن جہاد حاصل کرنا: اور ان میں سے عامر بن اور لیس نے کنارے کے بعد اس سے جہاد کی اجازت مانگی تو اس نے اسے غنیمت جانا اور اسے زنا تہ کے تین ہزار سے زائد رضا کاروں کا اقرار مقرر کر دیا اور اس کے ساتھ اس کے عم زاد اور جو بن عبد اللہ بن عبدالحق کو بھی بھیجا اور ۱۱۷۵ھ میں اندلس کی طرف روانہ ہوئے اور انہوں نے جہاد میں نہایت شان دار کارنامے سر انجام دیے اور عامر بن اور لیس مغرب کی طرف واپس آ گیا اور القراہہ کی بغاوت بڑھ گئی اور زنا تہ کے سرداروں نے اس جیسے کاموں میں ان کا مقابلہ کیا پس مغرب اوسط میں عبد الملک بن عمر اس بن زیان اور عامر بن مندیل بن عبد الرحمن اور زیان بن محمد بن عبد القوی جیسے شہزادگان اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے اندلس کی طرف جہاد کے لئے جانے کا باہم معاہدہ کر لیا اور ان کی قوم کے جو لوگ ان کے ساتھ چلے ان کے ساتھ وہ ۱۱۷۶ھ میں چلے گئے اور اندلس زنا تہ کے سرداروں اور ملک کے شرقاء سے بھر گیا اور ان کے شرقاء میں سے جو لوگ گئے ان میں بنو عیسیٰ بن یحییٰ بن دسناف بن عبو بن ابی بکر بن حمامہ اور سلیمان اور ابراہیم شامل تھے اور ان دونوں نے جہاد میں قابل تعریف کارنامے سر انجام دیے اور جب موسیٰ بن روح سے سلطان اور اس کے باپ کے بیٹوں عبد اللہ بن عبدالحق نے قلعہ علودان میں جنگ کی اور اس کے عہد پر اترے تو وہ تلحسان چلا گیا اور بنو عبد اللہ بن عبدالحق اور اور لیس بن عبدالحق بقیہ لوگوں کے درمیان ایک پارٹی تھے کیونکہ عبد اللہ اور اور لیس سوط النساء دختر عبدالحق کے حقیقی بھائی تھے پس ابو یعقوب بن عبدالحق بن عبد اللہ اپنے عم زاد محمد بن اور لیس کو منتخب کیا اور اس نے ۱۱۷۳ھ میں قصر کتامہ میں سلطان کے خلاف بغاوت کر دی پھر اس کے چچا نے اسے راضی کر لیا اور اسے اتار لیا اور یعقوب بن عبدالحق اپنی بغاوت پر قائم رہ کر جہات میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ سلطان کے مددگاروں میں سے طلحہ بن مقلی نے اسے ۱۱۷۳ھ میں سلا کی جہات میں قتل کر دیا اور سلطان اس کے معاملے کو کافی ہو گیا اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ سلطان نے اپنے بیٹے ابو مالک کو دلی عہد مقرر کیا تھا پس ان القراہہ نے اس بارے میں اس سے حسد کیا اور بغاوت کر دی اور ابن اور لیس قلعہ علودان میں چلا گیا اور موسیٰ بن روح بن عبد اللہ اپنے چچا ابی عباد بن عبدالحق کے لڑکوں کے ساتھ جبال غمارہ میں چلا گیا اور سلطان نے ان سے جنگ کی یہاں تک کہ وہ اس کے عہد میں اتر آئے اور اس نے ۱۱۷۵ھ میں انہیں اندلس بھیج دیا پس سلطان ابن الاحمر کے وہاں پر اسے تمام مجاہد غازیوں کا سالار مقرر کر دیا کیونکہ وہ ان کا سردار اور مسئول تھا جو وہی وہ مغرب کی طرف واپس آیا سلطان نے اس کی جگہ اس کے بھائی عبدالحق کو مقرر کر دیا پھر اس نے ناراض ہو کر چھوڑ اور تلحسان آ گیا اور اس نے اس کی جگہ ابراہیم بن عیسیٰ بن یحییٰ بن دسناف کو مجاہد غازیوں کو سالار مقرر کر دیا یہاں تک کہ وہ حال ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

فصل

اندلس میں ریاست کے فاتح موسیٰ بن رحو اور اس کے بھائی عبدالحق اور ان دونوں کے بعد اس کے بیٹے حمو بن عبدالحق کے حالات

جب سلطان شیخ ابن الاحمر فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا سلطان فقیہ حکمران بنا اور مسلمانوں کا دادخواہ بن کر سلطان یعقوب بن عبدالحق کے پاس گیا تو پہلی دفعہ وہ ۳۷۷ھ میں اس کے پاس گیا اور اس نے نصرانیہ کے لیڈر پر حملہ کیا اور زخمی و زخمی کر دیا اور اسے اندلس پر غلبہ حاصل ہو گیا اور ابن الاحمر نے اپنے معاملے میں سوچا اور اپنے انجام سے ڈر گیا اور اس نے توقع کی کہ اس کا معاملہ اس کے ساتھ یوسف بن تاشفین جیسا ہو اور جیسا کہ مرابطین کا ابن عیاد کے ساتھ تھا اور اندلس میں بنو شقیلہ اس کے قرابت دار تھے جنہوں نے اس کے مقبوضات میں اس سے حصہ داری کی تھی اور وہ وادی آش مالقہ اور قمارش میں علیحدہ ہو گئے تھے جیسا کہ ہم نے سلطان کے ساتھ اس کے حالات میں بیان کیا ہے اور اسی طرح ہر دسائے اندلس میں سے ابن عبد ریل اور ابن الدلیل نے اس کے خلاف بغاوت کر دی تھی اور وہ مسلمانوں کے بلاد پر حملے کرتے تھے اور انہوں نے نصرانیہ کی فوجوں سے کمک طلب کی اور غرناطہ سے جنگ کی اور جہات میں فساد کیا اور جب اندلس میں یعقوب بن عبدالحق کے قدم جم گئے تو ان باغیوں نے اپنے ہاتھ اس سے جوڑ لیے اور ان سب سے ابن الاحمر اپنے بارے میں خوف کھانے لگا اور سلطان یوسف سے بدل گیا اور اس سے دشمنی کی اور اپنے قرابت دار شرقاہ سے اس کے خلاف ہمدانگی اور یہ القراہ بن رحو بن عبد اللہ بن عبدالحق اور اور لیس بن عبدالحق کی اولاد میں سے تھے اور سب کے سب سوط النساء کی طرف منسوب ہوتے تھے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور ابو عیاد بن عبدالحق کے لڑکوں نے جب سلطان سے خوف اور ملامت کو محسوس کیا تو جہاد کا ارادہ کر کے اندلس چلے گئے اور اس کی جگہ سے بھاگ کر خوف سے دور ہو گئے اور جب انہوں نے سلطان ابو یوسف کے خلاف بغاوت کی تو اس نے انہیں اندلس واپس بھیج دیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ اولاد عبدالحق اور اولاد و ستاف میں اولاد بردل اور تاشفین بن معطی جو بنی محمد میں سے بنی تیریعین کا سردار تھا میں سے ایک پارٹی ابن الاحمر کے پاس اکٹھی ہو گئی اور اولاد دھلی نے جو سلطان ابو یوسف کے ماموں تھے ان کی بیرونی کی اور ابن الاحمر ان کو زنا تہ کے مجاہد غازیوں پر دار الحرب میں امیر مقرر کیا کرتا تھا۔

موسیٰ کا امیر مقرر ہونا: پس سب سے پہلے اس نے موسیٰ بن رحو کو ۳۷۷ھ میں امیر مقرر کیا اور اس کے مغرب کی طرف واپس آ جانے کے بعد عبدالحق کو اور پھر ان دونوں کے اکٹھا واپس آنے کے بعد ابراہیم بن یحییٰ کو امیر مقرر کیا جیسا کہ ہم بیان

کر چکے ہیں پھر یہ دونوں واپس آ گئے تو اس نے موسیٰ بن روح کو دوبارہ اس کے اشیاء پر امیر مقرر کیا اور ریاست میں اس کے قدموں کو مضبوطی پر قائم کر دیا تاکہ وہ سلطان ابو یوسف کو اچھی طرح ان سے ہٹا سکے۔ پھر امارت ان کے درمیان اور ان میں سے عمر کے درمیان یکے بعد دیگرے چلتی رہی اور اس سے قبل بعض اوقات اس نے بعض غزوات میں یعلیٰ بن ابی عیاد بن عبدالحق اور تاشفین بن معطیٰ کو بھی ۹۷۷ء کے آخر میں امیر مقرر کیا اور اس کے ساتھ طلحہ بن بکلی کو بھی پس انہوں نے طاغیہ کو مسلمانوں کا محاصرہ کرنے سے پہلے ہی روک لیا اور بعض اوقات انہیں غلبہ بھی حاصل ہوا پھر اس کے اور سلطان ابو تاشفین کے درمیان اختلاف ہو گیا اور ابن الاحر نے اپنی بعض جگہوں میں اس کے ساتھ یعلیٰ بن ابی عیاد کو تمام زنا تہ پر امیر مقرر کر دیا اور انہیں اپنے جھنڈے تلے جمع کر لیا پس ابو یوسف کی فوجیں منتشر ہو گئیں اور انہوں نے اس پر غلبہ پالیا۔

مندیل کی گرفتاری: اور جنگ میں اس کے بیٹے مندیل کو گرفتار کر لیا اور اسے قیدی بنا کر لے آئے یہاں تک کہ سلطان ابن الاحر نے اسے اس صلح میں جو اس کی موت کے بعد اس کے باپ یوسف بن یعقوب کے ساتھ ہوئی رہا کر دیا اور اس کے بعد موسیٰ بن روح نے اندلس کے غازیوں کی امارت کو اپنی وفات تک اپنے لئے مخصوص کر لیا اور اس کے بعد امارت کو اس کے بھائی عبدالحق نے سنبھالا یہاں تک کہ ۹۷۷ء میں فوت ہو گیا اور وہ مسلمانوں کے دشمن کے خلاف مظفر و منصور تھا اور جب وہ فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کا بیٹا حمود بن عبدالحق والی بنا اور یہ امارت مسلسل بنی روح میں رہی یہاں تک کہ ان میں سے ان کے بھائیوں بنی ابی الطاء وغیرہ میں بخل ہو گئی اور حمود بعد ازاں عثمان بن ابی الطاء کے مددگاروں میں شامل ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

ابراہیم بن عیسیٰ کا قتل: اور ابراہیم بن عیسیٰ الوستانی مغرب کی طرف لوٹ آیا اور یوسف بن یعقوب کے ہاں اتر اور اس نے اسے عمر رسیدہ اور ناتواں ہو جانے کے بعد اور تلمسان کے محاصرہ کے کچھ عرصہ بعد اس کی جگہ پر اسے قتل کر دیا اور ابن ابی عیاد کی وفات ۹۷۷ء اور معطیٰ بن ابی تاشفین کی وفات ۹۷۹ء اور طلحہ بن بکلی کی وفات ۹۷۶ء میں ہوئی۔

فصل

اندلس کے شیخ الغزاة عبدالحق بن عثمان کے حالات

یہ عبدالحق مرینی حکومت کے شرفاء میں سے تھے جو محمد بن عبدالحق کی اولاد میں سے تھا جو اپنے باپ عبدالحق کے بعد بنی مرین کا دوسرا امیر تھا اور اس کا باپ عثمان بن محمد جہاد کے دنوں میں ایک دن ۹۷۷ء میں اندلس میں فوت ہو گیا اور اس عبدالحق نے سلطان یوسف بن یعقوب کی گود میں پرورش پائی یہاں تک کہ اس نے وزیر روح بن یعقوب کے ساتھ ابو الریح کے خلاف خروج کیا جسے ہم نے اس کے حالات میں بیان کیا ہے اور تلمسان چلا گیا اور وہاں سے اندلس چلا گیا اور ان دنوں اس کا سلطان ابو الجوش بن سلطان فقیہ اور شیخ زنا تہ حمود بن عبدالحق بن روح تھے اور شاہ مغرب سلطان ابوسعید نے انہیں اپنی قید سے مخاطب کیا تو انہوں نے اسے جواب دیا اور وہ اپنے قید خانے سے بھاگ کر دار الحرب میں چلا گیا۔

ابو الولید کی بغاوت: اور جب ابو الولید بن رئیس ابی سعید نے بغاوت کی اور مالقہ میں اپنی بیعت لی اور غرناطہ جا کر اس سے جنگ کی اور غرناطہ سے باہر فریقین کے درمیان جنگ ہوئی اور ان دونوں کی جنگوں میں جو بن عبدالحق قیدی ہو کر پکڑا گیا اور اسے سلطان ابو الولید کے پاس لایا گیا اور اس کے ساتھ اس کا چچا ابو العباس بن روح بھی تھا پس اس نے اپنے بھتیجے کی گرفتاری سے انکار کیا اور اسے چھوڑ کر اپنے سلطان کے پاس آ گیا تو اس نے اس وجہ سے اس پر تہمت لگائی اور اس کی بجائے غازیوں پر عبدالحق بن عثمان کو دارالحرب سے اس کی جگہ سے بلا کر امیر مقرر کیا پھر ابو الولید نے غرناطہ میں ان پر غلبہ پا لیا اور ابو الجوش اس صلح پر جو ان کے درمیان طے ہوئی وادی آش کی طرف منتقل ہو گیا اور عبدالحق بن عثمان اس کے ساتھ اپنے کام کے لئے گیا پھر اس کے بعد ابو الجوش کے درمیان ناراضگی ہو گئی جس کی وجہ سے وہ طاعیہ کے پاس چلا گیا اور سب سے طرف گیا پس ابو یحییٰ بن ابی طالب الغرنی نے سلطان ابوسعید کے محاصرہ کے ایام سے اس سے مدد مانگی اور اس نے اس کی سرحد کی حفاظت اور اس کے دفاع میں یادگار کارنامے دکھائے تھے پھر سلطان ابوسعید نے یحییٰ الغرنی سے مصالحت کی اور اس سے الگ ہو گیا۔

عبدالحق بن عثمان کی افریقہ روانگی: پس عبدالحق بن عثمان افریقہ روانہ ہو گیا اور ۱۱۷۱ھ میں ابی عبدالرحمن بن عمر کے ہاں بجایہ میں اتر ا جو سلطان ابو یحییٰ کا ساتھی تھا جس نے غربی سرحدوں کو اپنے لئے مخصوص کر لیا تھا پس اس نے اس کو خوش آمدید کہا اور اس کی خوب پذیرائی کی اور اس کی عزت افزائی کے لئے شہر کے میدان میں التزمیہ میں اس کے لئے خیمے لگائے اور اسے اور اس کے اصحاب کو ایک سو پچاس گھوڑے دیے پھر ان کو تونس میں سلطان کے پاس لایا تو اس نے انہیں خوش آمدید کہا اور عبدالحق کو اپنے ساتھ ملا لیا اور اس کو دوستی اور محبت کے لئے مخصوص کیا اور اس سے اور اس کی پارٹی سے مدد مانگ کر اس کے مقام کو بلند کیا اور جب سلطان نے محمد بن سید الناس کو ۱۱۷۲ھ میں اپنی درباری پر مقرر کیا اور اسے اس کام کے لئے بجایہ کی سرحد سے بلایا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں تو اس کی ریاست عظیم ہو گئی اور اس کی پوشیدگی سخت ہو گئی اور ایک روز عبدالحق اس کے دروازے سے پوشیدہ ہو گیا تو وہ اس سے ناراض ہوا اور غصے ہو کر چلا گیا اور اپنے بھائی کے خلاف بغاوت کرنے کے لئے ابو فارس سے سازش کی تو اس نے اس کی بات کو قبول کیا اور اس نے اسے تونس سے نکالا پس ان کے حالات اور ابو فارس کے قتل اور عبدالحق کے تلمسان جانے اور ابوتاشیفین کے ہاں اترنے اور ۱۱۷۳ھ میں بنی عبدالواد کی فوجوں کے ساتھ افریقہ کی طرف جنگ کے لئے جانے کے واقعات کو ہم نے خصی حکومت کے حالات میں بیان کیا ہے پھر جب بنو عبدالواد تلمسان کی طرف واپس آئے تو مولانا سلطان ابو یحییٰ نے اس سال کے آخری دنوں میں تونس جانے کا ارادہ کیا۔

مقرر کردہ سلطان ابن عمران کا فرار: اور بنی حفص میں سے تونس کا مقرر کردہ سلطان ابن عمران عرب قبائل کی طرف بھاگ گیا اور اس نے عبدالحق بن عثمان کے بھتیجے ابی رزق کو اس کے ساتھیوں سمیت گرفتار کر لیا اور اسے نیزے مار مار کر قتل کر دیا اور عبدالحق بن عثمان تلمسان میں اپنی جگہ پر واپس آ گیا پس وہ اعزاز و اکرام کے ساتھ ابوتاشیفین کے ہاں اپنے ٹھکانے پر ٹھہرا یہاں تک کہ جس روز سلطان ابو الحسن نے ۱۱۷۳ھ میں تلمسان میں ان پر حملہ کیا وہ ابوتاشیفین کے مرنے سے مر گیا اور بہ سب کے سب بادشاہ کے محل کے پاس قتل کئے گئے یعنی ابوتاشیفین اور اس کے دونوں بیٹے عثمان اور مسعود اور اس کا

حاجب موسیٰ بن علی اور اس کا یہ مہمان عبدالحق اور اس کا بھتیجا ابوثابت پس ان کے سرکاٹ دیے گئے اور عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے ان کے اعضاء کو کل کے میدان میں چھوڑ دیا گیا جیسا کہ ہم نے ابوشغیفین کے حالات میں بیان کیا ہے۔

فصل

اندلس کے مجاہد غازیوں کے امراء میں

سے عثمان بن ابی العلاء کے حالات

عبدالحق کی اولاد میں سے سوط النساء کے لڑکے جتنے دار اور اپنی قوم پر غالب تھے اور وہ اس کے دونوں حقیقی بیٹوں اور پس اور عبد اللہ کی اولاد تھے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور اور پس اکبر کی وفات اس کے باپ کی وفات کے روز تافریط میں ہوئی اور عبد اللہ اس سے پہلے فوت ہوا اور عبد اللہ نے تین بیٹے چھوڑے جن سے اس کی نسل پھیلی اور وہ یعقوب رحو اور اور پس تھے اور جب ابو یحییٰ بن عبدالحق نے ۳۹۷ھ میں سلا کو فتح کیا تو ان میں سے یعقوب کو اس کا امیر مقرر کیا پھر اس کے بعد اس نے ۵۸۸ھ میں اپنے چچا یعقوب کے خلاف بغاوت کر دی اور نصاریٰ نے اس پر جو حملہ کیا اس کا ذکر ہم کر چکے ہیں اور یعقوب بن عبدالحق نے اسے جن لیا اور یعقوب بن عبدالحق بلا دغمارہ میں علودان چلا گیا اور وہاں قلعہ بند ہو گیا اور اس کے بعد اس کے چچا اور پس کے دو بیٹوں عامر اور محمد نے بغاوت کی اور قصر کبیر میں کود پڑے اور سوط النساء کی سب اولاد بھی ان کے ساتھ مل گئی اور سلطان نے ان سے مطالبہ کیا تو وہ جبال غمارہ میں چلے گئے اور اس نے ان سے جنگ کی اور اس کے بعد انہیں امان دے کر اتار لیا اور ۵۹۰ھ میں اس نے عامر کو اندلس کے ساتھ جنگ کرنے پر مقرر کیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور اس کے ساتھ رحو بن عبد اللہ کو بھی بھیجا اور محمد بن عامر واپس آ گیا اور ۵۹۰ھ میں تلمسان گیا اور وہاں سے اندلس چلا گیا پھر انہوں نے ۵۹۹ھ میں سلطان یعقوب بن عبدالحق کے خلاف بغاوت کی اور ان کے ساتھ ابی عباد بن عبدالحق کے لڑکے بھی تھے اور انہوں نے علودان میں پناہ لے لی اور سلطان نے انہیں تلمسان لے جانے کی شرط پر اتار تو وہ وہاں چلے گئے اور سوط النساء اور ابو عیاد کے سب لڑکے اندلس چلے گئے اور وہیں ٹھہر گئے اور ان میں سے عامر اور محمد واپس آ گئے اور اس کے حالات ہم بیان کریں گے۔

یعقوب بن عبد اللہ کی وفات: اور یعقوب بن عبد اللہ رباط الفتح سے واپسی پر سفر کی حالت میں ہی ۵۹۸ھ میں فوت ہو گیا جسے طلحہ بن محلی نے قتل کر دیا اور سوط النساء کی اولاد میں سے اس کے لڑکے مغرب میں ٹھہر گئے اور سلطان ابو یوسف کے زمانے میں اس کا لڑکا ابوثابت بلا دسوس کا امیر تھا اور اس کے بھائیوں میں سے ابو العلاء اور رحو بن عبد اللہ بن عبدالحق بھی تھے ان دونوں میں اس کی نسل پھیلی اور رحو عامر اور اس کے عم زاد اور پس کے ساتھ اندلس چلا گیا پھر موسیٰ نے اپنے بیٹے کو اولاد ابی عیاد اور اولاد سوط النساء کے ساتھ ۵۹۹ھ میں بھیجا پھر وہ حکومت میں اپنے مقام پر واپس آ گیا اور دوسری بار وہ

۵۷۵ھ میں تلمسان کی طرف بھاگ گیا اور وہاں سے اندلس چلا گیا اور وہیں قیام پزیر ہو گیا اور ۵۸۵ھ میں ابوالعلاء کی اولاد ابوجحیٰ بن عبدالحق اور عثمان بن عبدالحق کی اولاد کے ساتھ جا کر اندلس مقیم ہو گئی اور وہ اپنی ریاست کے بارے میں اپنے بڑے سردار عبداللہ بن ابی العلاء کی طرف رجوع کرتے تھے اور ابن الاحر نے اسے زنانہ کے غازیوں پر استقرار منصب سے قبل امیر مقرر کیا اور وہ ۵۹۳ھ کے ایک غزوہ میں شہید ہو کر فوت ہو گیا اور مخلوع ابن الاحر نے اس کے بھائی عثمان بن ابی العلاء کو مالقہ کے محافظوں اور اس کے غربی غازیوں پر اپنے عم زاور بن ابوسعید فرج بن اسماعیل بن یوسف بن نصر کی نگرانی پر مقرر کیا اور جب ۵۹۵ھ میں رئیس ابوسعید نے سبتہ میں غداری کی اور اس جیسے شہروں میں اس کا حیلہ مکمل ہو گیا اور اس کے اور حاکم مغرب کے درمیان عداوت کی آگ بھڑک اٹھی تو انہوں نے اس عثمان کو امیر مقرر کیا اور اسے غمارہ کی طرف لے گئے۔

غمارہ پر حملہ: پس اس نے اس پر حملہ کیا اور اپنی دعوت دی اور اخطا اور العرائش پر مغلوب ہو گیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں ابوالریج نے ۵۸۰ھ میں اس پر غلبہ پالیا اور وہ اندلس میں اپنے مقام پر واپس آ گیا اور جب ابوالولید بن رئیس ابی سعید نے حاکم غرناطہ ابوالجوش کے خلاف بغاوت کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے اس بارے میں مالقہ کے شیخ الفزاة عثمان بن ابی العلاء سے سازش کی تو اس نے اس معاملہ میں اس کی مدد کی اور اس کے باپ رئیس ابوسعید کو قید کر دیا اور ۵۸۷ھ میں غرناطہ کی طرف بڑھا اور جب اس پر قابض ہو گیا تو اس عثمان کو زنانہ کے مجاہد غازیوں کی امارت دی اور وہاں سے عثمان بن عبدالحق بن عثمان کو ہٹا دیا تو وہ وادی آش میں ابوالجوش کے پاس آ گیا اور حموی بن عبدالحق بن روح شیخ الفزاة ہونے کے بعد اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور اس عثمان کی ولایت کے ایام پر قرار ہے اور اس کی شہرت زور و دور تک پھیل گئی اور حاکم مغرب ابوسعید اس کے مقام سے غصے ہو گیا اور جب مسلمانوں نے ۵۸۸ھ میں اس سے جہاد کے لئے مدد مانگی تو اس نے اس عثمان کے مقام کی وجہ سے معذرت کر دی اور ان پر اس کے پکڑنے کی شرط عائد کر دی تاکہ وہ انہیں چھوڑ دے مگر یہ ممکن نہ ہو سکا۔

غرناطہ سے طاغیہ کی جنگ: اور طاغیہ نے غرناطہ سے جنگ کی اور اس کا محاصرہ کر لیا اور عثمان اور اس کے بیٹوں نے اس میں یادگار کارنامے دکھائے اور اللہ تعالیٰ نے اس عثمان اور اس کے بیٹوں کے ہاتھوں مسلمانوں کو نصرائیوں پر وہ فتح عطا فرمائی جس کے متعلق کسی کے دل میں خیال بھی نہیں گزر سکتا پس حکومت اور مسلمانوں کو ان کے مقام پر بہت رشک آنے لگا یہاں تک کہ ابوالولید اس عثمان کی سازش سے اپنے بعض قرابت دار رؤساء کے دھوکے سے جنہوں نے اس کے ساتھ دھوکہ کرنے کا لالچ کیا ۵۹۵ھ میں ہلاک ہو گیا اور اس نے اس کے بیٹے محمد کو جو نابالغ تھا امیر مقرر کر دیا اور اس کے حکم سے محمد بن عروق کو اس کا وزیر مقرر کیا جو ان کی حکومت کا پروردہ تھا پس وہ اس پر حاوی ہو گیا اور اس نے حکومت کے جوڑ توڑ کی باگ عثمان کے ہاتھ میں دے دی تو وہ ان پر غالب آ گیا اور امارت میں ان سے حصہ داری کی اور رئیس کے بہت سے اموال کے بیٹے میں غازیوں کو ترجیح دی یہاں تک کہ وزیر کو حکومت کے بارے میں خطرہ پیدا ہو گیا اور اس کے اور اس کے وزیر عروق کے درمیان حالات خراب ہو گئے تو اس نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور وہ ناراض ہو کر چلا گیا اور غرناطہ کی چراگاہ میں اس کے خیمے تک گئے اور قبائل زنانہ میں سے غازیوں کی ایک جماعت اس کے گرد جمع ہو گئی اور وزیر اور اباب حکومت الخمراء

میں پناہ گزین ہو گئے اور لوگوں نے ان دونوں کے درمیان کئی روز تک کوشش کی اور وزیر نے یہ مشورہ دیا کہ اس کے قرابت داروں میں سے اس کا ایک ہمسر مقرر کیا جائے جو اس سے کشاکش کرے اور اسے اپنے کام سے حکومت سے غافل کر دے پس اس نے یحییٰ بن عمر بن رحو کو بلایا اور وہ عثمان کے مددگاروں میں تھا اور اس نے اس کی بیٹی کا رشتہ لیا اور اسے غازیوں کا امیر مقرر کیا اور وہ ہر سمت سے اس کے پاس آ گئے اور عثمان اپنے خاندان اور بیٹوں کے ساتھ اپنی چھاؤنی میں گیا اور اس کے ساتھ مغرب کی طرف جانے کے بارے میں مصالحت کی اور ۲۸ ھ میں اپنے خواص کو سلطان ابوسعید کے پاس بھیجا اور غرناطہ کے میدان سے اپنے قرابت داروں کے ایک ہزار شہسواروں کے ساتھ کوچ کر گیا اور تدرش جانے کا قصد کیا تا کہ اسے اپنے گزرنے کے لئے بندرگاہ بنائے اور جب وہ تدرش کے سامنے آیا تو اس کے اور تدرش کے رؤساء کے درمیان تعلقات پائے جاتے تھے اس لئے اس کی قیاضی کا حق ادا کرنے کے لئے نکلے پس اس نے ان کے ساتھ خیانت کی اور تدرش جا کر اس پر قبضہ اور کنٹرول کر لیا اور وہاں اپنی بیویوں اور اور بوجھوں کو اتارا اور محمد بن الرئیس کو شلوہانیہ سے بلایا جو وہاں فروکش تھا تو اس کے پاس آیا اور اس نے اسے امیر مقرر کیا اور صبح و شام غرناطہ پر حملے کئے اور قندہ کی آگ بھڑک اٹھی اور یحییٰ بن رحو نے زمانہ کے جن لوگوں پر قابو پایا انہیں مرتب کیا اور سالوں جنگ کرنے کا مطالبہ کیا تا آنکہ سلطان محمد بن الاحمر نے اپنے وزیر ابن الحرقہ پر حملہ کیا اور عثمان بن العلاء کو بلا کر اس سے اس شرط پر صلح کی کہ وہ اس کے چچا کو مغرب کی طرف بھجوادے اور وہ اپنے کام کے لئے جو غازیوں کی ریاست کا کام ہے غرناطہ چلا جائے پس یہ کام ۲۹ ھ میں مکمل ہوا اور اسے حکومت میں جو مقام حاصل تھا اس کی طرف لوٹ آیا اور اس کے بعد غازیوں پر اپنی امارت کے سینتیسویں سال فوت ہو گیا۔

فصل

اس کے بعد اس کے بیٹے ابو ثابت کی ریاست

اور ان کے انجام کے حالات

جب شیخ الفزاة اور زمانہ کا سردار عثمان بن ابوالعلاء فوت ہو گیا تو اس کے اور اس کی قوم کے کام کی ذمہ داری اس کے بیٹے ابو ثابت عامر نے سنبھالی اور سلطان ابو عبد اللہ بن ابی الولید نے اس کے باپ کی طرح مجاہد غازیوں کا سالار مقرر کیا پس قوت شوکت اور کثرت جتنے داری اور تغوز رائے اور رسالت کے لحاظ سے اس کی شان بڑھ گئی اور اس کی قوم کو حکومت پر غلبہ حاصل تھا کیونکہ وہ اس کی طاقت پر حجب تھے اور وہ اس میں بڑے جنگجو اور صاحب قوت تھے اور حکومت پر حاوی تھے اور سلطان محمد بن ابی الولید قنطہ و کثرت میں اپنے پر حاوی ہونے سے برا مناتا تھا اور وہ اکثر ان کی آراء کو اعتقاد قرار دے کر انہیں بے وقوف بناتا تھا اور ان کے جاہ و مرتبہ میں ان پر نیکی وارد کرتا تھا۔

اور جب وہ ۳۲ھ میں سلطان ابوالحسن کے پاس طاغیہ کے خلاف فریادی بن کر گیا اور اسکے بیٹے امیر ابو مالک سے جبل الفتح کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے مدد مانگی تو انہوں نے اس پر تہمت لگائی کہ اس نے ان کے بارے میں سلطان ابوالحسن سے سازش کی ہے تو وہ بگڑ گئے اور اس پر حملہ کرنے کی ٹھان لی اور اس بارے میں اس کے ایک پروردہ سے سازش کی جو حکومت کی تاک میں تھا اور جب اس نے جبل کو فتح کیا تو اس کے حالات کو ہم بیان کر چکے ہیں اور طاغیہ نے بڑھ کر وہاں پڑاؤ کر لیا اور ابن الاحمر نے اپنے بیٹوں کے ساتھ طاغیہ کا قصد کیا کہ وہ قلعے کی طرف واپس چلا جائے پس وہ واپس چلا گیا اور مسلمانوں کی فوجیں منتشر ہو گئی اور سلطان ابن الاحمر ۳۳ھ میں غرناطہ کی طرف کوچ کر گیا اور انہوں نے راستے میں اس کے لئے گھات لگائی اور اسے بھی اس کی اطلاع مل گئی تو اس نے اپنے بھائی کو سوار ہو کر مالقہ کی طرف جانے کے لئے بلایا اور انہیں اس بات کی خبر پہلے ہی مل گئی تو وہ جلدی سے اس کے پاس آئے اور اسے اس کے راستے میں ساحل اصطوبہ پر ملے اور اسے اس کے معلوم جی عاصم کے احسان کے بارے میں ملامت کی اور انہیں اس سے روکا تو انہوں نے عاصم کو نیزوں سے مارا تو اس نے ان پر اس کی وجہ سے عیب لگایا اور انہوں نے اُسے اس کے ساتھ ملا دیا اور وہ اپنی سواری سے کچھڑ کر گر پڑا اور انہوں نے اس کے بھائی یوسف کو پیغام بھیجا اور اس کی بیعت کر لی اور اسے غرناطہ واپس لے آئے اور وہ ان کے اس فعل کی وجہ سے جو انہوں نے کیا تھا محتاط تھا اور ہمیشہ یہی حال رہا۔

تلمسان کی فتح کی تکمیل: اور جب سلطان ابوالحسن نے تلمسان کی فتح مکمل کر لی اور اپنے عزم کو جہاد کی طرف پھیرا۔ تو ابن الاحمر سے اپنے مقام جہاد اندلس سے ان کو ہٹانے کے لئے ساز باز کی تو اس نے اسے قبول کیا اور ابو ثابت اور اسکے بھائیوں اور یس منصور اور سلطان کو گرفتار کر لیا اور ان کا بھائی سلیمان فرار ہو کر طاغیہ کے پاس چلا گیا اور اس نے ایک یادگار دن میں مسلمانوں پر حملہ کیا اور جب ابن الاحمر نے ابو ثابت اور اسکے بھائیوں کو گرفتار کیا تو ان کو کئی دنوں تک زمین دوز قید خانے میں ڈال دیا پھر انہیں افریقہ کی طرف جلا وطن کر دیا پس وہ تونس میں مولانا سلطان ابو یحییٰ کے ہاں اترے اور سلطان ابوالحسن نے ان سے عہد و پیمان کرنے کا اشارہ کیا کہ وہ مغرب کے نواح میں پہنچ جائیں اور جب وہ اندلس میں جہاد میں مشغول ہو تو وہ ان کی طرف چلے جائیں پس اس نے انہیں قید کر دیا اور محمد بن تافراکیم کو ان کے بارے میں سفارشی بنا کر سلطان ابوالحسن کے دربار میں بھیجا تو اس نے اس کی سفارش کو قبول کیا اور ان کی اچھی طرح مہمان نوازی اور عزت کی اور جب وہ ۳۲ھ میں جزیرہ کے محاصرہ کے ایام میں سب سے اتر آئے تو اسکے پاس ان کے متعلق شکایت کی گئی تو اس نے انہیں گرفتار کر لیا اور مکناہ میں انہیں قید کر دیا۔

امیر ابو عثمان کی بغاوت: اور جب اس کے بیٹے امیر ابو عثمان نے حکومت کے خلاف بغاوت کی اور منصور نے اپنے بھائی ابو مالک کے بیٹے کو جو فاس کا حاکم تھا شکست دی اور جدید شہر میں اس سے مقابلہ کیا تو اس نے ان کے بارے میں مکناہ پیغام بھیجا تو اس نے انہیں قید سے رہا کر دیا اور ان پر احسانات کئے اور اپنے کام پر غالب آ گیا اور اس نے ابو ثابت کو اپنی مجلس میں شوریٰ کے مقام پر اتارا اور اس کے بھائی اور یس سے جدید شہر میں فریب کرنے کے لئے سازش کی تو وہ وہاں چلا آیا اور اس نے ابو ثابت کو سب سے اور بلاد الریف پر امیر مقرر کیا تاکہ اپنے مقام امارت اندلس کے قریب ہو جائے اور اس نے مال اور فوج میں اپنا ہاتھ کھلا کر دیا اور اس کے لئے اس نے مال علیحدہ کر دیا اور ۳۹ھ میں جدید شہر کے محاصرہ میں سلطان

کے پڑاؤ کے بالمقابل اپنے پڑاؤ میں طاعون سے فوت ہو گیا اور اسکے بھائی اور بیس کے فرار اور اندلس کے غازیوں پر اس کی حاکمیت کا واقعہ ہوا جسے ہم بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

اندلس کے غازیوں پر پہلی اور دوسری بار

یحییٰ بن عمر بن رحو کی امارت کے حالات

اور اس کا آغاز و انجام

رحو بن عبد اللہ عبد اللہ بن عبد الحق کے بیٹوں میں سے بڑا تھا اور اس کے بہت سے بیٹے تھے اور ان میں سے موسیٰ عبد الحق جہاں عمر محمد علی اور یوسف نے اس کی نسل پھیلی یہ سب کے سب سوط النساء کی اولاد کے ساتھ تلمسان سے اندلس چلے گئے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور عمران کے بعد مدت تک تلمسان میں ٹھہرا رہا اور وہاں وہ بیوی بچوں کے ساتھ رہا ہوئے پھر ان کے ساتھ چل گیا اور ابراہیم بن یحییٰ الوسانی کے بعد غازیوں کی امارت موسیٰ نے سنبھالی اور اس کے بعد اس کا بھائی عبد الحق غازیوں کا امیر بنا جو وہاں مدت تک ٹھہرا رہا اور ۵۰۵ھ میں رکیس ابو سعید اور عثمان بن ابی العلاء کے ساتھ سہل چلا گیا اور اس کے بعد مجاہد غازیوں کا امیر بنا اور پھر اندلس کی طرف واپس آ گیا اور ابھی وہاں ٹھہرا بھی نہ تھا کہ مغرب کی طرف چلا گیا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا پھر یہ اندلس کی طرف واپس چلا گیا اور جب غازیوں کی امارت عثمان بن ابی العلاء نے سنبھالی اور ان کے درمیان ادنیٰوں کے ساڈوں کی طرح حسد پایا جاتا تھا اس نے تمام بنی رحو کو افریقہ کی طرف واپس بھیج دیا تو وہ مولانا سلطان ابو یحییٰ کے ہاں اترے جہاں ان کی خوب پذیرائی ہوئی اور اس نے انہیں منتخب کر لیا اور اپنی جنگوں میں ان کی فوج سے مدد لی۔

عمر بن رحو کی وفات: اور عمر بن رحو بلاد الجریڈ میں فوت ہو گیا اور نغزادہ کے بشری مقام میں اس کی قبر مشہور ہے اور اس کا بیٹا یحییٰ اپنے بھائیوں میں مولانا سلطان ابو یحییٰ سے الگ ہو گیا اور ابن ابی عمران کے مددگاروں میں شامل ہو گیا پھر وہ زوادہ کے پاس چلا گیا اور سالوں تک بنی تیراتن کے ہاں ٹھہرا رہا پھر اندلس کی طرف چلا گیا اور اپنی قوم میں اپنے مقام پر مستقر رہا اور عثمان بن ابی العلاء نے اسے جن لیا اور اس کی بیٹی سے رشتہ کیا اور اسے اپنے ساتھ ملا لیا اور جب ۵۲۷ھ میں اس کے اور سلطان غرناطہ کے وزیر ابن محروق کے حالات خراب ہو گئے تو ان دنوں ابن محروق نے اس یحییٰ کے ساتھ ساز باز کی اور اسے اس کی عملداری کی طرف بلایا تاکہ اس کا کنٹرول کرے تو اس نے اس کی طرف بات قبول کر لی اور عثمان اور اس کی قوم کو چھوڑ کر ابن محروق اور اس کے سلطان کے پاس آ گیا اور اس نے اسے غازیوں کا امیر مقرر کر دیا تو

وہ عثمان کو چھوڑ کر اس کے پاس آ گئے اور لدیہ کی طرف لوٹ آیا اور ہم نے اس کے امور کو اس کے حالات میں بیان کیا ہے اور یحییٰ بن عمر اس کی امارت میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ ابن محروق اپنے سلطان کے حملے سے فوت ہو گیا اور پس نے عثمان بن ابی العلاء کو امارت کے لئے بلایا تو وہ اس کی طرف واپس آ گیا اور اس نے یحییٰ بن عمر کو وادی آش کی طرف بھیج دیا اور اسے وہاں غازیوں کا امیر مقرر کیا تو اس نے کچھ وقت قیام کیا پھر اپنی قوم کے درمیان اپنے مقام کی طرف لوٹ آیا اور عثمان بن ابی العلاء نے اسے اور اس کے بیٹے ابو ثابت کو جن لیا کیونکہ اس کی ماں موسیٰ بن رحو کی بیٹی تھی پس وہ اس کی خواہش (ہاموں کا رشتہ) کی وجہ سے اس کی مدد کرتا تھا پھر عثمان فوت ہو گیا اور اس کے بیٹوں اور سلطان ٹھوڑا چران کے حملے کے حالات کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور ان کے بھائی ابو الحجاج نے ان کو گرفتار کر لیا اور انہیں افریقہ کی طرف واپس بھیج دیا اور ان کی ریاست کی بنیادیں اکھڑ دیں اور ان کی جگہ غازیوں پر اس یحییٰ بن عمر کو امیر مقرر کیا تو اس سے وہاں فتنہ قیامت کاٹا اور یحییٰ بن عمر کا بیٹا تھا اور وہ ابو الحجاج کی جنگوں میں سلطان ابوالحسن کے ساتھ حاضر ہوا اور اس کی کفالت و ضرورت داغ ہو گئی۔

ابو الحجاج کی وفات: اور جب ۵۵۵ھ میں ابو الحجاج عید گاہہ (المنیٰ) نماز کے آخری سجدے میں اپنے اسطل کے ایک فائر اسفل غلام کے ہاتھوں میں نیرہ کھا کر مر گیا اور اسے اسی وقت تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے قتل کر دیا گیا اور اس کے بیٹے محمد کی بیعت کی گئی اس دن اس کے معلومی غلام رضوان نے جو اس کے باپ اور چچا کا دربان تھا لوگوں سے اس کی بیعت لی اور اس نے اس کے کام کو سنبھال لیا اور اس پر حاوی ہو گیا اور اسے روک دیا پس اس نے ابن یحییٰ بن عمر کو اپنے کام میں شریک کیا اور اپنے سلطان کی مدد کی اور جب ان کے عم زاد بن محمد بن اسماعیل بن ربیع ابی سعید نے سلطان محمد کے بھائی اسماعیل بن ابی الحجاج کی دعوت کو قائم کرتے ہوئے الحمراء میں اس پر حملہ کیا اور انہوں نے اس کام کے لئے وہ وقت مقرر کیا جب سلطان الحمراء سے باہر باغ میں اپنی سیر گاہ میں گیا ہو پس وہ اسے اس کی طرف لے گئے اور رات کو انہوں نے اسے دبوچ لیا اور انہوں نے خود سر دربان رضوان کو قتل کر دیا اور سلطان کو اس کے تحت حکومت پر بٹھایا گیا اور انہوں نے لوگوں میں اس کی بیعت کی منادی کی اور جب صبح ہوئی تو یحییٰ بن عمران کے پاس گیا حالانکہ وہ اس سے قبل اس کی آمد سے مایوس ہو چکے تھے اور اس کے حملے سے خائف تھے پس وہ ان کے پاس اپنی بیعت کے ساتھ آیا اور اس پر اپنا عہد کیا اور اپنے گھر کی طرف لوٹ گیا اور ان کے غلبے کے بعد انہوں نے اور پس بن عثمان بن ابی العلاء کو منتخب کر لیا جو دارالحرب برشلونہ سے ان کے پاس پہنچا تھا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

ادریس کا غازیوں کا امیر بننا: اور انہوں نے اسے غازیوں کی امارت سپرد کی اور یحییٰ بن عمر کو گرفتار کرنے کے لئے آپس میں مشورہ کیا اور وہ بھی چوکنا ہو گیا اور وہ ارض جلاقد سے دارالحرب کے ارادے سے اپنے خواص کے ساتھ سوار ہوا اور ادریس نے اپنی قوم کے غلاموں کے ساتھ اس کا تعاقب کیا پس اس نے دن کے آغاز میں ان سے جنگ کی اور ان کی فوج کو منتشر کر دیا پھر نصرانیہ کی ملحقہ سرحدوں کی طرف چلا گیا اور وہاں سے اپنے معزول سلطان محمد بن ابی الحجاج کے پیچھے پیچھے شاہ مغرب کے دربار میں جا پہنچا اور اس نے اپنے بیٹے ابو سعید عثمان کو دارالحرب میں اپنا نائب بنایا اور ان دنوں الیہ میں سلطان ابی سالم کے ہاں اتر آتا اس نے اس کی عزت کی اور اسے اپنی مجلس میں مشیر بنایا اور اس کے عہد کاروں میں

شامل ہو گیا یہاں تک کہ شاہ تھمالہ نے معزول سلطان کے بیٹے ابوسعید کے مشورے اور چغلی سے اس کے متعلق پیغام بھیجا تا کہ اس کے ذریعے اہل اندلس پر حملہ کرے کیونکہ انہوں نے اس سے عہد شکنی کی ہے۔

سلطان ابوسالم کا اسے تیار کرنا: اور ۷۳ھ میں سلطان ابوسالم نے اسے تیار کیا اور اس بجلی بن عمر نے اس کی مصاحبت کی اور اس کا بیٹا ابوسعید عثمان انہیں ملا اور انہوں نے اپنے سلطان کے کام کو سنبھالا اور اس نے اندلس پر قبضہ کر لیا اور انہوں نے اس کام میں بڑے کارنامے دکھائے اور جب اس نے ۷۳ھ میں غرناطہ پر قبضہ کیا تو بجلی بن عمر کو پہلے کی طرح غلزیوں کی امارت پر مقرر کیا اور اس کے ہاتھ کو بلند کیا اور عثمان کو اپنا مشیر چنا اور اسے اپنے خواص کے ساتھ شامل کیا اور وزیر محمد بن الخطیب نے ابن سے حسد کیا اور ان کے بارے میں چغلی کی اور سلطان کو ان کے خلاف بھڑکایا تو ۷۴ھ میں اس نے انہیں گرفتار کر لیا اور وزیرین و وزیر قیذ خانے میں ڈال دیا پھر اس نے ۷۶ھ میں بجلی کو مشرق کی طرف واپس بھیجا اور وہ لہد یہ سے کشتی میں سوار ہو کر اسکندریہ آیا اور وہاں سے مغرب کو لوٹ گیا اور عمر بن عبداللہ کی خود مختاری کے ایام میں اس کے ہاں اترا جہاں یہ عزت کے ساتھ ٹھہرا رہا اور ہمیشہ ہی مغرب میں بہتر احوال میں رہا یہاں تک کہ ۸۲ھ میں فوت ہو گیا پھر اس نے اس کے بیٹے ابوسعید عثمان کو ۷۹ھ میں قید سے رہا کر کے افریقہ کی طرف بھیج دیا اور وہ بجایہ میں سلطان ابوبجلی کے پوتے مولانا سلطان ابوالعباس کے ہاں اترا اور اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا اور فتح اندلس میں اس کے ساتھ حاضر ہوا اور اس میں شجاعت کا مظاہرہ کیا اور سلطان نے اسے جاگیر دی اور وظیفہ زیادہ کر دیا اور اسے اپنے ساتھ ملا لیا اور اپنے مشورہ اور دوستی کے لئے جن لیا اور وہ اس عہد میں بھی اس کی مجلس کے عظیم آدمیوں اور اس کی جنگوں میں اس کے مددگاروں میں شامل ہے اور اس کے بھائی اندلس میں معزز عہدوں پر اور اپنی قوم کی صحبت کے سائے میں ہیں اور سلطان کو اندلس میں ان پر جو بزرگی حاصل تھی وہ جاتی رہی اور وہ ان کے مشورہ کی مدد کا پابند ہے۔

فصل

اور یس بن عثمان بن ابوالعلاء اور اندلس میں

اس کی امارت کے حالات اور اس کا انجام

جب ابو ثابت بن عثمان بن ابوالعلاء ۷۵۰ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے بھائی شاہ مغرب سلطان ابوعثمان کے مددگاروں میں شامل ہو گئے اور اس نے ان کو جاگیریں دیں اور ان کے وظائف میں اضافہ کر دیا اور ان میں سے اور یس میں لوگ نمائندگی کے آثار دیکھتے تھے اور جب سلطان نے ۷۵۸ھ میں قسطنطینیہ کی فتح کے لئے حملہ کیا تو دیار افریقہ میں دور تک چلا گیا اور اس کی قوم نے اس کی جنگوں میں بزدلی دکھائی تو انہوں نے اسے اس کے قصد سے باز رکھنے کے لئے حیلہ بازی کی اور مشائخ کے پاس ان کی قوم کے جو لوگ تھے انہوں نے انہیں مغرب کی طرف جانے کی اجازت دے دی یہاں تک کہ

چھاؤنی، چھاؤنی والوں سے ہلکی ہو گئی اور مشورہ کیا اور سلطان کو قتل کرنے اور اس سے حکومت لے کر اس اور لیس کو دینے کا لالچ کیا مگر وہ جو کتنا ہو گیا اور واپس آ گیا جیسا کہ ہم نے اس کے حالات میں بیان کیا ہے اور جب یہ بات مشہور ہو گئی تو اور لیس نے خیانت کی اور رات کو فوج سے بھاگ گیا اور تونس چلا گیا اور حکومت کے منظم حاجب ابی محمد بن تافراکین کے ہاں اتر ا جہاں اس کی خوب پزیرائی ہوئی اور تونس سے کشتی پر سوار ہو کر کنارے کی طرف چلا گیا اور حاکم ہرشلونہ ابن اعمص کے ہاں اپنے خواص اور رشتہ داروں کے ساتھ اتر ا اور وہاں پر رضوان حاجب کی وفات تک قیام پزیر ہا جو اندلس میں ولایت میں خود مختار تھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اس کے اپنے مرزوم غرباطہ کی طرف آ گیا اور اسماعیل بن سلطان ابو الحجاج کے ہاں اتر ا اور ان دنوں اس کی حکومت کا منتظم رئیس محمد تھا جو اس کے چچا اسماعیل بن محمد رئیس ابی سعید کا بیٹا تھا پس انہوں نے اسے خوش آمدید کہا اور اس سے امید کی کہ وہ امیر الغزاة یحییٰ بن عمر پر فتح دلانے کا کیونکہ لوگ اس پر تہمت لگاتے تھے کہ وہ صاحب الامر مقلوع کی مدد کرتا ہے۔

یحییٰ بن عمر کا طاغیہ کے پاس جانا: اور جب یحییٰ بن عمر طاغیہ کے پاس گیا اور اسے وہ میں دار الحرب میں چلا گیا تو انہوں نے اس اور لیس بن عثمان کو اس کی جگہ غازیوں کا امیر مقرر کیا اور اپنی حکومت میں آئے اس کے باپ نور بھائی والاکام سپرد کیا پس وہ وہاں طاقت ور ہو گیا اور اس نے رئیس محمد کو اس کے بھائی اس کے سلطان اسماعیل بن الحجاج سے قتل کرنے میں مدد دی اور حکومت کو اپنے لئے مخصوص کر لیا اور اس کی امارت کے دو حال ہونے پر مقلوع ابو عبد اللہ نے اسے حکومت کے معاملے میں مغلوب کر لیا اور زندہ سے سا کی طرف گیا جہاں وہ دار الحرب سے خروج کے بعد طاغیہ کو قطعہ دلانے کے لئے اتر ا تھا اور مغرب کے وزیر عمر بن عبد اللہ نے اسے وہاں اترنے کی اجازت دی تھی چن وہ وہاں اتر ا پھر وہ غرباطہ میں ابن کی حکومت کے خلاف بغاوت کرنے والے رئیس اور اس کے مددگاروں کی طرف بڑھا۔

..... پس وہ بھاگ گئے اور یہ رئیس محمد بن اور لیس تھمالہ چلا گیا اور وہ اپنے مددگاروں سمیت طاغیہ کے ہاں اترے تو اس نے انہیں پکڑ لیا اور رئیس محمد اور اس کے مددگار رضوان سے خیانت کرنے کے بدلہ میں قتل کئے گئے پھر اس کے بعد سلطان اسماعیل نے خیانت کی اور اور لیس اور اس کے ساتھی غازیوں کو اشبیلیہ کے قید خانے میں ڈال دیا پس وہ مسلسل اس کی قید میں رہا یہاں تک کہ اس نے قیدیوں میں سے مسلم کے ساتھ سازش کر کے بھاگنے کا جیلہ کیا پس اس نے اس کے قید خانے کے سامنے اس کے لئے ایک گھوڑا تیار کیا اور اس کی بیڑی کو کھولا اور گھر میں نقب لگائی اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے وہ میں مسلمانوں کے علاقے میں چلا گیا اور انہوں نے اس کا تعاقب کیا تو انہوں نے انہیں عاجز کر دیا اور محمد بن مقلوع سلطان ابو عبد اللہ کے پاس آیا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور اس سے حسن سلوک کیا پھر اس نے اسے اس سے مغرب جانے کی اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دے دی اور وہ سبتہ کی طرف چلا گیا اور مغرب کے حاکم عمر بن عبد اللہ کو اس کا حال معلوم ہوا تو اس نے حاکم سبتہ کو اس کے نمائندہ ہونے کی وجہ سے اس کے گرفتار کرنے کا اشارہ کیا اور اس نے اسے قید خانے میں ڈال دیا پھر سلطان عبد العزیز نے اسے قاس کے جن القدر میں ڈال دیا۔

پھر انہوں نے اسے وہ میں لگا کھونٹ کر قتل کر دیا۔

فصل

اندلس کے غازیوں پر علی بن بدرالدین کی

امارت کے حالات اور اس کا انجام

ہم بیان کر چکے ہیں کہ موسیٰ بن روح بن عبداللہ بن عبدالحق اور یس بن عبدالحق کے بیٹوں محمد اور عامر اور ان کی قوم اولاد سوط النساء کے ساتھ ۱۱۷۹ء میں اندلس چلا گیا تھا پھر مغرب کی طرف لوٹا اور تلمسان کی طرف بھاگ گیا اور وہاں سے اندلس چلا گیا اور وہاں اس نے سلطان یوسف بن یعقوب کے ساتھ اپنی بیٹی کا رشتہ کرنے کے بعد غازیوں کی امارت سنبھال لی پس اس نے اس کا عقد اس کے ساتھ کر دیا اور اپنی قوم کے ایک وفد کے ساتھ اسے اس کی طرف بھیج دیا اور موسیٰ بن روح کے بہت سے بیٹے تھے جن میں محمد ان جمال الدین اور بدرالدین سب سے بڑے تھے اہل مشرق کے طریق کے مطابق ان دونوں کو یہ لقب شریف کی دے دیے جو اس زمانے میں شرقائے مکہ میں سے مغرب گیا تھا اور یہ شرقاء ان کے بادشاہوں اور سرداروں میں سے تھے جو اہل بیت نبوی کی تعظیم کرتے تھے اور ان سے اپنے احوال کے بارے میں دعا و برکت کے خواستگار ہوتے تھے پس موسیٰ بن روح ان دونوں بچوں کی پیدائش کے وقت شریف کے پاس گزرتی اور دعا کے لئے گیا پس شریف نے اسے کہا یہ لے جمال الدین اور یہ لے بدرالدین پس موسیٰ نے ان دونوں کو ان القاب سے پکارنے کو پسند کیا تا کہ شریف نے ان کا جو نام رکھا ہے اس سے برکت حاصل کرے پس یہ دونوں نام مشہور ہو گئے اور جب یہ بالغ ہو گئے اور ان کے باپ نے انہیں امارت کا بوجھ اٹھانے میں شریک کیا تو ان کے باپ کی وفات ہو گئی جیسے کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور غازیوں کی امارت ان دونوں کے چچا عبدالحق اور اس کے بیٹے کے پاس آ گئی اور ان دونوں میں سے جمال الدین ۱۱۷۳ء میں طاعیہ کے پاس چلا گیا پھر قرطاجہ سمندر پار کر کے سلطان یوسف بن یعقوب کے پڑاؤ میں چلا گیا جو تلمسان کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اور اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا۔

سلطان یوسف بن یعقوب کی وفات: اور جب سلطان کی وفات ہو گئی تو اس کا بیٹا ابوسالم اس کی امارت کو سنبھالنے کے درپے ہو گیا اور وہ مغلوب اور کمزور آدمی تھا پس اس کی امارت مکمل نہ ہوئی اور سلطان کے پوتے ابو ثابت نے حکومت سنبھال لی اور اس پر قابو پایا اور ابوسالم اس کی وفات کی شب کو بھاگ گیا اور القرابہ میں سے یہ جمال الدین اور اس کے چچا عباس بن علی اور علی اس کے ساتھ تھے جو روح بن عبداللہ کے بیٹے تھے پس اس نے انہیں راستے میں مدیونہ میں گرفتار کر لیا اور انہیں سلطان ابو ثابت کے پاس لایا گیا تو اس نے اپنے چچا ابوسالم اور جمال بدرالدین بن موسیٰ بن روح کو قتل کر دیا اور بقیہ لوگوں پر احسان کیا اور انہیں زندہ رکھا اس کے بعد سلطان اندلس کی طرف گیا اور جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں اس نے وہاں جہاد میں یادگار کارنامے کئے۔

بدر الدین : اور بدر الدین اپنی قوم کے ساتھ ہمیشہ اندلس میں رہا اور جس طرح اس کے نسب میں بزرگی اور عظمت پائی جاتی تھی اسی طرح وہ امارت اور بزرگی کے مقام پر رہا یہاں تک کہ اس کی وفات ہو گئی اور اس کے بعد اس کے بیٹے علی بن بدر الدین نے اپنی قوم کے ساتھ مزاحمت کرتے ہوئے اور نمائندگی پر فخر کرتے ہوئے اس کی امارت کو سنبھالا اور بنی الاحرار کے ملوک اکثر اسے زفاتہ کے ان غازیوں پر امیر مقرر کرتے تھے جو ان سرحدوں پر بڑاؤ کئے رہتے تھے جو اندلس کے بڑے شہروں کے ہیڈ کوارٹر سے دور ہوتے تھے جیسے مالقہ، المریہ اور وادی آش اس کے اہل بیت کے نمائندوں کا راستہ تھے اور اندلس کے غازیوں کی امارت، تلواریں، حکم سے مخصوص تھی اور عطیات اور روزیوں میں ان کے اکثر حصہ کی سلطان کے ساتھ حصہ دار تھی اور مغرب کی سلطنت کا اندلس کی سلطنت سے گمراہ تھا اور وہ ان کے حکم سے چم پوشی کرتے تھے کیونکہ دونوں دشمنوں کے دفاع کے لئے ان کی ضرورت تھی اور اس صدی کے نصف سے طاغیہ کے اپنے ہم فتنہوں کے فتنہ میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس کا رعب جاتا رہا اور اسی طرح بوہرین سلطان ابوالحسن کی وفات کے بعد مشغول ہو گئے اور اپنے ہمسروں اور پڑوسیوں پر غلبے کے زمانے کو بہانہ کر کے بھول گئے اور انہوں نے اس سے اس عہد کو جلن بوجھ کر بھلا دیا لیکن حاکم اندلس نے اپنی حکومت سے اس عادت کو صاف کرنے کی خواہش کے مطابق اسے اس بات پر کھایا اور اس نے ۶۷۳ھ میں یحییٰ بن عمر اور اس کے بیٹوں کو گرفتار کر لیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

مجاہد غازیوں پر امیر یوسف کا امیر بننا : اور اس نے اپنے ولی عہد بیٹے یوسف کو مجاہد غازیوں کا امیر مقرر کیا اور تمام بنی مرین کی مخصوص زمین کا نشان مٹا دیا یہاں تک کہ بڑے گمرانوں کی مصیبت کے قفا ہوتے سے ان میں سے منافقوں کے قفا ہونے کا خیال پیدا ہو گیا تو اس نے اپنی رائے پر نظر ثانی کی اور علی بن بدر الدین اس کا اہل دوست تھا اور وہ وادی آش کے غازیوں کا لیڈر تھا اور جب سلطان رضوان کی وفات کی رات مصیبت سے بھاگ کر اس کے پاس پہنچا تو اس نے اس کی حفاظت کی اور اس کے کام میں اس کی مدد کی اور جب اس نے مغرب کی طرف کوچ کیا تو وہ بھی اس کے ساتھ گیا اور سب کے سب ۷۷۳ھ میں سلطان ابوسالم کے ہاں اترے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور جب وہ اندلس کی طرف واپس آیا تو وہ بھی اس کے مددگاروں کے ساتھ واپس آ گیا اور اس نے اس بات کا عہد اور ذمہ داری لی تھی اور سلطان نے ان دونوں باتوں کا لحاظ کیا اور وہ اسے پسند کرتا تھا اور اس سے سرگوشی کرتا تھا اور جب اس نے امیر کی جگہ غازیوں پر امیر تلاش کیا اور دیکھا کہ وہ کس کو یہ کام سپرد کرے تو اس نے اس کی سابقہ اور وسائل اور جو اس نے اس سے خیر خواہی کی تھی اور اپنی حد پر کھڑا رہا تھا اس کی وجہ سے اسے منتخب کر لیا اور اسے ۷۷۳ھ میں غازیوں پر امیر مقرر کر دیا جیسا کہ انہوں نے اسے کیا تھا پس اس نے ان کی امارت کو سنبھالا اور اس کے امور سے قوت حاصل کی اور مسلسل اس کی یہی حالت رہی یہاں تک کہ ۷۸۱ھ میں طبعی طور پر فوت ہو گیا۔

فصل

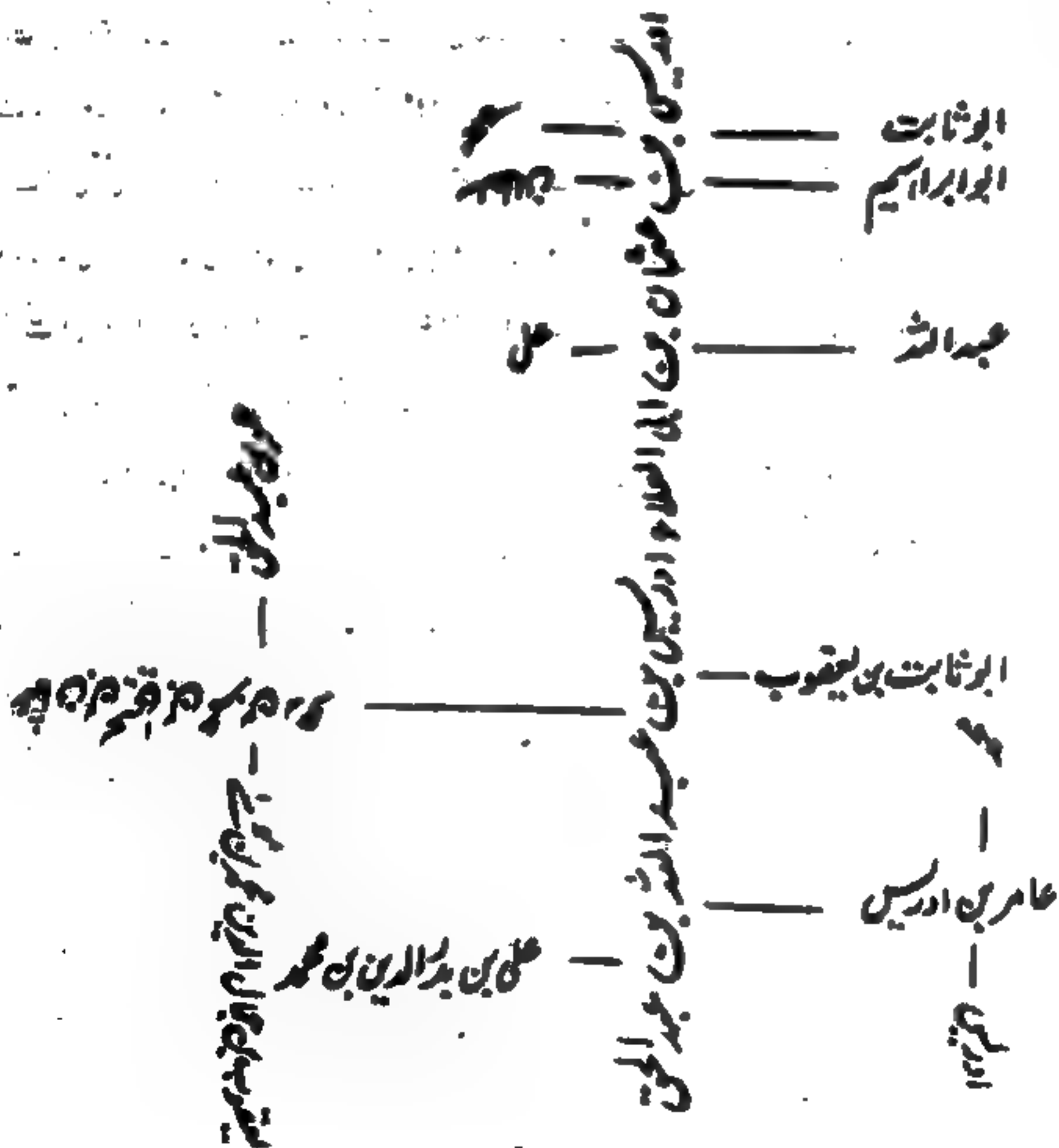
اندلس کے غازیوں پر عبدالرحمن بن علی ابی

یغلو سن بن سلطان ابی علی کی امارت اور

اس کے انجام کے حالات

سلطان ابوی کے لڑکے چلے گئے تھے یہاں تک کہ امارت سے انہیں طلب کیا اور ان کے حالات کو ہم نے مفصل طور پر بیان کیا ہے تا آنکہ یہ عبدالرحمن اپنے وزیر مسعود بن جوبن ماسی کے ساتھ جو اسے پُر اصرار مطالبہ کرنے والا تھا ۷۶۱ھ میں عسارہ سے اس صلح پر آیا جو ان کے لئے وزیر مغرب بننے کے لئے تھی ان دنوں عمر بن عبداللہ اس کے حکم پر حاوی تھا یہ عبدالرحمن منکب میں اتر ا جہاں سلطان ان دنوں پڑاؤ کئے ہوئے تھا جس نے اس کے ساتھ مناسب حال نیک سلوک کیا اور اس کی عزت کی اور اس کا اور اسکے وزیر اور خواص کا وظیفہ بڑھا دیا اور وہ جملہ مجاہد غازیوں میں شامل ہو گئے اور جب ۷۸۱ھ میں علی بن بدرالدین فوت ہو گیا تو سلطان نے دیکھا کہ وہ کس گوان کی امارت سپرد کرے تو اس نے عبدالرحمن کو چنا کیونکہ اسے اس کی شجاعت و دلیری کا اور اس کے اور شاہ مغرب کے درمیان قریبی تعلقات کا علم تھا جو اندلس کی اس سرزمین میں نمائندگی کا دار و مدار تھے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اس لئے کہ عبداللہ بن عبدالحق کی اولاد کے تعلقات ان کے نسب کے مقابلے میں حاکم مغرب کے نسب کے ساتھ ملاپ میں دور تک چلے گئے تھے پس حاکم اندلس نے وہاں اسے ترجیح دی اور ۷۸۱ھ میں اسے مجاہد غازیوں کا امیر مقرر کیا اور اس پر عزت و عظمت کے لباس کا اضافہ کیا اور اسے پہلے امراء کی طرح امدادی مجلس میں بٹھایا اور سلطان مغرب عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن کو اطلاع ملی تو اس کے مقام سے ناراض ہوا اور خیال کیا کہ یہ امارت اس کی نمائندگی میں اضافہ اور اس کی حکومت کا وسیلہ ہے۔

وزیر اندلس کی حاکم مغرب کے ساتھ ساز باز: اور وزیر اندلس محمد بن الخطیب کی حاکم مغرب کے ساتھ ساز باز بھی کیونکہ وہ اسے اپنی حفاظت کے لئے پارٹی بنانا چاہتا تھا پس اس نے اسے اشارہ کیا کہ وہ اس کے اور حاکم اندلس کے درمیان بگاڑ پیدا کرنے کے لئے حیلہ بازی کرے پس اس نے اس بارے میں اپنی بھرپور کوشش کی اور اس نے اس کے اور اس کے وزیر مسعود بن ماسی کے متعلق قبائل کے سرداروں اور حکومت کے بعض رازداروں سے کہا کہ وہ حاکم مغرب کے خلاف خروج کرنا اور اس کا محاسبہ کرنا چاہتے ہیں تو سلطان ابن الاحمر نے انہیں بلایا اور ان کا خط انہیں دیا تو اس نے ان کے خلاف کواعی دی اور اس نے ان کے متعلق حکم دیا تو وہ ۷۸۰ھ میں زمین دوز قید خانے میں قید کر دیے گئے اور حاکم مغرب ان کے بارے میں اس کے فعل سے خوش ہو گیا اور اس کے بعد وزیر ابن الخطیب سلطان عبدالعزیز کے پاس آ گیا اور ان کے بارے



مؤلف کتاب

ابن خلدون کا تعارف

اس گہرائی کی اصل اشبیلیہ ہے جو جلاوطنی کے وقت نقل مکانی کر آیا تھا اور ساتویں صدی کے وسط میں جلالقہ کے بادشاہ ابن اوفونس نے تونس تک اس پر قبضہ کر لیا تھا۔

ابن خلدون کا نسب نامہ: عبدالرحمن بن محمد بن محمد بن الحسن بن محمد بن جابر بن محمد بن ابراہیم بن عبدالرحمن بن خلدون مجھے اپنے نسب کے بارہ میں ان دس آدمیوں کے سوا خلدون تک اور کسی کے متعلق کچھ یاد نہیں اور ظن غالب یہی ہے کہ وہ زیادہ غمے اور اتنی تعداد ساقط ہو گئی ہے کیونکہ یہ خلدون بن اندلس میں آنے والا ہے پس اگر پہلی فتح کا زمانہ لیا جائے تو اس عہد تک یہ مدت سات سو سال بنتی ہے تو یہ تقریباً بیس آدمی بنتے ہیں یعنی ہر سو سال میں تین جیسا کہ کتاب اول کے آغاز میں بیان ہو چکا ہے۔

اور ہمارا نسب حضرت موت میں یعنی عربوں سے وائل بن حجر تک جاتا ہے جو مشہور عرب سرداروں میں سے ہے اور اسے صحبت بھی حاصل ہے ابو محمد بن حزم کتاب النجمۃ میں بیان کرتا ہے کہ

داکٹر بن حجر بن سعد بن مسروق بن وائل بن نعمان بن ربیعہ بن الحرث بن عوف بن عدی بن مالک بن شریل بن الحرث بن مالک بن مرہ بن حمیر بن زید بن الحضری بن عمر بن عبداللہ بن عوف بن جردم بن جرم بن عبد شمس بن زید بن لوی بن شہت بن قدامہ بن اعجب بن مالک بن لوی بن قحطان۔

اور علقمہ بن وائل اس کا بیٹا ہے اور عبد الجبار علقمہ بن وائل کا بیٹا ہے اور ابو عمر بن عبد البر نے استیعاب میں حرف واؤ میں اس کا ذکر کیا ہے اور یہ کہ وہ حضرت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو آپ نے اپنی چادر اس کے لئے بچھائی تھی اور اسے اس پر بٹھایا اور فرمایا تھا:

”اے اللہ! اکل بن حجر اور اس کے بیٹوں اور پوتوں میں روز قیامت تک برکت دے۔“

اور آپ نے حضرت معاویہ بن سفیان کو اس کی قوم کی طرف اسلام اور قرآن سکھانے کے لئے بھیجا اس طرح اُسے معاویہ سے دوستی اور رفاقت حاصل تھی اور یہ حضرت معاویہ کی خلافت کے آغاز میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے اسے عطیہ دیا تو اس نے عطیہ واپس کر دیا اور اسے قبول نہ کیا۔

اور جب کوفہ میں حجر بن عدی کی جنگ ہوئی تو اہل یمن کے سرکردہ لوگ جمع ہوئے جن میں یہ وائل بھی شامل تھا پس یہ زیاد بن ابی سفیان کے ساتھ تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے اسے پکڑ لیا اور اسے حضرت معاویہ کے پاس لائے تو آپ نے اسے قتل کر دیا۔ جیسا کہ مشہور ہے اور ابن حزم کا قول ہے کہ اس کی اولاد میں سے اشیلی بن خلدون بیان کرتے ہیں کہ مشرق سے داخل ہونے والا ان کا دادا خالد تھا جو خلدون بن عثمان بن ہانی بن الخطاب بن کریت بن معدی کرب بن الحرث بن وائل بن حجر کے نام سے مشہور تھا اور ابن حزم اور اس کا بھائی محمد بیان کرتے ہیں کہ اس کی اولاد میں سے ابو العاصی عمرو بن محمد بن خالد بن محمد بن خلدون تھا اور ابو العاص نے محمد اور احمد اور عبد اللہ تین بیٹے چھوڑے وہ بیان کرتا ہے کہ ان کا بھائی عثمان بھی تھا جس کی اولاد تھی اور ان میں سے الحکم بھی تھا جو مدینہ میں مشہور تھا اور عبد اللہ الحکم بن علی کا شاگرد تھا اور وہ ابو مسلم عمر بن محمد بن تقی بن عبد اللہ بن ابی بکر بن خالد بن عثمان بن خلدون الداخل تھا اور اس کا عم زاد احمد بن محمد بن عبد اللہ تھا وہ بیان کرتا ہے کہ مذکورہ کریت الریس کے بیٹوں میں سے ابو الفضل بن محمد بن خلف بن احمد بن عبد اللہ بن کریت کے سوا کوئی زندہ نہیں بچا۔ ابن حزم کا کلام ختم ہوا۔

اندلس میں اس کے اسلاف: جب ہمارا دادا خلدون بن عثمان اندلس آیا تو اپنی حرموت کی قوم کی ایک پارٹی کے ساتھ قرمونہ میں اترے اور اس کے بیٹوں کے گھرانے نے وہیں پرورش پائی پھر وہ اشبیلیہ کی طرف چلا آیا اور یہ لوگ یمنی توج میں تھے اور اس کی اولاد میں سے کریت اور اس کے بھائی خالد نے امیر عبد اللہ مروانی کے زمانے میں اشبیلیہ میں مشہور بغاوت کی تھی اس نے ابی عبیدہ پر حملہ کیا اور اشبیلیہ کو اس کے قبضہ سے چھین کر ساتوں اس پر قبضہ کئے رکھا پھر عبد اللہ بن حجاج نے امیر عبد اللہ کی مدد سے اس پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ یہ تیسری صدی کے آخر کا واقعہ ہے۔ جسے ابن سعید نے الحجازی اور ابن حیان وغیرہ سے نقل کیا ہے اور وہ اسے اشبیلیہ کے مورخ ابن الاقطف سے نقل کرتے ہیں۔

جب امیر عبد اللہ کے زمانے میں اندلس میں قتل کی آگ بھڑک اٹھی اور اشبیلیہ کے رؤساء بغاوت اور خود مختاری کی طرف بڑھنے لگے اور بغاوت کی طرف بڑھنے والے رؤساء یمن گھرانوں سے تعلق رکھتے تھے۔

ابو عبیدہ کا گھرانہ: ان دنوں ان کا رئیس امیہ بن عبد القافر بن ابی عبیدہ تھا اور عبد الرحمن الداخل نے اشبیلیہ اور اس کے مضافات ابو عبیدہ کے سپرد کئے تھے اور اس کا پوتا امیہ قرطبہ میں حکومت کے سرکردہ لوگوں میں سے تھا اور وہ اسے بڑے بڑے مقبوضات کا دالی بناتے تھے۔

بنو خلدون کا گھرانہ: ان کا سردار کریت تھا جس کا ذکر ہو چکا ہے اور اس کا نائب اس کا بھائی خالد تھا۔ ابن حیان بیان کرتا ہے کہ بنو خلدون کا گھرانہ اس وقت اشبیلیہ میں انتہائی شریف گھرانہ ہے اور ہمیشہ ہی اس کے سرکردہ لوگ علمی اور سلطانی ریاست میں رہے ہیں۔

بنو حجاج کا گھرانہ: ان دنوں ان کا رئیس عبد اللہ تھا ابن حیان کا بیان ہے کہ وہ نجم میں سے تھا اور اس وقت تک ان کا گھرانہ اشبیلیہ میں قائم دائم ہے اور علمی اور سلطانی ریاست کے ساتھ موسوم ہے۔

پس جب ۲۸۰ھ میں اندلس میں فتنہ کا زور بڑھ گیا تو اس وقت امیر عبداللہ نے امیہ بن عبدالغافر کو اشبیلیہ کا والی مقرر کیا اور اس کے ساتھ اپنے بیٹے محمد کو بھی بھیجا اور اسے اس کی کفالت میں دے دیا پس یہ لوگ اکٹھے ہوئے اور انہوں نے امیر عبداللہ کے بیٹے محمد اور ان کے ساتھ امیہ پر حملہ کر دیا حالانکہ وہ اس بارے میں ان کی مدد کر رہا تھا اور امیر عبداللہ کے متعلق سازش کر رہا تھا اور انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ اس نے ان سے اپنے باپ کے پاس جانے کا تقاضا کیا تو انہوں نے اسے نکال دیا اور امیہ اشبیلیہ میں خود مختار ہو گیا اور اس نے عبداللہ بن حجاج کے خلاف سازش کی جسے کسی نے قتل کر دیا اور اس نے اس کی جگہ اس کے بھائی کو کھڑا کیا اور اشبیلیہ کو کنٹرول کیا اور بنو خلدون اور بنو حجاج کو یرغمالی بنا لیا پھر انہوں نے اس پر حملہ کر دیا اور اس نے ان کے بیٹوں کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے دوبارہ اس کی اطاعت کر لی اور اس سے معاہدہ کیا تو اس نے ان کے بیٹوں کو رہا کر دیا تو انہوں نے دوبارہ بغاوت کی اور اس سے جنگ کی تو اس نے موت قبول کرنی چاہی اور اپنی بیویوں کو قتل کر دیا اور گھوڑوں کو ذبح کر دیا اور موجودہ سامان کو جلا دیا اور ان سے جنگ کی یہاں تک کہ انہوں نے اسے سامنے سے بغیر پیٹھ پھیرے قتل کر دیا اور عوام نے اس کے سر کو کھل دیا اور امیر عبداللہ کو لکھا کہ اس نے حیا کو خیر باد کہہ دیا تھا اور انہوں نے اسے قتل کر دیا تو اس نے مدارات کے طور پر ان کی بات قبول کر لی اور اپنے قرابت داروں میں سے ہشام بن عبدالرحمن کو ان کا امیر بنا کر بھیجا تو انہوں نے خود سری کی اور اس کے بیٹے کو قتل کر دیا اور اس میں کریت بن خلدون نے بڑا پارٹ ادا کیا اور اس کا با اختیار امیر بن گیا اور ابراہیم بن حجاج اپنے بھائی عبداللہ کے قتل ہو جانے کے بعد جیسا کہ ابن سعید نے الحجازی سے بیان کیا ہے تنہائی کی طرف مائل ہو گیا تھا اور اس نے اندلس کے سب سے بڑے باغی کے ساتھ معاہدہ کر لیا اور وہ ان دونوں مالتہ اور اس کے مضامقات میں رہتا تھا اور وہ اس کا مددگار تھا پھر وہ کریت بن خلدون کی مدارات اور میل جول کی طرف پلٹا تو اس نے اسے اپنے کام میں نائب بنالیا اور اپنی سلطنت میں اسے شریک کیا۔

کریت کریمیت پر ظلم کرتا تھا: اور کریت کریمیت پر ظلم کرتا اور ان کے لئے مشکلات پیدا کرتا تھا اور ان سے ترش روئی اور سختی کے ساتھ پیش آتا تھا اور ابن حجاج ان سے محبت و شفقت کے ساتھ پیش آتا تھا پس وہ کریت کو چھوڑ کر ابراہیم کی طرف چلے گئے پھر اس نے اشبیلیہ کی امارت کے متعلق امیر عبداللہ سے تحریر مانگ کر سفارش کی تاکہ عوام اس سے خوش ہو جائیں تو اس نے اسے اس کا پروانہ لکھ دیا اور اس نے شہر کے سرکردہ لوگوں کو جو اس کی محبت اور کریمیت کی نفرت سے سرشار تھے اطلاع دی پھر باغیوں نے اتفاق کیا اور عوام نے کریمیت پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو امیر عبداللہ کے پاس بھیج دیا اور وہ اشبیلیہ کی امارت پر قائم ہو گیا ابن حیان کا بیان ہے کہ قرمونہ شہر کا قلعہ اندلس کے سب سے بڑے قلعوں میں سے ہے اور اس نے اسے اپنے گھوڑے کے تیار کرنے کی جگہ بنایا اور وہ اس کے اور اشبیلیہ کے درمیان آیا جایا کرتا تھا اور اس نے فوج بنائی اور ان کے طبقات مرتب کئے اور وہ امیر عبداللہ کو اموال اور ہدایا دیا کرتا تھا اور اس نے طوائف الملوکی کے زمانے میں فوج اس کی طرف بھیجی اور وہ قابل تعریف مقصود تھا جس کا شرفاء نے قصد کیا تو اس نے ان سے حسن سلوک کیا اور شعراء نے اس کی مدح کی اور القہد کے مؤلف ابو عمر بن عبد رب نے بھی اس کی مدح کی اور بقیہ باغیوں میں سے اس کے پاس گیا تو اس نے اس کے حق کو پہچانا اور اس کے انعامات میں اضافہ کیا اور بنو خلدون کا گھرانہ بنی امیہ کے بقیہ ایام میں طوائف الملوکی کے زمانے تک ہمیشہ ہی اشبیلیہ میں رہا جیسا کہ ابن حیان اور ابن حزم نے بیان کیا ہے اور ان کی طاقت کے جانے سے ان کی امارت

ابن عباد کا اشبیلیہ پر قبضہ: اور جب ابن عباد نے اشبیلیہ پر قبضہ کیا اور اس کے باشندوں پر قابو پایا تو اس نے ان بنی خلدون میں سے وزیر بنائے اور انہیں اپنی حکومت کے عہدوں پر مقرر کیا اور وہ جنگ جلاقہ میں اس کے ساتھ حاضر ہوئے جو ابن عباد اور یوسف بن تاشفین نے ملوک جلاقہ کے خلاف برپا کی تھی جس میں ابن عباد کے ساتھ حملہ میں ان بنی خلدون میں سے ایک پارٹی شہید ہو گئی پس انہوں نے اس جنگ میں مسلمانوں کے غلبہ کے لئے قلام کیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے دشمن پر فتح دی پھر یوسف بن تاشفین اور مرابطین اندلس پر مغلوب ہو گئے اور عرب کے قبائل کمزور اور تھکا ہو گئے۔

افریقہ میں اس کے اسلاف: جب موحدین نے اندلس پر قبضہ کیا اور اسے مرابطین کے قبضے سے چھین لیا تو ان کے ملوک عبدالمؤمن اور اس کے بیٹے تھے اور ہناتہ کا سردار شیخ ابو حفص ان کی حکومت کا لیڈر تھا اور انہوں نے اسے کئی بار اشبیلیہ اور غرب اندلس کا والی مقرر کیا پھر انہوں نے اپنی حکومت کے کچھ دن اس کے بیٹے عبد الواحد کو والی مقرر کیا پھر اسی طرح اس کے بیٹے زکریا کو مقرر کیا اور ہمارے اسلاف کا اشبیلیہ میں ان سے میل جول تھا اور امہات کی جانب سے ہمارے ایک دادا نے جو مختب کے نام سے مشہور تھا امیر ابوزکریا یحییٰ بن عبد الواد بن ابی حفص کو اس کی حکومت کے زمانے میں جلاقہ کے قیدیوں میں سے ایک لڑکی کو جسے اس نے ام ولد بنایا تھا تحفہ کے طور پر بھیجا اور اس سے اس کے ہاں اس کا بیٹا ابوزکریا یحییٰ ہوا جو اس کا ولی عہد تھا اور اس کی حکومت کے زمانے میں فوت ہو گیا تھا اور اس کے دو بھائی ابوبکر اور عمر بھی تھے اور وہ ام الخلفاء کے لقب سے ملقب تھے پھر امیر ابوزکریا ۶۲۰ھ میں افریقہ کی حکومت کی طرف چلا گیا اور وہاں اپنی دعوت دی اور ۶۲۵ھ میں بنی عبدالمؤمن کی دعوت سے الگ ہو گیا اور افریقہ میں خود مختار حکمران بن گیا اور اندلس میں موحدین کی حکومت خراب ہو گئی اور ابن ہود نے ان پر حملہ کیا پھر وہ فوت ہو گیا اور اندلس مضطرب ہو گیا اور طاعیہ نے اس پر حملہ کر دیا اور الفرمترہ تک بار بار جنگ کی جو قرطبہ اور اشبیلیہ کے علاقے سے جیان تک ہے۔

ابن الاحمر کا حملہ: اور ابن الاحمر نے غرب اندلس سے قلعہ ار جونہ سے اندلس کے بقیہ علاقے کو قابو کرنے کے لئے حملہ کیا اور اشبیلیہ میں اہل شوریٰ نے گفتگو کی جو بنو الباجی بنو الجند بنو الوزیر بنو سید الناس اور بنو خلدون تھے اور اس نے ان سے ابن ہود کے خلاف بغاوت کرنے کے بارے میں ساز باز کی اور یہ کہ وہ الفرمترہ سے طاعیہ سے دور ہیں اور ساحلی پہاڑوں اور ان کے دشوار شہروں سے جو مالقہ سے غرناطہ اور المریہ تک ہیں پناہ لے لیں تو انہوں نے اپنے شہروں کے متعلق اس سے اتفاق نہ کیا اور ان کا لیڈر ابو مردان الباجی تھا پس ابن الاحمر نے ان کی مخالفت کی اور الباجی کی اطاعت چھوڑ دی اور کبھی ابن ہود کی بیعت کر لی اور کبھی بنی عبدالمؤمن کے مراکش کے حاکم کی بیعت کر لی اور کبھی حاکم افریقہ امیر ابوزکریا کی بیعت کر لی اور اس نے غرناطہ سے جنگ کی اور اسے اپنا دار الخلافہ بنالیا اور الفرمترہ اور اس کے شہر حکومت کے سائے سے باہر رہ گئے پس بنو خلدون ڈر گئے کہ طاعیہ ان کا برا انجام کرے گا اور وہ اشبیلیہ سے چلے گئے اور سبتہ میں اترے اور طاعیہ نے ان سرحدوں پر حملہ کیا اور قرطبہ اشبیلیہ قرمونہ جیان اور اس کے ارد گرد کے علاقوں پر بیس سال تک قبضہ کئے رکھا اور جب بنو خلدون سبتہ میں آئے تو الفرمی نے اپنے بیٹوں کا ان سے رشتہ کیا اور ان سے مل جل گیا اور اس کا ان کے ساتھ مشہور رشتہ تھا اور ہمارا دادا

الحسن بن محمد ابن المحسب کا تو اسہ تھا وہ بھی ان کے پاس آنے والوں کے ساتھ ان کے پاس آگیا تھا پس انہوں نے اس کے اسلاف کے احسانات کا امیر ابو زکریا کے پاس ذکر کیا تو وہ اس کے پاس آیا تو اس نے اس کو خوش آمدید کہا اور مشرق کی طرف چلا گیا اور اپنا فرض ادا کیا پھر واپس آیا اور امیر ابو زکریا کو بوندہ میں ملا تو اس نے اس کی عزت کی اور وہ اس کی حکومت کے زیر سایہ اور اس کے احسانات کی چراگاہ میں ٹھہرا رہا اور اس نے اس کے روزیے مقرر کر دیے اور جاگیریں دیں اور وہ وہیں فوت ہو گیا اور ۳۷۵ھ میں بوندہ میں دفن کیا گیا۔

المستعصر محمد کی حکمرانی: اور اس کے بیٹے المستعصر محمد نے حکومت سنبھالی اور اس نے ہمارے دادے ابو بکر کا وہی وظیفہ جاری کر دیا جو اس کے باپ کا تھا پھر ہمارے زمانے نے اپنی ضرب لگائی اور المستعصر ۵۷۵ھ میں فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹے یحییٰ کو والی بنایا اور اس کا بھائی امیر ابواسحاق جو اپنے بھائی المستعصر کے آگے اندلس بھاگ گیا تھا اندلس سے آیا اور اس نے یحییٰ کو معزول کر دیا اور خود افریقہ کا با اختیار حکمران بن گیا اور اس نے ہمارے دادا ابو بکر محمد کو موحدین کی حکومت کے علماء کے طریق کے مطابق جو اس سے قبل تھا ہی عمال کی حکمرانی معزولی اور فلکس کی جانچ پڑتال کے فرائض سرانجام دیا کرتے تھے حکومت کے کاموں پر مقرر کر دیا پس اس نے اس عہدہ کو نبھایا پھر سلطان ابواسحاق نے اس کے بیٹے محمد کو جو ہمارا جد اقرب ہے اپنے ولی عہد بنے ابو فارس کا حاجب مقرر کر دیا جن دنوں اس نے اُسے بجایہ کی طرف اور بھجوا دیا تھا پھر ہمارے دادا نے اس کام سے استعفیٰ دے دیا تو اس نے اس کا استعفیٰ منظور کر لیا اور دار الخلافہ کی طرف لوٹ آیا۔

الدعی بن ابی عمارہ کا تونس پر قبضہ: اور جب الدعی بن ابی عمارہ نے ان کے ملک تونس پر قبضہ کیا تو اس نے ہمارے دادا ابو بکر محمد کو قید کر دیا اور اسے اسوال کا پندہ اصرار مطالبہ کیا پھر اس نے اسے اس کے قید خانے میں گلا گھونٹ کر قتل کر دیا اور اس کا بیٹا محمد جو ہمارا جد اقرب ہے سلطان ابواسحاق اور اس کے بیٹوں کے ساتھ بجایہ گیا تو اس کے بیٹے ابو فارس نے اسے گرفتار کر لیا اور وہ اور اس کے بھائی فوجوں کے ساتھ الدعی بن ابی عمارہ کی مدافعت کے لئے نکلے اور وہ فضل بن مخلوع کے مشاہدہ تھاتی کہ جب انہوں نے مراجنہ میں جنگ کی تو ہمارا دادا محمد ابو حفص امیر ابو زکریا کے ساتھ جنگ سے بھاگ گیا اور ان دونوں کے ساتھ الفا زازی اور ابو الحسن بن سید الناس بھی تھے پس اس نے الفا زازی کے ترشح دینے کو ناپسند کیا اور جب ابو حفص امور پر حاوی ہوا تو اس نے اس کی سابقہ کا لحاظ کیا اور اسے جاگیر دی اور اسے جملہ سالاروں اور جنگوں کے مراتب میں شامل کیا اور اس نے اس سے اپنے ملک کے بہت سے کاموں میں کفایت کی درخواست کی اور الفا زازی کے بعد اسے اپنی حجابت کے لئے تربیت دی اور فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بھائی المستعصر کا پوتا ابو عبیدہ امیر بنا اور اس نے اپنی حجابت کے الفا زازی کے کاتب محمد بن ابراہیم دباغ کو منتخب کیا اور محمد بن خلدون کو حجابت میں اس کا نائب مقرر کیا اور وہ اسی حال میں رہا یہاں تک کہ سلطان فوت ہو گیا۔

امیر خالد کی حکومت: اور امیر خالد کی حکومت آگئی تو اس نے اسے عزت و بزرگی کے حال پر قائم رکھا لیکن اسے عامل نہ بنایا اور نہ امیر مقرر کیا یہاں تک کہ ابو یحییٰ بن اللہیانی کی حکومت آگئی تو اس نے اسے جن لیا اور جب عربوں کے تغلب سے رگیں پھڑکیں تو اس نے اس سے کفایت کی درخواست کی اور اسے لاج کے جزیرہ کی حمایت کے لئے بھجوا لاج جزیرہ کے

نواح میں بسنے والے سلیم کا ایک ملطن ہے اور اس نے یہاں قابل ذکر کارنامے سرانجام دیے اور جب ابن الحکمانی کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا تو مشرق کی طرف چلا گیا اور ۷۱۸ھ میں فریضہ حج ادا کیا اور توبہ اور گناہوں سے باز رہنے کا اظہار کیا اور ۷۲۳ھ میں دوبارہ نقلی حج کیا اور اپنے گھر میں گوشہ گیر ہو گیا اور سلطان ابویحییٰ نے ازراہ رحم اسے بہت سی جاگیریں اور وظائف دیے اور اسے کئی بار اپنی حجابت کے لئے بلایا مگر وہ نہ آیا۔

مجھے محمد بن منصور بن مری نے بتایا کہ جب ۷۲۷ھ میں حاجب محمد بن عبد العزیز کردی جو الحز واری کے نام سے مشہور ہے فوت ہو گیا تو سلطان نے تیرے دادا محمد بن خلدون کو بلایا اور چاہا کہ اسے حجابت پر مقرر کر دے اور اپنا کام اس کے سپرد کر دے تو اس نے انکار کیا اور معافی چاہی تو اس نے اُسے معافی دے دی اور اس نے اس سے مشورہ کیا کہ وہ کس کو اپنی حجابت دے تو اس نے بجایہ کی سرحد کے حاکم محمد بن ابوالحسن بن سید الناس کو اپنے پر ترجیح دی جو اپنی کفایت اور قوت اور تونس اور اشبیلیہ میں ان دونوں کے اسلاف میں قبل ازیں جو قدیم دوستانہ تعلقات پائے جاتے تھے ان کی وجہ سے اس کا استحقاق دکھاتا تھا اور اس نے اُسے کہا کہ وہ اپنے خواص اور دین کی وجہ سے اس امر پر بہت قدرت رکھتا ہے تو سلطان نے اس سے مشورہ پر عمل کیا اور ابن سید الناس کو بلا کر اسے اپنی حجابت دے دی۔

سلطان ابویحییٰ: اور سلطان ابویحییٰ جب تونس سے باہر جاتا تو ہمارے دادا محمد کو تونس کا عامل مقرر کرتا اور اس کی نگرانی سے بچاؤ کرتا یہاں تک کہ ۷۳۷ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے بیٹے محمد بن ابوبکر نے جو میرزا باپ تھا لکوار اور ملازمت کے طریق کو چھوڑ کر علم اور خانقاہ کا راستہ اختیار کیا کیونکہ اس نے ابو عبد اللہ الرندی کی گود میں پرورش پائی تھی جو فقیہ کے نام سے مشہور تھا اور اپنے زمانے میں علم و فتویٰ اور ولایت کے ان طریق کے اختیار کرتے تھے جن کا وہ ابوحسین اور اس کے بچا حسن سے جو مشہور ولی تھے وارث ہوا تھا تونس کا بڑا آدمی تھا اور جس دن سے اس نے ہمارے دادا کے طریق کو خیر باد کہا تھا ہمارا دادا اس کے ساتھ رہتا تھا اور اس نے اپنے بیٹے کو جو میرا والد تھا اس کے ساتھ کر دیا پس اس نے پڑھا اور سمجھا اور وہ عظیم عربی میں بڑی دستگاہ رکھتا تھا اور شعر اور فنون شعر میں اُسے بصیرت حاصل تھی اور میرے زمانے میں اہل شہر اس کے پاس شعر کے فیصلے کے لئے آتے تھے اور اس کے سامنے شعر کو پیش کرتے تھے اور وہ ۷۳۹ھ میں طاعون جارف سے فوت ہوا۔

میری پیدائش: میری پیدائش ماہ رمضان ۷۳۳ھ میں تونس میں ہوئی اور میں نے اپنے والد مرحوم کی گود میں پرورش پائی یہاں تک کہ میں جوان ہو گیا اور استاد ابو عبد اللہ محمد بن زوال انصاری سے قرآن عظیم پڑھا جو اصل میں اندلس کے ان غریب الوطن لوگوں میں سے تھا جو بلنسیہ کے مضافات میں رہتے تھے اس نے بلنسیہ اور اس کے مضافات کے مشائخ سے علم حاصل کیا اور وہ قرأت کا امام تھا اور قرأت سبع میں اس کا سب سے مشہور شیخ ابوالعباس احمد بن بطوی تھا اور ان میں اس کے مشائخ اور اسانید مشہور و معروف ہیں اور قرآن عظیم کو ازبر حفظ کرنے کے بعد میں نے مشہور سبع قرأت میں اسے اکیس حصوں میں افراد و جمعا قرآن سنایا پھر میں نے انہیں ایک اور ختم میں جمع کیا پھر میں نے یعقوب کی روایت کے مطابق ایک ختم میں دونوں روایتوں کے توافقی سے سنایا اور اس کے سامنے قرأت کے بارے میں شاطبی کا قصیدہ مدحیہ اور قصیدہ رائیہ جو کتابت کے بارے میں ہے پیش کیا اور اس نے مجھے استاد ابو عبد اللہ بطوی وغیرہ شیوخ سے ان دونوں قصیدوں کے متعلق آگاہ کیا اور میں نے موطا ابن عبد البر کی احادیث کی کتاب التفسیر کو اس کے اور اس کی کتاب التہذیب الموطا کے رد و رد جو قضا احادیث پر مشتمل

ہے پیش کیا اور میں نے اُسے سب کتابیں سنائیں جیسے ابن مالک کی کتاب التہلیل اور فقہ کے بارے میں ابن الخطیب کی مختصر مگر میں نے ان کو مکمل حفظ نہیں کیا اور اس دوران میں نے اپنے والد اور تونس کے اساتذہ سے عربی زبان میں علم حاصل کیا جن میں شیخ ابو عبد اللہ محمد العربی انصاری بھی شامل ہے جو علم نحو کا امام تھا اور اس نے کتاب التہلیل کی مفصل شرح بھی لکھی ہے اور ابو عبد اللہ محمد الشواہد المزازی اور ابو العباس احمد بن القصار بھی تھا جو علم نحو میں بڑی دستگاہ رکھتا تھا اور اس نے آنحضرت ﷺ کی مدح میں لکھے گئے مشہور قصیدہ بردہ کی شرح لکھی ہے اور اس زمانے میں بھی وہ تونس میں زندہ موجود ہے اور ابو عبد اللہ محمد بن بحر جو تونس میں عربی اور ادب کا امام تھا وہ بھی ان میں شامل تھا میں ہمیشہ اس کا ہم نشین رہا اور میں اس کے پاس جاتا رہتا تھا وہ علوم اللسان میں ایک موجد تھے اور سند رکھتا تھا اس نے مجھے شعر یاد کرنے کا مشورہ دیا تو میں نے اشعار کی چھ کتابیں اور حماسہ اور صحنی کے کچھ اشعار اور کتاب الاغانی کے کچھ اشعار یاد کر لئے اسی طرح میں تونس کے امام الحدیث شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن جابر کا بھی ہم نشین رہا جو اربعین کا مؤلف ہے اور میں نے اُسے مسلم بن الحجاج کی کتاب اور کتاب الموطا اول سے آخر تک اور امہات خمس میں سے بھی کچھ کتابیں سنائیں اور اس نے مجھے عربی اور فقہ کی بہت سے کتابیں دیں اور مجھے عام اجازت عطا فرمائی اور اس نے مجھے اپنے مذکورہ مشائخ کے متعلق بتایا جن میں تونس میں سب سے مشہور قاضی الجماعة ابو العباس احمد بن النصار خزرجی ہے اور میں نے تونس میں ان کی ایک جماعت سے فقہ کا علم حاصل کیا جن میں ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الہیانی اور ابو القاسم محمد القصر بھی شامل ہیں میں نے اُسے ابو سعید البردائی کی کتاب المعذب 'مختصر المحدثہ اور کتاب الیاء لکبہ سنائی اور اُسے سمجھا اسیثناء میں ہمارے شیخ امام قاضی الجماعة ابو عبد اللہ کی مجلس میں محمد بن عبد السلام میرے بھائی عمر رحمۃ اللہ علیہما کے ساتھ آیا اور میں اس سے انگ ہو گیا اور اسی دوران میں میں نے اُسے امام مالک کی کتاب موطا سنائی اور اس کے محمد بن ہرون طائی سے تونس کے ان مشائخ کے علاوہ دوسرے مشائخ سے میل جول کرنے سے قبل اونچے طرق ہیں اور میں نے اُسے سب کے سب سنا دیے اور اس نے میرے لئے تحریر لکھی اور مجھے اجازت دی پھر وہ سب کے سب طاعون چارف میں مر گئے۔

اور جب سلطان ابوالحسن نے ۵۸۸ھ میں افریقہ پر قبضہ کیا تو سلطان کے مددگاروں میں اہل علم کی ایک جماعت بھی ہمارے پاس آئی وہاں ہمیں اپنی مجلس میں حاضر رکھتا تھا اور ان کی موجودگی سے زینت حاصل کرتا تھا پس ان میں مغرب کا مفتی اعظم اور مالکی مذہب کا امام ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان السلی بھی تھا اور میں اس کی مجلسوں میں جایا کرتا تھا اور ان میں سلطان ابوالحسن کا کاتب اور مہر بردار جو اس کے مکتوبات کے نیچے لکائی جاتی تھی امام الحدیث ابو محمد عبد الہیسن حضرمی بھی تھا میں ہمیشہ اس کے ساتھ رہا اور میں نے سنا اس سے علم حاصل کیا اور امہات الکتاب کتاب الموطا اور سیر ابن اسحاق اور حدیث کے بارے میں ابن الصلاح کی کتاب اور بہت سی کتب جو مجھے یاد نہیں رہیں ان کی اجازت لی اور حدیث 'فقہ عربی' ادب معقول اور دیگر فنون میں اس کا سرمایہ بہت درست تھا اور سب کا سب سنانے تھا اور ان میں سے کوئی کتاب اس کے بعض شیوخ کی تحریر سے خالی نہ تھی جو اس کی سند میں تالیف تک مشہور تھے یہاں تک کہ فقہ اور وہ عربی جو ان زمانوں میں مؤلف کی طرف غریبہ الاسناد ہے وہ بھی شیوخ کی تحریر سے خالی نہ تھی اور ان میں امام المغرب شیخ ابو العباس احمد الزواہدی بھی تھا اور میں نے ابو عمر الدانی اور ابن شریح کے طریق پر قرأت سبع کے درمیان بڑے توافق کے ساتھ اسے قرآن عظیم سنایا مگر

میں نے ان قرأت کو مکمل نہ کیا اور میں نے اُسے متعدد کتب سنا کیں تو اس نے مجھے عام اجازت عطا فرمائی اور ان میں علوم عقلیہ کا شیخ ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم ایلی بھی تھا جو اصل میں تلمسان کا رہنے والا تھا اور وہیں اس نے پرورش پائی تھی اور تعلیمی کتب پڑھی تھیں اور ساتویں صدی میں بڑے محاصرے نے اسے تلمسان پہنچا دیا تھا جس سے وہ وہاں سے نکلا اور حج کیا اور مشرق کے اس دور کے بڑے آدمیوں سے ملا مگر ان سے کچھ حاصل نہ کیا کیونکہ اسے دماغی عارضہ تھا پھر مشرق سے واپس آ گیا اور رو بصحت ہو گیا اور منطق اور اقلیدس شیخ ابو موسیٰ عیسیٰ بن الامام کو سنا کیں اور اس نے تونس میں اپنے بھائی ابو یزید عبد الرحمن کے ساتھ ابو یزیدون کے مشہور شاگرد کو سنایا اور دونوں معقول و معقول کے بہت سے علم کے ساتھ تلمسان آئے اور ان دونوں میں سے ایلی نے ابو موسیٰ کو سنایا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے پھر وہ تلمسان سے مغرب بھاگ گیا کیونکہ اس کا سلطان ابو حوٰجہ یحییٰ بن زیان کی اولاد میں سے تھا اپنے مضامین میں دخل اندازی اور ٹیکس کو اس کے حساب کے لئے مدد کرنے کی وجہ سے اُسے ناپسند کرتا تھا پس وہ مغرب کی طرف بھاگ گیا اور مراکش چلا گیا اور شہر تافینہ عالم ابو العباس بن القباہ کے پاس رہنے لگا پس اس نے اس سے بقیہ علوم عقلیہ حاصل کئے اور وہاں پر اس کے مقام کا وراثت ہوا پھر شیخ کی وفات کے بعد علی بن محمد ترومیت کے بلانے سے جبل الہسا کرہ کی طرف چلا گیا تاکہ اسے سنائے پس اس نے اسے علم عطا کیا اور کچھ سالوں کے بعد شاہ مغرب سلطان ابوسعید نے اسے اتارا اور اپنے ساتھ حدید شہر میں ٹھہرایا پھر سلطان ابوالحسن نے اسے منتخب کر لیا اور اسے اپنی مجلس کے علماء میں شامل کر لیا اور اس دوران میں وہ علوم عقلیہ سکھاتا رہا اور اہل مغرب کے درمیان انہیں سکھاتا رہا یہاں تک کہ ان میں سے مغرب کے دیگر شہروں کے بہت سے آدمی ان میں ماہر ہو گئے اور اس نے اپنی تعلیم میں اس کا کلمہ کے ساتھ ملا دیا اور جب وہ سلطان ابوالحسن کے مددگاروں کے ساتھ تونس آیا تو میں ہمیشہ اس کے ساتھ رہنے لگا اور میں نے اس سے علوم عقلیہ منطق اور فنون حکمیہ اور تعلیمیہ سیکھے اور وہ مرحوم اس بارے میں میرے متعلق تحریر میں گواہی دیتا تھا اور سلطان کے مددگاروں میں آنے والے اصحاب میں سے ہمارے صاحب ابوالقاسم عبد اللہ بن یوسف بن رضوان مرقی بھی ہیں یہ سلطان کے کاتب تھے اور رئیس الکتاب اور فرامین و خطابات کے نیچے لکائی جانے والی علامت کے حامل ابو محمد عبد اللہ کی خدمت میں رہتے تھے اور کبھی سلطان اپنے خط سے علامت لگا دیتا تھا اور یہ رضوان اپنے خط کی برتری علم کی کثرت چہرے کی خوبصورتی دستاویزات کی سمجھ اور سلطان کی طرف سے پڑھنے میں بلاغت اور متاثر پر شعور و خطابت کے مرتب کرنے میں مغرب کا قابل فخر فرزند تھا اور وہ اکثر سلطان کے ساتھ نماز پڑھتا تھا پس جب وہ غارے پاس تونس آیا تو میں اس کے ساتھ ہو گیا اور میں نے اس پر رشک کیا اگرچہ میں نے اُسے ہم عمر ہونے کی وجہ سے شیخ نہیں بنایا اور جس طرح میں ان سے الگ ہو گیا تھا اس سے بھی الگ ہو گیا اور ہمارے دوست ابوالقاسم الرموی نے جو تونس کا شاعر ہے ایک قصیدہ میں جو نون کے قافیہ میں ہے اس کی مدح کی ہے اور اس سے خواہش کی ہے کہ وہ اپنے شیخ محمد عبدالمہسن کو یاد کروائے کہ اس نے قصیدہ میں سلطان ابوالحسن کی یاد کے قافیہ میں جو مدح کی ہے وہ اس تک پہنچا دے اور سلطان کے حالات میں اس کا ذکر بیان ہو چکا ہے لیکن رضوان کی مدح میں سلطان کے ساتھ آنے والے سرکردہ علماء کا بھی ذکر کیا ہے جو یہ ہے۔

”میں نے اپنے زمانے کو اس وقت پہچانا جب میں نے اپنے عرفان کا انکار کر دیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ کیوں

کی ہمتی میں کوئی سعادت نہیں اور تعین و تعدیل کرنے والے کے صورت کے اختیار میں کوئی اختیار نہیں اور

قرآن کے ساتھ مقابلوں کا کوئی مقابلہ نہیں اور صورت کے نظام نے اپنی ترتیب کو مکمل کیا ہے کیونکہ قاضی نے دلیل کے ساتھ رجحان میں اضافہ کر دیا ہے اور آدمی کا اس کے فہرات اور اس کی نقل سے مفلس ہونا عقلمند کو اوزان سے بے نیاز کر دیتا ہے پھر آنے والے علماء کے متعلق کہتا ہے۔

وہ لوگ ہی اصل لوگ ہیں اور ان کی عقلیں شبیر اور نہلان پہاڑ کے قودوں سے زیادہ مضبوط ہے اور ان کے علوم میں اوجھل نہیں اور ان علوم کے ماہرین بغیر آگ کے تیری راہنمائی کریں گے۔

پھر آخر میں کہتا ہے:

اور تونس عبدالمہسن کا دیوانہ ہے اور میں اس کے فضل اور قرب میں کامیاب ہو چکا ہوں اور میرے پوشیدہ خیالات نے اس کے سوا کسی دوسرے سے تعلق پیدا نہیں کیا اگرچہ میں ابن رضوان کی محبت کی وجہ سے سب سے محبت رکھتا ہوں۔

اور اس شاعر نے ہمارے دوست الرموی کو عبدالمہسن کی اس بات کو یاد دلانے ہوئے لکھا:

دل اکتساب اور سعی سے محبت رکھتا ہے اور یہی عمر ہے جو مکمل جیت میں لگی رہتی ہے اور میں لوگوں کو دیکھتا ہے کہ وہ ہدایت کی جستجو میں ہدایت کے لئے کوشاں ہیں اور کچھ گمراہی کے لئے کوشاں ہیں اور میں علوم کو مخلوقات کے لئے زینت سمجھتا ہوں پس اس سے اچھی پوشاک بنا اور میں دیکھتا ہوں کہ سب فضیلت ابن عبدالمہسن میں اکٹھی ہو گئی ہے۔

اور پھر اس کے آخر میں کہتا ہے:

وہ خواہشات کے لذتوں سے قرب کا خواہاں ہے اور ترقی اور ترقی کی جانب ہے پس تو آواز دیتا ہے ان کے مقاصد کو حاصل کر ہر دور و نزدیک کا آدمی دوڑ لگ رہا ہے۔

پھر جب قیروان میں ۴۹۹ھ کے آغاز میں عربوں نے سلطان سے جنگ کی تو وہ اس سے غافل ہو گئے اور یہ الرموی اس کی جستجو میں کامیاب نہ ہو سکا پھر طاعون جارف آئی تو اس نے سب کی صف پیٹ دی اور عبدالمہسن بھی مرنے والوں کے ساتھ مر گیا اور تونس میں ہمارے اسلاف کے مقبرے میں اس دوستی کی وجہ سے دفن ہوا جو اس کے اور میرے والد مرحوم کے درمیان ان ایام میں پائی جاتی تھی جب وہ ہمارے ہاں آئے تھے۔

معمر کہ قیروان: پس جب قیروان کا معمر کہ ہوا تو اہل تونس نے سلطان ابوالحسن کے ان تمام مددگاروں پر حملہ کر دیا جو ان کے پاس تھے تو انہوں نے دارالخلافہ کے قصبہ میں پناہ لی جہاں سلطان کے اہل و عیال رہتے تھے اور ابن تافراکین نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور قیروان سے نکل کر عربوں کے پاس گیا اور وہ سلطان کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اور انہوں نے ابو دبوس پر اتفاق کر کے اس کی بیعت کر لی جیسا کہ سلطان کے حالات میں بیان ہو چکا ہے پس انہوں نے ابن تافراکین کو تونس بھیجا تو اس نے قصبہ کا محاصرہ کر لیا مگر اسے سر نہ کر سکا اور عبدالمہسن نے تونس کی بغاوت کے روز گھبراہٹ میں ڈالنے والی آواز سنی تو وہ اپنے گھر سے نکل کر ہمارے گھر آیا اور میرے باپ مرحوم کے پاس روپوش رہا اور وہ تقریباً تین ماہ تک ہمارے ہاں روپوش رہا۔ پھر سلطان قیروان سے سوسہ گیا اور سمندر پر سوار ہو کر تونس چلا گیا اور ابن تافراکین مشرق کی طرف بھاگ گیا اور عبدالمہسن روپوشی سے باہر آ گیا اور سلطان نے اسے دوبارہ ولایت و کتابت کا وظیفہ جاری کر دیا اور وہ اکثر

میرے والد مرحوم سے گفتگو کرتا رہتا تھا اور اس کی دوستی کا قدر دان تھا اور اس نے جو خط اُسے لکھا میں نے اسے اس کے خط میں اسے یاد کیا ہے:

محمد خوبیوں والے نے مجھے روکا ہے اور میں ہمیشہ اس کا شکر گزار رہوں گا اللہ تعالیٰ ابن خلدون کو آسودہ زمیں کی اور ہمیشہ کی جنت عطا کرے اور اس نے کس قدر زبان اور اعمال سے نیکیاں کر کے دوستی کی ہے اور اس نے حضرت میرہ کی اس بات میں رعایت کی ہے جس کی محبت سے اس نے میرہانی کے گلاب کا بھول توڑا ہے اے ابو بکر! میں عمر بھر تیری تعریف کروں گا اور دل و زبان سے اسے دہراتا رہوں گا اور جب تک میری زندگی ہے میں نکوار اور زبان سے تیری بلند یوں کا دفاع کرتا رہوں گا اور میں نے تجھ سے دوستی حاصل کی ہے کاش میرا زاد اس کی محبت کا لحاظ کرتا اور میں اپنی مہار موڑتا۔

اور الرموی نے اپنے اشعار میں جن سرکردہ لوگوں کا ذکر کیا ہے وہ سلطان ابوالحسن کی مجلس کے پیشرو تھے جنہیں اس نے اہل مغرب میں سے اپنی محبت کے لئے جن لیا تھا اور ان میں سے امام کے دو بیٹے تلمسان کے مضافات میں سے اہل برشک کے دو بھائی تھے جن میں سے بڑے کا نام ابوزید عبدالرحمن اور چھوٹے کا ابو موسیٰ عیسیٰ تھا اور ان کا باپ برشک کی ایک مسجد میں امام تھا۔

زیریم بن حماد کا الزام: اور زیریم بن حماد نے جوان دنوں شہر پر حطب تھا اس پر الزام لگایا کہ اس کے پاس اس کے دشمنوں کا مال بطور امانت پڑا ہے پس اس نے اس سے امانت کا مطالبہ کیا اور اس نے انکار کیا اور زیریم نے اس کے قبضے سے مال حاصل کرنے کے لئے اس پر شب خون مارا تو وہ دفاع کرتا ہوا قتل ہو گیا اور اس کے یہ دونوں بیٹے ساتویں صدی کے آخر میں تونس چلے گئے اور وہاں انہوں نے ابن زیتون کے شاگرد سے علم اور عبداللہ بن شعیب الدکالی کے اصحاب سے فقہ حاصل کی اور علم میں بہرہ وافر حاصل کر کے مغرب واپس آ گئے اور الجزائر میں اقامت اختیار کر کے وہاں علم پھیلانے لگے کیونکہ حطب زیریم کی وجہ سے برشک جانے میں ان کے لئے رکاوٹ تھی اور بنی مرین کا سلطان ابویعقوب جوان دنوں مغرب اقصیٰ کا حکمران تھا تلمسان کے مشہور طویل محاصرے میں وہاں بیٹھا ہوا تھا اور وہاں سے اس نے اس کے نواح میں اپنی فوجیں بھیجیں اور اس کے بہت سے مضافات اور شہروں پر قبضہ کر لیا اور شلف میں مفراوہ کی غلہ کاری پر بھی قبضہ کر لیا اور ملیانہ کو گھیر لیا اور بنی عسکر میں سے حسن بن الطلاق اور بنی ورتاجن میں سے علی بن محمد بن الخیر کو وہاں بھیجا اور ان دونوں کے ساتھ گھس کے لکھنے اور اموال کے حاصل کرنے کے لئے کاتب مندیل بن محمد کتابی کو بھی بھیجا پس یہ دونوں بھائی الجزائر سے کوچ کر گئے اور اس کی نگرانی کرنے لگے پس یہ دونوں مندیل کی آنکھ کو بھاگئے تو وہ ان دونوں کے ساتھ بھاگ گیا اور ان کو جن لیا اور اپنے بیٹے محمد کی تعلیم کے لئے مقرر کر دیا۔

پس جب سلطان مغرب یوسف بن یعقوب ۵۷۵ھ میں تلمسان کے محاصرہ میں اپنی جگہ پر اپنے خیموں میں سے ایک خیمے کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا اس نے اُسے نیزہ مار کر اس کا کام تمام کر دیا اور اس کے بعد اس کے پوتے ابو ثابت نے کچھ امور کے بعد جن کا ذکر ہم نے اس کے حالات میں کیا ہے حکومت سنجال لی اور اس کے بعد اس کے اور حاکم تلمسان ابو زیان محمد بن عثمان بن یغمر اس اور اس کے بھائی ابو جوح کے درمیان تلمسان سے چلے جانے اور اس کے مضافات کو اسے واپس

کرنے کا پختہ عہد ہوا پس اس نے ان کے ساتھ اس عہد کو پورا کیا اور مغرب کی طرف واپس آ گیا اور ابن ابی الطلاق شلف سے اور کتانی ملیانہ سے مغرب کی طرف واپس جانے کے لئے کوچ کر گئے اور تلمسان سے گزرے پس ابو جمن نے ان دونوں کو وصیت کی اور ان کے علمی مقام کی وجہ سے ان کی تعریف کی اور ان دونوں پر رشک کیا اور ان کے لئے مشہور مدرسہ بنایا جو ان دونوں کے نام سے مشہور ہے اور وہ اہل علم کے طریق کے مطابق اس کے پاس قیام پذیر رہے اور ابو جمن فوت ہو گیا اور وہ اس کے بیٹے ابو تاشفین کے ساتھ بھی اسی طرح رہے یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن نے تلمسان پر چڑھائی کی اور ۳۷۷ھ میں بزور قوت اس پر قبضہ کر لیا اور مغرب کی اطراف میں ان دونوں کی بہت شہرت تھی جس نے ان کے لئے اچھے خیال کی بنیاد رکھ دی پس اس نے اپنی آمد کے وقت ہی ان دونوں کو بلایا اور ان کی نشست کو قریب کیا اور ان کی عزت کو بڑھایا اور ان کے ہم طبقہ لوگوں میں ان کی شان بلند کی اور جب بھی وہ تلمسان سے گزرتا تو وہ ان دونوں سے اپنی مجلس کو آراستہ کرتا اور وہ پہلی بار اس وقت اس کے پاس گئے جب ان دونوں کے بلاد کے اعیان جمع ہوئے پھر وہ ان دونوں کو جنگ کی طرف لے گیا اور وہ جنگ طریف میں اس کے ساتھ حاضر ہوئے اور اپنے شہر کی طرف واپس لوٹ آئے اور اس کے بعد ان میں سے ابو زید فوت ہو گیا اور اس کا بھائی موسیٰ عزت کے ساتھ زندہ رہا۔

سلطان ابوالحسن کی افریقہ کو روانگی: اور جب سلطان ابوالحسن ۳۷۷ھ میں افریقہ کی طرف گیا جیسا کہ اس کے حالات میں بیان ہو چکا ہے تو ابو موسیٰ بن امام کو عزت و وقار کے ساتھ اپنے ساتھ لے گیا اور جب اس نے افریقہ پر قبضہ کر لیا تو اسے اس کے شہر کی طرف بھیج دیا تو وہ تھوڑا عرصہ وہاں ٹھہرا اور ۳۷۹ھ میں طاعون جارف سے فوت ہو گیا اور ان دونوں کی اولاد اس عہد تک درجہ بدرجہ عزت کے راستوں پر بڑھتی رہی۔

الاسطی: اور الاسطی کا نام محمد بن سلیمان تھا جو بطون اروپہ میں سے سقبیلہ سے تعلق رکھتا تھا جو قاس کے نواح میں رہتے تھے پس اس کا باپ سلیمان شہر قاس میں اتر اور محمد نے وہیں پرورش پائی اور مغرب کے امام المالکیہ شیخ ابوالحسن الصغیر سے علم حاصل کیا جو بہت مشہور آدمی تھا اور قاس کا قاضی الجماعہ تھا اور فقہ حاصل کی اور اسے سنایا اور وہ امام مالک کے مذہب کا سب لوگوں سے زیادہ حافظ اور فقیہ تھا اور سلطان ابوالحسن اپنی عالی ہمتی اور مہربانی اور فوازش میں دور تک جانے کے باعث اپنی مجلس کو علماء کے ساتھ حریں کرنے پر نظر رکھتا تھا اور اس نے ان میں سے ایک جماعت کو اپنی محبت اور ہم نشینی کے لئے جن لیا ان میں یہ امام محمد بن سلیمان بھی شامل تھا اور وہ اپنے مددگاروں کے ساتھ ہمارے پاس تونس میں آیا اور ہم نے اس کی فضیلت و برتری کو دیکھا اور میں نے دیکھا ہے کہ ان میں سے کوئی شخص فقہ کے حفظ و فہم میں اس کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا اور میرا بھائی موسیٰ اسے ابوالحسن نخعی کی کتاب التہمیرہ سناتا تھا اور وہ متحد مجالس میں اپنی املاء اور حفظ سے اس کی تصحیح کرتا جاتا تھا اور اکثر کتب جن سے اس کا واسطہ پڑتا تھا اس کا یہی حال تھا اور وہ جنگ قیروان میں سلطان ابوالحسن کے ساتھ شامل ہوا اور اس کے ساتھ تونس گیا اور تقریباً دو سال تک وہاں مقیم رہا اور مغرب نے سلطان کے خلاف بغاوت کر دی اور اس کا بیٹا ابو عنان با اختیار ہو گیا پھر سلطان ابوالحسن ۳۷۷ھ کے آخر میں تونس سے اپنے بحری بیڑے میں سوار ہوا اور بجایہ سے گزرا اور اس کے سواحل میں غرق ہو گیا اور اس کا بحری بیڑا اور اس کے سوار بھی غرق ہو گئے اور اکثر اس کے ساتھ یہ فضلاء وغیرہ بھی تھے اور سمندر نے ان کو ایک جزیرے میں پھینک دیا یہاں تک کہ ان میں سے ایک بحری بیڑے نے اسے پچالیا اور وہ بہت سے اپنے عیال و اصحاب

اور موجودہ چیزوں کو تباہ کرنے کے بعد الجزائر کی طرف چلا گیا اور اس کی امارت کا حال اس کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔

ایلی: اور ایلی کا نام محمد بن ابراہیم تھا اس نے تلمسان میں پرورش پائی اور اصل میں وہ اندلس کے غریب الوطن لوگوں میں سے ہے جو الجوف شہر کے ایلہ کے باشندوں میں سے ہیں وہ اپنے باپ اور چچا احمد کے ساتھ گیا پس غمر اس بن زیان نے ان کو خادم بنا لیا اور اس کے بیٹے ان کی فوج میں تھے اور ان دونوں میں سے ابراہیم نے تلمسان کے قاضی محمد بن غلبون کی بیٹی سے رشتہ کیا جس سے یہ محمد پیدا ہوا اور اس نے تلمسان میں اپنے دادا کی کفالت میں پرورش پائی جس کی وجہ سے اس کے دل میں فوج کی بجائے جو اس کے باپ اور چچا کا پیشہ تھا علم کی طرف توجہ ہوئی اور جب وہ جوان ہوا تو اس کے دل میں تعلیمات کی محبت سبقت کر گئی اور وہ ان میں مشہور ہو گیا اور لوگ ان کے سیکھنے کے لئے اس کے پاس آ کر بیٹھ گئے حالانکہ یہ سنی بلوغ میں تھا پھر سلطان یوسف بن یعقوب نے آ کر خیمہ لگا کر تلمسان کا محاصرہ کر لیا اور مضافات کی طرف فوجیں بھیجیں اور اکثر مضافات کو فتح کر لیا اور ابراہیم ایلی تلمسان کی بندرگاہ حنین کا قائد تھا پس جب یوسف بن یعقوب نے اس پر قبضہ کر لیا تو جو عبد الواد کے جس قدر مددگار وہاں موجود تھے انہیں قید کر لیا اور ابراہیم ایلی کو بھی قید کر لیا اور تلمسان میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ یوسف بن یعقوب ان کے بیٹوں کو یرغمالی بناتا ہے اور انہیں رہا کرتا ہے۔ پس اس کے بیٹے محمد نے لک کے پاس جانے لکھے متعلق غور کیا اور اس کے اہل نے اسے اس کے عزم پر اکسایا پس وہ فیصلوں کو چھاند کر اپنے باپ کی طرف گیا تو اس نے یرغمالی بنانے کی خبر کو صحیح نہ پایا اور یوسف بن یعقوب نے یاد دیریت میں اسے اندلسی فوج کا سالار بنا کر اس سے خدمت لینی چلائی مگر اس نے اس مقام پر کھڑا ہونا پسند نہ کیا اور اپنی ہیئت بدل لی اور ٹاٹ پہن لیا اور حج کے ارادے سے چل پڑا اللہ تعالیٰ کی صحبت میں مختفی ہو کر عبادت گزاروں کی خانقاہ میں پہنچ گیا اور وہاں اس نے اہل کربلا میں سے بنی الحسین کے ایک رئیس کو چلا جو مغرب میں اپنی دعوت قائم کرنے کے ارادے سے آیا اور وہ بڑا سادہ لوح تھا پس جب اس نے یوسف بن یعقوب کی فوجوں اور اس کے غلبے کی شدت کو دیکھا تو اپنے مقصد سے مایوس ہو گیا اور اس سے دست بردار ہو گیا اور اپنے شہر کو واپس جانے کا عزم کر لیا پس ہمارا شیخ محمد بن ابراہیم بھی اس کے مددگاروں میں شامل تھا۔

مرحوم بیان کرتا ہے کہ کچھ عرصے بعد مجھ پر اس کا حال منکشف ہوا اور جس کام کے لئے وہ آیا تھا اس کی حقیقت معلوم ہوئی اور میں اس کے مددگاروں اصحاب اور تابعین میں شامل ہو گیا وہ بیان کرتا ہے کہ ہر شہر میں اس کے اصحاب پیروکار اور خدام اس سے ملتے جو اپنے اپنے شہر سے اس کے پاس توٹے اور اخراجات لاتے یہاں تک کہ ہم تونس سے اسکندریہ تک سمندر پر سوار ہو گئے وہ بیان کرتا ہے کہ سمندر میں مجھ پر شہوت کا سخت غلبہ ہو گیا اور اس رئیس کے مقام کی وجہ سے میں نے بکثرت نہانے سے شرم محسوس کی تو اس کے ایک ہراز نے مجھے کافور پینے کا مشورہ دیا تو میں نے اس سے ایک چلو لے کر پیا تو مجھے دماغی عارضہ ہو گیا اور اسی حال میں دیار مصر میں آ گیا اور اس زمانے میں وہاں معقول و منقول کے شہسواروں میں تقی الدین بن دقیق العید بن الرفعة 'منی الدین ہندی اور تبریزی وغیرہ رہتے تھے خلاص کلام یہ کہ جب اس نے ہمارے سامنے ان کا ذکر کیا تو دماغی عارضے کی وجہ سے ان کے وجود کی تمیزی ہوئی پھر اس نے اس رئیس کے ساتھ حج کیا اور اس کے مددگاروں میں شامل ہو کر کربلا کی طرف چلا گیا اور اپنے اصحاب میں سے اس کے ساتھ ایک آدمی کو بھیجا جو اسے بلا و زواہ

میں جو مغرب کے ایک گوشے میں ہے اس کے مامن میں پہنچا دے۔

اور مجھے میرے مرحوم شیخ نے بتایا کہ میرے پاس بہت سے دیہات تھے جنہیں نے مغرب سے حاصل کیا اور جو جبہ میں پہنا کرتا تھا اس کے اندر جب میں بیمار ہو گیا تو اس نے ان کو مجھ سے چھین لیا حتیٰ کہ اس نے اپنے اصحاب کو مغرب تک میری مشالحت کے لئے بھیجا تو وہ دنا نیر انہیں دے دیے اور جب انہوں نے مجھے مامن تک پہنچا دیا تو انہوں نے وہ دنا نیر مجھے دے دیے اور انہوں نے مجھ سے ایک تحریر پر گواہی دلوائی جسے وہ اس کے پاس لے گئے جیسا کہ اس نے انہیں حکم دیا تھا پھر ہمارے شیخ کے مغرب پہنچنے کے ساتھ ہی یوسف بن یعقوب کی وفات اور اہل تلمسان کا محاصرے سے چھٹکارا ہو گیا پس وہ تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور اسے دماغی عارضے سے صحت ہو گئی اور علم سیکھنے کے لئے اس کی خواہش میں اضافہ ہو گیا اور وہ عقلیات کی طرف میلان رکھتا تھا پس اس نے ابو موسیٰ بن الامام سے منطلق اور جملہ اہلین پڑھے اور حاکم تلمسان ابو حموی کی حکمت مضبوط ہو چکی تھی اور وہ امور کا کثرت و قہلاً سے ہمارے شیخ کے منطلق اپنے چلا کہ اسے علم حساب میں تقدم حاصل ہے تو اس نے اپنے اموال کا کثرت و احوال کی نگرانی اس کے سپرد کر دی اور ہمارے شیخ نے اس سے جان چھرائی تو اس نے اسے اس کام پر مجبور کیا پس اس نے اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے ایک حیلہ کیا اور سلطان ابو الریح کے زمانے میں قاس چلا گیا اور ابو حموی نے اس کے منطلق اطلاع بھیجی تو وہ الکفلی کے خلیفہ یہودی سے تعلیم حاصل کرنے کے لئے قاس میں روپوش ہو گیا پس اس نے اس کے فنون کو مکمل طور پر حاصل کیا اور باہر ہو گیا اور قاس سے چھپتے چھپاتے نکل کر اے میں مراکش چلا گیا اور معقول و منقول کے شیخ ابو علی اور عالی تصوف کے ماہر امام ابو العباس ابن النباء کے ہاں اتر اور ہمیشہ اس کے ساتھ رہا اور اس سے علم حاصل کیا اور علم معقول و تعالیم میں بہرہ وافر حاصل کیا۔

پھر شیخ الہسا کرہ علی بن محمد بن ترویت نے اسے بلایا کہ اسے سنائے اور وہ سلطان کا تابع دار تھا پس ہمارا شیخ اس کے پاس گیا اور اس کے ہاں مدت تک ٹھہرا رہا اور اس دوران میں اسے سنا تا رہا اور وہاں طالبان علم شیخ کے پاس اکٹھے ہو گئے اور اس کے افادہ اور استفادہ میں اضافہ ہو گیا اور اس اثناء میں علی بن محمد اس کی محبت اور تعظیم اور اس کے اشارہ پر عمل کرنے پر قائم رہا پس وہ اس کی

خواہش پر غالب آ گیا اور ان قبائل میں اس کی امارت و ریاست بڑھ گئی اور جب سلطان ابو سعید علی بن ترویت اپنے پہاڑ سے اتر تو شیخ بھی اس کے ساتھ اتر آیا اور قاس میں ٹھہر گیا اور ہر طرف سے طالب علم اس کے پاس آ گئے پس اس کا علم اور شہرت پھیل گئی اور جب سلطان ابوالحسن نے تلمسان فتح کیا اور ابو موسیٰ ابن الامام کو ملا تو اس نے نہایت اچھی طرح اس کا ذکر کیا اور اس کے علوم میں حقدوم ہونے کو بیان کیا اور سلطان اپنی مجلس میں علماء کے جمع کرنے کا اہتمام کرتا تھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں پس اس نے اسے قاس سے بلایا اور اسے اپنی مجلس کے علماء کے طبقہ میں شامل کر لیا اور وہ تعلیم و تدریس میں لگ گیا اور سلطان کی محبت سے وابستہ ہو گیا اور افریقہ کی جنگ طریف اور جنگ قیروان میں اس کے ساتھ شامل ہوا اور اس کے اور میرے والد مرحوم کے درمیان دوستی تھی جو اسے سنانے میں میرا وسیلہ تھی پس اس کی مجلس سے وابستہ ہو گیا اور میں نے تعالیم کے ذریعے اس سے علوم عقلیہ سیکھے پھر میں نے منطق اہلین اور علوم حکمت پڑھے اور اس اثناء میں معلوم ہوا کہ سلطان تونس سے اپنے بحری بیڑوں پر سوار ہو کر مغرب آ رہا ہے اور شیخ ہمارا مہمان اور ہماری کفالت میں تھا پس میں نے

اُسے ٹھہرنے کا مشورہ دیا اور ہم نے اُسے ستر کرنے سے روکا تو اس نے ہماری بات قبول کر لی اور ٹھہر گیا اور سلطان ابوالحسن نے ہم سے اس کا مطالبہ کیا تو ہم نے اس کے پاس نہایت اچھی طرح معذرت کر دی تو اس نے اُسے چھوڑ دیا اور قبل ازیں ہم اس کے سمندر میں غرق ہونے کے واقعہ کو بیان کر چکے ہیں اور شیخ تونس میں ٹھہر گیا اور ہم اور ہمارے سب اہل شہر اس کی مجلس میں جانے اور اس سے علم سیکھنے میں مطالبہ کرتے تھے اور جب سلطان ابوالحسن بختیاری میں وفات پا گیا اور اس کا بیٹا ابو عثمان اپنے شواغل سے فارغ ہو گیا اور اس نے تلمسان کو بنی عبدالواد سے چھین لیا تو اس نے تونس سے حکمران کو اس کے بارے میں خط لکھا اور اس سے اس کا مطالبہ کیا اور اس وقت تونس کا سلطان ابوالحسن بن یحییٰ شیخ الموحد بن بن تافراکین کی کفالت میں تھا تو اس نے اُسے اس کے سفیر کے سپرد کر دیا اور وہ اس کے ساتھ ابو عثمان کے اس بحری بیڑے میں سمندر پر سوار ہو گیا جس میں سفیر آیا تھا اور وہ بجایہ سے گزرا اور اس میں داخل ہوا اور ایک ماویک وہاں ٹھہرایاں تک کہ طالبان علم نے وہاں اسے اس کی اور بحری بیڑے کے سالار کی مرضی سے مختصر ابن حاجب بنائی جو اصول فقہ کی کتاب ہے پھر اس بیٹے کو بھیج دیا اور حشم کی بندرگاہ پر اتر اور تلمسان میں ابو عثمان کے پاس آیا اور اس نے اس کی عزت افزائی کی اور اسے اپنے اشیاء علیہ کے طبقہ میں شامل کر لیا اور وہ اُسے سنا اور اس سے سیکھتا تھا یہاں تک کہ بے وقوفی میں قاس میں فوت ہو گیا اور مرحومہ نے مجھے بتایا کہ ۶۸۱ھ میں اس کی پیدائش تلمسان میں ہوئی تھی۔

عبدالحمید بن: سلطان ابوالحسن کا کاتب تھا اور اصل میں سیدہ کا رشتہ والا تھا اور ان کا گھرانہ وہاں بہت قدیم ہے اور یہ بنی عبدالحمید کے نام سے مشہور ہے اور اس کا باپ عمر بنی الغرنی کے دور میں سیدہ کا قاضی تھا اور اس کے بیٹے عبدالحمید بنی الغرنی کی کفالت میں پرورش پائی اور وہاں کے مشائخ سے علم حاصل کیا اور استاد ابوالحسن غافقی کے ساتھ مختص ہو گیا اور جب رئیس ابوسعید حاکم اندلس نے سیدہ پر قبضہ کیا تو بنی الغرنی اپنے جملہ اعیان کے ساتھ غرناطہ چلے آئے اور محمد بن عبدالحمید بھی ان کے ساتھ چلا آیا اور وہیں اس نے تعلیم کو مکمل کیا اور غرناطہ کے مشائخ میں فوقیت لے گیا اور مغرب اور اندلس کے باشندوں نے اس سے خط و کتابت اور اندلس کے رئیس وزیر ابو عبد اللہ بن الحکیم الرندی نے جو سلطان ملوک ابن الاحمر پر حاوی تھا اسے کاتب بنایا پس اس نے اس کی جانب سے لکھا اور اس نے اُسے اپنی مجلس کے فضلاء جیسے محدث ابو عبد اللہ بن سید الطمری ابو العباس احمد الغرنی اور قبحر و عالم اور صوفی ابو عبد اللہ محمد بن خمیس تلمسانی کے طبقہ میں شامل کر لیا اور وہ دونوں بلاغت و شعر میں ان دیگر فضلاء کے ساتھ نہیں چلتے تھے پس جب وزیر بن الحکیم جلائے مصیبت ہوا اور سیدہ بنی سرین کی تابعداری میں لوٹ آیا تو عبدالحمید بھی سیدہ واپس آ کر قیام پزیر ہو گیا پھر ابوسعید نے امارت سنہالی اور اس کے بیٹے ابو علی نے اس پر غلبہ پالیا اور خود کو حکومت کا بوجھ اٹھانے کے لئے مخصوص کر لیا تو اس نے فضلاء کو بلائے کی طرف غور کیا اور ان کے مقام سے زینت حاصل کی پس اس نے عبدالحمید کو سیدہ سے بلایا اور ۳۸۷ھ میں اسے کاتب بنایا پھر وہ ۳۸۷ھ میں اپنے باپ کے خلاف ہو گیا اور جدید شہر میں قلعہ بند ہو گیا اور وہاں سے اپنے باپ کے ساتھ صلح کرنے کے لئے جھلسا چلا گیا پس سلطان ابو سعید نے عبدالحمید سے تمسک کیا اور اسے کاتب بنالیا یہاں تک کہ اس نے اُسے رئیس الکتاب بنا دیا اور اس نے بیانات اور اوامر میں اس کی علامت کا نشان لگایا پس وہ اس کام کے لئے ۳۸۷ھ میں آیا اور سلطان ابوسعید کے بقیہ ایام اور اس کے بیٹے ابوالحسن کے زمانے میں بھی اسی عہدے پر قائم رہا اور ابوالحسن کے ساتھ افریقہ چلا گیا اور قرطس کی بیماری کی وجہ سے جنگ

قیروان سے پیچھے رہ گیا اور جب تونس میں گھبراہٹ والی آواز آئی اور جنگ کی خبر پہنچی اور سلطان کے مددگار اس کی بیویوں کے ساتھ قصبہ کی طرف چلے گئے تو عبدالمہسن ان سے الگ ہو کر شہر میں گھس گیا اور اس خوف سے ہمارے گھر میں روپوش ہو گیا کہ کہیں ان کے ساتھ اسے بھی گزند نہ پہنچے اور جب یہ تاریخ دور ہوئی اور سلطان قیروان سے سوسہ واپس آ گیا اور وہاں سے سمندر پر سوار ہو کر تونس آ گیا تو اس نے عبدالمہسن سے اعراض کیا کیونکہ وہ قوم سے الگ ہو کر قصبہ میں اس کے غائب ہونے سے ناراض ہو گیا تھا اور اس نے ابوالفضل بن الریحس عبد اللہ بن ابی مدین کو علامت پر مقرر کر دیا حالانکہ اس سے قبل اس گھرانے سے مخصوص تھی اور ایک ماہ تک عبدالمہسن بے کار رہا پھر سلطان نے غور و فکر کیا اور اس سے راضی ہو گیا اور پہلے کی طرح علامت اسے واپس کر دی پھر چند دنوں میں تونس میں طاعون چارف سے ۱۵۷۷ء میں فوت ہو گیا اور اس کی پیدائش ۵۶۱ء میں ہوئی تھی اور ابن الخطیب نے تاریخ غرناطہ میں اس کا مکمل تعارف کروایا ہے جس جو شخص اس سے آگاہ ہونا چاہتا ہے وہ اس کا مطالعہ کرے۔

۴۔ ابن رضوان: جس کا ذکر ابن الرجوی نے اپنے تصدیق سے بیان کیا ہے وہ ابوالقاسم عبد اللہ بن یوسف بن رضوان البخاری ہے اس کا اصل وطن اندلس ہے اس نے مالقہ میں پرورش پائی اور اس کے مشائخ سے علم حاصل کیا اور عربی اور ادب میں مہارت حاصل کی اور علوم اور نظم و نثر کو خوش اسلوبی اور عمدگی سے بیان کیا اور عمدگی کے ساتھ درست پڑھتا تھا اور دستاویزات کو نہایت اچھی طرح لکھتا تھا اور جنگ طریف کے بعد کوچ کر گیا اور سہ ماہی اور وہاں سلطان ابوالحسن سے ملا اور اس کی مدح کی اور اس نے اسے القاسم دیا اور قاضی ابراہیم بن یحییٰ سے مختص ہو گیا اور ان دنوں وہ فوجوں کا قاضی اور سلطان کا خطیب تھا اور وہ اسے قضا اور خطابت سے توبہ کرنے کی ترغیب دیتا تھا پھر اس نے اسے سلطان کے دروازے کے کاتبوں میں شامل کر لیا اور رئیس مکتب عبدالمہسن کی خدمت اور اس سے علم حاصل کرنے کے لئے مختص ہو گیا یہاں تک کہ سلطان افریقہ کی طرف چلا گیا اور جنگ قیروان ہوئی اور وہ اپنے اہل و عیال اور مددگاروں کے ساتھ قصبہ تونس میں محصور ہونے والوں کے ساتھ محصور ہو گیا اور سلطان نے ابن رضوان کو اپنے بعض کاموں کے لئے پیچھے چھوڑا تھا پس عاصرے کے وقت انہیں جو تحریرات ملیں وہ لے کر چلا گیا اور اس نے اس میں بڑا پارٹ ادا کیا اور اسے اچھی طرح نبھایا یہاں تک کہ سلطان قیروان سے آ گیا اور اس نے اس کے حق خدمت کا لحاظ کیا اور اس سے انس کیا اور اسے قرب عطا کیا اور بکثرت عامل مقرر کیا یہاں تک کہ وہ ۵۷۰ء میں بحری بیڑے میں تونس سے مغرب چلا گیا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اور اس نے اپنے بیٹے ابوالفضل کو جانشین بنایا اور ابوالقاسم بن رضوان کو اس کا کاتب بنا کر پیچھے چھوڑا پس وہ دونوں اسی حالت میں رہے پھر تونس میں سلطان الموحد بن الفضل بن سلطان ابویحییٰ نے انہیں مظلوم کر لیا اور ابوالفضل اپنے باپ کے پاس چلا گیا اور ابن رضوان اس کے ساتھ سفر کرنے کی سکت نہ پاسکا پس وہ ایک سال تک تونس میں ٹھہرا رہا پھر سمندر پر سوار ہو کر اندلس چلا گیا اور سلطان ابوالحسن کے جملہ مددگاروں کے ساتھ المریہ میں ٹھہرا جن میں شیخ ہشام عامر بن محمد بن علی بھی تھا جو سلطان ابوالحسن کی بیوی اور بیٹے کا کفیل تھا اس نے کوچ کے وقت انہیں اپنے ساتھ تونس سے کشتی میں سوار کرایا اور اندلس کی طرف چلا گیا اور وہ المریہ میں اترے اور سلطان اندلس کے وظیفے پر وہاں مقیم رہے پس ابن رضوان ان کے پاس چلا گیا اور ان کے ساتھ قیام پزیر ہو گیا اور سلطان اندلس ابوالحجاج نے اسے اپنا کاتب بنانے کے لئے بلایا تو اس نے انکار کیا پھر سلطان ابوالحسن فوت ہو گیا اور المریہ میں اس

کے جو پسماندگان تھے وہ کوچ کر گئے اور سلطان ابوعثمان کے پاس چلے گئے اور ابن رضوان بھی ان کے ساتھ گیا تو اس نے اس کے باپ کی جو خدمت کی تھی اس کا لحاظ کیا اور اسے اپنا کاتب بنالیا اور اسے اپنے حضور طالبان علم کے ساتھ اپنی مجلس میں حاضر ہونے کے لئے مختص کیا اور اس زمانے میں محمد بن ابی عمرو حکومت کا رئیس اور خلوت کا مہراز اور علامت اور رئیس اور فوجوں کے حساب کا افسر تھا اور وہ سلطان کی خواہش پر غالب تھا اور اس نے اسے مختص کر لیا پس ابن رضوان نے اسے خدمت میں لے لیا یہاں تک کہ دو تہائی صحبت اور داستان گوئی کے انتظام اور خاص مجلس میں جانے کے عہد کی وجہ سے اس سے محبت کرنے لگا اور اس کے باوجود وہ اسے سلطان کے قریب کرنے لگا اور اس کے ہاں اس کا بزاز گرم ہو گیا اور جب وہ وہاں سے اہم کاموں کے لئے غیر حاضر ہوتا تو اس کی خدمت کے موافق میں اسے کتابت کرتا پس وہ سلطان کی آنکھ کو بھا گیا اور اسکے ہاں اس کے فضائل مشہور ہو گئے۔

پس جب ابو عمر ۵۱۴ھ میں فوجوں کے ساتھ بجایہ کی طرف گیا تو ابن رضوان علامت کتاب کے ساتھ سلطان سے الگ ہو گیا پھر ابن ابی عمرو سلطان کو واپس لے گیا اور اسے بجایہ کی طرف دور بھیج دیا اور اسے بجایہ اور اس کے بقیہ مضائق اور قسطنطنیہ کے موحدین کا والی مقرر کیا اور ابن رضوان کتابت میں بٹکا ہو گیا اور اس نے ابو عمر کی طرح اپنے علامت کو دے دی پس وہ اس کا منتظم بن گیا اور اسے بہت جاگیریں اور عزت حاصل ہو گئی پھر وہ ۵۱۷ھ کے آخر میں اس سے ناراض ہو گیا اور محمد بن القاسم بن ابی مدین کو علامت اور انشاء پردازی اور مہر لگانے کا کام ابو اسحاق ابراہیم بن الحاج الغریابی کو دے دیا اور جب سلطان ابوسالم کی حکومت آئی تو اس نے فوج انشاء پردازی کی اور مہر کے رجسٹرار علی بن محمد بن مسعود کو علامت دے دی اور سکریٹری شب مؤلف کتاب عبدالرحمن بن خلدون کے سپرد کر دی پھر ۵۱۸ھ میں ابوسالم فوت ہو گیا اور وزیر جو عمر بن عبداللہ نے اس کے جس بیٹے کی کفالت کی تھی اس پر حاوی ہو گیا پس اس نے اپنے بقیہ ایام میں علامت ابن رضوان کو دے دی اور عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن نے اسے قتل کر دیا اور اس کی حکومت کو اپنے لئے مخصوص کر لیا پس ابن رضوان ہمیشہ علامت پر قائم رہا اور عبدالعزیز فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹے سعید کو وزیر ابو بکر بن غازی بن الکاس کی کفالت میں حکمران بنایا اور ابن رضوان اپنے حال پر قائم رہا پھر سلطان احمد نے ملک پر قبضہ کر لیا اور اسے سعید اور ابو بکر بن غازی سے چھین لیا اور اس کی حکومت کے انتظام کو محمد بن عثمان بن الکاس نے اس پر حاوی ہو کر سنبھال لیا اور علامت پہلے کی طرح ابن رضوان کے پاس رہی یہاں تک کہ اس نے ازموں میں وفات پائی جب سلطان احمد عبدالرحمن بن ابی یخوسن بن سلطان ابی علی کے محاصرے کے لئے مراکش جا رہا تھا۔

اور سلطان ابوالحسن کے مددگاروں میں مغرب کے اعیان و فضلاء کی ایک بہت بڑی جماعت تھی جن میں سے بہت سے لوگ تونس میں طاعون جارف سے ہلاک ہو گئے اور ایک جماعت بحری بیڑے میں غرق ہو گئی اور مصیبت دوسروں کی طرف بھی بڑھی یہاں تک کہ انہوں نے اپنی مقررہ مدتوں کو پورا کر لیا۔

افریقہ میں اس کے ساتھی: افریقہ میں جو لوگ اس کے ساتھ تھے ان میں مغرب کا شیخ القراء فقیہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد الزوادی بھی تھا جس نے قاس کے مشائخ سے علم اور عربی سیکھی تھی اور ابو عبد اللہ بن رشید سے مروی ہے جو بہت سفر کرنے والا تھا کہ وہ قرأت میں امام تھا اور ان میں ایسا ملکہ رکھتا تھا کہ اس کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا تھا اور اس کے ساتھ اسے خراج میر واد کوئی

آواز حاصل تھی اور وہ سلطان کو ترغیب پڑھایا کرتا تھا اور بعض اوقات اسے قرآن کا ایک حصہ سنایا کرتا تھا۔

افریقہ میں اس کے ساتھ حاضر ہونے والوں میں سے دوسرا آدمی فقیر ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن صباح تھا جو مکناسہ کا باشندہ تھا اور معقول و مقبول میں فائق اور حدیث اور اس کے رجال کا عارف اور کتاب موطا کی معرفت اور سنانے کا امام تھا اس نے قاس اور مکناسہ کے مشائخ سے علوم حاصل کئے اور ہمارے شیخ ابو عبد اللہ اہلی سے ملا اور اس کے ساتھ رہنے لگا اور اس سے علوم عقلیہ حاصل کئے اور اپنی بقیہ جستجوئے علم کو پوری طرح وہیں خرچ کیا اور آخر میں نمایاں ہو گیا اور سلطان نے اسے اپنی ہم نشینی کے لئے جن لیا اور اسے بلایا اور ہمیشہ اس کے ساتھ رہا یہاں تک کہ اس بحری بیڑے میں غرق ہو گیا۔

اور ان میں سے ایک قاضی ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن عبد النور بھی تھا جو تدریس کے مضامین کا باشندہ تھا اور اس کا نسب ضہاجہ میں تھا اور وہ امام مالک بن انس کے فقہ کا ماہر تھا اور اس نے امام کے دونوں بیٹوں ابو زید اور ابو موسیٰ سے فقہ سیکھی اور یہ ان دونوں کے اصحاب میں شامل تھا اور جب سلطان ابوالحسن نے تلمسان پر قبضہ کیا تو اس نے امام کے دونوں بیٹوں کے مقام کو بلند کیا اور دونوں کو ان کے شہروں میں شورعی کے لئے مختص کیا اور وہ اپنی حکومت میں بہت سے اہل علم کو اکٹھا رکھتا تھا اور ان کے روزیے مقرر کرتا تھا اور ان سے اپنی مجلس کو معذور رکھتا تھا ایک روز اس نے امام کے بیٹے سے تقاضا کیا کہ وہ اپنے اصحاب میں اس کے لئے ایک آدمی کو منتخب کرے جو اسے مجالس کے فقہاء میں شامل کر دے تو اس نے اسے اس عبد النور کے متعلق مشورہ دیا تو اس نے اسے قریب کیا اور اسے اپنا قریبی ہم نشین بنایا اور اپنی فوج کی قضا اس کے سپرد کی اور وہ ہمیشہ اس کے مددگاروں میں شامل رہا یہاں تک کہ وہ ۴۹۷ھ میں تونس میں فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بھائی علی کو پیچھے چھوڑا جو ابن الامام کی تدریس میں اس کا رفیق تھا مگر فقہ میں اس سے کم ماہر تھا پس جب سلطان ابو عثمان اپنے باپ سلطان ابوالحسن کی فرماں برداری سے دست کش ہو گیا اور قاس پر حملہ کیا تو اسے بھی اپنے مددگاروں میں شامل کر لیا اور اسے مکناسہ کی قضا سپرد کی اور وہ ہمیشہ وہیں رہا یہاں تک کہ عمر بن عبد اللہ حکومت پر مغلب ہو گیا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے پس وہ اپنے فرض کی ادائیگی کا مشتاق ہوا تو اس نے اسے بھیجا اور وہ ۴۹۷ھ میں حج کو گیا اور جب مکہ پہنچا تو اس کا کچھ مرض باقی تھا اور طوائف قدوم میں فوت ہو گیا اور اس نے امیر الحاج کو اپنے بیٹے محمد کے متعلق وصیت کی کہ وہ اس کی یہ وصیت دیا مصر کے مغلب امیر بیخا الخاسکی کو پہنچا دے تو اس نے اس بارے میں اس کی نہایت اچھی طرح جائیسی کی اور اسے فقہاء کے کام سپرد کئے جس سے اس نے اس کی ضرورت پوری کر دی اور لوگوں سے سوال کرنے سے اس کی آبرو کو بچا لیا اور اس مرحوم کو علم کیمیا کا بڑا شوق تھا تاکہ اس میں لوگوں نے جو غلطیاں کی ہیں ان کی جستجو کرے پس اس وجہ سے وہ ایسی تکالیف برداشت کرتا رہا جو اسے اپنے دین اور عزت کے بارے میں لوگوں سے الجھاتی رہیں تا آنکہ ضرورت نے اسے مصر چھوڑنے پر مجبور کیا اور وہ بغداد چلا گیا اور وہاں بھی اسے اسی قسم کی تکالیف سے واسطہ پڑا تو وہ ماردین چلا گیا اور وہاں کے حاکم کے پاس ٹھہر گیا اور اس نے حق ہمسائیگی کو نہایت اچھی طرح ادا کیا یہاں تک کہ ہمیں ۵۰۰ھ کے بعد اطلاع ملی کہ وہ وہاں پر طبعی موت مر گیا ہے۔

اور ان میں سے ایک شیخ التحالیم ابو عبد اللہ محمد بن التجار تلمسانی تھا جس نے اپنے شہر کے مشائخ اور ہمارے شیخ اہلی سے علم حاصل کیا اور اس سے سبقت لے گیا پھر مغرب کی طرف چلا گیا اور سبتہ میں امام التحالیم ابو عبد اللہ محمد بن ہلال شارح فسطی سے ملا جو بیہیت کی کتاب ہے اور مراکش میں امام ابو العباس ابن البناء سے علم حاصل کیا اور وہ علم نبامت اور اس کے

احکام اور اس کے متعلقات میں امام تھا اور وہ بہت سے علم کے ساتھ تلمسان واپس آیا اور حکومت نے اسے منتخب کر لیا پس جب ابوتاشفین فوت ہوا اور سلطان ابوالحسن بادشاہ بنا تو اس نے اسے اپنے مددگاروں میں شامل کیا اور اس کا روزینہ مقرر کیا پس یہ افریقہ میں اس کے ساتھ حاضر ہوا اور طاعون سے فوت ہو گیا۔

اور ان میں سے ایک ابوالعباس احمد بن شعیب قاسی تھا جو ادب و لسان اور علوم عقلیہ یعنی فلسفہ، تعلیم اور طب وغیرہ میں یکتا تھا اور سلطان ابوسعید نے اسے جملہ کاتبوں میں شامل کر لیا اور طب میں حقدوم ہونے کی وجہ سے اس نے ان کا ملہاؤ کا روزینہ مقرر کر دیا پس وہ اس کا کاتب اور طبیب بن گیا اور اسی طرح اس کے بعد سلطان ابوالحسن کا بھی کاتب اور طبیب بنا اور افریقہ گیا اور اسی طاعون سے وہاں فوت ہو گیا اور وہ اپنے اشعار میں حقدوم اور متاخر قاضی شعراء سے سبقت لے گیا اور شعر کے نقد و تبصرہ میں اسے امامت حاصل تھی اور اب مجھے صرف اس کے یہ اشعار ہی یاد ہیں:

”محبوب کا گھر نجد میں ہے اور اس کا رہنے والا چاند ہے اور دل کی امارت نجد میں ہے کیا موسم بہار کی پہلی بارش صبح صبح اس کے گمن میں ہوئی ہے اور اس کے میدانوں میں کم موگھوڑے آگے پیچھے دوڑتے ہیں یا نسیم کے مریض نے وہاں پہلو اور رند سے شفا طلب کرتے ہوئے رات گزاری ہے وہ ان لوگوں کی باتیں سنا رہا ہے جو سیدھے راستے پر جانے والے ہیں اگرچہ وہ سیدھے راستے سے ہٹ گئے ہیں اور داستان کوئی کارمانہ میرا وطن ہے اور اس کے پانی نیلے اور سرخ ہیں اور نگاہیں ایک ہرنی پر لگی ہوئی ہیں جو سیاہی مائل سرخ آنسوؤں اور رتیلے قد والی ہے وہ تیری طرف انگھار آنکھوں سے دیکھتی ہے اور اس نے عاشق کو قتل کر دیا ہے یہاں تک کہ مصائب کی گردش اور نصیب کی لغزش انہیں جلدی جلدی لے گئی وہ مر گئے تیرے باپ کی قسم ان کے بعد میری زندگی موت کے قریب ہو گئی ہے اور وہ مدفون ہو گئے اور اسے زمین کے طعن اور لہر کے گڑھے نے اپنے اندر لے لیا ہے اور جدائی کے پھٹکنے اور دوری کے ویرانے کو اس کے دیدار سے دور کرتے ہوئے میں ان کے بعد زندگی گزار رہا ہوں اور میں نے اکیلے ان کا گرم پانی پیا ہے اے غم میں پکارنے والے مجھ سے اصرار نہ کر جو کچھ میں نے اس سے چھپایا ہے وہ اس سے زیادہ ہے جو میں نے ظاہر کیا ہے اور میرے قریب ٹھہر کر مجھے دن بھر چلائے گا اور اس کی یاد سے مجھے بے خوابی پر بے خوابی ہونے لگی اس نے دو بچے مضیغہ میں چھوڑے ہیں اور مجھے عطیے کی تکلیف پہنچی ہے۔“

اور ان میں سے ہمارے دوست خطیب ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن مرزوق تلمسانی بھی تھے اور اس کے اسلاف عہاد میں شیخ ابو مدین کے مہمان تھے اور اپنے دادا کے زمانے سے اس کی قبر کے خادم تھے جو اس کی زندگی میں اس کا خادم تھا اور وہ اس کا پانچواں یا چھٹا دادا تھا اور اس کا نام ابو بکر بن مرزوق تھا جو اسکی دوستی میں مشہور تھا اور جب وہ فوت ہوا تو بھراسن بن زبان نے جو بنی عبدالواد میں سے تلمسان کا بادشاہ تھا اسے اپنے محل کے قبرستان میں دفن کیا تا کہ جب وہ فوت ہو تو اس کے سامنے دفن ہو اور اس محمد نے تلمسان میں پرورش پائی اور اس نے مجھے جو بات بتائی اس کے مطابق اس کی پیدائش ۱۸۷۱ء میں ہوئی اور ۱۸۷۱ء میں اپنے باپ کے ساتھ مشرق کی طرف چلا گیا اور بجایہ سے گزرا تو وہاں اس نے شیخ ابو علی ناصر الدین کے متعلق سنا اور مشرق میں داخل ہوا اور اس کا باپ حرمین شریفین کے پڑوس میں رہنے لگا اور وہ خود قاہرہ کی طرف لوٹ آیا اور وہاں قیام پزیر ہو گیا اور برحان الدین السفاقی المالکی اور اس کے بھائی لیا اور طلب و روایت میں یکتا ہو گیا اور وہ دو

خطوں کو بہت اچھی طرح لکھتا تھا پھر وہ ۳۳۳ھ میں مغرب کی طرف آ گیا اور سلطان ابوالحسن کو تلمسان کے محاصرہ میں اس کے مقام پر بلا اور اس نے عباد میں ایک عظیم مسجد تعمیر کی اور اس کا چچا ان دستور کے مطابق عباد میں اس مسجد کا خطیب تھا اور جب اس کی وفات ہوئی تو سلطان نے اس کے چچا ابن مرزوق کی جگہ اس کو اس مسجد کی خلافت سپرد کی اور اسے منبر پر خطبہ دیتے سنا اور وہ اس کی تعریف و توصیف کرتا تھا پس وہ اس کی آنکھ کو بھا گیا اور اس نے اسے منتخب کر لیا اور اپنا مقرب بنایا اور اس کے باوجود وہ سختیں جو امام کے دونوں بیٹے تھے کی مجلس سے وابستہ رہتا تھا اور وہ اپنے آپ کو فضلاء اور اکابر کی ملاقات اور ان سے علم حاصل کرنے میں لگائے رکھتا تھا اور سلطان ہر روز اس کی ترقی میں اضافہ کرتا جاتا تھا اور وہ اس کے ساتھ جنگ طریف میں شامل ہوا جس میں مسلمانوں کی آزمائش ہوئی اور وہ اُسے حاکم اندلس کے ساتھ اپنی سفارت میں عامل مقرر کرنا تھا پھر اس نے اس کے افریقہ پر قابض ہو جانے کے بعد اس کی طرف سے کھمال کے بادشاہ ابن ادونش کے پاس صلح کے قیام اور اس کے بیٹے عمر ابو تاشفین کو چھڑانے کے لئے سفارت کی جسے جنگ طریف میں قیدی بنا لیا گیا پس وہ اس سفارت میں جنگ قیروان سے غائب ہو گیا اور تاشفین کو نصرانی زعماء کی ایک پارٹی کے ساتھ واپس لے آیا جو اپنے بادشاہ کی طرف سے سفارت میں آئے تھے اور انہیں بلا و افریقہ میں قسطنطین مقام پر جنگ قیروان کی اطلاع ملی اور وہیں پر سلطان کا عامل اور اس کے محافظ بھی موجود تھے پس اہل قسطنطین نے ان سب پر حملہ کر دیا اور انہیں لوٹ لیا اور فضل بن سلطان ابو یحییٰ کا خطبہ دیا اور موحدین کی بدعت کو دہرایا اور اسے بلایا پس وہ ان کے پاس آیا اور شہر پر قبضہ کر لیا اور ابن مرزوق اعیان و عمال اور ملوک و سزاء کی ایک پارٹی کے ساتھ مغرب کی طرف لوٹے ہوئے چلا اور سلطان ابوعثمان کے پاس ابوالحسن کی چھیتی لوٹنے کی والدہ کے ساتھ گیا جو اس کی طرف سزکر کے آ رہی تھی پس اسے قسطنطین میں اس کی اطلاع مل گئی اور گھبراہٹ پیدا ہو گئی پس اس کے بیٹے ابوعثمان نے اپنے باپ کی حکومت پر قبضہ کر لیا اور قاس پر قابض ہو گیا تو وہ اس کے پاس واپس آ گئی اور ابن مرزوق بھی اس کی خدمت میں تھا پھر اس نے تلمسان جانا چاہا تو انہوں نے اسے وہاں بھجوا دیا اور اس نے عباد میں اپنے اسلاف کی جگہ پر اقامت اختیار کر لی اور تلمسان پر ان دنوں ابوسعید عثمان بن عبدالرحمن بن عفر ابن بن زیان کی حکومت تھی اور بنی عبدالواد کے قبیلہ نے جنگ قیروان کے بعد تونس میں اس کی بیعت کر لی اور اس وقت ابن تافراکین نے قصبہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہو چکا ہے اور وہ تلمسان کی طرف واپس آ گئے پس ان دونوں نے وہاں ابوسعید عثمان بن جرار کو پایا جسے سلطان ابوعثمان نے اپنے باپ کے خلاف بغاوت اور قاس کی طرف روانگی کے وقت تلمسان کا عامل مقرر کیا تھا اور اس کے بعد ابن جرار نے بغاوت کر دی اور اپنی دعوت دی اور عثمان بن عبدالرحمن نے اس کا قصد کیا اور اس کے ساتھ اس کے بھائی ابوثابت اور ان کی قوم بھی تھی پس انہوں نے ابن جرار کے ہاتھوں سے تلمسان کو چھین لیا اور اسے قید کر دیا اور پھر اسے قتل کر دیا۔

تلمسان میں ابوسعید کی خود مختاری: اور ابوسعید تلمسان کی حکومت میں خود مختار ہو گیا اور اس کا بھائی ابوثابت اس کی نیابت کرتا تھا اور سلطان ابوالحسن تونس سے سمندر پر سوار ہوا اور اس کا بحری بیڑا غرق ہو گیا اور وہ بچ کر الجزائر چلا گیا اور وہاں اترا اور تلمسان پر چڑھائی کرنے کے لئے فوج جمع کرنے لگا پس ابوسعید نے دیکھا کہ وہ اس تعلق کی وجہ سے جو ان دونوں کے درمیان ہے ان سے اس کی دھار کو ان سے ملنے کے اور اس نے اس کام کے لئے ابن مرزوق کو منتخب کیا پس اس

نے اسے بلایا اور رازداری کے ساتھ اسے وہ بات بتائی جو وہ سلطان ابوالحسن سے کہنا چاہتا تھا اور وہ اس کام کے لئے صحرا کے راستے سے گیا اور ابو ثابت اور اس کی قوم کو بھی اطلاع ملی گئی تو انہوں نے اسے ابوسعید پر تبدیل کرنے کی کوشش کی اور اسے برا بھلا کہا مگر وہ نہ مانا تو انہوں نے صغیر بن عامر کو ابن مرزوق کے روکنے کے لئے بھیجا تو وہ اسے لے آیا اور انہوں نے اسے کئی روز تک قید رکھا پھر اسے سمندر پار کروا کر اندلس بھیج دیا تو وہ غرناطہ میں سلطان ابوالحجاج کے ہاں تر اور جب وہ جنگ طریف کے بعد سبت میں سلطان ابوالحسن کی مجلس میں اس سے ملا تھا اس وقت سے اس کا اس کے ساتھ تعلق تھا تو ابوالحجاج نے اس جان پہچان کا پاس کیا اور اسے قریب کیا اور الحمراء کی جامع مسجد میں اسے خطیب مقرر کر دیا اور وہ مسلسل اس کا خطیب رہا یہاں تک کہ سلطان ابو عثمان نے اسے ۵۷۳ھ میں اپنے باپ کی وفات اور تلمسان اور اس کے مضافات پر قابض ہونے کے بعد بلایا تو اس کے پاس آیا تو اس نے اس کے تعلقات کی پابنداری کی اور اسے اپنی مجلس کے اکابر میں شامل کر لیا اور وہ اس کی مجلس اعلیٰ میں اس کے سامنے کتابیں پڑھتا تھا اور اس کی مجلس میں دریں دینے والوں کے ساتھ اپنی باریکی پر دیں دیتا تھا پھر اس نے ۵۷۸ھ میں تونس پر قابض ہونے کے بعد اسے تونس کی طرف بھیجا تا کہ سلطان ابوالحسن کی دختر اسے منگنی کا پیغام دے مگر اس عورت نے اس منگنی کو رد کر دیا اور اسے تونس میں خوفزدہ کیا گیا اور سلطان ابو عثمان کے پاس چھٹی کی گئی کہ وہ اس لڑکی کے مکان پر جھانکتا ہے تو اس وجہ سے وہ اس پر ناراض ہوا اور سلطان قسطنطین سے وفاداری گیل اور اہل تونس نے سلطان تمام عمال اور محافظوں پر حملہ کر دیا جو تونس میں موجود تھے اور انہوں نے ابو محمد بن تافراکین کو مہدیہ سے بلایا لیکن وہ آیا اور اس نے شہر پر قبضہ کر لیا اور لوگ بحری بیڑے پر سوار ہو گئے اور تلمسان کی بندرگاہوں پر اترے۔

ابن مرزوق کی گرفتاری: اور سلطان نے ابن مرزوق کے قید کرنے کا اشارہ کیا اور اس کام کے لئے یحییٰ بن شعیب جو اس کے دروازے کے دربانوں کا لیڈر تھا گیا پس وہ اسے تاسالت میں ملا اور وہیں اسے قید کر دیا اور اسے اس کے پاس لایا تو سلطان نے اسے بلا کر ڈانٹا پھر اسے ایک مدت تک قید کر دیا اور اسے اپنی موت سے پہلے رہا کر دیا اور سلطان ابو عثمان کی موت کے بعد حکومت مضطرب ہو گئی اور بنی مرین کے کچھ لوگوں نے بنی یقوب بن عبدالحق کے ایک شریف الاصل کی بیعت کر لی اور انہوں نے جدید شہر کا محاصرہ کر لیا اور وہیں پر اس کا بیٹا ابوسعید اور اس کا وزیر حسن بن عمر جو اس پر حاوی تھا موجود تھا اور سلطان ابوسالم اندلس میں تھا جسے اس کے بھائی ابو عثمان نے ان کے عم زادوں کے ساتھ جو سلطان ابو علی کے بیٹے تھے سلطان ابوالحسن کی وفات کے بعد اندلس کی طرف جلاء وطن کر دیا اور وہ سب اس کے قبضے میں تھے پس جب وہ فوت ہو گیا تو اب سالم اپنی مغرب کی حکومت کے لئے مستعد ہوا تو رضوان نے اسے منع کیا جو ان دنوں اندلس کی حکومت کا منتظم اور ابن السلطان ابی الحجاج پر حاوی تھا اور وہ دارالحرب سے اشبیلیہ چلا گیا اور بطرہ کے ہاں اترا جو ان دنوں ان کا بادشاہ تھا پس اس نے اس کے لئے کشتیاں مہیا کیں اور اسے کنارے کی طرف بھیج دیا اور بلاد غمارہ کے جبل صفیہ میں اترا اور اس جبل کے باشندوں میں سے بنو مسیر اور بنو مزیر نے اس کی دعوت کو قائم کیا پھر انہوں نے اسے مدد دی اور وہ اپنی حکومت پر قابض ہو گیا اس کے مفصل حال کو ہم نے اس کی حکومت کے حالات میں بیان کیا ہے۔

اور ابن مرزوق وہاں سے جب کہ وہ اندلس میں تھا ساز باز کرتا تھا اور اس سے کام لیتا تھا اور اپنے امور میں اس سے مذاکرات کرتا تھا اور کبھی کبھی اس سے خط و کتابت بھی کرتا تھا اور وہ جبل صفیہ میں رہتا تھا اور وہ اپنی قوم کے زعماء سے اس کی

دعوت سے وابستہ ہونے کے بارے میں ساز باز کرتا تھا پس جب سلطان ابوسالم بادشاہ بنا تو اس نے اس کے تمام تعلقات کا لحاظ کیا اور اُسے لوگوں پر فضیلت دی اور اسے اپنی محبت سے نوازا اور امور کی باگ دوڑ اس کے ہاتھ میں دے دی پس لوگوں نے اس کی اولاد کو روئے دیا اور حکومت کے اشراف اس کے دروازے پر گئے اور چہرے اس کی طرف پھر گئے جس کی وجہ سے اہل حکومت کے دل بیمار ہو گئے اور انہوں نے اس کے بارے میں سلطان کو ملامت کی اور لوگ اس کی تاک میں رہے یہاں تک کہ عمر بن عبداللہ نے جدید شہر پر حملہ کر دیا اور لوگ سلطان سے الگ ہو گئے اور عمر بن عبداللہ نے ۶۷۲ھ کے آخر میں اسے قتل کر دیا اور ابن مرزوق کو قید کر دیا اور اس نے ابن کے سلطان کو جسے محمد بن ابی عبدالرحمن بن ابی الحسن نے مقرر کیا تھا اکسایا تو اس نے اُسے آزمائش میں ڈالا اور اس نے اسے دوست بنالیا پھر اس نے اسے زہا کر دیا حالانکہ اس کی حکومت کے بہت سے باشندوں نے اس کے قتل کا ارادہ کیا ہوا تھا پس اس نے اسے ان سے بچایا اور وہ ۶۷۳ھ میں تونس چلا گیا اور سلطان ابواسحاق کے ہاں آئے اور اس نے حکمران پر ابو محمد بن ابراہیم حاوی تھا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور انہوں نے اسے تونس کی جامع مسجد میں خطابت سپرد کر دی اور وہ وہاں ٹھہر گیا یہاں تک کہ سلطان ابواسحاق ۶۷۵ھ میں فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا خالد حکمران بنا۔

سلطان ابوالعباس کی تونس پر چڑھائی: اور سلطان ابوالنجی کے پوتے سلطان ابوالعباس نے اپنے ہیڈ کوارٹر قسطنطنیہ سے تونس پر چڑھائی کی اور اس پر قبضہ کر لیا اور ۲۷۷ھ میں خالد کو قتل کر دیا اور ابن مرزوق اس کی کج روی سے پریشان رہتا تھا حالانکہ وہ اپنے عم زاد محمد حاکم بجایہ کے پاس قاسم میں رہتا تھا اور سلطان ابوالعباس کے ہاں اسے اس پر ترجیح دیتا تھا پس سلطان ابوالعباس نے اسے تونس میں خطبہ دینے سے معزول کر دیا جس سے وہ غمگین ہو گیا اور مشرق کی طرف جانے کا ارادہ کر لیا اور سلطان نے اسے چھوڑ دیا پس وہ کشتی پر سوار ہوا اور اسکندریہ آ گیا پھر قاہرہ کی طرف کوچ کر گیا اور اہل علم اور حکومت کے امراء سے ملا اور اس کا سرمایہ ان کے ہاں چل نکلا اور انہوں نے اسے سلطان اشرف کے پاس پہنچا دیا پس وہ ان دنوں اس کی مجلس میں حاضر ہوتا تھا اور اس نے اسے علمی کام سپرد کر دیئے جن سے وہ اپنی معاش کا سامان حاصل کرتا تھا اور اسی نے اپنے گھر کے استاذ محمد کا سلطان کے ساتھ تعلق کروایا تھا جس سے وہ اپنی آمد کے آغاز میں ملا تھا تو وہ اس کی آنکھ کو بھا گیا تھا اور اس نے اس کے مددگاروں کو اچھا سمجھا پس اس نے اس کے لئے کوشش کی اور اس کی کوشش کامیاب ہوئی اور وہ ہمیشہ قاہرہ میں معزز عہدوں پر مانگی قضاء کا نمائندہ بن کر رہے ریس کے کاموں سے وابستہ رہا یہاں تک کہ ۸۷۷ھ میں فوت ہو گیا ہمارے اشیاء اور اصحاب میں ہے جو لوگ سلطان ابوالحسن کے پاس رہتے تھے انہوں نے اسی طرح بیان کیا ہے اور کتاب کا موضوع طوالت نہیں ہے اس لئے ہم اسی پر بس کرتے ہیں اور مؤلف کے حالات کا بیان کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

فصل

تونس میں علامت پر متصرف ہونا پھر

اس کے بعد مغرب کی طرف سفر کرنا اور

سلطان ابو عنان کی کتابت پر مقرر ہونا

اور جب سے میں پروان چڑھا اور جوان ہوا ہوں ہمیشہ سے ہی میں تحصیل علم اور محاسن کے حاصل کرنے اور علمی حلقوں میں آنے جانے میں پورے انہماک سے مشغول رہا ہوں یہاں تک کہ طاعون جارف آگئی اور اعیان و صدور اور تمام مشائخ فوت ہو گئے اور میرے والدین مرحومین بھی وفات پا گئے اور میں اپنے شیخ ابو عبد اللہ ایللی کی مجلس سے وابستہ ہو گیا اور تین سال تک اسے سنانے میں پورے انہماک سے مشغول رہا یہاں تک کہ سلطان ابو عنان نے اسے بلایا اور وہ اس کے پاس چلا گیا اور مجھے ابو محمد تافراکین نے جو ان دنوں تونس کی حکومت پر حاوی تھا سلطان ابو اسحاق کی علامت کی کتابت کے لئے بلایا اور جب سے اس نے قسطنطنیہ سے اس پر حملہ کیا سلطان ابو یحییٰ کا پوتا ابو زید فوجوں سمیت اس کے ساتھ تھا اور اس کے ساتھ اولاد مہاہل کے عرب بھی تھے جنہوں نے اس سے اس کام کے لئے مدد مانگی تھی پس ابن تافراکین اور اس کا سلطان ابو اسحاق اولاد ابو اللیل کے عربوں کے ساتھ نکلا اور فوج کو عطیات دیے اور اسے زندگی بھر کے لئے مراتب اور وظائف دیے اور صاحب علامت ابو عبد اللہ محمد بن علی بن عمر نے اس سے بخشش کے امانے کے لئے عذر کیا تو اس نے اسے معزول کر دیا اور اس سے علامت لے کر مجھے دے دی پس میں نے سلطان کی طرف سے علامت لکھی اور وہ بمسلحہ کے درمیان نونے قلم سے الحمد للہ والشکر اللہ کے الفاظ تھے اور اس کے بعد خطاب یا فرمان ہوتا تھا اور میں ۵۹۳ھ کے آغاز میں ان کے ساتھ نکلا اور افریقہ سے سفر کا عزم کئے ہوئے تھا کیونکہ مجھے اپنے اشیاء کے فوت ہو جانے اور حصول علم میں رکاوٹ ہو جانے کے باعث گھبراہٹ ہو گئی تھی۔

بنو مرین کی مغرب کو واپسی: پس جب بنو مرین مغرب میں اپنے مراکز کی طرف واپس آ گئے اور افریقہ سے ان کی رو رک گئی اور ان کے ساتھ جو فضلاء تھے ان کی اکثریت دوستوں اور اشیاء کی کمی و میں نے ان کے پاس جانے کا عزم کر لیا اور اس بات سے میرے بھائی اور میرے رئیس محمد رحمہ اللہ نے مجھے روکا پس جب مجھے اس کام کی طرف دعوت دی گئی تو میں نے

اسے قبول کرنے میں جلدی کی کیونکہ مغرب میں جانے سے میری غرض پوری ہوتی تھی اور ایسے ہی ہوا اور جب ہم تونس سے نکلے تو بلاد ہوارہ میں اترے اور فوجیں ایک دوسرے کی طرف مراجعت کی جستجو میں بڑھیں اور ہماری صف شکست کھا گئی اور میں آیتہ کی طرف آ کر چل گیا اور میں مرابطین کے رد ساء میں سے شیخ عبدالرحمن الوستانی کے ہاں ٹھہرا پھر میں سبتہ آ گیا اور اس کے حاکم محمد بن عہدون کے ساتھ اس نے کچھ راتیں میرے پاس قیام کیا یہاں تک کہ مغرب کے ایک رفیق کے ساتھ اس نے میرے لئے راستہ تیار کیا اور میں نے قسطنطنیہ کی طرف سفر کیا اور وہاں کئی روز ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ وہاں فقیہ محمد ابن الرئیس منصور بن حرنی اور اس کا بھائی یوسف جو ان دنوں الزاب کا حاکم تھا ہمارے پاس آئے اور جب امیر ابو زید نے تونس کا محاصرہ کیا تو وہ تونس میں ہی تھا پس وہ اس کے پاس آیا اور وہ اس کے ساتھ ہی تھا اور جب انہیں اطلاع ملی کہ سلطان ابو عثمان نے مغرب پر قبضہ کر لیا ہے تو اس نے تلمسان پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور کے سلطان عثمان بن عبدالرحمن اور اس کے بھائی ابو ثابت کو قتل کر دیا اور وہ المریہ پہنچ گیا اور بجایہ کو اس کے امیر ابو عبد اللہ سے چھین لیا جو سلطان ابو یحییٰ کا پوتا تھا اور جب وہ اس کے شہر کے قریب آیا تو اس نے اس سے خط و کتابت کی پس وہ اس کے پاس گیا اور اس کی خاطر اس سے دست بردار ہو گیا اور اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا اور ابو عثمان نے بنی وزیر میں سے شیخ بنی وطاس علی بن عمر کو بجایہ کا حاکم مقرر کر دیا پس جب انہیں یہ خبر پہنچی تو امیر عبدالرحمن تونس کا محاصرہ چھوڑ کر بھاگ گیا اور قذ سے گزرا اور محمد بن حرنی الزاب جاتے ہوئے ہمارے پاس آیا تو میں نے بسکریہ تک اس کی رفاقت کی اور میں وہاں اس کے بھائی کے پاس گیا اور وہ اپنے بھائی کی ضمانت کے تحت الزاب کی ایک بستی میں اتر آیا یہاں تک کہ سردی کا موسم ختم ہو گیا اور ابو عثمان نے جب بجایہ پر قبضہ کیا تو اس نے شیوخ بنی وطاس میں سے عمر بن علی بن وزیر کو اس کا حاکم مقرر کیا پس امیر ابو عبد اللہ کا غلام قارح اس کی بیوی اور بچوں کو لے جانے کے لئے آیا تو ضہبہ کے ایک بے وقوف نے عمر بن علی کے قتل کے متعلق سازش کی اور اس نے اسے اس کی نشست گاہ پر قتل کر دیا اور شہر پر قبضہ کر لیا اور امیر ابو زید کو قسطنطنیہ سے بلا بھیجا اور شہر کے آدمی ان کے درمیان سلطان کی سطوت کے خوف سے چلنے پھرنے لگے پھر انہوں نے قارح پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور پہلے کی طرح سلطان کی دعوت کو دوبارہ قائم کیا اور انہوں نے تونس کے سلطان کے عامل کے متعلق بنی مرین میں سے بنی و نکاسن کے شیخ محیات بن عمر عبداللہ کو بھیجا تو انہوں نے اسے اپنی ہاگ تھمادی اور سلطان کو اپنی فرمانبرداری کا پیغام بھیج دیا پس اس نے اسی وقت اپنے حاجب محمد بن ابی عمرو کو نکالا اور فوج نے اسے گھیر لیا اور اس کے ساتھ اس کی حکومت کے سرکردہ اور اس کے مرازا عیان بھی چلے گئے اور میں سلطان ابو عثمان کے پاس تلمسان جانے کے لئے بسکریہ سے کوچ کر گیا اور ابن عمر کو بطحا میں ملا اور اس نے میری اس قدر عزت کی کہ جس کام میں گمان بھی نہیں کر سکتا تھا اور مجھے اس کے ساتھ بجایہ واپس بھیجا پس فتح میں موجود تھا اور افریقہ کے وفود ہر سمت سے اس پر ٹوٹ پڑے اور جب وہ سلطان کی طرف واپس گیا تو میں بھی ان کے ساتھ گیا اور اس نے مجھ پر اس قدر احسان و کرم کیا جس کا مجھے گمان بھی نہ تھا حالانکہ میں اس وقت جوان تھا اور میری سیس بھی نہیں بھگی تھیں پھر میں وفود کے ساتھ لوٹ آیا اور ابن عمر بجایہ واپس آ گیا اور میں نے اس کے ہاں قیام کیا یہاں تک کہ ۵۷۲ھ کے آخر میں موسم سرما ختم ہو گیا۔

سلطان ابو عثمان کی قاس کو واپسی: اور سلطان ابو عثمان قاس واپس آ گیا اور اس نے اہل علم کو اپنی مجلس کے حلقہ کے لئے اکٹھا کیا اور اس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ اس مجلس میں مذاکرہ کے لئے طالب علموں کو منتخب کر رہا تھا پس ان لوگوں نے

جنہیں میں تونس میں ملا تھا اس کو میرے بارے میں اطلاع دی اور اس کے سامنے میری تعریف کی تو حاجب نے مجھے آنے کے متعلق لکھا تو میں ۵۷۵ھ میں اس کے پاس گیا اور اس نے مجھے اپنی مجلس کے اہل علم میں شامل کر لیا اور مجھے اس کے ساتھ نمازوں میں حاضر ہونے کا پابند کیا پھر اس نے باوجود میری ناپسندیدگی کے مجھے اس کی کتابت اور اس کے سامنے مہر لگانے پر مقرر کر دیا جب کہ میں نے اپنے اسلاف کو ایسے کرتے نہ دیکھا تھا اور میں پڑھتے استدلال کرنے اور اہل مغرب کے مشائخ اور اندلس کے سفارت کاروں سے ملاقات کرنے میں پورے انہماک سے لگ گیا اور میں نے ضرورت کے مطابق ان سے فائدہ اٹھایا اور ان دنوں اس کے مددگاروں میں مراکش کے باشندوں میں سے استاد ابو عبد اللہ محمد بن الصغار بھی شامل تھے جو اپنے وقت کا امام القرآن تھا اس نے مغرب کے مشائخ اور مسافر محدثین کے شیخ ابو عبد اللہ محمد بن رشید فہری سید اہل مغرب سے علم حاصل کیا اور وہ قرآن کی روایات صحیح میں سلطان سے معارفہ کیا کرتا تھا یہاں تک کہ اس کی وفات ہو گئی۔

اور ان میں سے ایک فاس کا قاضی الجماعہ ابو عبد اللہ مغربی بھی تھا جو اہل تلمسان میں سے ہمارا دوست تھا اس نے وہاں پر ابو عبد اللہ محمد السلوی سے علم حاصل کیا اور مغرب سے وہاں معارف سے خالی آیا پھر اس نے علم سے آراستہ ہو جتنے پر کمر باندھی اور گھر بیٹھ کر قرآن پڑھنے لگا اور اسے حفظ کر لیا اور اسے صحیح قراءت میں پڑھا پھر وہ کتاب التفسیر فی العزیز پڑھنے لگ گیا اور اسے بھی حفظ کر لیا پھر اس نے فقہ اور اصول کی کتاب مختصر ابن الحاجب پڑھنی شروع کی اور اسے حفظ کر لیا پھر وہ ابو علی ناصر الدین کے شاگرد فقیہ عمران المشدالی سے واسطہ ہو گیا اور اس سے فقہ سنی اور علوم میں اس قدر سبقت بنے گیا کہ اس کی انتہاء تک نہ پہنچا جاسکتا تھا۔

سلطان ابوتاشیفین کا تلمسان میں مدرسہ تعمیر کرنا: اور سلطان ابوتاشیفین نے تلمسان میں ایک مدرسہ تعمیر کیا اور اسے اس تدریس کے لئے مقدم کیا اور وہ اسے اولاد کی امام کے مشابہ قرار دیتا تھا اور تلمسان میں اس سے ایک جماعت نے فقہ سنی جس میں سب سے زیادہ اس ابو عبد اللہ مغربی نے علوم میں سے حصہ پایا اور جب ہمارا شیخ ابو عبد اللہ ایللی سلطان ابو الحسن کے تلمسان پر قبضہ کرنے کے وقت تلمسان آیا تو عبد اللہ السلوی تلمسان کی فتح کے روز قتل ہو گیا اسے سلطان کے ایک پیروکار نے ایک گناہ کی وجہ سے قتل کر دیا جو اس نے جملہ اس میں علم حاصل کرنے سے قبل اس کے بھائی ابو علی کی چاکری میں کیا تھا اور سلطان نے اسے اس پر دھمکی دی تھی پس وہ مدرسے کے دروازے پر قتل ہو گیا اور اس کے بعد ابو عبد اللہ المغرب ہمارے شیخ ایللی اور امام کے بیٹوں کی مجلس سے وابستہ ہو گیا اور وسیع العلم ہو گیا اور جب ۵۷۹ھ میں سلطان ابو عثمان نے بغاوت کی اور اپنے باپ کو معزول کر دیا تو اسے بیعت کی کتب کی طرف متوجہ کیا پس اس نے انہیں لکھا اور جمعہ کے روز انہیں لوگوں کو سنایا اور سلطان کے ساتھ فاس چلا گیا پس جب اس نے فاس پر قبضہ کر لیا تو اس کے قاضی شیخ معمر ابو عبد اللہ بن عبد الرزاق کو معزول کر دیا اور اسے اس کی جگہ قاضی مقرر کیا اور یہ مسلسل وہاں پر قاضی رہا یہاں تک کہ اس نے اسے ایک شاہانہ وسوسے سے ناراض کر دیا اور اس نے اسے معزول کر دیا اور اس کی جگہ ۵۸۶ھ کے آخر میں ابو عبد اللہ تھکالی کو قاضی مقرر کر دیا پھر اس نے اسے اندلس کی سفارت پر بھیجا تو وہ واپس نہ آیا اور سلطان اس کے لئے اپنے سواروں سمیت رک گیا اور حاکم اندلس کو اس کے ساتھ تمسک کرنے پر ملامت کی اور اسے لانے کے لئے اس کے پاس آوی بھیجے تو اس نے ابن ابی الحارث کی سفارش کی پناہ لی اور اس سے سلطان ابو عثمان کی تحریری ایمان کا مطالبہ کیا اور اس نے اسے غرناطہ میں مقیم شیوخ علم کی

جماعت کے ساتھ بھیجا جس میں ہمارے شیخ ابوالقاسم الشریف السمتی بھی تھے جو جلالت علم و کار اور ریاست کے شیخ الدین اور فصاحت و بیان کے لحاظ سے امام اللہان اور اپنی نظم و نثر اور اس کے ورثگی میں حقیقت میں ہیں اور ہمارے دوسرے شیخ ابوالبرکات محمد بن محمد الحاج البقینی تھے جو المریہ کے باشندے تھے اور اندلس کے فقہاء محمد شین اور باز صوفیا اور خطباء کے شیخ تھے اور معارف کے اسالیب اور طوک کی محبت کے آداب کو محمد کی سے بیان کرنے میں اہل علم کے سردار تھے اور ان کے سوا کچھ اور لوگ بھی تھے پس وہ دونوں سفارشی بن کر اسے سلطان کے پاس لائے کیونکہ وہ ان دونوں کی ملاقات کا بہت خواہش مند تھا پس سفارش قبول ہو گئی اور وسیلہ مفید ثابت ہوا اور جب وہ دونوں ۷۵۷ھ میں آئے میں بھی سلطان کی مجلس میں موجود تھا اور وہ جمعہ کا روز تھا اور قاضی المغربی سلطان کے دروازے پر اپنے مکان میں امارت اور وظیفے سے الگ ہو کر ٹھہرا ہوا تھا اس کے سلطان کی جانب سے اس پر آزمائش آئی جو اس کے اور اس کے اقارب کے درمیان واقع ہوئی اور وہ ان کے ساتھ قاضی کھالی کے پاس حاضر ہونے سے ریک گیا اور سلطان اپنے دروازے کے ایک محافظ کے پاس آیا کہ وہ اسے گھسیٹ کر قاضی کی مجلس میں لے جائے تاکہ اس کا حکم اس کے متعلق نافذ ہو جائے اور لوگ اسے ایک آزمائش سمجھتے تھے پھر اس کے بعد سلطان نے قسطنطنیہ کی طرف کوچ کرنے کے موقع پر اسے اپنی حکومت کی افواج کی قضا پر مقرر کیا پس جب اس نے اسے فتح کر لیا اور ۷۵۸ھ کے آخر میں اپنے دار الخلافہ قاس کی طرف واپس آیا تو قاضی المغربی راستے میں بیمار ہو گیا اور قاس آنے پر مر گیا۔

اور ان میں سے ایک ہمارے دوست امام عالم مقتدا معقول و معقول کے شہسوار اور مزدع و اصول کے ماہر ابو عبد اللہ محمد بن احمد الشریف الحسینی بھی تھے جو ملوی کے نام سے معروف تھے یہ ایک تلمسان کے مضافات کی ہستی کی نسبت سے ہے جس کا نام علویین ہے اور اس کے اہل شہر اپنے نسب میں مد اعلیٰ نہیں کرتے تھے اور بعض اوقات اس میں ایک ایسا فاجر بھی داخل ہو جاتا تھا جسے نہ اپنے دین کی سمجھ ہوئی تھی اور نہ اسباب کی معرفت رکھتا تھا اور ایک لغویت کی وجہ سے اس کی طرف التفات نہ کرتا تھا۔

اس آدمی نے تلمسان میں پرورش پائی اور اس کے مشائخ سے علم حاصل کیا اور امام کی اولاد کے ساتھ مختص ہو گیا اور ان سے فقہ اصول اور کلام کو سمجھا پھر ہمارے شیخ ایللی سے وابستہ ہو گیا اور اس کے معارف سے بہرہ وافر حاصل کیا اور وسیع العلم ہو گیا اور اس کے حواس سے علم کے سوتے پھوٹنے لگے پھر وہ ۷۷۰ھ میں ایک کام کے سلسلہ میں تونس چلا گیا اور ہمارے شیخ قاضی ابو عبد اللہ بن عبد السلام سے ملا اور اس کی مجلس میں حاضر ہوا اور اس سے استفادہ کیا اور علم میں اس کا رتبہ بڑھ گیا اور ابن عبد السلام اس کی طرف میلان رکھتا تھا اور اس کے مقام کو پسند کرتا تھا اور اسکے حق کو پہچانتا تھا یہاں تک کہ لوگوں کو یہ گمان ہو گیا کہ وہ اپنے گھر میں اس سے خلوت میں ملتا ہے اور اسے ابن سیناء کی کتاب الاشارات کی فصل تصوف سناتا ہے کیونکہ اس نے اس کتاب کو ہمارے شیخ ایللی سے اچھی طرح سمجھا تھا اور ابن سیناء کی کتاب الشفاء کا بہت سا حصہ اسے سنایا تھا اور اسطو کی کتب کی تلاخیص حساب ہندسہ فرائض اور اس کے علاوہ فقہ عربی اور دیگر علوم شریعت کی کتب بھی اسے سنائی تھیں اور اسے کتب خلافت میں بھی ید طولیٰ اور مہارت حاصل تھی پس ابن عبد السلام نے اسے یہ سب کچھ سمجھایا اور اس کے حق کو واجب کیا اور تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور علم کی تدریس و اشاعت میں منہمک ہو گیا پس اس نے مغرب کو علوم اور شاگردوں سے بھر دیا یہاں تک کہ جنگ قیردان کے بعد مغرب مضطرب ہو گیا۔

سلطان ابوالحسن کی وفات: پھر سلطان کی وفات ہو گئی اور ابو عثمان نے تلمسان جا کر ۹۳۳ھ میں اس پر قبضہ کر لیا اور اس نے شریف ابو عبد اللہ کو پسند کر لیا اور اپنی بلند شان مجلس کے لئے مشائخ کے ساتھ اسے بھی منتخب کر لیا اور اسے قاس نے کیا پس شریف سفر اور بار بار کے شکوے شکایت سے زچ ہو گیا اور سلطان کو بھی اس کے متعلق معلوم ہو گیا اور اس پر شک کرنے لگا پھر اس اثناء میں اسے اطلاع ملی کہ تلمسان کے سلطان عثمان بن عبد الرحمن نے اسے اپنے بیٹے کا وصی بنایا ہے اور تلمسان کے ایک سردار کے ہاں اس کے لئے مال امانت رکھا ہے اور یہ کہ شریف کو اس کے متعلق علم ہے پس اس نے امانت کو لئے لیا اور شریف پر اس وجہ سے ناراض ہوا اور اسے ہر طرف کر دیا اور وہ کئی ماہ تک اس کی قید میں رہا پھر اس نے اُسے ۹۳۶ھ کے آغاز میں رہا کر دیا اور اسے دور بھجوا دیا پھر اسے راضی کر لیا اور دوبارہ اسے اپنی سیٹ پر بحال کر دیا یہاں تک کہ سلطان ۹۳۹ھ کے آخر میں فوت ہو گیا اور ابو حمزہ بن یوسف بن عبد الرحمن نے تلمسان کو بنی مرین کے قبضے سے چھین لیا اور شریف کو قاس سے بلایا پس اس زمانے کے مستقیم وزیر عمر بن عبد اللہ نے اسے بھجوا دیا تو وہ تلمسان آ گیا اور ابو حمزہ نے اس کو اس کی دونوں ہتھیلیوں سمیت آزاد کر دیا اور اس کی بیٹی سے رشتہ کیا تو اس نے اس کے ساتھ اس کی شادی کر دی اور اس نے اسے اس کے لئے ایک مدرسہ تعمیر کیا اور اس کی ایک طرف اپنے باپ اور چچا کا دفن بنایا اور شریف وہاں علم پڑھانے لگا یہاں تک کہ ۹۴۷ھ میں فوت ہو گیا۔ اور اس مرحوم نے مجھے بتایا کہ اس کی پیدائش ۸۷۷ھ میں ہوئی تھی۔

اور ان میں سے ایک ہمارا دوست قاضی القاسم محمد بن یحیی البرہی تھا جو اعلیٰ کے برجہ میں سے تھا اور سلطان ابو عثمان کا کاتب انشاء پرداز اور اس کی حکومت کا راز دار تھا اور اس کا خصوص اور صاحب عزت آدمی تھا اور اصل میں اعلیٰ کے برجہ کا رہنے والا تھا ہیں اس نے پرورش پائی اور تحصیل علم میں کوشش کی اور پڑھا اور سنا اور اعلیٰ کے مشائخ سے فقہ سیکھی اور ادب میں وسیع علم حاصل کیا اور نظم و نثر میں سبقت لے گیا اور فطرتی سخاوت حسن معاشرت نوی اور کشادہ روئی اور سنگی کرنے میں اس کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا تھا اور وہ ۹۵۰ھ کے دہائی میں بجایہ کی طرف کوچ کر گیا جہاں امیر ابو زکیا بن سلطان ابی یحییٰ اس وقت سے جب وہ کتابت و بلاغت کے لکھنے سے الگ ہوا تھا اکیلے قبضہ کئے ہوئے تھا پس اہل حکومت نے سلطان کی جانب سے خطوط نویسی کے لئے اسے منتخب کرنے میں جلدی کی یہاں تک کہ ابو زکیا فوت ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد کھڑا ہو گیا پس اس نے اس کی جانب سے اس کے حکم کے مطابق لکھا پھر سلطان ابو یحییٰ فوت ہو گیا اور سلطان ابوالحسن افریقہ کی طرف گیا اور اس نے بجایہ پر قبضہ کر لیا اور امیر نے محمد کو اس کے اہل اور خواص سمیت تلمسان منتقل کر دیا جیسا کہ قبل ازیں اس کے حالات میں بیان ہو چکا ہے پس ابو القاسم البرہی تلمسان اتر اور وہیں قیام پزیر ہو گیا اور ابو عثمان بن سلطان ابوالحسن کو اس کی اطلاع ملی ان دنوں وہ تلمسان کا امیر تھا اور اس نے اس سے ملاقات کی پس اس کے دل میں اس کی جگہ ہو گئی یہاں تک کہ قیروان کی جنگ ہوئی اور ابو عثمان باغی ہو گیا اور خود مختار امیر بن گیا پس اس نے اسے کاتب بنالیا اور اسے مغرب لے گیا اور اسے علامت تک ترقی نہ دی کیونکہ اس کے لئے اس نے محمد بن ابی عمر کو مختص کیا تھا اس لئے کہ اس کا باپ اسے قرآن سکھاتا تھا اور محمد نے اس کے گھر میں پرورش پائی تھی پس اس نے اسے علامت سپرد کر دی اور البرہی اس کی ریاست میں اس کا مددگار تھا یہاں تک کہ سب کا خاتمہ ہو گیا اور سلطان ابو عثمان فوت ہو گیا اور اس کا بھائی ابو سالم مغرب کی حکومت پر قابض ہو

گیا اور ابن مرزوق نے اس کی خواہشات پر غلبہ پایا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، پس اس نے المیرجی کو کتابت سے ہٹا کر فوجوں کی قضاء پر مقرر کر دیا اور وہ اپنی موت تک اسی عہدے پر رہا اور مرحوم نے مجھے بتایا کہ اس کی پیدائش ۱۰۷۱ھ میں ہوئی۔

اور ان میں سے ایک ہمارا شیخ المسمر الرحالہ بھی تھا یعنی ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرزاق جو جلالت و تربیت اور اپنے شہر کے متعلق علم و تجربہ میں اپنے وقت کا شیخ اور ان میں صاحبِ عظمت تھا اس نے قاس میں پرورش پائی اور اس کے مشائخ سے علم حاصل کیا اور تونس کی طرف کوچ کر گیا اور قاضی ابوسعاق بن عبد الریج اور قاضی ابو عبد اللہ نفزادی اور ان دونوں کے طبقہ کے لوگوں سے ملا اور ان سے علم حاصل کیا اور فقہ سنی اور مغرب کی طرف لوٹ آیا اور اکابر و مشائخ کے طریقوں سے واسعہ ہو گیا یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن نے اسے قاس شہر کا قاضی بنا دیا اور وہ اس عہدہ پر قائم رہا یہاں تک کہ سلطان ابو عثمان جگت قیروانی کے بعد تلمسان آیا اور اس نے اسے معزول کر دیا اور فقہ ابو عبد اللہ المسمر بنی کو مقرر کر دیا۔

اور یہ بے کار ہو کر گھر میں بیٹھ گیا اور جب سلطان نے اہل علم کو اپنی مجلس کے حلقہ اور ان سے استفادہ کرنے کے لئے جمع کیا تو اس نے ہمارے شیخ ابو عبد اللہ بن عبد الرزاق کو بلایا اور وہ اس سے حدیث سیکھتا تھا اور خاص مجلس میں قرآن کو اس کی روایات کے ساتھ اسے سنا تا تھا یہاں تک کہ مرحوم سلطان ابوالحسن کے پہلے اہل مغرب اور اندلس کے دوسرے لوگوں کے ساتھ ہلاک ہو گیا اور میں اس سے ملا اور مذاکرہ کیا اور اس سے استفادہ حاصل کیا اور اس نے مجھے عام اجازت دی۔

فصل

سلطان ابو عثمان کی مصیبت کا بیان

۱۰۷۶ھ کے آخر میں سلطان ابو عثمان سے میری ملاقات ہوئی اور اس نے مجھے اپنا مقرب بنا لیا اور اپنی کتابت پر مجھے مامور کیا اور مجھے اپنی مجلس میں مناظرہ کرنے اور مہر لگانے کے لئے مخصوص کیا پس حسد کرنے والے بکثرت ہو گئے اور چغلیاں بڑھ گئیں۔

پھر سلطان ۱۰۷۷ھ کے آخر میں بیمار ہو گیا اور اسے میرے اور حاکم بجایہ امیر محمد کے درمیان جو موحدین میں سے تھا سازش ہونے کا پتہ چلا جسے اس نے اپنی حکومت میں میرے اسلاف کے مقام کی وجہ سے مضبوط کیا اور اس قسم کی باتوں میں سلطان کو جو غیرت آ سکتی تھی اس کے تحفظ کو میں نے نظر انداز کر دیا اور یہ اسے اس کی تکلیف میں مشغول کرنا تھا یہاں تک کہ بعض دشمنوں نے اس کے پاس چغلی کی کہ حاکم بجایہ اپنے شہر کو واپس لینے کے لئے فرار پر عمل کر رہا ہے اور ان دونوں اس کا وزیر کبیر عبد اللہ بن علی تھا وہاں موجود تھا پس سلطان اس کام کے لئے اٹھا اور اسے گرفتار کرنے میں جلدی کی اور اس کے پاس جو چغلی کی گئی اس میں یہ بات بھی تھی کہ میں نے اس بارے میں اس سے سازش کی پس اس نے مجھے بھی گرفتار کر لیا اور مجھے آزمائش میں ڈالا اور قید کر دیا پھر امیر نے محمد کو رہا کر دیا اور میں اس کی موت تک اس کی قید میں رہا اور میں نے اس کی وفات

سے قبل ایک قصیدہ میں اسے خطاب کیا۔

”راتوں کی کس حالت پر میں ہر امناؤں اور زمانے کی کس گردش پر غالب آؤں میرے لئے یہی غم کافی ہے کہ میں قرب کے باوجود دور ہوں اور میں اپنی موجودگی کے دعویٰ کے باوجود غیر حاضر ہوں اور میں حوادث کے حکم کے مطابق اترنے والا ہوں وہ کبھی مجھے سے مصالحت کرتا ہے اور کبھی جنگ کرتا ہے۔“

(اور اس میں سے کچھ شوقیہ اشعار بھی ہیں)

”میں انہیں بھول گیا ہوں مگر ان کی جگہوں کے ذکر کو نہیں بھولا جہاں گزرنے والوں شیوں میں عجیب و غریب معاطات ہوتے تھے اور بادِ نسیم مجھے ان کی طرف لئے جاتی ہے اور کھیلنے والی بچلیاں مجھے شوق دلاتی ہیں۔“

اور یہ ایک طویل قصیدہ ہے جو تقریباً دو سو اشعار پر مشتمل تھا اور مجھے یاد نہیں رہا اس قصیدہ کا اس پر ہوا اثر ہوا اس وقت وہ تلمسان میں تھا پس اس نے فاس آنے کے وقت مجھے رہا کر دیا اور اس کی آمد کی پانچویں شب اسے درود اٹھا اور وہ ۲۳ ذوالحجہ ۵۹۹ھ کے آخر میں جب کہ اس کی آمد پر پندرہ راتیں گزری تھیں فوت ہو گیا اور حکومت کے منتظم وزیر حسن بن عمر نے قیدیوں کی جماعت کو رہا کرنے میں جلدی کی جن میں میں بھی شامل تھا پس اس نے مجھے خلعت دیا اور سواری دی اور دوبارہ مجھے پہلے عہدے پر بحال کیا اور میں نے اس سے اپنے ملک کو واپس جانے کی درخواست کی جو اس نے قبول نہ کی اور مجھ پر کئی قسم کے احسانات کئے یہاں تک کہ اس کی امارت مضرب ہو گئی اور جو مرین نے اس کے خلاف بغاوت کر دی جسے ہم ان کے حالات میں قبل ازیں بیان کر چکے ہیں۔

فصل

سلطان ابوسالم کے بھید اور انشاء کے

بارے میں کتابت کرنا

جب سلطان ابوسالم اپنی حکومت کی جستجو میں اندلس سے چلا اور بلاد غمارہ میں جبل صفیہ میں اتر اس وقت خطیب ابن مرزوق فاس میں تھا اور پوشیدہ طور پر اس کی دعوت پھیل رہی تھی اور اس نے اپنے معاملے میں مجھ سے بھی مدد طلب کی کیونکہ میرے اور بنی مرین کے اشیاء کے درمیان محبت و دوستی پائی جاتی تھی پس میں نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو اس بات پر آمادہ کیا تو انہوں نے میری بات مان لی اور میں ان دنوں بنی مرین کے منتظم منصور بن سلیمان بن منصور بن عبدالواحد بن یعقوب بن عبدالحق کی طرف سے لکھتا تھا اور انہوں نے اسے بادشاہ مقرر کیا اور وزیر حسن بن عمر اور اس کے سلطان سعید بن ابی عنان کا جدید شہر میں محاصرہ کر لیا پس اس بارے میں ابن مرزوق نے میرا قصد کیا اور اس نے مجھے سلطان ابوسالم کا خط پہنچایا جس میں مجھے اس امر کی ترغیب دی گئی تھی اور اس میں خوش کن وعدے کئے گئے تھے اور اس نے مجھ پر اپنا بوجھ ڈال دیا پس میں اس کے ساتھ اٹھا اور شیوخ بنی مرین اور امراء نے حکومت کو اس بات پر آمادہ کرنے کے لئے آیا یہاں تک کہ انہوں

نے میری بات مان لی اور امین مرزوق نے حسن بن عمر کو سلطان ابوسالم کی فرمانبرداری کی دعوت دیتے ہوئے خط بھیجا اور وہ محاصرے سے نکل آ چکا تھا تو اس نے مجھے جلدی سے جواب دیا اور اتفاق سے اس نے بنی مرین کو دیکھا کہ وہ منصور بن سلیمان سے الگ ہو کر جدید شہر میں داخل ہو رہے ہیں پس جب اس بارے میں ان کا معاہدہ مکمل ہو گیا تو میں ارباب حکومت کے سرکردہ اصحاب کی ایک پارٹی میں سلطان ابوسالم کے پاس گیا جن میں محمد بن عثمان بن الکاس بھی تھا جو اس کے بعد مغرب کی حکومت کے سلطان پر حاوی ہو گیا تھا اور سلطان کے پاس میرے متعلق اس کے چغلی کرنے کی وجہ سے اس کی روانگی اس کے بخت و سعادت کا سرچشمہ بن گئی پس جب میں منہجہ میں سلطان کے پاس حکومت کی خبریں اور ان کے منصور بن سلیمان کو معزول کرنے کے اتفاق اور اسکے لئے جو وقت انہوں نے مقرر کیا تھا کی اطلاع لے کر آیا اور میں نے اُسے براہیختہ کیا تو وہ کوچ کر گیا اور ہمیں منصور بن سلیمان کے توارح بادیس کی طرف بھاگ جانے اور بنی مرین کے جدید شہر میں داخل ہونے اور حسن بن عمر کے سلطان ابی سالم کی دعوت کا اظہار کرنے کی خوشخبری ملی پھر ہمیں سلطان کے قائل اور فوج میں اپنے جھنڈوں سمیت اور وزیر منصور بن سلیمان مسعود بن رحو بن ماسی قصر کبیر میں ملے اور سلطان اسے عزت کے ساتھ ملا جیسے کہ وہ چاہتا تھا اور اس نے اسے حسن بن یوسف بن علی بن محمد ورتاجنی کا جو پہلے سے اس کا وزیر تھا نائب وزیر بنا دیا اور وہ اسے ساتھ میں ملا تھا اور منصور نے اسے اندلس کی طرف جلا وطن کر دیا تھا پس اس نے اسے وزیر بنالیا اور اس نے اُسے کفایت کی اور جب قصر میں اس کے پاس فوجیں اکٹھی ہوئیں تو وہ قاس کی طرف چلا گیا اور حسن بن عمر اسے قاس کے باہر ملا اور اس نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور وہ اپنے دارالحکومت کی طرف آ گیا اور میں بھی جب کہ مجھے اس کے پاس آئے ہوئے پندرہ راتیں ہوئی تھیں ۱۵ شعبان ۳۰۷ھ کو اس کی رکاب میں تھا پس اس نے میری سابقہ کا لحاظ کیا اور مجھے اپنے بھید کی کتابت اور اس کی طرف سے ترسیل کرنے اور اپنے خطابات کے لکھنے پر مقرر کیا اور اکثر خطابات وہ میری طرف سے مرسل کلام میں بھیجتا تھا۔ بغیر اس کے کہ کوئی سمجھنے لکھنے والا میرے ساتھ حصہ دار ہوں کیونکہ غیر مرسل کلام کے برخلاف بہت سے لوگوں پر اس کے معافی پوشیدہ رہتے ہیں پس میں ان دنوں اس میں یکتا تھا اور ان میں سے جو لوگ اس ہنر کے واقف تھے ان کے نزدیک یہ ایک عجیب بات تھی پھر میں نے اپنے آپ کو شعر گوئی کی طرف لگا دیا اور مجھ پر شعر کی بھور ٹوٹ پڑی جو عمدہ اور کوتاہ کے درمیان تھیں اور میں نے ۳۰۷ھ میں سیلا ونبوی کی شب جو کچھ کہا وہ یہ تھا:

”انہوں نے میری جدائی اور مجھے عذاب دینے کے بارے میں زیادتی کی ہے اور انہوں نے میرے آنسوؤں اور رونے کو طویل کر دیا ہے اور میں غمگین اور انتہائی دلدادہ حار دار کے لئے جدائی کے دن کو قیامت کے میدان کی طرح بیان کرتا ہوں سفر کرنے والوں کا زمانہ کیا ہی اچھا تھا حالانکہ میرا دل عشق کا اسیر ہو چکا ہے اور دھڑکتا رہتا ہے ان کی سواریاں جدا ہو گئیں اور میرے آنسو رواں تھے اور ان کے بعد میں نے آنکھوں کا پانی پیا اے وہ شخص جو عتاب سے ان کے شوق کی پیاس کو بجھانا چاہتا ہے اللہ میری ملامت اور ڈانٹ ڈپٹ میں تجھ پر رحم کرے عاشق ملامت کو شیریں خیال کرتا ہے اور میرے نزدیک بارش کا پانی بھی پینے کے قابل نہیں اور اگر محبوب اور منزل یاد نہ ہوتی تو نہ مجھے خوشی براہیختہ کرتی اور نہ میں سوزش عشق کا عادی ہوتا میں ان کھنڈرات کا دلدادہ ہوں جو ماہتاب کے طلوع کی جگہ یا پالتو ہرنی کی پناہ گاہ تھا کہنگی کے ہاتھوں نے اس کی توہین کی اور اسے جھکانے کے لئے بار بار وہ ہاتھ چلے زمانہ کس قدر بے مصائب ہے اس کی جگہیں بوسیدہ ہو گئی ہیں اور ان

کے زمانے کو میری تعریف اور میرا حسن عشق کھینچے لئے آتا ہے اور جب دیار کسی سرگردان عاشق کے در پہ ہوتے ہیں تو ان کی یاد سے جوانی کا ابتدائی دور جھوم اٹھتا ہے ذرا صبر جمیل سے کام لے انہوں نے میرے لئے پنے دل کو چھیل کر رکھ دیا ہے میں نے انہیں فراموش نہیں کیا اور زمانہ اپنی گردش کو روکے گا اور جاسد اور رقیب کی آنکھ کو جھکا دے گا اور زمانے سے جو کچھ گمرنے حاصل کیا تھا اس کی وجہ سے وہ روتی تھا اور وہ ہر صقیل چیز سے اسے میقل کرتا ہے اسے مانتوں کے ہاتھ دالے مسلسل دوڑنے اور شب کو چلنے سے محروم غیر معلوم راستے پر ڈال دیتا ہے اور ہر ناز میں جو وقت آ جانے اور ٹھکن کے چھوٹنے سے مست ہوتا ہے کے کچا دے پڑتا ہے باد صبا اور باد جنوب کی لہریں اس کی چادر کے پڑھے ہوئے دامنوں کو جہاں وہ لپکتے ہیں پہنچتی ہیں۔ اگر عشق کی پیاس سے اس کے ساتھی سرگردان ہو گئے ہیں تو انہوں نے اس کے رواں آنسوؤں کے کھاٹ سے چمکیا یا پانی پیا ہے اگر تار کی شب ان کی شب ردی میں حائل ہو تو وہ اپنے پچھتے ہوئے عشق سے تار کی کے پردے کو بھاڑ دیں اور ہر درے میں ایک آرزو ہے جس کے درے خواہشات کا چھوڑنا یا موت کا ملنا ہے تو نے ان سوار پوں کے سینوں کو ان کی جگہوں کی طرف کیوں نہیں موڑا جہاں خوب صورت محبوبہ کے لئے آنکھیں اور دل پڑے ہوئے تھے پس تو یثرب کی اکثاف سے مامن کا قصد کر اور تو جس قباحت سے ڈرتا ہے وہ اسکے لئے تجھے کافی ہو گا جہاں نبوت کے نشان جگمگاتے ہیں اور ہر مسافر ان آثار سے کچھ دیکھتا ہے یہ ایک عجیب عید ہے جسے سچی چھپا نہیں سکتی اور نہ ہی سرالہی حجاب میں آتے والا ہے۔

اور رسول کریم ﷺ کے معجزات کے شمار کرنے اور آپ کی طویل مدح کرنے کے بعد اس قصیدہ کے کچھ اشعار

یہ ہیں۔

”اے بہترین پکارے جانے والے اور بہترین جواب دینے والے میں تے اس اتحاد پر کہ مجھے جواب ملے گا آپ کو آواز دی ہے میں نے آپ کی مدح میں کوتاہی کی ہے پس اگر وہ مدح اچھی ہے تو تیرے ذکر کی خوشبو کی وجہ سے اچھی ہے طویل مدح کرنے والا کیا چاہتا ہے جب کہ قرآن نے حیرت مدح میں ہر اچھی چیز کو جمع کر دیا ہے کیا راتیں مجھے ایک ملاقات تک پہنچا دیں گی اور کامیابی رغبت کے ساتھ میرے قریب ہوتی جاتی ہے میں اپنی خطاؤں کو ان سے نجات حاصل کر کے مٹاؤں گا اور اپنے گناہوں کے بھجوں کو گراؤں گا اچھے جوانوں کے ساتھ جنہوں نے خواہشات کو چھوڑ دیا اور ہر اچھی اونٹنی اور اونٹ کو کٹر کر کے عادی ہو گئے صحرا کی اونٹیاں ان کی رات کے صحائف کو لپیٹی ہیں تو دو کام اور دنگی چال سے کیا چاہتا ہے اگر حدی خواہ خوش الحانی سے حیرا ذکر کرے تو وہ اشتیاق رکھنے والے اور خوش ہونے والوں کے سانسوں کو تیری طرف لوٹا دیں اور اگر طبی جانے والا قافلہ گائے تو وہ اس کی ملاقات کے لئے بوڑھی اونٹنی کی طرح روئیں وہ آباؤ اجداد سے بیابان کے ظلم کے اسی طرح وارث ہوئے ہیں جیسے بنی یعقوب خلافت کے وارث ہوئے ہیں وہ ترش و گھوڑوں پر سفر کرنے والے ہیں اور ہر ایال میں اڑتا ہوا غبار آتا ہے وہ ہمارے اون فروخت کرنے والوں کو بھیل تیز رفتار اور کھیل کرنے والے گھوڑے دیتے ہیں اور وہ دشمنوں کی مجلس میں بغیر عیب لگائے اپنے پڑوسی کی عزت تک کی حفاظت کرتے ہیں ان کی جلدی سے خوف کھایا جاتا ہے اور ان کے علم سے امید رکھی جاتی ہے اور جس نے امید رکھی جاتی ہے اور جس نے امید

اور اپنے سمندر پار جانے اور اپنے ملک پر قابض ہونے کا ذکر کرتے ہوئے قصیدہ میں کہتا ہے:

”بنی طامی العیاب کا سائل روانہ ہوا ہے اور عزم کی چٹے دہلی ہوا سے چلائے جاتی ہے اور نغزوں اور عزائم کے ستارے اس کی راہنمائی کرتے ہیں اور وہ خوفناک حادثے کی رات سے رکتا ہے یہاں تک کہ اس کی کوشش سے ظلمت کے پردے چاک ہو گئے اور ہدایت نے اپنے مطلوب فریق پر حملہ کر دیا۔ ان کے بیٹوں نے خلافت کو تقویٰ سے بلند کیا اور اس کے غصب شدہ تاج کو مخصوص کر لیا انہوں نے خطہ دین کے لئے کئی مناقب جمع کئے اور ان کی وجہ سے وہ موجودگی اور عدم موجودگی میں مکرم ہو گئے تیری قدیم و جدید بزرگی کا کیا کہنا ہم نے اس سے عجیب و غریب باتیں دیکھی ہیں: تجھے بلند یوں کی کس قدر رغبت یا خوف ہے اور ترغیب و ترہیب سے تو کانٹے اور کرتا ہے اور تو ہمیشہ بہترین حکومت سے شاد کام رہے اور اس کے پسندیدہ افق سے ہدایت نمایاں ہوتی رہے۔“

شاہ سوڈان کے ہدیہ کے وصول ہونے پر جس میں ایک عجیب و غریب جانور زرافہ بھی تھا میں نے اُسے اپنے قصیدہ میں مخاطب کرتے ہوئے کہا:

”شوق کے ہاتھ نے میرے چمناق سے آگ کا لئے کارادہ کیا اور میرے دل میں غم کی آہیں سائیں سائیں کرنے لگیں اور میں نے قرب کے اعتماد پر اپنا مہرہ پیچک دیا تو وہ دوری میں تبدیل ہو گیا اور کتنے ہی وصل ہیں جن کا میں امیدوار تھا تو ان کے بدلے میں مجھے دکھ و اعراض ملا جس عہد کو میں صبر کے وقت طلب کرتا ہوں عشق نے میرا عہد ضائع کر دیا ہے ملامت گر میرے پیچھے پڑ جاتا ہے تو میں اُسے ڈانٹ پٹ نہیں کرتا اور کہتا ہوں کہ: ”بلک گیا ہے اور میں اپنی ہدایت کو پالیتا ہوں اور میں ان لپیٹوں کا مقابلہ کرتا ہوں جن سے میں سوزش عشق کو شفا کرنا چاہتا ہوں تو وہ سوزش اور تیز ہو جاتی ہے اور عشق اس کے راستوں کی طرف راہ پا جاتا ہے کیونکہ میں ایسی کمزور چیز سے بہل جاتا ہوں جو راہنمائی نہیں کر سکتی۔ اے ادبوں کو ظلم سے چلانے والے بیابانوں کا قطع کرنا اچھے غم کے ساتھ ہوتا ہے سوار یوں کو آرام دے کہ عشق میں ایک خبر ہے جو کم مودوں نے والے گھوڑوں سے بے نیاز کر دیتی ہے اور رامہ کی حلیوں سے ساکنین نجد اور نجد کے بارے میں خبر پوچھ کر کیا وجہ ہے کہ عشق کے بارے میں میرے اخلاق پر مجھے ملامت کی جاتی ہے حالانکہ وہ تعریف کے سوا کچھ نہیں سنتے اور ہدایت کے سوا کوئی گھر نہیں اور اسلمین کے ذریعے ہدایت کے نشانات واضح ہو چکے ہیں اور وہ روشن رو سرداروں کا بیٹا ہے جن کا کام غم کی بخششوں سے بلندیاں حاصل کرنا ہے۔“

اور جب میں اس کے پاس گیا اور جو کچھ میں نے کہا اس کے تذکرے کے متعلق اس قصیدے میں یہ بیان ہے:

”مجھے اس پر بہت تعجب ہے کہ جب شب کے وقت اس کا ذکر ہوا تو وہ منفرد بلند چوٹی پر تھا وہ ذکی القلب ہے جو تیز اور قاطع کمزوروں اور تمام صاحب قوت سرداروں کو شکست دے دیتا ہے تو نے میری تلاش میں عزم کا چمناق روشن کیا اور میرا قصد کرنے سے تو نے بزرگی کا حق ادا کیا اور تو پیاس کے باعث اس کے گھاٹوں پر لوٹ آیا اور تو میری عزت اور بخشش سے میرا بھلا ہوا وہ گھاٹ اس شخص کے لئے جو بزرگی کا طلب گار ہو جنت المادئی ہیں اور اگر میں اس کے کوثر کی ٹھنک کا پیا سا نہ ہوتا تو میں نہ کہتا کہ جب جنت المکملہ ہے میری قوم کو یہ بات کون پہنچائے گا جب کہ اس کے درے جدائی کی پھسلن اور دوری کا دیرانہ ہے میں نے ان کی امید پر برا

منایا ہے اور میں نے ان سب کی عزت اکیلے ہی حاصل کی ہے وہ فراخ کندھوں والی اور دور بین ہے اور دھار وار چادروں سے آراستہ ہے اور وہ صحرائی نسب ہے اور ویرانے کی وحشت میں گانے سے مانوس نہیں ہوتی اور وہ خوبصورت گردن کے ساتھ محلات کی بلند یوں کو بغیر کسی مشقت کے دیکھتی ہے اور بلند چوٹیاں اسے دیکھتی ہیں اور بسا اوقات وہ گڑھے سے بھی کوتاہ رہتی ہے اور وہ ویرانے کو طے کر کے تیرے پاس تیز اور چھوٹے چھوٹے قدموں کے ساتھ آئی ہے اور وہ اس کی حدی کی آواز سن کر آہنگی سے چلتی ہے اور وہ آسان اور لمبی چوٹیوں پر شب باش ہوتی ہے اور تیرے بخت کی وجہ سے وہ پوری زندگی اس کی با فراغت گزران کا ضامن رہا اور وہ حبشیوں کے وفد میں تیرے پاس آئی اور وہ تیرے سوا کسی کو وفد کی تکریم کرنے والا نہیں پاتے اور وہ تجھے پلندی اور پستی میں سواریوں کے ہاتھوں کو کاٹ کر پہنچے اور انکار کے بغیر وہ اس نیکی کی تریف کرتے ہیں جو سہقت کر گئی ہے اور وہ ان کی آمد میں تیرے حصے کو اتراک اور ہند پر فخر سمجھتے ہیں اے مستعین! تو منصور اور مہدی سے رتبے میں بڑا ہے تیرا رب اپنی مخلوق کی طرف سے تجھے بہترین جزا دے پس وہ کیا ہی اچھا احسان کرنے والا ہے اور دنیا اور اس کے باشندوں کے لئے تو ہمیشہ عزت اور سعادت میں رہے۔“

اور میں نے اس کے بقیہ ایام میں ان دو قصیدوں کے علاوہ اور بھی بہت سے قصیدہ کہے جن میں سے اب مجھے کچھ یاد نہیں رہا پھر ابن مرزوق اس کی خواہش پر غالب آ گیا اور اس نے اسے اپنی دوستی کے لئے چن لیا اور اس کے قرب سے رکاوٹوں کو دور کیا پس میں باوجود اس کے اسرار کا کاتب ہونے اور اس کی تقاریر اور فرامین کے لکھنے کے اس سے منقبض ہو گیا پھر اس نے حکومت کے آخر میں مجھے مظالم کے کام پر لگا دیا پس میں نے ان کا حق ادا کیا اور میں نے بہت سے مظالم کو نپٹایا جس کے ثواب میں امید رکھتا ہوں اور ابن مرزوق ہمیشہ ہی میرے اور میرے امثال اور باپ حکومت کی غیرت اور اور ہمد سے اس کے پاس چغلی کرتا رہا یہاں تک کہ اس کے سبب سے سلطان کا معاملہ بگڑ گیا اور وزیر عمر بن عبداللہ نے دار الخلافہ پر حملہ کر دیا پس لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور انہوں نے سلطان اور اس کی بیعت کو چھوڑ دیا اور اسی میں اس کی وفات ہو گئی جیسا کہ ہم نے اس کے حالات میں بیان کیا ہے۔

اور جب وزیر عمر نے حکومت سنبھالی تو اس نے مجھے اپنے عہدے پر بحال رکھا اور میری جاگیر اور وظیفے میں اضافہ کر دیا اور میں جوانی کے زور میں جس کام پر لگا ہوا تھا آگے بڑھتا گیا اور اس نے اس محبت کی وجہ سے جو سلطان ابو عثمان کے زمانے سے تھی مجھ پر بھروسہ کیا اور میرے اور امیر عبداللہ حاکم بجایہ کے درمیان دوستی پختہ ہو گئی پس وہ ہمارے چولہے کا تیسرا پایہ اور ہماری خوش طبعی کو مصیقل کرنے والا تھا پس سلطان کی غیرت شدت اختیار کر گئی جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اور اس نے ہم پر حملہ کر دیا اور اس نے عمر بن عبداللہ کو اس وجہ سے کہ بجایہ کی سرحد میں اس کے باپ کا ایک مقام تھا اسے چھوڑ دیا۔ پھر اس نے میری ترقی کی راہ میں جو رکاوٹ پیدا کی تھی اور میں نے اس کی سلطنت کے ایام میں اس پر جو بھروسہ کیا تھا اس نے مجھے اس کے چھوڑ دینے پر آمادہ کیا اور سلطان سے ناراضگی کی وجہ سے سلطان کے گھر میں نہیں جاتا تھا پس وہ بھی مجھ سے بگڑ گیا اور اس نے مجھ سے کچھ اعراض کیا پس میں نے اپنے ملک افریقہ جانا چاہا اور بنو عبدالوادی نے تلمسان اور مغرب اوسط میں اپنی حکومت واپس لے لی پس اس نے مجھے اس بات سے روک دیا کہ کہیں حاکم تلمسان میرے مقام کی وجہ سے رشک نہ کرے اور میں اس کے ہاں اقامت کر لوں اور اس نے مجھے اس بات سے روکنے میں اصرار کیا اور میں نے سفر کے سوا بات ماننے سے انکار کر دیا

اور میں نے اس بارے میں اس کے نائب اور رشتہ دار مسعود بن روح بن ماسی کو بھی لکھ دیا اور عید الفطر کے دن ۳۱ مئی میں اس کے پاس گیا اور یہ اشعار سنائے:

”روزہ کی مبارک ہو اور اس کے سوا کچھ قبول نہ ہو اور عید کی خوش خبری ہو جس میں تو سخاوت کرنے والا ہے اور تو نے ہمیں عزت اور سعادت کے ساتھ مبارک دی ہے اور مسلسل اسی قسم کے سال اور موسم آتے رہیں اللہ تعالیٰ زمانے کو سیراب رکھے جس کی آنکھ کی پتلی تو ہے اور تیری حفاظت میں موسم بہار کو قحط نہ چھوئے اور راتوں کے درمیان تیرا زمانہ عید کا زمانہ ہے جو روشن ہے اور تیرا پہلو جو دنیا کی امید گاہ ہے سعادت کے لئے اٹھا ہوا ہے اور عالم اور جاہل اس کے گرد گھومتے ہیں قریب ہے کہ زمانہ مجھے دینے سے انکار کر دے پس تیرے سوا خواہشات کا دیکھنا محال ہے مجھے پناہ دے کیونکہ زمانہ مجھ سے مصالحت کرنے والا نہیں جب تک تیری پناہ میں میری آرام گاہ نہ ہو اور میں جو امید کرتا تھا تو نے مجھے وہ بھلائی دے دی ہے اور تیرے جیسا آدمی امیدوار کو دیا کرتا ہے اور قسم بخدا میں نے دشمنی سے اور نہ ہی گزاران کی غلی سے جانے کا ارادہ کیا ہے حالانکہ گزاران تو بہت زیادہ ہے اور نہ ہی اس گھر سے بے رغبت ہو کر جا رہا ہوں جس کا لوگوں پر گھنا سایہ ہے لیکن قوم میں ہمارے کچھ محبوب ہم سے دور ہیں جن کا غم مصیبت اور جدائی طویل ہے جنہیں غم برا ہیئت کرتا ہے کہ میں دور ہوں اور جہاں وہ فردکش ہیں وہیں میرا فردکش ہے اور جس مصیبت سے میں دوچار ہوا ہوں وہ ان پر گراں گزرتی ہے اور ملکوں میں میری مسافرت طویل ہو گئی ہے اور زمین نے میرے بیٹوں کو مجھ سے اوچھل کر دیا ہے گویا مجھے اچک لیا گیا ہے یا میری سوار یوں کو ہلاکتوں نے تباہ کر دیا ہے اے دوستوں کے کام آنے والے میں نے تجھے یاد کیا تو میرے دل سے نالہ دشمنوں نکلنے لگے اے ہمارے احباب میرے اور تمہارے درمیان ایک اچھا عہد ہے اور کریم کا عہد نہیں ٹٹا اور جب صابر آدمی کو میرے آنسو راضی نہیں کر سکے تو وہ مجھے صابر آدمی کی ملاقات کے قریب نہ کریں اس جگہ کب تک میرا قیام رہے گا جہاں بلندیاں میری مراد کو نہیں پاتیں اور نہ نرم اخلاق کو ہاگ دوڑ دیتی ہے اور امید اور مایوسی کے درمیان جو چیز ہے وہ مجھے ماردے گی اور زمانہ شرارت کے حصول میں بخیل ہے مجھ سے اس کی فریب کار امان محبت گرتی ہے اور طویل امان مجھ سے مانوس ہوتی ہے اور راتوں کی مصیبتیں دور نہیں ہو سکتیں اور میرے دل میں ان کے دار سے دندانے پڑے ہیں مجھے ان کی گردش سے ہر حادثہ ڈراتا ہے قریب ہے کہ اس سے نفوس زمین مل جائے میں دشمنوں کے برعکس اس کی گردش سے مدارات کرتا ہوں وہ جس کا اندرون مظلم اور غلامت گر ہے دھوکہ دیتا ہے اور میں اپنے غم سے غلیل ہو گیا ہوں گویا آہوں اور پیاس سے اپنی جان دے رہا ہوں اور اگرچہ میں مسافر اندھن میں ہوں اور راتیں میری سکون کو بدلتی رہتی ہیں اور زمانے نے مجھے اچھے گھر سے روک دیا ہے اور تو نے اس سے عہد کیا ہے کہ مسافر پر ظلم نہ ہو گا اور میں چاہتا ہوں کہ تنگی بہت پھیلنے والی ہے خواہ مددگار کنزور ہوں اور دوست جدا ہوں۔“

پس وزیر مسعود نے اس امر میں میری مدد کی اور اس نے مجھے اس شرط پر اجازت دی کہ میں تلمسان کے سوا اور جس راستے سے چاہوں چلا جاؤں پس میں نے اندلس کے راستے کو اختیار کیا اور میں نے اپنے بیٹوں اور ان کی ماں کو ان کے ماموں جو قسطنطنیہ کے قائد محمد بن انگیم کے لڑکے تھے کے پاس ۳۱ مئی کے آغاز میں بھیج دیا اور خود میں نے اندلس کا راستہ

اختیار کر لیا جس کا سلطان ابو عبد اللہ قلعہ تھا اور جب وہ قاس میں سلطان ابو سالم کے پاس گیا اور اس کے ہاں ٹھہرا تو مجھے وزیر ابو عبد اللہ بن الخطیب کی طرف سے اس کے ساتھ تعلق خدمت کی اقدیت حاصل ہو گئی کیونکہ میرے اور اس کے درمیان دوستی تھی پس میں اس کی خدمت کرتا تھا اور حکومت میں اس کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کام کرتا تھا اور جب وہ طاغیہ کے بلانے پر اپنے ملک کو واپس لینے کے لئے گیا اس وقت طاغیہ اور اس کے قرابت داروں کے درمیان جس نے اندلس میں اس پر ظلم کیا تھا تعلقات خراب ہو گئے تھے اس نے قاس میں اپنے جواہل و خیال چھوڑے میں نے ان کی حاجات کے پورا کرنے اور انہیں ان کے متولیان اور ازاں سے فراوانی کے ساتھ رزق دلوائے اور ان کی خدمت کرنے میں اس کی اچھی جانشینی کی پھر اس کے ملک پر قبضہ کرنے سے پیشتر ہی اس کے اور طاغیہ کے درمیان تعلقات خراب ہو گئے کیونکہ اس نے اس شرط سے رجوع کر لیا تھا جو اس نے اس پر عائد کی تھی کہ وہ مسلمانوں کے ان قلعوں سے الگ رہے گا جن پر اس نے جنگ کر کے قبضہ کیا تھا پس وہ اسے چھوڑ کر بلاد مسلمین کی طرف استجہ میں آ گیا اور اس نے عمر بن عبد اللہ کو خط لکھا کہ وہ غرناہ کے اندلس کے شہروں میں اس شہر کو حاصل کرنا چاہتا ہے جو ملک مغرب کے جہاد میں ان کی رکاب تھا اور اس سے مجھ سے بھی اس بارے میں گفتگو کی اور میں عمر کے ہاں اس کا بہترین وسیلہ تھا یہاں تک کہ اس کا مقصد پورا ہو گیا اور وہ رندہ اور اس کے مضائقہ سے اس کی خاطر دست کش ہو گیا پس وہ وہاں اتر اور اس نے ان پر قبضہ کر لیا اور وہ اس کا دار بھرت اور اس کی فتح کی رکاب تھا اور اس نے ان میں سے اندلس پر ۱۳۷ ہجری کے وسط میں قبضہ کیا اور اس کے بعد میں عمر سے وحشت محسوس کرنے لگا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اور میں اپنے سابقہ احسانات پر اعتماد کرتے ہوئے اس کی طرف کوچ کر گیا پس اس نے اچھا بدلہ دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

سفر اندلس

جب میں نے اندلس کی طرف سفر کرنے کا ارادہ کیا تو میں نے اپنے اہل و اولاد کو ان کے ماموؤں کے پاس قسطنطنیہ بھیج دیا اور میں نے ان کے متعلق قسطنطنیہ کے سلطان ابو العباس کو جو سلطان ابو یحییٰ کا پوتا تھا خط لکھا کہ میں اندلس سے گزروں گا اور وہاں سے اس کے پاس آؤں گا اور میں سبتہ کی بندرگاہ کی طرف گیا اس زمانے میں اس کا رکھن ابو العباس اللہ بن شریف حسنی تھا جو تمام اہل مغرب کے نزدیک بلا شک و شبہ واضح نسب والا تھا اس کے اسلاف سسلی سے سبتہ تھیں جوئے تھے سب سے پہلے بنو الغرناہی نے ان کی عزت کی اور ان سے رشتہ دہری کی پھر شہر میں ان کی شہرت بڑھ گئی تو وہ ان سے بگڑ گئے اور یحییٰ الغرناہی نے ان سب کو الجزیرہ کی طرف جلا وطن کر دیا تو آئے جبرالٹر میں نصاریٰ کی سوار یوں نے انہیں روکا اور

انہیں قیدی بنالیا اور سلطان ابوسعید ان کے شرف کے لحاظ کی وجہ سے ان کے قدموں کی طرف متوجہ ہوا اور اس نے اس بارے میں نصاریٰ کو پیغام بھیجا تو انہوں نے اسے جواب دیا اور اس نے اس آدمی اور اس کے باپ کا تین ہزار دینار فدیہ دیا اور وہ سب سے طرف واپس آ گئے اور بنو النضر نے اور ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور شریف کا والد فوت ہو گیا اور جنگ قیروان کے وقت وہ شوریٰ کی ریاست کی طرف گیا اور ابو عثمان نے اپنے والد کو معزول کر دیا اور مغرب پر قابض ہو گیا اور عبد اللہ بن علی سلطان ابوالحسن کی طرف سے سب سے کا والی تھا جس نے اس کی دعوت سے وابستہ رہا اور اہل شہر سلطان ابوعثمان کی طرف مائل ہو گئے اور انہوں نے اسے اپنے شہر پر قبضہ کر دیا اور اس نے اپنی حکومت کے عظماء میں سے سعید بن موسیٰ النخعی کو وہاں کا والی بنادیا جو اس کے بھین میں اس کی تربیت کا ذمہ دار تھا اور ایک روز سب سے شوریٰ کا تجار یحییٰ بن گیا اور یہ اس کے بغیر کسی کام کا فیصلہ نہ کرتا تھا اور ایک روز یہ سلطان کے پاس گیا تو اس نے اس کے ساتھ ایسا حسن سلوک کیا جس میں عظماء اور ملوک کے وفود میں سے کوئی ایک آدمی بھی اس کا حصہ دار نہ تھا اور یہ سلطان کے بقیہ ایام اور اس کی وفات کے بعد بھی اسی حال پر رہا اور یہ عظیم ہادقار خندہ پیشانی سے ملاقات کرنے والا خوش آمدید کہنے والا علم و ادب سے آراستہ شاعر نخی اور حسن عہد اور سادگی نفس میں انتہا کو پہنچا ہوا تھا اور جب ۳۷۱ھ میں اس کے پاس سے گزرا تو اس نے مجھے جامع مسجد کے سامنے اپنے گھر میں اتارا اور میں نے اس سے وہ کچھ دیکھا جس کی بادشاہ بھی سکت نہیں رکھتے اور اس نے میرے سفر کی شب کو مجھے فائز شب پر سوار کرایا جس کی سیر میں پانی تک پہنچتی تھی اور میں جبل الفتح میں اترا اور ان دنوں وہ حاکم مغرب کے ماتحت تھا پھر میں وہاں سے فرناطہ چلا گیا اور میں نے سلطان ابن الاحمر اور اس کے وزیر ابن الخلیب کو اپنے متعلق اور اس رات کے متعلق خط لکھا جو میں نے فرناطہ سے بارہ میل کے فاصلہ پر گزاری اور مجھے ابن الخلیب کا خط ملا جس میں مجھے وہ آمد پر مبارکباد دیتا ہے اور مجھ سے محبت کرتا ہے اور اس کا متن یہ ہے:

”تو قطب زدہ شہر میں بارش کی طرح فرخندہ قال وسعت اور نرمی کے ساتھ اترا ہے اس کی قسم جس کے چہرے کے بوڑھے تاج پہننے والے بچے اور ادب و عریضی ہو جاتے ہیں تو نے میرے ہاں پر درش پائی ہے اور تیری ملاقات کا شوق ہے اور تو میرے شوق کو ایک جیسے آدمیوں اور اہل کی وجہ سے بھول گیا ہے اور میری محبت کسی گواہ کی محتاج نہیں اور میرا واضح اعتراف جہالت کی ایک قسم ہے۔

میں نے اس ہستی کی قسم کھائی ہے جس کے گھر کا فرش نے جج کیا ہے اور قبر کی زیارت کی ہے جس نے زندہ لوگوں کی جگہ کو اپنے مردہ کی طرف پھیر دیا ہے اور ایک نور کی جس کے طالعے اور تیل کی مثالیں بیان کی جاتی ہیں اور اے پیارے محبت جس کی ملاقات میری بلند مرتبہ خواہش اور بڑی نوازش اور نفس میں انبساط پیدا کرنے والا اور چکر لگانے والا ہے اگر مجھے اس جوانی کی بارش کے درمیان اختیار دیا جائے جس کا پانی ٹپکتا ہو اور جس کی چڑھائی لہریں لہتی ہو اور وہ اشاروں کے ساتھ جوان عورتوں کی بجائے ستاروں کی آنکھوں سے عشق بازی کرتی ہو اس طرح کہ وہ نصیبے میں کوئی نہ کرے جو اس کی زلفوں کی وسعت کو جانتا ہے یا اس کی تار کی میں اپنا فقیہ روشن کرتا ہے یا صبیحوں اور اپنی قوم کے مددگاروں کو اس کی مصیبت میں آگے کرتا ہے اور اس کا زمانہ راحت اور آرام ہے اور نعمتوں میں صبح و شام کرنے والا اور خالص سبزہ زار ہے اور گیت اور زخم ہے اور انتخاب و ایجاد ہے اور ایک سینہ ہے جس میں انشراح کے سوا کچھ نہیں اور خوشیاں ہیں جن کے پیچھے

فرحتیں ہیں اور تیری آمد کے درمیان عیش قائمہ اٹھانے والا ہے اور بیداری اور ادب میں اللہ کی تعریف ہے جو جنید کی عبادت اور حسن کے حملے میں محکم ہے اور علوم کے عجائبات سے قائمہ اٹھانے والا ہے اور نقدی کی تجارت کرنے والوں کے ہزار کو بھرنے والا ہے اور براہین کے نور سے جھوٹ کو مٹانے والا ہے تو میں کبھی جوانی کو اختیار نہ کرتا اگرچہ اس کے زمانے نے مجھے شوق دلایا ہے اور اس کی قیمت نے مجھے در ماندہ کر دیا ہے اور میں نے اس کے گھر کے نشانات پر اپنے آنسوؤں کا بادل برسایا ہے پس اس خدا کی تعریف ہے جس کی مہربانی نے میرے سفر کو ٹھیک کیا ہے اور مجھے شکوک کے بحر ان پر قابو دیا ہے اور مجھے میرے مال اور زمین پر رشک دیا ہے اور میرے ہجو یوں سے الفت کی ہے اور اس نے میرے مشروبات کی لذت سے مجھے پھندا لگوا دیا ہے اور اس کی معتبر سطور پر میرا سر جھکایا ہے اور میں سواری کو بٹھا کر جلدی سے اس رشک کی جگہ اور سعادت کے عظم پر آیا ہوں اور نرم و ملائم امیدیں مبارک باد دیتی ہیں پس تو تشنہ دلوں سے جو تیری سیرابی کے خواہاں ہیں کیا چاہتا ہے وہ تیرے لباس سے آراستہ ہیں اور تیرے مضبوط خط نیزے کو دیت دیتے والے اور اس کے بلند مکارم سے دوستی رکھنے والے ہیں اور جو کچھ وہاں ہے حقیقت اس کی تصدیق کرے گی اور تیری بزرگی کی فضیلت صحراؤں سے پیچھے رہنے والوں بلکہ سمندروں سے پرے رہنے پر بھی حاوی ہوگی۔ والسلام

پھر میں دوسرے دن صبح کو شہر آنے لگا یہ ۸ ربیع الاول ۷۷۳ھ کا واقعہ ہے اور سلطان میری آمد سے خوش ہوا اور اس نے اپنے محلات میں مجھے جگہ دی اور اس میں قالین اور ضرورت کی چیزیں رکھیں اور حسن سلوک اور اعزاز اور تنگی کا بدلہ دیتے کے لئے اس نے اپنے خواص کو میری ملاقات کے لئے بھیجا پھر میں اس کے پاس آیا تو وہ مجھے مناسب طریق سے ملا اور خلعت دیا اور میں واپس چلا گیا اور وزیر ابن الخطیب باہر نکلا اور اس نے میری رہائش گاہ تک میری مشایعت کی پھر اس نے مجھے اپنی مجلس کے سرکردہ لوگوں میں شامل کر لیا اور مجھے اپنی خلوت میں گفتگو کرنے اور اپنے ساتھ سواری کرنے اور کھانے پینے اور اپنی محسنانہ خلوتوں میں گپ شپ کے لئے منتخب کر لیا اور میں اس کے پاس ٹھہر گیا اور ۷۷۵ھ میں اس کی طرف سے سفیر بن کر شاہ قسطلہ طاغیہ بطرہ بن الہشہ بن اوفونس کے پاس معاہدہ صلح کی تکمیل کے لئے گیا جو اس کے اور کنارے کے بادشاہوں کے درمیان طے پائی تھی اور اپنے ساتھ قیمتی تحائف لے گیا جو ریشمی کپڑوں اور اسیل گھوڑوں پر مشتمل تھے جن کے زین سونے کے تھے پس میں اشبیلیہ میں طاغیہ سے ملا اور میں نے وہاں اپنے اسلاف کے آثار دیکھے اور اس نے میری بہت عزت کی جس سے زیادہ کا تصور نہیں کیا جاسکتا اور اس نے میرے مقام پر رشک کیا اور اشبیلیہ میں ہمارے اسلاف کی اولیت کو جان گیا اور اس کے طبیب ابراہیم بن زور یہودی نے جو طب و نجوم میں بڑا ماہر تھا اس کے پاس میری تعریف کی اور وہ مجھے سلطان ابو عمان کی مجلس میں ملا تھا اور اس نے اسے علاج کے لئے بلایا تھا اور اس وقت وہ اندلس میں ابن الاحمر کے گھر میں تھا پھر وہ رضوان جوان کی حکومت کا منتظم تھا کی وفات کے بعد طاغیہ کے پاس آ گیا اور اس کے پاس ٹھہر گیا اور اس نے اسے اپنے اطباء میں شامل کر لیا۔ پس جب میں اس کے پاس گیا تو اس نے اس کے پاس میری تعریف کی۔ پس اس نے طاغیہ کے ہاں مقام کرنے کی درخواست کی اور یہ کہ وہ میرے اسلاف کی وراثت کو جو اشبیلیہ میں تھی مجھے واگزار کر دے جو اس کی حکومت کے زعماء کے ہاتھ میں تھی پس میں نے اس کے لینے سے پرہیز کیا جسے اس نے قبول کر لیا اور وہ ہمیشہ مجھے پر رشک کرتا رہا یہاں تک کہ میں اس کے پاس سے واپس آ گیا تو اس نے مجھے توشہ اور سواری دی اور خاص طور پر مجھے جو جمل زین

اور سونے کی دو لگاموں کے ساتھ جوان فخر دیا اور میں نے دونوں لگامیں سلطان کو ہدیہ دے دیں تو اس نے مجھے غرناطہ کی چراگاہ میں اسٹی کے علاقہ میں البیرہ کی بستی جاگیر میں دی اور میرے لئے اس کے متعلق شاہی فرمان لکھا۔

پھر میں میلاد النبیؐ کی پانچویں شب کو حاضر ہوا اور وہ اس میں ملوک مغرب کی اقتداء میں طعام اور شعر پڑھنے کی مجلس کیا کرتا تھا پس اس شب میں نے یہ اشعار پڑھے:

”ان جگہوں کو سلام کہو جو قبل ازیں مجھے پہنچے آنسوؤں کے ساتھ سلام کہتی تھیں اور وہ مجھے بیمار کرتی تھیں وہ میرے اور ان کے گھروں سے دور ہیں اور انہوں نے میرے علاوہ ل کو اپنے آرا میں گراں بار کر دیا ہے میں کھڑا ہو کر مہر سے پڑھنے لگا جوان کے بعد ضائع ہو گیا تھا اور میں نشانات سے پوچھنے لگا جو مجھ سے بات نہ کرتے تھے میں شوق کے ساتھ حویلی کے سامنے کھڑا ہو گیا کہ اس کو بوسہ دوں اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سوچ اسے نزدیک اور مجھے دور کرتی ہے اور ہر غم نے مجھ سے تمام موتی چھین لئے ہیں جن کے بارے میں میرا دل ہمیشہ ہی بے سکون نہیں تھا۔ میری آنکھوں نے ان کے بعد حویلی کے گھروں کو آنکھوں سے سیراب کیا جو اس کے سیاہ کھنڈروں پر کھڑی تھی اور دل کو داعی عشق سے مصروفیت تھی۔ کاش میرا دل سکون کی طرف دعوت دیتا اور اے ہمارے احباب کاش کوئی وصل کے عہد کو یاد کروانے والا ہوتا اور کیا اس کی بادنیم مجھے سلام کہتی ہے مجھے اور میرے خیال کو کیا ہو گیا ہے کہ اس کا راز تیار نہیں ہوتا اور نسیم کا پیاز میری دوا نہیں کرتا اور اہل نجد جنت الفردوس اور موتی آنکھوں کے والی حوروں کے سوا اور کون اس کا باشندہ ہے میں تمہارے علاقے کی اطراف سے شوق کے ساتھ بجلی کی طرف مائل ہوتا ہوں اور اگر تم نہ ہوتے تو وہ مجھے مائل نہ کرتی اے دور جانے والے شام اے میرے دل کے قریب کرتی ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنے قریب اپنے ساتھ باتیں کرتا محسوس کرتا ہوں میں اپنے دل کو تیری محبت کے سوا بے غم کر دوں گا اور تیرے سوا کوئی کسی حال میں مجھ کو تجھ سے بے غم نہیں کر سکتا تو راتوں کو دیکھتا ہے کہ انہوں نے تجھ کو میری یاد سے مانوس کر دیا ہے اے وہ شخص جس کی یاد زمانہ مجھے بھلا نہیں سکتا۔“

اور اس نے اپنے محلات کے درمیان اپنے بیٹھنے کے لئے جو ایوان تعمیر کیا اس کی تعریف میں یہ اشعار بھی ہیں:

”اے کاربگر اس کے بخت سے رکھ حیران ہے زمانہ اس کی امارت کو کزور نہیں کر سکتا وہ ایک محل ہے جس کے رنگوں اور شکلوں کو دیکھ کر آنکھ حیران رہ جاتی ہے ایوان کسریٰ کے بعد تیرا بلند محل تمام ایوانوں سے بڑا ہے اور دمشق اور اس کے گھر کو چھوڑ دے تیرا محل دل کو ابواب جبرون سے زیادہ مرغوب ہے۔

اور کزراے سے میری دایہی پر تعریف کے اشعار:

اور میرے ان دوستوں کو کون یہ اطلاع دے جو میری محبت سے دستبردار ہو چکے ہیں اور انہوں نے مجھے ضائع کر کے اپنی رکھ ضائع کر دی ہے میں نے بلند یوں سے حرم کی پناہ لی ہے قریب ہے کہ اس کے گھر مجھے خوشخبری کا تحفہ دیں اور میں سفر کرنے والا ہوں اور میں تمہارے بعد زمانے سے نہیں ملا کہ وہ مجھے تکلیف دے اور نہ وہ مجھے تکلیف دے سکتا ہے میرا وہ زمانہ سرسبز و شاداب رہے جس میں میرے ہاتھ ایسے نصیب سے سرفراز ہوئے جسے نقصان نہیں پہنچایا جاسکتا میں اس سے کچھ دیر مطالبہ کرتا رہا وہ مجھ سے وعدہ میں ٹال مٹول نہ کرتا تھا اور میں

اپنے کریم سے امید رکھتا ہوں جو مجھے مشقت نہیں ڈالتا اور قاضیوں کو حکم نے اپنے لپیٹ دیا ہے جسے پھول
ریاحین میں لپیٹے جاتے ہیں اگر تو انہیں روشن کرے تو وہ موتیوں کی طرح نمایاں ہوتے ہیں اور اگر آگے پیچھے
کئے جائیں تو باغات کی خوشبو سے تیری عمارت کرتے ہیں تو نے میری کوشش سے اس میں غیر مانوس الفاظ دیکھے ہیں
اگر تیری برکت نہ ہوتی تو وہ مجھ سے موافقت نہ کرتے مگر تیری برکت سے غیر مانوس الفاظ میرے تابع ہو گئے
ہیں اور میں نے ان کو خوب مزین و آراستہ کیا ہے تو عمر بھرا من و راحت میں رہے اور تیرا ملک ہمیشہ مظہر منصور
رہے۔

اور ۵۷۵ھ میں میں نے اس کے لڑکے کے ختنے کی مجلس میں یہ اشعار پڑھے اور اس نے نواح اندلس کے حلیفوں کو
میں بلایا تھا مجھے ان میں سے صرف یہی اشعار یاد ہیں:

”اگر جبرت اور روانہ ہوتا تو شوق ظاہر ہو جاتا اور یاد جب ٹوٹتی تو غم کو نیا کر دیتی اور ابوالوفا کا دل اپنے عہد
پر قائم ہے اگرچہ گھر دور اور محبوب جدا ہو چکا ہے اور قسم بخدا جدائی کے حادثے کے بعد میرا دل عہدوں کو یاد کر
کے خوش ہوتا ہے اور خواب کا خیال اسے بے خواب رکھتا ہے اور اس کے اندرون کو لپٹ اور حرکت جلا دیتی
ہے اے میرے دودو دوستو! مدد نہ مانگو غم نے آواز دی ہے اور جب غم مجھے آواز دیتا ہے تو میں اسے ضرور جواب
دیتا ہوں ان کھنڈرات پر آؤ جن کے منافع کو رواں آنسوؤں نے خراب کر دیا ہے اور مجھے روئے پر ملاست نہ
کرنا یہ میری باقی ماندہ جان ہے جو آنسوؤں میں کھل رہی ہے۔“

اور اس کے بیٹے کے بغیر کسی رکاوٹ کے ختنہ کے لئے آنے کے بارے میں یہ اشعار ہیں:

”اس نے پیچھے ہٹے بغیر مجلس کا قصد کیا اور ملاقات کے وقت کمزوری نہ دکھائی اور یوں گیا جیسے جنگ سے گوار
جاتی ہے اس کی آراستگی اچھی لگتی ہے اور اس کا جوہر خون سے رنگا ہوتا ہے اور وہ سوتی ہوتی ہیں۔ ابن کو تیرے
شائل و اخلاق نے توڑ دیا ہے جو بزرگی کی منوں میں ملے ملے ہوتے ہیں۔

اور اس کے دونوں بچوں کی تعریف میں جو اشعار ہیں ان میں سے یہ بھی ہیں:

یہ دونوں فتح کی آیات سے ہدایت پر چڑھنے والے سورج ہیں جن کی شان عجیب ہے یہ جنگ میں شباب اور
جدائی میں شتر مرغ ہیں ان دونوں سے بلند یاں پھیلتی اور ٹپکتی ہیں یہ خوبوں کے پھیلانے کے لئے دو ہاتھ ہیں
جنہیں بزرگی کی طرف بخشش کرنے والے نخی نے بڑھایا ہے۔

اور اسی سال ولادت نبوی کی شب کو میں نے یہ اشعار سنائے۔

خیال تو صرف ایک وہم ہے مجھے کون اس امر کی ضمانت دے سکتا ہے کہ میں صحیح خیال سے ملاقات کروں گا اور
میں اس سے ہدایت طلب کرتا تھا کاش وہ مجھے فائدہ دیتا اور میں پلکوں سے بارش طلب کرتا تھا کاش وہ بیاس
برساتیں لیکن جھوٹا خیال اور طمع ایسے ہی ہے جسے سرگردان عاشق کے دل کو جھوٹی خواہشات سے بہلانا ہے
اے میرے ہمراز! محبت ایک سوزش ہے جو اپنے شکوؤں سے پوشیدہ خمیر کو ظاہر کر دیتی ہے۔ باد صبا کے جھوٹے
سے میرے دل نے عہد لیا ہے اور گودے دار ہڈی اور بان کو لپیٹنا وہ چراگاہ ہے جس پر کوئی سبزی نہ ہو اور تسلی
مجھے محبت سے ملاتی ہے اور غم مجھے بڑھنے سے روکتے ہیں یہ کس کے گھر کے نشان خالی ہو گئے ہیں اور ان کے
کھنڈرات میں مترنم آوازیں آتی ہیں میں نے وہاں محبت کی علامات دیکھیں اور اس کے نشانات نے مجھ پر

عارف گری کی اور عاشق حویلی کے بنے ہوئے نشانات پر آتا ہے اور گھروں کے آثار کو ہم سے معلوم کر لیتا ہے وہ میرے پاس آیا اور رات میرے اور اس کے درمیان بھی اور دانتوں کی اطراف میں چمک نمودار تھی اور اس نے میرے عہد قدیم کو دیا کر دیا گویا اس نے عہدوں کے ذکر سے اشارہ کیا اور سمجھا دیا۔ میں پسلیوں کے ڈرنے اور دھڑکنے والے دل سے حیران ہوں میں اس کے لئے تاریکی کے پیچھے رو دیا اور وہ مسکرا دیا اور میں نے اس کو اپنے آنسوؤں کے جام سے سیراب کرتے ہوئے رات گزاری اور اس نے مجھے چراگاہ کی باتوں میں مشغول کر کے رات گزاری میں نے جٹ والے گھر کے کھنڈر پر اس سے مصافحہ کیا اور میں نے وہاں پر جوانی کا دھار دار لباس زیب تن کیا۔ میں جس زمانے میں وہاں تھا اس میں کبھی ہرٹیاں قریب ہو جاتی تھیں اور خوب صورت عورتیں اس کے آفاق میں ستارے طلوع کرتی تھیں خواہ عشق مجھے کہیں لے جائے میں اس کا مشتاق ہوں اور میں اپنے کھاوے کو خجہ اور تھامہ میں لئے جاتا ہوں۔

اور جب قرار حاصل ہو گیا اور گھر پر سکون ہو گیا اور سلطان خوش و خرم ہو گیا اور گھر والوں کی یاد اور محبت زیادہ ہو گئی تو اس نے میرے اہل کو ان کی غربت گاہ قسطنطنیہ سے لانے کا حکم دیا اور ایک آدمی کو تھمان لانے کے لئے بھیجا اور اس نے المریہ کے بحری بیڑے کے قائد کو حکم دیا۔ اس نے المریہ کے بحری بیڑے کے قائد کو حکم دیا تو وہ اپنے بحری بیڑے میں ان کو لانے گیا اور وہ المریہ میں اترے اور میں نے سلطان سے ان کے استقبال کی اجازت مانگی اور میں ان کے لئے گھرباغ الفلح کا حوض اور دیگر ضروریات معاش مہیا کرنے کے بعد انہیں دارالخلافت میں لایا اور جب میں دارالخلافت کے قریب ہوا تو میں نے وزیر ابن الخطیب کو لکھا

”میرے آقا میں یمانی پرندوں کے ساتھ نہ امن شہر میں آیا ہوں اور بیٹوں کو اتحاد و اتفاق کی دعا دی ہے اور میں نے سالوں کی طوالت سے قائدہ اٹھایا ہے اور ملاقات و زیارت کی دوری و نزدیکی اور دوری کے خاتمے اور دیار کے قرب کے بارے میں واضح برأت نے میری مدد کی ہے اور میں اپنے آقا سے اس چیز کے متعلق دریافت کرتا ہوں جو محمد دم کے پاس جانے کے بارے میں میرے پاس ہے اور میں چاہتا ہوں کہ میرا آقا اس وقت مجھے بہترین دروازے پر بلائے جب مجلس جمہوری اپنے سے جھگڑنے والے کا فیصلہ نہ کر سکے اور دور والے اس مقام تک پہنچ جائیں جسے سعادت نے ان کے ٹھہرنے کے لئے تیار کیا ہو اور برکت نے ان کے پسند کرنے سے قبل اسے پسند کر لیا ہو۔ والسلام

پھر دشمنوں اور چٹل خوروں نے دیر نہ لگائی اور انہوں نے وزیر ابن الخطیب کو اکسایا کہ میں سلطان سے میل جول رکھتا ہوں اور وہ میرا بچاؤ کرتا ہے اور انہوں نے اسے غیرت کے گھوڑے پر سوار کر دیا اور وہ بگڑ گیا اور میں نے اس کے حکومت کے مختص کرنے اور دیگر احوال میں من مانی کرنے کے ساتھ ساتھ اس سے انقباض کی بو محسوس کی اور مجھے حاکم بجایہ سلطان ابو عبد اللہ کے خطوط آئے کہ وہ رمضان ۵۷۵ھ میں بجایہ پر قابض ہو چکا ہے اور مجھے اس نے اپنے پاس بلایا پس میں نے سلطان ابن الاحمر سے اس کے پاس جانے کی اجازت مانگی اور محبت کو باقی رکھنے کے لئے میں نے اسے ابن الخطیب کا حال پوشیدہ رکھا تو وہ اس وجہ سے غمگین ہو گیا اور اسے حاجت پوری کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا پس اس نے الوداع کہا اور توشہ دیا اور وزیر ابن الخطیب کے املاء کرانے سے اس نے میرے لئے مشایعت کا فرمان لکھا جس کا متن یہ تھا:

یہ ایک اچھا دگار ہے اور اکرام و اعظام اور رفعت و مشایعت کا حق وار ہے اور احسان کرنے والے کی مہر اور
 اچھے کام کرنے والے کی تکمیل ہے اور اس نے اسے معتمد کی تعریف کی ہے جس نے حسن کو اچھا دیکھا ہے اور
 اس کے بہت سے حصے حاصل کئے ہیں اور اس نے فوجوں کی واپسی کے بعد آنے کے ساتھ دل لگایا ہے اور
 اس نے پختہ عزم سفر پر مقام کو ترجیح دی ہے اور اس نے اس کے متعلق حکم دیا اور اس کے مقتضاء کے مطابق کام
 کیا اور امیر ابو عبد اللہ محمد بن مولانا امیر المسلمین ابی الحجاج بن مولانا امیر المسلمین ابی الولید بن نصر نے اسے قید
 کر دیا اس نے اسے حکم دیا اور اس کی مدد کی اور مخلص عالم فاضل کامل دوست ابو زید بن عبد الرحمن بن ابو یحییٰ
 بن شیخ مرحوم ابو عبد اللہ ابن خلدون کے ذکر کو بلند کیا اللہ تعالیٰ اسے اسباب سعادت سے نوازا کام کرے اور اپنے
 فضل سے اس کے ارادوں کو پورا کرے اس نے اس کے متعلق اپنے اچھے خیالات کا اظہار کیا اگرچہ اسے
 اظہار کی ضرورت نہ تھی اور اس نے اس کے متعلق یہ بھی بتایا کہ وہ علماء رؤساء اور اعیان کا کیسے محاسبہ کیا کرتا تھا
 اور اس نے بتایا کہ جب وہ اس کے دروازے پر آیا تو اس نے اس کے نیک مقاصد پر اپنی رضامندی کا اظہار
 کیا اور اس نے اسے بلند مرتبہ عطا فرمایا یہاں تک کہ اس نے اپنے وطن جانے کا ارادہ کر لیا اور اللہ تعالیٰ اسے
 ظاہرہ نیکی پر رشک کرنے کے بعد امن و امان اور رحمان کی کفالت کے سائے میں پہنچائے اور وہ حتی الامکان
 اس کی پناہ میں رہے پھر اس نے اس کے عذر کو قبول کر لیا کیونکہ دلوں میں اوطان کی محبت بوجہ پس گئی ہے۔ پس
 اس نے اسے قیادت و سیادت دی اور مشورہ کے لئے ہم نشین بنایا پھر اس کے فراق پر کل کا اظہار کرتے ہوئے
 اس نے اس کی مشایعت کی اور اسے تمام آفاق پر فوقیت دی اور اسے اپنے ہاتھ میں جھنڈی کا سفید داغ بنا دیا اور
 دیکھنے سننے والے کے لئے دستاویز بنا دی پس جب وہ اپنی حاجت کے پورا کرنے کے بعد اس علاقے کی طرف
 مڑا اور اس کے شوق سفر نے اسے مہلت دی یا شوق محبت اور حسن عہد نے اسے پھینکا تو عنایت کا سیدہ شروع
 اور رضا و قبول کا دروازہ مفتوح تھا اور اس نے اس سے جو نیکی اور حصے کا وعدہ کیا وہ اسے دیا پس اس قسم کے
 معزز دوستوں کے پاس جانے کا مقصد ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا نہیں ہوتا پس چاہئے کہ وہ اپنے ضمیر کو
 قابو کرے اور جس صاف پانی پر چاہے چلا جائے اور جن سالار و اشیاء اور خدام بخرد بر نے اختلاف مراتب و
 احوال و نسب کے باوجود اسے دیکھا ہے وہ اس خیال کی حقیقت کو سمجھیں کہ اسے تکمیل غرض کے لئے کس قدر
 اعانت و اعتناء کی ضرورت ہے اور اس فرض واجب کو اللہ کی مدد و قوت سے ادا کر دیا جائے اور اس نے یہ خط ۱۹
 جمادی الاولیٰ ۷۶۷ھ کو لکھا اور تاریخ کے بعد سلطان کی تحریر میں اس پر علامت لگائی گئی اور اس کی یہ عبارت
 درست ہے۔

اندلس سے بجایہ کی طرف سفر اور حجابت پر تقرر

موحدین کے بنی حفص کی حکومت میں بجایہ افریقہ کی سرحد تھا اور جب ان میں سے سلطان ابو یحییٰ کی حکومت آئی اور وہ افریقہ کا بااختیار بادشاہ بنا تو اس نے اپنے بیٹے امیر ابوزکریا کو بجایہ کی سرحد میں اور قسطنطنیہ کی سرحد میں اپنے بیٹے امیر ابو عبد اللہ کو والی بنایا اور مغرب اوسط اور تلمسان کے بادشاہ بنو عبد الواد اس سے اور اسکے مضافات کے بارے میں جھگڑا کرتے تھے اور فوجوں کو بجایہ میں روک لیتے تھے اور قسطنطنیہ پر حملے کرتے تھے تا آنکہ سلطان ابو بکر نے مغرب اوسط و اقصیٰ کے سلطان ابوالحسن کی پناہ لے لی جو بنی مرین میں سے تھا اور اسے ان کے دیگر بادشاہوں پر فضیلت حاصل تھی اور سلطان ابوالحسن تلمسان کی طرف بڑھا اور دو سال یا اس سے زیادہ عرصہ تک اس کی ناکہ بندی کئے رکھی اور بزور قوت اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے سلطان ابوناسفین کو قتل کر دیا۔ ۵۳۷ھ کا واقعہ ہے اور بنو عبد الواد کے معاملے کا بوجھ موحدین پر پڑا ہوا تھا وہ کم ہو گیا اور ان کی حکومت مضبوط ہو گئی پھر ابو عبد اللہ بن سلطان ابو یحییٰ ۵۳۷ھ میں قسطنطنیہ میں وفات پا گیا اور اس نے اپنے پیچھے سات لڑکے چھوڑے جن میں ابوزید عبد الرحمن بڑا تھا پھر ابوالعباس احمد پسر امیر ابوزید اپنے غلام نبیل کی کفالت میں اپنے باپ کی جگہ والی بنا پھر ابوزکریا ۵۳۶ھ میں بجایہ میں وفات پا گیا اور اپنے پیچھے تین لڑکے چھوڑ گیا جن میں سے ابو عبد اللہ محمد بڑا تھا اور سلطان ابو بکر نے اپنے بیٹے ابو حفص کو وہاں بھیجا پس اہل بجایہ امیر ابو عبد اللہ بن زکریا کی طرف مائل ہو گئے اور امیر عمرو سے منحرف ہو گئے اور اسے نکال دیا اور سلطان نے ان کے مطالبہ کے مطابق امیر ابو عبد اللہ کو ان کا والی بنا کر اس شکاف کو جلدی سے پُر کر دیا پھر سلطان ابو بکر ۵۳۷ھ کے نصف میں فوت ہو گیا اور ابوالحسن نے افریقہ جا کر اس پر قبضہ کر لیا اور بجایہ اور قسطنطنیہ سے امراء کو مغرب کی طرف بھجوا دیا اور وہاں انہیں جاگیریں دیں تا آنکہ جنگ قیروان ہوئی اور سلطان ابو عثمان نے اپنے باپ کو معزول کر دیا اور وہ تلمسان سے قاس کی طرف کوچ کر گیا اور بجایہ اور قسطنطنیہ کے ان امراء کو بھی اپنے ساتھ لے گیا اور انہیں اپنے ساتھ ملا لیا اور ان کی بہت عزت کی پھر پہلے پہل اس نے امیر ابو عبد اللہ اور اس کے بھائیوں کو تلمسان سے اور ابوزید اور اس کے بھائیوں کو قاس سے ان کی سرحدوں کی طرف بھیجا تا کہ وہ اپنی سرحدوں میں خود مختار ہو جائیں اور لوگوں کو سلطان ابوالحسن کی مدد سے دست کش کر دیں پس وہ ان کے بلاد میں پہنچے اور انہوں نے ان کو بنی مرین کے قبضہ سے چھین کر ان پر قبضہ کر لیا حالانکہ اس سے قبل فضل بن سلطان ابو بکر ان پر قبضہ کر چکا تھا اور ابو عبد اللہ بجایہ میں ٹھہر گیا اور جب سلطان ابوالحسن جبال معصامہ میں فوت ہو گیا اور سلطان ابو عثمان نے ۵۳۷ھ میں تلمسان پر حملہ کیا تو اس نے اس کے بادشاہوں کو جو بنی عبد الواد میں سے تھے شکست دی اور ان کو جاہ و برباد کر دیا اور الریہ میں اتر آیا اور بجایہ کے قریب آیا اور امیر ابو عبد اللہ نے جلدی سے اس سے ملاقات کی اور فوج اور عربوں کی سختی اور ٹیکس کی کمی سے جو تکلیف اسے پہنچتی تھی اس کی اس کے پاس شکایت کی اور وہ اس کی خاطر بجایہ کی سرحد سے نکل گیا اور اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں اپنے کارندوں کو اتارا اور امیر ابو عبد اللہ کو اپنے ساتھ مغرب لے گیا اور وہ ہمیشہ ہی کفایت و کرامت کے ساتھ اس کے پاس رہا۔

ابن خلدون کا سلطان ابو عثمان کے پاس جانا: اور جب میں ۵۵۵ھ میں سلطان ابو عثمان کے پاس آیا اور اس نے مجھے واپس لے لیا تو میرے سابق اسلاف اور امیر ابو عبد اللہ کے اسلاف کے درمیان جو تعلقات تھے ان کی رگوں نے

حرکت کی اور اس نے مجھے اپنی صحبت کے لئے دعوت دی تو میں نے سرعت سے کام لیا اور سلطان ابو عثمان اس قسم کی باتوں میں بڑی غیرت رکھتا تھا پھر حاسد زیادہ ہو گئے اور انہوں نے سلطان کے پاس شکایت کی کہ امیر ابو عبد اللہ نے بجایہ کی طرف فرار کا عزم کیا ہوا ہے اور میں نے اس سے معاہدہ کیا ہوا ہے کہ وہ مجھے اپنی حجابت کا کام سپرد کرے گا پس سلطان اس بات سے برا بیختہ ہو گیا اور اس نے ہم پر حملہ کر دیا اور اس نے مجھے تقریباً دو سال تک قید رکھا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا اور سلطان ابوسالم نے آ کر مغرب پر قبضہ کر لیا اور میں اس کی پرائیویٹ خط و کتابت پر مامور ہوا پھر اس نے تلمسان پر حملہ کیا اور اسے بنی عبدالواد کے ہاتھ سے چھین لیا اور ابو حموی بن یوسف بن عبدالرحمن بن خضر اس کو وہاں سے نکال دیا پھر اس نے قاس واپس جانے کا ارادہ کیا اور اس نے ابوزیان محمد بن ابی سعید عثمان بن سلطان ابوشافین کو تلمسان کا والی مقرر کیا اور ابو حمو کو تلمسان سے دور رکھنے کے لئے اسے اموال اور فوجوں سے مدد دی جو اس کے وطن کے باشندوں پر مشتمل تھیں تاکہ وہ اس کا قلعہ دوست بن جائے اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ امیر ابو عبد اللہ حاکم بجایہ اور امیر ابو العباس حاکم قسطنطنیہ جب کہ بنو مرین نے اس کے بھائی ابوزید کا قسطنطنیہ میں مسلسل کئی سال تک محاصرہ کئے رکھا تھا اس کے قلعہ دوست تھے پھر وہ ایک رات سے بونہ چلا گیا اور اپنے بھائی ابو العباس کو وہاں چھوڑ گیا پس اس نے اسے معزول کر دیا اور خود مختار ہو گیا اور بنی مرین کی جو فوجیں وہاں جمع ہوئی تھیں ان کی طرف بڑھا اور انہیں شکست دی اور قتل کیا اور سلطان نے ۵۸۷ھ میں قاس سے اس پر حملہ کیا تو اہل شہر نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور اسے بے یار و مددگار چھوڑ دیا پس اس نے اسے سمندر میں سہجہ بھیج دیا اور وہاں اسے قید کر دیا اور جب سلطان ابوسالم نے اندلس جاتے ہوئے ۵۹۰ھ میں سہجہ پر قبضہ کیا تو اس نے اسے قید سے رہا کیا اور اسے اپنے دار الخلافہ میں لے گیا اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ اس کا شہر اسے واپس دے دے گا پس جب ابوزیان نے تلمسان پر قبضہ کیا تو اس کے خواص اور خیر خواہوں نے اسے مشورہ دیا کہ وہ ان موحدین کو ان کی سرحدوں کی طرف بھیج دے پس اس نے ابو عبد اللہ کو بجایہ کی طرف بھیج دیا حالانکہ اس کے چچا ابواسحاق حاکم تلمسان اور مکتول بن تافراکین نے اسے بنی مرین کے قبضے سے چھینا تھا اور ابو العباس کو قسطنطنیہ کی طرف بھیج دیا جہاں بنی مرین کا ایک زعمی حکمران تھا اور سلطان ابوسالم نے اسے لکھا کہ وہ اس کے لئے اس سے علیحدہ ہو جائے پس اس نے اسی وقت اس پر قبضہ کر لیا اور امیر ابو عبد اللہ بجایہ کی طرف گیا اور اس کا بجایہ پر حملہ کرنا اور اس کا بار بار محاصرہ کرنا طویل ہو گیا اور اس کے باشندوں نے سلطان ابواسحاق کے ساتھ رکھنے کے بارے میں اصرار کیا اور ان امراء کو ان کے شہروں کی طرف بھیجنے میں مجھے ایک قابل تعریف مقام حاصل تھا اور میں نے سلطان ابوسالم کے خواص اور اس کی مجلس کے کاتبوں کے ساتھ بڑا پارٹ ادا کیا یہاں تک کہ اس کا مقصد پورا ہو گیا۔

ابن خلدون کا حاجب بننا: اور امیر ابو عبد اللہ نے مجھے خود لکھا کہ جب اسے سلطنت حاصل ہو گئی ۵۹۱ھ مجھے حجابت کا کام سپرد کرے گا اور ہماری مغرب کی حکومت میں حجابت کے معنی حکومت کی خود مختاری اور سلطان اور اس کے ارباب حکومت کے درمیان ایسی وساطت کے ہیں جس میں کوئی اور حصہ دار نہیں ہوتا اور میرا ایک چھوٹا بھائی یحییٰ نام تھا پس اس نے اسے امیر عبد اللہ کے ساتھ علامت کی حفاظت کے لئے بھیجا اور میں سلطان کے ساتھ واپس آ گیا پھر میں نے اندلس جانے اور وہاں قیام کرنے کے بارے میں اس سے بات کی تو وزیر ابن الخطیب بگڑ گیا اور میرے اور اس کے درمیان فضا کھد ہو گئی اور ہم اسی حالت میں تھے کہ رمضان ۵۹۵ھ میں بجایہ پر امیر ابو عبد اللہ کے قبضہ کرنے کی خبر پہنچی اور امیر ابو عبد اللہ نے مجھے

آنے کے متعلق خط لکھا تو میں نے اس کا ارادہ کر لیا اور سلطان ابو عبد اللہ بن الاحمر اس وجہ سے مجھ سے بگڑ گیا اس کا خیال یہ تھا کہ اس نے مجھے اس بات سے آگاہ کیوں نہیں کیا جو اس کے اور وزیر ابن الخلیب کے درمیان چل رہی تھی پس میں ارادے کو کر گزرا اور اس نے میری مدد کی اور حسن سلوک اور مہربانی کی اور میں ۶۷۱ھ کے نصف میں المریہ کی بندرگاہ سے سمندر پر سوار ہوا اور روانگی سے پانچویں دن بجایہ اتراپس سلطان نے جو بجایہ کا حاکم تھا میری آمد پر جشن کیا اور میری ملاقات کے لئے سوار ہو کر آیا اور ہر جانب سے اہل شہر مجھ پر ٹوٹ پڑے وہ میرے کندھوں پر ہاتھ بھرتے اور میرے ہاتھوں کو چومتے تھے اور وہ جمعہ کا دن تھا پھر میں سلطان کے پاس گیا تو اس نے میری آمد پر خوش آمدید کہا اور خلعت دیا اور سواری دی اور دوسری صبح کو سلطان نے اہل حکومت کو صبح میرے دروازے پر پہنچنے کا حکم دیا اور میں نے اس کی حکومت کا بوجھ اٹھایا اور تدبیر سلطنت اور سیاست امور میں پہنچ پوری قوت صرف کی اور اس نے مجھے قصبہ کی جامع مسجد کی خطابت بھی پیش کی جس سے میں علیحدہ نہ ہوں گا اور میں نے محسوس کیا کہ اس کے اور اس کے عم زاد سلطان ابو العباس حاکم قسطنطنیہ کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے جسے رعایا اور عمال کی حدود میں لالچی لوگوں نے پیدا کیا تھا اور اس اختلاف کی آگ ریاچ کے زواوہ عربوں کے اوطان میں جنگ کا بازار گرم کرنے کے لئے بھڑک اٹھی جہاں سے وہ اپنے اموال لاتے تھے اور وہ ایک دوسرے کو اکٹھا کرنے کا اہم راستہ تھے پس انہوں نے ۶۷۱ھ میں جنگ کی اور یعقوب بن علی سلطان ابو العباس کے ساتھ تھا پس سلطان ابو عبد اللہ نے شکست کھائی اور بجایہ کی طرف پابجولاں واپس آیا اور اس سے قبل میں نے اس کے لئے بہت سا مال جمع کیا تھا جو سب کا سب اس نے عربوں میں خرچ کر دیا تھا اور جب وہ واپس آیا تو اخراجات نے اسے بد حال کر دیا اور میں خود قبائل پر بر کی طرف جہاں میں گیا جو سالوں سے ٹکس نہیں دے رہے تھے پس میں ان کے علاقے میں داخل ہوا اور ان کی رکھ کو مباح کیا اور تابعداری کرنے پر ان سے ضمانت لی یہاں تک کہ میں نے ان سے ٹکس پورا کر لیا اور اس سے ہمیں بڑی مدد ملی پھر حاکم تلمسان نے سلطان کی طرف رشتہ کرنے کا پیغام بھیجا تو اس نے اس کی حاجت پوری کر دی تاکہ اس کے ذریعے اس کا ہاتھ اپنے عم زاد تک پہنچ جائے اور اس نے اسے اپنی بیٹی بیباہ دی پھر ۶۷۱ھ میں سلطان تیار ہوا اور اوطان بجایہ میں گھس گیا اور اہل شہر سے خط و کتابت کی اور وہ سلطان ابو عبد اللہ سے بہت خائف تھے کیونکہ وہ ان کے لئے دھار تیز رکھتا تھا اور انہیں خوب لتاڑتا تھا پس انہوں نے اسے جواب دیا کہ وہ اس سے منحرف ہیں اور شیخ ابو عبد اللہ اس کی مدافعت کے ارادے سے نکلا اور جبل ایزد میں اتر کر اس کی پناہ لی تو سلطان ابو العباس نے اپنی فوجوں اور اعراب کی فوجوں جو محمد بن ریاچ کی اولاد میں سے تھیں کے ساتھ اس کے مکان پر شب خون مارا اور اس نے یہ کام ابن صحر اور قبائل سودیکش کے اکسانے پر کیا اور اس کے خیمے پر حملہ کر دیا اور وہ بھاگ گیا پس اس نے اسے قتل کر دیا اور اس کے باشندوں کے ساتھ اس نے جو وعدہ کیا تھا اس کے مطابق شہر کی طرف گیا اور مجھے بھی اس کی اطلاع مل گئی اور میں اس وقت سلطان کے قصبہ میں اس کے عملات میں مقیم تھا اور شہر کے باشندوں کی ایک جماعت نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں سلطان کے کسی بیٹے کو امیر مقرر کروں اور اس کی بیعت لوں مگر میں نے اس بات سے جان چھڑائی اور سلطان ابو العباس کی طرف چلا گیا تو اس نے مجھے خوش آمدید کہا اور میری عزت کی اور میں نے اسے اس کے شہر پر قبضہ دلادیا اور اس کے حالات رو براہ ہو گئے اور میرے بارے میں اس کے پاس بہت چغلیاں ہوئیں اور میرے مقام سے اسے خوفزدہ کیا گیا اور مجھے بھی اس کا علم ہو گیا پس میں نے عہد

کے مطابق جو اس نے مجھ سے اس بارے میں کیا تھا اس سے واپس جانے کی اجازت مانگی تو اس نے انکار کے بعد اجازت دے دی اور میں عربوں کی طرف چلا گیا اور یعقوب بن علی کے ہاں اتر اچھا سے میرے معاملے کا حال معلوم ہوا اور اس نے میرے بھائی کو پکڑ کر یونہی قید کر دیا اور ہمارے گمروں میں داخل ہو گیا اسے خیال تھا کہ یہاں ذخیرہ اور اموال ہوں گے پس اس کا ظن ناکام ہوا پھر میں یعقوب بن علی کے قبائل سے کوچ کر گیا اور مسکرہ جانے کا ارادہ کر لیا کیونکہ میرے اور اس کے شیخ احمد بن یوسف بن حرنی کے درمیان اور اس کے باپ کے درمیان دوستی تھی پس اس نے عزت کی اور حسن سلوک کیا اور ان حالات میں اپنے مال و جاہ سے حصہ دیا۔

حاکم تلمسان ابوحمو کی مشالعت

سلطان ابوحمو نے سلطان ابو عبد اللہ حاکم بجایہ کی بیٹی سے رشتہ کیا تھا اور وہ تلمسان میں اس کے پاس تھی پس جب اسے اس کے باپ کے قتل اور اپنے عم زاد سلطان ابو العباس حاکم قسطنطینہ کے بجایہ پر قابض ہونے کی اطلاع ملی تو اس نے اس پر غضب کا اظہار کیا اور اہل بجایہ نے اپنے سلطان سے اس کی دھار کی تیزی شدت گرفت اور سطوت سے خوف محسوس کیا اور باطن میں اس سے منحرف ہو گئے اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ انہوں نے قسطنطینہ میں اس کے عم زاد سے خط و کتابت کی اور سلطان ابوحمو کے لئے سازش کی اور وہ اپنے حاکم سے چھٹکارا چاہتے تھے پس جب سلطان ابو العباس قابض ہو گیا اور اس نے اپنے عم زاد کو قتل کیا تو انہوں نے دیکھا کہ ان کا زخم مندمل ہو چکا ہے اور ان کی حاجت پوری ہو گئی ہے پس وہ اس کے پاس جمع ہو گئے اور سلطان ابوحمو نے اس واقعہ پر غصے کا اظہار کیا جس سے ارتقاء میں تھوڑی سی سہولت ہوئی اور اس نے اسے بجایہ پر قبضے کا ذریعہ بنایا کیونکہ وہ تعداد اور تیاری کے لحاظ سے اور اس کی قوم نے گزشتہ زمانے میں اس کے محاصرہ میں جو کچھ کیا تھا اس کی وجہ سے اپنے آپ کو اس کے لئے کافی سمجھتا تھا پس وہ تلمسان سے ساز و سامان لے ساتھ چلا اور رشتہ کے میدان میں خیمہ زن ہو گیا اور تلمسان سے بلاد حمص تک زعبہ کے قبائل جو بنی عامر بنی یعقوب سویدہ دیا لم عطف اور حمص میں سے تھے اپنی فوجوں اور ہودوں سمیت اس کے ساتھ تھے اور ابو العباس فوج کی ایک چھوٹی سی ٹکڑی بے ساتھ شہر میں رک گیا اور سلطان ابوحمو نے فوج کے استعمال سے قبل اسے جالیا اور اہل شہر نے بہت اچھا دفاع کیا اور سلطان ابو العباس نے ابو زیان بن سلطان ابوسعید کے متعلق جو ابوحمو کا چچا تھا قسطنطینہ سے پیغام بھیجا جو وہاں پر قید تھا اور اس نے اپنے غلام اور فوج کے سالار بشیر کو حکم دیا کہ وہ اس کے ساتھ فوجیں لے کر جائے اور چلتے چلتے بنی عبد الجبار کے ہاں ابوحمو کی چھاؤنی کے سامنے اترے اور زعبہ کے جوان سلطان کو ناپسند کر کے پیچھے ہٹ گئے اور اس نے انہیں انتباہ کیا کہ بجایہ کے بادشاہ نے ان کو وہاں قید کر دیا ہے تو انہوں نے ابو زیان سے خط و کتابت کی اور اس کی طرف سوار ہو کر گئے اور ایک دن شہر کی پیادہ فوج قلعے کی چوٹی سے باہر نکلی اور انہوں نے اس چھوٹی سی ٹکڑی کو جو ان کے سامنے جمع تھی ہٹا دیا پس انہوں نے ان کے خیموں کو اکھڑ دیا اور اس گھائی سے رشتہ کے میدان میں آ گئے اور عربوں نے انہیں اپنی چھاؤنی کے دور دراز مقام سے دیکھا پس وہ بھاگ گئے اور لوگ بھی پے در پے بھاگنے لگے تا آنکہ انہوں نے سلطان کو اس کے خیمے میں اکیلا چھوڑ دیا پس اپنی اونٹنیوں پر سوار ہوا اور چلا اور راستے ان کی بھیڑ سے تنگ ہو گئے اور لوگ ایک دوسرے پر گر پڑے اور ان میں سے بہت سے آدمی ہلاک ہو گئے اور

جبال کے برہمہ باشندوں نے ہر طرف سے آ کر انہیں لوٹ لیا اور رات چھا گئی پس وہ اپنے توٹے اور اونٹ چھوڑ گئے اور سلطان اور ان میں سے کچھ لوگ تھوک خشک ہونے کے بعد بچ گئے اور صبح کو نجات کی جگہ پہنچ گئے اور راستوں نے ہر جہت سے انہیں تھما کر پہنچا دیا۔

سلطان ابو حمو کو میرے بجایہ سے جانے کی اطلاع پہنچنا: اور سلطان ابو حمو کو میرے بجایہ سے جانے اور جو کچھ سلطان نے میرے بعد میرے اہل اور باقی ماندہ لوگوں سے سلوک کیا تھا اس کی خبر اسے پہنچ گئی تو اس نے مجھے اس واقعہ سے قبل آنے کے لئے خط لکھا اور حالات مشتبه ہو گئے پس میں نے عذر کر کے جان چھڑائی اور یعقوب بن علی کے قبائل میں قیام کیا پھر میں نے بسکرہ کی طرف کوچ کیا اور وہاں کے امیر احمد بن یوسف بن حرنی کے ہاں ٹھہرا۔ پس جب سلطان ابو حمو تھما کر پہنچا اور اس واقعہ سے غمگین تھا اور وہ ریاچ کے قبائل سے دوستی کرنے کا تاکہ ان سمیت اپنی فوجوں کے ساتھ اوطان بجایہ پر حملہ کرے۔ چونکہ قریب زمانے میں میں نے انہیں پیچھے چلایا تھا اس لئے اس نے اس بارے میں مجھ سے گفتگو کی اور اس نے ان کی ہاک ڈال دی اور اس نے اس بارے میں مجھ پر اعتماد کرنا چاہا اور اس نے مجھے اپنی حجابت اور علامت کے لئے بلایا اور اس نے مجھے ملفوف خط لکھا جس کی عبارت یہ تھی:

اللہ نے جو نعمت دی ہے اور جو اس نے عطا کیا ہے اس پر اس کا شکر ہے تاکہ فقیر مکرّم ابو زید عبدالرحمن بن خلدون حفظہ اللہ جان لے آپ ہمارے لئے کامل عزت مقام تک پہنچ چکے ہیں اس لئے کہ ہم نے آپ کو بلند مقام سے مخصوص کیا ہے اور وہ ہماری خلافت کا قلم اور ہمارے دوستوں کی لڑی میں منسلک ہونا ہے اور ہم نے آپ کو یہ بات بتادی ہوئی ہے۔

اور اس نے اپنے ہاتھ کی تحریر سے لکھا عبد اللہ الحوکل علی اللہ موسیٰ بن یوسف لطف اللہ بہ و خالہ اور اس کے بعد کاتب کی تحریر میں یہ عبارت لکھی ہے۔ ۱۷ رجب ۷۹۹ھ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی بھلائی سے آشنا کرے اور اس ملفوف خط کی عبارت یہ ہے جسے کاتب نے لکھا ہے:

اے فقیر ابو زید اللہ تعالیٰ آپ کو عزت دے اور تمہاری کائنات کرے ہمیں صحیح طور پر معلوم ہو چکا ہے کہ آپ ہمارے مقام سے کس قدر محبت اور ہم سے خصوصی محبت رکھتے ہیں اور ہمیں قدیم و جدید زمانے سے کس قدر قوت دیتے ہیں حالانکہ ہم آپ کے اوصاف کی خوبیوں کو جانتے ہیں اور ان معارف سے بھی آگاہ ہیں جن میں آپ اپنے ہمسروں سے فوقیت لے گئے ہیں اور فنون علیہ اور آداب عرفیہ میں راسخ القدم ہیں اور ہمارے باب عالی کی حجابت کا کام ایسا ہے کہ اللہ اسے تمہارے جیسے لوگوں کے درجات تک پہنچائے اور آپ کے ہمسروں کے مدارج کو ہمارے قرب اور ہمارے مقام سے اختصاص اور ہمارے اسرار کے پوشیدہ امور پر اطلاع پانے تک بلند کرے ہم نے آپ کو ترجیح دی ہے اور آپ کو انتخاب و چناؤ میں مقدم کیا ہے پس ہمارے باب عالی تک پہنچنے کے لئے عمل کرو جسے اللہ نے بلند کیا ہے کیونکہ اس میں آپ کی تعظیم و تعریف اور شان کی بلندی ہے آپ ہمارے باب عالی کے حاجب اور ہمارے اسرار کے امین اور ہماری معزز علامت کے افسر اور اس قسم کے انعام عظیم اور خیر جسیم اور اعتناء بکریم کے حامل ہوں گے جس میں آپ کا کوئی حصہ دار نہ ہوگا اور نہ کوئی آپ سے حرجیت کرے گا خواہ آپ کا ہمسری ہو پس اسے سمجھ لو اور اس پر اعتماد کرو اللہ آپ کا حامی ہو

گا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اور یہ شاہی خطوط مجھے سفیر کے ہاتھ سے جو اس کے وزراء میں سے تھا پہنچے جو اس غرض کے لئے زادوودہ کے اشیاء کے پاس آیا تھا پس میں نے اس مقصد کے لئے اس کی خاطر خوب تیاری کی اور اس کی خوب مدد کی اور میں نے انہیں سلطان کے داعی کی بات قبول کرنے اور جلد اس کی خدمت میں جانے کے لئے آمادہ کیا اور وہ اپنے سردار سلطان ابوالعباس سے منحرف ہو کر اس کی خدمت میں آ گئے اور اس کے طریقوں پر کام کرنے لگے اور اس سے اس کی غرض پوری ہو گئی اور میرا بھائی یحییٰ اس کی قید سے بچ گیا اور میرے پاس بسکروہ آیا پس میں نے اسے سلطان ابوحمو کی طرف اپنے کام کا نائب بنا کر بھیجا تا کہ اس کے احوال کی مشقت سے جان چھڑاؤں کیونکہ میں مناصب کی گمراہی کو چھوڑ چکا تھا اور علم کو چھوڑنا مجھ پر گراں گزرا پس میں نے بادشاہوں کے احوال میں مشغول ہونے سے اعراض کیا اور میں نے تدریس اور مطالعہ کے کمر کس لی پس میرا بھائی اس کے پاس پہنچا اور اس نے اسے کفایت کی اور اس نے اسے اس کی طرف بھیج دیا اور ان شاہی خطوط کے ساتھ فرما طے سے وزیر ابو عبد اللہ بن الخطیب کا تحریری پیغام ملا کہ وہ میرا مشتاق ہے اور اس نے سلطان ابن الاحمر کے ہاتھ اسے تمسان پہنچایا اور اس نے وہاں سے میری طرف بھیجا جس کی عبارت یہ تھی:

میری جان سستی نہیں ہے اور قیمت کم کرنے والا مجھے اس سے دست بردار کرے گا۔ محبوب مجھ سے دور چلا گیا ہے اور بہرہ ہو گیا ہے تا کہ میں واپس آ جاؤں اور جدائی کے کڑوہ نیرے نے مجھے عدا گزور کر دیا ہے اور بڑھاپے کے غم نے وہ کچھ کیا جو نہ ہونے والا تھا اور جب میرے غم جاتے رہے تو اس نے مجھ پر مصیبت ڈال دی میں نے اپنی آنکھوں کے آنسوؤں سے اس کا گھاٹ بنایا پس اس نے میرے شروہ کو فراق سے مکر کر دیا اور مجھے پیاسا رکھا اور میں نے اپنے حسن عہد کی غیبت سے اس کا لحاظ کیا تو اس نے میری امیدوں کو نا کام اور میرے زمانے کو وحشت ناک کر دیا اس کے پاس میرے لئے رضامندی تھی میں نے اس رضامندی پر قیاس کرتے ہوئے جو میرے پاس تھی اس سے معاہدہ کیا تو اس نے میری قسم کو توڑ دیا مجھے اس کی دشمنی سے جو تکلیف پہنچی ہے اس کے باوجود میں اپنی پیاس کے ڈر سے اس کی ملاقات کا مشتاق ہوں تو نے اس کی محبت میں میرے جنون کے متعلق دریافت کیا ہے میں نے عشق کی گرمی سے سلیمان کے جن کو نکال دیا ہے اور قوم میں سے جب کوئی آدمی اس کا نام لے کر پکارتا ہے تو پیاس کی عادت باقی نہیں رہتی اور قسم بخدا میں اس کے حلق کسی ملامت گر کی بات نہیں سنتا اور میں اس سے کنارہ کشی کرتا ہوں یہاں تک کہ وہ باز آ جاتا ہے اور مجھ سے کنارہ کشی کر لیتا ہے اور نہ ہی میرے دل نے کسی عابد کی مہربانی کو زیب تن کیا ہے کہ کسی روز رحمان کا بندہ اسے اس طرح سایہ دے گا اور نہ ہی میں نے شوق سے یہ محسوس کیا ہے کہ رحمان کا بندہ کسی روز اس کی طرح دوستی کرے گا۔

پس شوق نے سمندر سے روایت کی اور یہ کوئی حرج کی بات نہیں اور میرے غم و بیچ سے گزرنے کے بعد بھی اس سے کئی درجے فرومایہ ہے لیکن شدت کشادگی سے عشق رکھتی ہے اور مومن اللہ کی روح کی خوشبو سے پھٹ جاتا ہے اور میں میرے پھر دلوں کی نوک پر ہوں نہیں بلکہ کائناتے والی ضرب پر ہوں اور ماہ و سال کے مقابلہ سے مجبوری کے حکم کے تابع ہوں اور آگے کے لئے کون اس بات کا ضامن ہے کہ وہ اپنی دیکھنے والی پسلی

کی کوتاہی کو بھول جائے یا زائد کے بھولنے کی طرح اپنے مرئی راز کو بھول جائے اور جسم میں ایک لوتھڑا ہے جب وہ درست ہو تو جسم درست ہو جاتا ہے پس اس کا اس وقت کیا حال ہوگا جب وہ اس سے چھوڑ جائے گا اور جب فراق ہی مرگِ اول ہے تو پتہ کیسی فراق کا پہلا دوا پردے سے درمناغہ ہے اور قریب ہے کہ عشق کی جلن یہاں تک لے جائے۔

تم نے اپنی مدد کے بعد مجھے چھوڑ دیا ہے اور صبر کے معاملے نے تا فرمانی کو زیادہ کر دیا ہے اس نے کبھی برداشت سے میرے دانتوں کو کھٹکھٹایا اور کبھی میں نے آنسوؤں کی طاقت کی۔

اور بعض اوقات میں خالی مقامات پر جا کر بہتا رہا اور میں نے صبح صبح بوسیدہ کھنڈرات پر جا کر غم کی نشانیں کو تازہ کیا میں جدائی کے ارادے سے اس کے اہل کے حلق پوچھتا ہوں اور مرقدِ بھور کے پاگل سے اس سے مقابلہ کرنے والے کے حلق پوچھتا ہوں اور چولہے کے مثلث پایوں سے موحہ بین کی منازل کے حلق پوچھتا ہوں اور ان کھنڈرات میں میں طہرہ کی طرح حیرت زدہ ہو جاتا ہوں تب تو میں گمراہ ہوں اور ہدایت یافتہ لوگوں میں سے نہیں ہوں اللہ کی قسم! میں اپنی بے خواب آنکھوں کے حلق سوال کرنے والے اور اپنے متفرق اور مجتمع غموں سے غفلت کرنے والے کی محبت سے سرشار ہوں جو اکٹا کر کوچ کر گیا ہے نہ کہ برے حال سے زنج ہو کر اور وصل اپنی صفائی کے بعد کدو ہو گیا ہے اور گوارا پنا عہد وفا کرنے کے بعد ٹوٹ گئی ہے۔

اے دل میں حیرت بہت کم شوق رکھتا ہوں میں نے تجھے اس سے صاف محبت رکھتے دیکھا ہے جو محبت کا بدلہ نہیں دیتا پس اب میں یہاں خون کے آنسو رو رہا ہوں اور جدائی کی حویلی میں نوحہ کر رہا ہوں اور اس کے پاس دل کے پھٹنے کی شکایت کر رہا ہوں اور اسے وہ غم دے رہا ہوں جو اس نے دیا ہے کیونکہ اس نے اسے دھوکا دیا ہے پھر اس سے دشمنی کی ہے اور اسے چھوڑ دیا ہے اے میرے دوستو تمہارا عشق کیا ہے کیا تم نے کسی مقول کو دیکھا ہے جو مجھ سے پہلے اپنے قافل کی محبت میں رو رہا ہو پس اگر امید کا معنی اور حل نہ ہوتا نہیں بلکہ اس مقام کی سفارش ہے جہاں وہ اترتا ہے ناراضگی کے جھڑے کھل گئے ہیں اور اس کی فوجیں ٹیلوں کی گھاٹیوں میں گھات لگائے بیٹھی ہیں اور تیردوں کو خیزوں کی طرح ہلاتی ہیں اور پھلیوں سے نرم کمانوں کی طرح متاثر ہوتی ہیں اور مخالف اور ناقوس کے غموں کو پھیل میدان میں لئے جاتی ہیں جو گاموں میں گر پڑتا ہے لیکن اس نے بے امن حرم کی پتہ لے لی ہے اور پتہ کے سائے میں ہے جو دائیں بائیں سے گہرائی کے عیب سے محفوظ ہے یعنی حرنیہ کی دوستی برنیہ کے سائے بلند ہمتی اور ان عادات کا حرم جو کینگی سے راضی نہیں ہوتا جہاں عطا کئے گئے عطیات اور دائیں پہلو کے پردے اس سے برکت کی امید رکھتے ہیں۔

وہ ایسا نسب ہے جس پر چاشت کے سورج کا نور ہے اور صبح کے پھٹنے کا ستون ہے اور جو اس لوٹنے کی جگہ پر اترتا ہے اس کا پہلو مطمئن ہو جاتا ہے اور اس کا گناہ غموں سے ڈھک جاتا ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ

اس کے حق کی قسم اگر اس کا گھر حصص نہ ہوتا تو میں اس کی تعریف میں بگل سے کام لیتا وہ ایسا شہر ہے جب میں اسے یاد کرتا ہوں تو میری جلن جوش زن ہو جاتا ہے اور جب میں چھاق کو رگڑتا ہوں تو اس کے شرارے اڑتے ہیں۔

اے اللہ! بخش دے اور بخیل دوست کے ٹھکانے اور خیال کے جھوٹ سے اس کی کجیروں والی قرار گاہ کو کیا نسبت ہے اور جدائی کی دوری طہر و قاجر سے برأت کرنے والے سے کیا نسبت رکھتی ہے۔ جو اس بارش سے انکار کرے جو زمین میں سیاحی کو غالب کر دیتی ہے اس کو اس کے بعد مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے بنی مرین کا خوب صورت بالوں والا چلا گیا ہے اور تو اس کی واپسی کی مہربانی سے سیراب ہوتا ہے وہ اس وقت سے چلا گیا ہے جب وہ مسکروہ میں اتر اٹھا جس روز میں نے اس کے مصحف کو پڑھا تھا تو میں اس کی عبارت معانی اور حروف سے مدہوش ہو گیا تھا اور دنیا اس وقت اس کا شکر یہ ادا کرنے لگی جب وہ پہچانے گی کہ اس میں اس کی تعریف کرنے والا چمک اٹھا ہے۔

بلکہ ہم کہتے ہیں کہ بیٹے کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں حالانکہ تو اس شہر میں اتر ہے اور تیرے درمیان چڑے کی پرہنگی اتری ہے اور اے ابن خلدون تیرے بعد دل میں شوق ہمیشہ کے لئے بیٹھ گیا ہے پس اللہ اس زمانے کو مبارک کرے جس کی آفت تیرے قرب سے درست ہو گئی ہے اور تو اپنی بزرگی کی چوٹی پر اس کے موتیوں سے آراستہ ہوا ہے اور اس شائق کا کیا کہنا جس نے تیری طویل دوستی سے اپنی ضرورت پوری نہیں کی اور ان باغات کو خوش آمدید جن کے بید نے تیرے چہرے کے شباب کو جاہ کر دیا ہے پس اس کے کبوتر تیرے بعد روتے ہیں اور بڑی دل انگیز مدد کرتی ہے اور اس کے چاند کزور ہو کر تو بندے ہو جاتے ہیں اور سرسبز گھاس گر کر کزور ہو جاتی ہے اور اس کے درخت آپس میں ملے ہوئے ہیں اور اس کے کبوتر الجھاؤ والے کے ماتم میں ہیں گویا اس نے اپنے اپنے گنبدوں کے بالوں سے شرط نہیں لگائی اور تیری محبت اس کے دروازے کا راستہ نہیں جو شہد کی صفائی اور اس کے بہترین حصے کی طرف لے جاتا ہے اور تیری آنکھ کی ہلکی اس کے شباب کے پانی میں نہیں تیری پس تجھ پر اس موتی کے بارے میں افسوس ہے جسے جدائی کے ہاتھ نے اچک لیا ہے اور زمانے نے اس کے واپس کرنے میں ٹال مٹول کی ہے اور اس کی جدائی کے کوئے نے عشق کی حویلیوں کی کائناتیں کی ہے اور سختی سے گنگو کی ہے اور عشق کے بارے میں گفتگو نہیں کی اور تیرے بہت پہنے والے دریا کے چڑھاؤ اور لبریز حوضوں کے بعد وہ کون سی چیز تجھ سے بدلہ میں لے اور نہ وہ فحش مہلک دشمن ہوتا ہے جو رات گزار کر صبح پر غیرت کھائے پس تو برداشت کر اور ناتق اور اونٹ کو کام میں شریک کر اور اس کے بازو کو مجلس کے کھل چاند پر ترجیح دے پس اس نے بادبان اٹھایا اور ڈر گیا اور مسلسل چیزی سے چلا گیا وہ مگر چم ہے اور وہ انہیں کنارے سے آنکھ کی پاکیزگی اور پاکیزگی آنکھ سے اچک کر لے گیا اور وہیں تک گیا اور آنکھیں دیکھتی رہیں اور اتباع کے بارے میں عبرتیں پیش آتی رہیں مگر وہ افسوس اور مٹ جانے والے نشان کی جھلک اور بھرپور ناکامی سے واپسی اور حسرت کے راگ کے سوا کسی چیز کی طاقت نہ رکھ سکا ہم غم کی شکایت صرف اللہ تعالیٰ سے کرتے ہیں اور اس سے بارش طلب کرتے ہیں اور جب مایوسی کے نیزے اور پھل اٹھے ہوئے ہوں تو امید کی تلواریں سے پھل طلب کرتے ہیں۔

اور اللہ نے طاقت نہیں دی کہ باوجود دوری کے غم اس کے گھر کے قریب ہو جائے اس کے مقابلہ میں جس کا گھر غم سے صاف ہے پس اگر فراق کا کلام رغبت دلانے والا ہے تو پھر بھی عائب کا قائم مقام نہیں ہوتا اور میں خوشگوار وقت میں شور و غل کرتا ہوا اٹھا ہوا کہ ملاقات کی جگہ قریب ہو اور اس کی بات سمجھ اور غریب

بیان کی جاتی ہے اسے میرے آقا ان روشن شمائل اور خصائل کا کیا حال ہے جن کی بارشیں بکثرت ہیں کیا اس کے دل میں کوئی خیال گزرتا ہے جس کا دل دُوری سے خوف کھاتا ہے اور جدائی کی آندھی سے اس کا فیلہ بچھ گیا ہے یا اس کی شان کی بجای پر نہ تھمتنے والی بارشِ رحم کرے اور شوقِ عاشق کے تعلقات کو توڑ دیتا ہے اور وہ کمزوری جو اس کے شان دار خمیوں سے کوتاہ اور پوشیدہ رہتی ہے اور معاملہ بہت بڑا ہے اور اللہ تباری کرتا ہے اور کون تجھے اس گرم ہوا کی لپٹ سے جو بھڑکتے کے بعد تجھے نقصان دینے والی ہے روکے گا اور جو کچھ اس نے تجھ سے کرنا تھا کر چکی ہے کہ تو رقی حیات سے نرم برتاؤ کرے یا پانی کے گھونٹ سے تھوڑی سی پیاس واپس کرے اور جگہیں اس سلامِ خیال رکھتی ہیں جس نے تیری سانسیں کو جدا کر دیا ہے یا تو دور سے ہماری طرف سفید آنکھ سے دیکھتا ہے جو تیرے کانٹے کی سفیدی اور تیرے سانسیں کی سیاهی سے ہے اور بسا اوقات آنے والے خیال سے محبتِ نفوس کو رام کر لیتی ہے اور نذر مانی ہوئی بخشش سے پہلے ہی ہے اور راضی ہو جاتی ہے جب عقائد زرد و نیلے روکتا۔

اے وہ شخص جو چلا گیا ہے اور ہوائیں اس کی وجہ سے مشتاق ہیں کہ اس کی خوشبو مٹے اور جب تو سلام بھیجتا ہے تو دل زندہ ہو جاتے ہیں اور جب تو پڑھتا تو دل دیکھتا ہے کہ انہیں کس نے زندہ کیا ہے اور اگر تو نے وہاں ہمارے اسلاف کو زندہ کیا تو وہ تجھ پر فدا ہوں گے اور اللہ تجھے بھلائی کی طرف ہدایت دے گا اور ہم کہتے ہیں کہ جو تجھ سے محبت کرنے والا کر دہ ہیں کہ تو اسے مرغ کاغذ اور غدر نہ بنائیں تجھ سے مفلس فقرہ کے ساتھ خطاب کی جرأت نہیں کر سکتا اور میں نے تیری عراب کے قریب خوشی سے آواز بلند کی ہے اور اس نے اپنا فرمان بھیجا ہے اور ادب کے ساتھ کوئی خوشحالی نہیں مگر وہی سیاست جو وہ چلا ہے اور اس کے راز دار نے اس کے زمانے پر جھانکا اور یہ سننے کے درد والے کے تھوک کا خاتمہ ہے اور لائق تجربہ کار کی خوشی ہے اگرچہ وہ بیابان میں مشغول ہے پس یہ قیاسِ فارق ہے جس نے اس قدر اور فیصلے کو مہیا کیا ہے اور اس کی محبت اور احسان نے ناپسندیدہ بات کو مجھ پر آسان کر دیا ہے جس کا احتواء بچنے نے کیا ہے اللہ اس کی زندگی کو طویل کرے اور اس کی جہات کو حوادث سے محفوظ کرے اور وہ ایسا خطاب ہے جو اس طبیعت سے نکلا ہے جس کی تری ختم ہو چکی ہے حالانکہ اس سے قبل وہ اس کی پیاس پر راضی ہو چکا تھا اور حضری کے ساتھ اس کی اولاد پست ہو چکی تھی پس اس نے اس کی حاجت کے پورا کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہ پایا جس سے اسے بچا دیا تو میں نے جواب دینے والے کو مہلت دی جو دوڑ کے روز شریف کو شمار نہ کرتا تھا اور میں نے اسے دھڑکتے دل کے ساتھ سنا دیا کیونکہ میں نے ان مصائب سے عجیب سحر کا مقابلہ کیا اور جب برہنہ قلم اس کے میدان سے مالوف ہو گیا اور سخاوت کا ٹوڑک گیا تو میں نے اسے مارنے کی طاقت نہ پاسکا اور وہ اپنی سستی سے ہوش میں نہ آیا ہاں وہ دھوکہ کھا کر ہلکے سواہی بن کر تیرے گردہ کی طرف آیا اور اس نے مسکراتے ہوئے اس کا استقبال کیا اور اس سے نیکی کر کے خوش ہوا اگرچہ وہ شرمندگی سے زرد تھا اور وہ وصل کی جستجو میں پہلا چھوڑنے والا نہیں ہے یا ہجر کی طرف مجبور بھیجے والا پہلا شخص نہیں اور آج میرے اور دینِ کلام اور غم کے خوشی اور شعر خوانی کے درمیان حائل ہو جانے کے بعد بڑے لوگوں کی گفتگو میں قلمی گھوڑوں کے دوڑانے اور مریض کے تعریض سے غافل ہو جانے کے درمیان کیا تعلق پایا جاتا ہے اور شوقِ سستی پر غالب آ گیا ہے اور سفید ہال نیزوں کی طرف بکھرے ہوئے

ہیں جو سانپوں کے سیاہ نقطوں سے زندگی کے راستہ کو خوف زدہ کرتے ہیں اور با تجربہ کار اور جوانوں کو شب خون مارنے والے کے پاس لاتے ہیں اور بڑھاپا موت عاجل ہے اور عبرت بکڑنے والا دیر سے آنے والا ہے اور جب بوڑھا اپنی معاد کے سوا کسی اور چیز میں منہمک ہو جائے تو ظاہر میں اس کے دور بھیج دینے کا حکم دیا جائے گا اللہ تجھے زندہ رکھے تو تازہ رہ اور جو مصلح سے کوتاہی کرے اسے بخش دے اور کدور آنکھ سے دیکھ اور ثواب کے لباس کو غنیمت جان اور کچھ سوزش کو جواب سے دور کرے اور تو نے جس چیز پر کاہن پایا اللہ اس میں تیری مدد کرے اور تو ہلاک نہ ہو اور تیرے پاس چلنے والا نشان تھا اور اس نے سعادت کے نشان سے تجھے بہرہ مند کیا اور موت سے پہلے تیری ملاقات کا وقت مقرر کیا۔ کریم انسان میرے بیٹے کے جلال پر اطمینان رکھتا ہے اور وہ میرے دل میں رہنے والا ہے بلکہ میرا بھائی ہے اور اگر تو اس کی ناراضگی سے بچے تو میرا سردار ہے اور اس کے مشاق۔

محبت بن عبد اللہ بن الخطیب کی طرف سے ۱۴ ربیع الثانی ۵۰۰ھ کو یہ خط آیا اور اس خط سے قبل اس کا ایک خط مجھے آیا تھا جو اس نے مجھے تلمسان سے بھیجا تھا پس اس کے پہنچنے میں تاخیر ہو گئی یہاں تک کہ اسے میرے بھائی یحییٰ نے سلطان کے پاس آنے کے وقت مجھے بھجوا دیا اور خط کی عبارت یہ ہے:

اے میرے آقا اجلال والنفات کے ساتھ اور اے میرے بھائی محبت و اعتماد کے ساتھ اور میرے بیٹے کا مقام شفقت ہے جو میرے دل میں جا گزیں ہے تمہاری خبروں کا احوال و اطلاع مجھ پر گراں ہے پس میں نے چاہا کہ اس خط کے ذریعے آپ تک اپنی آرزو پہنچاؤں اور تم سے دُورے جو رکاوٹیں ہیں دور ہو جائیں اگرچہ میں تمہاری محبت میں سیراب نہ ہونے والے پیاسے اور طبعی حدود سے گزر کر سیر نہ ہونے والے کھانے والے کی طرح ہوں پس اس سلام کے پہنچانے کے بعد جس کے باغ پر آنسوؤں کی غصم پڑی ہے اور شوق قدیم کی پھٹکی اور دردناک دوری کی شکایت اور اللہ جو مشکلات کو آسان کرنے والا ہے اور بعید کو قریب کرنے والا ہے اس سے قرب کے متعلق کرنے کے بعد میں آپ سے آپ کے احوال کے متعلق اس شخص کی طرح سوال کرتا ہوں جو آپ کے نزدیک غلوں سے بہت دور ہے اور آپ کا مسکرہ میں ٹھہرنا باعث رشک ہے کیونکہ یہ مشہور اور بلند شان ریاست ہے اللہ تعالیٰ اسے محفوظ رکھے یہ فضلاء کی نجات گاہ اور بلند قد زانشانوں کی خیمہ گاہ ہے اور میں سلامتی کے ہر میدان کے قریب ہوا ہوں پس آزادی پانے پر اللہ کا شکر کرو اور آرزوؤں کے معاملہ میں ممانہ روی اختیار کرو اور اس فاضل ذات کو مشتقوں میں ڈالنے سے بچو پس دنیا کے حریص کا مطلوب خیس ہے اور گھیراؤ کرنے والی رکاوٹیں بہت ہیں اور حاصل حسرت ہے اور عاقل پر وہ استغراق غالب نہیں آتا جس کا اخیر موت ہو وہ اس سے ضروری چیز لے لیتا ہے اور آپ جیسے شخص کو لوگوں کے ساتھ عافیت عمر کے تقاضے کے مطابق کھانے پینے کی چیزوں کو دگنا حاصل کرنے سے درماندہ نہیں کر سکتی اور اللہ ہمیں کافی ہے اور اگر آپ اس سیادت کے محبت کا حال دیکھیں تو اس کا حال اس شخص کی طرح ہے جس نے زمام قضا و قدر کے ہاتھ میں دے دی ہے اور غفلت کے راستے پر چلا ہے اور شواغل کی لہروں میں تیرتا ہے اور امور کے پیچھے پوشیدہ طیب ہے اور تحریر شدہ مدت ہے جس کے متعلق دستور الہی کی پوشیدگی امید کرتی ہے ہاں وہ اکناہٹ جسے تم جانتے ہو جب لوگوں کے حیلے اور مددگار دور ماندا ہو جاتے ہیں تو وہ اسے یاد کرتے ہیں اور راستے بند ہو جاتے ہیں اور آج

لوگ وہ کام کرتے ہیں جو انہیں اعتدال کے قریب کرنا ہے اور جس کام میں وہ سلطان کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے کئی گنا زیادہ دیتا ہے جو میرے آقا نے خشکی میں جھنڈا گاڑنے سے حاصل کیا ہے اور جن باتوں میں وہ احباب و اولاد کی طرف رجوع کرتا ہے تو جو کچھ اب تک میں سمجھا ہوں وہ یہ ہے کہ شوق دلوں کو ڈھانپ لیتا ہے اور ملاقات کا تصور وطن اور موجودہ نعمتوں سے بے رغبت کر دیتا ہے اور جن باتوں میں ۱۱ وطن کی طرف رجوع کرتا ہے پس سونے والے کے احوال سرسری مصالحت اور دشمن پر غالب آنے کے ہوتے ہیں اور قلعہ آتش اور ہمد کو فتح کرنا حیرے لئے کافی ہے جو بلاد اسلام اور دیرہ عارین بیحد اور سہلہ کے قلعے کے درمیان جدائی کرنے والا ہے پھر ایشیلیہ کی بیٹی طبریہ میں بزدورت داخل ہوتا اور دارالخلا نے کو فتح کر کے تقریباً پانچ ہزار قیدیوں پر قبضہ کرنا اور دن دہاڑے قرطبہ اور جیان شہر کو فتح کرنا اور چابازوں کو قتل کرنا اور اولاد کو قیدی بٹانا اور آٹھ کو مٹانا یہاں تک کہ وہاں آبادی کا نہ ہونا پھر مجددہ شہر کا فتح کرنا جس کے پھر پور ہونے نے جیان کو حیاہ کر دیا اور وہ تمہارت رقا بیت پھر پور عمارات اور بے شمار نعمتوں کا مقام بن گیا ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اپنی مدد کے احسانات کو جاری رکھے اور اپنی رحمت کو منقطع نہ کرے اور اپنی مدد سے فائدہ دے اور اس نے ان حوادث سے زیادہ کچھ نہیں کیا جنہیں تم جانتے ہو کہ اللہ نے بڑے نسب کو پکڑا اور عمر بن عبد اللہ کی بھلائی کے اثر سے سلوب زمین غراب ہو گئی اور اس نے اس کے متعلق برے مردار کا حکم لگایا اور اس کے مددگاروں پر طراب آیا اور اس کی نفس چیزوں کا خاتمہ ہو گیا اور اس کے بعد اضطراب وطن پر مستولی رہا مگر اکی دوڑ کے قرب دوسرے کو ترجیح نہیں دیتا اور آج شیخ ابوالحسن علی بن بدرالدین رحمہ اللہ کی وفات کے بعد عبدالرحمن بن علی بن سلطان مابلی علی اندلس کے یازویوں کا شیخ ہے اور وہ میرے آقا امیر مذکور اور وزیر مسعود بن روح اور عمر بن عثمان بن سلیمان کے لوٹ آنے کے بعد وہاں ٹھہر گیا تھا اور نصاریٰ کے ملک کا سلطان بطورہ اپنے ملک ایشیلیہ کی طرف واپس آ گیا ہے اور اس کا بھائی اس کی مخالفت میں تھکا اور قرطبہ کے ساتھ اس پر حملہ کرنے والا ہے اس نے کہا نصاریٰ کی ایک پارٹی عائی جو اپنی جانوں کے متعلق خوف زدہ ہیں اور اس کے بھائی کے داعی ہیں اور مسلمانوں نے اس ہوا کے چلنے کو غیبت سمجھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے غلبے اور بھلائی کے دروازے میں ان کے لئے مہربانی کی ہے جس کا امیدوں میں بھی گزرتا تھا اور سلطان ایبہ اللہ نے اس کے بعد لقب اختیار کیا اور اس نے فتوحات کے متعلق مختصر اور مفصل گفتگو کی اور جو وقت گزارنے کے لئے اس کمال کو دیکھ کر اس کی طرف رجوع کرتا ہے تو قحطائل و قحطاید صادر ہوتی ہیں جن میں سیادت کے واپس جانے کے بعد کہا جاتا ہے اے امامیم اور آج کوئی ابراہیم نہیں ہے۔

اور ان میں سے ایک کتاب محبت کے بارے میں سلطان تک پہنچائی گئی جو مشارقہ میں سے ابن قطلہ کی تصنیف تھی تو میں نے اس کا مواضع کیا اور موضوع کو اعلیٰ بنا دیا اور وہ اللہ کی محبت ہے پس وہ کتاب آئی اور اصحاب نے اس کی غرابت کا ادعاء کیا اور وہ مشرق کی طرف گیا اور میں نے اسے کتاب غرناطہ اور اپنی دیگر تالیفات دے دیں اور مصر میں سعید المسعد ام کی خانقاہ کے وقف سے آگاہ تھا پس لوگ اس پر ٹوٹ پڑے اور وہ لطیف رنگ میں اغراض کرتا اور اپنے اصرار سے مشارقہ کی اغراض کا متکلف تھا میں نے مصر کو شوق کے بارے میں سلام کیا جس کا شوق سو گھنٹے سے ہی راہنمائی کرتا ہے اور جو شخص میری دعوت کا انکار کرے اسے میری طرف

سے کہہ دئے عزیز کی عورت اپنے عشاق کو کافی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ اس کے لکھے اور اصلاح کرنے میں مدد کرے اور مجھ سے ایک جز صادر ہوا جس کا میں نے الفیوض علی اهل الحيرة نام رکھا اور ایک جز کا نام حمدا لجمہور رکھا علی السنن المشہور رکھا اور جوہری کی کتاب کے اختصار میں لگا رہا اور اس کی مقدار سے پانچ گنا مقدار تک اس کا رد کیا نیز اس کی پہل ترتیب کا بھی لحاظ رکھا اور اللہ تعالیٰ کام میں معین و مددگار ہوتا ہے جس سے ہم اس عرصہ کو قطع کرتے ہیں جو تہہ کے قریب شروع ہونے والا ہے اور تعریف پر قائم رہنے والا مطلوب اس سیادت اور فرزندگی سے تعلق رکھتا ہے جب حج سے واپس آنے کا وجود محض نہیں ہوتا یا وہ تلمسان جاتا ہے تو سید شریف اُسے وہاں سے بھیجتا ہے پس نفس بہت پیاسا ہے اور دل شوق سے گلوں تک جا پہنچے ہیں اور میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ دوری میں میری امانت کو محفوظ رکھے اور تجھے عافیت کا لباس پہنچائے اور تجھے اور مجھے الجمن سے نجات دے اور ہم سب کو راستے پر ڈالے اور ہمارا خاتمہ بالخیر کرے یاد کرنے والے عاشق محبت داعی ابن الخلیب کی طرف سے ۲ جمادی الاولیٰ ۷۹۹ھ۔

میں نے اسے جواب دیا اور جواب کی عبارت یہ تھی:

بزرگی اور بلندی کے لحاظ سے میرے آقا اور مہربانی اور حسن سلوک کے لحاظ سے میرے والد کے قائم مقام جب سے مجھ سے اور آپ سے گم دور ہوا ہے اور دوری ہمارے درمیان مستحکم ہو گئی ہے میرا شوق قائم رہا ہے اور میرا کان تمہاری خبریں سن رہا ہے اور میرا خیال ہواؤں کے ہاتھوں سے تمہارا ملا وصول کرتا رہا ہے یہاں تک کہ آپ کا خط ملا جس میں حقیقت حال دریافت کی گئی ہے اور اس عہد کے متعلق جو ضائع نہیں ہوا اور ہم جنس اور ہم نوع کی محبت کے متعلق دریافت کیا گیا ہے پس میرے دل سے بھولا ہوا مردہ اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے کئی قسم کی خوشیوں کو اکٹھا کیا اور تیری ملاقات کے لئے امید کا چمنق روشن کیا اور جسم بخدا میں موت سے پہلے اس طرح تیری پناہ میں آنے کی دعا کرتا ہوں جس سے تو راضی ہو اور میں نے اسے بادلوں کے برسنے کے وقت سرگرداں عاشق اور روشن صبح کے لئے رات کے آخری حصے میں سفر کرنے والے کا سلام کہا اور میں نے دوستوں کے اقامت کرنے کی جگہ اور خصوصاً تیرے بارے میں اطمینان حال اور حسن قرار اور دوسو سوں کے خاتمہ اور بھاگنے کے سکون اور عام طور پر حکومت کے راسخ القدم ہونے اور فتح کی ہواؤں کے چلنے اور ان قلعوں کو جو حکومت کی کمزوری کے باعث نصرانیوں نے جھین لئے تھے واپس لے کر دشمن پر غالب آئے اور ان قلعوں کو تباہ کرنے جو نصرانیہ کی عجیب چھاؤنیاں تھے کے متعلق لکھوایا ہے اور یہ اللہ کا ایک نشان ہے اور گزشتہ زمانوں سے لے کر اس مدت تک اس فتح کا پوشیدہ رہنا اس ذات شریف پر اللہ کی عنایت ہے کہ اس نے اس کے ہاتھ پر خارق عادت کام ظاہر کئے پس حسن تدبیر اور تیاری کی برکت اور دائمی ذکر نصری خلافت کے طہ میں ایک تیل بونا ہے اور وزارت کی مانگ میں تاج ہے جسے اللہ نے تیرے لئے مقدر کیا ہے اور اس محفوظ زمانے کے اشراف اس پر مطلع ہوئے ہیں اور دنیا میں اسلام کی عزت کے سرور اور اعلیٰ نعت اور دولت امویہ کے ذکر نے اسے ثنائے طیب التماس دعا تھہریت نعمت اور پہلی اور پچھلی حکومت پر اس کی فضیلت کو مشہور کیا ہے پس بیٹے دسعت سے منشرح ہو گئے اور دل اجلال و تعظیم سے لبریز ہو گئے اور اعتقاد و دعا سے آثار اچھے ہو گئے اور

میرے آقا کا خط اس حکومت کے شرف کا عنوان تھا اور وہ میری اس تعریف سے جو میں نے اس کے مناقب کی وضاحت میں لکھی خاموش رہا اللہ اس پر اپنے فضل کا اضافہ کرے اور مسلمانوں کو اس مسافر کے سکون سے جو بے قراری شوق اور حیرت سے پیدا ہوتا ہے شاد کام کرے اور قریب ہے کہ وہ حیرت و افسوس کے ساتھ جان کو لے جائے کیونکہ اس کی شدت امن سے اور دارالحریر کے جہد کرنے سے دور ہوتی ہے اور اگر میں غیب دان ہوتا تو زیادہ بھلائی حاصل کر لیتا اور اگر سیادت کریمہ کی طرف دیکھے تو آپ جانتے ہی ہیں کہ امید کے ساتھ چلنے اور زمانے کے نصیب پر غالب آ جانے اور غفلت کو عمر سے ختم کر دینے کے ساتھ دیکھنا ہوگا کیا مجھے امیدوں کے ساتھ اوپر کی طرف جانا سودمند ہوگا جب کہ نصیب راستے کے نشیب میں ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی طرف واپس لے جائے اور شاید تمہاری صحت و نافعہ میں اس لا علاج بیماری سے شفا ہو اور نوازش الہی اس ریاست حریرہ کی مددگار ہے اور وہاں تجھے کھل حفاظت حاصل ہے جو ارادے کو میرے اس ذخیرے کی طرف پھیر دے گی جسے میں ان سے حالات کے ناہموار ہونے اور زمانے کے بدل جانے اور مصیبت کے گمان سے بھاگنے کے وقت تیار کرتا تھا جیسا کہ تمہیں علم ہی ہے اور جب سلطان مرحوم کا حادثہ وقات اسے لے آیا تو اس کا ماحول مکدر ہو گیا اور یہ حادثہ اس کے عم زاد اور حکومت میں اس کے حصہ دار اور نسب میں اس کے شریک اور جاہ کے مضبوط ہونے اور سلطان کے بدل جانے اور جانشین بھائی کے قید کرنے اور اس سے مایوس ہو جانے کے باعث ہوا اور اگر اللہ تعالیٰ اس کی نجات اور اس کے بعد گھر اور بچوں میں خرابی اور حاصل شدہ جاگیروں کے انحصار کی کیفیت پیدا نہ کرتا تو نصیری حکومت اسے نہ لے جاتی پس اس نے گھونسلے کی پتاہلی اور واقعہ میں حصہ دار ہوا اور جاہ و مال میں شریک کیا اور مصائب زمانے کے خلاف مدد کی اور جب اس نے دیکھا کہ زمانہ میرا دشمن ہے تو اس نے آسائش چاہی اور بادشاہوں کو میری رہائی کی امید دلائی اور انہوں نے مجھے بہت زیادہ تحائف دیے اور اللہ تعالیٰ امیدوں کے بندھنوں سے رہائی دینے والا اور ان بچ دار نصیبوں کی طرف راہنمائی کرنے والا ہے۔

اور مجھے میرے آقا نے ان عجیب و غریب تصانیف کے متعلق بتایا جو اس سے ان جلیل القدر فتوحات کے میں صادر ہوئی تھیں اور میری محبت کی قسم کہ اگر وہاں تھنہ بازی ہوتی تو جو میں نے کوتاہی کی ہے اس پر مجھے بار بار پشیمانی ہوتی۔

اور اب رہی بات اس علاقے کے حالات کی تو وہ اس سے زیادہ نہیں جو تم سلطان ابواسحاق بن سلطان ابوبیجی کے تونس میں استقرار کرنے سے معلوم کر چکے ہو وہ شیخ الموحد بن ابو محمد بن تافراکین کی وفات کے بعد دارالخلافت میں خود مختار تھا اور وہ اپنی زندگی میں وطن کو تنگ کرنے والا اور جو عرب اس کی دعوت میں اسکی مدد کرتے تھے انہیں مضبوط کرنے والا تھا اور اگر وہ حسن کی سیاست اور بجایہ کے انتظام سے ہماری حکومت کی جگہ حاکم قسطنطنیہ اور یونہ پر قابو پالیتا تو انہیں رعایا اور راستوں سے زیادہ امان دیتا۔

اور مغرب اقصیٰ و ادنیٰ کے حالات کا آغاز تمہارے پاس ہے اور مشرق کے حالات یہ ہیں کہ حاجیوں نے اس سال کے اختلال اور اس کے سلطان کے باغی ہونے اور اجڈ لوگوں کے اس کے تخت پر کودنے اور محلات اور پانی کے جو حوض بیت اللہ کے حاجیوں اور اللہ کے مہمانوں کے لئے تیار کئے گئے تھے ان کے خراب کرنے کی خبر

دی ہے جو آنکھوں کو رلاتی ہے اور غم کو زیادہ کرتی ہے یہاں تک کہ انہوں نے گمان کیا کہ گھبراہٹ کئی روز تک قاہرہ سے متصل رہی اور اس کے کوچوں اور بازاروں میں بہت کھنہ و فساد پیدا ہو گیا کیونکہ بلحاظ الحاکم کے بعد مغرب ہونے والے سندمر اور اس کے سلطان کے درمیان فتنہ سے باہر جنگ ہوئی جس میں اسے شکست ہوئی جس میں اس کے مددگاروں میں سے تقریباً پانچ سو آدمی مارے گئے اور بقیہ کو اس نے گرفتار کر لیا اور ان میں سے کچھ کو قید خانوں میں ڈال دیا اور سندمر کو اس کے قید خانے میں قتل کر دیا اور سلطان کے بڑے مددگار کے ہاتھ میں حکومت کی باگ تھمادی پس وہ خود مختار بن گیا اور اسے با اختیار ہو کر چلانے لگا اور امور کی گردش اور غیوب کے مظاہر اللہ کے ہاتھ میں ہیں اور میں اپنے آقا سے خواہش رکھتا ہوں کہ انہیں جب بھی موقع ملے وہ مجھ سے گفتگو کریں اور مجھ پر احسان فرمائیں اور میری طرف سے اپنے چھوٹے بڑے مددگاروں کو سلام پہنچا دیں اور میں نے ان کے سلطان کی جو مدد کی ہے اسے بھی جان لیں اور ان کی جناب سے میری طرف الحاج نافع سلمہ اللہ نے خط پہنچا دیا ہے جسے اس نے بخجی بھائی سے تلمسان میں ملاقات کرتے وقت سلطان ابو حموی کو موجودگی میں حاصل کیا تھا اور بعض اوقات میرے آقا میری اس قدر تعریف کرنے میں جو لکھی نہیں جاسکتی اللہ آپ کو مسلمانوں اور امیدواروں کے لئے اپنے فضل سے ذخیرہ اور پناہ گاہ بنا کر باقی رکھے اور آپ اور آپ کے پاس پناہ لینے والے نجیب سرداروں اہل مددگاروں اور اصحاب کو سلام۔ اس خط کا عنوان یہ تھا:

سیدی و عمادی و رب الصنائع و الایادی و النعمائل الکریمۃ الخواتم و الیادی امام الائمۃ علم الائمۃ تاج المملکۃ نور المملکۃ فخر العلماء و عماد الاسلام مصطفیٰ لملوک الکرام کافل الائمۃ تاج الدولۃ امیر المومنین الفی با اللہ ایدہ اللہ الوزیر ابو عبد اللہ ابن الخطیب البقاء اللہ و تولی عن المسلمین و جزاءہ۔

اور انہوں نے مجھے غرناطہ سے لکھا:

یا سیدی دولی و اخئی و محل ولدی کان اللہ کم حیث کتتم

ولا اعلمکم لطفہ و عنایتہ

اگر آپ کا ٹھکانہ وہاں ہوتا جہاں اٹلی کا جانا اور حصے کے پہنچانا اور نائب کا بھیجنا آسان ہوتا تو میں اپنے دل کو تمہارے حق کے متعلق غفلت کرنے میں ملامت کرتا لیکن آپ میرے عذر سے آگاہ ہیں اور میں اس قاضی کی پناہ میں رہنے پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے تمہیں اپنی پناہ میں لے لیا ہے اور اس کے فضل نے تمہیں ڈھانپ لیا ہے اور میں نے حرمین جانے والے اس شیخ کے سفر کو قیمت جانا ہے جس نے میرے اس خط کو پہنچا کر تمام برکات حاصل کر لی ہیں اور تم میری محبت کی قسم اور اگر تم اس پونجی سے آگاہ ہوتے جس کا بہترین حصہ تم ہو تو آپ کو اس سے کچھ انس ہو جاتا پس جان لو کہ پانی نے مجھے ٹیلوں تک پہنچا دیا ہے اور مجھ پر مزاج کی خرابی غالب آ چکی ہے اور پے در پے بیماریاں لاحق ہو رہی ہیں اور شقاء سبب کے باقی رہنے اور اس کے دور کرنے سے در ماندہ ہونے کی وجہ سے بد حال ہو گئی ہے اور یہ وہ سازش ہے جس کے انجام کو اللہ بخیر کرے میں نے اس کے لئے ہر جیلہ اختیار کیا ہے مگر مجھ کو کچھ فائدہ نہیں ہوا اور اگر میں تمہارے بعد زہد کے ساتھ اس تالیف کے فکر میں مشغول نہ ہوتا اور عہد کے بعد کتب کے مطالعہ کی طرف متوجہ نہ ہوتا تو فکری خرابی اس حد تک نہ پہنچتی اور آخری جو بیاض مجھ سے صادر ہوئی میں نے اس کا نام استیصال اللطف الموجد فی اسرار الوجود رکھا اور میں نے

اسے ان دنوں میں لکھوایا جن میں سلطان کے جہاد کی طرف سفر کرنے کی رسم ثابت ادا کی گئی اور میری محبت کی قسم! کاش تم اس پر اور میری اس کتاب پر جو محبت کے بارے میں ہے آگاہ ہوتے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ سب کچھ میرے سر کر دے گا اور قسم بخدا میں نے تمہاری طرف خط پہنچانے میں کوتاہی نہیں کی اور اگر تمہارے بھائی یا سید شریف ابو عبد اللہ کی جانب سے کچھ کوتاہی ہو تو یہاں تک کہ میں نے مغرب سے سنا کہ وہاں سے قافلہ آرہا ہے مجھے معلوم نہیں آپ کو اس کی کچھ خبر پہنچی ہے یا نہیں باقی تمام حالات ایسے ہی ہیں جیسے آپ چھوڑ گئے تھے اور آپ کے دوست خیریت سے ہیں اور تمہاری جدائی کی وجہ سے محبت و شوق کے باعث تکلیف محسوس کرتے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی طاقت نہیں وہ تمہاری حفاظت کرے اور آپ کے امور کا متولی ہو۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

غسلین محبت الخطیب کی جانب سے ربیع الثانی ۷۷۰ھ
اور اس کے اندر ایک خوف تھا جس کی عبارت یہ تھی:

میرا آقا تم سے راضی ہو وہ سفر اور تیز حرا جی کے باعث عسکان میں غمہر گیا تھا آپ جانتے ہیں کہ ہمارا دوست ابو عبد اللہ شتوری طب میں بڑا ماہر ہے پس جب وہ تم سے ملے تو اس کی پسند میں اس کی مدد کرنا اور آپ جیسے لوگوں کی موجودگی میں اسے اس کی ضرورت نہیں ہوگی اس کا عنوان ہے:
سیدی وعلی الخلیفہ الجلیل الصدر الکبیر المعظم الرئیس الحاجب العالم الفاضل الوزیر ابن خلدون وصلی اللہ علیہ
وہمیں مجدد ہمنہ

میں نے ان گفتگوؤں کو بڑا طول دیا ہے حالانکہ بظاہر یہ کتاب کے مقصد سے تعلق نہیں رکھتی کیونکہ ان میں اکثر میرے حالات کی تفصیل ہے پس یہ کتاب کا مطالعہ کرنے والوں کو کفایت کریں گے۔
پھر سلطان ابو حمو ہمیشہ ہی بجایہ پر چڑھائی کرنے اور اس کے لئے قبائل ریاح سے دوستی کرنے اور اس بارے میں میری مدد پر اعتماد کرتے ہوئے کام کرتا رہا اور اس کے ساتھ بنی حفص کے حاکم تونس سلطان ابو اسحاق بن سلطان ابو بکر کے ساتھ اس کا تعلق ہو گیا کیونکہ اس کے بھائی کے درمیان جو بجایہ اور قسطنطنیہ کا حاکم تھا عداوت پائی جاتی تھی جو نسب اور ملک کی تقسیم کا تقاضا کرتی تھی اور وہ ہر وقت اپنے وفدا کے پاس بھیجتا تھا اور وہ بلکہ وہ میں میرے پاس سے گزرتے تھے پس دونوں کے ساتھ گفتگو کرنے سے تعلق نہ ہو گیا۔

ابوزیان کی تلسمان میں آمد: اور سلطان ابو حمو کا عم زاد ابوزیان بجایہ سے بھاگنے اور اپنے پڑاؤ میں کھلبلی پڑ جانے کے بعد اس کے پیچھے پیچھے تلسمان آیا اور اس کے نواح پر حملہ کر دیا مگر اسے کچھ کامیابی نہ ہوئی اور حصین کی طرف واپس آ کر ان کے درمیان مقیم ہو گیا اور انہوں نے اس کا احاطہ کر لیا اور مغرب اوسط کے دیگر نواح میں فحاش پیدا ہو گیا اور وہ ہمیشہ ہی ان سے دوستی کرتا رہا یہاں تک کہ ان میں سے بہت سے آدمی اس کے پاس اکٹھے ہو گئے پس ۷۹۱ھ کے نصف میں اپنی فوجوں کے ساتھ حصین اور ابوزیان کی طرف گیا اور انہوں نے جبل حطری میں پناہ لے لی اور اس نے مجھے زوارہ سے مدد مانگنے کا پیغام بھیجا تا کہ صحرا کی جانب سے ان کی ناکہ بندی کر دی جائے اور اس نے ان کے اشیاخ یعقوب بن علی جو اولاد محمد کا سردار تھا اور اولاد سباع بن یحییٰ کے سردار عثمان بن یوسف کو بلاتے ہوئے لکھا اور اس نے ان کے ہم وطن ابن مرنی کو لکھا

کہ وہ اس بارے میں ان کی مدد کرے پس اس نے ان کی مدد کی اور ہم اس کی طرف گئے یہاں تک کہ ہم تپیری کے ٹیلے میں القطفہ مقام پر اترے اور سلطان نے ٹیلے کی جانب سے اس کا محاصرہ کر لیا اور جب وہ ان کے معاملے سے قانع ہوا تو ہمارے ساتھ بجایہ گیا اور حاکم بجایہ ابوالعباس کو اطلاع ملی تو اس نے قبائل ریاح کے بھیا دوستوں کے ساتھ القطفہ کی اس گھاٹی کی طرف پڑاؤ کر لیا جو البسیلہ پہنچاتی ہے اور ابھی ہم اسی حالت میں تھے کہ زغبہ کے مخالفین میں سے بنی عامر کا سردار خالد بن عامر اور سوید کے سردار اولاد عریف اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے القطفہ میں ہمارے مقام پر حملہ کر دیا پس زوادہ کے قبائل بھاگ گئے اور ہم البسیلہ اور پھر الزاب کی جانب پیچھے رہ گئے اور زغبہ تپیری کی طرف چلے گئے اور ابوزیان اور حصین کے ساتھ مل گئے اور تلمسان واپس آ گیا اور اس کے بعد وہ ہمیشہ ہی زغبہ اور ریاح کا دوست رہا اور اپنے وطن اور اپنے عم زاد پر فتح پانے اور سال بہ سال بجایہ پر حملہ کرنے کی امید کرتا رہا اور میں اس کی مشایعت میں اپنے حال پر قائم رہا اور اس کے اور زوادہ اور حاکم تونس سلطان ابواسحاق اور اس کے بعد اس کے بیٹے خالد کے درمیان اس کروا تار ہا پھر زغبہ اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے اور اس کی چاکری پر متفق ہو گئے اور وہ حصین اور بجایہ سے اپنے دل کو شفا دینے کے لئے تلمسان سے تیار ہوا اور یہاں تک کہ آخر کا واقعہ ہے پس میں زوادہ کی ایک پارٹی جو عثمان بن یوسف بن سلیمان کی اولاد میں سے تھی کے ساتھ اس کے احوال کو دیکھنے کے لئے اس کے پاس گیا پس ہم اسے بطحاء میں ملے اور اس نے ہمیں الجزائر میں ملنے کا وعدہ کیا اور عرب اسے اپنے اہل کے پاس واپس لے گئے اور میں ان کے بعد بعض اغراض پورا کرنے اور ان کے پاس جانے کے لئے پیچھے رہ گیا اور میں نے بطحاء میں اسے عید الفطر پڑھائی اور خطبہ دیا اور عید گاہ سے واپسی پر میں نے اسے عید گاہ کی مبارک دیتے ہوئے یہ شعر سنائے۔

ان گھروں کو صبح کے وقت سلام کہہ اور ان کے درمیان در ماندہ سوار یوں کو ٹھہرا کر کھنڈرات نے تیری آنکھوں کے آنسوؤں کو نہیں دیکھا تو ان سے دریافت نہ کرے اور انہوں نے تیری ہلکوں سے عہد لیا ہے کہ وہ دوری کے باوجود بغیل کو نہیں دیکھیں گی اس اکٹھے قبیلے کے پاس جا بسا اوقات ان کے ذکر سے دل کو خوشی اور راحت ملتی ہے اور مسافروں کی منازل غم کے باعث بول نہیں سکتیں حالانکہ وہ خوشی کے ساتھ گفتگو کرتی تھیں۔

یہ ایک لمبا قصیدہ ہے جس میں سے صرف مجھے یہ اشعار یاد رہ گئے ہیں اور اسی دوران میں یہ اطلاع ملی کہ مغرب اقصیٰ کے حکمران سلطان عبدالعزیز نے جو بنی مرین میں سے تھا مراکش میں جبل عامر بن محمد الہبتاتی پر قبضہ کر لیا ہے اور اس نے ایک سال سے اس کی ناکہ بندی کی ہوئی تھی اور اس نے اسے قاس لاکر عذاب دے دے کر قتل کر دیا اور اس نے تلمسان پر حملہ کرنے کا بھی عزم کیا کیونکہ سلطان ابوحمونے جب کہ سلطان عبدالعزیز عامر کا اس کے پہاڑی میں محاصرہ کئے ہوئے تھا مغرب کی سرحدوں پر حملہ کیا تھا اس خبر کے پہنچنے پر سلطان ابوحمو کو اپنے کئے پر پریشانی ہوئی اور واپس تلمسان لوٹ آیا اور زغبہ کے قبائل میں سے بنی عامر کے مددگاروں کے ساتھ صحرا کی طرف نکل جانے کے اسباب اختیار کرنے میں لگ گیا پس اس نے دوستی کی اور فوج جمع کی اور لوگوں کو ہدایت کی اور عید الاضحیٰ گزاری اور میں نے بلا در ریاح کی طرف جانے سے عذر کے باعث اس سے اندلس واپس جانے کی اجازت مانگی اور ماحول فتنہ کے باعث تاریک ہو چکا تھا اور راستے بند ہو چکے تھے پس اس نے مجھے اجازت دی اور سلطان ابن الاحمر کی طرف مجھے ایک خط دیا اور میں حنین کی بندرگاہ کی طرف لوٹ گیا اور اسے اطلاع

ملی کہ حاکم مغرب اپنی فوجوں کے ساتھ تار میں اتر رہے تھے بعد تلمسان سے بطحاء کے راستے صحرا کی طرف بھاگ گیا اور میرے لئے مہنین سے سمندر پر سوار ہونا مشکل ہو گیا تو میں رک گیا اور سلطان عبدالعزیز کو اطلاع ملی کہ میں مہنین میں مقیم ہوں اور میرے پاس ایک امانت ہے جسے میں حاکم اندلس کے پاس پہنچانا چاہتا ہوں یہ بات ایک خواہش پرست نے سوچی اور اسے سلطان عبدالعزیز کو لکھ بھیجا تو اس نے اس وقت تازا سے ایک جماعت بھیجی اور اس نے مجھ سے اس امانت کے واپس لینے پر الجھاؤ کیا اور وہ تلمسان کی طرف گیا اور وہ جماعت مہنین میں ملی اور انہوں نے حالات معلوم کئے مگر وہ اس کی صحت پر مطلع نہ ہوئے اور مجھے سلطان کے پاس لے گئے ہیں میں اُسے تلمسان کے قریب ملا اور اس نے مجھ سے اس خبر کے متعلق دریافت کیا تو میں نے اس کا انکار کیا اور اس نے مجھے انکا گھر چھوڑنے پر ڈانٹ ڈپٹ کی تو میں نے اس سے معذرت کی کیونکہ عمر بن عبداللہ ان پر قابو رکھتا تھا اور اس کی مجلس کے بڑے آدمی اور اس کے باپ کے دوست اور اس کے دوست کے بیٹے و ترمار بن عریف اور اس کے وزیر عمر بن مسعود بن مندیل بن حمامہ نے میری شہادت دی اور نوازشات نے مجھے گھیر لیا اور اس نے اس مجلس میں مجھ سے بجایہ کے معاملے کے متعلق پوچھا اور اس نے مجھے سمجھایا کہ وہ اس پر قبضہ کرنا چاہتا ہے میں نے اس بارے میں اس کا راستہ آسان کر دیا تو وہ اس سے خوش ہو گیا اور میں نے یہ رات قید میں گزاری پھر دوسرے دن اس نے مجھے رہا کر دیا تو میں الشیخ الولی ابی مدین کی خانقاہ کی طرف چلا گیا اور علم کی خاطر علیحدگی کو ترجیح دیتے ہوئے اس کے پڑوس میں اتر اکاش میں اسے چھوڑا۔

مغرب کے حکمران سلطان عبدالعزیز کا

بنی عبدالواد کی مدد کرنا

جب سلطان عبدالعزیز نے تلمسان آ کر اس پر قبضہ کر لیا اور بطحاء میں سلطان ابی حمو کو اس کی اطلاع ملی تو وہ وہاں سے بھاگ گیا اور اپنی قوم اور بنی عامر کے اپنے مددگاروں کے ساتھ بلا وریاح کی طرف چلا گیا پس سلطان نے اپنے وزیر ابو بکر بن قازی کو فوجوں کے ساتھ اس کے تعاقب میں بھیجا اور اپنے دوست و ترمار کی دوستی اور مدد سے زطہ اور محفل کے قبائل کو اس کے خلاف متعلق کیا پھر سلطان نے نگاہ دوڑائی اور مجھے اس سے قبل بلا وریاح کی طرف بھیجنا مناسب سمجھاتا کہ میں اس کے لئے راہ ہموار کروں اور انہیں اس کی مدد پر آمادہ کروں اور اس کے دل کو اس کے دشمن سے شفا دوں کیونکہ سلطان رباح کو پیچھے چلانے اور انہیں اطاعت کے راستوں کے پھیرنے سے مایوس ہو چکا تھا پس اس نے مجھے خلوت گاہ عبادت سے جو ولی ابو مدین کی خانقاہ کے قریب تھی بلایا اور میں مدرس علم میں لگ گیا اور میں نے انقطاع کا عزم کر لیا پس اس نے مجھ سے موانست کی اور مجھے قریب کیا اور بلایا کیونکہ اس نے بھی یہی طریق اختیار کر لیا تھا پس مجھے اس کی بات ماننے کے سوا چار اہ نہ ہوا اور اس نے مجھے خلعت دیا اور سواری دی اور شیوخ زادو دہ کو لکھا کہ وہ میرے حکم کو مانیں اور اس کے جوا حکام انہیں پہنچاؤں انہیں بھی مانیں اور اس نے یعقوب بن علی اور ابن حرنی کو اس بارے میں میری مدد کرنے کے متعلق لکھا اور یہ کہ وہ بنی عامر کے قبائل کے درمیان سے ابو حمو کی رہائی کے لئے کوشش کریں اور اسے یعقوب بن علی کے قبیلے کی طرف لے جائیں

پس میں نے اسے الوداع کہا اور عاشورہ ۲۷ھ میں واپس لوٹ آیا۔ پس میں وزیر کو اس کی فوجوں سمیت ملا اور معطل اور زغبہ کے عرب قبائل بطحاء پر تھے اور میں نے اس سے ملاقات کر کے اسے سلطان کا خط دیا اور اس کے آگے آگے چلا اور اس روز و تمار نے میری مشایعت کی اور اپنے بھائی محمد کے متعلق مجھے وصیت کی جسے ابو جحون نے اس وقت گرفتار کر لیا تھا جب اس نے ان سے مخالفت محسوس کی تھی نیز یہ کہ وہ مغرب کی طرف سفر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور اس نے اسے اپنے ساتھ تھسان سے پابجولاں نکالا اور اسے اپنے پڑاؤ میں لے گیا پس و تمار نے مجھے ممکن حد تک اس کی رہائی کے بارے میں کوشش کرنے کی تاکید کی اور اپنے بھتیجے عیسیٰ کو سوید کی ایک جماعت کے ساتھ میرے ساتھ بھیجا جو مجھ سے آگے چلے گئے اور وہ حصین کے قبائل کی طرف آیا اور خرج بن عیسیٰ نے ان کو اپنے چچا و تمار کی وصیت کی اطلاع دی تو انہوں نے ابوزیان کا عہد توڑ دیا اور اس کے ساتھ آدی بھیجے جنہوں نے اسے بلاد ریاح میں پہنچا دیا اور وہ اولاد یحییٰ بن علی بن سباع کے ہاں اترا اور وہ صحرا میں گھس گئے اور میں بلاد ریاح کی طرف چلا گیا۔

ابن خلدون کا المسیلہ پہنچنا: پس جب میں المسیلہ پہنچا تو میں نے ابو جحون اور ریاح کے قبائل کو دو پڑاؤں میں اس کے قریب ہی سباع بن یحییٰ کے لڑکوں کے وطن میں پایا جو وادہ میں سے تھے اور وہ ہر جانب سے اس پر ٹوٹ پڑے اور اس نے انہیں عطیات دیے تاکہ وہ اس کے پاس اکٹھے ہو جائیں پس جب انہوں نے سنا کہ میں المسیلہ میں موجود ہوں تو وہ میرے پاس آئے تو میں نے انہیں سلطان عبدالعزیز کی تابعداری پر آمادہ کیا اور ان کے اعیان و اشیاء کو میں نے وزیر ابو بکر بن غازی کے پاس بھیجا پس وہ اسے بلاد دیالم میں نہر واصل کے پاس ملے تو انہوں نے اس کی تابعداری کر لی اور اسے اپنے دشمن کے تعاقب میں اپنے ملک میں داخل ہونے کی دعوت دینی اور وہ ان کے ساتھ تیار ہوا اور میں المسیلہ سے بسکرہ کی طرف آیا اور وہاں میں یعقوب بن علی سے ملا اور اس نے اور ابن حرنی نے اس کی تابعداری پر اتفاق کیا اور اس نے اپنے بیٹے محمد کو ابو جحون کی ملاقات کے لئے بھیجا اور خالد بن عامر نے بنی عامر کو حکم دیا کہ وہ انہیں اپنے وطن آنے اور سلطان عبدالعزیز کے وطن سے دوری اختیار کرنے کی دعوت دے پس اس نے اسے المسیلہ سے صحرا کی طرف جاتے پایا اور اسے البدون میں ملا اور رات بھر انہیں یہ بات پیش کرتا رہا کہ وہ اولاد بنی سباع کے وطن سے اپنے وطن کی طرف منتقل ہو جائیں جو انزاب کے مشرق میں ہے اور دن بھی اس نے اسی طرح گزارا اور دن کے آخری حصہ میں غبار کے انتشار نے انہیں خوف زدہ کر دیا جو گھائی کے دہانوں سے نکل رہا تھا پس وہ دیکھنے کے لئے سوار ہوئے کیا دیکھتے ہیں کہ گھائی سے گھوڑوں کے سینے نمایاں ہو رہے ہیں اور بنی مرین، معطل اور زغبہ کی فوجیں وزیر ابو بکر بن غازی کے آگے بکھری پڑی ہیں اور انہیں اولاد سباع کے ان لوگوں نے راستہ دکھایا تھا جنہیں اس نے المسیلہ سے بھیجا تھا پس جب وہ خیمہ گاہ کے قریب ہوئے تو انہوں نے غروب آفتاب کے ساتھ ہی اس پر حملہ کر دیا پس بنو عامر بھاگ گئے اور سلطان ابو جحون کی خیمہ گاہ اور اس کی قیام گاہیں اور اموال لوٹ لئے گئے اور خود وہ رات کی تاریکی میں بچ گیا اور اس کے بچوں اور بیویوں کی جمعیت پریشان ہو گئی یہاں تک کہ کچھ دنوں بعد وہ اس کے پاس آ گئے اور صحرائی بلاد کے میدانی محلات میں جمع ہو گئے اور فوجوں اور عربوں کے ہاتھ غنیمت سے بھر گئے اور اس گھبراہٹ میں محمد بن عریف چلا گیا جسے اس کے موکلین نے رہا کر دیا اور وہ وزیر اور اس کے بھائی و تمار کے پاس آیا اور انہوں نے اس کے مناسب حال اس کا استقبال کیا اور وزیر ابو بکر بن غازی نے کئی روز تک البدون میں قیام کیا اور ابن حرنی نے اپنی تابعداری کا

اسے پیغام بھیجا اور اسے با فراغت توشہ اور چارہ دیا اور مغرب کی طرف واپس چلا گیا اور میں اس کے بعد کئی روز تک اپنے اہل کے پاس بسکروہ میں ٹھہر گیا۔

ابن خلدون کا ایک عظیم وفد کے ساتھ سلطان کے پاس جانا: پھر میں زوادیہ کے ایک عظیم وفد کے ساتھ سلطان کے پاس گیا جن کی پیشوائی یعقوب بن علی کا بھائی ابو دینار اور ان کے اعیان کی ایک جماعت کر رہی تھی پس وزیر ہم سے پہلے تلمسان چلا گیا اور ہم سلطان کے پاس گئے تو اس نے ہماری خوب خاطر داری اور مہمان نوازی کی جس جیسی مہمان نوازی ہم نے بعد کے زمانے میں نہیں دیکھی پھر ہمارے بعد وزیر ابو بکر بن غازی صحرائیں آیا اور اس نے بنی عامر کے محلات کے پاس سے گزرتے ہوئے انہیں تپا کر دیا اور وہ جمعہ کے روز سلطان کے پاس آیا اور اس کے بعد اس نے زوادیہ کے وفود کو اپنے علاقے کی طرف واپس جانے کی اجازت دے دی اور وہ ان کے ساتھ وزیر اور اس کے دوست و ترمار بن عریف کی آمد کا انتظار کر رہا تھا پس انہوں نے اسے الوداع کہا اور اس نے حد درجہ احسان کیا اور وہ اپنے بلاد کو لوٹ گئے پھر اس نے زوادیہ کے قبائل سے ابوزیان کے نکالنے کے بارے میں غور و فکر کیا کیونکہ وہ اس کے حصین کی طرف واپس چلے جانے سے خوف زدہ تھا پس اس نے اس بارے میں مجھے حکم دیا اور اس نے مجھے اسے ان سے واپس کرنے کے بارے میں آزادی دے دی تو میں اس کام کے لئے گیا اور حصین کے قبائل نے سلطان سے خوف محسوس کیا اور اس سے پکڑ گئے اور وزیر کے ساتھ جس جگہ پر گئے تھے اس سے واپس پر اپنے اہل کے پاس چلے گئے اور انہوں نے ابوزیان کو اولاد علی بن یحییٰ کے پاس بلانے میں جلدی کی اور انہوں نے اسے ان کے درمیان اتحاد اور اس کے گرد جمع ہو گئے اور دوبارہ اس اختلاف پر قائم ہو گئے جس پر ابو عمرو کے زمانے میں قائم تھے اور مغرب اوسط آگ سے بھڑک اٹھا اور مغراوہ میں بادشاہ کے گھر میں ایک بچہ ظاہر ہوا جو حمزہ بن علی بن راشد تھا جو وزیر ابن غازی کے پڑاؤ میں اس وقت بھاگ گیا جب وہ وہاں مقیم تھا پس اس نے شلف اور اپنی قوم کے بلاد پر قبضہ کر لیا اور سلطان نے اپنے وزیر عمر بن مسعود کو فوجوں کے ساتھ اس سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا اور اس کی بیماری نے اسے در ماندہ کر دیا اور میں اس وقت بسکروہ میں حالت انقطاع میں تھا اور وہ میرے اور سلطان کے درمیان خط و کتابت اور پیغام کے سوا ہر چیز میں حائل ہو گیا۔

اندلس سے وزیر ابن الخطیب کے فرار کی اطلاع: اور انہی دنوں جب کہ میں بسکروہ میں تھا مجھے اطلاع ملی کہ وزیر ابن الخطیب اندلس کے سلطان سے خوف محسوس کر کے بھاگ گیا ہے کیونکہ اسے اس پر قابو حاصل تھا اور ہرازدوں نے اس کے متعلق بہت چغلیاں کی تھیں پس اس نے سلطان کی اجازت سے مغربی سرحدوں کو دیکھنے کے لئے سفر کیا اور جب وہ بندر گاہ سے قبل جبل الفتح کے سامنے آیا تو وہ جبل میں چلا گیا اور اس کے ہاتھ میں اپنی آمد کے متعلق القائد کی جانب سے سلطان عبدالعزیز کا عہد تھا اور وہ اسی وقت سمندر پار کر کے سب سے چلا گیا اور تلمسان میں سلطان کے پاس گیا اور جمعہ کے روز اس کے حضور پیش ہوا اور سلطان نے اس پر نعمتوں کی بارش کر دی اور اسے ایسی سعادت سے بہرہ ور کیا جس جیسی سعادت اس نے دیکھی نہ تھی اور اس نے مجھے تلمسان سے خط لکھا جس میں مجھے اپنے حال سے آگاہ کیا اور مجھ پر کچھ ناراضگی کا اظہار بھی کیا کیونکہ اسے اندلس میں میری پہلی بات کی اطلاع مل چکی تھی مگر اب مجھے اس کا خط یاد نہیں رہا اور میں نے اسے جو جواب دیا اس کی عبارت یہ تھی۔

الحمد لله ولا قوة الا بالله ولا راد لما قضی الله

اے میرے آقا اور بہترین ابدی ذخیرے اور مضبوط کڑے جس سے میں نے اپنا ہاتھ جوست کیا ہے میں آپ کو وہ سلام کہتا ہوں جو محمد کو آمد پر کیا جاتا ہے اور متبوع بادشاہ کے لئے جس قسم کا خضوع کیا جاتا ہے ایسا خضوع کرتا ہوں نہیں بلکہ میں آپ کو وہ سلام کرتا ہوں جو عاشق معشوق کو کرتا ہے اور رات کو چلنے والا روشن صبح کو کرتا ہے اور میں اقرار کرتا ہوں کہ آپ میرے تعلق محبت کو خوب جانتے ہیں اور یہ کہ میں آپ کی قدر کو جانتا ہوں اور آپ کی تعظیم و تکریم میں دور ترین حدود تک جانے والا ہوں اور آفاق میں آپ کے مناقب اور ایک اچھی عادت کو مشہور کرنے والا ہوں جسے اللہ جانتا ہے اور وہی کافی گواہ ہے اور جیسا کہ آپ کے علم میں ہے یہ وہ بات ہے جو بہت بلند ہے اور اس میں اول و آخر اور حاضر و غائب میں سے کسی نے اختلاف نہیں کیا اور آپ میرے دل کی مراد کو بہتر جانتے ہیں اور یہ میرے ضمیر میں پوشیدہ باتوں کے بارے میں سب سے بڑی شہادت ہے اور اگر میں ایسا ہوتا تو آپ سے سبقت کر چکا ہوتا اور اگر قصداً قدر کو ششوں سے تمہارے نصیبے کو تیار کرتی اور تمہاری حکومت میں میرے مقام کو ترجیح دیتی تو دلی جذبات نرم ہو جاتے اور وسوس کے کپے کھینچ جاتے اور میں آپ کی پیشگوئی کے شعار بنانے یا وطن سے عہد شکنی کرنے سے بچاتا ہوں خواہ چھٹے والا حرر زور کے تنے سے چٹ جائے پس اس بات سے اللہ کی پناہ کہ آپ کے خلوص کے بارے میں قدر کی جائے یا تمہارے غلاموں کو ترجیح دی جائے یہ حشر اور ملاقات تک دل کی ناکامی ہے اور قسم بخدا میری پوشیدہ بات پر سوائے میرے اور تمہارے ساتھ میل جول رکھنے والے دوست حکیم فاضل ابو عبد اللہ شتوری کے سوا اور کوئی آگاہ نہیں اور آپ کے ہاں اس کا جو مقام ہے اس سے بھی آگاہ ہوں اور اسے علم ہے کہ تلمسان کو چھوڑتے وقت اور آپ کی طرف سفر کرتے وقت اور تمہارے کنارے کی طرف آنے کے لئے سمندر کے کنارے پر جاتے وقت اسے کس قدر اضمحلال ہوا تھا مجھے ان کے بارے میں تمہوں سے دو چار ہونا پڑا اور میں ظنون کے میدان میں کھڑا ہو گیا اور اس میں ہلاکت کے تصور میں پھنس گیا اور اگر..... مجھ میں اس کی اچھی رائے اور ثبات بصیرت نہ ہوتا تو میں پہلے ہلاک ہونے والوں میں ہو جاتا اور یہ سب کچھ تمہاری ملاقات کے شوق اور تمہارے انس کا تمہل تھا بس میرے بارے میں بدظنی نہ کرو اور نہ توہمات کی تصدیق کرو پس میں ہوں جس کی دوستی سادگی خلوص اور ظاہری و باطنی اتفاق کو تم جاننے ہو جو سب لوگوں سے بڑھ کر عہد کا پابند اور غیب کا محافظ اور بھائیوں کے وزن اور فضلاء کی خوبیوں کو جاننے والا ہے اور ایک امر کے باعث میرا خط تلمسان سے لیٹ ہو گیا ہے حالانکہ اٹلی میرے پاس آیا اور اس نے مجھے آپ کے اور سلطان کے اتہام کے متعلق بتایا اگر اللہ میرے پوشیدہ حال کا انکشاف نہ کرتا تو میں کسی چیز کو جس کے متعلق مجھے علم ہوتا کہ آپ کی رغبت اس کی طرف ہے نہ چھوڑتا اور اس کے لئے اس کا پردہ اٹھا دیتا اور اسے اس کے پہنچانے میں امین بناتا اور میں مولیٰ خلیفہ کو اپنے خون سے مانوس کرنے اور اس کے میرے بازو کھینچنے کے بعد میں ہمیشہ ہی شواغل کی لہروں میں تیرتا رہا جیسا کہ آپ کو یقینی طور پر معلوم ہے اور میری اونٹنی کے دار الحلافی کی طرف جانے سے قبل اس جہت سے مجھے آپ کے مغرب کی طرف جانے کی خبریں ملتی رہیں اور عصا کے رکھنے اور جدائی کے نکلنے کی جگہ متعین نہیں ہوئی تھی پس میں نے اس کے ظاہر کرنے تک خطاب مؤخر کر دیا اور میں نے تمہارے خط سے جو

فضل و مجدد کے طریقوں پر جاری تھا آپ کے شاندار حال کو معلوم کر لیا پس میں نے تمہارے لئے حکومتوں کے بخور سے احسن طور پر چمکارا پانے اور دین و دنیا کے اچھے عواقب پر اللہ کا شکر یہ ادا کیا جس سے اہل و اولاد کا مال اچھا ہو جاتا ہے اور اس سے قبل تم نے زمانے کی سرکشی کو لوٹا اور عزت کی چوٹیوں پر چڑھ گئے اور تم نے مکمل طور پر دنیا کو حاصل کیا اور آفاق سادی کو اس کے اہل سمیت قابو کیا پس تمہیں مبارک ہو کہ تمہارے شائق نفس نے اپنی دور دراز خواہشات کو حاصل کر لیا پھر اس نے ان چیزوں کا شوق کیا جو اللہ کے پاس ہیں اور میں کو ایسی دیتا ہوں کہ تمہارے دل میں دنیا سے اعراض اور اس کے کوڑا کرکٹ سے دست کش ہونا الہام کیا گیا ہے اور جب اللہ کی امر کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے اسباب کو آسان کر دیتا ہے اور سیادت مولویہ نے آپ کی آمد سے جس قدر خوشی ہوئی ہے مجھے اس کی اطلاع بھی ملی ہے اور اس قسم کی خلافت اس کے لئے ہوتی ہے جو مغاخر پر ثابت قدم رہتا ہے اور اچھے کاموں کو ترجیح دیتا ہے اور کاش یہ تمہارے نصیب کی طرف آنے پر ہوتا اور تمہارا امیدوں کے دیکھنے سے مانوس ہونا اس لئے ہے تاکہ اچھا فائدہ حاصل ہو اور تخت شاهی تمہارے مقام سے زینت حاصل کرے۔

اور میں اٹھے ہوئے قدموں اور الہام الہی سے متعلیل شدہ بصیروں اور سامنے آنے کے بعد پیچھے رہ جانے والے مقامات میں ہوں اور عرفان اس کے انوار اور بلیوں کی طبیعت ہے اور جب اس کی رکاوٹیں اٹھ گئیں تو اس کے حقائق مختلف ہو گئے اور اب رہا میرا حال تو تمہارے متعلق گمان یہ ہے کہ تم اس کے متعلق کرید اور اہتمام کر رہے ہو گے اور یہ بات باب مولوی سے پوشیدہ نہ ہوگی جسے اللہ نے سر بلند کیا ہے اور جو اس کی اطاعت کا مظہر اور امر کا مصدر ہے اور اس کی گردشیں اس کی خدمت میں ہیں اور خیال ہے کہ میں مصاحبت اجتماع اور تمام لوگوں کو خیر خواہی کی طرف مائل کرنے اور دوستی کے لئے دلوں کو خالص کرنے میں اور جو کچھ تمہارا فضل و مجدد دیکھتا ہے۔ مقام محمود میں کھڑا ہوں اس کی قریب ترین خبر میرا خط آپ کو پہنچا دے گا پس اس کے لئے کانوں اور سر گوشوں کے پہلو کو نرم کرو تا کہ وہ جو کچھ تمہارے اور میرے پاس ہے پہنچا دے اور اُسے باتوں کے انجام سے بکڑ لو تا کہ وہ ان کے آغاز پر ٹھہر جائے اور جو تم بیان کرتے ہو اُسے اس پر امین بناؤ اور وہ راز کے بارے میں بخیل نہیں اور مجھے اس چیز کا شوق ہے جو میرا آقا اور میرا اور تمہارا فضل و مجدد میں مقرب دوست اور مصائب میں حصہ دار مغرب کا سردار اور حکومت کا مددگار ابوبختی بن ابی مدین تمہارے پاس لائے گا اور بیٹے کے معاملے میں اللہ اس کا مددگار ہو پس جدائی تمہیں غمگین نہ کرے اور سلطان کبیر ہے اور اثر جمیل ہے اور کوشش کرنے والا دشمن قلیل اور حقیر ہے اور نیت درست ہے اور عمل خالص ہے اور جو اللہ کا ہوتا ہے اللہ اس کا ہوتا ہے اور میں نے تمہارے مناقب کی بلندی اور فاصلے کی دوری اور عطیے کی ندرت کا اعتراف کیا ہے جس کی شہادت تمہارے ان مشہور کارناموں نے دی ہے جن کا چرچا ہر آنے جانے والے کی زبان پر جاری ہے اور وہ کارنامے بار حکومت کے اٹھانے اور سیاست کے مستقیم ہونے اور اس کے تمہاری سلامتی کے متعلق مطلع ہونے کے بارے میں ہیں اور وہ تمہیں سلام کا جواب دیتا ہے اور دعا میں تمہارا حصہ دار ہے اور میرے آقا اور میرے جگر گوشے اور میرے بیٹے کے قائم مقام الفقیہ الزکی الصدر ابوالحسن کو میرا سلام ہو جو تمہارا بیٹا ہے اللہ اسے سر بلند کرے اور حکومت میں اس کا معزز مقام پر ہونا میرے لئے خوشی کا باعث ہے اور اللہ تعالیٰ تم سب کو

عافیت کی چادر میں لپیٹ لے اور تمہارے لئے امن و رشک کا مقام استوار کرے اور تم پر اپنا فضل و کرم اور لطف و عنایت کرے۔ والسلام

از طرف محبت شاہ و شائق عبدالرحمن بن خلدون و رحمۃ اللہ وبرکاتہ

یوم عید الفطر ۱۰۰۰ھ

اور اس نے اپنے خط کے ساتھ مجھے اپنے خط کا ایک نسخہ بھی اپنے سلطان ابن الاحمر حاکم اندلس کی طرف بھیجا جب وہ جبل القتیح میں آیا تھا اور بنی مرین کی حکومت میں چلا گیا تھا پس اس نے وہاں سے اس کے ساتھ اس خط کے ذریعے گفتگو کی اور میں نے چاہا کہ میں اسے یہاں نقل کر دوں اگرچہ اسے اس کی غرابت اور عمدگی کی وجہ سے یہاں نہیں کیا جا رہا مگر اس جیسا خط چھوڑا نہیں جاسکتا علاوہ ازیں اس میں حکومتوں کے حالات کو مفصل طور پر بیان کیا گیا ہے خط کا متن یہ ہے:

وہ جدا ہو گئے اور جو رونے والا ہے وہ رویا کرے بلاشبہ یہ بات کو ستر کرنے والی سواریاں ہیں اور سوار یوں کے ٹیلوں کے خیمب سے فلک کی طرف چڑھنے والے سے جیسے اس طرح منتشر ہو گئی ہے جس طرح لڑی کے موتی بکھر جاتے ہیں جدائی سے نقل ہمیشہ خوف زدہ رہتا تھا اس جدائی نے تجھے ملک کا مالک بنادیا ہے۔

اے میرے آقا اللہ تمہارا حامی ہو اور تمہارے معاملہ کا پاسبان ہو میں تمہیں سلام و دواعیہ کہتا ہوں اور اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ جدائی کے بعد میل ملاقات کو آسان کرے اور میں آپ کے پاس احترام کرنا ہوں کہ انسان تقدیر کا اسیر اور مسلوب الاختیار ہے اور افکار و خیالات کے حکم میں غفل ہونا رہتا ہے اور ہر اول کے لئے آخر ضروری ہے اور جب ہر دو آدمیوں کو موت یا زندگی سے جدا ہونا لازمی ہے تو اس سے کوئی چارا نہیں اور اس کی بہترین قسم احباب ہے درمیان واقع ہونے والی جدائی ہے جو شرور سے پاک اور خوب صورت چہروں پر واجب ہوتی ہے اور میرا موتی اپنے بندے کا حال جانتا ہے اور جب سے وہ تمہارے بیٹوں کے ساتھ مغرب سے تمہارے پاس پہنچا ہے اور تمہارے ہاں ٹھہرا ہے وہ مضطرب الحال ہے اور اگر تمہارے بھلاؤ نے وعدے اور تمہارے دل کے بدلنے کے متعلق لطائف کا انتظار اور تمہاری عمر کی تکمیل کے شوق کے زمانے کی پتلے پھل والی تلواروں کی کاٹ اور تمہارے لڑکوں کی تیاری اور اپنے امر سے تمہارا قوی ہونا اور تمہارے وطن کی صلح کا پختہ ہونا اور جو کچھ اس نے اپنی غرض کو چھوڑ کر تمہاری غرض کے لئے برداشت کیا اور جو کچھ اس کے ہاتھ میں تمہارے عہد تھے اور یہ کہ جو بندہ فتح اور غلبے اور سعی کی کامیابی کے بعد صلح میں تمہارے لئے سبب بنتا ہے نہ ہوتا تو تمہارے اندلس میں القراہہ میں سے کوئی شور و غل کرنے والا نہ ہوتا اور اس نے غربی سرحدوں کی دیکھ بھال کے لئے مارچ کیا اور گزرگاہ کے دہانے کے قریب ہو گیا اور اس کے صبر کو خیالات کی ہواؤں نے ہلا دیا اور اس نے سفیدی کے حاوی ہو جانے کے وقت عمر کے پورا ہونے اور استغراق کے عواقب اور فضلاء کی سیرت کو مایوس کیا پس اس پر شدید حالت غالب آگئی جس نے تمام جمعیت اور وطن ملیح اور بلند مرتبہ اور قلیل الطیر سلطنت کے ساتھ عشق کو شکست دے دی اور اس نے موت و اقل ان تموتوا (مرنے سے پہلے مر جاؤ) کے مقتضی کے مطابق عمل کیا پس اگر اللہ کی توقع مدد سے حالت درست ہو گئی تو قدم آگے کی طرف منتقل ہوں گے اور اگر در ماندگی نے آ لیا یا عزم ناکام ہو گیا تو اللہ ہمارے ساتھ مہربانی کا سلوک کرے گا اور اس کام کا ارادہ مشکل ہے لیکن کچھ امور تھے مجھ پر اسے آسان کر دیا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب داعی کے سوا کوئی چارہ نہ ہو

تو وہ اس صورت کے سوا اور کسی اور صورت میں متعین نہیں ہوتی جب کہ تمہارے نزدیک وہ محلات میں سے ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر میرا آقا مجھے واپسی کی غرض سے اجازت دے دے تو قسم بخدا مجھے اس کے دواغ کے موقف کی طاقت نہیں ہوگی اور موت سب سے پہلے میری طرف بڑھے گی اور یہ اچھا وسیلہ ہی کافی ہے جسے وہ وسیلہ جانتا ہے اور تیسری بات یہ ہے کہ مجھے اس بات کی خواہش ہے کہ میرے اس دعوے کی بچائی نمایاں ہو جس کی میں تعریف کرتا ہوں اور میرا گمان ہے کہ میری تصدیق نہیں ہوگی اور چوتھی بات یہ ہے کہ امان طویل مصالحت اور استغناء کے زمانے میں مفارقت سے فائدہ اٹھانا جب کہ اس حال کے سوا واجب واپسی ضروری اور قبیح ہو اور پانچویں بات وہ مضبوط تر غدر ہے کہ جب تک میں اس معاملے کو مکمل کرنے کی طاقت نہ پاؤں یا میرا دل اس سے درمناہ کی یا مرض یا راستے کے خوف یا زوراء کے ختم ہو جانے یا شوق غالب کے باعث تنگ ہو جائے تو میں شفیق باپ کے نیک بیٹے کی طرف رجوع کرنے کی طرح رجوع کروں گا جب کہ میں اپنے پیچھے رجوع سے مانع کوئی قبیح قول و فعل نہ چھوڑوں بلکہ میں اپنے پیچھے محفوظ وسائل ہمیشہ قائم رہنے والے کارنامے اور اچھا کردار چھوڑوں اور میں نیک ارادے سے واپس لوٹ جاؤں تو میں اپنے اشیاء اور اپنے وطن کے بڑے آدمیوں اور اپنی قسم کے آدمیوں سے بڑھ جاؤں گا اور تمہیں اس بہتر صورت میں تمہاری تعریف کرتا ہوں اور تمہارے لئے دعوت دیتا ہوں چھوڑوں گا جو اسے راضی کر دے گی اور اگر اللہ مدت میں وسعت دے اور ضرورت کو پورا کر دے تو میں اپنے بیٹوں اور وطن کی طرف واپسی کو لبہا کر دوں گا اور اگر اجل نے کام تمام کر دیا تو مجھے امید ہے میں ان لوگوں میں ہوں گا جس کا اجر اللہ کے ذمے ہوگا اور اگر میرا تصرف درست اور راستی پر ہو تو درست کام کرنے والے کو ملامت نہیں کی جائے گی اور اگر وہ تصرف حماقت اور عقلی خرابی سے ہوا تو عقل العقل اور خراب حجاج کو ملامت نہیں کی جائے گی بلکہ اسے معذور سمجھا جائے گا اور اس پر رحم کیا جائے گا اور اگر میرے آقائے میرے معاملے کا عادلانہ حق نہ دیا اور گناہ نمایاں ہو گئے اور میرے بعد عیوب کو نشر کیا گیا تو اس کا حیا اور انصاف اس سے انکار کرے گا اور تعلیم و تربیت اور خدمت سلف اور زندہ جاوید کارناموں اور بچے کا نام رکھنے اور سلطان کو لقب دینے اور اعمال صالحہ و اخلاص اور میل جول کی طرف راہنمائی سے حساب کو مستحضر کرے گا اس سے کبھی مال اور راز میں خیانت نے نفوذ نہیں کیا اور نہ تدبیر میں کبھی دھوکہ کیا ہے اور نہ نقص نے کبھی اسے کدہر کیا ہے اور نہ اس پر تمہارا خوف طاری ہوا ہے اور نہ جو تمہارے ہاتھ میں ہے اس کا اس نے طمع کیا ہے اگرچہ یہ لحاظ تعلق داری اور مہربانی کے اسباب نہیں ہیں پس میں تمہیں مال کی وصیت نہیں کرتا میرے نزدیک وہ سب سے معمولی ترکہ ہے اور نہ بیٹے کی وصیت کرتا ہوں پس وہ تمہارے جوان اور خدام ہیں اور کون تم جیسا ان کی کثرت کا خواہش مند ہے اور نہ عیال کی وصیت کرتا ہوں پس یہ تمہارے گھر کی فضیلتوں اور خوبیوں میں سے ہے اور میں تمہیں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے اور کل کے لئے عمل کرنے اور سنجیدگی کے مقام پر کھیل کی لگام پکڑنے اور اللہ سے حیا کرنے کی وصیت کرتا ہوں جس نے آزمائش کی اور درگزر کی اور زوال نعمت کے بعد دوبارہ آسائش دی تاکہ دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو اور میں نے تمہیں جو وافر زوراء مکافات اور اعانت دی ہے جس نے تمہاری سہولت میں اضافہ کر دیا ہے اور اس کے عوض میں تم سے مطالبہ کرتا ہوں کہ تم میرے متعلق کہو کہ تو نے خطا یا عہد امیری حق تعالیٰ کی ہے اللہ تجھے بخشے اور جب تم یہ کر دے تو میں راضی ہو جاؤں

کا اور خیر خواہی کے نقطہ نگاہ سے یہ بات بھی سمجھ لو کہ ابن الخلیب ہر علاقے میں مشہور ہے اور ہر بادشاہ کے نزدیک بھی مشہور ہے اور اس کا اعتقاد اور نیکی اور اس کے بارے میں سوال اور اس کا ذکر خیر اور اس کی ملاقات کی اجازت تمہاری شفقت ہے اور ابن الخلیب تمہارے وطن میں رحمت کا بادل ہے جو ہر سا اور چھٹ گیا اور گلوں کو مہکتے اور محاسن کو چمکتے چھوڑ گیا اور تمہارے ساتھ اس کی مثال دودھ پلانے والی کی سی ہے جس نے سیاست اور مبارک تدبیر کا دودھ پلایا ہے اور میں نے تمہیں صلح اور امان کے گہوارے میں مدد دی اور عافیت کی چادر میں ڈھانپ لیا اور حمام کی طرف لوٹ گیا جو دودھ اور مکلی کو دھو دیتا ہے پس اگر تو شیر خوار بچہ پائے تو اس سے حسن سلوک کر اور اگر وہ جاگ پڑے تو اسے دودھ چھوڑنے کے وقت چھوڑ اور ہم اس ملامت کو اس معرکہ حلف پر ختم کرتے ہیں کہ میں نے تمہارے دین و دنیا کی کسی خیر خواہی کو نہیں چھوڑا اور میں درماندگی کی وجہ سے تم سے جدا ہوا ہوں اور جو شخص اس کے خلاف گمان کرے گا وہ مجھ پر اور تم پر ظلم کرے گا اور اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے معاملے کا متولی ہو اور سمندر سوار ہونے میں تمہارے دل کا نفل ہو۔ ختم ہوا اور اس کے نیچے یہ اشعار تھے:

”باد صبا کے چلنے کے وقت تیری سمت سے آنسوؤں کا بادل اس آنکھ سے برسا جو تجھ پر عاشق ہے اسے میری جنت وہ تجھے کیسے بھول سکتا ہے اور وہ وجود سے قتل تیری محبت سے دیوانہ ہو گیا تھا بھر کہہ کہ وہ روج کی پیدائش سے قتل تیری محبت اور قرب میں کیسا تھا تیرے محفوظ گھر نے اللہ کے گھر کے سوا اور کوئی پناہ اس کے لئے نہیں چھوڑی میرا پہلا عذر رضا ہے پس میں کوئی انوکھی چیز نہیں لایا اور فضل اور رضامندی تیری عادت ہے اور جب تو میرے کھونے سے کرب کا ادعا کرتا ہے میرے کرب اور وحشت کو تیرے کرب سے کیا نسبت ہے میرا بیٹا تیری پناہ میں ہے اور میرا گھونسلہ تیرے درخت میں ہے اور میری قبر تیری زمین میں ہے اور اے زمانے میری جمعیت سے فراق کو برا بھلا نہ کر کاش میں تجھ سے جنگ کے لئے تیاری کرتا تیری گردشوں نے مجھے منصوبوں پر سوار کرایا ہے یہاں تک کہ تو جدائی کو لایا ہے جو تیری سب سے بڑی مصیبت ہے۔“

اور اس نے خط کے آخر میں مجھے مخاطب کرتے ہوئے لکھا کہ

”اس درزی سے بھی کچھ میسر آیا ہے جس کے درمیان اور اہل نکال کے درمیان کوئی نسبت نہیں اور اللہ میرے اور تمہارے لئے بہتری کرنے والا ہے اور اللہ ہمیں اس کی طرف واپس لے جائے اور محبوب سے پاک کرے ہم نے اس پر بھروسہ کیا ہے اور جو اس کے پاس ہے اس کی رغبت دلائے اور خط کے نیچے ایک ایک مٹوف میں یہ عبارت تھی اللہ تمہاری سیادت سے راضی ہو اور اس واقعہ کے درمیان جو کچھ مجھ سے صادر ہوا ہے اس سے میں تمہیں مانوس کرتا ہوں اور بیٹے نے اُسے اسی وقت یاد کر لیا ہے اور وہ تمہیں واجب سلام کہتا ہے اور اس نے باعزت مقام سے زیادہ فوقیت حاصل کی ہے اور اس نے اپنے احسان کو زیادہ کیا ہے اور وظیفہ کو زیادہ کیا ہے اور سواروں کو اس کے پیچھے کھڑا کیا ہے۔ واللہ۔“

پھر اس نے قنہ سے مضطرب ہو کر جو بلا و مفراوہ میں سلطان عبدالعزیز اور حمزہ بن راشد سے رابطہ کرنے میں مانع تھا میرے ساتھ بمکرہ اور مغرب اوسط میں رابطہ کیا اور وزیر عمر بن مسعود فوجوں کے ساتھ قلعہ تاجموت میں اس کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اور ابوزیان عبدالواوی بلا و حصین میں تھا اور وہ اس کے لحاظ تھے اور اس کی دعوت کے قہقہے پھر سلطان اپنے

وزیر عمر بن مسعود پر ناراض ہوا اور حمزہ اور اس کے اصحاب کے بارے میں اس نے جو کوتاہی کی تھی اس سے بگڑ گیا اور اسے تلمسان بلا کر گرفتار کر لیا اور قید کر کے اسے قاس بھیج دیا اور وہاں اسے محبوس کر دیا اور اس نے وزیر ابن غازی کے ساتھ فوجیں تیار کیں پس اس نے اس پر حملہ کیا اور اسکا محاصرہ کر لیا تو قلعہ سے بھاگ کر ملیانہ چلا گیا اور اس کے گورنر نے اسے انتباہ کیا اور گرفتار کر لیا اور اسے اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ وزیر کے پاس لایا گیا تو انہیں قتل کر دیا گیا اور اس نے قلعہ پر در لوگوں کو روکنے اور انہیں نصیحت کرنے کے لئے صلیب دیا پھر سلطان نے حمین اور ابوزیان کی طرف جانے کا اشارہ کیا تو وہ فوجوں کے ساتھ روانہ ہوا اور اس نے زغبہ سے عرب قبائل کو جمع کیا اور ان میں سے ایک آڈی ک وہ بھی باقی نہ رہنے دیا اور اس نے حمین پر حملہ کیا تو وہ جبل حطیری میں قلعہ بند ہو گئے اور وزیر اپنی فوجوں اور زغبہ کے حامی قبائل کے ساتھ ٹیلے کی جانب سے جبل حطیری پر اتر ا اور ان کی ناکہ بندی کر لی اور سلطان نے ریاح کے اشیاخ زوادرہ کو لکھا کہ وہ جا کر قبلہ کی جانب سے حطیری کا محاصرہ کر لیں اور حاکم بصرہ احمد بن حرنی کو ان کی امداد اور عطیات کے لئے لکھا اور مجھے بھی حکم دیتے ہوئے لکھا کہ میں اس کام کے لئے ان کے ساتھ چلوں پس وہ میرے پاس اکٹھے ہو گئے اور میں ۲۰۰۰ فوجوں کے شروع میں ان کے ساتھ چلا اور ہم القلطا میں ان کی ایک جماعت کے ساتھ وزیر کے مکان میں جو حطیری کے محاصرہ میں تھا اترے پس اس نے ان کے لئے حدود و خدمات بیان کیں اور ان پر جراء کی شرط لازم کی اور میں القلطا میں ان کے قبائل کی طرف واپس آ گیا اور انہوں نے جبل کے محاصرہ میں سختی کی اور انہیں ان کے اونٹوں اور سواریوں سمیت اس کی چوٹی پر جانے کے لئے مجبور کر دیا پس ان کے اونٹ اور گھوڑے ہلاک ہو گئے اور ہر جانب سے محاصرہ ہو جانے کے باعث ان کا دل تنگ ہو گیا اور بعض نے خفیہ طور پر تابعداری کرنے کے بارے میں خط و کتابت کی پس وہ ایک دوسرے پر شک کرنے لگے اور وہ رات کو جبل سے بھاگ گئے اور ابوزیان بھی صحرا کو جاتے ہوئے ان کے ساتھ تھا اور وزیر ان کے بقیہ سامان سمیت جبل پر قابض ہو گیا اور جب وہ اپنے صحرائی ماسن میں پہنچے تو انہوں نے ابوزیان کے عہد کو توڑ دیا اور وہ جبال غمرہ میں چلا گیا اور ان کے اعیان تلمسان میں سلطان عبدالعزیز کے پاس آئے اور دوبارہ اس کی تابعداری میں آ گئے تو اس نے ان کی تابعداری کو قبول کیا اور انہیں ان کے اوطان میں واپس بھجوا دیا اور وزیر سلطان کے حکم کے مطابق اولاد یحییٰ بن علی بن سہاع کے ساتھ حق اطاعت ادا کرتے ہوئے ابوزیان کو جبل غمرہ میں پکڑنے کے لئے گیا کیونکہ عمرہ ان کی رعایا تھے پس ہم اس کام کے لئے گئے مگر ہم نے اسے ان کے ہاں نہ پایا اور انہوں نے ہمیں بتایا کہ وہ انہیں چھوڑ کر دارکلا شہر کی طرف چلا گیا ہے جو ایک صحرائی شہر ہے اور وہ دارکلا کے حاکم ابو بکر بن سلیمان کے ہاں اتر آ پس ہم وہاں سے واپس آ گئے اور یحییٰ بن علی کے لڑکے اپنے قبائل کی طرف چلے گئے اور میں بصرہ میں اپنے اہل کے پاس واپس آ گیا اور اس بارے میں جو کچھ ہوا اس کے متعلق میں نے سلطان سے گفتگو کی اور میں اس کے احکام کے انتظار میں ٹھہر گیا یہاں تک کہ اس نے مجھے اپنے دارالحکما نے میں بلا لیا اور میں اس کی طرف کوچ کر گیا۔

مغرب اقصیٰ کی طرف واپسی

اور جب میں شاہ مغرب سلطان عبدالعزیز کی مشابہت میں لگا ہوا تھا جیسا میں نے اس کی تفصیل کا ذکر کیا ہے اس

وقت میں بصرہ میں اس کے حاکم احمد بن یوسف حزنی کی پناہ میں مقیم تھا اور ریاح کی باگ ڈور بھی اس کے ہاتھ میں تھی اور سلطان کی جانب سے اکثر عطا جو انہیں ملتی تھی وہ الزاب کے ٹکس سے مقرر تھی اور وہ اپنے اکثر امور میں اس کی طرف رجوع کرتے تھے مگر مجھے اس کا علم اس وقت ہوا جب اس کی جانب سے عربوں کے پیچھے چلانے کے بارے میں حسد پیدا ہوا اور اس کا سینہ کینے سے بھڑک اٹھا اور وہ اپنے جنوں اور توہم میں پورا اتر اتر چلا اور چغل خور اس کے کان میں جو جھوٹی اور اختلاقی باتیں ڈالتے تھے اس نے ان کی مانی اور اس وجہ سے اس کا سینہ بھڑک اٹھا پس اس نے آجیں بھرتے ہوئے سلطان کے دوست اور مشیر و ترمار بن عریف کی طرف خط لکھا جسے اس نے سلطان کے پاس پہنچا دیا تو اس نے اسی وقت مجھے بلایا اور میں بصرہ سے اہل و اولاد کے ساتھ ۱۲ ربیع الاول ۴۷۷ھ میں کو سلطان کے پاس جانے کے لئے کوچ کر گیا اور اسے ایک مرض لاحق تھا اور جونہی میں مغرب اوسط کے مضافات میں سے ملیانہ پہنچا تو مجھے اس کی وفات کی اطلاع ملی نیز یہ کہ اس کا بیٹا ابوسعید وزیر ابو بکر بن غازی کی کفالت میں امیر مقرر ہوا ہے اور یہ کہ وہ مغرب اقصیٰ کی طرف کوچ کر گیا ہے اور وہاں سے سرحد کے ساتھ فاس جا رہا ہے ان دنوں ملیانہ کا حاکم علی بن حسون بن ابوعلی الہساملی تھا جو سلطان کے جرنیلوں اور اس کے گھر کے غلاموں میں سے تھا پس میں اس کے ساتھ عطف کے قبائل کی طرف کوچ کر گیا اور ہم یعقوب بن موسیٰ کے لڑکوں کے ہاں اترے جو ان کے امراء میں سے تھے اور ان کے بعض آدمی مجھے جلدی سے عریف کے لڑکوں کے محلہ میں لے گئے جو سید کے امراء ہیں۔

علی بن حسون کی فوجوں کے ساتھ آمد: پھر کچھ دنوں کے بعد علی بن حسون اپنی فوجوں کے ساتھ ہمیں آ ملا اور ہم سب صحرا کے راستے مغرب کی طرف کوچ کر گئے اور سلطان کی وفات کے بعد ابو جحوا اپنے صحرائی مقام عزلت سے جو تیکو ازین میں تھا تلمسان کی طرف واپس آ کر اس پر اور اس کے دیگر مضافات پر قابض ہو گیا اور اس نے بنی مغور کو جو پہاڑ میں عبید اللہ کے شیوخ ہیں اشارہ کیا کہ وہ ہمیں اپنی ملک کی حدود پر وادی صا کے راستے پر روکیں پس انہوں نے ہمیں روکا پس کچھ لوگ اپنے گھوڑوں پر جبل دبدوا کی طرف بھاگ کر بچ گئے اور جو کچھ ہمارے پاس تھے انہوں نے وہ سب لوٹ لیا اور بہت سے سواروں کو پیادہ کر دیا اور میں بھی ان میں شامل تھا اور میں اس دن اس کے صحرائی بے بال و پر ہو کر رہ گیا یہاں تک کہ میں آبادی میں گیا اور جبل دبدوا میں اپنے اصحاب سے ملا اور اس دوران میں ایسی مہربانی ہوئی جسے بیان نہیں کیا جاسکتا اور نہ اس کا شکریہ ادا کیا جاسکتا ہے پھر ہم فاس کی طرف چل پڑے اور میں اسی سال کے جمادی الاول میں فاس میں وزیر ابو بکر اور اس کے عم زاد محمد بن عثمان کے پاس گیا اور میرا اس سے قدیم دوستانہ تعلق تھا یعنی اس وقت سے جب وہ اپنی حکومت کی جستجو میں سلطان ابوسالم کے اندلس سے گزرتے وقت جبل صفیہ میں اس کے پاس گیا تھا جیسا کہ اس کتاب میں کسی دوسرے مقام پر بیان ہو چکا ہے پس وزیر نے مجھ سے حسن سلوک کیا اور میری عزت کی اور میرے وظیفے اور جاگیریں میرے گمان سے بڑھ کر اضافہ کر دیا اور میں ان کی حکومت میں بڑی عزت و شرف کے مقام پر رہا اور سلطان کے ہاں بھی قابل تعریف مقام حاصل تھا پھر سردی کا موسم گزر گیا۔

وزیر ابو بکر بن غازی اور سلطان ابن الاحمر کے درمیان منافرت کا پیدا ہونا: اور وزیر ابو بکر بن غازی اور سلطان ابن الاحمر کے درمیان الخلیف کی وجہ سے اور ابن الاحمر نے اسے جو ان سے دور کرنے کی دعوت دی تھی

منافرت پیدا ہو گئی اور وزیر نے اس سے برا منایا اور دونوں کے درمیان فضا تاریک ہو گئی اور وزیر بنی احمر کے ایک القراہیہ کو تیار کرنے میں لگ گیا تاکہ وہ اس کے ذریعے مشغول کر دے اور ابن الاحمر عبدالرحمن بن ابی یغلوں کو جو سلطان ابوعلی کا بیٹا تھا اور وزیر مسعود بن رحو بن ماسی کو رہا کرنے کا مشتاق ہوا جنہیں سلطان عبدالعزیز کے زمانے میں اس نے قید کیا تھا اور اس نے ابن الخطیب کو اس بارے میں اشارہ کیا جب وہ اندلس میں ان دونوں کی وزارت میں تھا پس اس نے اب دونوں کو رہا کر دیا اور انہیں مغرب میں حکومت کی جستجو کے لئے بھیجا اور ان دونوں کو بحری بیڑے میں سواحل عباسہ کی طرف بھیج دیا پس وہ وہاں اترے اور قبائل بلویہ میں پہنچ گئے اور وہ ان کے ارد گرد جمع ہو گئے اور امیر عبدالرحمن کی دعوت کے ذمہ دار بن گئے۔

غرناطہ سے اندلسی فوجوں کے ساتھ ابن احمر کی آمد: اور ابن احمر غرناطہ سے اندلسی فوجوں کے ساتھ آیا اور جبل الفتح پر اتر اور اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کی اطلاع وزیر ابو بکر بن قازی کو پہنچی جو بنی مرین کی دعوت کا قائم کرنے والا تھا پس اس نے اسی وقت اپنے عم زاد محمد بن عثمان بن الکااس کو سہد کی طرف اپنے ان محافظوں کی مدد کے لئے بھیجا جو جبل میں مقیم تھے اور خود وہ فوجوں کے ساتھ امیر عبدالرحمن سے جنگ کرنے کے لئے بلویہ آیا پس اس نے دیکھا کہ اس نے تازا پر قبضہ کر لیا ہے تو اس نے اس کا محاصرہ کر لیا اور سلطان عبدالعزیز نے اپنے باپ کے بیٹوں کے کچھ نمائندہ جوانوں کو جمع کیا اور انہیں طنجہ میں قید کر دیا پس جب محمد بن الکااس سہد آیا تو اس کے اور ابن الاحمر کے درمیان خط و کتابت ہوئی اور دونوں نے ایک دوسرے پر خطاب کیا اور ابن الاحمر نے اپنے ہمسرے تخت خالی کروانے اور سعید بن عبدالعزیز جیسے بچے کو جس کے ابھی دانت بھی نہیں ٹوٹے تھے امیر مقرر کرنے پر سخت طامت کی پس محمد نے اس کی رضامندی چاہی اور اس سے درگزر کرنے کا مطالبہ کیا پس ابن الاحمر نے اسے آمادہ کیا کہ وہ طنجہ میں محبوس ایک بیٹے کی بیعت کرے اور وزیر ابو بکر نے بھی اسے ایسی ہی وصیت کی تھی کہ اگر امیر عبدالرحمن کی طرف سے اس پر تلگی ہو جائے تو وہ ان بیٹوں میں سے ایک کی بیعت کر کے اس سے علیحدہ ہو جائے اور محمد بن الکااس کو سلطان ابوسالم نے اپنے بیٹے کا اس کی حکومت کے زمانے میں وزیر بنایا تھا پس وہ جلدی سے طنجہ آیا اور اس نے سلطان احمد بن سلطان ابوسالم کو اس کے قید خانے سے نکالا اور اس کی بیعت کی اور اسے سہد لے گیا اور ابن الاحمر کو اس کا تعارف کراتے ہوئے لکھا اور اس سے اس شرط پر مدد چاہی کہ وہ اس کے لئے جبل الفتح سے دستبردار ہو جائے گا۔ پس اس نے اس کی حسب غشا اسے مالی اور فوجی مدد دی اور جبل الفتح پر قابض ہو گیا اور اسے اپنے محافظوں سے بھر دیا اور احمد بن سلطان ابوسالم نے اپنے باپ کے بیٹوں سے ان کے قید خانے میں معاہدہ کیا تھا کہ ان میں سے جس کو حکومت ملے وہ باقیوں کو اندلس بھجوا دے پس جب اس کی بیعت ہوئی تو اس نے ان سے عہد پورا کیا اور ان سب کو بھجوا دیا پس وہ سلطان ابن الاحمر کے ہاں اترے اور اس نے انہیں خوش آمدید کہا اور ان کے وظیفے میں اضافہ کر دیا اور یہ ساری خبر وزیر ابو بکر کو اس کی جگہ پر جہاں وہ امیر عبدالرحمن کا محاصرہ کئے ہوئے تھا پہنچ گئی اور وہ اپنے عم زاد کے فعل سے مضطرب اور بے چین ہو گیا اور دار الخلافہ کی طرف لوٹ آیا اور قاس کے کدیہ العرائس میں پڑاؤ کر لیا اور اپنے عم زاد محمد بن عثمان کو دھمکی دی تو اس نے غدر کیا کہ اس نے اس کی وصیت پر عمل کیا ہے پس وہ غصے سے بھڑک اٹھا اور اسے دھمکایا اور اس کے درمیان اختلاف کی خلیج وسیع ہو گئی اور محمد بن عثمان اپنے سلطان اور اندلسی فوج کے ساتھ کوچ کر گیا اور مکنا سہ پر جھانکنے والے جبل زہون پر اتر اور وہاں پڑاؤ کر لیا اور وہ اس کے ارد گرد جمع ہو گئے اور وزیر ابو بکر ان کی طرف بڑھا اور پہاڑ پر چڑھ گیا پس انہوں نے اس سے

جنگ کی اور اسے شکست دی اور وہ دار الخلافہ کے باہر اپنے مقام کی طرف واپس آ گیا۔

سلطان ابن الاحمر کی محمد بن عثمان کو وصیت: اور سلطان ابن الاحمر نے محمد بن عثمان کو وصیت کی تھی کہ وہ امیر عبدالرحمن سے مدد مانگے اور مغرب کے مضافات میں اس سے حصہ داری کرے اور اسے اپنے لئے مخصوص کرے پس محمد بن عثمان نے اس کے ساتھ اس بارے میں خط و کتابت کی اور اسے بلایا اور اس سے مدد طلب کی اور وزیر ابن عریف ان کے اسلاف کا دوست تھا نیز اس کے اور وزیر ابو بکر کے درمیان قضا تاریک ہو چکی تھی کیونکہ اس نے اس سے جب کہ وہ تازا کا محاصرہ کئے ہوئے تھا امیر عبدالرحمن کے ساتھ صلح کے متعلق پوچھا تھا تو وہ رک گیا تھا اور اس نے اس پر اس کے ساتھ سازش کرنے اور اس سے ہمدردی کرنے کا الزام لگایا پس اس نے اسے گرفتار کرنے کا حکم کر لیا اور اس کے ایکہ جاہلوں نے اسے خفیہ طور پر بتا دیا تو وہ رات کو سوار ہو کر معقل کے حلیف قبائل کے پاس چلا گیا جو امیر عبدالرحمن کے مددگار تھے اور ان کے ساتھ بنی ورتاجن کا سردار علی بن عمر ابو یغلائی بھی تھا جس نے وزیر ابن عازی کے خلاف بغاوت کی تھی اور سوس چلا گیا تھا پھر صحرائیں ان حلیفوں کی طرف چلا گیا اور ان کے درمیان رہ کر امیر عبدالرحمن کی دعوت کو قائم کرنے لگا پس وزیر ابو بکر کے پھندے سے بچ کر ان کے پاس آیا اور انہیں اس بات پر اکسایا جس میں وہ لگے ہوئے تھے پھر انہیں سلطان احمد بن ابی سالم اور اس کے وزیر محمد بن عثمان کی اطلاع ملی اور ان کے پاس امیر عبدالرحمن کا اپنی انہیں بلانے آیا اور وہ تازا سے نکلا اور ان سے ملا اور ان کے درمیان اتر اور وہ سب کے سب سلطان ابوالعباس کی امداد کے لئے کوچ کر گئے اور صفروئی پہنچ گئے پھر سب کے سب وادی النجا میں جمع ہوئے اور اپنے معاملے کے بارہ میں باہمی معاہدہ کیا اور دوسرے دن ہر کوئی اپنی جان سے تیار ہو گیا اور وزیر ابو بکر ان سے جنگ کرنے کے لئے آیا مگر اس نے اس کی سکت نہ پائی اور شکست کھا کر بھاگ گیا اور جدید شہر میں چھپ گیا اور لوگ اس کا محاصرہ کرتے ہوئے کدیہ العرائس میں خیمہ زن ہو گئے عید الفطر ۶۷۷ء کا واقعہ ہے پس انہوں نے تین ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رکھا اور اس کی ناکہ بندی کر دی یہاں تک کہ محاصرہ نے وزیر اور اس کے ساتھیوں کو مصیبت میں ڈال دیا پس اس نے مقرر کردہ بچے سعید بن سلطان عبدالعزیز کے معزول کرنے اور اس کے اپنے عم زاد سلطان ابوالعباس کے پاس جانے اور اس کی بیعت کرنے کی شرط پر صلح کو تسلیم کیا اور سلطان ابوالعباس اور امیر عبدالرحمن نے وادی النجا میں ملاقات پر ایک دوسرے سے تعاون اور مدد کرنے کا معاہدہ کیا تھا نیز یہ کہ مغرب کے بقیہ مضافات میں حکومت سلطان ابوالعباس کی ہوگی اور امیر عبدالرحمن کے لئے جہاں سے درود اور وہ مضافات ہوں گے جو اس کے دادا سلطان ابوالعلی کے پاس تھے جو سلطان ابوالحسن کا بھائی تھا پھر محاصرہ کے ایام میں امیر عبدالرحمن کو کچھ معلوم ہوا اور وہ مراکش اور اس کے مضافات کی جستجو میں تیز ہو گیا۔ پس انہوں نے کچھ توقف کیا اور اس کے متعلق اس پر تکمیل فتح تک شرط لازم کی اور جب سلطان ابوالعباس اور وزیر ابو بکر کے درمیان بات طے ہو گئی اور وہ جدید شہر سے اس کے پاس گیا اور اس کے مقرر کردہ سلطان کو جو ایک بچہ تھا معزول کر دیا۔

سلطان ابوالعباس کی دار الخلافہ میں آمد: اور سلطان ابوالعباس ۶۷۷ء کے آغاز میں دار الخلافہ میں آیا اور امیر عبدالرحمن تیزی کے ساتھ چلتا ہوا مراکش کی طرف کوچ کر گیا اور سلطان ابوالعباس اور اس کے وزیر محمد بن عثمان نے اس کے بارے میں غور و فکر کیا اور اس کے تعاقب میں فوج بھیجی اور وہ اس کے پیچھے وادی بہت میں پہنچ گئے اور دن کا کچھ کم وقت اس

کے سامنے کھڑے رہے پھر ڈر کر پیچھے ہٹے اور اپنے جھنڈوں کو سنبھال لیا اور وہ مراکش چلا گیا اور اس کا وزیر مسعود بن ماسی اس سے اجازت لینے کے بعد اسے چھوڑ کر آرام کرنے کے لئے اندلس چلا گیا پس اس نے اس کام کے لئے اسے بھیج دیا اور اس نے مراکش جا کر اس پر قبضہ کر لیا اور میں ۴۷۷ھ میں وزیر کے پاس آیا تھا اور اس وقت سے میں حکومت کی عنایات کے زیر سایہ قاسم میں مقیم تھا اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے میں علم کی قرأت و تدریس میں لگا ہوا تھا پس جب سلطان ابوالعباس اور امیر عبدالرحمن آئے اور انہوں نے کدیہ العرائس میں پڑاؤ کیا اور اہل حکومت کے فقہاء کاتب اور سپاہی ان کے پاس گئے اور اس نے بغیر کسی ناپسندیدگی کے سب لوگوں کو صبح و دوپہر دونوں سلطانوں کے دروازوں پر جانے کی اجازت دی اور میں بیک وقت دونوں کے پاس صبح کو جاتا تھا اور میرے اور وزیر محمد بن عثمان کے درمیان جو بات بھی اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اور وہ میرے لحاظ کا اظہار کرتا تھا اور مجھ سے بہت سے وعدے کرتا تھا اور امیر عبدالرحمن مجھ سے رغبت رکھتا تھا اور اکثر اوقات مجھے بلاتا تھا اور اپنے احوال کے بارے میں مجھ سے مشورہ کرتا تھا پس اس وجہ سے وزیر محمد بن سلطان تنگ پڑ گیا اور اس نے اپنے سلطان کو بھڑکایا تو اس نے مجھے گرفتار کر لیا اور امیر عبدالرحمن نے اس بات کو سنا اور اسے معلوم ہوا کہ یہ مجھ سے اس کا گناہ ہوا ہے تو اس نے قسم اٹھائی کہ وہ اس کے خیموں کو اکھاڑ دے گا اور اس نے اپنے وزیر مسعود بن ماسی کو اس کام کے لئے بھیجا تو اس نے دوسرے دن مجھے رہا کر دیا پھر تیسری بات پر ۵۰۰ دونوں الگ الگ ہو گئے اور امیر ابوالعباس دارالحکومت میں آیا اور امیر عبدالرحمن مراکش کی طرف چلا گیا اور میں ان دنوں خوفزدہ تھا پس میں نے آسنی کے ساحل سے اندلس جانے کے عزم سے وزیر مسعود بن ماسی کے ساتھیوں پر اعتماد کرتے ہوئے اس لئے کہ مجھے اس سے محبت تھی امیر عبدالرحمن کے ساتھ ہو گیا اور جب مسعود واپس آیا تو اس نے میرے عزم کو موڑ دیا اور ہم کرسیف کے نواح میں وتر مار بن عریف کے ٹھکانے پر گئے تاکہ وہ حاکم قاسم سلطان ابوالعباس کے پاس اندلس جانے کے لئے وسیلہ ہو اور ہم سلطان کے داعی کو اس کے ہاں ملے اور ہم قاسم تک اس کے ساتھ گئے اور اس نے میرے کام کے بارے میں اس سے اجازت لی اور اس نے ٹال مٹول کے بعد اور وزیر محمد بن عثمان بن داؤد بن اعراب اور حکومت کے آدمیوں کی ناپسندیدگی کے باوجود مجھے اجازت دی اور جب سلطان ابوحمز نے تلمسان سے کوچ کیا، یحییٰ بھائی اس کو چھوڑ کر بلا دزخہ سے سلطان عبدالعزیز کے پاس آ گیا تھا اور اس کی خدمت میں لگ گیا تھا اور اس کے بعد اس کے بیٹے سعید کی خدمت میں لگ گیا تھا جسے اس کی جگہ مقرر کیا گیا تھا اور جب سلطان ابوالعباس نے جدید شہر پر قبضہ کیا تو بھائی نے تلمسان جانے کی اجازت دے دی اور وہ سلطان ابوحمز کے پاس آیا تو اس نے دوبارہ اسے اپنی خفیہ خط و کتابت پر مقرر کر دیا جیسا کہ وہ اس کی حکومت کے آغاز میں مقرر تھا اور مجھے اس نے اس کے بعد اجازت دی تو میں قرار و سکون کے ارادے سے اندلس چلا گیا یہاں تک کہ وہ حال ہوا جس کا ہم تذکرہ کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اندلس کی طرف دوبارہ روانگی پھر تلمسان

کی طرف روانگی اور عرب قبائل کے پاس

پہنچنا اور اولادِ عریف کے پاس قیام کرنا

اور میں نے حاکم قاس سلطان ابوالعباس کے بگڑ جانے اور امیر عبدالرحمن کے ساتھ جانے پھر اسے چھوڑ کر بھاگنے اور علم سیکھنے کے ارادے سے اپنے اندلس واپس جانے کے لئے وسیلہ تلاش کرنے کے لئے وتر مار بن عریف کے پاس جانے کا واقعہ بیان کیا ہے پس یہ کام مکمل ہوا اور رکاوٹ کے بعد اس میں امداد ہوئی اور میں ربیع الاول ۶۷۱ھ میں اندلس گیا اور سلطان مجھے حسب دستور عزت کے ساتھ ملا۔

اور میں نے قاس کی طرف مبارک باد کے لئے جاتے ہوئے جبل القع میں سلطان ابن الاحمر کے کاتب ابو عبد اللہ بن زمرک سے ملاقات کی جو ابن الخطیب کے بعد اس کا کاتب بنا تھا اور وہ اپنے بحری بیڑے میں سب کے طرف گیا اور میں نے اسے اپنے اہل اور اولاد کو غرناطہ لے جانے کی وصیت کی پس جب وہ قاس پہنچا اور اس نے میرے اہل سے ملے جانے کے متعلق بات کی تو وہ بگڑ بیٹھے اور انہیں اندلس میں میرا ٹھہرنا برا لگا اور انہوں نے انعام لگایا کہ میں بسا اوقات سلطان ابن الاحمر کو امیر عبدالرحمن کی طرف رغبت کرنے پر اکساتا ہوں اور انہوں نے مجھ پر انعام لگایا کہ میں امیر عبدالرحمن سے میل جول رکھتا ہوں اور انہوں نے میرے اہل کو میرے پاس آنے سے روک دیا تو انہوں نے ابن الاحمر سے گفتگو کی کہ وہ مجھے ان کے پاس واپس کر دے تو اس نے اس بات سے انکار کیا پس انہوں نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ مجھے تلمسان کے کنارے کی طرف بھیج دے اور انہوں نے مسعود بن ماسی کے متعلق سنا کہ وہ اندلس جا رہا ہے پس وہ اسے سلطان کے سامنے لے گئے اور انہوں نے اس کے سامنے اظہار کیا کہ میں ابن الخطیب کی رہائی کے لئے کوشش کر رہا ہوں حالانکہ انہوں نے جدید شہر پر قبضہ پانے کی ابتداء میں ہی اسے قید کر لیا تھا اور ابن الخطیب نے اس کی طرف مدد مانگتے ہوئے اور توسل کرتے ہوئے پیغام بھیجا میں نے اس کے بارے میں ارباب حکومت سے گفتگو کی اور میں نے اس بارے میں ان میں سے وتر مار اور ابن ماسی پر اعتماد کیا مگر یہ شکایت کامیاب نہ ہوئی۔

ابن الخطیب کا قتل: اور ابن الخطیب کو اس کے قید خانے میں قتل کر دیا گیا اور جب ابن ماسی سلطان ابن الاحمر کے پاس آیا اور انہوں نے اسے میرے متعلق بگڑایا تو میں نے ابن الخطیب کے بارے میں اور جو کچھ کیا تھا اس نے اسے سلطان کے سامنے پیش کر دیا تو وہ اس بات سے خوفزدہ ہو گیا اور اس نے میرے کنارے کی طرف جانے میں ان کی مدد کی اور میں حنین میں اتر اور میرے اور سلطان ابوحمو کے درمیان فضا تاریک ہو چکی تھی کیونکہ میں الزاب میں عربوں کو اس پر چڑھایا تھا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے پس اس نے میرے حنین ٹھہرنے کی طرف اشارہ کیا پھر محمد بن عریف اس کے پاس گیا تو اس نے میرے بارے میں اسے ملامت کی۔ اور اس نے میرے بارے میں تلمسان پیغام بھیجا اور میں وہیں عباد قبیلے میں ٹھہرا اور قاس سے میرے اہل اور بیٹے میرے پاس آ کر ٹھہر گئے اور یہ عید الفطر ۶۷۱ھ کا واقعہ ہے اور میں علم کی اشاعت میں لگ گیا اور سلطان ابوحمو کو زداد وہ کے بارے میں مشورہ کرنے اور ان سے دوستی کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی پس اس نے مجھے بلایا اور اس غرض کے لئے مجھے سفارت کا مکلف کیا تو میں اس سے خوفزدہ ہو گیا اور میں نے اس کام کو اپنے لئے اچھا نہ سمجھا کیونکہ میں نے اسے خلوت اور انقطاع پر ترجیح دی تھی اور میں نے بظاہر اس کی بات کو قبول کر لیا اور

تلمسان سے مسافر بن کر نکلا اور بطحا پہنچ گیا پس میں دائیں جانب منداس کی طرف پھر گیا اور جبل کزدل کے سامنے اولاد عریف کے قبائل کے پاس چلا گیا تو وہ مجھے عزت اور تحائف کے ساتھ ملے اور میں کئی روز تک ان کے درمیان ٹھہرا رہا یہاں تک کہ انہوں نے تلمسان میں میرے اہل اور بچوں کے بارے میں پیغام بھیجا اور سلطان کے پاس نہایت شاندار طریق سے میرے بارے میں معذرت کی کہ وہ اس خدمت کے ادا کرنے سے عاجز ہے اور انہوں نے مجھے میرے اہل سمیت قلعہ اولاد سلامہ میں اتارا جو ان بلاد بنی تو جین میں ہے جو ان کے لئے سلطان کی جاگیر ہیں پس میں وہاں چار سال تک شواغل سے علیحدگی اختیار کر کے ٹھہرا رہا اور میں نے وہیں اس کتاب کی تالیف شروع کر دی اور میں نے اس عجیب طریق پر مقدمہ کو مکمل کیا جس کی طرف میں نے اس خلوت میں راہ پائی تھی پس میں نے اس میں فکر پر کلام کیا اور معانی کی بوچھاڑ کر دی یہاں تک کہ میں نے اس کا کھن نکال لیا اور میں نے اس کے نتائج کو جمع کیا اور اس کے بعد تونس کی طرف واپسی ہوئی جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

تونس میں سلطان ابوالعباس کی طرف واپسی

اور جب میں اولاد عریف کے قبائل میں قلعہ ابن سلامہ میں اتر آیا اور ابو بکر بن عریف کے اس محل میں ٹھہرا جس کی وہاں اس نے حد بندی کی تھی اور وہ سب سے بھرپور اور قریب تر جگہ تھی پھر وہاں میرا قیام لمبا ہو گیا اور میں مغرب اور تلمسان کی حکومت سے خائف تھا اور اس کتاب کی تالیف میں لگا ہوا تھا اور میں اس کے مقدمہ سے فارغ ہو کر عربوں پر بریوں اور زنا کے حالات تک پہنچ چکا تھا اور میں ان کتابوں اور دوا دین کے مطالعہ کی طرف دیکھنے لگا جو صرف شہروں میں ہی پائی جاتی ہیں حالانکہ اس سے قبل میں بہت کچھ اپنے حافظے سے ہی لکھوا چکا تھا اور میں نے تنقیح و تصحیح کا ارادہ کیا پھر مجھے ایک مرض لاحق ہو گیا اور اگر فضل الہی اس کا تدارک نہ کرتا تو وہ طبعی حد سے بڑھ جاتا پس میرا میلان سلطان ابوالعباس سے گفتگو کرنے اور تونس کی طرف کوچ کرنے کی طرف ہو گیا جہاں میرے آباء کی قیام گاہ اور ان کے مساکن آثار اور قبور تھیں پس میں نے سلطان کی اطاعت کی طرف واپس جانے اور اس سے گفتگو کرنے کے بارے میں جلدی کی اور ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ اس کی طرف سے آنے کی اجازت کا خط آ گیا پس سفر کے لئے حرکت شروع ہو گئی اور میں ریاح کے صحرا سے اچھپا عربوں کے ساتھ اولاد عریف کے ہاں سے کوچ کر گیا جو منداس میں غلہ تلاش کیا کرتے تھے اور ہم نے رجب ۵۸۰ھ میں کوچ کیا اور الدون تک جو الزاب کی اطراف میں ہے صحرا میں چلے پھر میں یعقوب بن علی کے مددگاروں کے ساتھ اہل کی طرف گیا اور میں نے انہیں فرقار کی اس جاگیر میں پایا جس کی حد بندی اس نے الزاب میں کی تھی پس میں ان کے ساتھ کوچ کر گیا یہاں تک کہ ہم قسطنطنیہ کے میدان میں اس کے پاس اترے اور اس کے ساتھ حاکم قسطنطنیہ امیر ابراہیم بن سلطان ابوالعباس بھی اپنے خیمہ گاہ اور پڑاؤ میں موجود تھا پس میں اس کے پاس حاضر ہوا اور اس نے مجھے رضامندی سے بڑھ کر اپنے حسن سلوک اور عزت سے حیرا دیا اور مجھے قسطنطنیہ جانے اور میرے اہل کو اپنے احسان کی کفالت میں ٹھہرانے کی اجازت دی تاکہ میں ٹھہر کر اس کے باپ کے حضور پہنچ جاؤں اور یعقوب بن علی نے میرے ساتھ اپنے بھتیجے ابو دینار کو اس کی قوم ہی ایک جماعت کے ساتھ بھیجا۔

ابن خلدون کا سلطان ابوالعباس کے پاس جانا: اور میں سلطان ابوالعباس کے پاس چلا گیا اور وہ ان دنوں فوجوں کے ساتھ تونس سے بلاد الجریہ کی طرف گیا تھا تاکہ ان کے شیوخ کو فتنہ کے ان سختوں سے اتارے جن پر وہ براجمان تھے پس میں اسے سوسہ کے باہر ملا تو اس نے مجھے خوش آمدید کہا اور مجھے مانوس کرنے میں کوئی کوتاہی نہ چھوڑی اور اپنے امور مہمہ میں مجھ سے مشورہ کیا پھر اس نے مجھے تونس واپس بھجوا دیا اور وہاں اپنے نائب کو جو اس کا غلام قارح تھا اشارہ کیا کہ وہ گھر اور وظیفہ اور چارہ مہیا کرے اور بہت احسان کرے پس میں اسی سال کے شعبان میں تونس چلا گیا اور سلطان کی حمایت سے بڑے آرام اور آسائش میں رہا اور میں نے اہل اور اولاد کو اطلاع بھیجی اور میں نے اس آسائش کی چراگاہ میں ان کو اکٹھا کر دیا اور سفر ختم کر دیا اور سلطان کی غیر حاضری طویل ہو گئی یہاں تک کہ اس نے بلاد الجریہ کو فتح کر لیا اور ان کی جماعت نواح میں چلی گئی اور ان کے سردار یحییٰ بن یملول بھی چلا گیا اور اپنے داماد ابن حرنی کے ہاں اترا اور سلطان نے بلاد الجریہ کو اپنے بیٹوں میں تقسیم کر دیا پس اس نے اپنے بیٹے محمد المنصور کو توزر میں اتارا اور نقطہ اور نغزادہ کو اس کے مضائقہ میں شامل کیا اور اپنے بیٹے ابو بکر کو قفصہ میں اتارا اور مظفر و منصور ہو کر تونس کی طرف واپس آ گیا پس وہ میرے پاس آیا اور اس نے اپنی ہم نشینی اور خلوت کے مشورے کے لئے مجھے قریب کیا جس سے ہمزادوں کو تکلیف ہوئی اور سلطان کے پاس چغلیاں کرنے میں مشغول ہو گئے مگر وہ چغلیاں کامیاب نہ ہوئیں اور وہ امام الجامع اور مفتی اعظم محمد بن عرفہ کے پاس بیٹھا کرتے تھے اور اس کے دل میں جب سے ہماری شیوخ کی مجالست میں مری میں ملاقات ہوئی تھی ایک الجھا ہوا نکتہ تھا اور وہ اکثر اس پر میری فوقیت کا اظہار کرتا تھا اگرچہ وہ مجھ سے عمر رسیدہ تھا پس یہ نکتہ اس کے دل میں سیاہ ہو گیا اور اس کے دل سے الگ نہ ہوا اور جب میں تونس آیا تو اس کے اصحاب اور دیگر لوگوں میں سے طالب علم مجھ پر ٹوٹ پڑے جو مجھ سے علمی استفادہ کرتا چاہتے تھے اور میں نے اس بارے میں ان کی ضرورت پوری کر دی تو اسے یہ بات شاق گزری اور وہ ان میں سے بہت سون کو بھگانا چاہتا تھا مگر وہ نہ مانے تو اس کی غیرت شدت اختیار کر گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کے پاس ہمزادوں کی میٹنگ ہوئی اور انہوں نے سلطان کے پاس میری چغلی کرنے اور مجھے ملامت کرنے پر اتفاق کیا اور اس دوران میں سلطان اس بارے میں ان سے اعراض کئے رہا اور اس نے مجھے پورے انہماک کے ساتھ اس کتاب کی تالیف کا مکلف کیا کیونکہ وہ علوم حالات اور فضائل کے حصول کا بڑا شائق تھا پس میں نے اس میں ہر روز نامہ کے حال مکمل کر لئے اور دونوں حکومتوں کے حالات اور اسلام سے ماقبل کے جو حالات مجھ تک پہنچے میں نے انہیں لکھا اور میں نے ان کا ایک نسخہ مکمل کر کے اس کی لاہریری میں بھیج دیا اور جن باتوں سے وہ سلطان کو برا سمجھتے کرتے تھے ان میں یہ بات بھی شامل تھی کہ میں اس کی مدح نہیں کرتا اور میں نے شعر و شاعری کو بھی کلیتہً چھوڑ دیا تھا اور فقط علم کے لئے قارح تھا اور وہ اسے کہتے کہ اس نے تیری سلطنت کو حقیر سمجھتے ہوئے شعر و شاعری کو ترک کیا ہے کیونکہ اس نے تجھ سے قبل بادشاہوں کی بہت مدح کی ہے اور یہ بات مجھے ان کے ہمزادوں میں سے ایک دوست کے ذریعے معلوم ہوئی پس جب میں نے اسے کتاب دی اور اسے اس کے نام کا تاج پہنا یا تو اس روز میں نے اسے یہ قصیدہ سنایا جس میں اس کی مدح سیرت اور فتوحات کا ذکر کیا اور شعر کے اختساب نے معذرت کی اور کتاب کو اس کی خدمت میں تحفہً بھیجے پر اس کی نوازش چاہی تو میں نے کہا:

”کیا تیرے دروازے کے سوا مسافر کے لئے کوئی امید گاہ ہے یا آرزوؤں کے لئے تیرے محن سے گریز؟“

کرنے کی کوئی جگہ ہے یہ ارادہ ہی ہے جس نے تجھے جدائی پر ایسے اٹھایا ہے جیسے تیز اور مقتل کو اٹھائی جاتی ہے وہ دنیا کا ٹھکانہ اور آرزوؤں کی چراگاہ ہے اور بارش وہاں ہوتی ہے جہاں چمکنے والا بادل ہو اور خوبصورت بلند مہلات ہوں جن کے سامنے ستاروں کے پھول جھکتے اور اکٹھے ہوتے ہوں جہاں سفید خیمے مہمان نوازی کے لئے اٹھائے جاتے ہوں اور ان کی اطراف مندر (خوشبودار لکڑی) سے مہکتی ہوں جہاں عزت کے لئے اس کے میدانوں میں رکھ دیا ہو وہاں ہو جسے پتلے نیزے لٹاتے ہوں جہاں ایسے نیزے ہوں قریب ہے کہ ان کی ٹکڑی پیلی اور دوسری بار خون پلانے کے پتے کٹائے لگ پڑے جہاں مردان کا زار کو گھوڑے سے روشنی کی جگہ دور تک جانے سے جھکا دیں جہاں روشن چہروں کو حیا نے ڈھانپا ہو اور ان کے پہلوؤں میں کشادہ روئی دکتی ہو جہاں شیر دل بادشاہ اور وہ لوگ جمع ہوں کہ جن کے چڑوں میں رہنے اور ٹھکانہ کرنے سے آدمی محفوظ ہو جاتا ہے مہدی کے پیر و گاہر بلکہ توحید کے پیر و گاہر منسل خط لائے جنہوں نے اپنی عزت کی عمارات کو تقویٰ کی بنیاد پر بلند کیا ہے ان کے بلند کرنے اور بزرگی کی بنیاد رکھنے کے کیا کہنے بلکہ رحمان خدا کے مددگاروں نے ان کی محبت کو اس کی مخلوق کے دل میں ڈال دیا ہے پس وہ اس وجہ سے بلند اور فضیلت والے ہو گئے ہیں وہ ایسے لوگ ہیں جن کا باپ ابو حفص ہے اور تجھے کون بتائے قاروق ان کا جہاں ڈال ہے وہ ایسا نسب ہے جیسے نیزے کی گانٹھیں ٹیڑھی ہوں اور ان کو سپہ سالار کرنے والا آ پادشاہ زمانے کی جماعت کا سردار ہے گویا وہ بحر کا تاج جو چاندوں سے بڑا ہوا ہے وہ پرانے اور نئے لوگوں پر فضیلت لے گیا اور اگر وہ امیر مقرر کرتے تو ان سے زیادہ عزت والا اور فضل ہوتا اور انہوں نے ملحقہ سرداروں کی چوٹیوں پر عمارات بنائیں اور تیری بلند عمارت زیادہ مضبوط اور طویل ہے اور میں بلند یوں کے سمندر میں کھنسنے والے سے کہتا ہوں اور رات بڑی تاریک ہے اس نے تاریکی کے غولوں پر حملہ کیا اور وہ ان سے نہیں ڈرتا اور اس کا نیزہ روشن چراغ ہے وہ نیزوں کے اوپر اٹھنے پلٹنے والا ہے گویا وہ خیال ہے جو بستر کی اطراف سے لگا ہوا ہے وہ آسودگی کے راستوں سے کامیابی چاہتا ہے اور وہ اس کی وہ سرسبزی چاہتا ہے جس پر قحط نہیں آتا اور سوار یوں کو آرام دے وہ ایک ایسے بخشش کرنے والے پر قابو پا چکی ہے جو آسودہ آدمیوں کی طرح دیتا ہے اور بہت دیتا ہے اس کے اخلاق کے کیا کہنے وہ بخشش میں کریم ہے وہ باغ کی طرح ہے جسے عمدہ شادابی سلام کہتی ہے یہ امیر المؤمنین دین دنیا میں ہمارے امام اور پناہ گاہ ہیں یہ ابو العباس بہترین خلیفہ ہیں اور اس کے اچھے خصائل جو نمایاں ہیں اس کی گواہی دیتے ہیں وہ دشمنوں کے قلب کے وقت اللہ سے مدد مانگتا ہے اور اپنے رب کی مدد پر توکل کرنے والا ہے وہ آرام کے ساتھ بلند یوں کی جانب بادشاہوں سے سبقت لے گیا ہے اور اگر وہ بلند یوں کی طرف سبقت کریں تو ٹوٹا لکوں سے بلند اور اکمل ہے تو اپنے قدیم کے ساتھ ان کے قدیم کو قیاس کر پس اس بارے میں امر واضح ہے انہوں نے تمہاری قوم کی اچھی طرح اطاعت کی اور وہ دین کا ناقابل شکست کڑا ہے تلمسان سے پوچھ جہاں زمانہ بھی موجود ہیں ان سے قبل بنو مرین بھی تھے جیسا کہ نقل کیا جاتا ہے اور اندلس سے اس کے شہروں کے متعلق پوچھ جب وہ مانوس اور اہل ہوں گے تو تجھے بتائیں گے اور مراکش اور اس کے مہلات سے پوچھ ان کے کھنڈرات پوچھنے والے کو جواب دیں گے اے وفادار بادشاہ جس نے دلوں کو بھر دیا ہے اور مثال بیان کرنے سے بالا ہے اور زمانے کی اچھی طرح ہلاکت ہو گئی ہے پس وہ نرم پڑ گیا ہے حالانکہ وہ تھا کاندہ اور عاجز تھا اور اس کی خبروں

سے جمعیت پریشان ہو جاتی ہے اور ان کی خلافت ضائع ہونے سے بلند ہو گئی اور مخلوق نے اپنے دلوں کو تیری طرف بھردیا ہے اور انہوں نے تجھ سے اصلاح احوال کی امید کی ہے جب میں نے اس کے بلاوے کا جواب دیا تو جلدی سے جنگ اور مہلت دینے والے عزم کے ساتھ اس کے پاس گیا اور میں نے نہ مڑنے والے سرکش کو مطیع بنا لیا اور سہل نہ ہونے والی مشکل کو آسان کر لیا اور میں نے نافرمانی طالع کو نرم کر لیا اور جس حرم کو انہوں نے حلال کر لیا تھا اس سے انہیں ہٹا دیا اور صولہ اور اس کی قوم کے حملہ سے ذویب دوڑتا ہے اور معقل حملہ کرتا ہے اور مہملہل نے جس احسان کی ابتدا کی ہے اسے پورا کرتا ہے اور وہ اس کے بعد مہملہل بنا ہے۔“

اس جگہ صولہ سے مراد صولہ بن خالد بن حمزہ اولاد ابواللیل ہے اور ذویب اس کا عم زاد احمد بن حمزہ ہے اور معقل عربوں کی ایک پارٹی ہے جو ان کی حلیف ہے اور مہملہل بنو مہملہل بن قاسم ہیں جو ان کے ہمسرا اور مد مقابل ہیں پھر وہ عربوں کے اوصاف کی طرف رجوع کرتا ہے۔

”لوگ ان کی شان سے تعجب کرتے ہیں وہ صحرائیں رہتے ہیں اور ان کے قبیلے کو مطیع سواروں نے پیچک دیا ہے انہوں نے ملاقوں پر گنبد بلند کئے ہیں اور ان کے پاس کم سو دراز پشت گھوڑے اور لکھدار نیز ہیں اور ہر بلادہ اور شکر یزدوں والے پانی کی طرف پیاس راہنمائی کرتی ہے اور وہ اس سے پانی پیتے ہیں وہ ایسا قبیلہ ہے جن کے پینے کی چیز سراب ہے اور ان کا رزق ہوا ہے جسے آہن غرق بہادر اور تلواریں لے جاتی ہے وہ قبیلہ چٹیل ہے میدان میں رہتا ہے اور ان کے درے جدائی کی دوری ہے کہ وہ سفر کر جائیں یا آجائیں اور وہ بادپیشین ہونے کی وجہ سے بادشاہوں کو ڈراتے تھے اور اب وہ آسودہ حال ہو گئے ہیں پس جو بدوی ہو گیا ہے اور آسودگی کی طرف توجہ نہیں دیتا اور نہ محلات کے سائے میں پناہ لیتا ہے اور نہ بے ہودگی کرتا ہے اور بسا اوقات تجھ سے دوپہر مصافحہ کرتی ہے اور کبھی تو اس میں جھنڈوں کے لہرانے سے سایہ حاصل کرتا ہے اور جب بلادیک گز گھوڑے جنگ کے روز تازہ خون کا جام دیتا ہے تو جہنمانے سے وہ دوبارہ جام پلاتا ہے ہمارے ہتھیاروں کی جھنکار عزت کے معاملات میں ہوتی ہے اور اس قسم کے کاموں میں ان کا استعمال بہت اچھا ہوتا ہے وہ صحرائے اندرون کو پھاڑ دیتے ہیں اور نہ وہاں کمزوری آتی ہے اور نہ ان کی طرف جرار لشکر راہ پاسکتا ہے اور اس کے اوپر فوجیں اپنا دامن کھینچتی ہیں اور طویل گندم کوں نیزوں میں تھنر کے ساتھ چلتی ہیں اور جب بے ہتھیار آدمی عاریتہ ہتھیار مانگتا ہے تو وہ اس میں سے ہر ہتھیار بند کے ساتھ انہیں مارتے ہیں اور ہر گندم کوں نیزے کے ساتھ جس کی نہیں لکھدار ہوتی ہے اور ہر تلواریں کے ساتھ جس کا کنارہ لٹکا ہوتا ہے یہاں تک کہ دوج فوج منتشر ہو گئی اور انہیں بے وطن کرنے والے ہوا تیزی کے ساتھ لے گئی اور وہ مصائب میں پڑ گئے پھر تیرے احسان نے انہیں مائل کیا اور اس کے بعد وہ عزت کے لئے جھک گئے اور تو نے اہل جرید کو ناکام کر کے اکھڑ دیا اور جن تعلقات کو انہوں نے قائم کیا تھا تو نے انہیں توڑ دیا اور تو نے اس کے شہروں اور اس کی سرحدوں کو حکومت کے لئے ایک ہار بنایا جو فتوحات کے ساتھ کھل جاتا تھا پس تو نے نفاق کے پیدا ہونے کی جگہ کو بند کیا اور تیری تلواریں دھار نہیں اچھتی اور نہ تیرا عزم رک سکتا ہے تو نے ایک قابل خوف خودداری اور سیاست کے ساتھ اسے روکا جو فرات کی طرح رواں دواں ہے اور زمانہ اور اس کا مزہ اس کے لئے شیریں ہو گیا حالانکہ اس سے قبل اس سے

مخل بھی کڑوا ہو گیا تھا جس مخلوق ایک ہشیار بزرگ اور خوش اخلاق مالک کے ساتھ جاملی اور دلوں نے رضامندی کے ساتھ اس کی مطابقت کی اور مظل و جوان اس میں برابر ہو گئے اے مالک! زمانے اور زمانے کے لوگوں کو ان کی امید سے بڑھ کر امن اور عدل مہیا کر یہ وہ علاقہ ہے جس میں نہ غول بھائی سے ڈرا جاتا ہے اور نہ اس کے میدان میں بچوں والا شیر حملہ کرتا ہے اور بھٹ تیر کی جماعتوں کی طرح جماعتیں ہر دیرانے کو طے کر کے آتی ہیں اور انہیں گھسی ہوئی کلائی والا خوفزدہ نہیں کرتا جس وہ ذات پاک ہے جس نے تجھے سر بلند کیا اس نے آرزوؤں کو بیدار کر دیا ہے اور بے زیور گردن کو دوبارہ زیور پہنا دیا ہے گویا دنیا ایک دلہن ہے جو خوبصورتی کے حلوں میں ناز و ادا سے چلتی ہے اور اس کے عدل سے شہروں کے زمیں دوز قید خانے کھلے میدان بن گئے ہیں اور ان میں کوئی بھول بھلیاں نہیں اور اس کی پیشانی کے نور سے ستاروں کی روشنی دگنی ہو گئی ہے اور اس نے میری نگاہ سے حجاب اٹھا دیا ہے اور اس نے تجیلہ حقیقت کو دکھ لیا ہے۔

اور اس کی مدح سے غرر کرتا ہوا کہتا ہے:

اے میرے آقا! میری سوچ کم ہو گئی ہے اور طبع کند ہو گئی ہے اور ہر چیز مشکل ہو گئی ہے میری ہمت حقائق کو پانے کے لئے بلند ہوتی ہے اور ان کے ادوارک سے رکتی ہے اور الگ تھلگ ہو جاتی ہے اور میں رات بھر اپنی طبیعت سے کشاکش کرتا رہتا ہوں اور وہ ردائل ہونے کے بعد گہری ہو جاتی ہے اور میں اس حال میں شب گزارتا ہوں کہ کلام میرے دل میں غلبان پیدا کرتا ہے اور نظم اور قوافی بھاگتے پھرتے ہیں اور جب میں کوشش کر کے اس سے مضبوط کرتا ہوں تو اس کا کام نقادوں پر عیب لگاتا ہے اور وہ ذلیل ہو جاتے ہیں اور ایک سال کی کانٹ چھانٹ کے بعد میرے شعر میں کوئی ایسا قول نہیں جس پر عیب لگایا جاسکے اور اسے چھوڑا جا سکے پس میں شاعروں سے چھپ چھپ کر اسے بھاتا ہوں کہ وہ میرا شعر ایک مفضل میں جمع نہ ہوں اور یہ وہ پونجی ہے جس کی قبولیت کا بازار گرم ہے اور اس میں سردار اور بچپنا اختیار کرنے والا برابر ہے اور اگر میرے افکار تیرے پاس چاندنی رات کی طرح محلات کو پھانسیج ہوئے اور غلطی کرتے ہوئے آئیں تو تو انہیں قبول کرے یہ ان کے لئے فخر کا باعث ہوگا اور میں بلیغ شاعر ہوں گا۔

اور اس کی لاہری میں مولف کی جو کتاب تھی اس کے متعلق کہتا ہے:

زمانہ اور اہل زمانہ جو تیری طرف طے آتے ہیں اس میں ایسی خبریں ہیں جن کی فضیلت کو انصاف پسند قبول کرتا ہے وہ صحائف ان لوگوں کی باتوں کا ترجمہ ہیں جنہوں نے ترقی کے مدارج طے کئے پس تو ان سے مفصل اور مختصر طور پر بیان کرتا ہے اور تو تابعہ عمالتہ اور ان سے پہلے کے شہود اور عادات کے اسرار کو بیان کرتا ہے اور ملت اسلامیہ کے قائم کرنے والے معریوں اور برائیوں کا ذکر کرتا ہے تو نے پہلے لوگوں کی تمام کتابوں کی تلخیص کی ہے اور جو باتیں ان سے رہ گئی تھیں ان کا تو نے ذکر کیا ہے اور تو نے غریب کلام کو اس طرح نرم کیا ہے گویا تو نے لغات کو بیان کیا ہے اور وہ میرے نطق کے لئے آسان ہو گیا ہے اور تو نے اسے اپنے ملک کے نکلن کے لئے فخر کا باعث بنایا ہے جس سے مخلصیں پر رونق ہو جاتی ہیں قسم بخدا تو نے جو کچھ بیان کیا ہے اس میں کچھ زیادتی نہیں کی اور نہ ہی مجھے زیادہ کرنا اچھا لگتا ہے اور تیرا مقام بلند یوں میں بڑا مضبوط ہے کجایہ کہ بچپنا اختیار کرنے والا خلاف واقعہ بات کرے اور ہر فضیلت اور حقیقت کا وہ سرمایہ ہے اور لوگ خواہ بدل جائیں

اس کی خوبی کو جانتے ہیں اور تیرے پاس حق ہے جو ہمیشہ امور میں مقدم ہوتا ہے پس باطل کہنے والا کیا دعویٰ کر سکتا ہے اور اللہ نے جو کچھ تجھے عطا کیا ہے اس کے اوپر کوئی خوبی نہیں پس تو مرضی کے ساتھ فیصلہ کرے تو بہت عادل ہے اور اللہ نے تجھے بندوں کے لئے زعمہ رکھا ہے اور تو ان کی پرورش کرتا ہے اور اللہ انہیں پیدا کرتا ہے اور تیری نگرانی ان کی کفالت کرتی ہے۔

اور جب میں اس کی سوسہ کی چھاؤنی سے تونس کی طرف واپس لوٹا تو مجھے وہاں قیام کی حالت میں اطلاع ملی کہ اسے راستے میں ایک بیماری نے آ لیا ہے اور اس کے بعد اُسے شفا ہو گئی تو میں نے اسے اس قصیدہ میں مخاطب کرتے ہوئے کہا:

زمانے کے چہرے ترش و ہونے کے بعد مسکرائے اور تکلیف کے درمیان سے رحمت ہمارے پاس آ گئی اور خوشخبریوں کی پیشانیاں سیاہ ہونے کے بعد چمک اٹھیں اور قافلے کے مدی خواہوں نے انہیں روشن کر دیا ہے اور انہوں نے ان کے ساتھ شب غم کو چھاڑ دیا گویا انہوں نے روشن انگارے سے تاریکیوں کو چھاڑ دیا گویا وہ مخلوق میں ہمیشہ کے باغات ہیں اور قبروں والے بھی ان سے امیدیں رکھتے ہیں اور ان سے مخلوق کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں کیونکہ انہوں نے پیالوں کے بغیر نعمتوں کو نوش جان کیا وہ خوشی اور رخاسے منگتے پھرتے ہیں اور سورجوں کے ساتھ چاندوں کے بالقابل جاتے ہیں وہ کون سوار ہے جو بجلی سے سواری کی حالت میں ملا اور وہ مانوس ہم نشین ہے جو اسے ہم نشین کے پاس لے گیا اور وہ اللہ کی خاطر سفارش کرنے والا ہے اور مانوس مقام میں ہدایت کے بعد اس سے انس کرنے والا ہے اور اسے رحمت شمار کرتا ہے اور رحمان خدا کی تقدیس کرتا ہے اس نے اخلاص دعا سے علاج کیا اور وہ مشکل بیماری اور تکلیف سے شفا ملا تھا ہے۔

تونس کی جامع زیتونہ کے امام اعظم کے متعلق کہتا ہے:

اے ابن خلافت اور جو لوگ اگلے نور سے راجح کے منے کے بعد راجح پر چلتے ہیں۔ وہ اپنے حرم سے دین تویم کی مدد کرنے والا ہے اس کی امامت نے بغیر تک ہوئے اسے کمال دیا ہے اور اس نے فوج پیر اور اندھیرے کی لذت میں آرزوؤں اور آرزوؤں کی لذت کو چھوڑ دیا ہے اس نے سیاست سے بری حالت کی نگہبانی کی اور وہ اچھے مالک اور سیاست دان کی لپیٹ میں آ گئی اور وہ ایک شیر ہے جو اپنے بچوں کی رکھ کی حفاظت کرتا ہے یہاں تک کہ انہوں نے بڑی محفوظ جھاڑی کی چھاؤنی اور جانات والے مقامات دہن کے لباس میں ناز و نخرہ کرتے ہیں اور صحرائیں طسم و جدیس کے فن پر مہربانی ہیں اور کھنگی نے ان کی چوٹیوں کو نیزہ چھو یا ہے اور وہ منکبر جاسوسوں سے خوف کے باعث پیچھے رہ گئی ہیں کیونکہ تو لوگوں کے لئے محفوظ مقام ہے اور ہمارے نفوس دار و اح کی زندگی اور حفاظت کے لئے باقی ہے اور تو ہمارے دین کی حمایت کا کفیل ہے اور اگر تو نہ ہوتا تو اس کا عہد ضائع ہو جاتا اور بھلا دیا جاتا اور اللہ نے تجھے وہ کچھ دیا ہے جس سے اوپر کچھ نہیں اور تیرا مدد کرنا خوش قسمتی ہے جس کا الٹ نہیں ہوگا ہمارے چہروں سے قتل چہرے تیری طرف بلند ہوتے ہیں اور اس میں حاکم و محکوم برابر ہیں اور جب تو قیام کرتا ہے تو تیرا عرب سز کرتا ہے اور دشمنوں پر ہر عور کو گرم کر دیتا ہے اور جب تو سز کرتا ہے تو خوش بختی کے لئے ایک نشان ہوتا ہے جس کی تو لشکر میں اقتداء کرتا ہے اور جب کمال میں دلائل مطابقت کرتے ہیں تو وہ سنی سنائی اور قیاسی باتوں کو بھی بیان کرتے ہیں پس تو اپنی حکومت سے پرانی

حکومت کو نواز اور دشمنوں کو برے عذاب سے شفا دے اور میں شرمندگی کے ساتھ اس کی خدمت میں ایک دو شیرہ کو جو ہر قبیلہ کے آماستہ ہے پیش کرتا ہوں اس نے تجھے معذور خیال کیا ہے حالانکہ اس کا شباب اور نور مٹ چکا ہے اور اس کے منہ کے ساتھ اس نے بڑھاپے کی صبح کو روشن کر دیا ہے اور اگر وہ نوازش نہ ہوتی جو آپ نے مجھ پر کی ہے تو میں اس کے بعد بطر دس کا فرماں بردار نہ ہوتا خدا کی قسم میرے ساتھ جدائی کا مقابلہ نہ رہا ہاں کچھ مٹے ہوئے شکایات رہ گئے ہیں جن کے پاس سے میں گزرتا ہوں زمانے نے اس ادب کے بارے میں مجھ سے خیانت کی ہے جسے میں نے محمود اور دروس میں پڑھا تھا پس اس نے میری فرح پر حملہ کیا اور ماسن کو خوف زدہ کیا اور میرے پودوں کو درخت نظام سے اکھڑ دیا اور تیری رضا میری وہ رحمت ہے جسے میں شمار کرتا ہوں جو میرے بدل کی آرزوؤں کو زندہ رکھتی ہے اور میری تکلیف کو دور کرتی ہے۔

چغل خوروں کی شکایات میں اضافہ: پھر ہرازدوں نے ہر نوع کی چغلیوں میں اضافہ کر دیا اور جب وہ ابن عرفہ کے پاس جاتے تو وہ انہیں مزید بھڑکانا یہاں تک کہ انہوں نے میرے اس کے ساتھ سفر کرنے کے بارے میں سلطان کو بھڑکا دیا اور تونس کے نائب قاضی قاری کو جو سلطان کے موالی میں سے تھا تلقین کی کہ وہ میرے اس کے ساتھ ٹھہرنے سے پرہیز کرے کیونکہ وہ اپنے معاملے میں مجھ سے خائف تھا اور انہوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ ابن عرفہ سلطان کے پاس اس کی شہادت دے یہاں تک کہ اس نے اس کے پاس گواہی دی کہ میں فریب کاری سے اسے قتل کرنے کی سازش کر رہا ہوں اور اس کے ساتھ سفر کرنے کا حکم دیا تو میں نے امتثال امر میں جلدی کی اور مجھے یہ بات گراں گزری مگر مجھے اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہ تھا پس میں اس کے ساتھ گیا اور تہہ پہنچ گیا جو افریقہ تکول کے وطن کے درمیان ہے اور وہ اپنی فوج میں نیچے اترا ہوا تھا اور اس کے عرب توابع تو زر کی طرف تھے کیونکہ ابن یسلول نے ۷۸۳ھ میں اس پر حملہ کیا تھا اور اسے اپنے بیٹے کے ہاتھ سے چھین لیا تھا پس سلطان اس کی طرف گیا اور اس نے اسے وہاں سے بھگا دیا اور دوبارہ اپنے بیٹے اور اس کے مددگاروں کو وہاں لے آیا اور جب وہ تہہ سے تیار ہوا تو اس نے مجھے تونس واپس کر دیا اور میں نے الریاضین کی جاگیر میں قیام کیا جس کے ملحقہ نوح میں میری کھیتی ہے یہاں تک کہ سلطان مظفر منصور ہو کر واپس لوٹا اور میں نے تونس تک اس کی مصاحبت کی اور جب ۷۸۳ھ کا شعبان آیا تو سلطان نے الزاب کی طرف مارچ کرنے کا عزم کیا کیونکہ اس کے حاکم ابن حرنی نے ابن یسلول کو اپنے پاس پناہ دی تھی اور اس کے پڑوس میں رہنے کے لئے کام کیا تھا پس مجھے خوف ہوا کہ وہ پہلے سال کی طرح میرے بارے میں دعویٰ کام کرے گا اور بندرگاہ پر اسکندریہ کے تاجروں کا جہاز کھڑا تھا جسے تاجروں نے اپنے مال و متاع سے بھر دیا ہوا تھا اور وہ اسکندریہ کی طرف روانہ ہونے والا تھا پس میں سلطان کے سامنے پیش ہوا اور میں نے فرض کی ادائیگی کے لئے اس سے اپنا راستہ چھوڑنے کے بارے میں توسل کیا تو اس نے مجھے اس کی اجازت دے دی اور میں بندرگاہ کی طرف چلا گیا اور اعیان حکومت و شہر اور طالب علم میرے پیچھے ٹوٹ پڑتے تھے پس میں نے انہیں رخصت کیا اور نصف شعبان ۷۸۳ھ کو سمندر پر سوار ہو گیا اور انہیں چھوڑ کر وہاں چلا گیا جہاں اللہ کی جانب سے میرے لئے بہتری تھی اور میں آثارِ علم کی تجدید کے لئے فارغ ہو گیا۔

مشرق کی طرف سفر کرنا اور مصر کا قاضی بننا

جب میں نصف شعبان ۸۴۷ھ کو تونس سے چلا تو ہم نے تقریباً چالیس راتیں سمندر میں قیام کیا پھر ہم عید الفطر کے روز اسکندریہ کی بندرگاہ پر آئے اور اس وقت بنی قلاوون کی بجائے ملک الظاہر کے تخت نشین ہونے پر دس راتیں گزر چکی تھیں اور ہم انتظار میں تھے کیونکہ وہ اطراف شہر کو اپنے لئے مخصوص کرتا تھا اور میں اسکندریہ میں اسباب حج کی تیاری میں لگا رہا مگر اس سال حج کرنا مقدر نہ تھا پس میں یکم ذوالقعدہ کو قاہرہ چلا گیا اور میں نے دنیا کا کنارہ اور بستان علم اور محشر اقوام اور بشری حیوانیوں کا بل اور ایوان اسلام اور تخت شاہی دیکھا جس کی فصاحت میں ایوان اور محلات چمکتے تھے اور اس کی اطراف میں خانقاہیں مدارس اور فوجیں جگمگاتی تھیں اور اس کے علماء کے چاند اور ستارے روشن تھے اور اس نے دریائے نیل کے کنارے پر ایک نہر اور آسمانی پانیوں کے نکالنے کی جگہ بنائی جس کے بہنے والے پانی سے میراب ہوا جاتا تھا اور اس کے چشمے سے پھل اور بھلائی ان کے پاس آتی تھی اور میں شہر کی گلیوں سے گزرا وہ گزرنے والوں کی بھیڑ سے پر تھیں اور اس کے بازار دستوں سے بھرے ہوئے تھے اور ہم مسلسل اس شہر کے متعلق اور اس کی آبادی کی درازتی مدت اور اس کی وسعت احوال کے متعلق گفتگو کرتے رہے اور ہم نے جن شیوخ و اصحاب سے ملے خواہ وہ تاجر تھے یا حاجی ان کی باتیں اس کے بارے میں مختلف تھیں اور میں نے فاس کی جماعت کے سردار اور مغرب کے بڑے عالم ابو عبد اللہ المقری سے پوچھا کہ یہ قاہرہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا جو اسے نہیں جانتا وہ اسلام کی عزت کو نہیں پہچانتا اور میں نے بجایہ کے بڑے عالم شیخ ابو العباس بن اورلیس سے بھی یہی بات پوچھی تو اس نے کہا کہ اس کے باشندے بادلوں سے آئے ہیں یعنی بہت زیادہ ہیں اور ہمارا ساتھی فاس کی فوج کا قاضی فقیہ کاتب ابو القاسم البرجی سلطان ابو عثمان کی جانب سے ملک مصر کے پاس سفارت سے واپسی پر اور ۶۷۶ھ میں قبر مبارک کو اس کا پیغام نبوی پہنچانے کے بعد سلطان ابو عثمان کی مجلس میں حاضر ہوا تو میں نے اس سے قاہرہ کے حلق پوچھا تو اس نے کہا میں مختصر بیان کرتا ہوں کہ انسان جو کچھ سوچا وہ اسے خیالی صورت کے بغیر ہر محسوس سے وسعت خیال کے لئے قاہرہ میں دیکھے گا کیونکہ وہ ہر مشکل چیز سے وسیع تر ہے پس سلطان اور حاضرین حیران رہ گئے اور جب میں اس میں داخل ہوا تو میں نے کئی دن وہاں قیام کیا اور طالب علم مجھ پر باوجود قلیل البہاعت ہونے کے استفادہ کے لئے ٹوٹ پڑے اور انہوں نے مجھے عذر کا موقع نہ دیا۔

جامع ازہر میں ابن خلدون کا پڑھانا: پس میں جامع ازہر میں مدرس کے لئے بیٹھ گیا پھر سلطان سے ملاقات ہوئی تو اس نے میری عزت افزائی کی اور مسافرت میں میری دلجوئی کی اور اپنے صدقات سے مجھے بہت وظیفہ دیا اور اہل علم کے ساتھ اس کا یہی سلوک تھا اور میں اپنے اہل اور اولاد کا تونس سے آنے کا منتظر رہا اور سلطان نے اس رشک سے کہ میں اس کے پاس آؤں انہیں سفر کرنے سے روکا پس میں نے سلطان مصر کو ان کا راستہ چھوڑنے کے لئے اس کے پاس سفارش کرنے کو کہا تو اس نے اس بارے میں اس سے گفتگو کی پھر صلاح الدین بن ایوب کے ایک وقت مدرسہ القمح کا ایک استاد فوت ہو گیا تو اس نے اس کی جگہ مجھے مدرسہ کا کام سونپ دیا اسی دوران میں سلطان ایک دوسرے کے باعث اپنی حکومت کے مالکیوں کے قاضی سے ناراض ہو گیا اور اسے معزول کر دیا اور وہ مذہب کی تعداد کے لحاظ سے چوتھا تھا جن میں سے ہر ایک

اس خطہ کی آبادی کی وسعت کے لحاظ سے ان کی نیابت میں حکام سے ممتاز ہونے اور مقدمات کے ارتقاع میں قاضی القضاۃ بننے کا مدعی تھا اور شافعیہ کا قاضی مشرق و مغرب کے مضافات اور صعید اور فحوم میں اپنی ولایت کے عموم اور یتامیٰ اور وصایا کے اموال میں آزادانہ غور و فکر کے لحاظ سے ان کی جماعت کا سردار تھا اور کہا جاتا ہے کہ ولایت کے ساتھ سلطان کا قدیم تعلق ہے اور یہ صرف اسی کے لئے ہوتی تھی۔

قاضی مالکی کی معزولی: پس جب اس نے ۸۶۷ھ میں قاضی مالکی کو معزول کیا تو سلطان نے مجھے اس کا اہل سمجھتے ہوئے اور میری شہرت کو بلند کرنے کے لئے جن لیا اور میں نے زبانی اسے اس کام سے چھٹکارا پانے کے لئے بات کی مگر اس نے یہ بات قبول نہ کی اور اپنے ایوان میں مجھے خلعت دیا اور اپنے بڑے خواص میں سے ایک کو بھیجا جس نے مجھے دونوں محلوں کے درمیان مدرسہ صالحیہ میں حکومت کے مقام پر بٹھا دیا پس میں نے اس مقام محمود کی ذمہ داریوں کو ادا کیا اور میں نے مقدور بھرا حکام الہی کے لئے کوشش کی اور مجھے اللہ کے بارے میں کسی ملامت نے گرفت نہ کی اور نہ جاہ و سلطنت نے مجھے اس سے بے رغبت کیا میں دونوں جھگڑنے والوں کو برابر قرار دیا اور وسائل و سفارشات سے اعراض کرتے ہوئے کمزور کے حق کو حکمین سے وصول کرتا رہا اور دلائل کے سننے کی طرف دلجمعی سے مائل رہا اور گواہوں کی عدالت کے بارے میں غور کرتا رہا پس ان میں نیک قاجر کے ساتھ اور طیب خبیث کے ساتھ ملا ہوا تھا اور حکام صنفید کرنے سے رکھتے تھے اور جو بات انہیں اچھی لگتی اس میں تجاوز کرتے کیونکہ وہ فریب کاری کے ساتھ اہل شوکت سے تعلق رکھتے تھے ان کی غالب اکثریت امراء سے ملی ہوئی تھی جو قرآن کے معلم اور نمازوں کے امام تھے اور وہ ان پر انصاف کو غلط ملط کر دیتے تھے اور وہ ان کے متعلق نیک گمان رکھتے تھے اور قاضیوں کے ہاں ان کی صفائی دے کر جاہ و عزت میں ان کے حصہ دار بننے اور ان کا تقرب حاصل کرتے تھے پس ان کی بیماری بڑی پیچیدہ ہو گئی تھی اور لوگوں کے درمیان تڑویر و تہ لیس سے مفاسد پھیل گئے تھے اور میں نے بعض مفاسد سے مطلع ہو کر سخت سزا میں دیں اور میں نے اپنے علم کی بنا پر ان کی ایک پارٹی پر جرح کی اور میں نے انہیں شہادت دینے سے روک دیا اور ان میں قاضیوں کے لئے کتابیں لکھنے اور ان کی نشستوں پر دستخط کرنے والے بھی تھے اور وہ دعاوی کے لکھانے کے ماہر تھے اور ان کو احکام کے تحریر کرنے اور ان کی شرط کی توفیق میں جوابدہن پیش آتی وہ اس کے لئے امراء سے کام لیتے اس وجہ سے انہیں اپنے ہم طبقہ لوگوں پر فضیلت حاصل ہو گئی تھی اور وہ اپنی جاہ و عزت کی وجہ سے قاضیوں کے خلاف واقعہ باتیں سناتے تھے اس طرح وہ متوقع سزا سے بچ جاتے تھے اور ان میں سے بعض نے اپنے قلم کو عدالت کو ابھرنے کا ڈالنے کے لئے مسلط کیا ہوا تھا اور وہ فقہی اور کتابی وجہ سے اس کے حل کی طرف راہ پالیتا اور جب کبھی جاہ اور عطیے کا داعی اسے اپنی طرف بلاتا تو یہ اس کی طرف جلدی سے جاتا اور خصوصاً کثرت تخلق کے باعث وہ عطیات اس شہر میں انتہائی حدود سے تجاوز کر گئے تھے پس وہ شہر میں مقرر کردہ مختلف مذاہب کے باعث معروف و مشہور نہ تھے اور جو شخص شہر میں بیع و تملیک کا مختار ہوتا وہ اس پر شرط عائد کرتے اور ان احکام کو دیوانہ کر کے اسے جواب دیتے جنہوں نے طاعب اور رکاوٹ سے بچنے کے لئے بند باندھتا تھا اس سے اوقاف میں خرابی پھیل گئی اور املاک و عقود میں دھوکہ راہ پا گیا پس میں اس کے قلع قمع کے درے ہو گیا جس سے وہ مجھ سے ناراض ہو گئے پھر میں مذہب کے مفتیوں کی طرف متوجہ ہوا اور حکام ان کے کثرت معارضہ اور مخاصمین کو ان کے تلقین کرنے اور فیصلہ کے بعد ان کے فتویٰ دینے سے حیران تھے اور ان میں کچھ اصاغر بھی تھے جو طب اور عدالت کے دامن سے وابستہ تھے اور جو نبی وہ فتوے اور تدریس کے مراتب تک پہنچتے تو وہ ان مناصب پر براجمان ہو جاتے اور انہیں بے اصولی یا کون ہے حاصل کر لیتے اور پھر کسی سند اور اہلیت کے ان کو جائز کر لیتے اور اس شہر میں فتویٰ کا قلم آزاد

تھا اور ہر مخالف اپنا رسد کھینچتا اور اس کے کنارے سے ایک حصہ پکڑ کر اپنے مخالف پر فتح پانے کا قصد کرتا اور مفتی اختلاف کے شور و غل کے نتیجے میں اس کی مرضی کے مطابق اسے فتوے دے دیتا۔ پس فتاویٰ متعارض اور متناقض ہو جاتے اور اگر فتوے فیصلہ کے نافذ ہونے کے بعد ہوتا تو شور و غل بڑھ جاتا اور مذاہب میں بہت اختلاف پایا جاتا اور انصاف مشکل تھا اور یہ شور و غل ختم ہوتا نظر نہ آتا تھا پس میں نے حکم کھلا اعلان حق کیا اور جاہلوں اور خواہش کے بندوں کی لگام کھینچی اور انہیں ایڑیوں کے بل واپس کر دیا اور ان میں مغرب سے آنے والے جمع شدہ لوگ بھی تھے جو کسی معروف شیخ کی طرف منسوب نہ ہوتے تھے اور نہ ہی کسی فن میں ان کی کوئی کتاب تھی انہوں نے لوگوں کو مذاق بنایا ہوا تھا اور انہوں نے عزتوں کو گالیاں دینے اور محورتوں کو جمع کرنے کے لئے مجالس بنائیں پس انہیں میری بات نے ناراض کر دیا اور ان کو حسد سے بھر دیا اور وہ مجھ سے غصے ہو گئے اور اپنے قبیلے کے لوگوں کے پاس چلے گئے جو زاویہ نشین اور عبادت کے لئے مختص ہو چکے تھے تاکہ وہ اس کے ذریعے جاہ و عزت حاصل کریں اور اللہ پر جرأت کریں اور بسا اوقات حق دار مجبور ہو کر ان کے پاس فیصلہ کے لئے جاتے تو جو کچھ شیطان ان کی زبانوں پر القاء کرتا اس کے مطابق یہ لوگ فیصلے کرتے اور اس سے وہ اصلاح کا جواز نکالتے اور دین انہیں جہالت کے ساتھ احکام الہیہ سے معروض ہونے سے نہ روکتا پس میں نے ان کے ہاتھوں کی رسی کو کاٹ دیا اور اللہ کے حکم کو نافذ کر دیا اور وہ اللہ کے کچھ کام نہ آئے اور ان کے زاویے متروک ہو گئے اور ان کے وہ کوئٹے جن سے وہ ڈول نکالتے تھے ویران ہو گئے اور وہ میری بے آبروئی اور جھوٹ بول کر میرے لئے نئی مصیبت پیدا کرنے کے لئے احمقوں سے متفق ہو گئے اور اس جھوٹ کو لوگوں میں پھیلانے لگے اور میرے بارے میں سلطان سے فریاد کرنے لگے مگر وہ ان کی بات نہ سنا اور جس بات سے مجھے پلا پڑا تھا میں اس بارے میں اللہ سے ثواب کی امید رکھتا تھا اور جاہلین سے اعراض کرتا تھا اور میں طبیعت کے پورے زور اور انصاف کی جستجو اور حقوق کو چھڑانے اور باطل کی عادت سے پہلو تہی کر کے مضبوطی کے ساتھ سیدھے راہ پر چلنے والا تھا اور جب مجھے جاہ و عزت کا جذبہ ٹھوکا دیتا تو میں سختی کے ساتھ اس سے دکتا مگر میرے ساتھی قاضیوں کا یہ حال نہ تھا بلکہ انہوں نے میری اس بات کو اچھا نہ سمجھا اور مجھے دعوت دی کہ میں اکابر کی رضامندی اور اعیان کی رعایت میں ان کی متابعت کروں اور ظاہری صورت میں یا مخالف کو دور کرنے کے لئے جاہ کے حق میں فیصلہ کر دوں حالانکہ غیر کے وجود کے ساتھ حاکم پر حکم متعین نہیں ہوتا اور وہ جانتے ہیں کہ وہ اس کی مدد کر رہے ہیں اور کاش مجھے معلوم ہوتا کہ ظاہری صورت میں ان کا کیا عذر ہو گا جب انہیں اس کے خلاف علم ہو گا اور حضرت نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں جس شخص کے حق میں فیصلہ کروں اور وہ اس کے بھائی کا حق ہو تو میں اس کے حق میں آگ کا فیصلہ کروں گا۔ پس میں نے حق کی کفالت کرنے اور حق کو پورا کرنے اور جس نے مجھے یہ کام سونپا تھا اس کے ساتھ وفا کرنے سوا ہر بات سے انکار کر دیا پس سب لوگ میرے خلاف ہو گئے اور جو شخص بے قراری کے ساتھ میری مدد کے لئے آواز دیتا اس کے بھی خلاف ہو جاتے اور لوگ مجھے ملامت کرنے لگے اور انہوں نے ان گواہوں کو جن کو گواہی سے روک دیا گیا تھا سنایا کہ میں نے اپنے علم جرح پر اعتماد کرتے ہوئے ان کے بارے میں بلا وجہ فیصلہ دے دیا ہے حالانکہ یہ اجماع کا قضیہ ہے پس لوگوں کی زبانیں چل پڑیں اور شور بلند ہوا اور بعض نے اپنی غرض کے تحت میرے خلاف فیصلہ کرنے کا ارادہ کیا پس میں نے توقف کیا اور مخالفین کو میرے خلاف برا بھونچا کیا اور اس نے اس معاملے میں غور و فکر کرنے کے لئے قاضیوں اور مفتیوں کو جمع کیا پس یہ حکومت سونے کی طرح خالص ہو گئی اور سلطان کو ان کی حقیقت معلوم ہو گئی اور میں نے ان کو ذلیل کرنے کے لئے ان کے بارے میں حکم الہی نافذ کیا اور وہ غصے ہو کر چلے گئے اور انہوں نے سلطان کے دوستوں اور حکومت کے بڑے بڑے آدمیوں سے سازش کی اور ان کے سامنے ان کی جاہ و عزت کے جانچنے اور

ان کی سفارشات کے رد ہونے کو بری طرح بیان کرتے اور جھوٹ بولتے ہوئے کہتے کہ ایسی باتوں کا حامل رضا مندی سے نا آشنا ہے اور اس جھوٹ کو میری طرف بڑی بڑی باتیں منسوب کر کے مشہور کرتے جو تحمل مزاج اور راست رو آدمی کو بھی بھڑکادیتی ہیں اور وہ اپنے نگہبانوں کو میرے خلاف بھڑکاتے اور میرے بارے میں ان کے دل میں بغض بھرتے اور اللہ ان کو بدلہ دینے والا ہے پس ہر جانب سے میرے خلاف بکثرت شور و غل پیدا ہو گیا اور میرے اور ارباب حکومت کے درمیان فضا تاریک ہو گئی اور میرے اور اہل اور اولاد کو بھی میری یہ مصیبت پہنچی وہ مغرب سے کشتی میں آئے جسے شدید تیز ہوائے آلیا اور وہ غرق ہو گئی اور گھر والے اور بچے اور موجودہ اشیاء ضائع ہو گئیں پس مصیبت اور گھبراہٹ بڑھ گئی اور زہد کی طرف میلان بڑھ گیا پس میں نے منصب سے علیحدگی کا ارادہ کیا اور میں نے جس خیر خواہ سے اس بات کے بارے میں مشورہ لیا اس نے بادشاہ کی ملامت اور ناراضگی کے خوف سے میرے ساتھ اتفاق نہ کیا اور میں آس و پاس کے راستے پر حیران و ششدر کھڑا رہ گیا اور جلد ہی مجھے لطف رہائی نے آلیا اور سلطان کی نگاہ شفقت کے احسان نے مجھے گھیر لیا اور اس نے اس عہدہ کے چھوڑنے کے لئے میرا راستہ صاف کر دیا جس کا بوجھ اٹھانے کی میں سکت نہیں رکھتا تھا اور نہ ہی ان کے خیال کے مطابق اس کی رضا مندی کو جانتا تھا پس میں نے اس عہدہ کو اس کے حال اول کو واپس کر دیا اور اس نے مجھے اس کی گرہ کھول کر آزاد کر یا پس میں چلا اور سب لوگ افسوس اور دعا کے ساتھ تعریف کرتے ہوئے میری مشایعت کر رہے تھے اور نگاہیں مجھے مہربانی کے ساتھ دیکھتی تھیں اور امیدیں میری واپسی کے بارے میں سرگوشی کرتی تھیں اور میں آسودگی کے ساتھ پہلے کی طرح اس کی نعمت کی چراگاہوں میں خوش حال ہو گیا اور جس عافیت کے متعلق رسول کریم ﷺ نے اپنے رب سے سوال کیا تھا اس کی عنایت کے تحت تد ریس علم یا کتاب پڑھنے اور تدوین و تالیف کے لئے اللہ سے امید کرتے ہوئے قلم کو کام میں لانے اور بقیہ عمر کو عبادت میں گزارنے اور سعادت کی رکاوٹ کو دور کرنے کے لئے مصروف ہو گیا۔

سفر ادائیگی حج

پھر علیحدگی کے بعد میں تین سال تک ٹھہرا ہوا اور میں نے ادائیگی فریضہ کا عزم کر لیا پس میں نے سلطان اور امراء کو چھوڑ دیا اور انہوں نے کفایت سے زیادہ اعانت کی اور زاد راہ دیا اور میں نصف رمضان ۹۷۹ھ کو قاہرہ سے بحر سوز کی غربی جانب طور کی بندرگاہ کی طرف گیا اور وہاں سے دس شوال کو سمندر پر سوار ہوا اور ہم ایک ماہ میں البیج پہنچے پس ہم نے قافلہ سے ملاقات کی اور وہاں سے میں نے ان کے ساتھ مکہ تک رفاقت کی اور ۲ ذوالحجہ کو اس میں داخل ہوا اور اس سال میں نے فریضہ حج ادا کیا پھر میں البیج واپس آیا اور وہاں پچاس راتیں قیام کیا یہاں تک کہ ہمارے لئے سمندر پر سوار ہونا ممکن ہو گیا پھر ہم نے سفر کیا اور ہم طور کی بندرگاہ کے قریب آ گئے پس ہواؤں نے ہمیں روک لیا اور ہمیں سمندر کی شرقی جانب سفر کرنے کے سوا چارہ نہ رہا اور ہم ساحل قیصر پر اترے پھر بندر قاتر سے پھر ہم اس طرف کے اعراب کے ساتھ صعید کے دار الخلافہ قوس شہر میں آئے اور وہاں ہم نے کچھ دن آرام کیا پھر ہم دریائے نیل میں سوار ہو کر مصر آئے اور ایک ماہ میں وہاں پہنچے اور جمادی الاول ۹۸۰ھ میں مصر میں داخل ہوا اور میں نے ملاقات میں سلطان کا حق ادا کیا اور میں نے اس کے لئے جو دعائیں کی تھیں ان کے متعلق اسے بتایا تو اس نے میری باتوں کو اچھی طرح قبول کیا اور میں نے وہاں اس کے احسانات کے تحت قیام کیا اور جب میں البیج میں پہنچا تو میں نے وہاں بہترین ادیب فقیہ ابو القاسم بن محمد بن شیخ الجماعہ اور ادیبوں کے شہسوار اور

بازار بلاغت کو رونق بخشنے والے ابواسحاق ابراہیم الساطی سے ملاقات کی جس کا دادا طوخی کے نام سے مشہور ہے وہ حج کے لئے آیا تھا اور اس کے پاس حاکم غرناطہ سلطان ابن الاحمر کے پرائیویٹ سیکرٹری اور ہمارے دوست وزیر کبیر اور عالم ابو عبد اللہ بن زمرک کا خط تھا جس میں اس نے مجھے نظم و نثر میں مخاطب کیا اور محبت کے زمانوں کا ذکر کیا ہے جس کا متن یہ ہے:

نجدی عملداری پر چمکنے والے بادل سے پوچھو وہ مسکرایا تو میری چمکیں غم سے تنناک ہو گئیں اس نے

ریت کے موڑ پر میری حویلیوں پر خوب بارش برسائی اور بادلوں نے دور سے اس پر بہت پانی بہایا اے کمزور

سوار یوں کو ہانکتے والو! انہیں چھوڑ دو وہ تکتے اور سرگرداں ہو کر خبر جائیں گے اور ان کے سانسوں کو مہا کے ساتھ

نہ سونگھو کیونکہ شوق کی آہیں اس قسم کی سوار یوں سے آگے بڑھ جاتی ہیں انہیں عشق نے تیر کی طرح چھیل دیا ہے

اور سخت زمین نے انہیں دور دراز ویرانے کی جانب گرا دیا ہے ان سے میں حیران ہوں کہ عشق مجھ سے کیسے

کشاکش کرتا ہے حالانکہ ان کا غم و شوق میرا غم و شوق نہیں ہے اور اگر انہیں غریب و بارک کے درمیان کے

پانیوں نے شوق دلایا ہے جو بان اور رند کے درختوں کے گھنے سائے میں ہیں تو مجھے ان کی جھاڑیوں کے

چاندوں نے شوق دلایا ہے اور انہوں نے کوچ کے روز نرم گلی ہوئی ٹہنی میں بات کی اور قبیلے کے غیموں میں

کتنے ہی سورج ہیں اور فلک ازار میں مسجد کا چاند ہے اور کتنی ہی نکواریں خوب صورت آنکھ سے سوتی گئی

ہیں اور کتنے ہی نیزوں نے نازک قد والوں کو شکست دی ہے اور راند کے باشندوں سے احتیاط اختیار کر ڈو وہ

کمزور اور چشم بیمار رکھتے ہیں اور شیر کی طرح حملہ کرتے ہیں اور قیس قبیلے کی نگاہوں کے حیروں سے عداوت

سے پاک دل کو تکلیف دی جاتی ہے اور باغ حسن کی خوشبو ضائع ہو گئی ہے مگر رخسار سے سرخی کے سوا کچھ ضائع

نہیں ہوا اور نگاہوں کی زنگ نے آنسوؤں کو سوتی بنا کر چھوڑا پس اس نے گلاب سے گلاب کے پھول کا عشق

باغ بنا دیا اور کتنی ہی شاخوں نے اپنے جیسی شاخوں سے معاف کیا اور ہر کوئی شوق سے دوسرے سے مدد مانگتی

تھی وہ رخصت کرنا بیچ تھا جس نے باغ حسن کے لاتعداد محاسن کو ہمارے سامنے نمایاں کر دیا اللہ تعالیٰ لیلیٰ کا

لحاظ کرے اگر میں اس کا راستہ جانتا ہوتا تو میں سوار یوں کے پاؤں تلے اپنا رخسار بچھا دیتا اور اس نے مجھے اس

حال میں شوق دلایا کہ خیال آنسوؤں کو خوف زدہ کر رہا تھا اور رات کے جھاگ دار سمندر میں تیر رہا تھا اور

زلفوں کو حرکت دینے والے چمکنے والے چہرے کو ایسے نکالا جیسے وہ میان سے میل کر کے چمک دار تلواریں نکالتا ہے

اور اس نے اپنے ٹھہرنے کی جگہ تاریکی میں شوق کا ہاتھ ہلایا پس میں نے مبر کی جو پتہ گرہ لگائی تھی اسے کھول

دیا اور پسلیوں کی حرکت نے روح کو بے چین کر دیا جو صبح کے وقت چادر کے پٹے کی چٹائی کرتی ہے اور وہ بیمار اٹھ

کھڑا ہوا جس نے اپنی چادروں کو پیٹ لیا تھا اور اس نے کچھ باتیں فراز سے شیب کی طرف بھیجیں ہاں جنگل

میں ایک بلند آواز دینے والا تھا جسے عشق کا کچھ پتہ نہ تھا مگر اس نے وعدہ پر میرے غموں کو آواز دی اللہ تعالیٰ

لیلیٰ کی رات کو شاد کام کرے میری آنکھوں کو نیند نہیں آتی اور اس شب جب حاجی منیٰ کو گئے تو اس نے منیٰ کو

میرے ارادے کے مطابق قریب کر دیا اور میں نے وہاں اپنی آرزوؤں سے زیادہ حاصل کیا اور دزدیدہ نگاہی

کے سوا کوئی حیلہ نہ تھا اور شکایات ہمارے بکھرے ہوئے موتیوں کی طرح متفرق ہو گئیں اور اس کے بعد زبانے

نے جو گناہ کیا میں نے اسے بخش دیا سوائے اس گناہ کے جو اس نے میری مانگ پر بڑھانے کو لا بٹھایا۔ اس

جس نے شب جوانی میں گمراہی حاصل کی۔ غریب بڑھاپے کی صبح اسے بیدار کر کے ہدایت کی طرف لے آئے گی اور ابھی عشق ہدایت کے راستوں سے الگ نہیں ہوا اور نہ ہی عشق کے راستوں پر ارادۂ چلا ہے میں اولین عشاق کی حد سے جو گزر چکے ہیں آگے بڑھ گیا ہوں اور دل کا چوتھا حصہ غم کے سوا ہر چیز سے خالی ہو گیا ہے اے ابو زید تم سے شکایات ہیں جنہیں تو نے دور کر دیا ہے اور تو میرے دونوں بیٹوں زید اور عمر کا ہم عمر نہیں ہے مجھے اپنی زندگی کے متعلق اطلاع دے اور تو ہمیشہ صاحب فضیلت رہے کیا تجھے بھی میرے جیسا شوق ہے اور تیرے تکلیف دہ شوق نے کتنی بار مجھ پر حملہ کیا پس شوق کے ہاتھ میرے چہرے چہرے کو روشن کرنے لگے اور ہوا تک نے ٹیلوں کی زلفوں میں ہاتھ پھیلا اور گوارے میں بچے تک خوف زدہ ہو گئے تیرے رخسار کے ساتھ صبح میرے سامنے آتی ہے اور اس میں حیاۂ شفیق کی طرح ظاہر ہوتا ہے اور روشن سورج نے تیرے چہرے کے دھو کے سے مجھے دہم میں ڈالا اللہ تیرے چہرے کو رو کرنے سے محفوظ رکھے اور تیرا چہرہ آنکھوں میں چاشت سے زیادہ روشن ہے اور تیرا ذکر شفا کے بارے میں شہد سے زیادہ شیریں ہے اور توافقی کی بلندی میں ایک سورج ہے ہم تیرے قرب پر خدا ہیں اور تو دور سے دیکھتا ہے اور غم میں اس کی آنکھ سورج کو نہیں دیکھتی اور نہ ہی آشوب چشم میں سورج کی روشنی قائمہ دیتی ہے وہ اس قوم سے ہے جنہوں نے بزرگی کو اپنی آنکھوں کی طرح بچا یا جیسے انہوں نے مال کو مباح کر دیا جسے بخشش کے لئے لوٹا جاتا ہے اور جب وہ کسی دن پانی پر ہمدردی کے لئے جمع ہوتے ہیں تو وہ بزرگی کے گھاٹ پر ہی جمع ہوتے ہیں اور جب انہوں نے ان کے فریادی کو مدد دیتے ہوئے حملہ کیا تو وہ نصیب و فراز میں آگ جلاتے ہیں اور انہوں نے تعریف کے بعد مقتل شدہ نکوار اور دراز گردن گھوڑے کے سوا کوئی ذخیرہ جمع نہیں کیا اور قابل تعریف آدمی نے غنیمت کو تقسیم کیا جو کم موخوشنا گھوڑوں کی ایال تک تھی کیا تو بھولا ہے مگر ہماری ان راتوں کو نہ بھولنا جن میں ہم نے دونوں آنکھوں کو جنت خلد سے اچک لیا اور ہم جوانی کی آزادی میں راتوں کی سوار یوں پر سوار ہو کر آسودگی کے ساتھ لذات کی حد تک گئے پس اگر ہم نے وہاں پیاموں کو گردش نہیں دی تو ہم وہاں انس کے شیریں گھاٹ پر وارد ہوئے ہیں اور میں تجھے مغرب میں ملا اور تو اس کا نہیں تھا اور تیرا دروازہ سرداروں کے جمع ہونے کی جگہ ہے پس تو نے موانست کی یہاں تک کہ میں نے مسافرت کی شکایت نہ کی اور تو نے دوستی کی یہاں تک کہ میں نے کھونے کی درد مندی کو محسوس نہ کیا اور میں شکر یہ ادا کرتا ہوا اپنے علاقے کو لوٹ گیا اور میں نے اس کے قابل تعریف اخلاق اور خوبیوں والے حسب کو آزمایا یہاں تک کہ اے سمندر تو ہمارے پاس سمندر پار کر کے آیا اور میں نے مشقت کے بعد مدد کی زیارت گاہ کی زیارت کی اور وہ قاف کے باوجود نعمتوں سے زیادہ لذت دہن ہوتی ہے اور پہلو تہی کے باوجود خوش گوار وصل سے زیادہ مرغوب ہے اور اگر یہ بات بری ہے کہ تو نے جدائی کے ساتھ اپنا کجاوہ اٹھایا ہے اور اس کے عوض تو نے دوست اور تیز رفتار اونٹ لیا ہے تحقیق مجھے اس بات نے خوش کیا ہے کہ تو نے بلند یوں کے افق پر خوش بختی کو دیکھا ہے اور تو مشرق کے افق پر ہدایت کا ستارہ بن کر طلوع ہوا ہے اور تو وعدہ کے ساتھ انوار کے ساتھ آیا ہے اور سواریاں ان کے سرداروں کو لے کر چلتی ہیں اور ان پر ایسے تیر ہیں جنہوں نے مقصد کے نشانے پر تیر مارا ہے اس کے گھر کی طرف جاتا کہ تو دیکھی بھالی جگہوں کی زیارت کرے کیونکہ عہد کی عمر کی ہے وہاں جبریل آتا ہے جب مشکلات کی رات چھا جاتی ہے تو تو ہمارے لئے روشنی کے واسطے

چقماق جلاتا آتا ہے اور جب تو اس کی ضرورت کے لئے سواروں کے ساتھ کوچ کرتا ہے تو تو قرب و بعد میں نفس کو سلام کرتا ہے اور جہاں تو نے مجھ سے عہد کیا تھا میں بادشاہ کے دروازے پر جاہ و عزت کے سایوں کو دراز کئے ہوئے ہوں اور عہد کو مضبوط کر رہا ہوں اور میں کتابوں اور کتابوں کے لشکر انشاء پر دازی سے تیار کر رہا ہوں اور ان کے پیش کرنے میں میری خوش قسمتی ہے اور ہم امام محمد سے نہر مبرہ کے دروازے میں پناہ لیتے ہیں اور جب اس کی برکت سے سخاوت کا سمندر رواں ہوتا ہے تو اس سے غیب و فراز میں طوفان آ جاتا ہے اور ہم امید کی کشتیوں پر سوار ہو کر احسان کی طرف گئے بخشش کے سمندر روکنے سے نہیں رکے میری جانب سے انصار کو صدق اور ایفاء عہد کے متعلق کون پیغام پہنچائے گا اور خلیفہ کو اس کے رب نے فتح کی چابیاں دی ہیں جنہیں خوش بختی کھینچ لائی ہے اور تجھ سے درے مدح و ستائش کے باغات کی خوشبو کی لپٹ ہے اور جب ہمسری جانب سے سخاوت صف بستہ ہوئی ہے تو وہ لپٹ فوقیت لے جاتی ہے اور اگر اسی تعریف کی خوشبو پھیلے تو ملک کہتی ہے اے ہمسری کیا کہنے اور بادلوں کی فضا میں جو صاف پانی ہے وہ گوارے کے پہلو میں تجھ سے زیادہ واضح نہ تھا اور مسکراتے پھول کے دانتوں پر جو ہنسم پڑی ہے وہ میری تعریف اور محبت سے زیادہ صاف و روشن نہیں اور نہ ہی چودھویں کا چاند اپنی تکمیل کے تاج کے ساتھ میری محبت سے زیادہ روشن اور میری تعریف سے زیادہ چلنے والا ہے اے ابن خلدون تو امام ہدایت بن کر زندہ رہے اور تو ہمیشہ ہی دنیا کی جنت غلہ میں رہے۔

دراس نے اس قول کے ساتھ یہ قصیدہ پہنچایا:

میرے آقا شیخ الاسلام اور خزانہ رسائے اسلام اور حاکمین سیوف و اقلام کو شرف بخشنے والے اور خواص کے جمال حکومتوں کے جوہر بادشاہوں کے دوست خلفاء کے منتخب بلندی کے راز قاضی کا نہ قدوة العلماء جید البلاء اللہ تم کو شاندار زندگی دے اور فقر کا جھنڈا ہانڈھے اور فضل کے مینار کو بلند کرے اور بزرگی کے ستون کو اٹھائے اور سیادت کے نشانات کو واضح کرے اور سعادت کی شعاعوں کو چھوڑے اور انوار ہدایت کو بہائے اور محامد کی زبانوں کو چلائے اور معارف کے افق کو روشن کرے اور عنایت کے گھاٹ کو شیریں کرے سلام کے تحائف کے ساتھ میں تجھے مخاطب کرتا ہوں اور تیری شان بلند ہے اور تیرے فضل کا مطلع بہت روشن ہے اگرچہ کسریٰ کا تعریفی سلام کم ہے اور تیرے نشان کی اجاع نہیں کی جاسکتی یہ گونگا سلام ہے جو واضح نہیں اور گنگناہٹ ہے جس سے وضاحت کرنے والی عربی لغت کرتی ہے یہ جہلاء کی جہالت ہے جس کے حروف پر بلندی منطبق نہیں ہو سکتی اور پوشیدگی نے اس کے نشانات کو مٹا دیا ہے اور اس کے گھوڑے کے نشانات جاہ ہو چکے ہیں اگرچہ دونوں سلاموں سے کبھی کبھی سواریاں دوڑی ہیں اور اپنی نے حرکت کی ہے مگر اسلام کے تہنہ سے ان دونوں کو کیا نسبت جو نسب کے لحاظ سے فخر میں اصل ہے اور سبب کے لحاظ سے فخر میں اصل ہے اور سبب کے لحاظ سے شرع سے زیادہ ملانے والے سے ہے پس بہتر یہ ہے کہ ہم تجھے وہ سلام کہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اپنے رسولوں اور انبیاء کو کہا ہے اور اس کے پڑوس میں ملائکہ نے اس کے دوستوں کو کہا ہے پس میں کہتا ہوں تم پر سلامتی ہو وہ اللہ کی رحمت کے بادل بھیجے گا اور محامد کے پھولوں کی کلیاں محائف سے کھول دے گا اور برکات کو ساتھ لے گا جو اس سے اچھے مقام کی ہوں گی اور میں علم و دین کے ساتھ گردش حالات کے متعلق نیا سوال کروں گا جس کے انوار سے ہدایت پانے والوں کے چراغ روشن ہوتے ہیں اللہ اس کی بہتری میں

اضافہ کرے اور اسے کامیابی سے روشناس کرے اور وہ فلاح کی اتباع کرے اور میں اقرار کرتا ہوں کہ میرے پاس جو تعظیم ہے میں ہر گھڑی اس کی بلندی پر چڑھتا ہوں اور خوش اعتقادی ماہ تمام کے چہرے سے چھائیاں دور کرتی ہے اور میں تیرے روشن ہاتھ سے تعریف کے صحائف نشر کرتا ہوں اس کے باوجود اے آقا آپ کے مخاطب کرنے کے بارے میں میرے سامنے مختلف راستے پیدا ہو گئے ہیں اور اگر میں آپ کے ہمہ گیر فضل اور خالص نسب میں اثر انداز ہونا شروع کر دوں تو قسم بخدا مجھے معلوم نہیں کہ تیرے فخر کی کوئی بیعت سے ظلم دور ہوتا ہے اور تیری ثناء کے کون سے سمندر میں قلم تیرا ہے بات بہت بڑی ہے اور سورج زیور اور لباس سے انکار کرتا ہے اور اگر میں فراق کی شکایت کروں اور شوق میں تجاؤز کروں اور سر کندے کی نوک صحائف کی مانگوں کو گرائی ہوئی سیاحی کے ساتھ رنگ سے رنگ دیتی ہے اور تیرے سوا جو لوگ ہیں وہ اس کے ساتھ گفتگو کرنے میں کاغذوں کے میدان میں سر کندوں کے گھوڑے دوڑاتے ہیں جو ابد اغ و اختراع کی انتہاء پر مستولی ہوتے ہیں پس یہ غم ہے جو روتا ہے اور فراق ہے جو شکایت کرتا ہے پس اللہ تعالیٰ میری خواہش کو جانتا ہے کہ میں تیری خبروں سے مسکراتی بھلیوں کے دانتوں کا سامنا کروں اور تیرے پاس پیغام لے جاؤں حتیٰ کہ سانسوں کے سفیروں کے ساتھ بھی لے جاؤں اور اس پیشانی کی سفیدی کو سورج کے چہرے اور ہادلوں کی چمک میں دیکھوں اور میں نے آپ کی طرف اپنی جملہ کتب اور قصائد بھیجے ہیں اور نہ وہ یکتا قصیدہ جو ان جواہر کو عیب لگاتا ہے جنہیں سمندر نے اپنے لئے مخصوص کر لیا ہے اللہ تعالیٰ ان کی ارواح کو پاک کرے اور ان کے بارے میں تجھے بڑا اجر دے اور وہ ایک سو پچاس اشعار سے زیادہ ہے مجھے معلوم نہیں وہ آپ کو پہنچا ہے یا ضائع ہو گیا ہے اور مسافت کی دوری سے اس کا پہنچنا مشکل ہو گیا ہے اور سوہن سے مجھے خیال آتا ہے کہ اس کے مقابلہ میں آپ سے کچھ صاف نہیں ہوا اور میں آپ کے ارادے کی بھلائی سے واقف ہوں اور اس وقت سے واقف ہوں جب ہم نے اس مشرقی افق میں عجیب پایا تھا اور مجھے آپ کی جانب سے کوئی کتاب نہیں ملی اگرچہ میں جانتا ہوں کہ ان میں سے دو کتابیں اس مغربی افق میں ضائع ہو گئی ہیں۔

اور اس خط میں اشارہ موجود ہے کہ اس نے حاکم مصر ملک الظاہر کی مدح میں قصیدہ بھیجا تھا اور وہ مجھ سے تقاضا کرتا ہے کہ میں اسے موقع ملنے پر سلطان کے سامنے پیش کروں اور وہ حمزہ کے قافیہ میں ہے جس کا مطلع یہ ہے:

جب چمک دار بادل نے آواز دی تو کیا آنسو گرے یا موتی

اور اس نے خط کے ضمن میں قصیدہ بھیجا اور عذر کیا کہ اس نے اس کی کاپی کا تقاضا کیا ہے پس میں نے حمزہ لکھا اور اس کا قافیہ الف تھا اور اس نے کہا کہ اس کا حق یہ تھا کہ اسے واؤ سے لکھا جاتا اس لئے کہ وہ واؤ سے بدل جاتا ہے اور حمزہ اور واؤ کے درمیان آسان ہو جاتا ہے اور حرف اطلاق اسے واؤ بیان کرتا ہے اور یہ فن کا مستقصی ہے اگرچہ بعض شیوخ کا قول ہے کہ جو شخص آسانی کے ساتھ ادا نہ کر سکتا ہو اس کی لغت میں اسے ہر حال میں الف لکھا جائے گا مگر یہ کوئی بات نہیں اور اس نے مجھے مذکورہ قصیدے کو مشرقی خط میں لکھنے کی اجازت دی تا کہ اس کا پڑھنا ان پر آسان ہو تو میں نے ایسا ہی کیا اور میں نے اصل اور اس کی کاپی سلطان کو پیش کی اور اسے اس کے پرائیویٹ سیکرٹری نے پڑھا اور اس میں سے مجھے کچھ بھی واپس نہ کیا اور میں نے اسے سلطان کے سامنے پیش کرنے سے قبل لکھنے کی کوشش نہ کی تو وہ میرے ہاتھ سے ضائع ہو گیا اور اس خط میں

ایک فصل تھی جس میں اس نے مجھے وزیر مسعود بن رحو کے حال سے متعارف کروایا تھا جو اس زمانے میں مغرب کا خود مختار امیر تھا اور اس نے ان کے خلاف جو بغاوت کی اور ان کے احسان کی ناشکری کی اسے بھی بیان کیا تھا اور وہ اس میں بیان کرتا ہے کہ

مسعود بن رحو نے بیس سال اندلس میں آسودگی کے ساتھ دنیا کی قیادت کرتے ہوئے اور جاہ و عیش کو پسند کرتے ہوئے قیام کیا اور اسے عثمان کے بیٹوں کی محبت کی اجازت دی گئی جیسا کہ آپ کو اس کی انشاء پر داندی کی کتب کی تحریر سے معلوم ہو چکا ہے جو جبل النجف میں الحضرۃ کے باشندوں کے لئے لکھی تھی جس وہ مملکت پر قابض ہو گیا اور دنیا کو حاصل کیا اور سلطان مرحوم کی کمزوری کے باعث مغرب کی امارت میں منفرد ہو گیا مگر یہ حقوق کے انکار سے ہوا اور اس کی بلند کمجور تلخ ہو گئی اور اس نے اپنی کمال کی سیاحت پر مافرمائی کی سیاحت کو فضیلت دی اور سہ سے سازش کی اور اس کے باشندوں کی فرمان برداری ختم ہو گئی اور انہیں گمان ہوا کہ قصبہ ان کے لئے قائم نہیں رہ سکا اور اس کے قائد شیخ الالبہ نے محاصرہ کو توڑ دیا اور کھلی جنگ کی اور ایوز کر یا میں شعیب جو جنگ کو بھڑکانے والا تھا جنگ میں ثابت قدم رہا اور اس نے اندلس کے لئے مدد مانگی اور جلد ہی اسے جبل اور مالقہ سے مدد مل گئی اور پے در پے مدد ملنے لگی اور اہل لیان شہر خوف زدہ ہو گئے اور اس کے شرفاء و اہل آگے اور قصبہ میں داخل ہو گئے اور اہل لیان شہر نے اپنے پڑوسیوں سے مدد مانگی اور ان کے پاس بھی اسی طرح مدد آگئی پھر صالحین نے اس مقام کی محبت میں دخل دیا اور جنگ بند ہو گئی اور اس دوران میں انہوں نے دوبارہ غداری کی اور حالات نے دستبردار سلطان ابوالعباس کو قصبہ آنے کی دعوت دی اور یہ کہ وہ وہاں سے نئی مرین وغیرہ کی رغبت کے باعث مغرب چلا جائے حالانکہ سلطان ابوالعباس مرحوم کے بیٹے نے ہی تم کو اپنے گھر کی ریاست دی تھی اور اپنے مددگاروں اور دوستوں پر تمہیں فضیلت دی تھی۔

اور اس کے بعد ایک اور فصل تھی جس میں اس نے مصر سے کتابوں کا تقاضا کیا تھا اور وہ اس میں بیان کرتا ہے کہ اگر پوری تفسیر کا بھیجا ممکن نہ ہو تو میرے آقا کو یہ بات پسند ہے کہ فاتحہ کے بارے میں فضلاء وقت اور ان کے اشیاخ کا کلام جس قدر ہو سکے مجھے بھیجا جائے کیونکہ میں اس کی تفسیر میں وہ کچھ لکھنا چاہتا ہوں جس سے مجھے اللہ کے ہاں نفع کی امید ہو اور آپ جانتے ہی ہیں کہ میرے پاس وہ تفسیر موجود ہے جسے عثمان الخجانی نے بھیجا تھا جو طبری کی تالیف ہے اور تفسیر ابوحیان کا پہلا جزو بھی ہے اور اس کے اعراب کا طعن اور ابن ہشام کی کتاب المغنی بھی ہے اور میں نے برآۃ کے بارے میں سنا ہے جو امام بہاء الدین ابن عقیل کی تفسیر ہے مگر مجھے ہمسلمہ کے سوا کچھ نہیں مل سکا اور ابوحیان نے اپنی تفسیر کے دیباچہ میں بیان کیا ہے کہ اس کا شیخ سلیمان النقیب یا ابوسلیمان تھا مجھے اب معلوم نہیں کہ اس نے بیان کے بارے میں دو جزو کی کتاب تصنیف کی تھی جسے اس نے اپنی کتاب تفسیر کبیر کا مقدمہ بنایا تھا پس اگر میرے آقا توجیہ کر سکیں تو کوئی حرج کی بات نہیں۔

اور کتاب میں متعدد اغراض کے بارے میں دیگر فصول بھی ہیں جن کے ذکر کرنے کی اس جگہ ضرورت نہیں پھر اس نے خط کو سلام پر ختم کیا اور اپنا نام لکھا محمد بن یوسف بن زمرک اور اس کی تاریخ ۲۰ محرم ۵۹۷ھ ہے۔

اور غرناطہ کے قاضی الجماعۃ ابوالحسن علی بن الحسن النبی نے مجھے لکھا

الحمد لله والصلوة والسلام علی سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ اے محبت والفت کے لحاظ سے میرے یکتا آقا اور قرب و

بعد میں روح کے ہر از اللہ تمہیں زعمہ رکھے اور تمہارے سیادت کو پورا بدلہ دے اور جب چاند ڈوب جائیں تو تمہاری سعادت کا چاند چمکتا رہے میں اپنے سلام کے بعد تمہیں سلام کہتا ہوں اور غرناطہ سے جو محبت آپ سے پیدا ہوئی تھی میں اس کا اقرار کرتا ہوں اللہ آپ کے ذکر سے اسے سنوارے اور اس کی خوشبو مہکتی رہے خواہ اس کی تری پر لبازمانہ گزر جائے اس کا شکر نہ مرجھائے اور جو ولایت آپ کے سپرد کی گئی تھی اور جس کی تلخی کو آپ نے برداشت کیا تھا اس سے تمہاری تاخیر کی اطلاع ملی تو میں نے مثال کے طور پر وہ شعر پڑھا جو ہمارے شیخ ابوالحسن بن الجباب نے اپنے دوست شریف ابوالقاسم کے قضاء کے کام سے علیحدہ ہونے پر کہا تھا۔

جب لوگ تیری بلندی شان سے واقف ہوں تو تیرا جلال انہیں اچھانے لگے اور اگر اسے اپنا سید حارستہ ملا تو وہ ہمیشہ تیری آگ کا قصد کرتی اور بخشش طلب کرتی۔

پھر مجھے تمہاری علیحدگی کی کیفیت کا حال معلوم ہوا کہ وہ سلطان مؤید سے بے رغبتی کے باعث ہوئی تھی پس میں لوٹا اور میں نے ان اشعار میں تمہارے مشاہدات کو پایا ہے۔

اے سخاوت اور بشارت کے چاند اللہ تیرا حامی ہو تو نے احکام میں فخر کے مقام کو حاصل کیا ہے مگر تو نے تقویٰ کے باعث ان سے استفادہ کیا ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ یہ صالحین کا طریق ہے اور تو سلامتی کے اس راستے پر چلا ہے جسے تو نے حشر و نشر کے لئے پسند کیا ہے اور حق بات یہ ہے کہ علم نے عزت کا وہ کام تیرے سپرد کیا ہے جس سے تو عمر بھر الگ نہیں ہو سکتا اور وہ شب و روز کے گزرنے کے باوجود حدت میں زیادہ ہوتا جاتا ہے اور روشن ستارے چلتے رہتے ہیں اور وہ نہیں چلتا اور جو احوال کو دیکھے گا ان کے درمیان وزن کرے گا اور ذلیل دنیا دار کو کتنے خطرات درپیش ہیں اور وہ کئی قسم کی امارتوں کو چھوڑنے والا ہے اور برائی کا مقابلہ کرنے برا نہیں پس تجھے مبارک ہو اور تو نے اس میں بے رغبتی کرنے اور بوجھ سے بچنے کی وجہ سے اس کا اہل ہے اور تو اپنے حاسدوں کی پرواہ نہ کر وہ سگریزے ہیں اور سگریزے موتیوں کا مقام حاصل نہیں کر سکتے اور جو لوگوں کے ساتھ خالصتہً اللہ حسن سلوک کرے وہ بہت اجر حاصل کرتا ہے تو بزرگی کی بلندی کے لئے زعمہ ہے اور اس کے حرم کی حفاظت کرتا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے اس کے بارے میں خدا تعالیٰ نے تیرے لئے آواز دی ہے۔

سیدی رضی اللہ عنہ وارضاکم

آپ نے اپنے خط میں اس سلطان کی مدح کو بڑا طول دیا ہے جس نے قضاء کے کام سے علیحدگی اختیار کرنے اور بری کرنے میں آپ کی مدد سے شاد کام کیا ہے اور آپ نے دوستوں سے اس کے لئے دعا کا مطالبہ کیا ہے اور اس کام کی طرف آپ کی راہنمائی کرنے کے کیا کہنے ہیں اس کے لئے دعا کرنا ایسا ضروری امر ہے جس میں امور کی استقامت اور خواص اور جمہور کی بہتری ہے اور اس موقع پر اس علاقے کے علماء اور صلحاء کی آوازیں اس کے واسطے دعائے خیر کے لئے بلند ہوئیں اللہ تعالیٰ اسے بہتر طور پر قبول فرمائے اور آپ لوگوں میں سے ہر ایک کی خواہشات کو پورا کرے اور آپ بھی اسی طرح علم و جلالت اور فضل و اصالت والے ہیں اور آپ نے اس ملک میں بڑی عظمت اور سعادت حاصل کی ہے لیکن اللہ نے چاہا ہے کہ آپ کے عظیم محاسن کا اس ملک میں ظہور ہو اور ہر اعتبار سے کام کے بعد کام پیدا ہوتے رہتے ہیں پس جہاں آپ ہیں زمانہ وہیں فخر کرتا ہے اور تمہارے لئے محامد جمع ہیں اور جب مولانا سلطان ابو عبد اللہ تمہارے خط سے آگاہ ہوئے تو انہوں نے

تمہارے مقاصد کی بہت تعریف کی اور آپ کی خوبصورت محبت اور صحیح اعتقاد ثابت ہو گیا اور اس نے آپ کی تعریف میں اپنی مجلس کو آباد کیا۔

پھر اس نے سلام کے ساتھ خط ختم کیا جو اس کے کاتب علی بن عبد اللہ بن الحسن نے لکھا تھا اور اس پر صفر ۷۷۷ھ کی تاریخ ڈالی تھی اور اس میں اس کا اپنا تحریر کردہ ایک ملفوف تھا جس میں اس نے اچھا لکھنے میں کوتاہی کی تھی اس کا متن یہ تھا:

سیدی رضی اللہ عنکم وارضاکم

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی آرزوؤں میں کامیاب کرے میں آپ سے معذرت خواہ ہوں کہ میرا یہ ملفوف خط میری اپنی تحریر میں نہیں ہے اس وقت میں عارضہ چشم میں مبتلا ہوں اور آپ کو صحت کاملہ حاصل ہو اور آپ کی سخاوت مجھ پر حاوی رہے بسا اوقات آپ کو اس مدت میں مغرب میں نازل ہونے والے نقشہ کا انتظار رہتا ہے اللہ اس کا خاتمہ کرے اور مسلمانوں کے ملک کو پر امن بنا دے اور ان کے امیر و ائیں کی خدمت کا بہتر حصہ اس کے اور اس کے وزیر اور اس کے مشورہ کے مددگاروں کے لئے نمایاں ہوا ہے جس کا روکنا مرہون ہے اور اس نے انہیں پابجولاں رکھا ہوا ہے یہاں تک کہ سب سے شہر کے خلاف بغاوت ہو اور اس حصہ کا قائد ایک عجمی ہے جسے ہند کہتے ہیں اور اس کے جواں سال ساتھی کو نصر اللہ کہتے ہیں اور قضیہ کے بارے میں بڑا تردد پیدا ہو گیا یہاں تک کہ تقدیر نے سلطان ابوالعباس کی روانگی کو نمایاں کیا جسے اللہ نے دوسرے حصے میں فرج بن رضوان کی صحبت عطا کی اور سواروں سے جو کچھ معلوم ہوا ہے اس کے مطابق یہی کچھ ہوا ہے اب بات کرنے کی گنجائش نہیں۔

پھر اس نے خط کو ختم کیا اگرچہ اس تالیف کی اغراض سے خارج ہیں مگر میں نے انہیں صرف اس لئے لکھا ہے کہ ان میں ان واقعات کی تحقیق پائی جاتی ہے حالانکہ وہ اپنی اپنی جگہوں پر بیان ہو چکے ہیں اور بسا اوقات محقق اس مقام سے ان کی تحقیق کا محتاج ہوتا ہے اور فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد اللہ کی مہربانی میں گھرے ہوئے قاہرہ واپس آ گیا اور سلطان سے ملا اور سلطان مجھے اپنے مشہور و معروف حسن سلوک اور عنایت سے ملا اور سلطان کو مصیبت نے آ لیا جس سے اللہ نے اسے آزما دیا اور اس سے درگزر کیا اور اس کے انجام کو بخیر کیا پھر اس نے دوبارہ اسے تخت حکومت پر بٹھایا کہ اس کے بندوں کے مفاد پر غور کرے اور اسے وہ ہار پہنا دیا جو اس نے پہلے اسے پہنایا تھا اور اس نے دوبارہ مجھے خوش حال کر دیا اور میں گوشہ نشینی کی چادر زیب تن کر کے اور عافیت سے شاد کام ہو کر گھر میں گوشہ نشین ہو گیا اور ۷۷۷ھ کے آغاز میں درس و تدریس میں مشغول ہو گیا اور اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی مہربانی کے عطیات سے متعارف کروائے اور ہم پر اپنی پردہ پوشی کے دامن کو دراز کرے اور اعمال صالحہ پر ہمارا خاتمہ کرے اور یہ میرا آخری قول ہے اور جس غرض کے لئے میں نے یہ کتاب لکھنا چاہی تھی وہ پوری ہو گئی ہے۔

واللہ الموفق برحمہ للصواب و الہادی الی حسن المآب و الصلوٰۃ والسلام علی سیدنا و مولانا محمد و علی آلہ و الاصحاب و الحمد للہ رب العلمین۔

